خلیفہ اعلیٰ حضرت، امام المحدثین حضرت علامہ مفتی سید محمد دیدار علی شاہ
محدث الوری کی حیات و خدمات، اسناد و شجرات، اساتذہ و مشائخ اور
خاندان و تلامذہ کے حالات پر مشتمل تحقیقی کتاب

حیاتِ امام المحدثین



مزار مبارک
مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش:
المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)
Islamic Research Center

خلیفہ اعلیٰ حضرت، امام المحدثین

حضرت علامہ **مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری** کی حیات و خدمات، اسناد و شجرات، اساتذہ

ومشائخ اور خاندان و تلامذہ کے حالات پر مشتمل تحقیقی کتاب

حیاتِ امام المحدثین

مُؤَلِّف

مولانا حاجی ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی

(رکن مرکزی مجلس شوریٰ، دعوت اسلامی)

پیش کش: **مجلس اَلْمَدِیْنَةُ الْعِلْمِیَه**

ناشر

مکتبۃ المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ

نام کتاب: حیاتِ امام المحدثین

تحقیق و تالیف: مولانا ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی

پہلی بار: محرم الحرام ۱۴۴۶ھ بمطابق جولائی ۲۰۲۴ء

تعداد:

ناشر: مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲۹ شَوَّالُ الْمُکَرَّم ۱۴۴۰ھ   حوالہ نمبر:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "حیات امام المحدثین" پر مجلس تَفْتِیْشِ کُتُب و رَسائل کی جانب سے نَظَرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کُفریہ عِبارات، اَخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر مُلاحَظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کِتابت کی غَلَطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تَفْتِیْشِ کُتُب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

03-07-2019

Go to Index

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرور تاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ علم میں ترقی ہوگی۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”حیات امام المحدثین“ کے 16 حروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی ”16 نیّتیں“

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

دو مَدَنی پھول

(۱) بِغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عَمَلِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(1) ہر بار حمد و صلوٰۃ اور (2) تعوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صَفْحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (3) رِضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ (4) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ (5) قرآنی آیات اور اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا۔ (6) جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسْمِ مبارَک آئے گا وہاں **صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم** (7) جہاں جہاں کسی **صحابی** کا نام آئے گا وہاں **رضی اللہ عنہ** اور (8) جہاں جہاں کسی **بزرگ** کا نام آئے گا وہاں رحمۃ اللہ علیہ پڑھوں گا۔ (9) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا۔ (10) اس کتاب میں جن جن بزرگوں کا نام آیا ہے، انہیں فاتحہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کروں گا۔ (11) (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا۔ (12) (اپنے ذاتی نسخے کے) ”یادداشت“ والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ (13) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (14) اس حدیثِ پاک ”تَہَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔[2] پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دے کر اور اس کتاب کا مطالَعہ کر کے اس کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ (15) کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا (ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔ (16) اس روایت عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[3] پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیے گئے واقعات دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لُوٹوں گا۔

[1] معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942
[2] موطا امام مالک، 2/407، حدیث: 1731
[3] حلیۃ الاولیاء، 7/335، رقم: 10750

المدینۃُ العلمیۃ
(Islamic Research Centre)

عالَمِ اسلام کی عظیم دینی تحریک دعوتِ اسلامی نے مسلمانوں کو درست اسلامی لٹریچر پہنچانے اور اس کے ذریعے اصلاحِ فرد و معاشرہ کے عظیم مقصد کے لئے 1421ھ مطابق 2001ء کو جامعۃ المدینہ گلستانِ جوہر کراچی میں المدینۃ العلمیۃ کے نام سے ایک تحقیقی ادارہ قائم کیا جس کا بنیادی مقصد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق شائع کروانا تھا۔ جمادی الاولیٰ 1424ھ / جولائی 2003ء کو اسے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ کراچی میں منتقل کر دیا گیا۔ امیر اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کا عزم پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ ادارہ چھ شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ پھر ان میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ اس کی کراچی کے علاوہ ایک شاخ مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد، پنجاب میں بھی قائم ہو چکی ہے، دونوں شاخوں میں 120 سے زائد علما تصنیف و تالیف یا ترجمہ و تحقیق وغیرہ کے کام میں مصروف ہیں اور 2021ء تک اس کے 24 شعبے قائم کئے جا چکے ہیں:

(1) شعبہ فیضانِ قرآن (2) شعبہ فیضانِ حدیث (3) شعبہ فقہ (فقہ حنفی و شافعی) (4) شعبہ سیرتِ مصطفےٰ (5) شعبہ فیضانِ صحابہ واہلِ بیت (6) شعبہ فیضانِ صحابیات وصالحات (7) شعبہ فیضانِ اولیا وعلما (8) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت (9) شعبہ تخریج (10) شعبہ درسی کتب (11) شعبہ اصلاحی کتب (12) شعبہ ہفتہ وار رسالہ (13) شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی (14) شعبہ تراجم کتب (15) شعبہ فیضانِ امیر اہلِ سنّت (16) ماہنامہ فیضانِ مدینہ (17) شعبہ دینی کاموں کی تحریرات ورسائل (18) دعوتِ اسلامی کے شب وروز (19) شعبہ بچّوں کی دنیا (20) شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی (21) شعبہ گرافکس ڈیزائننگ (22) شعبہ رابطہ برائے مصنفین و محققین (23) شعبہ خواتین اور (24) انتظامی امور قائم ہیں۔

المدینۃ العلمیۃ کے اغراض و مقاصد یہ ہیں: ☆ باصلاحیت علمائے کرام کو تحقیق، تصنیف و تالیف کیلئے

پلیٹ فارم مہیا کرنا اور ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا۔ ☆قرآنی تعلیمات کو عصری تقاضوں کے مطابق منظر عام پر لانا۔ ☆افادۂ خواص و عوام کیلئے علومِ حدیث اور بالخصوص شرحِ حدیث پر مشتمل کتب تحریر کرنا۔ ☆سیرتِ نبوی، عہدِ نبوی، قوانینِ نبوی، طبِ نبوی وغیرہ پر مشتمل تحریریں شائع کرنا۔ ☆اہلِ بیت و صحابہ کرام اور علما و بزرگانِ دین کی حیات و خدمات سے آگاہ کرنا۔ ☆بزرگوں کی کتب و رسائل جدید منہج و اسلوب کے مطابق منظر عام پر لانا بالخصوص عربی مخطوطات (غیر مطبوع) کتب و رسائل کو دورِ جدید سے ہم آہنگ تحقیقی منہج پر شائع کروانا۔ ☆نیکی کی دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو مستند مواد فراہم کرنا۔ ☆دینی و دنیاوی تعلیمی اداروں کے طلبہ کو مستند صحت مند مواد کی فراہمی نیز درسِ نظامی کے طلبہ و اساتذہ کے لئے نصابی کتب عمدہ شروحات و حواشی کے ساتھ شائع کرکے انکی ضرورت کو پورا کرنا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کی شفقت و عنایت، تربیت اور عطا کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی پانے، نئی نسل کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنے، انہیں باعمل مسلمان اور ایک صحت مند معاشرے کا بہترین فرد بنانے، والدین و اساتذہ اور سرپرست حضرات کو اندازِ تربیت کے درست طریقوں سے آگاہ کرنے اور اسلام کی نظریاتی سرحدوں اور دین و ایمان کی حفاظت کیلئے المدینۃ العلمیۃ نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک جو کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے بشمول المدینۃ العلمیۃ دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں، اداروں اور شعبوں کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تاریخ: 15 شوال المکرم 1442ھ / 27 مئی 2021ء

مقدمہ

دین اسلام کی معلومات حاصل کرنے کے لیے اللہ پاک کی نازل کردہ کتاب قرآن کریم کے بعد حدیث پاک بنیادی درجہ رکھتی ہے۔ حدیث پاک اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے **قول** (خواہ وہ صراحۃً ہو یا حکماً) **فعل** اور **تقریر** (یعنی آپ کے سامنے کوئی عمل ہوا اور آپ نے منع نہ فرمایا یا کسی صحابی نے کوئی بات کہی اور آپ نے اسے منع نہ فرمایا بلکہ خاموش رہے اور عملاً اسے ثابت رکھا) کو کہتے ہیں۔ (1)

حدیث پاک ہم تک راویانِ حدیث کے ذریعے پہنچی ہے۔ ان راویوں کے بارے میں معلومات کے لیے علم حدیث کی ایک شاخ **علم اَسماءُالرِجال یا علمُ الرِجال** کی بنیاد رکھی گئی۔ اسے **علمُ الجرح والتعدیل** بھی کہا جاتا ہے۔ اس علم میں کثیر کتب مثلاً الاصابة فی معرفة الصحابة، میزان الاعتدال، الثقات لابن حبان، الکمال فی اسماء الرجال اور تہذیب التہذیب لابن حجر وغیرہ تحریر کی گئیں۔ اسی طرح کا ایک **علم تراجم یا علم سوانح رجال** بھی ہے جس میں نہ صرف راویانِ حدیث بلکہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں مثلاً رُسل وانبیائے کرام، خُلفا واُمرا، مجاہدین و قائدین، فقہاو قرا، علماو مشائخ عِظام، ادبا و شعرا، ماہرین علوم اور مصنفین کتب وغیرہ کے حالات زندگی جمع کئے جاتے ہیں۔ اسے علم تاریخ کی ایک شاخ کہا گیا ہے۔ مسلمانوں نے ان دونوں فنون میں بہت زیادہ کام کیا ہے۔ علم تراجم کا دائرہ تو بہت وسیع ہے۔ اس میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، انہیں چند قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- طبقات کے اعتبار سے کتب مثلاً سیرت میں ☆سیرت الانبیاء، سیرت ابن ہشام، سیرت ابن اسحاق، شفاشریف ☆سیرتِ صحابہ میں الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، اسد الغابہ ☆سیرتِ محدثین میں الطبقات الکبیر، تذکرۃ الحفاظ، الضعفاء لامام بخاری، سیر اعلام النبلاء
- ملکوں اور شہروں کے اعتبار سے مثلاً تاریخ بغداد، تاریخ دمشق، تاریخ نیشاپوری لحاکم نیشاپوری
- فقہی مذہب کے اعتبار سے مثلاً الطبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ، طبقات الشافعیہ لسبکی

(1) مقدمہ فی اصول الحدیث، ص33، مکتبۃ المدینہ

- خاص علم وفن کے اعتبار سے مثلاً معرفۃ القراء الکبار لذہبی، طبقات الصوفیہ لسلمی، کتاب القضاۃ
- خاص شخصیات کے اعتبار سے مثلاً مناقب الامام ابی حنیفہ، مناقب الامام الشافعی لابن حجر
- خاص صدی یازمانے کے اعتبار سے مثلاً خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ
- حروفِ تہجی کے اعتبار سے مثلاً ذخیرۃ الحفاظ المخرج علی الحروف والالفاظ للمقدسی، الاعلام لزرکلی
- وفات کے اعتبار سے مثلاً الوافی بالوفیات، الوفیات لابن رافع وغیرہ کتب موجود ہیں۔

بزرگوں کے حالاتِ زندگی لکھنے کے مقاصد وفوائد

کتب میں بزرگوں کے حالاتِ زندگی لکھنے کے کئی مقاصد وفوائد ہیں، جن میں سے چند یہ بھی ہیں:

1. برکت کا حصول کہ روایت میں ہے: عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ یعنی نیک لوگوں کے ذِکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔[1]
2. اعترافِ عظمت اور خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے کہ انھوں نے دین اسلام کی سربلندی اور احیائے سنّت کیلئے اپنی زندگیاں وقف کردیں، ان کے حالات وخدمات کو جمع کرکے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
3. نصیحت حاصل کرنے کے لیے کہ ان کی قربانیوں کا تذکرہ پڑھ کر بندے کا دل عمل کی جانب متوجہ ہوتا ہے۔
4. ماضی سے واقفیت کے لیے کہ ماضی میں آجکل کے نیو ایجادات والے دور کی طرح زندگی آسان نہ تھی، اس کے باوجود انھوں نے دین اسلام کی ترقی کے لیے مشکل سفر کئے، ہاتھ و قلم سے کتب لکھیں وغیرہ اس سے دینی خدمت کا ذہن بنتا ہے۔
5. دُرست واقعات کی چھان بین کے لیے کہ بعض نادان مالی یادنیاوی فائدے کے لیے اپنے بزرگوں کے بارے میں جھوٹی باتیں مشہور کردیتے ہیں، درست واقعات لکھنے اور محفوظ کرنے سے اس کا سدِباب ہوتا ہے۔

[1] حلیۃ الاولیاء، 7/335، رقم: 10750

6. موجودہ اور نئی نسل کو بزرگوں کی زندگی سے روشناس کرنے کے لیے تاکہ انہیں علم و عمل کا جذبہ ملے اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہو۔

7. حوصلہ بلند کرنے کے لیے کہ بعض حالات وواقعات بندے کی ہمت توڑنے لگتے ہیں مگر جب وہ اپنے بزرگوں کی استقامت اور اعلیٰ جذبات وواقعات پڑھتا ہے تو ہمت واستقامت نصیب ہوتی ہے۔

8. کردار کی مضبوطی کے لیے کہ جب بزرگوں کے اعلیٰ کردار کو پڑھا جاتا ہے تو کردار و عمل میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔

9. عقیدت و محبت میں اضافے کے لیے کیونکہ بزرگوں کی عقیدت و محبت جتنی زیادہ ہوگی، ان کے نقش قدم پر چلنا آسان ہوگا۔

10. نسبت کی مضبوطی کے لیے، بندہ جس سلسلے سے منسلک ہوتا ہے جب اس کے بزرگوں کے حالات وواقعات پڑھتا ہے تو نسبت میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔

11. دنیاو آخرت کو بہتر بنانے کے لیے کہ صالحین کا ذکر کارِ ثواب ہے اور ان کے واقعات سے حسن مُعاشرت اور آخرت کی تیاری کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔

12. روزِ قیامت صالحین و مقربین کی شفاعت کے لیے کہ یہ قیامت کے دن اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنے وابستگان اور اہلِ محبت گناہگاروں کی شفاعت کریں۔ اس طرح کے کثیر فوائد ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ان کے تذکرے پڑھنے سے دل و دماغ روشن ہوتا اور عمل کی ترغیب ملتی ہے۔ عبادت کا ذوق و شوق نصیب ہوتا ہے۔ ایمان کو قوت پہنچتی ہے۔ خوف خدا اور محبت رسول اللہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ رب کی عطا سے بزرگوں کی ارواح طیبہ متوجہ ہوتی ہیں۔ رزق، عمر، اولاد میں برکت اور نیک اعمال میں ترقی ہوتی ہے۔ بلاو مصیبت سے نجات اور نفس و شیطان کے حملوں میں فتح نصیب ہوتی ہے۔

امام المحدثین کی عظمت

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری کے عظیم عالم دین، محدثِ کبیر، مفسر قرآن، مفتی اسلام، شیخ طریقت، خلیفہ اعلیٰ حضرت، استاذ العلماء والمحدثین، تقویٰ

وقناعت کے پیکر، علم و عمل کے جامع، پرجوش رہنما، بہترین خطیب، مصنف کتب ورسائل، تین زبانوں عربی، اردو اور فارسی کے صاحبِ دیوان شاعر تھے۔

آپ کی پیدائش 1273ھ مطابق 1856ء کو الور، راجستھان ہند میں ہوئی اور 22رجب 1354ھ مطابق 20 اکتوبر 1935ء کولاہور میں وصال فرمایا۔ تدفین جامع مسجد سید دیدار علی شاہ (محمدی محلہ، اندرون دہلی گیٹ، لاہور) سے متصل ہوئی۔ آپ نے اپنے زمانے کے عظیم علماو محدثین سے علوم وفنون میں کمال حاصل کیا، عارفانِ زمانہ کے فیوض وبرکات سے مالامال ہوئے اور پھر زندگی بھر علم وعرفان کو تقسیم کرنے میں سرگرم عمل رہے۔ آپ کی پوری عمر مسلسل جدوجہد اور علم وعمل کا مجموعہ تھی۔ مثلاً ☆الور میں درس قرآن ☆مدرسہ قوت الاسلام الور اور مرکزی انجمن ودار العلوم حزب الاحناف لاہور کا قیام ☆جامع مسجد ممبئ، تاریخی جامع مسجد آگرہ اور جامع مسجد وزیر خان لاہور میں خطابت ☆فتاویٰ نویسی ☆جماعت انصار الاسلام اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے ساتھ تعاون ☆مختلف فتنوں مثلاً تحریک ارتداد اور فتنہ قادیانیت وغیرہ کا مقابلہ ☆آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاسیسی اجلاس میں شرکت ☆تفسیر میزان الادیان وغیرہ کئی کتب کی تصنیف ☆مدرسہ ارشاد العلوم رامپور، مدرسہ حنفیہ پٹنہ اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں تدریس ☆لاہور میں دورہ حدیث شریف کا آغاز ☆ہند بھر میں بیانات اور وعظ و نصیحت کرتے رہے۔

یہ وہ خدمات ہیں جن کو خراجِ تحسین پیش کرنے اور اعتراف عظمت کے لیے ضرورت تھی کہ آپ کے تفصیلی حالاتِ زندگی اور کارناموں کو ایک تحقیقی انداز میں جمع کیا جائے۔ شرفِ ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: فضيلة الشيخ، جلالة العلم والمعرفة، محدثِ عصر حضرت علامہ مولانا سید دیدار علی شاہ الوری قدس سرہ العزیز ایسی ہی جامع صفات اور نادرِ روزگار شخصیت تھے۔ ان کی دینی خدمات اس لائق ہیں کہ ان پر علمی و تحقیقی مقالے لکھے اور شائع کئے جانے چاہئیں۔[1]

تفصیل تو آپ آنے والے صفحات میں پڑھیں گے البتہ ایک اہم بات کا تذکرہ یہاں کرتا ہوں کہ جب آپ لاہور تشریف لائے تو اہل سنت کے اکابر اور فعال علمائے کرام مثلاً یادگارِ اسلاف علّامہ غلام قادر ہاشمی سیالوی بھیروی اور مناظرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری ہاشمی نقشبندی وغیرہ وصال فرما چکے

[1] نور نور چہرے، ص353

تھے۔ اہل سنت کا مشہور دار العلوم انجمن نعمانیہ اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور باعتبارِ انتظامی اُمور کمزور ہو چکا تھا۔ پنجاب، کشمیر، سرحد (موجودہ، خیبر پختون خواہ)، بلوچستان اور سندھ کے طلبۂ علم دین دورۂ حدیث کرنے کے لیے دہلی، رامپور، پیلی بھیت، بریلی شریف اور مرادآباد وغیرہ وسط ہند جاتے تھے۔ کئی علما دوری و مسافت کی وجہ سے دورہ حدیث نہیں کرپاتے تھے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور یا کسی مرکزی شہر میں دورۂ حدیث شروع کیا جائے۔ آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور غالباً 1925ء میں دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز فرمایا۔ اس میں معاونت کے لیے اپنے لائق وفائق صاحبزادے عظیم فقیہ و محدث حضرت علامہ مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری محدث لاہوری کو مدرس مقرر فرمایا۔ یہ دورۂ حدیث نہ صرف پون صدی جاری رہا بلکہ اس سے ایسے محدثین تیار ہوئے جن کے شروع کئے گئے دورۂ حدیث اب بھی جاری ہیں۔ آپ کے اس تاریخی کارہائے نمایاں اور احسان عظیم کو اہل پاکستان کسی طرح بھی فراموش (Thankless) نہیں کر سکتے۔

فقیر قادری چند سالوں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلفا و تلامذہ پر کام کر رہا ہے، اب تک درجن بھر تحقیقی مقالات لکھ چکا ہے۔ مگر جب امام المحدثین کے بارے میں مقالہ لکھنے کا آغاز کیا تو یہ سوانح حیات کی صورت اختیار کر گیا۔ یہ سب صاحبِ حیات امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ اور میرے پیر و مرشد، امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کا روحانی فیضان ہے۔ ورنہ فقیر قادری کی تنظیمی مصروفیت واسفار اور دیگر مسائل کی وجہ سے یہ کام نہ ہو پاتا۔ اس کام میں کچھ ماہ نہیں کئی سال لگے ہیں۔ اس کی ایک وجہ اس کا تحقیقی انداز ہے۔ بقول پیرزادہ اقبال احمد فاروقی تحقیقی بیڑیاں (قیدی کو پاؤں میں پہنانے والی زنجیریں) تیز قدم نہیں چلنے دیتیں۔ حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بات بغیر تحقیق نہ لکھی جائے۔ بعض اوقات کسی بات کی تلاش میں چھ چھ سو صفحات کی کتب دیکھ ڈالیں مگر مطلوبہ ایک لفظ بھی ہاتھ نہ آیا۔ مزید یہ کوشش بھی کی ہے کہ امام المحدثین کی یہ سوانح جامع ہو مگر آپ کی وفات کو تقریباً 89 سال ہو چکے ہیں اور آپ کے حالاتِ زندگی پر مواد بھی کم ملتا ہے، اس لیے آپ کی زندگی کے کئی گوشے تشنہ رہ گئے ہیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ آپ کے خاندان کے کوئی مردِ مجاہد اس کام کا بیڑا اٹھائیں اور اس تحقیقی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

اس کتاب کی خصوصیات

1. تحریر کو آسان، مختصر اور جامع بنایا گیا ہے۔
2. صاحب سوانح کے حالاتِ زندگی ایک ترتیب سے ابواب وفصول کے تحت جمع کئے گئے ہیں۔ پہلے ابواب امام المحدثین کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہیں، ضمناً آپ کے خاندان کا مختصر تذکرہ بھی شامل کر دیا ہے، بعد کے ابواب میں آپ کے اساتذہ، اسناد اور ان کے راویوں کے حالات، مشائخ اور ان کے شجرات اور آخر میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ ہے۔
3. ہر بات کا حوالہ لکھنے کی کوشش کی ہے یعنی اگر کوئی بات منقولی ہے تو اس کا حوالہ دیا ہے اور اگر ذاتی مشاہدے یا کسی سے رابطے کے ذریعے معلوم ہوئی ہے تو مذکورہ مقام پر اس کی بھی وضاحت کر دی ہے۔
4. ضرورۃً اور ضمناً آپ کے زمانے کے حالات وواقعات، تحریکات ومشکلات کو بھی مختصراً ذکر کرنے کی کوشش کی ہے۔
5. اس کتاب میں چونکہ امام المحدثین سے متعلق مختلف شخصیات، اداروں اور جگہوں وغیرہ کا بھی تذکرہ ہوا، لہٰذا جن چیزوں کی وضاحت متن میں طوالت کا باعث تھی مگر ضمناً ان کے تعارف کی حاجت بھی ضروری تھی تو پوری کتاب میں ضمناً مذکور ایسی تمام شخصیات، علاقوں، جگہوں، کتب، اداروں اور ماہناموں وغیرہ کا جہاں بھی پہلی بار تذکرہ ہوا تو ایسے تمام مقامات کو کلر کر کے ان کی تفصیل کتاب کی آخری فصل میں حروفِ تہجی کے اعتبار سے الگ الگ ذکر کر دی ہے۔
6. پوری کتاب میں جن محدثین، قرا، علما، مشائخ اور شخصیات کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے، ان کی تعداد تقریباً800 ہے۔ اسی طرح ایک محتاط جائزے کے مطابق صرف آخری فصل میں جن باتوں کی وضاحت کی گئی ہے، ان میں سے صرف مقامات کی تعداد تقریباً100، مساجد کی تعداد تقریباً9، مدارس وجامعات کی تعداد تقریباً16، ماہناموں کی تعداد تقریباً4، تنظیموں اور تحریکوں کی تعداد تقریباً14 اور کتب کی تعداد تقریباً18 ہے۔

اس کتاب کے مواد کے حصول اور تحقیق میں کثیر لوگوں سے رابطہ کیا جن میں اکثر حضرات نے تعاون فرمایا، فقیر قادری سب کا شکر گزار ہے بالخصوص حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ سید محمد نثار اشرف رضوی

اشرفی (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پی ایچ ڈی اسکالر، سجادہ نشین دربارِ عالیہ سید دیدار علی شاہ مشہدی، اندرون دہلی گیٹ لاہور) نے نہ صرف مواد مہیا کیا بلکہ ہر ممکن تعاون بھی کیا۔ حضرت صاحبزادہ سیّد حیدر مصطفٰی رضوی مشہدی (ناظم اعلیٰ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور)، برادرِ اسلامی استاذالحدیث حضرت مولانا حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی، مولانا حافظ محمد افضل عطاری مدنی (سابق نگران مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ، موجودہ نگران شعبہ تحفظ اوراق مقدسہ) قاری ابرار احمد عطاری آف لاہور اور حاجی محمد ارشد عطاری (طالب علم جامعۃ المدینہ نائیٹ، متصل جامع مسجد عکس گنبد خضریٰ مسجدمال روڈ لاہور) نے بھی تعاون فرمایا۔ کمپوزنگ کا کام فقیر قادری نے خود کیا، کچھ مدد ضمیر احمد عطاری نے بھی کی۔ کچھ فائلوں کی پروف ریڈنگ مولانا حامد سراج عطاری مدنی سلمہ نے فی سبیل اللہ کی۔ فارمیشن اور مکتبۃ المدینہ کو بھیجنے کے تمام تقاضے مولانا ابرار اختر القادری سلمہ نے پورے کئے۔ کام کی تکمیل پر ایک پروف ریڈنگ مولانا سراج احمد عطاری نے بھی کی۔ فارمیشن کے کچھ کام میرے بیٹے ماجد رضا عطاری (طالب علم درجہ ثالثہ مرکزی جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ کراچی) نے بھی سرانجام دیئے۔ دفتری امور میں بھرپور تعاون مولانا حافظ ابو معاویہ جہانزیب عطاری مدنی کا بھی رہا۔ شرعی تفتیش دار الافتاء اہلسنت کے مفتی عبد الماجد عطاری مدنی صاحب نے فرمائی۔ اللہ پاک سب کو دونوں جہان کی بھلائیوں سے مالامال فرمائے۔ کتاب کی تحقیق میں چونکہ کئی مقامات پر بالواسطہ وبلا واسطہ مشاہدات و معلومات پر بھی بھروسا کرنا پڑا، لہٰذا اگر کتاب کے مندرجات میں کہیں کوئی سقم پائیں یا مزید معلومات شئیر کرنا چاہیں تو فقیر قادری سے اسلامک ریسرچ سنٹر دعوتِ اسلامی کے آفیشل ای میل ایڈریس کے ذریعے رابطہ فرماسکتے ہیں۔ فقیر قادری اللہ پاک سے کتاب کی تیاری میں اخلاص کی کمی پر عفو و مغفرت کا سوالی ہے۔ اللہ پاک اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے فقیر قادری، اس کے والدین، بہن بھائیوں، گھر والوں اور بچوں (ماجد رضا عطاری، حامد رضا عطاری اور شعبان رضا عطاری) کے ایمان کی سلامتی اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا سبب بنائے۔ اٰمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

فقیر قادری ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی عفی عنہ

رجب المرجب 1445ھ مطابق جنوری 2024ء

عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی

حیات امام المحدثین ایک نظر میں

نام: سید محمد دیدار علی شاہ بن سید نجف علی شاہ

نسبتیں: رضوی، مشہدی، الوری، نقشبندی، فضل رحمانی، قادری، اشرفی، چشتی۔

کنیت: ابو محمد یا ابو المحمود

تخلص: دیدار

القابات: امام المحدثین، جامع منقولات و معقولات، حاوی کلیات و جزئیات، محقق بے عدیل، مدقق بے مثیل، عالم راسخ، جلیل المشائخ، افضل الفقہاء، اکمل الفضلاء، سلطان الواعظین، مرجع الفقہاء والمحدثین، بدر المحدثین، سید المفسرین، سند المناظرین، سر خیل اولیاء، شیخ الحدیث والتفسیر، امامِ اہل سنت، خطیب ذیشان، مفسر قرآن، مخدوم العصر، وحید الدہر، رئیس ریاستِ الور، اباجی حضور وغیرہ

حالاتِ زندگی	ہجری سن	عیسوی سن
پیدائش (محلہ نواب پورہ الور، راجستھان، ہند)	1273ھ	1856ء
فراغت درس نظامی و دورۂ حدیث شریف	1295ھ	1878ء
درسِ قرآن جامع مسجد الور	1295ھ	1878ء
چچا جان میاں صاحب الوری سے خلافت	1296ھ	1879ء
سائیں توکل شاہ انبالوی سے خلافت	1297ھ	1880
علامہ فضل رحمٰن سے بیعت و خلافت	1298ھ	1881ء
کتاب رسول الکلام کی تصنیف	1298ھ	1881ء
شادی خانہ آبادی	1303ھ	1886ء
مدرسہ قوت الاسلام الور کا آغاز	1307ھ	1890ء
بیٹے علامہ ابو الحسنات محمد احمد کی پیدائش	1314ھ	1896ء
تفسیر میزان الادیان لکھنے کا پہلا آغاز	1316ھ	1898ء

حالاتِ زندگی	ہجری سن	عیسوی سن
بیٹی (سیّدہ امِ انور) کی پیدائش	1317ھ	1899ء
مدرسہ ارشاد العلوم رامپور میں تدریس	1318ھ	1901
بیٹے مفتی ابوالبرکات سیّد احمد کی پیدائش	1319ھ	1901ء
بیٹے حافظ علی احمد کی پیدائش	1322ھ	1903ء
مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں تدریس	1323ھ	1906ء
باندی کوئی راجستھان میں امامت	1326ھ	1909ء
والدین کا انتقال	13026ھ	1909ء
علامہ عبدالغنی بہاری سے حصولِ اسناد	1326ھ	1909ء
ممبئی میں خطابت و تدریس	1327ھ	1910ء
کتاب ہدایۃ الطریق کی تصنیف	1329ھ	1911ء
ماہنامہ آئینہ اسلام جاری کرنے کا ارادہ	1329ھ	1911ء
تفسیر مختصر المیزان کی تصحیح و اشاعت	1330ھ	1912ء
اعلیٰ حضرت سے تنظیم بنانے کی درخواست	1330ھ	1912ء
شرکت سالانہ جلسہ جامعہ نعمانیہ لاہور	جمادی الاولیٰ 1330	اپریل 1912
جامعہ نعمانیہ لاہور میں تدریس	1331ھ	1913ء
رسالہ شانِ امیر معاویہ کی تصنیف	1331ھ	1913ء
چچا میاں صاحب الوری کی وفات	6 شوال 1331ھ	8، ستمبر 1913ء
بیٹے حافظ علی احمد کا انتقال اور الور واپسی	محرم 1334ھ	نومبر 1915
جامع مسجد آگرہ میں خطابت و فتاویٰ نویسی	رمضان 1334ھ	جولائی 1916ء
رسالہ فضائل الشعبان والرمضان کی تصنیف	13 رمضان 1335ھ	3 جولائی 1917ء
کتاب ہدایۃ الغوی بارشادات علی کی تصنیف	1335ھ	1917ء

حالاتِ زندگی	ہجری سن	عیسوی سن
بیٹی سیدہ ام انور کا نکاح	24 شوال 1335ھ	3 اگست 1917
نواسی کنیز بتول بانو کی پیدائش	18 جمادی الاولیٰ 1337ھ	19 فروری 1919
قادیانیوں پر حکم کفر	1338ء	1919ء
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے خلافت	ذوالحجہ 1337ھ	1919ء
حج بیت اللہ کی سعادت	1338ھ	1920ء
نواسے سید انور علی کی پیدائش	28 ذوالحجہ 1339ھ	2 ستمبر 1921
جماعت انصار الاسلام کے جلسے میں شرکت	شعبان 1339ھ	اپریل 1921ء
تحریک ارتداد کا مقابلہ	1340ھ	1921ء
لاہور دوبارہ آمد اور مسجد وزیر خان میں تقرر	1340ھ	1922ء
جامعہ نعمانیہ لاہور میں دوبارہ تدریس	1340ھ	1922ء
مدرسہ عالیہ حنفیہ مسجد وزیر خان کا آغاز	1342ھ	1923ء
شاہ ابوالبرکات کی لاہور آمد	جمادی الاولیٰ 1342ھ	دسمبر 1923ء
پوتے علامہ سید محمود احمد رضوی کی ولادت	1342ھ	1924ء
مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کا قیام	1342ھ	1924ء
شعبہ تبلیغ واشاعت کا قیام	صفر 1343ھ	ستمبر 1924ء
رسالہ عقائد نامہ کی تصنیف	1342ھ	1924ء
شرکت تاسیسی اجلاس آل انڈیا سنی کانفرنس	شعبان 1343ھ	مارچ 1925ء
لاہور میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز	شوال 1343ھ	مئی 1925ء
تحریک تحفظ مقامات مقدسہ کی ابتدا	1345ھ	1926ء
رسالہ اثبات بناء قبہ جات کی تصنیف	1345ھ	1926ء
زوجہ محترمہ سیدہ عصمت النساء کا وصال	25 رجب 1344ھ	8 فروری 1926ء

حالاتِ زندگی	ہجری سن	عیسوی سن
دار العلوم حزب الاحناف لاہور کا پہلا جلسہ	10 جمادی الاولیٰ 1345ھ	16 نومبر 1926ء
تفسیر میزان الادیان کا دوبارہ آغاز	1345ھ	1926ء
الصورم الہندیہ میں حسام الحرمین کی تصدیق	1345ھ	1926ء
جامع مسجد وزیر خان سے استعفیٰ	1345ھ	1926ء
ہند سے حرمین طیبین ہجرت کا فیصلہ	1345ھ	1926ء
مرکزی انجمن حزب الاحناف کا اجلاس	24 شعبان 1345ھ	27 فروری 1927ء
محمدی مسجد میں دار العلوم حزب الاحناف کا آغاز	1345ھ	1927ء
علامہ شاہ ابوالحسنات کی لاہور آمد	1345ھ	1927ء
رومرزائیت کی وجہ سے کشمیر داخلے پر پابندی	1346ھ	1928ء
غازی علم الدین شہید کا جنازہ پڑھایا	جمادی الاخری 1348ھ	نومبر 1929ء
ساردا ایکٹ کو منسوخ کروانے کی کوشش	6 ذوالحجہ 1348ھ	6 مئی 1930ء
دیوان دیداریہ فارسی و اُردو کی تکمیل	1348ھ	1929ء
تفسیر میزان الادیان کی دوسری جلد کا اختتام	6 صفر 1349	3 جولائی 1930ء
پوتے علامہ سیّد خلیل احمد قادری کی ولادت	1352ھ	1933ء
موضع اوسیامری کا سفر	1354ھ	11 ستمبر 1935ء
لاہور کی واپسی	22 جمادی الاخری	21 ستمبر
ہیضہ کا مرض	21 رجب	19 اکتوبر
وصال پُرملال	22 رجب 1354ھ	20 اکتوبر 1935ء
فاتحہ چہلم	شوال 1354ھ	دسمبر 1935ء یا جنوری 1936ء

باب 1: الور تاریخ کے آئینے میں

دُرُود شریف کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر ایک بار دُرُود پاک پڑھے گا، اللہ پاک اور اس کے فرشتے اس پر 70 مرتبہ رَحمت بھیجیں گے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلی اللہُ علٰی محمد

الور (Alwar)

اَلْوَر ہند کی ریاست راجستھان کے شمال مشرقی حصے کا ایک اہم اور تاریخی شہر ہے۔ یہ دہلی سے 150 کلومیٹر کے فاصلے پر جانب مشرق ہے اور راجستھان کے دار الحکومت جے پور سے جانب شمال اس کی مسافت تقریباً اتنی ہی ہے۔ الور سیاحت کے نقطہ نظر سے ایک اہم جگہ مانی جاتی ہے۔ اس علاقے میں واقع متعدد قلعے، جھیلیں، سٹی پیلس الور اور کئی قابلِ ذکر مقامات ہیں۔

الور شہر کے جنوب میں کوہ اراولی پربت (کالا پہاڑ) ہے، اس پہاڑ پر ایک اسلامی طرز تعمیر میں الور قلعہ ہے جو کافی قدیم ہے، اسے مسلمان حکمران راجہ حسن خاں میواتی نے 928ھ مطابق 1521ء میں تعمیر کیا تھا، الور شہر کالے پہاڑ سے جانب شمال میدانی علاقے پر مشتمل ہے۔

الور کی مختصر تاریخ

572ھ مطابق 1176ء میں جب شہاب الدین غوری ہند آیا تو بڈگوجر قوم نے اس کے عتاب سے بچنے کے لیے کوہ اراولی کو اپنا مسکن بنایا اور اس کے شمال میں شہر بسایا جس کا نام الور رکھا گیا۔ مگر بعض کے نزدیک الور یا اروڑ سندھ کا ایک قدیمی شہر تھا جس کے آثار موجودہ روہڑی سے جانب جنوب مغرب تین میل کے فاصلے پر موجود ہیں، یہ شہر سندھ کے برہمن خاندان اور بعد میں محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے بعد سندھ کا

---

[1] مسند احمد، 3/599، حدیث: 6925

دارالحکومت رہا، یہاں کے لوگ جب راجستھان ہجرت کر گئے تو وہاں اسی نام سے ایک شہر الور کی بنیاد رکھی۔

590ھ مطابق 1193ء میں اس پر قطب الدین ایبک کا قبضہ ہوا، اس کے سپہ سالار سید وجیہ الدین[1] اور ان کے بھائی سید میران حسین خنگ سوار رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے اہل الور مسلمان ہوئے۔ اس زمانے کے شہدا ریاست الور میں مدفون ہوئے ہیں جیسے بہیم شہید، غالب شہید، مظفر شہید وغیرہ۔[2]

خان زادوں کی میواتی حکومت

آٹھویں سن ہجری میں سانپر پال نامی ایک شخص نے اپنی بہادری کی وجہ سے ہند کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق کا قرب پایا، 757ھ مطابق 1356ء میں یہ مسلمان ہوا، فیروز شاہ نے اسے خان زادہ ناہر بہادر کا لقب دے کر 774ھ مطابق 1372ء میں ریاست میوات کا حاکم بنا دیا، یوں یہ ریاست میوات کا پہلا مسلمان حکمران قرار پایا، اس نے الور کو اپنی ریاست کا دارالحکومت بنا کر میواتی حکومت کا آغاز کیا۔[3] اس ریاست کے یکے بعد دیگرے 9 حکمران ہوئے، راجہ حسن خاں میواتی ریاستِ میوات کا آخری والی تھا جو 933ھ مطابق 1527ء میں ظہیر الدین بابر کے مقابلے میں مارا گیا۔[4] خان زادہ میواتی دورِ حکومت 1372ء سے 1527ء تک تقریباً 155 سال پر محیط ہے۔

الور مغلیہ اور سوری سلطنت کا حصہ

میواتی دورِ حکومت کے بعد یہ ریاست سلطنت مغلیہ و سوریہ میں شامل ہو گئی۔ ان دونوں سلطنتوں کے بادشاہوں نے یہاں تقریباً 38 حاکم مقرر کئے۔ ان میں ہندل مرزا، محمد عبد الرحیم علی خان اور ترسون محمد خان کے ادوار اہل الور کے لیے بہترین ثابت ہوئے اور علاقے نے بہت ترقی کی۔

ظہیر الدین بابر کے سب سے چھوٹے بیٹے ابو محمد ہندل مرزا نے الور شہر کی فصیل بنا کر اس میں پانچ دروازے تعمیر کئے اور اس کے فوج دار محمد امین نے مسجد محلہ ڈکہپوری بنوائی، مرزا ہندل 958ھ مطابق

1. سید وجیہ الدین صاحب کے حالات نہ مل سکے۔
2. مرقع الور، ص10 تا 12
3. مرقع الور، ص20... میو قوم اور میوات، ص69
4. مرقع الور، ص42... منتخب التواریخ مترجم، ص230

1551ء کو صوبہ ننگرھار افغانستان میں فوت ہوا اور باغ بابر میں تدفین ہوئی۔[1] پھر اکبر بادشاہ نے ترسون محمد خان کو 967ھ میں الور کا حاکم بنایا ہے اس کے بارے میں مرقع الور میں ہے: یہ ترسون محمد خان شخص دین دار تھا اور صوم وصلوۃ والوں میں (اس کا) شمار تھا، قال اللہ و قال رسول اس کے ورد زبان تھا، کارِ خیر نیت بخیر میں درست ایمان تھا، ترسون محمد خان بیس برس سے زیادہ حکومت الور پر بلند رہا اور ہر ایک وضیع و شریف و کس و ناکس اس کی داد گیری سے خورسند رہا۔[2] ترسون محمد خان نے بھی کئی رفاحی کام کئے، جامع مسجد الور 969ھ، مسجد اور درگاہ دائرہ مبارک شاہ غالباً 987ھ میں تعمیر کروائی۔ نیز بادشاہ عالمگیر نے بھی اپنے دورِ حکومت میں ایک باصلاحیت درباری محمد عبد الرحیم علی خان کو الور کا حاکم مقرر کیا۔[3] جس نے قلعہ الور کی مرمت کا کام کروایا اور الور کے بازار میں مسجد بنوائی۔

الور کے مشہور بزرگ حضرت سید مبارک شاہ محدثِ الوری المعروف داداجی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی زمانے کے جلیل القدر عالم دین، محدث وفقیہ، مقبول خواص عوام اور صاحب کرامات ولی اللہ تھے۔ ان کی ذات سے اہل الور دینی ودنیاوی برکات وفوائد سے مالامال ہوئے۔[4] ان کے علاوہ کثیر علماومشائخ نے اہل الور کو اپنے فیوضات وبرکات سے نوازا ہے۔[5]

الور بطورِ نوابی ریاست

مغلیہ سلطنت کے کمزور ہونے پر 25 نومبر 1775ء کو پرتاپ سنگھ راجپوت نے سات مسلمانوں شیخ الٰہی بخش، نبی بخش اور ہوش دار خاں[6] وغیرہ کے ساتھ مل کر الور اور اس سے متصل کئی علاقوں پر مشتمل نوابی ریاست الور کی بنیاد رکھی۔[7] اس کی لمبائی شمال سے جنوب 80 میل، مشرق سے مغرب 65 میل اور رقبہ 3

---

1 منتخب التواریخ مترجم، ص302

2 مرقع الور، ص55، 61

3 مرقع الور، ص70

4 مرقع الور، ص42 تا 83

5 ان اولیاء ومشائخ کا مختصر تذکرہ راقم کے مقالے **تذکرہ علما ومشائخ الور** میں ملاحظہ کیجئے۔

6 ان میں سے صرف شیخ الٰہی بخش کے متعلق معلومات ملیں کہ ان کا انتقال تجارہ نزد الور میں ہوا۔ (حیات کرم حسین، ص125، 305)

7 حیات کرم حسین، ص125 … مرقع الور، ص99

ہزار141 مربع میل تھا، اس کے مشرقی حصے کے علاوہ اکثر حصہ پہاڑی ہے جس میں قابلِ زراعت میدان اور ہموار زمین موجود ہیں، مونگانہ اور ساجی نامی دو برساتی ندیاں بھی ہیں، اس میں چار مشہور علاقے تھے:

(1) **ڈھون ڈھار ریجن:** اس میں مالا کھیڑا، راج گڑھ، راج پور اور سہلہ پرگنے شامل تھے۔

(2) **نیہیرہ ریجن:** یہ تھانہ غازی، پرتاپ گڑھ، عجب گڑھ اور بلدیو گڑھ پرگنوں پر مشتمل تھا۔

(3) **راٹھ ریجن:** اس میں مانڈن، ویڑود، بھروڑ، منڈاور، کرنی کوٹ، نیمرانہ، ہرسورہ، جنید ولی، تنار پور، حاجی پور، ہمیرپور، بانسور اور رام نگر پرگنے تھے۔

(4) **میوات ریجن:** یہ اس کا اہم حصہ تھا جس میں الور، رام گڑھ، بہادر پور، گوبند گڑھ، میل کھیڑہ، کشن گڑھ، اسماعیل پور، تجارہ اور ٹپو کڑہ پرگنے تھے۔[1] اس ریاست پر9راجوں نے حکومت کی۔ آخری حکمران تیج سنگھ نے7اپریل1949کو اسے بھارت میں شامل کر دیا۔

نوٹ: پرگنے علاقے کی انتظامی تقسیم کی ایک اکائی، جس سے مال گزاری وخراج لیا جاتا ہو جس میں کئی گاؤں ہوں۔

موجودہ ضلع الور

موجودہ ضلع الور 8ہزار3سو80کلومیٹر پر مشتمل ہے، اس کے شمال میں ضلع ریواڑی (ہریانہ) مشرق میں ضلع بھرت پور (راجستھان) اور ضلع میوات (ہریانہ)، جنوب میں ضلع دوسہ (راجستھان) جبکہ مغرب میں ضلع جے پور (راجستھان) ہے۔ ضلع الور کی 18 تحصیلیں ہیں، اب یہ انڈسٹریل ایریا ہے، الور، بھیواڑی، شاہجہاں پور، نیمرانہ، بہرور وغیرہ میں کئی فیکٹریاں ہیں۔ الور جنکشن ریلوے اسٹیشن، دہلی جے پور لائن پر، دہلی، جے پور اور ممبئی سے منسلک ہے۔ الور راجستھان اور قریبی ریاستوں کے بڑے شہروں سے سڑکوں کے ذریعے جڑا ہوا ہے۔ الور 27.57°N 76.6°E پر واقع ہے۔ اس کی اوسط بلندی 271 میٹر (889فٹ) ہے۔ الور معدنی دولت سے مالا مال ہے۔ اس سے ماربل، گرینائٹ، فیلڈ اسپار، ڈولومائٹ، کوارٹز، چونا پتھر، صابن کا پتھر، بیرٹیس، تانبے کی مٹی، تانبا ایسک اور پائروفیلائٹ پیدا ہوتا ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے یہاں مسلمان کل آبادی کا٪26.2 تھے، مگر اب الور سٹی میں مسلمان صرف ٪4.26 ہیں، جبکہ پورے ضلع الور

[1] تاریخ راجگان ہند، وقائع راجستھان، ص359

میں مسلمان 14.90٪ ہیں۔

نوابی ریاست اور مسلمان

نوابی ریاست کے زمانے میں یہاں کثیر مسلمان آباد تھے، ایک دو ظالم حکمرانوں کے علاوہ دیگر کا مسلمانوں کے ساتھ رویہ بھی درست تھا، یہاں کے کئی راجہ علوم وفنون سے دلچسپی رکھنے والے تھے، الور کے راجہ بنّے سنگھ کی دعوت پر قائد ومجاہد جنگ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی 1272ھ مطابق 1856ء الور تشریف لائے، آپ کے شاگرد تاج الفحول علامہ عبد القادر بدایونی اور علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری وغیرہ بھی آپ کے ہمراہ تھے، حضرت علّامہ مفتی محمد صدرُ الدّین خان آزردہ دہلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ علامہ فضل حق خیر آبادی الور تشریف لے گئے تو ایک نظم لکھ کر علامہ کی خدمت میں روانہ کی، نظم کا ایک شعر ہے:

رشک تہران وصفاہاں شدہ دلی از من | الور از ذات ہمایون تو یونان باشد

ترجمہ: میری بدولت دہلی رشکِ تہران واصفہان بناہوا ہے جب کہ آپ کے الور جانے سے یہ یونان بن گیا ہے۔[1]

آپ کچھ عرصہ یہاں رہ کر علوم وفنون کی ترویج میں مصروف رہے، آپ کے قیام الور پر ریاست کو فخر رہا، اسی زمانے میں مغلیہ سلطنت کے شاہی کتب خانوں کے قلمی مسودوں، نادر کتب، قیمتی مطبوعات و مخطوطات کو جمع کرکے الور میں عظیم کتب خانہ بنایا گیا۔ 1857ء مطابق 1273ء کی جنگ آزادی کے بعد اہل علم وفن کا دہلی میں رہنا مشکل ہوگیا تو دیگر نوابی ریاستوں کی طرح انہوں نے الور کا بھی رخ کیا، اس زمانے کا راجہ اہل علم کا قدر دان تھا چنانچہ کئی علماو مشائخ اور اہل علم وفن یہاں منتقل ہوگئے، اُس زمانے میں الور کو **چھوٹی دہلی** کہا جانے لگا۔[2]

ریاست الور میں کئی مساجد اور مدارس تھے، انہی مدارس میں سے ایک مدرسہ قوت الاسلام محلہ دائرہ الور[3] تھا، جس سے جید علمائے کرام نے علم دین حاصل کیا ہے، اس مدرسہ قوت الاسلام الور کے بانی امام المحدثین حضرت مولانا مفتی سید محمد دیدار علی شاہ مشہدی محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔[4]

1947ء میں تقسیم ہند کے وقت فسادات ہوئے، مقامی حکومت نے فسادیوں کا ساتھ دیا، الور کے

1. خیر آبادیات، ص46، 69، 92
2. حیات کرم حسین، ص126 تا 128
3. اس کی تفصیل آگے آئے گی۔
4. سیدی ابوالبرکات، ص14

تقریباً 30 ہزار مسلمان شہید ہوئے، کم و بیش ایک لاکھ 92 ہزار نے پاکستان ہجرت کی، مساجد و مزارات وقبور کو شہید کر دیا گیا، مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری کے مکتوب (محررہ نومبر 1947ء) میں ہے: الور سے تمام رشتہ دار لاہور آگئے اور اب وہاں ایک بھی مسلمان باقی نہیں رہا، سینکڑوں مساجد اور ہزاروں مقابر شہید ہو چکیں، لاکھوں مسلمان خانماں برباد ہو کر بسلسلہ پناہ گزینی لاہور سکونت پذیر ہیں اور جو باقی ماندہ ہیں وہ موقع پا کر پاکستان آرہے ہیں۔ پریشان کن خبریں سن کر دل دہل جاتا ہے اور ہر وقت پریشان حال رہتا ہوں۔ اپنی بے بسی اور ناداری وناکاری و مجبوری کو دیکھ کر افسوس و ملال ہوتا ہے۔ پناہ گزیں خستہ حالت میں ہیں۔[1] 19 اگست 1947ء کو اس ظلم کا آغاز ہوا تھا، اس لیے اسے (19، اگست کو) یوم شہدائے میوات کا نام دیا گیا ہے۔[2]

1 حضرت فقیہ اعظم کے استاذ مکرم مفتی اعظم سید ابو البرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں، ص 33... مضامین ڈاٹ کام، مضمون قمر تبریز، 24Mar2017... دانش پی کے، تقسیم ہند میں ہونے والی ہجرت کا ریکارڈ، محمد عبدہ، 29Mar2018

2 روزنامہ پاکستان، 23 اگست 2017ء، مضمون، سردار عظیم

باب 2: امام المحدثین کا خاندان

امام المحدثین کی پیدائش

امام المحدثین حضرت مولانا مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت راجستھان ہند کے مشہور رضوی مشہدی سادات گھرانے میں ہوئی، آپ کا نسب حضرت امام علی رضا مشہدی رحمۃ اللہ علیہ سے مل جاتا ہے۔[1]

جس طرح آپ کے آباؤ اجداد یعنی باپ دادا علم، تقویٰ اور بزرگی میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں، اسی طرح آپ کی شادی جس گھرانے میں ہوئی وہ بھی عظمت و رفعت میں اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ ان دونوں گھرانوں کے ملنے سے امام المحدثین کے ذریعے جس نئی نسل کا آغاز ہوا اس کی عظمت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس سے پیشتر کہ امام المحدثین کی حیات وخدمات دینیہ کی تفصیل بیان کی جائے، سب سے پہلے آپ کے آباؤ اجداد، آپ کے سسرالی خاندان اور پھر اولاد امجاد کا تذکرہ الگ الگ تین فصلوں میں کیا جا رہا ہے، تاکہ امام المحدثین کی شخصیت مزید نکھر کر سامنے آئے اور یہ بات بخوبی واضح ہو جائے کہ امام المحدثین کے باپ دادا کیسے تھے؟ انہوں نے ان کی پرورش کس طرح کی اور پھر امام المحدثین نے اپنی اولاد کی پرورش کس طرح کی؟ چنانچہ،

اس باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

پہلی فصل امام المحدثین کے آباؤ اجداد کے مختصر تعارف پر مبنی ہے۔

دوسری فصل میں امام المحدثین کے سسرالی خاندان کے متعلق تذکرہ کیا گیا ہے۔

تیسری فصل میں امام المحدثین کی اولاد کا ذکرِ خیر ہے۔

1. سیدی ابو البرکات، ص 117

فصل 1: امام المحدثین کے آباؤ اجداد

خاندانی نسب نامہ

امام المحدثین حضرت مولانا مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی سلسلہ نسب یہ ہے: محمد دیدار علی شاہ رضوی مشہدی حسینی بن نجف علی شاہ بن محمد تقی بن عبد الوہاب رابع بن اسماعیل بن محمد یوسف بن عبد الوہاب ثالث بن سعید الدین بن عبد الکریم بن محمد بن عبد الوہاب ثانی بن احمد بن رفیع الدین احمد بن عبد الوہاب اول بن محمد بن ابو لمکرم بن محمد غوث بن جلال الدین سرخ بخاری اوچی بن علی ابو المؤید بن جعفر بن محمد عرف شمس الدین بن احمد بن محمود بن عبد اللہ بن علی اصغر بن جعفر ثانی بن امام ہادی علی نقی بن امام محمد تقی الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام باقر بن امام زین العابدین علی اوسط رحمۃ اللہ علیہم بن امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ۔ (1)

امام المحدثین کے آباؤ اجداد کا مختصر تعارف

امام المحدثین کے آباؤ اجداد میں سے جن بزرگانِ دین کے بارے میں معلومات مل سکیں ان کا مختصر تعارف یہ ہے:

حسین بن علی

سید الشہداء، امامِ عالی مقام، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت 5 شعبانُ المعظم 4ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی اور 10 محرمُ الحرام 61ھ کو کربلائے معلّٰی (کوفہ، عراق) میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ آپ نواسۂ رسول، نورِ عینِ فاطمۂ بتول، جگر گوشۂ علیُّ المرتضیٰ اور پیکرِ صبر و رضا تھے۔ آپ عبادت، زہد، سخاوت، شجاعت، شرم و حیا اور اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ آپ نے راہِ حق میں سب کچھ لٹا دیا لیکن باطل کے سامنے سر نہ جھکایا اور شہادت کا جام پی لیا۔ آپ کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام زندہ ہے۔ (2)

(1) تاریخ فرشتہ، 4/795... سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص29

(2) سیر اعلام النبلاء، 4/401تا429

زین العابدین

سجادِ اُمّت، حضرت امام زینُ العابدین ابوالحسن علی اوسط ہاشمی قرشی رحمۃ اللہ علیہ شعبان 38ھ کو مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے اور محرمُ الحرام 94ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار جنتُ البقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہے۔ آپ عظیمُ المناقب تابعی، محدث، فقیہ، عابد، سخی، صاحبِ زہد و تقویٰ، جلیلُ القدر، عالی مرتبت اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے چوتھے شیخ طریقت ہیں۔ [1]

محمد باقر

استاذ التابعین حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 57ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی اور 7 ذوالحجہ 114ھ کو وِصال فرمایا، تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی، آپ تابعی، فقیہ، مُحَدِّث اور سلسلہ قادریہ رضویہ کے پانچویں شیخ طریقت ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے استفادہ فرمایا ہے۔ [2]

جعفر صادِق

امامُ الوقت حضرت امام جعفر صادِق رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت 80ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہیں 15 رجب 148ھ کو وِصال فرمایا، جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے، آپ خاندانِ اہلِ بیت کے چشم و چراغ، جلیلُ القدر تابعی، محدّث وفقیہ، علّامۂ دَہر، استاذِ امام اعظم اور سلسلۂ قادریہ کے چھٹے شیخ طریقت ہیں۔ [3]

موسیٰ کاظم

حضرت امام ابوالحسن موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ امامِ کبیر، صاحبِ سخاوت و تقویٰ اور حسنِ اَخلاق کے پیکر تھے، 128ھ کو اَبْوَاء حجازِ مُقدّس میں پیدا ہوئے اور 25 رجب 183ھ کو بغدادِ مُعلّٰی میں وِصال فرمایا۔ آپ کا مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ [4]

1. وفیات الاعیان، 2/127 ... شرح شجرۂ قادریہ، ص51، 54
2. شذرات الذہب، 1/260 ... مرآۃ الاسرار، ص208 ... مناقبِ امامِ اعظم ابوحنیفہ للکردری، ص39
3. سیر اعلام النبلاء، 6/438، 447 ... شواہد النبوۃ، ص245
4. تہذیب التہذیب، 10/302 ... میزان الاعتدال، 4/202

علی رضا

شمس الشموس حضرت امام ابو الحسن علی رضا رحمۃ اللہ علیہ 148ھ میں مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ علم وعمل کے جامع، ہر دلعزیز شخصیت کے مالک اور سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ کے آٹھویں شیخ طریقت ہیں۔ آپ کا وصال 21 رَمَضان 203ھ میں ہوا۔ ایران کے شہر مشہد (خراسانِ رضوی) میں آپ کا مزار **حرم امام رضا** کے نام سے عالمگیر شہرت رکھتا ہے۔[1]

محمد تقی

جوّادِ زمانہ حضرت امام ابو جعفر محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 195ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ آپ فضل وکمال، جُود و سخاوت اور تقویٰ و پرہیز گاری میں مشہور تھے۔ 25 سال کی عمر میں 220ھ کو درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ مزار مبارک بغداد شریف میں اپنے دادا امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کے قرب میں ہے۔[2]

علی نقی عسکری

حضرت امام ہادی ابو الحسن علی نقی عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رجب 214ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ مفتی اسلام، متقی وپارسا تھے، کئی علما نے آپ سے استفادہ کیا، آپ 20 سال اور 9 ماہ سامراء میں مقیم رہے، آپ ہمت وشجاعت، فصاحت وبلاغت، علمیت وروحانیت اور ذہانت وفطانت سے مالا مال تھے۔ آپ کا وصال 25 یا 26 جمادی الاخریٰ 254ھ مطابق 868ء کو سامراء میں ہوا، آپ کے فرزندوں میں حضرت امام حسن عسکری، حضرت سید جعفر تواب، سید جعفر مُبرقع، ابو شرف حسن، سید حسین، سید زیادہ، سید حیدر کرار، سید علی امام، سید محمد، سید یحییٰ کے اسماء ذکر کئے گئے ہیں۔[3]

جعفر ثانی تواب

حضرت سید جعفر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو عبد اللہ اور القابات التوّاب اور المصدق ہیں، ان کے 7 بیٹے تھے: سید محسن، سید عبد اللہ، سید موسیٰ، سید ادریس، سید ابو محمد عیسی، سید ابو القاسم اور سید علی اشقر (اصغر) رحمۃ

---

1. سیر اعلام النبلاء، 8/248، 251
2. شواہد النبوۃ، ص267... تاریخ بغداد، 3/265تا267
3. تاریخ بغداد، 12/56، رقم: 6440 ... اہل بیت کے امام، ص391تا397

اللہ علیہم، قطب الاقطاب، عارف باللہ سید احمد بدوی مصری، محدث ابو الخطاب ابن دحیہ کلبی السبتی اور عارف باللہ سیدی ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہم آپ کی اولاد میں سے ہیں۔ (1)

علی اصغر

سیّد علی اصغر رحمۃ اللہ علیہ کے 5 بیٹے تھے: (1) سید عبد اللہ، یہ سادات بخاری اوچی کے جد اعلیٰ ہیں۔ (2) سید اسماعیل، یہ بکھری سادات کے جد اعلیٰ ہیں، جو کہ سادات بخاری کے ننھیال ہیں۔ (3) سید محمد، یہ حضرت نظام الدین سید محمد اولیا دہلوی کے نویں جد ہیں۔ (4) سید اسماعیل، یہ حضرت خواجہ دانا سید جمال الدین نقشبندی سورتی کے گیارہویں جد ہیں۔ (5) سید احمد اصغر، یہ شہنشاہ ناسک حضرت سید شاہ محمد صادق حسینی کے نویں جد ہیں۔ (2)

علی ابو المؤید

حضرت سید علی ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف سے بخارا میں آئے، بخارا کے سلطان نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردی۔ (3)

جلال الدین سرخ بخاری اوچی

مخدوم اعظم، شیر شاہ حضرت ابو البرکات وابو احمد سید جلال الدین سرخ بخاری اوچی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم رمضان 595ھ کو بخارا میں ہوئی، آپ بخارا سے اپنے دو بیٹوں سیّد علی اور سیّد جعفر کے ہمراہ بکریا بھکریا بکھر (نزد روہڑی، ضلع سکھر سندھ) تشریف لائے، آپ کے دونوں بیٹے توکچھ عرصہ یہاں رہ کر واپس چلے گئے مگر آپ نے یہیں قیام فرمایا اور یہاں کی ایک معزز و مکرم شخصیت حضرت سید بدر الدین بکری کی بیٹی سے شادی کی، 635ھ مطابق 1237ء کو آپ شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور خانقاہ میں قیام فرمایا، یہ عرصہ تقریباً 30 سالوں پر محیط ہے، آپ شیخ الاسلام کے مقرب مرید و خلیفہ ہیں، آپ علوم ظاہری و باطنی میں ماہر، عالم دین اور ولی کامل تھے، آپ مرشد کے وصال کے بعد

① اہل بیت کے امام، ص389 تا 393

② خزینۃ الاصفیا مترجم، 4/63 ... تذکرۃ الانساب، ص236، 238، 240

③ خطہ پاک اوچ، ص220

کچھ عرصہ ملتان میں مقیم رہے اور پھر مرشد زادے حضرت شیخ صدر الدین عارف سہروردی کی اجازت و حکم سے اوچ شریف (تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور) میں مقیم ہوگئے، آپ کی کوششوں سے کئی قبائل چدھر، ڈبر، سیال، دارم اور راجہ گھلو نے اسلام قبول کیا، آپ نے 95 سال کی عمر میں 19 جمادی الاولیٰ 690ھ مطابق 1291ء کو وصال فرمایا، آپکا مزار اوچ شریف میں مرجع خاص وعام ہے، موجودہ مقبرہ نواب بہاول خان ثالث نے 1261ھ میں تعمیر کروایا، آپ کے پانچ بیٹے تھے: سید علی، سید جعفر، سید صدر الدین محمد غوث، سید احمد کبیر اور سید بہاؤ الدین احمد۔ امام المحدثین سید صدر الدین محمد غوث کی اولاد سے ہیں۔ (1)

صدر الدین محمد غوث

حضرت سید صدر الدین محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ ولایت، شرافت اور کرامات میں مشہور تھے، آپ کے چار بیٹے تھے: سید شمس الدین، سید ابو المکرم، سید ابو الغیث اور سید عبد القادر۔ (2)

نوٹ: امام المحدثین کے نسب میں آپ کے آباؤ اجداد میں سے حضرت سید صدر الدین محمد غوث کے بعد حضرت سید محمد یوسف تک اور پھر حضرت سید عبد الوہاب رابع کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

اسماعیل قادری مشہدی

امام المحدثین کے آباؤ اجداد ایران کے شہر مشہد شریف کے رہنے والے تھے، اس خاندان کے پہلے فرد جنہوں نے ہند ہجرت کی وہ حضرت سید اسماعیل قادری مشہدی ہیں، بعض نے ان کا نام سید خلیل شاہ لکھا ہے جو درست نہیں۔ انہوں نے مشہد سے بلگرام، وہاں سے فرخ آباد اور پھر ریاست الور میں سکونت اختیار کی۔ یہ زمانہ شاہجہاں کا تھا، بادشاہ کی جانب سے آپ کو چند بیگھ زمین دی گئی تھی، آپ کا مزار الور شہر سے باہر واقع ہے، آپ کی وفات 1068ھ مطابق 1657ء کے آس پاس ہوئی۔ مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کا نسب تین واسطوں سے حضرت سید اسماعیل قادری صاحب سے مل جاتا ہے۔ (3)

(1) اخبار الاخیار فارسی، ص61... تحفۃ الکرام مترجم، ص367... خزینۃ الاصفیا مترجم، 4/66... حیات وتعلیمات سید جلال الدین المعروف حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، ص71 تا 74

(2) خطہ پاک اوچ، ص210... خزینۃ الاصفیا مترجم، 4/66

(3) سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص29

امام المحدثین کے والدین اور دادا جان

امام المحدثین کے دادا حضرت سید محمد تقی المعروف احمد میاں صاحب بڑے عالم، زاہد اور عبادت گزار تھے۔[1] جبکہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا صوفی سید نجف علی شاہ رضوی قادری خاندانِ ساداتِ الور کے چشم وچراغ، عالم دین، سلسلہ قادریہ میں بیعت اور جامع شریعت وطریقت تھے، زندگی بھر دین کی خدمت میں مصروف رہے، آپ کی والدۂ محترمہ کے متعلق بس یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ الور کے ایک ایسے سادات گھرانے کی صالحہ اور سعادت مند خاتون تھیں جو امام المحدثین کے حقیقی چچا حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ[2] سے منسلک تھا۔ امام المحدثین کے والدین نے مولانا سید نثار علی شاہ صاحب کے وصال سے پہلے (اندازاً 1326ھ مطابق 1909ء میں) وفات پائی اور جد امجد حضرت اسماعیل رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب تدفین ہوئی۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضرت میاں صاحب پیر سید نثار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جد مکرم حضرت شاہ سید اسماعیل قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب ایک قبر تیار کرائی، احباب حیران ہوئے کہ میاں صاحب نے ایسا کیوں کیا ہے، ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ میاں صاحب کی بھاوج یعنی امام المحدثین کی والدۂ ماجدہ کا انتقال ہوا، اسی میں مدفن بنا، اس طرح تین بار آپ نے قبریں تیار کرائیں، ان تینوں قبروں میں ان کے بزرگ یعنی اول میں امام المحدثین کی والدہ، دوسری میں امام المحدثین کے والد ماجد، تیسری میں امام المحدثین کی پھوپھی، حضرت (میاں صاحب) کی ہمشیرہ (دفن ہوئیں)۔[3] پھر جب میاں صاحب نے وصال فرمایا تو انہیں ان کی وصیت کے مطابق مکان کے باغیچے میں قبر کے لیے متعین کردہ جگہ میں دفنایا گیا، بعد میں مزار کی تعمیر کی گئی۔[4]

امام المحدثین کی پیدائش

امام المحدثین حضرت مولانا مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1273ھ مطابق 1856ء بروز پیر کو محلہ نواب پورہ الور میں ہوئی، آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق اگرچہ اور بھی

1 روشن تحریریں، ص132
2 ان کا تفصیلی ذکر صفحہ نمبر 285 تا 292 پر دیکھئے۔
3 روشن تحریریں، ص138
4 روشن تحریریں، ص139

اقوال ہیں، مثلاً مجالسِ علماء صفحہ 68 پر 1270ھ اور حیات مخدوم الاولیاء صفحہ 334 پر 1272ھ درج ہے مگر اکثر کتابوں میں 1273ھ ہی لکھا ہے، اس لیے راقم کے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔

ولادت سے پہلے بشارت

امام المحدثین اپنے چچا جان مرشدِ دوراں، حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی رضوی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے پیدا ہوئے اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ کے والدِ گرامی حضرت مولانا صوفی سید نجف علی رضوی قادری صاحب کے ہاں اولاد نہیں تھی، ایک دن آپ کی والدہ محترمہ نے صوفی نثار علی شاہ صاحب سے کہا: سب کے کام کرتے ہو، ہماری مراد کب پوری ہوگی؟ فرمایا: اب جب میں چلے سے فارغ ہوں تو بات کرنا۔ چنانچہ آپ اکتالیس روز اپنے مکان محلہ دائرہ کی چھت پر بنائے گئے حجرہ میں چلہ کش ہوگئے، دن کو روزہ رکھتے، افطاری میں نمک، پانی اور باجرے کی روٹی ہوتی، صرف نمازِ پنجگانہ باجماعت کے لیے مسجد میں آتے، کسی سے ملاقات اور کلام نہ فرماتے، یوں اکتالیس دن عبادت وریاضت میں گزارنے کے بعد بھابھی سے فرمایا: "بیٹا پیدا ہوگا، دین کا چراغ، دیدار علی نام رکھنا۔"[1] دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب کی ہمشیرہ نصیبہ خاتون نے اپنے بھائی مولانا سید نثار علی شاہ صاحب سے عرض کی: میاں صاحب! آپ کی بھاوج اور بھائی کی گود خالی ہے، باغِ نجف میں کوئی پھل ہے نہ پھول، میاں صاحب نے فرمایا: ان شاء اللہ! باغِ نجف میں وہ پھول ہوگا کہ جس کی مہک سے شام، ہند وعرب معطر ہوں گے، مثل شمس چمکے گا، جس کی نورانیت سے ہند وپنجاب، سندھ وبنگال وغیرہ چمکیں گے، اس کا نام سید دیدار علی رکھنا۔[2]

نام وکنیت والقابات

آپ کا نام سیّد احمد، لقب محمد دیدار علی، کنیت ابومحمد یا ابوالمحمود، تخلص دیدار تھا۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں: راجی مراحم لم یزالی ابو محمد سیّد احمد المدعو بہ محمد دیدار علی بن سیّد نجف علی حنفی مشہدی ثم الوری ثم لاہوری۔[3]

1. سیدی ابوالبرکات، ص117-118
2. روشن تحریریں، ص135
3. رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولود والقیام، ص1

القابات امام المحدثین، جامع منقولات و معقولات، حاوی کلیات و جزئیات، محقق بے عدیل، مدقق بے مثیل، عالم راسخ، جلیل المشائخ، افضل الفقہا، اکمل الفضلاء، سلطان الواعظین، مرجع الفقہا والمحدثین، بدر المحدثین، سید المفسرین، سند المناظرین، سر خیل اولیاء، شیخ الحدیث، امامِ اہل سنت، مخدوم العصر، وحید الدہر اور رئیس ریاستِ الور ہیں۔ آپ کے طلبہ آپ کو حضرت اباجی کہا کرتے تھے کیونکہ آپ طلبہ کی بہت خیر خواہی فرماتے اور شفقتوں سے نوازا کرتے تھے۔[1]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر ان القابات کے ساتھ فرمایا ہے: عالم جلیل، فاضل نبیل،[2] سید الفاضل والجید الفاضل ذاالفخر السمی والقدر العلیٰ۔۔۔ مفتی اکبر آباد[3]

---

1 رسول الکلام، ص1... سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص 28، 46... ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور شریف اوکاڑہ، 1432ھ، ص34... صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص79، 309

2 فتاویٰ رضویہ، 15/121

3 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص144...اعلیٰ حضرت کی عطا کردہ سند

باب 2 فصل 2 : امام المحدثین کا سسرالی خاندان

امام المحدثین کے ساس سسر

امام المحدثین کی شادی الور کے حسنی رضوی سادات خاندان میں ہوئی، آپ کے سسر حضرت مولانا خواجہ سید سلامت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نیک اور علمی شخصیت کے مالک تھے، یہ حسنی سید تھے، ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: سید سلامت علی بن حکیم سید وزیر علی بن سید شاہ محور بن سید ابو سعید محمود بن سید ابی نصر بلخی بن سید ابو کمال محمد بن سید قوت الدین محسن بن سید ذکی حسن بن سید علی بن سید نور الدین ثانی بن سید صفی جفوی بن سید غوث الدین بن سید نور الدین بن سید ابراہیم بن سید برہان الدین بن سید رضی الدین بن سید عبد الرزاق بن سید حافظ عبد الغفور بن سید محمد صالح بن سید مہیمن بن سید عبد اللہ ثالث بن سید شہاب الدین غوری بن سید عبد الرحمن غوری بن سید اسماعیل غوری بن سید صفدر علی بن سید تواب ابو القاسم بن سید طاہر بن سید طیب بن سید اویس ثانی بن سید عسکر بن سید یحییٰ بن سید ناصر الدین بن سید علی بن سید حمود بن سید محمود بن سید عبد اللہ ثانی بن سید امام احمد بن سید امام عمر بن سید ادریس اول بن سید امام عبد اللہ محض بن سید امام حسن مجتبیٰ۔ [1]

آپ کے آباؤ اجداد بھی مشہد مقدس سے بلگرام وہاں سے فیض آباد آئے اور پھر یہاں سے مولانا خواجہ سید سلامت علی شاہ کے والد گرامی مولانا حکیم سید وزیر علی شید اا کبر آبادی [2] حسنی رضوی اس خاندان کے وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے ریاست الور میں بود و باش اختیار کی۔ یہ خاندان نہایت شریف، دین دار اور متقی تھا۔

امام المحدثین کے سسر مولانا خواجہ سید سلامت علی شاہ تجارہ شہر میں مدار المہام (حاکم اعلیٰ، سربراہ کار، نائبُ السلطنت) کے عہدے پر تعینات تھے، اس کے بعد یہ تجارہ کے ایک قریبی علاقے ٹپوکڑہ میں تشریف لے آئے، یہاں کے لوگ ان کے متعقد تھے، انہوں نے یہیں قیام فرمایا اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا، یہیں ان کا وصال ہوا، مزار مبارک بھی یہیں ہے۔ یہ صاحب کرامات تھے، ٹپوکڑہ کی ایک شاہراہ پر بہت بڑا اژدھا رہتا تھا، لوگ اس کے خوف سے لمبا راستہ اختیار کرتے تھے، جب ان کو معلوم ہوا تو یہ وہاں

1 روشن تحریریں، ص48، 49

2 ان کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 597 پر دیکھئے۔

تشریف لے گئے، انھوں نے ایک سکے پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور اژدھے کی طرف پھینک دیا، اس کا منہ بند ہوگیا اور وہ دم توڑ گیا۔[1] امام المحدثین کی ساس صاحبہ بھی دینی تعلیم سے آراستہ اور سلیقہ شعار خاتون تھیں، یہ بھی سادات کے حسنی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔[2]

امام المحدثین کے برادرِ نسبتی

جوہر کانِ ولایت، گوہر بحر حقیقت، مخزنِ اسرارِ شریعت، معدنِ نورِ معرفت، پیر طریقت، عالم شریعت حضرت خواجہ مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی رضوی صاحب امام المحدثین کے برادر نسبتی ہیں، جن کی ولادت تقریباً 1305ھ مطابق 1888ء کو محلہ نواب پورہ الور میں ہوئی اور آپ کا نام الور کے مشہور محدث اور ولی اللہ داداجی میاں، شاہِ ولایتِ الور حضرت شیخ سید مبارک شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ[3] کے نام گرامی کی نسبت سے **سید مبارک علی** رکھا گیا، الور کے مشہور شاعر صاحبزادہ سید شبیر حسین اختر زیدی نے آپ کی منقبت لکھی جس میں آپ کے نام وجائے پیدائش (مولد) کا اس طرح ذکر کیا ہے:

مبارک ہے کہ جس پر مہرباں ہے خالق اکبر	جناب رحمۃ للعالمین کا پیار ہے جس پر
مبارک ہے نثارِ یا علی کا جو خلیفہ ہے	مبارک ہے کہ جس کا مولد و مسکن رہا الور

مولانا سید مبارک علی شاہ صاحب نے دینی تعلیم علمائے الور سے حاصل کی۔ قرآن کریم حضرت حافظ قاری محمد حنیف انصاری صاحب[4] اور فارسی کی تعلیم حضرت مولانا مفتی زین الدین الوری سے حاصل کی، اس زمانے میں الور میں ولی کامل، مرشد دوراں امام المحدثین کے عم محترم حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ مشہدی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرجع خاص وعام تھے، بچپن میں ہی سید مبارک علی شاہ صاحب کو میاں صاحب کی صحبت حاصل ہوئی، ان سے ہی بیعت کا شرف پایا اور پھر سلسلہ قادریہ راجشاہیہ اور سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت سے بھی نوازے گئے۔[5] اس کے علاوہ آپ نے حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی سے بھی استفادہ کیا اور سلسلہ نقشبندیہ توکلیہ میں خلافت حاصل کی، میاں صاحب حضرت مولانا سید نثار علی

1 تذکرہ مبارک، ص17، 20

2 روشن تحریریں، ص48، 49

3 ان کا مختصر تعارف باب نمبر10 میں دیکھئے۔

4 ان کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔

5 روشن تحریریں، ص49

شاہ کے وصال کے بعد آپ نے شیخ المشائخ، شبیہ غوث اعظم پیر سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کی جانب رجوع کیا اور اُن سے 18 ذیقعدہ 1341ھ کو سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ اور سلسلہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ کی خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔[1] آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان[2] سے بھی استفادہ کا موقعہ ملا اور اُن سے سلسلہ قادریہ رضویہ حامدیہ کی خلافت اور اجازت حاصل ہوئی۔ صاحبزادہ سید شبیر حسین اختر زیدی نے آپ کے روحانی سلسلوں کو اپنے شعر میں یوں منظوم کیا ہے:

مبارک ہے حقیقت معرفت کے جس میں تھے جوہر | مبارک ہے کہ چشتی قادری تھے سلسلے جس کے[3]

آپ کا روحانی مقام و مرتبہ

مولانا سید مبارک علی شاہ صاحب علم و عمل کے پیکر، ولی کامل، مرجع عوام، صاحب مراتب، صاحب مسند اور کثیر اوصاف حمیدہ کے جامع بزرگ تھے، الور میں آپ کا مرتبہ ٔروحانیت قابل ذکر شمار ہوتا ہے، آپ بچپن سے ہی نماز روزوں کے پابند، فرائض وسنن کے عامل اور حسنِ اخلاق کے پیکر تھے، تصوف کی جانب بہت لگاؤ تھا، آپ نے الور کی چاند پہاڑی (تال برچھوں) میں چلے کاٹے، ڈگی تالاب میں کھڑے ہو کر ریاضت کی، دوران ریاضت مچھلیوں نے آپ کو زخمی بھی کیا اور پنڈلیوں کا گوشت کھا لیا مگر پھر بھی آپ نمازوں کو باجماعت ادا کرتے رہے۔[4]

شارح بخاری، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمود احمد رضوی تحریر فرماتے ہیں: حضرت مولانا شاہ سید مبارک علی شاہ صاحب الوری جو اپنے وقت کے باکمال بزرگ تھے، نہایت عابد وزاہد، متقی و پرہیز گار اور صاحب کرامت شخصیت تھے، رات دن عبادت وریاضت میں گزار دیتے۔ ریاستِ الور میں آپ کے دولت کدہ پر مشائخ وفقرا اور مجاذیب کا ہجوم رہتا تھا، دور دور سے حاجت مند آتے اور اپنی مشکلات کا روحانی علاج کراتے تھے، حضرت سید مبارک علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ بھی حضرت سید شاہ نثار علی صاحب علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ ریاست الور میں اپنے پیر ومرشد کا سالانہ عرس بڑی دھوم دھام سے منعقد کرواتے

1 مخدوم الاولیا محبوب ربانی، ص309
2 آپ کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 498 پر دیکھئے۔
3 روشن تحریریں، ص50
4 تذکرہ مبارک، ص18

تھے، جس میں علما و مشائخ اور فقرا و صوفیا تشریف لاتے تھے۔[1] کیونکہ آپ کا ہم عصر علما و مشائخ سے نہ صرف رابطہ تھا بلکہ دلی وابستگی بھی تھی، مثلاً حضرت قاری حافظ پیر سید عابد علی شاہ صاحب، حضرت پیر سید واحد علی شاہ صاحب، حضرت پیر طریقت میاں عبد القادر تولیڑے والے، حضرت پیر میاں سید نذیر احمد شاہ دیسولے والے، فردِ وقت میاں راج شاہ قادری صاحب کے نواسے حضرت پیر نتھا میاں قادری، حضرت پیر سید احمد مدنی شاہ، حضرت مولانا عبد الرحیم ذکاری شاہ اور حضرت خواجہ اخوند دوسی پشاوری[2] وغیرہ شامل ہیں، یہ حضرات نمازِ جمعہ جامع مسجد الور میں ادا فرماتے اور عصر تک ان حضرات کی مجلس جاری رہتی، نیز ہر وقت اللہ پاک کی یاد میں مست رہنے اور مخلوق کی رہبری میں مصروف رہنے والے حضرت عیدو پھول شاہ صاحب دوھے والے جب بھی الور تشریف لاتے تو آپ سے ضرور ملاقات کیا کرتے تھے۔[3]

پاکستان میں ہجرت و خدمات

قیامِ پاکستان کے لیے الور کے مسلمانوں نے چونکہ بھرپور کردار ادا کیا اور تحریکِ پاکستان میں حصہ لیا تھا، لہٰذا جب پاکستان بن گیا تو حالات کے ناگفتہ بہ ہونے کی وجہ سے مولانا سید مبارک علی شاہ صاحب نے پاکستان کے شہر لاہور ہجرت کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ ایک تو یہاں آپ کی ہمشیرہ بھی تھیں جو امام المحدثین کی زوجہ تھیں، نیز آپ کے بیٹے شیخ التصوف حضرت مولانا سید محمد علی حسنی رضوی صاحب جامعہ حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے تھے اور لاہور شہر سے واقف تھے۔ کچھ عرصہ آپ نے دار العلوم حزب الاحناف میں قیام فرمایا، پھر الور کے راجپوتوں نے (جو الور سے حیدرآباد ہجرت کرکے آئے تھے اور آپ کے مرید تھے) آپ کو حیدرآباد آنے کی دعوت دی چنانچہ آپ حیدرآباد منتقل ہوگئے۔[4] حیدرآباد میں آپ کے مریدین نے آپ کو ہیرآباد، شاہی بازار اور دیگر مقامات پر ٹھہرنے کی پیشکش کی مگر آپ نے جامع مسجد نور کے قریب بلدیہ سے ایک پلاٹ خرید کر مکان تعمیر کرکے اس میں رہائش اختیار کی، نور مسجد چھوٹی تھی، اس کی توسیع فرمائی اور مسجد میں امامت اختیار کی اور سلسلہ مبارکیہ کی ترویج کی بھی کوشش جاری رکھی، آپ سے حیدرآباد کے

1. سیدی ابو البرکات، ص118، 119
2. ان دونوں حضرات کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔
3. تذکرہ مبارک، ص13، 19
4. روشن تحریریں، ص12، 56

ہزاروں لوگوں نے استفادہ کیا اور بھرپور مستفیض ہوئے۔ (1)

شادی و اولاد

عوام ہوں یا خواص سب پر شریعت کی پابندی ضروری ہے، حضرت مولانا سید مبارک شاہ صاحب خود بھی پابند قرآن و حدیث اور متبع سنت تھے اور اپنے مریدوں اور دیگر لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے، آپ کو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے میں کسی کی پروا نہیں ہوتی تھی، یہی وجہ ہے کہ جو آپ کی صحبت میں آتا پابند صوم و صلوۃ اور شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے والا بن جاتا تھا، آپ کی پوری زندگی سنت مصطفےٰ کی تصویر تھی، نیز آپ کا نکاح اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا سید نثار علی رضوی مشہدی کی بھتیجی سے ہوا تو وہ بھی صوم و صلوۃ کی پابند اور علم و عمل کی پیکر تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں شیخ التصوف حضرت مولانا سید محمد علی حسنی رضوی اور مولانا سید انوار علی حسنی رضوی کی ایسی تربیت کی کہ یہ بھی علم و عمل کے پیکر اور سنتوں کے پابند تھے۔ چنانچہ ان دونوں کا مختصر تعارف بھی پیش خدمت ہے:

محمد علی رضوی حسنی الوری

آپ کے جانشین مجاہد تحریک ختم نبوت، شیخ التصوف حضرت مولانا سید محمد علی رضوی حسنی الوری کی پیدائش 1332ھ مطابق 1914ء کو الور میں ہوئی۔ امام المحدثین ان کے پھوپھا اور یہ مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری کے برادرِ نسبتی ہیں۔ آپ شعبان المعظم 1356ھ مطابق اکتوبر 1937ء کو دارالعلوم حزب الاحناف سے فارغ التحصیل ہوئے۔ چنانچہ آپ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں: میں نے سب کچھ حزب الاحناف میں پڑھا، یہاں میرا زمانۂ طالب علمی 1932ء تا 1937ء ہے۔ میرے اساتذہ میں سید ابو البرکات، حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ، حضرت مولوی مہردین، مولوی سید منور علی شاہ (ہیں)۔ ان اساتذہ سے درسِ نظامی کی تکمیل پانچ، ساڑھے پانچ سال میں ہوگئی۔ میرے ہم سبق ساتھیوں میں (مفتی ممبئی) قاری محبوب علی قاری حافظ حشمت علی کے چھوٹے بھائی، مولوی عبد الجلیل ہزاروی، مولوی مسعود احمد دہلوی وغیرہ ہیں۔ (2)

1 تذکرہ مبارک، ص22 — جولائی 2008ء، ص53

2 روشن تحریریں، ص54، بحوالہ ماہنامہ رضوان لاہور مطبوعہ

آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے شہر الور میں تشریف لے گئے پھر ہند کے دار الحکومت دہلی کے علاقے کینٹ میں امام وخطیب رہے، وہاں انفرادی طور پر تدریس بھی کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور آکر ہربنس پور کی مسجد میں امامت وخطابت کی۔ الور سے ہجرت کر کے حیدر آباد آنے والے مہاجرین کے اصرار پر آپ حیدر آباد آگئے اور محلہ پنجرہ پول میں نور مسجد اور مدرسہ برکات اسلام [1] کی بنیاد رکھی۔ یہاں کے مقامی گورنمنٹ اسکول میں ہیڈ ماسٹر کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔ 1970ء میں پاکستان قومی اسمبلی کے رکن (MNA) منتخب ہوئے۔ 7 ستمبر 1974ء میں ختم نبوت بل پاس کرانے میں آپ کا بھی اہم کردار رہا۔ 1977ء تا 1982 تک آپ مدرسہ غوثیہ سعیدیہ میں تدریس کرتے رہے۔ 1982ء میں دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد میں شیخ التصوف مقرر ہوئے اور 2005ء تک اس منصب پر فائز رہے۔

آپ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب کے مرید وخلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین اشرفی جیلانی، والد گرامی مولانا سید مبارک علی شاہ قادری چشتی، علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری، علامہ شاہ ابو البرکات سید احمد رضوی اور شہزادۂ غوث الوریٰ حضرت سید طاہر علاؤ الدین گیلانی کے بھی خلیفہ تھے۔ آپ نے 11 جمادی الاخریٰ 1429ھ مطابق 16 جون 2008ء کو حیدر آباد میں وصال فرمایا اور درگاہ حضرت عبد الوہاب شاہ جیلانی میں دفن ہونے کی سعادت پائی۔ [2]

انوار علی رضوی

چھوٹے بیٹے حضرت مولانا صوفی سید انوار علی حسنی رضوی بھی عالم دین اور صوفی باصفا تھے، ان کی وفات 30 جمادی الاخریٰ 1415 مطابق 3 دسمبر 1994ء حیدر آباد سندھ میں ہوئی، مزار احاطہ مزار حضرت گل شاہ غازی میں ہے۔ ان کی شادی قیام پاکستان کے بعد مغل خاندان کے مرزا مقیم بیگ صاحب کی بیٹی سے ہوئی، آپ کی آٹھ صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے ہیں، صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: حضرت مولانا پیر سید اشرف علی حسنی رضوی، سید افسر علی حسنی رضوی اور مولانا سید نجف علی حسنی رضوی۔ [3]

1. راقم نے جامع مسجد نور میں نماز عشاء پڑھنے کی سعادت حاصل کی، اب اس سے متصل مدرسہ برکات اسلام میں بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی جاتی ہے۔
2. روشن تحریریں، ص 32، 52 تا 64
3. روشن تحریریں، ص 55، 56

خواجہ صاحب کی صاحبزادیاں

خواجہ مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی رضوی کی تین صاحبزادیاں ہیں: ☆زوجہ حضرت قبلہ سائیں سید احمد علی شاہ کمبل پوش چشتی نظامی ☆زوجہ مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد رضوی اور زوجہ قاضی اشتیاق حسین (سابق فارسٹ آفیسر پنجاب) اللہ پاک اس سادات گھرانے کو سلامت رکھے اور دنیا و آخرت سے مالامال فرمائے۔[1]

خواجہ صاحب کی وفات و مدفن

مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی نے اپنی وفات کی خبر پہلے دے دی تھی، علالت کے دوران حضرت مولانا عبد الشکور صادق چشتی نظامی کو حکم صادر فرمایا کہ میرے دونوں بیٹوں کی خلافت و اجازت نامہ تحریر فرمائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، آپ نے ان پر دستخط فرما کر دونوں بیٹوں کو اجازت نامے عطا فرمائے۔[2] آپ کا وصال حیدرآباد سندھ میں 23 ذوالحجہ 1373ھ مطابق 3 ستمبر 1953ء کو ہوا، تدفین حیدرآباد کے قدیمی ٹنڈو یوسف قبرستان میں کی گئی۔[3] الور کے مشہور شاعر صاحبزادہ سید شبیر حسین اختر زیدی نے یہ قطعہ لکھا:

بست و ذی الحجہ در آدینہ شب رحلت نمود اس مسافراز سرائے ہستی ناپائیدار

سہ ستمبر بود و سالش خواں "برائے مغفرت" 1953ء

آپ کی قبر کو 1954ء میں پختہ کیا گیا، 1972ء میں آپ کے صاحبزادے مولانا سید محمد علی صاحب نے مزار شریف پر چھت ڈالنے کی سعادت پائی، 1993ء میں مزار شریف کے چاروں جانب چار دیواری تعمیر کی گئی، 1996ء میں آپ کے پوتے اشرف ملت حضرت مولانا صاحبزادہ سید اشرف علی شاہ صاحب نے چار دیواری کی از سر نو تعمیر کی اور گنبد بنایا، مزید تزیین و آرائش آپ کے پوتے صاحبزادہ سید برکات احمد رضوی نے کروائی، اس آستانے کے موجودہ سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ پیر سید اشرف علی حسنی رضوی قادری ہیں جو علم دین سے مالامال، سنتوں کے پابند اور ذکر و فکر میں مشغول رہنے والے انسان ہیں۔[4] اس مضمون کی تیاری میں

1 تذکرہ مبارک، ص 21
2 تذکرہ مبارک، ص 23، 24
3 تذکرہ مبارک، ص 13
4 تذکرہ مبارک، ص 24

مذکورہ بعض معلومات بذریعہ تحریر آپ نے ہی عطا فرمائیں، راقم ان کا شکر گزار ہے۔

خواجہ سید مبارک علی شاہ صاحب کے مزار پر انوار اور جامع مسجد نور پنجرہ پول حیدر آباد میں ہر سال دھوم دھام سے عرس ہوتا ہے، راقم کے سامنے 68ویں دوروزہ عرس کا اشتہار ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ 22،23 ذوالحجہ 1442ھ مطابق 2، 3 اگست 2021ء کو حیدر آباد میں منعقد کیا گیا، جو قرآن خوانی، نعت خوانی، تقاریر علمائے اہل سنت اور چادر پوشی وغیرہ کی تقریبات پر مشتمل ہوتا ہے۔

امام المحدثین کی زوجہ

امام المحدثین کی شادی سیدہ عصمت النساء صاحبہ سے اندازاً 1303ھ مطابق 1886ء، میں ہوئی جو کہ ایک نیک اور صالحہ خاتون تھیں، ان کا انتقال رجب 1344ھ مطابق فروری 1926ء[1] کو لاہور میں ہوا اور تدفین مزار بی بی پاک دامن کے احاطے میں کی گئی۔[2]

---

[1] آپ کی وفات کی تاریخ آپ کے داماد مولانا سید منور علی شاہ صاحب کی قلمی یادداشت سے ملی۔

[2] روشن تحریریں، ص 143

باب 2 فصل 3: امام المحدثین کی اولاد

امام المحدثین کی اولاد

اللہ پاک نے امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کو تین بیٹوں (محمد احمد، سید احمد اور علی احمد) اور تین بیٹیوں سے نوازا، ان میں سے دو بیٹوں مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری اور ایک بیٹی سیدہ ام انور نے طویل عمر پائی۔[1] جبکہ علی احمد کا انتقال 12 سال کی عمر میں محرم 1334ھ مطابق نومبر 1915ھ لاہور میں ہوا۔[2]

محمد احمد قادری

مفسّر قرآن حضرت علامہ شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ 1314ھ مطابق 1897ء کو محلہ نواب پورہ، اَلْوَر (راجستھان) ہند میں پیدا ہوئے اور 2 شعبان 1380ھ بروز جمعہ مطابق 20 جنوری 1961ء میں پاکستان کے دوسرے بڑے شہر لاہور میں وفات پائی، مزارِ داتا گنج بخش سید علی ہجویری کے قرب میں دفن ہونے کا شرف پایا۔ آپ حافظ، قاری، عالمِ باعمل، بہترین واعظ، مسلمانوں کے مُتحرّک راہنما، امام وخطیب تاریخی جامع مسجد وزیر خان، اندرون دہلی گیٹ لاہور اور کئی کتب کے مُصَنّف تھے۔ تصانیف میں تفسیر الحسنات (8 جلدیں) آپ کا خوبصورت کارنامہ ہے۔[3] اللہ پاک نے آپ کو چار بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا، ان میں سے ایک بیٹے مولانا امین الحسنات سید محمد خلیل احمد قادری اور ایک بیٹی نے لمبی عمر پائی۔[4] آپ کے بیٹے امین الحسنات حضرت مولانا حکیم سید محمد خلیل احمد قادری عالم دین، حکیم حاذق، مالک مطب دواخانہ قادری، عابد وزاہد، مجاہد تحریک ختم نبوت، پیر طریقت اور جامع مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب تھے، آپ نے جامعہ حسنات العلوم تجوید القرآن لاہور نزد مسجد وزیر خان اندرون دہلی گیٹ قائم فرمایا،

1 لاہور کے اولیائے نقشبندیہ مجددیہ، ص 107
2 تفصیل صفحہ نمبر 47 پر دیکھئے۔
3 تذکرہ اکابر اہلسنت، ص 422... تفسیر الحسنات، 1/46
4 تذکرہ علما اہل سنت وجماعت لاہور، ص 317

جس کے مہتمم اس وقت نواسۂ حضرت شاہ ابو الحسنات حافظ قاری پیر سید نذر حسین گجراتی صاحب ہیں۔ مولانا خلیل احمد قادری کی ولادت 1352ھ مطابق 1933ء کو اندرون لاہور میں ہوئی اور آپ نے دو شادیاں کیں مگر اولاد نہ ہوئی۔ آپ 27 ذیقعدہ 1418ھ مطابق 26 مارچ 1998ء کو وصال فرما گئے۔(1) جبکہ حضرت شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری نے اپنی بیٹی کا نکاح شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر سید ولایت شاہ گجراتی کے صاحبزادے شیخ الحدیث مولانا سید حاجی احمد شاہ صاحب سے فرمایا جن کی ولادت 1351ھ مطابق 1932ء کو گجرات میں ہوئی، آپ جید عالم دین، تلمیذ حکیم الامت مفتی احمد یار خان و محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد چشتی قادری و شیخ طریقت، استاذ العلماء، شیخ الحدیث جامعہ شاہ ولایت، خاص وعام اور جود و سخا کے پیکر تھے، سید سخی صابر آپ کا لقب تھا، آپ کا وصال 30 شوال 1401ھ مطابق 31 اگست 1981ء میں ہوا، دربار عالیہ شہنشاہ ولایت محلہ علی پورہ گجرات میں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں: جگر گوشہ شیخ الحدیث پیر سید علی حسین شاہ، جگر گوشہ شیخ الحدیث پیر حافظ قاری سید نذر حسین شاہ اور جگر گوشہ شیخ الحدیث پیر سید ولی حسین شاہ المعروف بھلے شاہ۔(2)

سید احمد قادری

مفتی اعظم پاکستان، سید المحدثین حضرت علامہ سید شاہ ابو البرکات سید(3) احمد قادری رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ استاذ العلماء، شیخ الحدیث، مناظر اسلام، بانی و امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف اور اکابرین اہل سنّت سے تھے۔ آپ کی پیدائش غالباً 1319ھ مطابق 1901ء کو محلہ نواب پورہ الور میں ہوئی۔(4)

آپ کی پیدائش کے بارے میں دیگر اقوال بھی ہیں مثلاً **سیدی ابو البرکات** (ص14)، **تذکرہ علمائے اہل سنت** (ص39) میں 1313ھ مطابق 1896ء، **تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور** (ص319) اور **زمین کھا**

(1) تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص119 تا 121
مجالس علما، ص257
(2) خفتگانِ خاک گجرات، ص24، 25
(3) آپ کے اسم گرامی میں لفظ سید آپ کے نام کا حصہ ہے۔
(4) تعارف علمائے اہل سنت، ص21 تا 25... الیواقیت المہریہ، ص16

گئی آسماں کیسے کیسے (ص 136) میں 1906ء، **تذکرہ مجاہدین ختم نبوت** (ص 34) میں 1904ء اور **تحریک پاکستان میں علامہ نعیم الدین مراد آبادی کے خلفا کا کردار** (ص 121) میں 1319ھ مطابق 1902ء لکھا ہے۔ راقم کے نزدیک 1319ھ مطابق 1901ء راجح ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے بڑے بھائی علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد کی ولادت 1314ھ مطابق 1896ء، آپ کی بہن سیدہ ام انور کی پیدائش 1317ھ مطابق 1899ء اور چھوٹے بھائی حافظ سید علی احمد کی ولادت 1322ھ مطابق 1903ء ہے، ان سنین کو دیکھا جائے تو 1319ھ مطابق 1901ء کا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بہر حال آپ کا وصال لاہور میں 20 شوّال 1398ھ مطابق 24 ستمبر 1978ء میں ہوا، مزار مبارک دارُ العلوم حِزب الاحناف داتا گنج بخش روڈ لاہور میں ہے۔[1]

آپ کی دو بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں، آپ کے تینوں بیٹوں نے دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے اساتذہ مثلاً استاذ العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی اور امام المعقولات مولانا محمد دین بدھوی وغیرہ سے کتب پڑھیں اور اپنے والد ماجد سے دورہ حدیث کیا، جبکہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے علامہ سید محمود احمد رضوی نے کچھ ابتدائی اسباق اپنے داداجان امام المحدثین سے بھی پڑھے۔ ان تینوں کا مزید تعارف ملاحظہ کیجئے:

محمود احمد رضوی

شارح بخاری حضرت مولانا مفتی سید محمود احمد رضوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1344ھ مطابق 1924ء کو آگرہ میں ہوئی، بچپن میں ہی شبیہ غوث اعظم سید علی حسین اشرفی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔[2] آپ 1947ء میں فارغ التحصیل ہوئے، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی نے تبرکاً اپنی ٹوپی عطا فرمائی اور اس پر دستار بندی ہوئی۔[3] اسی سال ماہنامہ رضوان لاہور کا آغاز کیا، ابتدائی سالوں میں دار العلوم حزب الاحناف میں تدریس فرمائی پھر اس کے انتظامی امور میں مصروف ہوگئے، دو سو کے قریب

1 سیدی ابو البرکات، ص 14 تا 81
2 شارح بخاری، شخصیت و نظریات، ص 57
3 شارح بخاری، شخصیت و نظریات، ص 23

کتب ورسائل بھی تحریر فرمائے، فیوض الباری فی شرح صحیح البخاری اور دین مصطفیٰ کو بہت پزیرائی ملی، ملکی اسلامی ادارے مثلاً اسلامی نظریاتی کونسل، رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان وغیرہ کے رکن اور پھر سات یادس سال مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین رہے، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت وغیرہ میں فعال کردار ادا کیا۔ 1975ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے اعلیٰ ترین سول اعزاز ستارۂ امتیاز دیا گیا، آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر عالم دین، فعال رہنما، مصنف کتب کثیرہ، سلسلہ چشتیہ اشرفیہ اور سلسلہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کے شیخ طریقت تھے۔ کتاب "سیدی ابوالبرکات" آپ کی یادگار تصنیف ہے، اس کے کل 288 صفحات ہیں، یہ مفتی اعظم پاکستان، شیخ الحدیث حضرت مفتی شاہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری صاحب کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے، اس کے صفحہ 13 تا 116 تک سیّد صاحب کے حالاتِ زندگی اور ملفوظات، صفحہ 116 تا 133 تک امام المحدثین کے حالات زندگی، 134 تا 153 تک امام المحدثین کا ایک رسالہ، 184 تا 188 علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب کی دستار بندی، علامہ شاہ ابوالبرکات کے سوئم و مجلس چہلم کی روداد اور تاثراتِ علما، 186 تا 205 چند تاریخی خطوط کے عنوان سے قلمی مکتوبات، 210 سے 240 تک سید صاحب کی وفات پر مختلف اخبار ورسائل کے اداریے اور علما و شخصیات کے تعزیت نامے، 241 تا 288 تک سید صاحب وغیرہ پر لکھے گئے مضامین ہیں۔ یہ کتاب شعبہ تبلیغ حزب الاحناف لاہور نے لاہور پریس سے غالباً شوال 1399ھ مطابق ستمبر 1979ء کو شائع کروائی، یہی پہلا اڈیشن ہمارے پیشِ نظر ہے۔ تذکرۂ امامُ المحدثین ترتیب دینے میں یہ راقم کے بنیادی ماخذ میں سے ہے۔

آپ کا وصال 4 رجب 1420ھ مطابق 14 اکتوبر 1999ء کو ہوا، تدفین والد گرامی کے پہلو دار العلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور میں ہوئی۔ آپ کی شادی اجمیری سادات خاندان میں ہوئی تھی، آپ کی تین بیٹیاں اور سات بیٹے ہیں۔[1] بیٹوں کے نام یہ ہیں: (1) سید مختار اشرف رضوی (2) سید مصطفیٰ اشرف رضوی (3) سید مرتضیٰ اشرف رضوی (4) سید نذر اشرف رضوی (5) سید نعیم اشرف رضوی (6)

1 شارح بخاری، شخصیت ونظریات، ص 47 تا 51، 74، 100، 103

سید فواد اشرف رضوی (7) سید ندیم اشرف رضوی۔

حبیب احمد رضوی

حضرت مولانا پیر سید حبیب احمد رضوی کی ولادت اندازاً1344ھ مطابق 1926ء کو لاہور میں ہوئی، دادا جان امام المحدثین نے خوشی کا اظہار فرمایا اور دعا دی، آپ 1949ء میں فارغ التحصیل ہوئے، والد گرامی نے دورہ حدیث شریف کے بعد دستار بندی فرمائی اور سند الفراغ دی۔ بیعت و خلافت کا شرف سرکارِ کلاں حضرت مولانا پیر سید محمد مختار اشرفی سے پایا۔ آپ علم و عمل کے جامع اور نیک صفات شخصیت کے مالک تھے، والدِ گرامی اور بھائیوں کے ساتھ دین متین کی خدمات میں مصروف رہے، آپ نے عوام کی خدمت علاج معالجے کے ذریعے کی، روحانی علاج کرتے، اوراد و وظائف سے آگاہ کرتے، تعویذات دیتے اور اپنی قائم کردہ ڈسپنسری سے ادویات بھی دیا کرتے تھے، آپ نے لاہور میں وصال فرمایا، آپ کو دارالعلوم حزب الاحناف میں مسجد برکاتیہ کے قریب اپنی والدۂ محترمہ کی تربت سے متصل دفن کیا گیا۔ آپ کی دو بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں: سید ظفر احمد رضوی، سید برکات احمد رضوی اور سید حسنات احمد رضوی۔

مسعود احمد رضوی

فخر المشائخ، گلِ نایاب، گل از ابو البرکات مولانا پیر سید مسعود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اندازاً 1346ھ مطابق 1928ء کو لاہور میں ہوئی، دادا جان امام المحدثین نے دعاؤں سے نوازا، آپ 1951ء میں فارغ التحصیل ہوئے اور سند الفراغ حاصل کی، بیعت کا شرف سرکارِ کلاں حضرت مولانا پیر سید محمد مختار اشرفی سے پایا اور سلسلہ اشرفیہ کی خلافت سے نوازے گئے، مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان، پیر سید علاؤ الدین گیلانی اور والدِ محترم مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد رضوی سے بھی خلافت حاصل ہوئی، تعویذات اور دیگر روحانی علاج کی تربیت انہیں سے حاصل کی، فراغت کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف کے ناظم تعلیمات مقرر ہوئے، بڑے بھائی علامہ سید محمود احمد رضوی کی وفات تک تقریباً 48 سال اس منصب پر فائز رہے، 1951ء میں ہی دار العلوم سے متصل محمدی مسجد (موجودہ نام سید دیدار علی شاہ مسجد) کے امام و خطیب

مقرر ہوئے، وفات تک یہ خدمت سر انجام دیتے رہے، آپ زندگی بھر اپنے اسلاف کے نقش قدم پر رہے، تمام دینی و ملی تحریکوں میں ان کے دم بقدم بھرپور شریک ہوئے، آپ عالم دین، پیر طریقت اور مرجع عوام اہل سنت تھے، آپ عملیات و تعویذات کے بہت ماہر تھے، اس فن میں درجہ کمال رکھتے تھے، لوگ دور دور سے علاج کروانے آتے تھے بلکہ بیرون ملک سے بھی رجوع کیا جاتا تھا، آپ نے طویل عمر پاکر یکم ربیع الاخر 1436ھ مطابق 22 جنوری 2015ء بروز جمعرات کو لاہور میں وصال فرمایا، اگلے دن بروز جمعہ حضور داتا گنج بخش سید علی ہجویری کے مزار پرانوار کے قریب نماز جنازہ پڑھائی گئی، آپ کو دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور میں اپنے والد گرامی سید صاحب قبلہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ ہر سال آپ کا عرس آستانہ عالیہ دیداریہ اندرون دہلی گیٹ میں ہوتا ہے، آپ کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔[1] بیٹوں کے نام یہ ہیں: سید دیدار علی رضوی اور سید نثار اشرف رضوی۔

علی احمد رضوی

امام المحدثین کے سب سے چھوٹے بیٹے حافظ قاری سید علی احمد رضوی بوجہ طاعون غالباً محرم 1334ھ مطابق نومبر 1915ء کو 12 سال کی عمر میں وفات پا گئے، ان کی تدفین مزار بی بی پاک دامن احاطے میں ہوئی، بعد میں یہیں ان کی والدہ سیدہ عصمت النساکی تدفین ہوئی۔[2] آپ کو بیٹے کی وفات سے اتنا صدمہ ہوا کہ آپ کے لیے لاہور رہنا دوبھر ہو گیا اور الور تشریف لے آئے۔ چنانچہ صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ میں ہے: حضرت مولانا الوری کا ایک جواں سال بیٹا سید علی احمد ایک دن بیمار رہ کر اچانک داغ مفارقت دے گیا، اس فرزند دلبند کی اچانک موت کا آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ دل گرفتہ ہو کر امورِ دنیا سے دست بردار ہو گئے اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنے لگے، انہیں لاہور رہنا بھی دوبھر ہو گیا، دار العلوم سے رخصت لے کر اپنے وطن (الور) چلے گئے اور ایک عرصہ تک لاہور نہ آسکے۔[3]

1 اُردو پوائنٹ اخبار، 22 جنوری۔ 2015ء...نوائے وقت، 23 جنوری 2015ء، 6 دسمبر 2022ء ...سوانح حیات خاندان رضویہ برکاتیہ، ص28

2 روشن تحریریں، ص143

3 صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص86، 128، 135

امام المحدثین کی بیٹیوں کی شادی

امام المحدثین کی ایک بیٹی سیدہ ام انوار کا نکاح لاہور کے زیدی سادات میں ہوا، ان کے بیٹے کا نام سید انوار حسین زیدی ہے، یہ کویت میں ملازمت بھی کرتے رہے۔[1] مزید معلومات نہ مل سکیں۔ بعض کتابوں میں امام المحدثین کے ایک داماد مولانا سید ظہور اللہ الوری ملتانی کا نام ملتا ہے، ممکن ہے تیسری بیٹی کی شادی ان سے ہوئی ہو۔ جبکہ امام المحدثین نے اپنی بڑی بیٹی سیدہ ام انور کا نکاح 24 شوال 1335ھ مطابق 13 اگست 1917ء کو آگرہ، حکیموں والی گلی میں مولانا سید منور علی شاہ رضوی صاحب سے کیا۔[2] جو کہ حضرت مولانا سید نثار علی شاہ الوری کے پوتے اور سید نظر علی شاہ الوری[3] کے بیٹے تھے۔ انھوں نے امام المحدثین سے علم دین حاصل کیا۔ اللہ پاک نے انہیں دو بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ آپ پیشے کے اعتبار سے عربک ٹیچر (معلم العربی) تھے۔ 16 اکتوبر 1912ء کو مشن اسکول انبالہ (ہریانہ، ہند) سے ملازمت کا آغاز کیا، جہاں آپ 31 اکتوبر 1929ء تک رہے۔ درمیان میں تقریباً چار سال (11 جنوری 1914ء تا اکتوبر 1917ء) آپ کا تبادلہ ریاست مالیر کوٹلہ میں ہوگیا۔ اس کے بعد تقریباً ایک سال (یکم دسمبر 1929ء تا 24 دسمبر 1930ء) آپ نے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔ کئی جید علما آپ کے شاگرد ہیں۔ پھر 26 دسمبر 1930ء میں مڈل اسکول اوسیا یونین کونسل دیول تحصیل کوہ مری ضلع راولپنڈی میں آپ بطور عربی ٹیچر تعینات ہوئے۔ آپ کا وصال لاہور میں 17 جمادی الاولیٰ 1389ھ مطابق یکم اگست 1969ء میں ہوا۔[4] سید منور علی شاہ رضوی صاحب کی تمام اولاد چونکہ امام المحدثین کے نواسے نواسیاں بھی تھی، اس لئے ان کے بارے میں جو معلومات ملیں وہ بھی پیش خدمت ہیں:

- بڑی نواسی سیدہ کنیز بتول بانو ہیں جن کی ولادت 18 جمادی الاولیٰ 1337ھ مطابق 19 فروری 1919ء کو آگرہ گلاب خانہ (یوپی، ہند) میں ہوئی، ان کا نکاح لاہور میں سید رشید احمد شاہ صاحب (ان کا آبائی وطن سیالکوٹ ہے مگر یہ لاہور میں رہائش پذیر تھے) سے ہوا، نکاح امام المحدثین نے خود پڑھایا۔

1. سیدی ابو البرکات، ص175... مخزن برکات، ص28
2. قلمی یادداشت مولانا سید منور علی شاہ صاحب۔
3. ان دونوں کے متعلق معلومات نہ مل سکیں۔
4. رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص18

- بڑے نواسے سید انور علی شاہ رضوی صاحب ہیں جن کی ولادت 28ذوالحجہ 1339ھ مطابق 2 ستمبر 1921ء کو آگرہ گلاب خانہ (یوپی،ہند) میں ہوئی، ان کی شادی محفوظ بی بی سے 12 اگست 1942ء کو ہوئی۔
- چھوٹی نواسی سیدہ کنیز خاتون کی ولادت 15 مارچ 1924ء کو انبالہ شہر (ہریانہ،ہند) میں ہوئی۔
- چھوٹے نواسے سید محمد علی شاہ کی ولادت دسمبر 1929ء کو لاہور میں ہوئی، انھوں نے 5 سال 9 ماہ عمر پا کر مرضِ ہیضہ میں 10 اکتوبر 1935ء میں وفات پائی۔
- سب سے چھوٹی نواسی سیدہ کنیز کلثوم تھیں۔ ان کے بارے میں صرف یہ بات معلوم ہے کہ انھیں اپنے بھائی محمد علی شاہ کے ساتھ 9 اکتوبر 1935ء میں ہیضہ ہو گیا تھا۔

نوٹ: مولانا سید منور علی شاہ صاحب کے متعلق اکثر معلومات ان کی قلمی یادداشت سے حاصل ہوئیں، یہ قلمی یادداشت مفتی اعظم پاکستان علامہ شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری صاحب کے پوتے فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پی ایچ ڈی اسکالر حضرت مولانا صاحبزادہ سید نثار اشرف رضوی برکاتی صاحب (مہتمم ومدرس مدرسہ برکاتیہ حزب الاحناف، جامع مسجد سید دیدار علی شاہ، محمدی محلہ اندرون دہلی گیٹ لاہور) نے علامہ سید منور علی شاہ صاحب کے بیٹے سید انور علی شاہ صاحب کی صاحبزادی سے لے کر 16 اکتوبر 2021ء کو واٹس ایپ کیں، راقم اس پر ان کا شکر گزار ہے۔

باب 3: تعلیم و بیعت

امام المحدثین کی ابتدائی تعلیم و تربیت والدِ گرامی مولانا سید نجف علی قادری اور چچا جان میاں صاحب حضرت مولانا سید نثار علی قادری چشتی کی آغوشِ شفقت میں ہوئی۔[1] فطری میلان اور چچا جان کی صحبت کی برکت سے آپ بچپن سے ہی پنجگانہ نماز، روزے، تلاوتِ قرآن اور نماز تہجد کے عادی ہو گئے۔ آپ نے مکمل قرآنِ مجید استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی سے پڑھا، جبکہ بعض کتابوں میں ہے کہ آپ نے قرآنِ مجید اپنے چچا عارف ربانی سید نثار علی سے پڑھا۔[2] قرآنِ مجید کا کچھ حصہ قاری قادر علی رٹولوی کے شاگرد قاری عباد اللہ الوری سے بھی پڑھا۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں: خاکسار نے تمام قرآنِ مجید مِن اوّلہ الیٰ آخرہٖ پڑھا، قاری قادر علی مرحوم سکنہ قصبہ رٹول بمقام ریاست اَلْوَر اور کچھ ان کے شاگرد قاری عباد اللہ مرحوم الوری سے۔[3] بعد میں آپ نے کئی دیگر بزرگوں مثلاً شیخ المشائخ مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، تاج العلماء سید اولادِ رسول محمد میاں مارہروی اور مولانا عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی سے بھی سندِ قرآن حاصل کی۔[4] آپ نے ابتدائی صرف و نحو کی کتب مولانا حافظ قمر الدین الوری اور فارسی کتب استاذ محمد جیون خاں الوری صاحب سے پڑھیں۔

نوٹ: اس پورے باب میں جن بزرگانِ دین کا نام کلر میں مذکور ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا مختصر تعارف آگے آرہا ہے، البتہ! مولانا عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی کے بارے میں مزید کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ جبکہ استاذ جیون صاحب کے متعلق بس یہ معلوم ہوا ہے کہ فارسی کے بے نظیر فاضل استاذ مانے جاتے تھے، ان کی تربیت سے امام المحدثین کو فارسی میں رسوخ حاصل ہوا جو آپ کے دیوان دیدار یہ (فارسی) سے ظاہر ہوتا ہے۔[5]

1. سیدی ابو البرکات، ص118
2. الیواقیت المہریہ، ص117، 118... مجالس علماء، ص68
3. مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص80
4. مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص78 تا 81
5. میلاد و قیام، ص30

دہلی میں قیام

اس زمانے میں دہلی منقولات یعنی علومِ قرآن وحدیث میں شہرت رکھتا تھا اس لیے آپ نے اپنے والدِ گرامی اور چچاجان سے اجازت لے کر دہلی شہر کا سفر کیا، یہاں آپ نے مدرسۂ حسین بخش دہلی میں داخلہ لیا، اس مدرسے کے مدرس استاذُ العلماء، صوفی باصفا حضرت مولانا محمد کرامت اللہ دہلوی چشتی نظامی صاحب تھے، آپ ان سے علومِ معقولات ومنقولات حاصل کرنے میں مصروف ہوگئے۔

رامپور اور مُحدّث الوری

درسِ نظامی کا کچھ حصہ دہلی میں پڑھنے کے بعد منتہی کتبِ معقولات کی تحصیل کے لیے آپ نے رامپور کا سفر کیا اور مدرسہ ارشادُ العلوم رامپور میں داخلہ لے لیا، یہاں قطبِ زمانہ، تاجُ المحدثین مولانا ارشاد حسین فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے توضیح وتلویح اور آپ کے تلمیذ ومرید وخلیفہ حضرت علامہ حافظ شاہ عنایت اللہ خان مجددی رحمۃ اللہ علیہ سے ہدایہ شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ [1] آپ خود تحریر فرماتے ہیں: پھر سندِ فقہ اور اصول فقہ توضیح وتلویح حضرت قطب العارفین، عمدۃ علماء الراسخین، حضرت مولانا ارشاد حسین قدّس سرّہٗ رامپوری سے پڑھ کر اور ہدایہ حضرت مولانا عمدۃ الفضلاء، زبدۃ الکملاء مولانا حافظ عنایت اللہ خان رامپوری صاحب سے (جو خلیفہ اور شاگردِ رشید حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب تھے) سندِ فقہ اور سندِ اصولِ فقہ وغیرہ حاصل کی۔ [2] منقولات کی تکمیل کے بعد آپ نے معقولات کا درس امامُ المنطق حضرت علامہ عبد العلی رامپوری ریاضی دان سے لیا۔ [3]

فراغت اور اسناد کا حصول

درسِ نظامی میں شامل علومِ منقولات ومعقولات کی تکمیل کے بعد آپ افضل المحدثین فی زمانہ، محشیِ صحیح بخاری حضرت علامہ حافظ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سہارن پور حاضر ہوگئے اور دورۂ حدیث

1 الیواقیت المہریہ، ص118
2 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص78
3 سیدی ابوالبرکات، ص120

شریف کرنے لگے، آپ کے ساتھ قبلۂ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی سمیت بیس پچیس طلبہ شریک درس تھے۔ چنانچہ مفتی سید دیدار علی شاہ تحریر فرماتے ہیں: اور سندِ کتب فقہ وحدیث اور احادیث سے مسائلِ فقہیہ مطابق کرنے کی جو تمام کتب احادیث قراءۃً وسماعۃً حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی مسند آرا گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی اور مولانا وصی احمد صاحب مرحوم ومغفور سورتی ثم پیلی بھیتی اور تقریبا بیس پچیس طلبہ کے ساتھ حرفاً حرفاً مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم ومغفور پر 1295ھ مطابق 1878ء میں پیش کرکے خاکسار نے حاصل کی تھی۔[1]

مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں فراغت کا سال 1292ھ اور رسائل محدث سورتی اور الیواقیت المہریہ میں 1293ھ لکھا ہے جو درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مہر منیر، صفحہ 84 اور تذکرۂ محدثِ سُورتی مطبوعہ کراچی صفحہ 69 میں حصولِ سندِ فراغت کا سال 1295ھ لکھاہے اور اسی کو ترجیح دی ہے۔ امام المحدثین 22سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، اسناد کی تفصیل امام المحدثین کی کتاب مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں صفحہ 70 تا 81 پر موجود ہے۔ امام المحدثین کو علامہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان صاحب سے بھی متعدد اسناد حاصل ہوئیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی صاحب سے استفادہ

امامُ المحدثین تقریباً 1909ء میں کچھ عرصے کے لیے باندی کوئی (Bandikui) ضلع دوسا، راجستھان میں مقیم ہوئے، یہاں ان کی ملاقات حضرت مولانا عبدالغنی بہاری مہاجرِ مدنی صاحب سے ہوئی جو حُسنِ اتفاق سے وہاں تشریف لائے تھے، امام المحدثین نے انہیں کچھ قرآن مجید سنا کر اور کچھ ان سے سن کر سندِ قرآن حاصل کی جو ان کو قاری عبد الرحمٰن پانی پتی صاحب سے حاصل ہوئی تھی اور اس کے علاوہ دیگر اسناد بھی حاصل کیں۔[2] تفصیل صفحہ نمبر 152 پر دیکھئے۔

بیعت وخلافت اور راہِ سلوک

1295ھ مطابق 1878ء کو سہارنپور سے فراغت کے بعد آپ اپنے وطن الور تشریف لے آئے اور

1. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص81
2. مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص80

اپنے چچاجان قطبِ وقت حضرت مولانا صوفی شاہ سید نثار علی رضوی مشہدی کی صحبت اختیار کی، آپ نے اپنے بھتیجے کو منازلِ سلوک طے کروائیں، علومِ باطنیہ سے روشناس کیا، بعد میں سلسلہ قادریہ راجشاہیہ اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔[1]

انبالہ میں حاضری

آپ نے اسی پر اکتفانہ کیا، اس زمانے میں ہند کے شہر انبالہ میں سلسلہ نقشبندیہ کے ولی کامل حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی کی روحانیت کا چرچا تھا، آپ ان کی خدمت میں انبالہ حاضر ہوئے، ایک مرتبہ امام المحدثین نے اپنی کہی ہوئی نعت محفل نعت میں پیش کی تو حضرت سائیں توکل شاہ صاحب پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی، افاقہ کے بعد آپ نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا، سینے سے لگایا، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ کی اجازت وخلافت سے نوازا اور فرمایا: اب گنج مراد آباد جاؤ! وہاں تمہارا حصہ تمہارے لیے چشم براہ ہے۔[2]

گنج مراد آباد کو روانگی

اس کے بعد امام المحدثین گنج مراد آباد روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر استاذ العلماء والمشائخ علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی سے بیعت کا شرف حاصل کیا، استاذ العلماء والمشائخ آپ پر خاص شفقت اور نگاہِ کرم فرماتے تھے، حتی کہ آپ کو سلسلہ نقشبندیہ قادریہ کی خلافت اور احادیث وکتب فقہ کی اجازات عطا فرمائیں جیسا کہ امام المحدثین خود فرماتے ہیں: پھر خاکسار نے بعد بیعت ہونے کے حضرت قطب الوقت، مقبولِ بارگاہِ یزداں مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی قدّس سرّہٗ سے خاندانِ نقشبندیہ اور (سلسلہ مجددیہ) قادریہ میں، کچھ بخاری شریف اور موطا امام مالک اور کچھ شرح وقایہ حضرت مولانا شمس الدین احمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت مولانا ممدوح (یعنی علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی کے بیٹے) کے ساتھ حضرت مولانا قدّس سرّہٗ پر پیش کر کے آپ سے بھی اجازت حاصل کی اور حضرت مولانا قدّس سرّہٗ نے اجازت روایات احادیث مع مطابقت مسائل فقہیہ حاصل کی تھی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدّس سرّہٗ سے۔[3]

1 سیدی ابوالبرکات، ص118

2 سیدی ابوالبرکات، ص121... مزید تفصیل صفحہ نمبر 292 تا 298 پر دیکھئے۔

3 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص77

امامُ المحدثین کی سندِ حدیث حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی کے ذریعے ایک اور دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک پہنچتی ہے جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک آپ کی سند 17 وسائط سے پہنچتی ہے۔[1] امام المحدثین نے اپنی کتاب **ہدایت الطریق** میں علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی اور سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہما دونوں کا ایک مقام پر تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے: جن لوگوں نے ہمارے مولانا فضل رحمٰن قدس سرہ اور ہمارے حضرت سائیں توکل شاہ قدس سرہ کی کچھ بھی صحبت اٹھائی ہے، اُن کو یقینی طور سے معلوم ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہونے والے اب بھی موجود تھے اور موجود ہیں۔[2]

بارگاہ اعلیٰ حضرت اور امام المحدثین

امامُ المحدثین صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے دوست اور ان کی علمیت سے متاثر تھے، یہی وجہ ہے آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو حصولِ علمِ دین کے لیے مراد آباد میں صدر الافاضل کے پاس بھیجا، صدر الافاضل نے امام المحدثین کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے متعارف کرایا مزید براں صدر الافاضل نے انہیں اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی ترغیب دلائی۔

بعض کتب میں اس ملاقات کے بارے میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے جس کے بارے میں شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں، والد محترم حضرت قبلہ علامہ ابوالبرکات نے بھی اسے غلط قرار دیا ہے۔[3] یہ بے اصل واقعہ کچھ یوں ہے: صدر الافاضل نے امام المحدثین کو جب اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی ترغیب دلائی تو آپ نے فرمایا: بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے، ذات کے پٹھان ہیں اور طبیعت کے سخت ہیں، اس کے باوجود صدر الافاضل آپ کو بریلی لے گئے اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ازراہِ ادب عرض کی: حضرت مزاج کیسے ہیں؟ اعلیٰ حضرت فرمانے لگے: بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہوں طبیعت کا سخت ہوں۔ کشف کی یہ کیفیت دیکھ کر مفتی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے، سر عقیدت و نیاز مندی سے جھکا دیا اور پھر اعلیٰ حضرت نے نگاہِ شفقت سے اعتقادی روشنی کا وہ رنگ

1 تفصیل صفحہ نمبر 215 پر دیکھئے

2 ہدایت الطریق، ص86، 87

3 سیدی ابوالبرکات، ص124

بھر دیا کہ مولوی ظفر علی خان کا قلم بھی اس رنگ کو پھیکانہ کر سکا۔[1]

امام المحدثین کی اعلیٰ حضرت سے کب ملاقات ہوئی، اگرچہ یہ بات حتمی طور پر نہیں کہی جاسکتی، البتہ! یہ طے ہے کہ امام المحدثین اعلیٰ حضرت سے 1330ھ مطابق 1912ء سے پہلے سے رابطے میں تھے، کیونکہ اعلیٰ حضرت نے اپنے 27 جمادی الاخریٰ 1330ھ مطابق 13 جون 1912ء کو لکھے گئے ایک فتویٰ میں امام المحدثین اور مولانا ابو الفرح عبد الحمید لاہوری سے ملاقات کا ذکر فرمایا ہے جس میں ان حضرات نے اعلیٰ حضرت کو ایک انجمن اہل سنت بنانے کا مشورہ دیا تھا۔[2] اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

بہر حال جب آپ صدرُ الافاضل کے ساتھ بریلی شریف حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ان کی بہت تعظیم کی اور خوشی کا اظہار فرمایا، کیونکہ اعلیٰ حضرت سیدوں کا بہت احترام کرتے تھے اور انہیں صدر الافاضل سے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ سید اور بہت بڑے عالم دین ہیں۔

اس کے بعد امام المحدثین کا بریلی شریف جانے کا معمول بن گیا، ایک سفر میں آپ کے صاحبزادے شاہ ابو البرکات سیّد احمد قادری بھی ہمراہ تھے، اعلیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب سے مل کر بھی بہت خوش ہوئے اور انہیں فتاویٰ نویسی کی تربیت کے لیے اپنے ہاں ٹھہرالیا، وقت کے ساتھ ساتھ یہ تعلق اتنا گہرا ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے (1337ھ مطابق 1919ء کو) باپ بیٹا دونوں کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت اور دیگر کتب کی اجازات سے نوازا۔ جیسا کہ امام المحدثین خود تحریر فرماتے ہیں: اسانیدِ قرآن وحدیث وفقہ اور جملہ اعمال واذکار کے، جو کتاب الحروف نے بہمراہی اپنے لختِ جگر، سعادت مند ازلی، مقبولِ بارگاہِ صمدی مولوی سید احمد (شاہ ابو البرکات) کے مولانا احمد رضا خان صاحب قدّس سرّہ اللہ العزیز سے حاصل کی اور اپنے تمام اعمال اور اذکار اور جملہ مرویات فقہ وحدیث کے روایت کرنے کی اجازت عطا فرمائی، مولانا وسیدنا، قامع بدعت، محی السنہ، جامع علوم ظاہری وباطنی مولانا احمد رضا خان صاحب قدّس اللہ سرّہ نے مجھ کو اور میرے قرۃ العین مولوی سید احمد زاد اللہ علمہ وشوقہ الی اللہ وفی اللہ وباللہ کو اجازت روایت جمیع کتب فقہ حنفیہ کی عطا فرمائی۔[3] اس سند کا عکس

1 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 141

2 فتاویٰ رضویہ، 29/611،610

3 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص 70

شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنی کتاب تذکرہ اکابر اہلسنت کے صفحہ 144 اور 145 پر شائع فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ آپ بریلی شریف میں حاضر ہوئے تو وہاں آپ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ کی اعلیٰ حضرت سے عقیدت و محبت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ہمدرد ملت حضرت مولانا حافظ سیّد محمد حسین میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا سید دیدار علی صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ (بریلی شریف) تشریف لائے، جماعت (عصر) کا وقت تھا، مسجد کے کنویں پر ایک بہشتی (پانی بھرنے والے) کا لڑکا[1] پانی بھر رہا تھا (امام المحدثین نے) جلدی کی وجہ سے اسی لڑکے سے پانی طلب فرمایا، اس نے کہا کہ مولانا میرے بھرے ہوئے پانی سے آپ کو وضو کرنا جائز نہیں اور نہیں دیا، مولانا کو غصہ آیا اور فرمایا کہ ہم جب تجھ سے لے رہے ہیں تو کیوں جائز نہیں، اس نے کہا کہ مجھے دینے کا اختیار نہیں میں نابالغ ہوں، مولانا کو اور غصہ آیا، جماعت ہو رہی تھی اور یہاں اور دیر لگ رہی ہے، فرمایا: آخر تُو جہاں جہاں پانی دیتا ہے ان کا وضو کیسے جائز ہو جاتا ہے؟ اس نے کہا: وہ لوگ تو مجھ سے مول لیتے ہیں، اور غصہ آیا مگر اس نے نہیں دیا۔ آخر کار خود بھرا اور جلدی جلدی وضو کر کے نماز میں شریک ہوئے، تو غصہ کم ہوا اور سلام پھیرا تو خیال آیا کہ بہشتی کا لڑکا از روئے فقہ صحیح کہتا تھا، دیدار علی! تم سے تو اعلیٰ حضرت کے یہاں کے خدمت گاروں کے بچے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں، یہ سب اعلیٰ حضرت کے اتباعِ شریعت کا فیض ہے۔ یہ خیال آکر بہت شرم آئی اور پھر ادب و عقیدت سے اعلیٰ حضرت سے ملے۔[2]

---

1 تلمیذ و خلیفہ و داماد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علامہ حسنین رضا خان تحریر فرماتے ہیں: ہمارے ہوش سے خدا بخش مرحوم ہمارے خاندان اور بعض دیگر اہل محلہ میں پانی بھرتے تھے اور ان کا سب سے بڑا مگر نابالغ لڑکا محمد بخش اعلیٰ حضرت کے یہاں اپنے چھوٹے ڈول مشک سے پانی بھرتا تھا۔ اس کے بالغ ہونے پر اس کا چھوٹا بھائی حافظ احمد بخش اس خدمت پر مامور ہوا ان دونوں کی ماں کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا اور خدا بخش مرحوم نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ اس عورت سے بھی رب العزت نے ڈھائی ڈھائی تین تین برس کے فرق سے لڑکے ہی دیئے، یہ سلسلہ بھی کئی برس تک جاری رہا اور یہ انتظام خدا بخش مرحوم نے اس لیے کیا تھا کہ بی بی صاحبہ (زوجہ اعلیٰ حضرت) اور صاحبزادیوں کو پانی کے سلسلے میں بار بار پردے کی تکلیف نہ کرنا پڑے۔ (سیرتِ اعلیٰ حضرت، 94)

2 حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص 179 تا 181

تلمیذ وخلیفہ وداماد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علامہ حسنین رضا خان نے اسی سے ملتا جلتا واقعہ نقل کیا ہے: دار العلوم منظر الاسلام کے جلسے ہو رہے تھے علمائے کرام باہر سے تشریف لائے ہوئے تھے ظہر کا وقت تھا ان علمائے کرام میں شاید یہ چار صاحب ضرور تھے، مولانا یعقوب علی خان بلاسپوری، حضرت مولانا سید سلمان اشرف صاحب بہاری ناظم دینیات علی گڑھ یونیورسٹی، حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی (اور) حضرت مولانا سید دیدار علی صاحب الوری۔ ایک بچہ سقا پانی بھر رہا تھا جب اس نے ڈول اوپر کھینچ لیا تو کسی ایک صاحب نے پانی لینے کے لیے لوٹا بڑھادیا لڑکے نے ان کی طرف بغور دیکھا اور ڈول اپنی مشک میں لوٹ کر کہا کہ میں نابالغ ہوں میرے دیئے ہوئے پانی سے آپ کا وضو نہ ہو گا۔ مسئلہ اپنی جگہ بالکل صحیح تھا اب اس سے جرح کا سوال ہوا کہ تم کہاں کہاں پانی بھرتے ہو اس نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت کے یہاں۔ پھر پوچھا گیا کہ ان کا وضو کیسے ہو جاتا ہے۔ اس پر بچہ سقا خاموش ہو گیا۔ حاجی کفایت اللہ صاحب مرحوم اس جگہ آ گئے تھے اور یہ گفتگو بغور سن رہے تھے، انہوں نے عرض کیا کہ پانی کا معاہدہ تو اس کے باپ سے ہے، وہ خود بھرے یا اپنے بچوں سے بھروادے، خواہ وہ بچے نابالغ ہوں، وضو صحیح ہو جائے گا۔ اس پر مولانا سید سلیمان اشرف نے فرمایا کہ فقیہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے خدام بھی مسائل فقہ جانتے ہیں۔ (1) ممکن ہے یہ دونوں واقعات مختلف اوقات میں ہوئے ہوں۔

آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ سے خلافت

آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف وہ عظیم آستانہ ہے جو کئی صدیوں سے پیاسوں کو خزانۂ علم وعرفان کے جام پلا رہا ہے، اس آستانے کی ایک اہم شخصیت تاج العلماء، مصنف کتب کثیرہ حضرت سیّد اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام المحدثین کے ان سے برادرانہ تعلقات تھے، تاج العلماء نے آپ کو قرآنِ مجید، احادیث وفقہ وغیرہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سمیت کئی سلاسل کی خلافت اور اجازت عطا فرمائی۔ (2)

(1) سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص94، 95

(2) سیدی ابو البرکات، ص124، 125

شیخ المشائخ، شبیہ غوث اعظم سے خلافت

امام المحدثین کو شیخ المشائخ مخدوم الاولیاء، شبیہِ غوثِ اعظم حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ اور سلسلہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ کی خلافت واجازت حاصل تھی، چنانچہ علامہ محمود احمد قادری اشرفی تحریر فرماتے ہیں: موصوف علم وفضل وکمال کے مواج سمندر تھے، آپ نے دین پاک کی بنیادی خدمات انجام دیں، حضورِ پُرنور، اعلیٰ حضرت، مخدوم الاولیاء، مرشد العالم، محبوبِ ربانی قدس سرہٗ کی نگاہ مہر وکرم بھی آپ پر پڑی، جس نے آپ کے قلب پر اپنا نقش قائم کیا، اجازت وخلافت عطا ہوئی، آپ ہی کی وجہ سے حضور (حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی صاحب) کا لاہور کا سفر ہوا کرتا تھا، قیام بھی دار العلوم (حزب الاحناف) میں ہوتا تھا۔[1]

الغرض معلوم ہوا کہ امام المحدثین علم شریعت (علومِ قرآن وحدیث وفقہ وغیرہم) اور علم طریقت میں کامل واکمل تھے، آپ نے اپنے زمانے کے سات جید علما اور چھ اکابر مشائخ سے استفادہ کیا۔

---

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص335

باب 4: خدمات دین وملت

فصل 1: الور، رامپور، پٹنہ، ممبئی اور باندی کوئی میں خدمات

وطن واپسی اور درس قرآن کا آغاز

فارغ التحصیل ہونے کے بعد 1295ھ مطابق 1878ء میں آپ نے جامع مسجد ریاستِ الور میں درسِ قرآن کا آغاز کیا، آپ کے درسِ قرآن میں بہت تاثیر تھی، لوگ بڑی دلچسپی سے اس میں شرکت کرتے تھے، آہستہ آہستہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، آپ کا درس اتنا مؤثر تھا کہ کئی لوگوں نے چہرے پر سنت رسول داڑھی سجالی، کفار بھی مسجد سے باہر کھڑے ہو کر آپ کے درس کو سنا کرتے تھے اور متاثر ہوتے، آپ اہلِ الور میں انفرادی کوشش کرکے نیکی کی دعوت دینے لگے۔ سینکڑوں لوگ تائب ہو کر شریعت کے پابند بن گئے، آپ کا حلقہ ارادت بڑھنے لگا، لوگوں کا آپ کی طرف رجوع ہو گیا۔[1] آپ کے درس سے کئی لوگوں کو ضمنی فوائد بھی حاصل ہوئے۔ آپ نے ایک دلچسپ واقعہ اپنی کتاب تفسیر میزان الادیان میں بھی تحریر فرمایا ہے: غالباً 1302ھ میں جب جامع مسجد ریاست الور میں (جو وطن مالوف خاکسار ہے) ہر جمعہ کو خاکسار ابتدا بسم اللہ سے تفسیر کلام اللہ بیان کیا کرتا تھا، بیان سورۃ فاتحہ میں ایک جمعہ کو اسی حدیث کا ذکر آگیا (امام المحدثین نے اس تحریر سے پہلے ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں ایک صحابی نے ایک سانپ ڈسے شخص کو سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو وہ تندرست ہو گیا) علاقہ الور میں ایک گاؤں "رائیکا" نامی ہے وہاں کے ایک زمیندار میواتی اس حدیث کو سن گئے تھے، دو تین ماہ کے بعد اتفاقیہ ملنے کو آئے تو شکر گزار ہوئے اور کہنے لگے بلاشبہ سورہ فاتحہ سورۃ الشفا ہی ہے، ہماری والدہ کو بہت بڑے کالے سانپ نے کاٹ کھایا تھا، ہم نے سانپ کو تو مار ڈالا اور رات بھر بموجب آپ کے بیان کے ہم سورۂ فاتحہ پڑھ پڑھ کر والدہ مار گزیدہ کے زخم پر پھونک مارتے رہے، بفضلہ تعالیٰ سانپ کی زہر کا کچھ اثر نہ ہوا اور بفضلہ تعالیٰ تقریباً دو ماہ ہو گئے بہمہ وجوہ تندرست ہے۔[2]

[1] سیدی ابو البرکات، ص125

[2] تفسیر میزان الادیان، 2/188

آپ کا درس دلوں میں اتر جاتا اور سامعین کو حفظ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ کتاب روشن تحریریں میں ہے: الور کے قیام کے دوران آپ نے جو کچھ جامع مسجد الور میں بیان فرمایا وہ اکثر سامعین کو یاد تھا مولانا مرحوم اور ان کے برادر ملا گھسیٹا[1] کو سرکار (امام المحدثین) کے کئی وعظ لفظ بہ لفظ یاد تھے۔[2] جامع مسجد الور کے علاوہ ملک بھر میں آپ کے وعظ کا سلسلہ سال بھر جاری رہتا، آپ کی کئی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ اتنی کثرت سے وعظ فرمایا کرتے تھے کہ واعظ کا لفظ آپ کے نام کا جز بن گیا ہے چنانچہ آپ کی کتاب تحقیق المسائل میں آپ کا نام یوں لکھا ہے: محمد دیدار علی واعظ۔ ریاست الور۔ راجپوتانہ[3]

مناظروں میں کامیابی

اللہ پاک نے امام المحدثین کو بارعب اور خوبصورت آواز عطا فرمائی تھی، آپ کی یہ صفت مناظروں میں آپ کی کامیابی کا ایک سبب بن جاتی، ایک مرتبہ الور سے چھ سات میل کے فاصلے پر راجستھان کے ایک علاقے بہالہ میں اہل سنت اور اہل باطل میں مناظرہ ہوا، علامہ رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے امام المحدثین وہاں تشریف لے گئے، اجتماع میں لوگوں کا اژدھام تھا، مدمقابل کے مناظر نے تقریر شروع کی، اصول مناظرہ کا خون کرتے ہوئے وہ بولتا چلا گیا، اس کی تقریر کچی لسی کی طرح بڑھتی جارہی تھی، عاشقانِ رسول نے آپ سے درخواست پیش کی کہ آپ اس کے خاموش ہونے کا انتظار کئے بغیر گفتگو شروع فرمادیں، چنانچہ آپ نے بیان شروع فرمایا، آپ کی بارعب اور پاٹ دار آواز نے مجمع کو اپنی طرف متوجہ کر لیا، آپ نے عوام کی نفسیات کے مطابق دلائل شروع فرمائے ایسی مؤثر تقریر کی کہ اجتماع کا رنگ ہی بدل گیا، لوگوں میں نعرہائے تکبیر ورسالت بلند ہوئے، یوں حق غالب ہوا اور باطل کو شکست ہوئی۔[4]

مدرسہ قوت الاسلام کا آغاز

امام المحدثین نے علم دین کی ترویج واشاعت کے لیے 1307ھ مطابق 1890ء میں جامع مسجد محلہ

1. ان دونوں کے متعلق کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔
2. روشن تحریریں، ص144
3. ابتدائی صفحہ، اشتہار ماہنامہ آئینۂ اسلام
4. بزم جاناں، ص206، 207

دائرہ والی میں اسلامی درس گاہ **مدرسہ قوت الاسلام الور** کی بنیاد رکھی۔[1] کئی کتب میں مدرسہ قوت الاسلام کا سنِ تاسیس 1907ء (1325ھ) لکھ دیا گیا ہے جو کسی طرح بھی درست نہیں کیونکہ آپ کی اپنی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سنِ تاسیس 1307ھ ہی ہے۔ جیسا کہ آپ اپنی تفسیر میزان الادیان میں اس کے قیام اور ابتدائی ایک طالب علم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: 1307ھ بمقام ریاست الور جب مدرسہ قوت الاسلام قائم ہوا، ایک ریاست اودے پور کے قاضی عبد الغفور نامی مبتدی طالب علم خاکسار سے کتب صرف و نحو پڑھتے رہے مگر خاکسار کا شوقِ ہجرت دیکھ کر اور فضائل قربِ حضوریٔ حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) سن کر، میں ناکام یہاں ہی پڑا رہا اور وہ بفضلہ تعالیٰ مدینہ طیبہ پہنچ کر داخل دربانانِ مسجد نبوی اور سرکار محمدی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام بمشاہرہ دو مجیدی ماہوار ہوگئے۔ جب تقریباً 1338ھ (1919ء) میں خاکسار حاضر حضور سرکار ابد قرار سید مختار صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہوا، بہت محبت سے پیش آئے اور بہت پُر تکلف دعوت کی۔[2] مدرسہ قوت الاسلام میں امام المحدثین نے درس نظامی پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا، آپ کے دونوں صاحبزادوں سمیت کئی علمانے استفادہ کیا۔[3] آپ نے یہاں دس گیارہ سال پڑھایا۔ بقول پیرزادہ اقبال احمد فاروقی یہ مدرسہ آپ کی عملی زندگی کا سنگِ اولین قرار دیا جاتا ہے جو آپ نے علوم و فنون دین کی اشاعت کے ارادے سے قائم کیا۔[4]

فتنہ مرزائیت کا مقابلہ

مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے علاقے قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے 1891ء میں مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مسیح موعود، مہدی معہود، ظلی نبی اور پھر مستقل نبی ہونے کا اعلان کر دیا، علما و مشائخ نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس دور میں امام المحدثین بطور واعظ، مناظر، مصنف اور مدرس خدمات دینیہ سر انجام دے رہے تھے، آپ ہر محاذ پر دامے درمے سخنے اسلام کے مخالف فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ

1 سیدی ابو البرکات، ص14، 125

2 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص246، 247

3 سیدی ابو البرکات، ص125... روشن تحریریں، ص142

4 تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، ص271

کرنے میں مصروف تھے، آپ نے مرزائیت کے خلاف بھی علم جہاد بلند فرمایا اور زندگی بھر ردِ مرزائیت کرتے رہے، یہی وجہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے 22جولائی1900ء کو اشتہار دعوت مع ضمیمہ کے ذریعے قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب اور دیگر علما کو عربی میں تفسیر نویسی (تحریری مباحثہ) کا چیلنج دیا تو اس اشتہار میں ان 86 علما کا ذکر بھی کیا جو ردِ قادنیت کے طور پر نمایاں تھے، ان میں بیالیسویں نمبر پر امام المحدثین کا نام اس طرح ذکر کیا گیا: مولوی دیدار علی مسجد دائرہ ریاست الور۔ [1]

ملک بھر میں امام المحدثین کی تقریریں اور وعظ ہوا کرتے تھے، آپ ان میں سامعین کو فتنہ مرزائیت کی شر انگیزیوں سے آگاہ کرتے اور ان سے دور رہنے کی نصیحت کرتے تھے، مرزائی آپ سے اتنے خائف تھے کہ کشمیر کے غیر مسلم حکمران سے بات کر کے آپ کا داخلہ کشمیر میں رکوا دیا تھا، فاضل دار العلوم حزب الاحناف لاہور حسان العصر مولانا مظہر الدین مظہر [2] تحریر فرماتے ہیں: کچھ زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ مرزائیوں نے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب، مولانا دیدار علی شاہ صاحب اور والد ماجد (مولانا خواجہ نواب الدین ستکوہی رامداسی) کا جموں و کشمیر میں داخلہ قانوناً رکوا دیا۔ اس سے عوام نے اور بھی خوشگوار اثر لیا۔ وہ سمجھنے لگے کہ مرزائی مسلمان علما کی تاب نہیں لاسکتے۔ [3] ریاست کشمیر کے اس حکم امتناع کی خبر جب دیگر علمائے اہل سنت اور عاشقانِ رسول تک پہنچی تو وہ بے تاب ہوگئے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ اس حکم امتناع کو ختم کیا جائے۔ چنانچہ آل ہند جماعت رضائے مصطفی نے خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں (ساتویں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر)25صفر المظفر1347ھ کو ملک کے جلیل القدر علمائے کرام اور مشاہیر قوم کا اجتماع کیا۔ اس میں کئی قرار دادیں منظور ہوئیں اس میں یہ بھی تھی: یہ عظیم الشان جلسہ عمال ریاست کشمیر کے اس فتنہ انگیز و مسلم آزار رویہ پر دلی نفرت وملامت کا اظہار کرتا ہے، جو حضرت سید صوفی جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری، صاحبزادہ سید نور الحسن، مولانا نواب الدین ستکوہی کے داخلہ کو ریاست کشمیر کے حدود میں ممنوع قرار دے کر کیا ہے، حکومتِ ہند اور ریزیڈنٹ ریاست کشمیر سے استدعا کرتا ہے کہ اس امتناعی حکم کو

[1] مہر منیر، ص165تا218

[2] ان کا تعارف صفحہ نمبر446پر دیکھئے۔

[3] انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 451/3

فوراً منسوخ کرکے اہلِ اسلام کے غم وغصہ کو دور کریں۔[1]

زندگی بھر آپ اس فتنے کے خلاف بر سرِ پیکار رہے۔ آپ نے کئی فتاویٰ اور کتب ورسائل کی تصدیق یا تقاریظ رقم فرمائیں جن میں اس فتنے کا رد کیا گیا تھا۔ اس طرح کی جن کتب ورسائل تک راقم کی رسائی ہوئی وہ یہ ہیں: الصوارم الہندیہ، اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب، استنکاف المسلمین عن مخالطة المرزائیین یعنی مرزائیوں سے ترکِ موالات وغیرہ۔ آخر الذکر رسالے میں امام المحدثین کا جواب و تائید ان الفاظ کے ساتھ ہے: قادیانی مرتد ہے اور قادیانیوں کے ساتھ نکاح مطلقاً جائز نہیں اور اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت مرتد ہو جائے تو ان کا نکاح فسخ ہو گا۔ (انتہیٰ مختصراً فقط) حررہ العبد الراجی رحمہ ربہ القوی ابو محمد محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامع اکبر آباد۔[2] مزید تفصیل اسی کتاب میں صفحہ نمبر 131 تا 136 پر دیکھئے۔

مدرسہ ارشاد العلوم میں مدرسِ اول

آپ کے استاذ تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری نے 1318ھ مطابق 1901ء آپ کو اپنے مدرسے ارشاد العلوم میں تدریس کے لیے طلب فرمایا، آپ ویسے بھی الور کی غیر مسلم نوابی ریاست کے غیر شرعی رسم ورواج اور پابندیوں سے بیزار ہو چکے تھے۔ آپ استاذ صاحب کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے الور سے رامپور تشریف لے گئے، تاج المحدثین نے آپ کو مدرسِ اول کے عہدے پر فائز کرتے ہوئے تدریس کا حکم دیا۔ بقول شرفِ ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب آپ نے یہاں 1322ھ مطابق 1905ء تک چار پانچ سال پڑھایا۔[3] بعض کتب میں ہے کہ آپ نے فراغت کے بعد ایک سال مدرسہ ارشاد العلوم رامپور میں پڑھایا۔ درست یہی معلوم ہوتا ہے جو علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے لکھا ہے۔

مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں تدریس

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی رحمۃ اللہ علیہ نے 1317ھ مطابق 1900ء میں اپنے شہر پٹنہ میں مدرسہ حنفیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ ایک بڑے گھر میں قائم کیا گیا تھا، جسے مولانا کے

1 تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص186، 187
2 استنکاف المسلمین عن مخالطة المرزائیین، ص23
3 فتاویٰ دیداریہ، ص13

والد نے وقف کے طور پر پیش کیا تھا۔اس مدرسے میں تقریباً سو طلبہ تھے،اس مدرسے کو علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی حاصل تھی،آپ کے شاگرد علامہ ابو المساکین ضیاء الدین پیلی بھیتی، مولانا سیّد فضل حق رحمانی اور مولانا معزاللہ خان پیلی بھیتی[1] یہاں مدرّسِ اول،دوم اور سوم تھے۔[2] (غالباً) محدثِ سورتی کے ایماہی پر امام المحدثین 1323ھ مطابق 1906ء وہاں تشریف لے گئے اور تدریس فرمائی۔ تخمیناً یہ مدت دو یا تین سال 1906ء تا 1908ء ہوگی۔ چنانچہ رئیس المحققین حضرت مولانا شاہ محمود احمد رفاقتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: کچھ عرصہ پٹنہ کے مشہور مدرسہ حنفیہ میں مدرّسِ اوّل رہے جیسا کہ مدرسہ حنفیہ کی روداد[3] سے ثابت ہے۔[4]

ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ میں مضامین کی اشاعت

امام المحدثین یہاں سے شائع ہونے والے ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ میں مضامین بھی لکھا کرتے تھے جیسا کہ صاحب کتاب ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ،تعارف واشاریہ نے اسمائے مضمون نگار حضرات کے عنوان کے تحت امام المحدثین کا نام یوں ذکر کیا ہے: مولانا سید دیدار الوری۔[5] ماہنامہ تحقیق حنفیہ کی جلد 8 پرچہ 3 بابت ربیع الاول 1322ھ کے صفحہ 3 اور 4 میں آپ کی نعت بھی شائع ہوئی۔[6]

باندی کوئی میں امامت وخطابت

پٹنہ سے واپس آکر تقریباً 1326ھ مطابق 1909ء میں آپ نے الور سے 66 کلومیٹر جانبِ جنوب واقع ایک اہم ریلوے جنکشن باندی کوئی کی جامع مسجد میں امامت وخطابت شروع کر دی،یہیں آپ کی ملاقات حضرت مولانا عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی صاحب سے ہوئی جو دورانِ سفر کچھ وقت کے لیے ٹھہرے تھے، آپ نے نہ صرف علمی استفادہ کیا بلکہ قرآن وحدیث اور علوم وفنون کی اجازات بھی حاصل کیں۔[7] زندگی کے

1. مولانا فضل حق اور مولانا معزاللہ کے حالات نہ مل سکے۔
2. عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، ص87
3. یہ روداد بکوشش نہ مل سکی۔
4. تذکرہ محدث سورتی، ص166...حیات مخدوم الاولیا، ص334
5. ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ، ص50
6. ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ، ص391
7. مقدمہ میزانُ الادیان بتفسیر القرآن، ص77، 80

اس دور میں امام المحدثین نے مختلف شہروں میں جا کر بیانات کا سلسلہ شروع فرمایا، آپ کی ایک اور صفت شعلہ بیانی بھی سامنے آئی۔ جیسا کہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب تحریر فرماتے ہیں: آپ ایک شعلہ بیان مقرر کی حیثیت سے لاہور، امرتسر اور پنجاب کے دوسرے شہروں میں دینی جلسوں میں معروف ہو چکے تھے، آپ کے بیان اور زورِ کلام نے سامعین کو آپ کے کمال کا معترف بنالیا تھا اور آپ کی علمی شہرت نے پاک وہند کے علمی حلقوں کو بڑا متاثر کیا۔[1] اپریل تاجون 1912ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کی جو روئیداد شائع ہوئی اس میں ان جید علمائے اہلِ سنت کا ذکر کیا گیا جنہوں نے اس زمانے میں عوام اہلِ سنت کو سہارا دیا تھا، ان میں امام المحدثین کا نام بھی ہے اور آپ کو دیگر القابات کے ساتھ سلطانُ الواعظین اور امامُ الواعظین بھی لکھا گیا ہے۔[2] بقول پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی: انجمن نعمانیہ لاہور کے اراکین نے بھی اپنے تاریخی اجلاس میں آپ کو تقریر کرنے کی دعوت دی، آپ کی پہلی تقریر نے زندہ دلانِ لاہور کو موہ لیا، آپ کے زورِ بیان سے سست عناصر حلقوں میں گرمیٔ گفتار پیدا ہونے لگی، آپ کے دینی مباحث نے نظریاتی دنیا میں تہلکہ بپا کر دیا۔[3] امرتسر میں آپ کے بیانات انجمن تبلیغ الاحناف امرتسر کے تحت ہوتے تھے۔[4] کچھ عرصہ آپ جامع مسجد باندی کوئی (ضلع دوسا، راجستھان) میں امام وخطیب رہے، جب آپ کے استاذ تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین مجددی صاحب نے آپ کو ممبئی میں خدمات سرانجام دینے کا فرمایا تو آپ اپنے ہم زلف مولانا سید وزیر علی کاظمی کرک مانکپوری کو مسجد کی امامت وخطابت سونپ کر ممبئی روانہ ہوگئے۔[5]

ممبئی میں تدریس وتبلیغِ دین

1327ھ مطابق 1910ء میں آپ درسِ نظامی کی تدریس اور تبلیغِ دین کے لیے ممبئی تشریف لے گئے وہاں آپ نے دو سال تک تدریس فرمائی۔[6] یہ تدریس آپ نے کس دارالعلوم میں کی؟ یہاں کون سے علما نے استفادہ کیا، کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ بہر حال اندازہ یہ ہے کہ ممبئی میں آپ کا قیام پابندِ سنت، عاشقِ شریعت

1 تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص271
2 صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ، ص79
3 سیدی ابوالبرکات، ص245
4 تذکرہ علماء امرتسر، ص200
5 روشن تحریریں، ص143
6 روشن تحریریں، ص142، 143... فتاویٰ دیداریہ، ص3

و پیر وعلمائے اہلِ سنت، کریم النفس، نیک نیت، بلند ہمت محمد حسین بن حاجی موسیٰ بھاؤنگری شکر والوں (چکلہ چھوٹی لُہار چالی) یا حاجی ابراہیم ٹوپی والے (خواجہ اسٹریٹ، نل بازار) کے علاقے میں تھا۔ [1]

اسی زمانے میں آپ لاہور کی انجمن نعمانیہ کے 9جمادی الاولیٰ 1330ھ مطابق 26اپریل 1912ء ہونے والے سالانہ جلسے میں تشریف لے گئے چنانچہ آپ خود اپنی تصنیف **مختصر المیزان لکلام السبحان** میں تحریر فرماتے ہیں: اِدھر کوٹہ سے سخت تقاضے کا بلاوا بار سال منی آرڈر بمقابلہ غیر مقلدین آگیا اُدھر دعوتِ جلسہ سالانہ لاہور 1330ہجری نے جو 26و27و28اپریل ہوچکا۔ [2] اور وہاں تقریر کی چنانچہ صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور میں ہے کہ حضرت ابو المحمود سید مولانا دیدار علی شاہ صاحب الوری جو بمبئی سے خصوصی طور پر لاہور میں پہلی بار تشریف لائے تھے۔ [3]

اسی جلسے کے بارے میں علامہ نور بخش توکلی صاحب رسالہ انجمن نعمانیہ نومبر 1912ء میں تحریر فرماتے ہیں: انجمن نعمانیہ کے 25ویں سالانہ اجتماع کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ دیگر علمائے کرام کے علاوہ برصغیر پاک وہند کے تین ممتاز علمائے دین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی بھی اس جلسہ میں جلوہ فرما تھے اور تینوں کا وعظ ایک ہی دن ہوا اور یہ تینوں بزرگ 1295ھ میں مولانا احمد علی سہارنپوری کے پاس دورۂ حدیث میں شامل تھے، 35سال کے بعد تینوں اس جلسے میں جمع ہوئے، ان حضرات کی وجہ سے رونق دوبالا ہوئی، حاضرین ان کی زیارت کرنے اور تقریر سننے کے لیے دور دور سے آئے۔ [4]

1. مختصر المیزان لکلام السبحان، ص129
2. مختصر المیزان لکلام السبحان، ص127
3. صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص102
4. سیدی ابوالبرکات، ص126 ترجمان اہل سنت کراچی، اکتوبر، نومبر 1978، ص89تا94

باب 4 فصل 2 : لاہور اور آگرہ میں خدمات

دار العلوم نعمانیہ لاہور میں تدریس

9 جمادی الاُولیٰ 1330ھ مطابق 26 اپریل 1912ء میں مفتی دیدار علی شاہ صاحب نے انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسے میں خطاب فرمایا، جلسے میں ہونے والے خطاب اور آپ کی علمی وروحانی شخصیت نے انجمن کی انتظامیہ کو متاثر کیا چنانچہ انتظامیہ کے افراد مثلاً مولانا مفتی سلیم اللہ لاہوری، مولانا محرم علی چشتی، مولانا خلیفہ تاج الدین احمد جوہر چشتی سلیمانی[1] اور علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہم نے مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب سے درخواست کی کہ آپ لاہور تشریف لائیں اور ہمارے ہاں تدریس کریں۔[2]

آپ نے اپنے اساتذہ کے مشورے سے اسے قبول فرمایا اور تخمیناً 1331ھ مطابق 1913ھ میں آپ نے مدرسہ علوم اسلامیہ المعروف دار العلوم نعمانیہ میں بطور صدر مدرس و شیخ الحدیث تدریس کا آغاز کیا، یہ تدریس کا سلسلہ محرم 1334ھ مطابق نومبر 1915ء آپ کی الور واپسی تک جاری رہا۔ اس دوران آپ لاہور اور مضافات لاہور میں ہونے والے اصلاحی جلسوں میں شرکت فرماتے، آپ کا وعظ بہت مؤثر مقبول ہوا، جس جلسے میں آپ کی شرکت کا اعلان ہوتا لوگ جوق در جوق اس میں شرکت کرتے، آپ کی زیارت اور وعظ سے مستفیض ہوتے، آپ کی ان کوششوں کی برکت سے مسلک اہل سنت کو بہت تقویت ملی۔ یہ عرصۂ خدمت تقریباً اڑھائی سال بنتا ہے۔[3]

---

1. کتاب **مدینۃ الاولیاء** میں امام المحدثین کو دعوت دینے والے حضرات میں خلیفہ تاج الدین قادری لکھا گیا ہے جو درست نہیں، دعوت دینے والے مولانا خلیفہ تاج الدین احمد جوہر سلیمانی ہیں، اسی طرح **امام احمد رضا اور علمائے لاہور کے صفحہ 60 تا 62** پر بھی ان دونوں شخصیات کے حالات زندگی کو مکس کر کے ایک شخصیت بنا دیا گیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے راقم کا مقالہ لاہور کے ہم نام وہم زمانہ تین علماء کا تذکرہ کا مطالعہ کیجئے۔
2. مدینۃ الاولیا، ص 250
3. صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 82 تا 85 ... روشن تحریریں، ص 143 ... سیدی ابو البرکات، ص 125

چچا جان کا وصال

امامُ المحدثین کے چچا جان میاں صاحب الوری حضرت مولانا سید نثار علی شاہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مربی تھے، ایک دن انہوں نے امام المحدثین سے ارشاد فرمایا: ہمیں اتنا علم ہے کہ میرے انتقال کے وقت آپ الور میں نہ ہوں گے، بلکہ لاہور میں ہوں گے اور وہاں ہمارے انتقال کی خبر آپ کو ہو گی اور آپ وفات سے تیسرے دن یہاں پہنچیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، امام المحدثین دار العلوم نعمانیہ لاہور میں تدریس کرتے تھے، میاں صاحب نے 6 شوال 1331ھ مطابق 8 ستمبر 1913ء [1] کو وصال فرمایا، امام المحدثین حسبِ ارشاد وصال کے تیسرے دن الور پہنچے۔ میاں صاحب کی وصیت کے مطابق آپ کو اپنے مکان کے باغیچے میں اپنی قبر کے لیے متعین کردہ جگہ میں دفنایا گیا، بعد میں مزار کی تعمیر کی گئی۔ [2]

بارہ سالہ بیٹے کی وفات

غالباً محرم 1334ھ مطابق نومبر 1915ء کو آپ کے 12 سالہ ذہین و فطین بیٹے حافظ قاری سید علی احمد رضوی کی بوجہ طاعون وفات ہو گئی، ان کی تدفین مزار بی بی پاک دامن کے احاطے میں ہوئی، بعد میں یہیں ان کی والدہ سیدہ عصمت النسا کی تدفین ہوئی۔ [3] آپ کو بیٹے کی وفات سے اتنا صدمہ ہوا کہ آپ کے لیے لاہور رہنا دوبھر ہو گیا اور آپ الور تشریف لے آئے۔ جیسا کہ صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ میں ہے: انجمن نعمانیہ کو قائم ہوئے آج 29 سال ہو گئے تھے مگر اس سال کے دوران ایک اہم واقعہ رونما ہوا، دار العلوم انجمن نعمانیہ کے تدریسی شعبہ کے ایک اہم رکن مولانا دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن کے امور سے علیحدگی اختیار کر لی اور لاہور کو خیرباد کہہ کر اپنے وطن الور چلے گئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مولانا الوری کا ایک جواں سال بیٹا سیّد علی احمد ایک دن بیمار رہ کر اچانک داغِ مفارقت دے گیا، اس فرزند دلبند کی اچانک موت کا آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ دل گرفتہ ہو کر امورِ دنیا سے دست بردار ہو گئے اور یادِ الٰہی میں

---

1. **روشن تحریریں** صفحہ 139 میں امام المحدثین کے چچا جان کا سن وصال 1910ء لکھا ہے جو درست نہیں، دیگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا سن وصال 1913ء ہے۔
2. روشن تحریریں، ص 139
3. روشن تحریریں، ص 143

مشغول رہنے لگے، انہیں لاہور رہنا بھی دوبھر ہوگیا، دار العلوم سے رخصت لے کر اپنے وطن (الور) چلے گئے اور ایک عرصہ تک لاہور نہ آسکے، آپ کے ایک عرصہ تک اسی طرح گوشہ نشین رہنے سے انجمن کے کام خصوصاً تدریسی کاموں میں بڑی رکاوٹ آگئی اگرچہ دوسرے اساتذہ نے ان اسباق کو جاری رکھا مگر مولانا الوری کی غیر حاضری سے اتنا نقصان ہوا کہ آپ کے شاگردوں کا ایک حلقہ کئی ماہ تک نہ سنبھل سکا۔[1] بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آپ 1917ء تک اس درس گاہ (مدرسہ نعمانیہ لاہور) میں رہ کر 1917ء میں آگرہ چلے گئے،[2] مگر یہ بات درست نہیں، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

ہند کے شہر آگرہ میں خدمات

لاہور سے واپس آکر آپ کچھ ماہ الور میں ذکر واذکار، تلاوت قرآن پاک اور عبادت میں مصروف رہے، جب کچھ طبیعت سنبھلی تو آپ کو آگرہ آنے کی دعوت دی گئی، آپ اپنے استاذ گرامی علامہ ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانے پر آگرہ تشریف لے گئے اور رمضان 1334ھ مطابق جولائی 1916ء میں جامع مسجد آگرہ کے مفتی وخطیب مقرر ہوئے اور 1922ء تک اس منصب پر فائز رہے۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ آپ نے جماعت انصار الاسلام کی بریلی شریف میں ہونے والی تین روزہ کانفرنس کے دوسرے دن 23 شعبان 1339ھ مطابق 2 مئی 1921ء کو بیان فرمایا اور بیان سے پہلے آپ کا تعارف مفتی آگرہ کے طور پر کروایا گیا۔[3] 1922ء میں آپ یہ اور دیگر ذمہ داریاں اپنے سعادت مند بیٹے علامہ مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری صاحب کو سونپ کر آگرہ سے لاہور تشریف لے آئے۔ یوں آپ کی آگرہ میں مدتِ قیام تقریباً 5 سال ہے۔ یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے۔[4]

ایک قول کے مطابق آپ 26 ذوالحجہ 1337ھ مطابق 22 دسمبر 1919ء تک اس منصب پر فائز رہے پھر لاہور تشریف لے آئے، یہاں آپ جس مکان پر رہتے تھے وہ محلہ گلاب خانہ میں تھا جس کی مالکن زوجہ

1 صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 86، 128، 135

2 تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت، ص 271... جریدہ نقوش، لاہور نمبر، ص 929

3 تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص 303

4 لاہور کا معروف جریدہ نقوش (لاہور نمبر)، ص 929... تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور، ص 271... تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 141

سید سلامت علی تھیں، اس مکان کا کرایہ آٹھ روپے مہینہ تھا، آخری جو کرایہ ادا کیا گیا اس کی تاریخ 22 دسمبر 1919ء ہے۔(1) لیکن یہ بات دیگر قرائن سے درست معلوم نہیں ہوتی، البتہ! ایک اور حوالہ نظر سے گزرا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ 1923ء میں آپ کا مکان آگرہ کے محلہ رکاب گنج میں تھا۔(2) ان دونوں اقوال میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ دسمبر 1919ء تک آپ کی رہائش آگرہ کے محلہ گلاب خانہ میں رہی اور اس کے بعد آپ محلہ رکاب گنج آگرہ میں منتقل ہوگئے ہوں گے۔

یہاں آپ کی نمایاں خدمات میں وعظ و نصیحت کرکے اہل آگرہ کو اسلامی تعلیمات پر عمل کی طرف راغب کرنا، سینکڑوں فتاویٰ لکھنا، مقاماتِ مقدسہ اور سلطنت اسلامیہ ترکی کی حفاظت وحمایت کے لیے جماعت انصار الاسلام بریلی کی معاونت کرنا اور شدھی تحریک کے خلاف نمایاں کردار ادا کرنے کی کوشش کرنا، نیز اسی زمانے میں آپ کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ کی خلافت اور قرآن واحادیث کی اجازات لینا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنا بھی شامل ہے۔

اس کی کچھ تفصیلات بیان کی جاتی ہیں:

آگرہ میں فتاویٰ نویسی

جامع مسجد آگرہ کا دار الافتاء فعال تھا، علما، کورٹ اور عوام کا اس کی طرف رجوع تھا، آپ سے پہلے مفتی محمد رمضان خان صاحب اور مفتی سید محمد اعظم شاہ صاحب افتا کی خدمت سرانجام دیتے تھے، امام المحدثین نے یہاں کثیر فتاویٰ تحریر فرمائے، ان فتاویٰ میں فتاویٰ رضویہ کی جھلک نظر آتی ہے، یہ فتاویٰ طویل اور جزئیات سے بھرپور ہوتے، عوام وخواص کے ساتھ ساتھ کورٹ میں بھی انہیں قابل حجت تسلیم کیا جاتا، ان میں جو فتاویٰ محفوظ رہ سکے مکتبۃ العصر کریالہ جی ٹی روڈ گجرات پاکستان نے وہ فتاویٰ دیداریہ کے نام سے ربیع الاخر 1426ھ مطابق مئی 2005ء کو بہت خوبصورت کاغذ پر شائع کئے ہیں، جن کے کل صفحات 864 ہیں، اس کی ترتیب وتخریج وترجمہ کی سعادت یادگارِ اسلاف حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی

---

(1) سیدی ابو البرکات، ص 126، 127... فتاویٰ دیداریہ، ص 448، 28

(2) تاریخ جماعت رضائے مصطفی، ص 448 بحوالہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور، نمبر 22، جلد 56 بابت 19 فروری 1923ء

مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کی، اس میں 344 فتاویٰ ہیں، 87 فتاویٰ کے علاوہ تمام فتاویٰ مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کے تحریر کردہ ہیں۔[1]

امام المحدثین کے فتاویٰ کی خصوصیات

امامُ المحدثین بہترین مفتی تھے، فقہ کی جانب میلان، کثرت مطالعہ، اکابر مفتیان کرام کی صحبت اور محنت شاقہ نے آپ کو ہند کے بڑے مفتیانِ کرام کی صف میں شامل کر دیا تھا، آپ کے فتاویٰ کی چند خصوصیات فتاویٰ دیداریہ سے من وعن نقل کی جاتی ہیں:

☆حضرت امام الفقہاء والمحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے سائل کا شرعی حکم بیان کرتے وقت کثرت سے معتبر کتب سے حوالہ جات نقل کیے ہیں۔ اس بنا پر وہ فتویٰ جہاں عام افراد کو شرعی معلومات فراہم کرنے کا ذریعہ بنے گا وہیں علمائے کرام کے لیے معلومات کا ایک بیش بہا خزینہ ثابت ہوگا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حوالہ جات بیان فرمانے میں مفصل اسلوب اپنایا ہے اور صرف کتب کا نام بتانے پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ جلد نمبر، صفحہ نمبر اور مطبع کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

☆جواب دیتے وقت صرف ہاں یا نہ سے کام نہیں لیا گیا بلکہ جواب کے متعلقہ امور پر بھی انتہائی مفید بحث فرمائی ہے، اس طرح جواب اور اس کے متعلقہ امور خوب نکھر کر واضح ہوتے ہیں اور ایک جواب کئی سوالات کا جواب بن جاتا ہے۔

☆بعض مقامات پر شرعی حکم کی وضاحت کرتے ہوئے دیگر آئمہ کرام کے متعدد اقوال نقل فرمائے ہیں اور آخر میں مفتی بہ قول کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

☆پیش نظر فتاویٰ میں کئی مقامات پر فقہی قواعد کو بیان فرما کر مسائل کا استخراج کیا ہے اور تقریباً دس فقہی قواعد بھی درج فرمائے ہیں، ان فقہی قواعد کو مخدوم العلماء حضرت مولانا مفتی محمد علیم الدین نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے فہرستِ مضامین کے آخر میں یک جا محفوظ فرما دیا ہے۔

[1] فتاویٰ دیداریہ، ص9، 10، 28

☆متعدد فتاویٰ کی زبردست دلائل کے ساتھ اصلاح فرمائی، کہیں کسی مفتی کے مجمل فتویٰ کی وضاحت فرما کر اس کے اجمال کو دور فرمایا تو کہیں کسی مفتی صاحب کی نقل کردہ عبارت کے دوران فقہی کتاب کی مجمل عبارت سے اخذ کیے گئے غلط نتیجہ کی درستگی فرمائی، آپ نے یہ درستگی اس شاندار انداز میں فرمائی کہ حکم شرعی نکھر کر واضح ہو گیا، اس کی واضح مثال فتویٰ 48 (صفحہ 70 تا 74) میں موجود ہے۔

☆حضرت سید صاحب نے اکابرین کے نقشِ قدم پر عمل کرتے ہوئے فتویٰ میں غلطی معلوم ہو جانے کی صورت میں بلاخوف و تامل رجوع الی الحق فرمایا، اس مجموعہ میں بھی آپ کا دو مقام پر پہلے دیئے گئے فتویٰ سے رجوع کا علم ہوتا ہے، پہلا مقام صدقہ فطر کی مقدار کے متعلق اور دوسرا مقام وراثت کے ایک مسئلہ کے متعلق ہے، ان کی تفصیل متعلقہ ابواب میں دیکھی جاسکتی ہے۔[1]

مقالہ بنام "سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات"

امام المحدثین کی فقہی خدمات سے روشناس کرانے کے لیے شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی لاہور نے بی ایس آنرز کی طالبہ سیدہ مریم علی صاحبہ[2] سے ایک مقالہ بنام "سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات" لکھوایا جو 160 صفحات پر مشتمل ہے، اس میں امام المحدثین اور آپ کے دونوں صاحبزادگان کے حالاتِ زندگی بیان کرنے کے بعد فتاویٰ دیداریہ پر تفصیلی اور آپ کی کتاب ہدایۃ الطریق فی بیان التقلید والتحقیق پر اجمالی کلام کیا گیا ہے۔ حرفِ آخر کے عنوان کے تحت تحریر ہے کہ درحقیقت فتاویٰ دیداریہ سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات کا شاہد اور آپ کے فقہ میں تبحر علمی کا بہترین شاہکار ہے، یہ سید دیدار علی شاہ کی ذہانت و فطانت، نکتہ سنجی، تبحر علمی اور فقیہانہ بالغ نظری کا آئینہ دار ہے، فتاویٰ دیداریہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قانون کے ماہرین نے بھی اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے، مولانا سید دیدار علی شاہ عظیم

[1] فتاویٰ دیداریہ، ص 30

[2] سیدہ مریم علی صاحبہ رشتے میں امام المحدثین کی نواسی لگتی ہیں، ان کے والد صاحب سید محمد علی سبحانی صاحب خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید ایوب علی رضوی کے پوتے اور والدہ سیدہ عصمت النساء خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ شاہ ابو البرکات سید احمد قادری صاحب کی پوتی یعنی علامہ شاہ ابو البرکات کے بیٹے مولانا سید مسعود احمد رضوی صاحب کی صاحبزادی ہیں۔ (سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص 22)

محدث وفقیہ تھے، دقتِ نظر، ذکاوت طبع، کثرت مطالعہ اور ذوقِ تحقیق کے اوصاف وکمالات نے آپ کو جامع شخصیت بنادیا تھا، علم حدیث میں تبحر علمی کی وجہ سے امامت کا درجہ رکھتے تھے، آپ کے فتاویٰ دیداریہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس قدر اعلیٰ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ وحدیث پر ان کی نظر وسیع وگہری تھی، انہوں نے جس دقتِ نظر اور تحقیق کے ساتھ علما وسائلین کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے اس سے اُن کی جامعیت، علمی بصیرت اور ذہانت طبعی کا پوراپورا اندازہ ہوتا ہے ان کے عالمانہ، محققانہ فتاویٰ مخالف وموافق ہر طبقے کے مطالعہ کے لائق ہیں۔ (1)

اس مقالے کی اشاعت جمادی الاولیٰ 1441ھ مطابق جنوری 2020ء کو تحریک اسلاف شناسی جامعہ نعیمیہ کراچی سے ہوئی ہے۔

سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت

مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب ایک متحرک اور فعال عالم دین تھے، یہی وجہ ہے آپ کے تعلقات ایسے علما سے تھے جو امت مسلمہ کا درد رکھنے والے، ان کی فلاح وبہبود کے لیے سوچنے اور اس کے لیے کوشش کرنے والے تھے، اس زمانے میں صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی میں یہ تمام اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے، امام المحدثین کے صدر الافاضل سے گہرے مراسم تھے، آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کی تعلیم وتربیت کے لیے آپ کے پاس جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں بھیجا، صدر الافاضل کی بریلی شریف میں بہت آمدورفت تھی، ان کی ترغیب پر آپ بریلی شریف حاضر ہوئے، اگرچہ آپ اعلیٰ حضرت کے تقریباً ہم عمر تھے مگر آپ ان سے بہت متاثر ہوئے اور ذوالحجہ 1337ھ مطابق ستمبر 1919ء کو آپ سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت بھی حاصل کی۔ (2)

اعلیٰ حضرت اور امام المحدثین کا گہرا تعلق

1330ھ مطابق 1912ء سے پہلے آپ کا علمی وروحانی تعلق اعلیٰ حضرت سے قائم ہوا اور پھر روز بروز بڑھتا گیا، حتی کہ ایک مرتبہ امام المحدثین نے اعلیٰ حضرت سے ایک انجمن بنانے اور اس کی خدمات سرانجام

(1) سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص152

(2) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص145

دینے کی درخواست کی، اعلیٰ حضرت نے اپنی مصروفیت کا ذکر کرکے اس تجویز کو قبول نہ فرمایا، اس کا ذکر فتاویٰ رضویہ[1] کی 29 ویں جلد میں ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ لاہور کی انجمن نعمانیہ کے صدر ثانی حضرت مولانا محرم علی چشتی صاحب نے 15 جمادی الاخریٰ 1330ھ مطابق یکم جون 1912ء کو اپنی انجمن کے بارے میں تفصیلی مکتوب روانہ کیا اور اعلیٰ حضرت سے تعاون کرنے کی درخواست پیش کی، اعلیٰ حضرت نے اس کا جواب 27 جمادی الاخریٰ 1330ھ مطابق 13 جون 1912ء کو دیتے ہوئے جو تحریر فرمایا اس کا کچھ حصہ ملاحظہ کیجئے:

اللہ عزوجل انجمن کو مبارک تر کرے اور اہل سنت کو اس سے نفع عظیم پہنچائے۔ کئی سال سے بحمدہ تعالیٰ فقیر اسے خالص انجمن اہل سنت وجماعت سمجھتا ہے اور بفضلہ تعالیٰ کوئی امر قابلِ شکایت معلوم نہ ہوا، مگر مولانا اس فقیر حقیر کے ذمہ کاموں کی بے انتہا کثرت ہے اور اس پر نقاہت وضعفِ قوت اور اس پر محض تنہائی ووحدت ایسے امور ہیں کہ فقیر کو دوسرے کام کی طرف متوجہ ہونے سے مجبوراً باز رکھتے ہیں۔ خود اپنے مدرسہ میں قدم رکھنے تک کی فرصت نہیں ملتی۔ یہ خدمت کہ فقیر سراپا تقصیر سے میرے مولائے اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محض اپنے کرم سے لے رہے ہیں۔ اہل سنت ومذہب اہل سنت ہی کی خدمت ہے جو صاحب چاہیں جتنے دن چاہیں فقیر کے یہاں اقامت فرمائیں۔ مہینہ دو مہینہ سال دو سال اور فقیر کا جو منٹ خالی دیکھیں یا جس وقت فقیر کو کوئی ذاتی کام کرتے دیکھیں اسی وقت مواخذہ فرمائیں کہ تو اتنی دیر میں دوسرا کام کر سکتا تھا۔ جب بحمدہ تعالیٰ سارا وقت آپ ہی کے مذہب کی خدمت گاری میں گزرتا ہے تو اب یہ کام اگر فضول یا دوسرا اس سے اہم ہو تو مجھے ہدایت فرمائی جائے، ورنہ فقیر کا عذر قابل قبول ہے۔ مولوی سید دیدار علی صاحب و مولوی ابو الفرح عبد الحمید صاحب نے فقیر سے ایک انجمن قائم کرکے اس کی خدمات انجام دینے کو فرمایا۔ فقیر نے گزارش کی کہ جو کام اللہ عزوجل یہاں سے لے رہا ہے ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا: سخت ضروری، فقیر نے عرض کی دوسرے کوئی صاحب اس پر مقرر فرما دیجئے اور مجھ سے کوئی اور خدمت اہل سنت لیجئے، فرمایا نہ دوسرا کوئی اسے کر سکتا ہے نہ دس آدمی مل کر انجام دے سکتے ہیں۔ فقیر نے گزارش کی پھر عذر واضح ہے۔ غرض انجمن اہل سنت جو اہم مقاصد چاہے ان میں سے ایک میرے مقدور بھر بالفعل موجود

[1] فتاویٰ رضویہ کا تعارف صفحہ نمبر 329 پر دیکھئے۔

ہے تو اسی کو خدمتِ انجمن تصور فرمائیں، میں جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں مذہب اہل سنت کا ادنیٰ خدمت گار اور اپنے سنی بھائیوں کا خیر خواہ ہوں۔ البتہ وجوہِ مذکورہ بالا سے نہ کہیں آنے جانے کی فرصت نہ طاقت، نہ اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام لینے کی لیاقت۔[1]

☆ قیام آگرہ کے دوران امام المحدثین نے اعلیٰ حضرت کو کئی استفتا بھی روانہ کئے، ایک استفتا آپ نے اعلیٰ حضرت کو 4 شعبان 1335ھ مطابق 26 مئی 1917ء کو آگرہ سے روانہ کیا، اعلیٰ حضرت نے جواب عطا فرمایا جو فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 625 تا 635 پر موجود ہے، اسی طرح ایک اور استفتا فتاویٰ رضویہ کی چھبیسویں جلد کے صفحہ 567 پر ہے۔ ☆ اس مدت میں آپ نے اعلیٰ حضرت کے رسالے **الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیاشرہ** پر تصدیق بھی کی جو ایک فتوے کی طرح ہے، یہ فتاویٰ رضویہ جلد 15 میں صفحہ 120 سے 124 تک محیط ہے، اس میں اپنا نام اس طرح لکھا: حررہ العبد الراجی ربہ ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی فی المفتی جامع الاکبرباد۔[2] ☆ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ سے محبت کرتے تھے، اعلیٰ حضرت نے **ضروری اطلاع** کے نام سے اپنے خلفا کی جو فہرست جاری فرمائی، اس میں آپ کا نام ستر ہویں نمبر پر اس طرح ذکر فرمایا ہے: جناب مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب مفتی جامع آگرہ، ساکن الور، عالم فاضل مفتی، کامل مدرس، واعظ، مناظر، حامی سنت، مجاز طریقت۔[3] اعلیٰ حضرت نے "ذکر احباب و دعا احباب" کے نام سے اپنے خلفا کا منظوم ذکر اور ان کی وہ خصوصیات ذکر کیں جو نمایاں تھیں، امام المحدثین کا ذکر اور چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

ترے رضا پہ تری رضا ہو	اس سے غضب تھراتے یہ ہیں
مولانا دیدار علی کو	کب دیدار دکھاتے یہ ہیں
ان پر کرم رکھ سر بہ قدم رکھ	تیرے ہی کہلاتے یہ ہیں
تیرے گدا ہیں تجھ پہ فدا ہیں	تیرا ہی کھاتے گاتے یہ ہیں [4]

جماعت انصار الاسلام کی معاونت

جب مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت اور سلطنت اسلامیہ ترکیہ کی حمایت و حفاظت کے لیے جماعت انصار

1 فتاویٰ رضویہ، 29/591 تا 611
2 فتاویٰ رضویہ، 15/120 تا 124
3 تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 10
4 تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 4 تا 6

الاسلام کے تحت بریلی میں تین روزہ کانفرنس 22 تا 24 شعبان 1339ھ مطابق یکم تا 3 مئی 1921ء کو جامع مسجد نو محلہ بریلی میں منعقد ہوئی تو اس میں امام المحدثین نے بھی شرکت کی دوسرے دن (23 شعبان کو) آپ نے آیت مقدسہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ (سورۃ الرعد: 11) کو موضوعِ سخن بناتے ہوئے نہایت نفیس و جلیل تقریر فرمائی اور یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں کی ہر تباہی ان کے افعالِ بد کا ثمرہ ہے، اپنی اصلاح کرو اور شریعتِ مطہرہ کے حدود سے قدم باہر نہ رکھو، آپ کی تقریر بہت مؤثر تھی۔[1]

دو قومی نظریہ کے حامی اور اس کا پرچار

امام المحدثین دو قومی نظریے کے زبردست حامی تھے، اس نظریئے کے خلاف تھے کہ آج قومیں مذہب سے نہیں بنتیں بلکہ دیش اور ملک سے بنتی ہیں۔[2] آپ نے دو قومی نظریہ کی حمایت میں ایک جامع فتویٰ مرتب فرما کر شائع کیا، جس سے مخالفین بڑے چراغ پا ہوئے اور ہند بھر میں ان کی صفوں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔[3] اس زمانے میں تحریکِ خلافت کی آڑ میں اسی نظریئے کو عام کیا جا رہا تھا، رائے عامہ بھی ان کے ساتھ تھی، مگر امام المحدثین مؤمنانہ فراست سے جانتے تھے کہ یہ ابالِ وقتی ہے جلد ہی لوگ درست نظریئے کی طرف لوٹ آئیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، لوگ جان گئے کہ دو قومی نظریہ ہی درست ہے اور پھر آل انڈیا سنی تحریک اور مسلم لیگ کی کوششوں سے ملک پاکستان وجود میں آیا، بہر حال امام المحدثین دو قومی نظریے پر قائم رہے بلکہ اس کا پرچار کرتے رہے اور یہ فرماتے رہے کہ قومیں وطن سے نہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیکرِ حسین سے بنتی ہیں، جغرافیائی حدود قومیّت کی بنیاد نہیں ہے، بلکہ قومیّت کی بنیاد اسلام اور صرف اسلام ہے، آزادیٔ ہند کے لیے کوشش کرنا، مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت، سلطنتِ اسلامیہ کی حمایت و اعانت ضروری ہے اس کے لیے ہر ممکن تدبیر عمل میں لانی چاہئے مگر اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھ کر۔[4] اس کلمہ حق کو بلند کرنے کی وجہ سے آپ کو گالیاں دی جاتیں، برا بھلا اور انگریز کا ایجنٹ کہا جاتا، دو قومی نظریے کے لیے ہونے والے جلسوں کو درہم برہم کرنے کی سازشیں کی جاتیں مگر آپ ایسے مردِ قلندر

1. تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص305
2. روزنامہ تیج دہلی، 10 جنوری 1938ء
3. سیدی ابو البرکات، ص128
4. سیدی ابو البرکات، ص23

تھے کہ آپ کے پایہ استقامت میں لغزش نہ آئی، ایک دفعہ جامع مسجد آگرہ کے ایک گوشے میں آپ تقریر کررہے تھے جبکہ دوسری جانب مخالفین کا جلسہ ہورہا تھا، انھوں نے مسجد کے دروازے پر شہد کی مکھیوں کے چھتہ کو چھیڑ دیا تاکہ امام المحدثین کے جلسے میں افراتفری پھیل جائے اور مکھیاں بھنبھناتے ہوئے شرکائے جلسہ پر حملہ آور ہوجائیں امام المحدثین فرماتے ہیں کہ میں نے شرکا سے کہا کہ سب حسبی اللہ ونعم الوکیل کا ورد شروع کردیں، ورد جاری تھا، اللہ کی شان وہ مکھیاں مخالفین کے جلسے کی طرف لوٹ گئیں اور ان کا جلسہ درہم برہم ہوگیا۔[1]

حج بیت اللہ وزیارت حرمین کی سعادت

1338ھ مطابق 1920ء میں آپ نے سفرِ حج کی سعادت پائی،[2] چنانچہ حضرت مولانا سید محمد علی رضوی صاحب تحریر فرماتے ہیں: حضرت اسی زمانہ میں آگرے سے حج وزیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور شریف حسین کا زمانہ تھا۔ اس سفر میں حضرت نے حرم پاک میں حج کے مسائل پر وعظ فرمایا اور اس وقت کے علماو مشائخ سے ملاقات فرمائی، مشہور سیٹھ حاجی قاسم کے لڑکے اور آگرہ کے کچھ احباب بھی ہمراہ تھے۔[3] آپ نے اپنی تصنیف تفسیر میزان الادیان میں اپنی حاضری مدینہ کے دو واقعات تحریر فرمائے ہیں، ایک تو آپ کے شاگرد مولانا سید عبد الغفور صاحب کا آپ کی پُر تکلف دعوت کرنے کا ہے جس کو مدرسہ قوت الاسلام کا آغاز کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے کو امام المحدثین کے الفاظ میں یہاں ذکر کیا جاتا ہے: تقریباً 1338ھ (1920ء) کے بعد ادا کرنے فریضہ حج کے جب خاکسار حاضر حضور ہوا، ہمارے قافلہ کے بدو کہنے لگے، ایک دن سے زیادہ ہم مدینہ طیبہ میں قیام نہیں کرسکتے اور حیلہ کہ شریف صاحب کی طرف سے ایک دن سے زیادہ قیام کی ممانعت ہے۔ آٹھ دن تک اپنی طرف سے ہمارے قافلہ نے اونٹوں کو چارہ دینے کا بھی اقرار کیا، جو بہت گراں تھا مگر وہ بدو نہ مانے۔ آخر بارگاہِ سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم میں التجا کی گئی، حضور نے وہ امداد فرمائی کہ بغیر کسی قسم کے صرف (خرچ) کے خود بدوؤں کو ایسا کوئی کام

[1] سیدی ابو البرکات، ص17، 18
[2] فتاویٰ دیداریہ، ص4
[3] روشن تحریریں، ص143

ضروری پیش آگیا کہ اپنے گھروں سے پورے آٹھ ہی دن میں واپس لوٹے۔[1] یوں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے استغاثہ کی برکت سے مدینہ شریف میں آپ کو آٹھ دن قیام کی سعادت نصیب ہوئی۔

تحریک ارتداد کا مقابلہ

جن دنوں آپ جامع مسجد آگرہ کے مفتی وخطیب تھے تو شدھی تحریک نے سر اٹھایا، بھولے بھالے مسلمان غیر مسلموں کے چنگل میں پھنس کر ایمان جیسی لازوال نعمت سے محروم ہونے لگے، دیگر علمائے حقہ کی طرح امام المحدثین نے بھی تحریک کا مقابلہ کیا، چنانچہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی مرحوم تحریر فرماتے ہیں: ان دنوں ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں شدھی تحریک نے مسلمانوں کے ایمان واعتقاد کو مسخ کرنے میں طوفان برپا کر رکھا تھا، آپ اس شدھی تحریک کے خلاف جہاد کرنے کے لیے قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر پہنچے۔[2] اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری سال میں 7 ربیع الاخر 1339ھ مطابق 17 دسمبر 1920ء کو کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم نے بھی شدھی تحریک کے طوفان کا سیسہ پلائی دیوار کی طرح کا مقابلہ کیا، علما و شخصیات پر مشتمل اس کے وفود نے مختلف جگہوں کا دورہ کر کے مسلمان کے ایمان بچانے کی سعی کی، جب ان کا وفد آگرہ پہنچا تو امام المحدثین نے ان کا زبردست استقبال فرمایا، آگرہ کے مسلمانوں کو اس کام میں حصہ لینے پر ابھارا۔ چنانچہ،

اس جماعت کے ایک معتمد نے یوں بیان کیا: وفد اسلام دورہ کرتا ہوا آگرہ پہنچا، یہاں کے مفتی شہر حضرت مولانا مولوی سیّد محمد دیدار علی صاحب اور ان کے فرزند ارجمند جناب مولانا مولوی مفتی (شاہ ابو البرکات) سیّد احمد صاحب نے اس وفد کا کمال احترام کیا اور اس کی اعانت میں بہت سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتے رہے۔ ان کی محنتوں اور مخلصانہ کوششوں سے وفد کو اپنی ابتدائی حالت میں بڑی تقویت ہوئی، انہیں کے اثر سے شہر کے باشندوں نے وفد کے ساتھ بہت ہمدردی کی جن میں جناب حاجی ولی اللہ خاں صاحب اور جناب منشی وارث علی خان صاحب اور جناب منشی کریم بخش صاحب خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ حاجی

1 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 246

2 تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص 271

صاحب نے عرصے تک وفد کو اپنے مکان میں مقیم رکھا اور دیہات میں سراسیمہ (دیوانہ وار) پھر آگئے۔[1] جماعت رضائے مصطفیٰ کے وفد میں موضع کھڑوائی میں جو عظیم کامیابی حاصل کی تھی، اس کی خوشی میں ایک عظیم الشان جلسہ 21 جمادی الاخری 1341ھ مطابق 8 فروری 1923ء کو جامع مسجد آگرہ میں منعقد کیا، جس میں شرکائے جلسہ کی تعداد اندازاً ایک ہزار تھی، اس جلسے کے آخر میں امام المحدثین نے تقریر فرمائی چنانچہ تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ میں ہے: آپ نے مسلمانوں کو احکام اسلام کی پابندی اور مشرکانہ رسوم کی بیخ کنی کی طرف توجہ دلائی اور وفد اسلام جماعت رضائے مصطفی کی نہایت تحسین وآفرین فرمائی۔ لوگوں کو اس کا ہاتھ بٹانے کی طرف متوجہ فرمایا۔ پھر دعا وسلام پر جلسہ ختم ہوگیا۔[2]

ان سب کوششوں کے باوجود جس کامیابی کی توقع تھی وہ نہیں مل رہی تھی۔ چنانچہ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور دیگر حضرات نے باہمی مشورے سے طے کیا کہ ہم لوگ اگرچہ میدانِ عمل میں سرگرم عمل ہیں مگر ایک عظیم روحانی شخصیت کی تشریف آوری اور موجودگی بھی بے حد ضروری ہے۔ چنانچہ سب نے اتفاق رائے سے مخدوم الاولیاء، شیخ المشائخ حضرت مولانا سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی کی خدمت میں مکتوب روانہ کیا۔ جب مخدوم الاولیاء کے پاس مکتوب پہنچا تو آپ نے جواب دیا: **میں کبر سنی وضعیف العمری کے سبب ناقابلِ سفر ہوگیا ہوں، لیکن اس موقع پر عذر کرتے ہوئے سب سے پہلے مجھ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضور شرم آتی ہے، جن کی کبر سنی شبابِ فاروقی سے برتر ثابت ہو چکی ہے۔** اس تحریر کے بعد آپ نے آگرہ کے لیے رختِ سفر باندھا اور 14 جون 1923ء کو آگرہ اسٹیشن پر پہنچ گئے۔ آپ کا ہزاروں لوگوں نے شاندار استقبال کیا۔ آپ نے جامع مسجد آگرہ میں زبردست تقریر فرمائی اور مسلمانوں کو تحریک ارتداد کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے پر ابھارا۔ اس کے بعد آپ کچھ دن صدر دفتر جماعت رضائے مصطفیٰ واقع محلہ رکاب گنج آگرہ میں مقیم رہے۔ پھر آپ اٹاوہ وغیرہ ملکانہ کے علاقوں میں دو ماہ تک تبلیغ دین کے کام میں مصروف رہے۔ آپ کے اس دورے سے علما و مشائخ کے

[1] تاریخ جماعت رضائے مصطفی، ص 216، 217

[2] تاریخ جماعت رضائے مصطفی، ص 232

حوصلے بلند ہوئے اور کثیر مرتدین اور غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔[1]

مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفٰی رضا خان صاحب نے شدھی تحریک میں امام المحدثین اور آپ کے صاحبزادے علامہ شاہ ابو البرکات سید احمد قادری کے تعاون کا ذکر اس طرح فرمایا: سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق جناب مولانا مولوی سید احمد صاحب الوری اور ان کے والد ماجد حضرت سراپا برکت مولانا مولوی سید محمد دیدار علی صاحب محدث مفتی آگرہ ہیں جن کی عنایات اس سے زیادہ ہیں کہ فکر کی (یعنی سوچی) جاسکیں، جناب مولوی ضیاء الاسلام صاحب[2] امام جامع مسجد نے بھی وفد کے ساتھ بہت ہمدردی کا اظہار فرمایا ہم ان کے شکر گزار ہیں۔[3]

نوٹ: یہ مراسلہ دبدبہ سکندری رامپور کے شمارہ 26، جلد 59 بابت 19 فروری 1923ء کے صفحہ 7 پر شائع ہوا تھا۔ جس کا عکس کتاب تاریخ جماعت رضائے مصطفٰی میں شائع کیا گیا۔

بہرحال مذکور خدمات کے ساتھ ساتھ امام المحدثین نے انفرادی طور پر جامع مسجد آگرہ میں تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا، کئی طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا۔[4] آپ ہمیشہ آل ہند جماعت رضائے مصطفٰی کے مداح رہے۔ چنانچہ مفتی اعظم ہند تحریر فرماتے ہیں: علامہ مولانا شاہ سید دیدار علی الوری (کی) جن خدماتِ جماعت مبارکہ رضائے مصطفٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجھ کو علم ہے وہ بلاشبہ قابل قدر خدمتیں ہیں۔ خداوند کریم اس کو ترقی روز افزوں عطا فرمائے اور اپنے ارادۂ خیر میں کامیاب کرے۔[5]

پنجاب کے دار الحکومت لاہور میں خدمات

1340ھ مطابق 1922ء میں لاہور میں باطل فرقے مثلاً مرزائی وغیرہ سر اٹھا رہے تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ ایسی تحریکوں کا بھرپور رد کرنے والے علما جیسے علامہ غلام قادر بھیروی اور علامہ غلام دستگیر قصوری وغیرہ وصال فرما چکے تھے، ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسے جواں ہمت عالم دین کو لاہور لایا جائے جو علمی طور پر

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص215 تا 221
2 ان کے بارے میں مزید معلومات حاصل نہ ہوسکیں۔
3 تاریخ جماعت رضائے مصطفٰی، ص449
4 الیواقیت المہریہ، ص118
5 تاریخ جماعت رضائے مصطفٰی، ص415

مضبوط ہو اور تقریر کا ملکہ بھی رکھتا ہو چنانچہ مفکرین لاہور مولانا مفتی محمد سلیم اللہ لاہوری، مولانا محرم علی چشتی اور علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہم کی نظرِ انتخاب امام المحدثین پر پڑی اور یہ کوشش کرنے لگے کہ آپ لاہور تشریف لے آئیں۔ چنانچہ ان علما و شخصیات کے پیہم اصرار اور بار بار دعوت نامے بھیجنے پر آپ 1922ء میں مستقل سکونت کی نیت سے لاہور تشریف لے آئے۔[1] لاہور میں آپ دوبارہ کب تشریف لائے اس میں مختلف اقوال ہیں، کسی میں 1920ء، کسی میں 1922ء اور کسی میں 1923ء لکھا ہے۔

حکیم اہلِ سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امر تسری تحریر فرماتے ہیں: حضرت مولانا پیر غلام قادر اشرفی مدظلہ (لالہ موسی) نے بیان کیا کہ حزب الاحناف کے سالانہ جلسہ میں مولوی محرم علی چشتی مرحوم و مغفور نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا: حضرت مولانا غلام قادری بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اہلِ سنت علمی طور پر یتیم ہوگئے تھے اور مخالفین کے سامنے اپنے کسی عالم کا نام پیش نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالٰی نے اہلِ سنت پر اپنا یہ کرمِ خاص کیا کہ حضرت سید دیدار علی شاہ اور ان کے صاحبزادوں کو لاہور منتقل کر دیا۔ اس خانوادۂ ساداتِ الور کی آمد سے ہمارے سر فخر سے اونچے ہوگئے ہیں۔[2]

لاہور میں آپ نے جو خدمات سر انجام دیں، تاریخ اسے فراموش نہیں کر سکتی، آپ کی خدماتِ لاہور کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

دار العلوم نعمانیہ لاہور میں بطور صدر المدرس و شیخ الحدیث خدمات

مشہور عالمِ دین حضرت علامہ غلام مہر علی گولڑوی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ نے دوسری مرتبہ لاہور آکر دار العلوم نعمانیہ میں بطورِ صدر الصدور اور شیخ الحدیث خدمت سر انجام دی، اسی زمانے میں آپ نے جامع مسجد وزیر خان کی امامت و خطابت بھی شروع فرمائی۔ دار العلوم نعمانیہ میں آپ دو یا تین سال متعین رہے، پھر جب 1342ھ مطابق 1924ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کی ابتدا ہوئی اور اس کے تحت درسِ نظامی کا آغاز ہوا تو آپ دار العلوم نعمانیہ سے مستعفی ہوگئے۔[3] آپ کی لاہور آمد سے متعلق

1 مدینۃ الاولیا، ص250
2 سیدی ابو البرکات، ص232
3 الیواقیت المہریہ، ص118

مختلف کتب میں جدا جدا سن لکھے ہیں، راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ امام المحدثین جب دوسری مرتبہ لاہور تشریف لائے تو آپ نے دار العلوم نعمانیہ لاہور میں دو سے تین سال تدریس فرمائی، اسی طرح مسجد وزیر خان میں اولاً انفرادی طور پر اور انجمن حزب الاحناف کے بننے کے بعد باقاعدہ مدرسہ عالیہ حنفیہ قائم فرما کر اپنے بیٹے مفتی شاہ ابو البرکات قادری اور دیگر مدرسین کے ساتھ تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس کی تائید یوں بھی ہوتی ہے کہ ماہنامہ عرفات لاہور، امام اہلسنت نمبر کے صفحہ 13 پر ہے: (امام المحدثین) 1922ء میں دوسری مرتبہ خلیفہ تاج الدین لاہوری سیکریٹری انجمن نعمانیہ کی دعوت پر لاہور تشریف لائے اور یہیں کے ہو رہے، 1342ھ مطابق 1923ء میں اراکین مسجد وزیر خاں کے اصرار پر خطابت کی ذمہ داری سنبھالی، 1324ھ مطابق 1925ء میں انجمن نعمانیہ سے مستعفی ہو کر دار العلوم حزب الاحناف کی بنیاد اسی سال ڈالی اور تاحیات اس کی تکمیل میں مشغول و منہمک رہے۔

مسجد وزیر خان میں امامت و خطابت

پیر زادہ اقبال احمد فاروقی تحریر فرماتے ہیں: مولانا دیدار علی شاہ نے لاہور کے مغموم سینوں کی آواز پر لبیک کہا اور آگرہ چھوڑ کر لاہور پہنچے۔ مسجد وزیر خاں کے خطیب مقرر ہوئے اور لاہور کے کوچہ وبازار اس شیر کی گرج سے بیدار ہو گئے۔ جامع مسجد وزیر خاں ان دنوں لاہور کی علمی اور دینی سرگرمیوں کا مرکزی نقطہ تھا۔ آپ کی آمد سے اس مسجد کے ویران در و دیوار صلوٰۃ وسلام کی ضیا بار آوازوں سے زندہ ہو گئے اور سینوں کے لیے یہ مرکز بن گیا۔[1]

بلاد الاولیاء میں ہے: آپ بہت بڑے عالم تھے، عالم باعمل ہونے کے باعث زبان و بیان میں بے حد تاثیر تھی، آدھا لاہور آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کرتا تھا۔[2] نماز فجر کے بعد آپ درسِ قرآن دیا کرتے تھے، وقت کی پابندی فرماتے، سامعین کے جمع ہونے کا انتظار نہ فرماتے، کم لوگ بھی ہوتے تو درس شروع فرما دیتے، لوگ دور دور سے تفسیر سننے آتے تھے، انداز اتنا آسان اور دلچسپ ہوتا کہ درسِ قرآن کے ضمن میں

1 تذکرہ علماء اہل سنت جماعت لاہور، ص271
2 بلاد الاولیاء، ص287

آپ جو طہارت، نماز روزے کے مسائل بیان فرماتے لوگ اسے یاد کر لیتے چنانچہ کتاب روشن تحریریں میں ہے: اکثر کو آپ کی پوری پوری تقاریر یاد تھیں، لاہور میں مستری محمد حسین مرحوم کو آپ کے اکثر ارشادت لفظ بہ لفظ یاد تھے۔ یہ بات ظاہری علم کی نہیں یہ آپ کی روحانیت کا کمال تھا کہ آپ کے ارشادات سامعین کے سینوں میں محفوظ ہو جاتے، یہ سب کچھ اس عشق کا کرشمہ تھا جو کہ آپ کے سینے میں محفوظ تھا۔[1]

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی تحریر فرماتے ہیں: (امام المحدثین) علم و فضل کے تو گویا سمندر تھے، کسی مسئلے پر گفتگو شروع فرماتے تو گھنٹوں بیان جاری رہتا، سورہ فاتحہ کا درس ایک سال میں ختم ہوا، دن اور رات میں لاہور کی چھ چھ مساجد میں وعظ فرماتے، آپ ایک شعلہ بیان مقرر کی حیثیت سے لاہور، امرت سر اور پنجاب کے دوسرے شہروں میں دینی جلسوں میں معروف ہو چکے تھے۔ آپ کے بیان اور زورِ کلام نے سامعین کو آپ کے کمال کا معترف بنالیا تھا اور آپ کی علمی شہرت نے پاک و ہند کے علمی حلقوں کو بڑا متاثر کیا۔[2] عالم با عمل، مرد مجاہد حضرت مولانا تاج الدین قادری فرمایا کرتے تھے: اگر وعظ سننا ہو تو مولوی دیدار علی شاہ صاحب کا سننا چاہئے جس سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔[3]

آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاسیسی اجلاس میں شرکت

امام المحدثین کا میلان تدریس اور اسلام کی نشر و اشاعت کی جانب تھا مگر آپ ملک و ملت کی بھلائی، اسلامی اقدار کی حفاظت اور مسلمانوں کو پیش آنے والے مسائل کے حل کیلئے بھی کوشاں رہتے تھے، جب اکابرین اہل سنت مثلاً صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی، امیر ملت علامہ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا قادری جیسے اکابرین نے مسلمانوں کو متحد کرنے، ان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و فلاح کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس (الجمعیۃ العالیۃ المرکزیۃ) بنانے کا فیصلہ کیا تو آپ نے نہ صرف اس کی مکمل حمایت کی بلکہ بنفس نفیس اس کے تاسیسی اجلاس میں شرکت کے لیے مراد آباد تشریف لے گئے، اس کانفرنس میں سنی مبلغین ورؤسا اور کارکنان کے علاوہ تین سو کے قریب علما، واعظین، مشائخ اور

1 روشن تحریریں، ص144
2 سیدی ابو البرکات، ص128، 129
3 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص111

مفتیانِ کرام تشریف لائے تھے ان میں سے 30 اکابرین کے نام تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس میں ذکر کیے گئے ہیں، ان میں ساتویں نمبر پر آپ کا نام یوں ہے: شیخ المحدثین حضرت مولانا سیّد محمد دیدار علی الوری۔[1]

یہ اجلاس 20 تا 23 شعبان 1343ھ مطابق 16 تا 19 مارچ 1925ء مراد آباد میں کرنے کا طے ہوا، آپ نے ان دنوں مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور کے تحت شائع ہونے والی کتاب ضیاء القنادیل میں اس کانفرنس سے متعلق انجمن اہل سنت وجماعت مراد آباد کے اشتہار کو شائع کروایا، یوں آپ نے قائدین اہل سنت کو اس میں شرکت کی دعوت دی، اس اشتہار کا کچھ مضمون ملاحظہ کیجئے: تمام ہندوستان کے مشہور افاضل، نامور علما، اکابر مشائخ، ممتاز سجادہ نشین، معزز رؤسا ومنتخب اہل زبان اور تبلیغی وفود کا مبارک اجتماع مسلمانوں کے اہم ترین مقاصد تبلیغ، تعلیم، معاشرت، ادائے قرض، باہمی تعلقات اور دوسرے اُمور میں مسلمانوں کی رہنمائی اور ضروری اصطلاحات وتنظیم اہل سُنّت کے لیے بتواریخ 20 تا 23 شعبان 1343ھ مطابق 16 تا 19 مارچ 1925ء کیا جائے گا، اُمید (ہے) کہ حامیانِ اسلام اس اہم اور ضروری کانفرنس کی شرکت مسلمانوں کے روز افزوں تنزل وانحطاط کو دور کرنے کے لیے ضروری خیال فرمائیں گے۔[2]

تحریک تحفظ مقامات مقدسہ میں حصہ

مکہ شریف میں جن لوگوں نے 6 جمادی الاولیٰ 1343ھ مطابق 4 دسمبر 1924ء کو قبضہ کیا، انھوں نے اپنی جہالت وبربریت کی وجہ سے مقامات مقدسہ بالخصوص مسجد جن اور مسجد جبل نور کی بے حرمتی کی، ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزار مبارک کے قبہ مبارکہ اور قبۂ مولد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو شہید کیا، پھر طائف میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے مزار مبارکہ کے ساتھ بھی یہی حرکت کی، اشراف مکہ ومدینہ کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔[3] حاجیوں اور دیگر ذرائع سے یہ خبریں جب ہند میں پہنچیں تو غیرت مند مسلمانوں کے دل بے قرار ہوگئے، امام المحدثین نے علما ومشائخ اور عوام اہل سنت کے ساتھ مل کر تحریک تحفظ مقامات مقدسہ قائم کرکے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند کے پلیٹ فارم سے کئی

1 تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس، ص29
2 خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، ص83
3 رسالہ قبہ جات، ص17

پمفلٹ ورسائل بنام ضیاء القنادیل اور رسالہ قبہ جات وغیرہ شائع کئے گئے۔ مسجد وزیر خان، جامع مسجد فیروز پور وغیرہ میں جلسے ہوئے۔ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب اپنی کتاب سیدی ابو البرکات میں 27 شعبان 1344ھ مطابق 12 مارچ 1926ء کو اس سلسلے میں ہونے والے ایک جلسہ عام کی تفصیلات تحریر فرمائی ہیں، اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کی بھرپور تیاری کی گئی، علماومشائخ کو دعوت دی گئی جس میں کثیر مسلمانوں نے شرکت کی، یہ تحریک ملک بھر میں پھیل گئی۔[1]

دو قومی نظریہ اور لاہور

آگرہ میں خدمات کے ضمن میں گزر چکا کہ آپ دو قومی نظریے کے نہ صرف حامی تھے بلکہ اس کے پرجوش مبلغ بھی تھے اور آپ کی شخصی خوبیوں میں ایک نمایاں بات یہ بھی تھی کہ حق بات پر کھڑے ہو جاتے اور پیچھے نہ ہٹتے تھے چنانچہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب لکھتے ہیں: آپ کسی قسم کی مصلحت جوئی اور رُورَعایت کی پالیسی اختیار نہیں کرتے تھے، جس چیز کو ان کے مسلک نے حق سمجھا، اس کا اعلان آگ کے شعلوں کے سامنے بھی کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔[2] ایک مرتبہ دو قومی نظریے کے مخالفین کچھ لوگوں نے مسجد وزیر خان میں جلسہ رکھا، آپ بطور خطیب مدعو کیے گئے، آپ نے اسی اسٹیج پر ان کے خیالات کا کھلم کھلا مع دلائل رد کیا، لوگوں نے آپ کی تقریر کو بے حد پسند کیا اور آپ کی جُرأت وبہادری سے متاثر ہوئے، یوں وہ لوگ اپنے خیالات اپنے ساتھ ہی لے کر چلے گئے جسے وہ اہل لاہور تک پہنچانے آئے تھے۔[3] مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی وغیرہ نے مسجد وزیر خان میں جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا، حضرت اباجی (امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب) نے مجھے فرمایا کہ اخباری تراشوں والا فائل اٹھا کر لائیں، وہ لے کر آیا تو آپ نے زور دار خطاب کیا اور اس میں مولانا محمد علی جوہر اور دوسرے لیڈروں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ نے فلاں فلاں موقع پر یہ کہا، فلاں موقع پر یہ کہا، یہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے، آپ کے خطاب

1. سیدی ابو البرکات، ص 30
2. تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص 274
3. تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص 274، 275

کے بعد مولانا محمد علی جوہر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اللہ کا شکر ہے کہ ایسے علمائے ربّانی موجود ہیں جو ہماری غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں، یہ کہا اور اپنا خطاب ختم کر دیا۔[1] اس تحریک (مطالبۂ پاکستان) میں خلفائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ سید دیدار علی شاہ نے مسلمانوں کے الگ وطن کے مطالبے کے لیے خوب خوب کوششیں کیں۔[2]

ساردا ایکٹ کو منسوخ کروانے میں کردار

29 ستمبر 1929ء میں ہندوستان قانون ساز اسمبلی نے ساردا ایکٹ (Child Marriage Restraint Act or Sarda Act) پاس کیا اور یہ یکم اپریل 1930ء کو نافذ ہوا، اس میں چھوٹی عمر میں نکاح کے قوانین دین اسلام کی تعلیمات کے خلاف تھے، امام المحدثین اور آپ کے صاحبزادگان نے دیگر علما و مشائخ اہل سنت کے ساتھ مل کر اس پر عمل در آمد کرنے کے خلاف جدوجہد فرمائی چنانچہ شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی تحریر فرماتے ہیں:

لاہور 6 ذوالحجہ 1348ھ مطابق 6 مئی 1930ء آپ (سیدی شاہ ابو البرکات) نے علمائے اہل سنت کی ایک میٹنگ میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: جب سے انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کیا ہے اس کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ نہایت مکاری و عیاری سے شریعت اسلامیہ کے احکام کو پامال اور مسلمانوں کے ذہنوں سے اسلام کی عظمت کو ختم کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے، اسلامی تعلیم، اسلامی تہذیب و تمدن، اسلامی اقتدار کو تو وہ پہلے ہی رفتہ رفتہ ختم کر چکا ہے، دیوانی و فوجداری مقدمات میں بھی انگریز نے اپنے خود ساختہ ضابطوں کو نافذ و جاری کر دیا ہے، 1872ء کے قانون شہادت کو نافذ کر کے اسلامی قانون شہادت کو مسخ کر دیا، اسی طرح 1850ء کے ایکٹ کی رو سے قانون وراثت میں مرتد کی وراثت کو تسلیم کر لیا گیا کہ یہ قرار دیا گیا کہ تبدیلی مذہب سے حقوق وراثت متاثر نہیں ہوتے، اسی طرح شفعہ اور وقف، بیع و شرا ایسے امور میں بھی اپنے خود ساختہ قوانین کو جاری کر دیا، حتی کہ نکاح و وراثت وغیرہ کے مقدمات جو مفتی فیصل کرتے تھے اب

1. فتاویٰ دیداریہ، ص14
2. سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص46

انگریز جج کرنے لگے، وراثت کو رواج کے تابع کر کے مستورات کو میراث سے محروم کر دیا، ایک نکاح وطلاق کے مسائل رہ گئے تھے کہ سارداایکٹ کے ذریعہ اس میں بھی دخل اندازی کی جارہی ہے بظاہر یہ ایکٹ صرف نکاح صغر سنی کی ممانعت سے متعلق ہے مگر اس کی تہہ میں انگریز کا جو جذبہ کام کر رہا ہے وہ صرف یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ہر معاملے میں شریعت اسلامیہ کے احکام کا پاس ولحاظ ختم کر دیا جائے۔

پھر آپ (سیدی شاہ ابوالبرکات) نے اس سلسلے میں ایک وفد کے ساتھ دہلی میں جناب محمد علی جناح اور دوسرے اسمبلی کے ممبران سے ملاقات کی اور انہیں مسئلہ کی نوعیت سے آگاہ کیا۔[1] یہی وہ کوششیں تھیں کہ یہ قانون مردہ خط (dead letter) کی حیثیت اختیار کر گیا اور اس کو نافذ نہ کیا جاسکا۔

[1] سیدی ابوالبرکات، ص34، 35

باب 5: امام المحدثین اور دار العلوم حزب الاحناف

امام المحدثین بہترین مدرس بھی تھے اور آپ کو درس نظامی کی کتب پڑھانے کا وسیع تجربہ بھی تھا، چنانچہ آپ نے جامع مسجد وزیر خان لاہور میں امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ تدریس بھی شروع کر دی، آپ کو پڑھانے کا اتنا شوق تھا کہ گھنٹوں پڑھایا کرتے تھے، مولانا علامہ سید محمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: چونکہ آپ کو تدریس کا ذوق زیادہ تھا، ادھر طلبہ کو بھی پڑھنے کا ذوق، لہذا آپ نے تدریس شروع کر دی اور صبح سے لے کر دوپہر تک پڑھاتے، گھنٹوں پڑھاتے، لیکن آپ پڑھانے اور دینی خدمات سر انجام دینے میں کبھی تھکتے نہیں تھے۔ [1]

اسی زمانے میں آپ نے الصوارم الهندیہ میں موجود فتاویٰ کی تصدیق شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خان قادری صاحب کو بھیجی تو اس پر آپ کی مہر بھی تھی، اس مہر کی عبارت یہ ہے: ابو محمد سیّد محمد دیدار علی رضوی مجددی قادری سابق مفتی مسجد شاہی اکبر آباد۔ الحال خطیب ومدرس مسجد وزیر خان واقع دار الخلافہ لاہور سن 41ھ۔ [2] اس سے معلوم ہوا کہ 1341ھ مطابق 1922ء کو جامع مسجد وزیر خان میں خطیب ومدرس کے منصب پر فائز تھے۔

مدرسہ عالیہ حنفیہ لاہور کا قیام

آپ نے دار العلوم نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث وصدر الصدور کے طور پر تدریس [3] کے ساتھ مسجد وزیر خان میں بھی دو سال انفرادی طور پر درسِ نظامی کی تدریس کا سلسلہ جاری رکھا، پھر انفرادی کوشش کو اجتماعی رنگ دینے کے لیے باقاعدہ مسجد وزیر خاں میں مدرسہ عالیہ حنفیہ شروع فرمایا، چنانچہ صدر مدرس امام المحدثین خود تھے اور مولانا عبد الرحمن ہزاروی اور مولانا عبد الواحد ملتانی اعزازی مدرس مقرر ہوئے۔ [4]

1 روشن تحریریں، ص144
2 الصوارم الہندیہ، ص98
3 الیواقیت المہریہ، ص118
4 سیدی ابوالبرکات، ص131

ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب کی لاہور میں آمد

جب طلبہ بڑھے تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے علامہ ابو البرکات سیّد احمد شاہ صاحب سابق مفتی وخطیب جامع مسجد آگرہ کو مدرسہ عالیہ حنفیہ میں تدریس کا حکم ارشاد فرمایا تخمیناً یہ جمادی الاولیٰ 1342ھ مطابق دسمبر 1923ء کی بات ہے، اس مدرسے کی شہرت پنجاب بھر میں ہونے لگی چنانچہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی تحریر فرماتے ہیں: سیّد صاحب کی محنت کی شہرت نے سارے پنجاب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، طلبہ جوق در جوق لاہور پہنچنے لگے، مسجد وزیر خان کے وسیع صحن میں دینی علم حاصل کرنے والوں کے جمگھٹے لگ گئے۔[1]

مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند کا قیام

امام المحدثین نے محرم 1343ھ مطابق اگست 1924ء میں لاہور کے دردِ دین رکھنے والے احباب مولانا محرم علی چشتی، مولانا خلیفہ تاج الدین سلیمانی، مولانا سید محمد امین اندرابی اور مولانا حاجی شمس الدین شائق رحمۃ اللہ علیہم سے مشورہ کرکے مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کو قائم فرمایا۔[2] بعض کتب میں مرکزی انجمن کا سن تاسیس 1925ء لکھا ہے جو درست نہیں۔

اس انجمن کا مقصد مدرسہ عالیہ حنفیہ کے تعلیمی وانتظامی خدوخال وضع کرنا (بنانا) تھا۔[3] اس انجمن کے امیر اتفاق رائے سے امام المحدثین منتخب ہوئے[4] اور ناظم آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی شاہ ابو البرکات سیّد احمد قادری صاحب مقرر ہوئے، کچھ عرصہ یہ نائب صدر بھی رہے۔ اس انجمن سے جو کتب شائع ہوئی ہیں ان میں سے اکثر کے Titles پر ان کے نام کے ساتھ ناظم انجمن لکھا ہے، البتہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند کے رسالہ نمبر 7 مجلس میلاد میں قیام ثبوت میں مصنف کے طور پر آپ کا نام اس طرح درج ہے: عمدۃ العلماء ابو البرکات مولانا سیّد احمد صاحب نائب صدر حزب الاحناف۔ بہر حال اس انجمن کے جملہ امور مسجد وزیر خاں اندرون دہلی گیٹ میں ہی سر انجام دیئے جاتے تھے۔

---

1. سیدی ابو البرکات، ص26، 27، 127... تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص320
2. سیدی ابو البرکات، ص27
3. عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، ص94
4. سیدی ابو البرکات، ص31

مجلس حزب الاحناف کا شعبہ تبلیغ واشاعت

دین ومسلک کی ترویج واشاعت میں کتب کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے، امام المحدثین نے مرکزی مجلس حزب الاحناف کا شعبہ تبلیغ واشاعت قائم فرمایا، اس کے زیر اہتمام جید علمائے اہل سنت کی کتب اور رسائل کی اشاعت کی جاتی تھی، اس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سمیت کئی علما کی کتب شامل ہوتی تھیں۔ رمضان 1349ھ مطابق فروری 1931ء میں اس مجلس کے شعبہ تبلیغ واشاعت نے **ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر** کے نام سے 8صفحات پر مشتمل رسالہ نمبر22 شائع کیا۔ اسے 2ہزار کی تعداد میں شائع کروایا گیا۔ اس کے پہلے 4صفحات میں صدقۂ فطر اور نماز عید سے متعلق احکام تحریر ہیں اور بعد کے صفحات دار العلوم حزب الاحناف کی خصوصیات، مسجد محمدی کے فرش کی تعمیرات، شعبہ تبلیغ واشاعت کے شائع کردہ اشتہارات اور رسائل کی فہرست وتعداد، شعبان 1349ھ مطابق دسمبر 1931ء میں دار العلوم میں ہونے والے امتحانات کے نتائج اور دو ممتحن علمائے کرام کے تاثرات کے مندرجات پر مشتمل ہے۔ نیز اس کے صفحہ 6 میں **تبلیغی خدمات مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور، ستمبر 1924ء تا فروری 1931ء بذریعہ رسائل واشتہارات** کے عنوان کے تحت جو کارکردگی بیان کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نے 6سال 4ماہ میں 32اشتہارات 65ہزار ایک سو (کی تعداد میں) اور 22کتب ورسائل 45ہزار کی تعداد میں شائع کئے۔

معاصر ماہنامہ معین الدین بابت ستمبر، اکتوبر 1933ء کے آخری صفحے پر اس انجمن کی شائع کردہ کتب کی دی گئی فہرست سے معلوم ہوتا ہے فروری 1931 تا اکتوبر 1933ء دو سال سات ماہ میں مزید 18 کتب ورسائل کو شائع کیا گیا۔ اسی شعبے کے تحت ماہانہ رسائل شائع کرنے کا سلسلہ بھی شروع ہوا، جو انجمن کے اراکین کو مفت اور دیگر حضرات کو بہت کم قیمت دیئے جاتے تھے، 1925ء یا 1926ء میں رسالہ نمبر 10 تقدیس المرسلین مع ہدایۃ الاغبیاء شائع ہوا، جس کے سرورق پر یہ عبارت ہے: رسالہ ہذا اراکین انجمن حزب الاحناف کو مفت اور دیگر حضرات کو بقیمت 2(روپے) دفتر انجمن سے ملے گا۔

امام المحدثین کی علالت

نومبر 1924ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کے 37ویں جلسے کی تیاری جاری تھی کہ آپ سخت بیمار ہوگئے حتی

کہ مسجد کی حاضری بھی موقوف ہوگئی، آپ گھر ہی نماز ادا فرماتے تھے، اس جلسے میں شرکت کے لیے امیر ملت حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی لاہور تشریف لائے، مسجد وزیر خاں کی انتظامیہ نے ان کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ جمعہ کی نماز پڑھائیں اور وعظ بھی فرمائیں، چنانچہ امیر ملت نے نماز جمعہ پڑھائی اور بعد جمعہ تقریباً تین گھنٹے کا خطاب فرمایا، امام المحدثین کی علالت نے طول پکڑا اور اگلے جمعہ پر بھی حاضری نہ ہو سکی، یہ جمعہ بھی امیر ملت نے پڑھایا اور وعظ بھی فرمایا، اللہ پاک نے آپ کو صحت عطا فرمائی اور اس کے بعد آنے والا جمعہ امام المحدثین نے خود پڑھایا۔[1]

مرکزی حزب الاحناف کا پہلا سالانہ جلسہ

مرکزی حزب الاحناف لاہور کا پہلا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا، یہ جلسہ 13 جمادی الاولیٰ 1345ھ مطابق 19 نومبر 1926ء کو باغ بیرون دہلی دروازہ میں ہوا، یہ جلسہ کب ہوا، اس میں مختلف اقوال ہیں، تذکرۂ محدث اعظم پاکستان کے صفحہ 23 میں 1924ء، سیدی ابو البرکات کے صفحہ 28 اور حیات محدث اعظم کے صفحہ 22 میں 1925ء، جبکہ تذکرۂ جمیل (سوانح حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا) کے صفحہ 87 اور تذکرہ اکابر اہل سنت کے صفحہ 149 پر 1926ء یا 1927ء لکھا ہے۔ راقم کو تحقیق کے دوران ظفر علی خان کی ایک تنقیدی نظم ملی: **آج لاہور میں ہے جلسۂ حزب الاحناف**، اس نظم میں جو تاریخ لکھی ہے وہ 19 نومبر 1926ء ہے۔ اس معاصر حوالے نے اس جلسے کی درست تاریخ واضح کر دی ہے۔

ہند بھر کے علماء و مشائخ قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ، حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خان، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی تلمیذ و خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ابو المحمود احمد اشرف اشرفی، ملک العلماء علامہ سید ظفر الدین بہاری، عید الاسلام علامہ عبد السلام جبل پوری، مولانا عبد الباقی محمد برہان الحق جبل پوری، استاذ العلماء مفتی رحیم بخش آروی، مبلغ اسلام علامہ احمد مختار میرٹھی، علامہ مشتاق احمد کانپوری، طوطی ہند مولانا اسرار الحق رہتکی، خطیب بادشاہی مسجد علامہ معوان حسین

[1] سیرت امیر ملت، ص404 تا 407

مجددی، مخدوم صدر الدین ملتانی وغیرھم نے شرکت فرمائی،[1] یہ وہی جلسہ ہے جس میں گورداسپور سے لاہور آئے ہوئے ایف اے کے طالب علم محمد سردار احمد شریک ہوئے، حُسنِ ظاہری وباطنی سے مالا مال حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تو دل کی دنیا بدل گئی، دنیوی تعلیم چھوڑ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کا عزم کر لیا، آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھے اپنے ساتھ مرکز علم وعرفان بریلی شریف لے جائیں، حجۃ الاسلام نے انہیں اپنے ساتھ آنے کی اجازت عطا فرمائی، انھوں نے دار العلوم منظر اسلام بریلی میں داخلہ لیا، فارغ التحصیل ہونے کی سعادت پائی اور پھر محدث اعظم پاکستان (علامہ محمد سردار احمد چشتی قادری) کے منصب پر فائز ہوئے۔[2]

دورِ ابتلا وآزمائش کے دو واقعات اور آپ کی استقامت

جب بھی کوئی دین اسلام کی ترقی، احکامِ الٰہی کے پھیلانے اور سنتوں کی احیا کے لیے کوشش کرتا ہے تو باطل کھل کر اس کے سامنے آجاتا ہے، مگر عقاب صفت مؤمن اس دور سے بھی استقامت، صبر اور ہمت سے گزر جاتا ہے بلکہ یہ رکاوٹیں اس کے جذبے اور ولولے میں اضافہ کر دیتی ہیں، اگر وہ ہمت بھی ہارنے لگتا ہے تو رحمتِ حق اس کی دستگیری کرتی ہے اور ایسے اسباب وافراد پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو جاتے ہیں، امام المحدثین کے دو واقعات ملاحظہ فرمایئے:

☆جب امام المحدثین نے لاہور آکر دین متین کی خدمت میں اپنے دن رات ایک کر دیئے، بقول پیر زادہ اقبال احمد فاروقی وہ (امام المحدثین) تدریس کے وقت سیلِ بیکراں، تقریر کے وقت ٹھاٹھیں مارتا سمندر، کام کے وقت بجلی کی سی مستعدی اور معاندین کی سرکوبی کے وقت گرزِ البرز شکن تھے، جن بد اعتقاد لوگوں نے لاہور کو اپنی فکری تحریک کی آماجگاہ بنا رکھا تھا وہ سر گرفتہ ہو کر بیٹھ گئے، اس مختصر سے جسم مگر استقلال کے کوہِ اَلْوَند[3] سنّی عالم نے تمام طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔[4] جب دیکھا کہ یہ مردِ قلندر اپنے مشن سے ہٹنے کا نام بھی نہیں لے رہا تو دشمنانِ اسلام آپ کے خلاف اخبارات میں گالیوں پر مشتمل نظمیں اور مضمون

1 سیدی ابو البرکات، ص28
2 حیات محدث اعظم، ص22، 33
3 کوہِ اَلْوَند ایران کے بلند پہاڑوں میں سے ہے۔
4 تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور، ص272، 273

شائع کرنے لگے، الزامات کی بوچھاڑ کردی، بدعائیں کی جاتیں، تمسخر اڑایا جاتا، پھبتیاں کسی جاتیں مگر اس اللہ کے بندے نے ان کی ایک نہ چلنے دی، زبان و تحریر کے بجائے اپنے قوتِ عمل اور ایمان وعقیدے کی پختگی سے جواب دیا، اس دورِ ابتلاء وآزمائش سے امام المحدثین بڑی استقامت اور پامردی سے گزر گئے۔

☆ مسجد وزیر خان میں مدرسہ عالیہ حنفیہ (زیر اہتمام مرکزی حزب الاحناف لاہور) بڑی کامیابی سے جاری تھا، تدریس مسجد میں ہوتی اور طلبہ مسجد کے حجروں میں رہتے تھے، ان دنوں مسجد وزیر خان کے متولی مرزا ظفر علی جج صاحب (جج ہائی کورٹ لاہور) تھے، انہیں طلبہ کے اجتماع سے اختلاف تھا، انھوں نے اس کی مخالفت کی اور امام المحدثین کو ایسی بات کہی جس سے آپ نے مسجد وزیر خان کی خطابت سے استعفیٰ دے دیا۔ چنانچہ تذکرہ علماء اہل سنت لاہور میں ہے: امام المحدثین کی طبیعت میں خودداری اور بے نیازی کا یہ عالم کہ 1345ھ مطابق 1926ء کے آخر میں مسجد وزیر خان کے متولی جج مرزا ظفر علی نے آپ کے متعلق چند کلمات ایسے کہے جس سے عزتِ نفس کو گزند پہنچتی تھی، تو آپ وہاں سے بلا تکلف قطع تعلق کرکے اسلام الدین بلڈنگ میں قیام پذیر ہوگئے اور اس مالدار متولی پر ثابت کردیا کہ ایک خوددار عالم دین نانِ جویں کھا کر بھی تبلیغ دین میں کوتاہی نہیں کرتا۔[1] مسجد وزیر خان سے مستعفی ہونے کے بعد آپ نے اپنے وطن الور جانے کا فیصلہ کیا، یہ بات جب مرکزی انجمن حزب الاحناف کے عمائدین تک پہنچی تو انہوں نے 24 شعبان 1345ھ مطابق 27 فروری 1927ء کو مولانا محرم علی چشتی صاحب کے مکان پر ایک اجلاس طلب کیا، جس میں امام المحدثین، حضرت شاہ ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب، حکیم محمد شریف صاحب، میاں الٰہی بخش صاحب[2] اور حاجی فیروز الدین صاحب وغیرہ نے شرکت کی، باہم مشاورت سے یہ قرار داد منظور کی گئی:

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب نے مذہبی وجوہات کی بنا پر مسجد وزیر خان کے تعلقات سے علیحدگی اختیار کرلی ہے اور مولانا وطن مالوف کو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کے تشریف لے جانے سے نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب میں حنفی جماعت کو نقصان عظیم پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا مولانا سے درخواست کی جائے کہ وہ سردست اپنے ارادۂ روانگی کا التوا فرمائیں اور دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف میں درسِ

1 تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت لاہور، ص274
2 ان کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

حدیث کے فرائض بدستور ادا فرماتے رہیں۔[1] چنانچہ حضرت محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ نے احباب کے شدید اصرار پر اپنا ارادہ تبدیل فرما کر تدریس اور تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔

ہجرت مدینہ کا فیصلہ اور اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

ایک وقت وہ بھی آیا جب ہند کے حالات سے بددل ہو کر امام المحدثین نے مدینہ منورہ ہجرت کا فیصلہ کیا اور بمبئی پہنچ گئے، اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے بذریعہ فتویٰ مع دلائل یہ ثابت فرمایا کہ ہند سے ہجرت کرنا ہندی مسلمانوں پر لازم نہیں اور ایک عالم دین کو تو ان حالات میں ہجرت کرنے کی شرعاً اجازت بھی نہیں، یہ فتویٰ شارحِ بخاری علامہ محمود احمد رضوی صاحب کے پاس محفوظ تھا جس کا عکس انہوں نے اپنی کتاب سیدی ابو البرکات میں شائع فرمایا ہے۔ یہ فتویٰ امام اہلسنت کے قلم سے ہے، اسے کمپوز کر کے پیش کیا جارہا ہے:

شریعت مجبور نہیں کرتی، ہندوستان میں بکثرت شعائر اسلام اب تک جاری ہیں، تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بدستور دار الاسلام ہے: ما بقیت علاقة من علائق الاسلام فان الاسلام یعلو ولا یعلی کما فی الجامع الفصولین والدر المختار وجلائل الاسفار، اور دار الاسلام سے ہجرت فرض نہیں، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاھجرة بعد الفتح اور یہ ہجرت جائز ہمیشہ تھی اور اب بھی ہے مگر عالم دین کو جس کے علم کی طرف یہاں کے لوگوں کو حاجت ہے، اسے ہجرت ناجائز ہے، ہجرت درکنار اسے سفر طویل کی اجازت نہیں دیتے حتی کہ بزازیہ وتنویر الابصار ودرمختار وغیرہا میں ہے: فقیه فی بلدة لیس فیها غیرہ افقه منه یرید ان یغزو لیس له ذلك ولفظ الدر من صدر کتاب الجهاد، وعمم فی البزازیة السفر ولا یخفی ان المقید یفید غیرہ بالاولی صح، واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر احمد رضا قادری۔[2]

مسجد وزیر خان کے بعد مدرسہ عالیہ حنفیہ کے حالات

مدرسہ عالیہ حنفیہ (مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور) مسجد وزیر خان سے لنڈا بازار، پھر کی دروازہ، پھر مائی انگہ کی مسجد، بعد ازاں مائی لاڈو کی مسجد میں منتقل ہوتا رہا، آخر میں اندرون دہلی دروازہ محمدی محلہ (چنگڑ

[1] سیدی ابو البرکات، ص 31، 32

[2] سیدی ابو البرکات، ص 187... فتاویٰ رضویہ، 21/281، 282

محلہ) کی شیر شاہ سوری کے زمانے کی تین گنبد والی مسجد حنفیہ مدرسے کے لیے منتخب کی گئی، اب اس مسجد کا نام جامع مسجد سید دیدار علی شاہ ہے، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے نزدیک یہ مسجد 15 مارچ 1926ء کو منتخب ہوئی تھی۔[1] مگر یہ بات دیگر واقعات کے مطابق درست معلوم نہیں ہوتی۔

اس وقت یہ مسجد غیر آباد تھی، اس کے آثار باقی تھے، ان آثار پر مسجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے سب سے پہلے پانچ سو روپے چندہ پیش کیا، مسجد کے ارد گرد طلبہ کی رہائش کے لیے کمرے تعمیر ہوئے۔ تقریباً نو ماہ میں یہ مسجد اور مدرسہ اپنی پوری تابانیوں سے جلوہ گر ہو گیا۔[2] امام المحدثین اس مسجد میں امامت بھی کرواتے تھے اور نماز عید باغ بیرون دہلی دروازہ پڑھاتے تھے۔ چنانچہ رمضان 1346ھ میں شائع ہونے والے رسالے **ضروری احکام و مسائل متعلقہ عید الفطر** کے آخری صفحے میں عید الفطر کا اعلان اس طرح درج ہے: امام اہل سنت، قدوۃ السالکین، سند المحدثین، عالم نبیل، فاضل جلیل، حضور پُرنور مولانا مولوی ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری، امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور نماز عید الفطر بیرون دہلی دروازہ ادا فرمائیں گے۔ 8 سے 9 بجے تک اول وعظ ہو گا اور بعدہ ٹھیک ساڑھے نو بجے نماز کو کھڑے ہو جائیں گے کیونکہ مسجد وزیر خان میں 9 بجے نماز ہونی قرار پائی ہے۔

مدرسہ عالیہ حنفیہ دار العلوم حزب الاحناف بن گیا

مدرسہ عالیہ حنفیہ غالباً جمادی الاخریٰ 1346ھ مطابق دسمبر 1927ء میں یہاں منتقل ہوا اور ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور بن گیا۔ یقیناً یہ امام المحدثین اور آپ کے صاحبزادے علامہ شاہ ابو البرکات کی شبانہ روز محنت کا ثمر و نتیجہ ہے، ان دونوں ہستیوں کا انداز شب و روز کیسا تھا، اس وقت مرکزی انجمن کے ناظم اور مدرس حضرت علامہ مفتی شاہ ابو البرکات سیّد احمد قادری صاحب دار العلوم کے امتیازات اور شیڈول اس طرح تحریر فرماتے ہیں: اس دار العلوم کے عربی پڑھنے والے طلبہ کو بعد نمازِ عشاء ہر پنج شنبہ (جمعرات) کی شام کو وعظ و مناظرہ کی مشق کرائی جاتی ہے اور بعض تدریس کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔ طلبہ کی خاص طور پر نگرانی کی جاتی ہے۔ پنج وقتہ پابندی جماعت نماز ادا

1 تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، ص 321

2 سیدی ابو البرکات، ص 27

کرنے کی خاص تنبیہ کی جاتی ہے۔ عقائد کی تصحیح کا از بس خیال کیا جاتا ہے۔ روزانہ بعد نماز فجر ایک گھنٹہ قرآن مجید کا درس دیا جاتا ہے اور اس کے متعلق مسائل فقہ اور احکام شرع نہایت سلیس اردو میں عوام کو سمجھائے جاتے ہیں اور شب کو بعد نمازِ مغرب اول طلبہ اور عوام کو مثنوی شریف کا درس دیا جاتا ہے، بعدہ عام لوگوں کو مسائل تصوف اور اولیائے کرام کے حالات عام فہم پیرایہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔ اس خدمتِ جلیلہ کو حضرت امیر انجمن ہذا (امام المحدثین) انجام دیتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو قرآن مجید ناظرہ اور حفظ پڑھایا جاتا ہے اور روزانہ نمازِ عصر کے بعد نماز روزہ کے مسائل زبانی یاد کرائے جاتے ہیں، لیکن افسوس کہ اہل لاہور اس سر چشمہ رشد وہدایت سے بہت کم فیضیاب ہوتے ہیں۔ کاش! اپنے بچوں کو دینی معلومات حاصل کرنے کے لیے دار العلوم میں داخل کرتے اور خود بھی صبح وشام درسِ قرآن و مثنوی میں حاضر ہوتے تو مسائل سے بخوبی واقف ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ توفیق رفیق کرے۔ آمین [1]

شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی تحریر فرماتے ہیں: دار العلوم حزب الاحناف کے ابتدائی دور میں درسِ نظامی کی تدریس کے لیے چار مدرس تھے، میرے دادا حضرت امام اہل سنت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو بخاری مسلم اور ابو داؤد کا درس دیتے، نماز فجر کے بعد درسِ قرآن، نماز مغرب کے بعد درسِ حدیث اور جمعہ وعیدین کا خطبہ آپ کے ذمے تھا، مدرس دوم میرے والد محترم علامہ ابو البرکات علیہ الرحمہ تھے، جو دورۂ حدیث کی بقیہ کتب ترمذی نسائی، ابن ماجہ کے ساتھ فقہ، اصول اور تفسیر بھی پڑھاتے، مدرس سوم مولانا عبد المنان صاحب تھے۔ [2]

ایک معاصر ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور کے ایڈیٹر مولانا سید فضل حسین شاہ صاحب [3] اسی دار العلوم سے فارغ التحصیل ہوئے اور امامت وخطابت کے ساتھ صحافتی سرگرمیوں میں مصروف ہوئے، اپریل 1933ء کے شمارے میں دار العلوم کی ترقی کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں:

دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور اسلامی تعلیمات کا مرکز ہے جس کی دینی تعلیمات

1. ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص5
2. سیدی ابو البرکات، ص28
3. ان کا تعارف تلامذہ والے باب میں دیکھئے۔

کے نتائج کا غلغلہ تمام ہندوستان وپنجاب اور دوسرے ممالک پر پہنچ چکا ہے۔ فارغ التحصیل اطراف ملک میں مشغول درس وتدریس تبلیغ واشاعت ہیں۔ بفضلہ تعالی اس کا حلقہ اثر روز بروز ترقی پر ہے۔ قابل ذکر خصوصیات دار العلوم سے یہ ہیں کہ اس میں شیخ الحدیث حضرت امام اہلسنت قامع بدعت سیدی ومولائی مرشدی واستاذی قبلہ عالم حضور پرنور مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب رضوی قادری نقشبندی مدظلہ العالی ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ دین پاک کی خدمت میں گزرتا ہے۔ آپ کا روزانہ بعد نماز فجر درس ہوتا ہے جس میں معارف قرآن حکیم مسائل فقہ واحکام شرعیہ عام سلیس اردو میں بیان فرماتے ہیں، بعدہٗ دورہ حدیث پڑھا جاتا ہے اور پھر نماز ظہر کے بعد عصر تک دورہ ہوتا ہے۔ آپ کے صاحبزادہ صاحب فاضل یگانہ حضرت رئیس المناظرین سند المدرسین مولانا مولوی ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ دار العلوم کے ناظم اور مدرس اعلیٰ ہیں جو ہر روز صبح سے لے کر عصر تک درس وتدریس میں سرگرم رہتے ہیں۔ بعدہ رات کے دو دو بجے تک فتویٰ وغیرہ کا کام کرتے رہتے ہیں۔ مذاہب باطلہ کی سرکوبی کے لئے آپ ہر وقت پابرکاب رہتے ہیں۔ انہی کی ذات بابرکات کا یہ اثر ہے کہ تمام مذاہب ان کے نام سے تھراتے ہیں، علم مناظرہ میں آپ یکتا ہیں۔ ہر پنجشنبہ کو بعد نماز عشاء طلبا کو وعظ اور مناظرہ کی مشق کرائی جاتی ہے۔ تصحیح عقائد کی خاص فکر رہتی ہے۔ (1)

علامہ شاہ ابو الحسنات کی لاہور میں آمد

امام المحدثین کے بڑے بیٹے سحر بیان خطیب تھے، ہند کے دیگر شہروں کی طرح آپ لاہور میں بھی تشریف لائے، چنانچہ مرکزی حزب الاحناف لاہور کا پہلا سالانہ جلسہ 10 جمادی الاولیٰ 1345ھ مطابق 16 نومبر 1926ء میں ہوا، آپ اس میں شریک ہوئے، جیسا کہ امام المحدثین نے ایک بات کے ضمن میں آپ کے اس جلسے میں شرکت کرنے کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے: ابھی 1345ھ کا ذکر ہے کہ میرے لخت جگر مولوی حافظ حکیم ابو الحسنات محمد احمد زاد اللہ علمہ وعملہ وشوقہ الی اللہ جب الور سے سوائی مادھوپور ہوتے ہوئے

(1) مجموعہ شمارہ جات ماہنامہ معین الدین، اپریل 1933، ص 71

بتقریب جلسہ سالانہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور، یہاں لاہور آئے تھے۔[1] اس میں آپ نے ایسا زبردست خطاب فرمایا کہ پورے مجمع پر چھاگئے یوں لاہور میں بھی بطورِ خطیب مشہور ہوئے۔

امام المحدثین کی جامع مسجد وزیر خان کی امامت وخطابت سے استعفی دینے کی وجہ سے وہاں وہ رونق نہ رہی جو امام المحدثین کے دور خطابت میں تھی، جسٹس مرزا ظفر علی مرحوم اس صورتِ حال سے پریشان ہوئے، انھوں نے امام المحدثین کی خدمت میں بے حد اصرار کیا کہ آپ دوبارہ یہ منصب سنبھال لیں، جب دیکھا کہ آپ راضی نہیں ہورہے تو پھر عرض کی کہ اپنے دونوں بیٹوں میں سے کسی کو حکم فرمائیے کہ وہ اس خدمت کو سر انجام دیں، چنانچہ آپ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری صاحب کو 1345ھ مطابق 1927ء کو لاہور میں طلب فرمایا چنانچہ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب تحریر فرماتے ہیں: حضرت علامہ ابو الحسنات علیہ الرحمہ فاضل درس نظامی ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ قرآن، اعلیٰ درجہ کے قاری اور خطیب بھی تھے، آپ مسجد وزیر خان میں جمعہ کے خطبہ کے علاوہ بعد نماز فجر درسِ قرآن، بعد عصر درسِ مثنوی دیا کرتے تھے، آپ کے خطبات ووعظ نے ایک دفعہ پھر اہل لاہور کو ایمان وعرفان کی دولت سے مخمور کردیا، مرزا ظفر علی جج مرحوم بھی آپ کے حُسنِ کارکردگی سے ایسے متاثر ہوئے کہ مسجد وزیر خاں کا داخلی نظام آپ کے سپرد کردیا۔[2] ان کے لاہور آنے سے بھی دار العلوم نے ترقی کی۔

دار العلوم حزب الاحناف کے ثمرات

جس کام کو جتنے خلوص، دل سوزی اور دردِ امت میں ڈوب کر کیا جائے اس کے اثرات وثمرات بھی اتنے زیادہ ہوتے ہیں، دار العلوم حزب الاحناف قائم کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس سے فارغ التحصیل ہونے والے جہاں عقیدے میں پختہ ہوں وہاں علم وعمل کے بھی پیکر ہوں، نیز علم دین کی ترویج واشاعت کا جذبہ بھی رکھتے ہوں، چنانچہ یہاں سے فارغ ہونے والے جہاں بھی گئے انھوں نے اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے جدوجہد شروع کی اور کامیابی کے زینے چڑھتے گئے، بقول پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب اس دار العلوم نے اپنی عملی کارکردگی سے غیر اعتقاد تحریکوں کے سیلاب کے سامنے ایک مضبوط بند کھڑا کردیا۔

1 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص243

2 سیدی ابوالبرکات، ص32، 33

پنجاب میں بلند کر دار واعظ، پُر اثر خطیب، جیّد مناظر اور قابل مدرس پیدا کئے، ہزاروں طلبائے علم اس چشمۂ فیض سے سیر اب ہو کر پنجاب کے ہر شہر میں پھیل گئے اور جہالت کی ظلمتیں انہی لوگوں کی شبانہ روز محنتوں اور کاوشوں سے کافور ہونے لگیں۔ دورِ حاضر کے مشہور خطیب، واعظ، مفتی، مدرس اور فقیہ جو مشرب اہل سنت کی خدمت کر رہے ہیں، اکثر اس گلستانِ حزب الاحناف کی بہاریں ہیں۔ (1)

دار العلوم کے طلبہ کا امتحان لینے والے علما کے تأثرات

اس وقت کے علما بھی اس دار العلوم کی خدمات کو سراہتے تھے، جنوری 1931ء میں لاہور کے قدیم دار العلوم نعمانیہ کے مدرس علامہ مولانا جمال الدین اور مدرسہ رحیمیہ انار کلی لاہور کے مدرس علامہ سید حبیب شاہ صاحب نے دار العلوم حزب الاحناف کے طلبہ کا امتحان لیا اور اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔ مثلاً حضرت مولانا حافظ جمال الدین صاحب نے لکھا: میں حسبِ ایماء جناب ناظم صاحب مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند، لاہور ان کے طلبا مدرسہ عربیہ کا سالانہ امتحان لینے کے لیے 15 شعبان المعظم کو گیا چنانچہ 8 کتابوں کا امتحان لیا، طلبا کو محنتی اور اپنے مضامین واسباق میں قابل پایا، جو معلمین کی خاص سعی اور علومِ دینیہ عربیہ سے شغف ومحنت کا نتیجہ ہے۔ میں نے ایک خاص بات جو طلبا میں پائی وہ ان کے اوقات کی پابندی اور ناظم صاحب کی نگرانی ہے جس کا اثر طلبا کے اخلاق پر نہایت عمدہ پڑتا ہے، میری دعا ہے کہ خداوند کریم دوسری انجمنوں کے اراکین کو بھی تدریس دینیات میں ایسی ہی سعی و نگرانی کی توفیق رفیق فرمادے۔ (جمال الدین بقلم خود۔ مدرس دار العلوم نعمانیہ ہند لاہور۔ مورخہ ۲۲ شعبان ۱۳۴۹ھ)

حضرت مولانا سید حبیب شاہ صاحب نے لکھا: اس ناچیز نے حسبِ ارشاد سید صاحب بزرگوار دام مجدہم، طلبائے مدرسہ دار العلوم حزب الاحناف کا مورخہ 6 جنوری 1931ء کو امتحان لیا، اکثر طلبا مستعد اور قابل پائے جو اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوئے جس سے مدرسہ کی اعلیٰ تعلیم کی بین دلیل ظاہر ہوتی ہے اور معلمین صاحبان کی قابلیت کا اکمل نتیجہ واضح ہوتا ہے، مدرسین صاحبان کی کوشش قابل مدح و تعریف ہے، خاص کر سید صاحب بزرگوار کی سعی کو اس گئے گزرے زمانہ میں نعمتِ عظمیٰ تصور کرنا چاہیے اور اہل انجمن کو اور

(1) تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص272

بالخصوص اراکین مدرسہ کو لازم ہے کہ ایسے مدبر بیدار معزز مہتمم کا شکریہ ادا کریں کہ ایسے نازک وقت میں اور نہایت قلیل عرصہ میں اس دینی درسگاہ کو کس اعلیٰ پیمانہ پر پہنچایا اور عروج کی اعلیٰ سیڑھی پر رونق افروز فرمایا کہ شہر کی دیگر قدیم درسگاہیں اس دار العلوم کے مقابلے میں ہیچ ہیں، اب مدرسہ کے اراکین سے استدعا ہے کہ خدارا اس دینی درسگاہ کی لاج آپ بزرگوں کے ہاتھ میں ہے، آپ کا فرض اولین ہے کہ ہر وقت اس چشمہ علوم کے ترقی دینے کے واسطے دامے قدمے سخنے کمربستہ رہو اور اس درسگاہ دینی کی ترقی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرماؤ اور اپنی خلوص قلبی کا ثبوت پیش کرو تاکہ خدا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلصین میں داخل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس عمل نیک کی توفیق ہر ایک مومن کو عنایت فرمادے۔ فدوی حبیب شاہ مدرس مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد انار کلی لاہور۔ (1)

اللہ پاک نے اس دار العلوم کو مقبولیت عطا فرمائی، چنانچہ اسے معاصر ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور بابت مارچ 1933ء میں مدرسہ عالیہ حنفیہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے عنوان کے تحت تحریر کیا گیا: ہندوستان میں علوم اسلامیہ کا مرکز اور پنجاب میں سب سے بڑی درسگاہ ہے جس کے کثیر تعلیم یافتہ اور فارغ التحصیل ملک کے طول و عرض میں علم دین کی نشر و اشاعت میں سرگرم ہیں، مدرسہ کا تبلیغی کام نہایت خاموشی سے جاری ہے۔ (2)

اسی طرح اپریل 1934ء کے شمارے میں ہے: اسلامی تعلیمات کا مرکز اور حقیقی معنوں میں حضرت سراج الامت امام الفقہا والمحدثین سید المجتہدین سیدنا امام ہمام ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات صوری و معنوی کا مظہر ہے اور اب اس کے دینی تعلیمات کے نتائج کا غلغلہ تمام ہندوستان و پنجاب اور دوسرے ممالک میں پہنچ چکا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستان و پنجاب کے علاوہ افغانستان و بخارا کشمیر و بنگال کے کثیر طلبا فیض معلم حاصل کر رہے ہیں اور کثیر تعداد فارغ التحصیل علما کی اطراف ملک میں مشغول درس و تدریس تبلیغ و اشاعت ہے اور اس طرح اس کا حلقہ اثر روز بروز ترقی پذیر ہے۔ (3)

1 ضروری احکام و مسائل متعلقہ عید الفطر، ص 5
2 مجموعہ شمارہ جات ماہنامہ معین الدین لاہور، ص 45
3 مجموعہ شمارہ جات ماہنامہ معین الدین، ص 225

شرفِ ملت حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں: جہاں سے سینکڑوں علما فضلا اور مدرسین پیدا ہوئے، آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا دیہات ہوگا جہاں حزب الاحناف کے فارغ التحصیل علما دینی خدمات سر انجام نہ دے رہے ہوں۔ [1] راقم کے دادا مرشد شیخ العرب والعجم، قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ امام المحدثین کا ذکر اس طرح فرماتے: اُس وقت پنجاب میں دو عالم ایسے تھے، جنہوں نے اسلام کی نصرت کے لیے بہت کام کیا، ایک تو حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت علامہ مفتی سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ [2]

امام المحدثین کا مدرسہ عالیہ حنفیہ (دار العلوم حزب الاحناف لاہور) میں زمانۂ تدریس تقریباً بارہ سال ہے اگر ابتدا کے دو سال بھی شامل کئے جائیں تو لاہور میں آپ کے تدریس فرمانے کی مدت چودہ سال ہے۔ ان چودہ سالوں میں کثیر علما نے آپ سے استفادہ کیا۔

لاہور میں آپ کی مقبولیت

اللہ پاک کے کرم سے لاہور میں آپ کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی، بے شمار لوگ آپ سے مستفیض ہوئے چنانچہ مؤرخ لاہور محمد دین کلیم قادری صاحب تحریر کرتے ہیں: لاہور کے ہزاروں بلکہ لاکھوں باشندے آپ کی تعلیم و تدریس سے مستفید ہوئے اور آپ کی وجہ سے ہی اہلسنت والجماعت کو بے پناہ فروغ حاصل ہوا اور اللہ کریم کی مہربانی سے آج تک اس میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ اس وقت لاہور میں تقریباً پچاسی فیصد سے زائد مساجد میں اہلسنت والجماعت کا چرچا ہو رہا ہے اور یہ لاکھوں انسان صرف آپ کی وجہ سے ہی اس رشتہ میں مربوط ہیں۔ [3]

بلاد الاولیا میں ہے: دراصل آپ عالم ہی نہیں تھے بلکہ روحانی پیشوا بھی تھے، آپ کے مریدوں کی تعداد لاہور اور لاہور کے باہر بہت زیادہ تھی، بہت سے لوگوں کو آپ سے روحانی فیض بھی ملا۔ [4]

تلمیذِ اعلیٰ حضرت مفتی اعجاز ولی خان صاحب تحریر فرماتے ہیں: استاذ المحدثین، خاتم الاکابرین، حضرت

1 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 141، 142
2 سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 2/271
3 مدینۃ الاولیا، ص 250
4 بلاد الاولیا، ص 288

مولانا سید شاہ ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ آپ باعتبار عمر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ہم عصر علمائے کرام میں تھے، سرکار اعلیٰ حضرت سے شرفِ خلافت رکھتے تھے اور ان کے مشن کی تبلیغ وہدایت کے لیے پہلے آگرہ پھر لاہور میں وہ نمایاں کام انجام دیئے جس سے لاہور کے در و دیوار گونج گئے۔[1] لاہور میں آنے والے علما و مشائخ آپ سے ملاقات کرتے، آپ سے مشورے لیتے، آپ کے کام وذات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنی محبت کا اظہار مختلف انداز سے کیا کرتے تھے ایک مرتبہ مشہور شیخ طریقت میاں علی محمد چشتی آستانہ عالیہ بسی شریف لاہور آئے تو دار العلوم حزب الاحناف میں آکر آپ سے بھی ملاقات کی، اس کی تفصیل شرف ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے یوں تحریر فرمائی: ایک مرتبہ آپ امام المحدثین مولانا سید دیدار علی شاہ قدس سرہ سے ملاقات کرنے کے لیے حزب الاحناف لاہور تشریف لائے، اس وقت امام المحدثین یہ حدیث شریف بیان کر رہے تھے: النظر الی علی عبادۃ (الصواعق المحرقہ، ص123) اور اس کا ترجمہ یہ فرما رہے تھے، علی مرتضیٰ کی زیارت عبادت ہے۔ حضرت میاں صاحب نے بےساختہ فرمایا، حضرت یوں کیوں نہیں کہتے: دیدارِ علی عبادت ہے۔[2]

لاہور کے مقامی اداروں اور انجمنوں کے ساتھ تعاون

مفتی سید دیدار علی شاہ الوری کو اللہ پاک نے قبولیت عامہ عطا فرمائی آپ خدمت دین کے جذبے سے سرشار تھے اور جو حضرات، ادارے اور انجمنیں دین متین کی مختلف انداز سے خدمات سرانجام دے رہی تھیں، آپ ان کے ساتھ تعاون کرتے تھے، لاہور میں مولانا غلام دستگیر نامی صاحب نے ناموس صحابہ واہل بیت کے لیے دائرۃ الاصلاح (محلہ چلّہ بیبیاں اندرون اکبری دروازہ) لاہور کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم فرمایا، جس سے درجنوں کتب ورسائل شائع ہوئے، ربیع الاخر 1343ھ مطابق نومبر 1924ء میں اس کی پنج سالہ کارگزاری شائع کی گئی، جس میں دیگر مفتیان کرام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا گیا کہ یہ مسائل دینی حل فرمانے اور فتویٰ دینے میں ہمیشہ دائرۃ الاصلاح لاہور کے معین و معاون رہے ہیں۔[3]

1 مقالات یوم رضا، حصہ سوم، ص22
2 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص285 بحوالہ یاد میاں علی محمد، ص4
3 مولانا اصغر علی روحی، حیات وخدمات، ص824

امام المحدثین اور ڈاکٹر اقبال

امام المحدثین اور ڈاکٹر اقبال کے اچھے تعلقات تھے[1] ڈاکٹر اقبال آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ سے استفادہ کیا کرتے تھے چنانچہ مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری صاحب فرماتے ہیں: ایک مرتبہ علامہ اقبال الیکشن میں کھڑے ہوئے[2] اور حضرت اباجی (امام المحدثین) سے ملاقات کے لیے آئے، علامہ حضرت کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے ہوئے تھے، یوں تو یاد نہیں کہ حضرت اباجی کس موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے، لیکن اتنا یاد ہے کہ وہ الٰہیات کے موضوع پر گفتگو کر رہے تھے اور علامہ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھے۔[3] علامہ اقبال اکثر مرتبہ نمازِ جمعہ آپ کی امامت میں ادا فرماتے تھے۔[4] علامہ اقبال امام المحدثین کے علم و تقوے سے متاثر تھے اور آپ کا بہت احترام کرتے، جب غازی علم الدین شہید کے جنازہ پڑھانے کا مرحلہ آیا تھا تو علامہ اقبال نے آپ کے علم اور بزرگی کی وجہ سے آپ کا انتخاب کیا کہ نماز جنازہ مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب پڑھائیں گے۔ چنانچہ،

حضرت غازی علم دین شہید کے تذکار میں ہے: 16 نومبر 1929ء (13 جمادی 1348ھ) کی صبح کو مسلم اکابرین جن میں علامہ اقبال جیسے نابغہ روزگار بھی تھے، ایک میٹنگ میں اس بات کو پیش کیا گیا کہ غازی علم الدین شہید کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف کسے حاصل ہو، اس موقع پر اخبار "روزنامہ سیاست" کے مدیر اعلیٰ اور مالک سید حبیب اللہ صاحب بھی تشریف فرما تھے، انہوں نے کہا کہ غازی علم الدین شہید کی نماز جنازہ پڑھانے کا حق ان کے والد بزرگوار میاں طالع مند کا ہے، سید حبیب اللہ کی بات سن کر میاں طالع مند نے کہا کہ اگر یہ حق مجھے حاصل ہے تو میں اپنا حق علامہ محمد اقبال کو دیتا ہوں، کہ وہ نمازِ جنازہ پڑھائیں، اس کے بعد علامہ اقبال نے سید حبیب اللہ اور دیگر اکابرین کے مشورہ سے اس وقت کے نابغہ روزگار عالمِ دین حضرت

---

1. امام المحدثین اور ڈاکٹر اقبال کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سید نور محمد قادری صاحب کی کتاب اقبال کے دینی اور سیاسی افکار کے صفحہ 78 تا 84 کا مطالعہ کریں۔
2. احباب کے پُر زور اصرار پر علامہ اقبال نے اپریل 1926ء میں مجلس قانون ساز پنجاب کے انتخاب کا فیصلہ کیا اور بطور امیدوار کھڑے ہوئے، کوشش کامیاب رہی اور 23 نومبر 1926ء کو آپ ایم ایل سی بن گئے۔ (ذکر اقبال، ص133، 134)
3. فتاویٰ دیداریہ، ص14
4. بلاد الاولیا، ص287، 288

مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب کا نام تجویز کیا۔ مگر موصوف لوگوں کے جم غفیر میں اس قدر گھر چکے تھے کہ بروقت مقررہ جگہ نہ پہنچ سکے تو مسجد وزیر خان کے امام مولانا قاری شمس الدین بخاری صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، چونکہ لوگ کثیر تھے، ایک تعداد نماز جنازہ نہ پڑھ سکی، اس لیے دوسری نماز جنازہ امام المحدثین سید دیدار علی شاہ صاحب نے پڑھائی۔ (1)

یاد رہے! نماز جنازہ کی تکرار مطلقاً ناجائز و نامشروع ہے، مگر جب کوئی ایسا شخص جسے جنازہ پڑھانے کا حق حاصل نہیں، ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ پڑھا دے اور کسی ولی نے نماز جنازہ ادا نہ کی ہو تو میت کا ولی دوبارہ نماز ادا کر سکتا ہے کیونکہ یہ اس کا حق ہے اور دوسرے جنازے میں فقط وہی افراد شریک ہوں گے جو پہلے جنازے میں شریک نہ تھے۔ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 838 میں ہے کہ ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز (جنازہ) کا اعادہ کر سکتا ہے۔

دیدار مصطفیٰ

یہ وہ گھڑیاں تھیں جب آپ کو جاگتی آنکھوں سے آقائے دو جہاں حضرت محمد عربی رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ سے ہم کلام ہوئے اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ نبیرۂ حضرت شاہ ابو البرکات حضرت مولانا سید نثار اشرف رضوی صاحب نے راقم سے ملاقات کے دوران فرمایا کہ میں نے امام المحدثین کا دیدار مصطفیٰ والا واقعہ اپنے بزرگوں سے سنا ہے۔

اسی طرح غازی صاحب کی میّت کو مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب اور علامہ محمدؒ اقبال نے اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا۔ چنانچہ سیرت حضرت غازی علم الدین شہید میں ہے: حاضرین میں سب سے پہلے حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور علامہ اقبال قبر مبارک میں اترے اور میت کو بصد احترام اپنے ہاتھوں سے لحد مبارک میں اتارا۔ (2)

(1) غازی علم الدین شہید از رائے محمد کمال، ص146

(2) سیرت حضرت غازی علم الدین شہید، ص150، 151

باب 6: امام المحدثین کی شخصی خوبیاں اور وفات

امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کے حالاتِ زندگی ترتیب دینے کے دوران آپ کی خصوصیات اور کچھ واقعات نظر سے گزرے انہیں مختلف عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے:

عشقِ مصطفےٰ

عشقِ مصطفےٰ مؤمن کی قیمتی متاع ہے، جو دل عشقِ مصطفےٰ سے خالی ہے وہ ایمان کی لذت سے آشنا نہیں ہو سکتا، عشقِ مصطفےٰ سے ایمان ودل کو تازگی ملتی، دینِ اسلام پر عمل میں آسانی ہوتی، دل کی نرمی اور روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ امام المحدثین نہ صرف خود عشقِ مصطفےٰ کے پیکر تھے بلکہ جو آپ کی صحبت میں رہتا، اس کا دل بھی عشقِ مصطفےٰ سے سرشار ہو جاتا، عشقِ رسول سے لبریز آپ کے تین واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

سوالاتِ قبر

امام المحدثین بہت اہتمام سے دورۂ حدیث پڑھایا کرتے تھے، آپ طلبہ کرام کو علمِ دین کے ساتھ عشقِ مصطفےٰ کے جام بھی پلاتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے بخاری شریف کی یہ حدیث پاک پڑھائی: مرنے والے کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں اُسے بٹھاتے اور اس سے سوالات کرتے ہیں: مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟ مُردہ (اگر مسلمان ہے تو) جواب دے گا: رَبِّیَ الله، میرا رب الله ہے۔ پھر فرشتے سوال کریں گے: مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟ مُردہ جواب دے گا: دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر فرشتے سوال کریں گے: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ ان کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟ مُردہ جواب دے گا: هُوَ رَسُوْلُ الله۔ وہ تو رَسُوْلُ الله صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں۔[1] بقول شاعر

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر فرشتے بھی اُٹھائیں تو میں اُن سے یوں کہوں
اِن کے پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اُٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں، اس دِلرُبا کے واسطے

سلطان الواعظین حضرت مولانا ابو النور بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ امام

[1] سنی علما کی حکایات، حکایت نمبر 58، ص178، 179

المحدثین کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو رواں ہیں، ہم نے عرض کی کہ اباجی حضور! آپ روکیوں رہے ہیں؟ تو امام المحدثین نے روتے ہوئے فرمایا: میں جب یہ حدیث پاک پڑھتا یا سنتا ہوں، اُسی وقت میرا مرجانے پر جی چاہتا ہے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دیدار ہو۔ عشق و مستی میں ڈوبا ہوا یہ جملہ آپ نے اس انداز سے کہا کہ ہماری آنکھیں بھی محبت رسول میں بھیگ گئیں۔[1]

کدو شریف سے محبت

ایک مرتبہ امام المحدثین خلافِ معمول دورۂ حدیث کی کلاس میں تاخیر سے تشریف لائے، طلبہ نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، یہ دیکھ کر وہ حیران تھے کہ معاملہ کیا ہے؟ صاحبزادہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رونے کی وجہ پوچھی تو امام المحدثین نے فرمایا: میں اپنے معدے کی روش پر رو رہا ہوں، رات کو کدو شریف کھایا تھا جس کی وجہ سے پیٹ میں گرانی محسوس کر رہا ہوں، روتا ہوں کہ میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کدو شریف سے بڑا پیار تھا پھر معدے کو یہ گراں کیوں گزرا! عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی یہ بات سُن کر ہم بے حد متاثر ہوئے کہ سبحان اللہ! امام المحدثین کو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نسبت رکھنے والی چیز سے یہ لگاؤ اور محبت ہے تو حضور سے عشق کا کیا عالَم ہو گا![2]

مدینے کی یاد

امام المحدثین نے جب الور میں مدرسہ قوت الاسلام کا آغاز فرمایا تھا تو آپ کے پاس اودے پور (راجستھان) کا ایک طالب علم عبد الغفور پڑھنے کے لیے آیا، محبت رسول، ہجرت مدینہ کی خواہش کا بار بار اظہار اور ذکر مدینہ سے معمور آپ کی صحبت کا اس پر ایسا رنگ چڑھا کہ اس نے امام المحدثین سے اجازت لی اور مدینہ شریف روانہ ہو گیا، بعد حج مدینہ شریف کا قصد کیا اور پھر وہیں رہائش اختیار کر لی، جب آپ نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب تفسیر میزان الادیان میں کیا اور جو الفاظ تحریر فرمائے اس میں محبت مدینہ کی محبت چھلکتی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: قاضی عبد الغفور نامی مبتدی طالب علم خاکسار سے کتب صرف و نحو پڑھتے

1 سنی علما کی حکایات، حکایت نمبر 57، ص177
2 بخاری شریف، 1/463، حدیث: 1374

رہے مگر خاکسار کا شوقِ ہجرت دیکھ کر اور فضائلِ قربِ حضوری حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سن کر، مَیں ناکام یہاں ہی پڑا رہا اور وہ بفضلہ تعالیٰ مدینہ طیبہ پہنچ کر داخل دربانانِ مسجد نبوی اور سرکار محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بمشاہرہ دو مجیدی ماہوار ہوگئے۔ (1)

امام المحدثین کی محبت مدینہ اور وہاں جانے کی خواہش آپ کے مریدوں میں بھی منتقل ہوئی، اس ضمن میں آپ کے ایک مرید حاجی لال دین قادری رضوی دیدار شاہی کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ حاجی شیخ لال دین قادری لاہور کے مخیر تاجر تھے، لنڈا بازار لاہور میں وسیع و عریض کاروبار تھا۔ آپ نمازی، عاشق رسول اور مسلمانوں کے ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ دار العلوم حزب الاحناف سے شائع شدہ نمازوں کے دائمی نظام الاوقات کا نقشہ پہلی مرتبہ انھوں نے ہی چھپوایا تھا۔ امام المحدثین کی صحبت کی برکت سے مدینہ شریف کی محبت نے اس قدر ابھارا کہ یہ عمر کے آخری حصے میں مدینہ شریف میں مقیم ہوگئے۔ مسجد نبوی شریف میں کئی پہر حاضر رہتے، حرم شریف میں آداب نبوی کی وجہ سے نہایت دھیمی آواز میں یا اشارے سے گفتگو فرمایا کرتے۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کی وفات مدینہ شریف میں ہی ہو اور ان کی خواہش پوری ہوئی۔ ان کا وصال مدینہ شریف میں ہوا اور جنت البقیع میں تدفین کی گئی۔ (2)

سادگی و عاجزی

آپ مسلمانوں کے بہت بڑے عالم، مفتی، واعظ، مصنف، شیخ طریقت، استاذ العلماء اور شاعرِ اسلام ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔ آپ کا لباس سادہ اور طبیعت تکلف سے پاک تھی، سادگی وانکساری اور عاجزی آپ کی طبیعتِ ثانیہ تھی، عوام و خواص سے انکساری سے ملتے، علما و مشائخ اہل سنت کی عزت و تکریم کرتے، دینی طلبہ پر شفقت فرماتے، اپنی ضرورت کی اشیا خود بازار سے خرید لاتے، جہاں خلافِ شرع بات دیکھتے تو نرمی سے منع کرتے، بے جا بحث و مناظرہ کو ناپسند کرتے، دوکانداروں کو مسائل شریعت سے آگاہ کرتے، آپ کے اخلاق و عادات کا تذکرہ کرنا اتباعِ سنت اور اطاعتِ رسول کی جیتی جاگتی تصویر کھینچنا

(1) مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص246، 247
(2) حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، ص94

ہے۔ اپنے تو اپنے بیگانے بھی تسلیم کئے بغیر نہ رہ سکے کہ آپ ورع و تقویٰ کا سچا نمونہ ہیں۔ (1)

پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب تحریر فرماتے ہیں: لباس سادہ، کپڑے کی ٹوپی، تکملے والا کرتہ، ٹخنوں سے اونچا پاجامہ، دیسی ساخت کا جوتا، یہ تھے وہ ملبوسات جس میں سنی اعتقادیات کے بے باک مجاہد نے ساری زندگی گزار کر اپنی سادہ سیرت اور پختہ اعتقاد کے نقوش قائم کر دیئے۔ آج کے جبہ و دستار کی عظمت اس درویش صفت کی سادگی پر رشک کرتی ہے۔ (2)

شیخ التصوف علامہ سید محمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ظاہری نمائش سے حضرت کو سخت نفرت تھی اور سادگی آپ کو بہت پسند تھی۔ لباس آپ کا صرف یہ تھا: لٹھے (لٹھے) کا کرتا اور شلوار کا ایک پائنچہ اونچا اور دوسرا قدرے نیچا، وہ بھی ٹخنوں سے اونچا ہوتا، کپڑے کی ٹوپی اور اس پر صافہ (عمامہ شریف) سفید، کندھے پر سفید لٹھے کا رومال اور عصا ہاتھ میں۔ (3)

بقول شرفِ ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری: آپ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں، آپ کے خلوص و ایثار، زہد و تقویٰ، سادگی اور اخلاقِ عالیہ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ (4)

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: شاہ صاحب کی شخصیت ہمدردیٔ خلائق، ذاتی خوبیوں اور علمی کارناموں کی وجہ سے نہایت بلند مرتبہ کی حامل ہے، مصائب و فتن کے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے طالبین حق کی رہنمائی، معاشرے کی اصلاح اور اسلام کی تبلیغ کے لیے سید دیدار علی شاہ جیسی بلند پایہ شخصیت کو منتخب کیا، آپ نے بد اعمالیوں کے استیصال کے لیے جُرأت مند اقدام اٹھائے اور مسلمانوں کی پوری توجہ اور سرگرمی کو دینِ حق کی جانب مبذول کرایا، آپ اپنے زمانہ میں ہندوستانی مسلمانوں کے درس و تدریس اور اُن کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہے، علاوہ ازیں وسیع پیمانے پر سوالوں کے جواب دینا آپ کی تمام علوم ظاہری و باطنی میں مہارت کی ایک پختہ دلیل ہے۔ (5)

(1) سیدی ابو البرکات، ص 129
(2) تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت لاہور، ص 275
(3) روشن تحریریں، ص 144
(4) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 142
(5) سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص 21، 22

بمبئی کے جلسے میں شرکت کا واقعہ

ایک دفعہ بمبئی میں ایک عظیم الشان جلسہ ہونے جارہا تھا، بانیِ جلسہ جو نواب صاحب کے لقب سے جانے جاتے تھے انہوں نے آپ کو تقریر کرنے کی درخواست بذریعہ مکتوب روانہ کی، اس زمانے میں آپ لاہور میں رہتے تھے، آپ نے نواب صاحب کی درخواست قبول کرتے ہوئے مکتوب روانہ کردیا کہ میں فلاں تاریخ کو بمبئی پہنچ جاؤں گا، اسی کے مطابق آپ نے لاہور سے بمبئی کا طویل سفر طے فرمایا، جب آپ بمبئی پہنچے تو وہاں آپ کے استقبال کے لیے کوئی نہیں تھا، آپ نواب صاحب کی کوٹھی کی معلومات کرکے پہنچ گئے، چونکہ آپ بالکل سادہ لباس میں تھے، سر پر کپڑے کی ٹوپی، بدن پر تکمیلے والا کرتا، ٹخنوں سے اونچا پاجامہ اور دیسی ساخت کا جوتا پہنے تھے، گیٹ پر پہنچ کر خادم سے کہا کہ مجھے نواب صاحب نے بلایا ہے وہ کہاں ہیں؟ خادم نے کبھی آپ کی زیارت نہیں کی تھی، جواب دیا کہ آج پنجاب سے ایک بہت بڑے عالم صاحب تشریف لا رہے ہیں اور نواب صاحب ان کے استقبال کے لیے گئے ہوئے ہیں، آپ مہمان خانے میں تشریف رکھیں وہ آتے ہیں تو آپ کی ملاقات کرواتا ہوں۔

اس نے سمجھا کہ یہ کوئی دیہات سے آئے ہوئے نواب صاحب کے مہمان ہیں، کافی دیر کے بعد نواب صاحب دیگر لوگوں کے ہمراہ گھر میں داخل ہوئے، پریشانی کے عالم میں اس طرح کی گفتگو کر رہے تھے: صدر الافاضل علامہ سیّد نعیم الدین مراد آبادی صاحب نے مفتی سیّد دیدار علی شاہ صاحب کی بڑی تعریف کی تھی کہ وہ وعدے کے پکے اور تبلیغ کا جذبہ رکھنے والے ہیں مگر نہ جانے وہ کیوں نہ پہنچے، کل جلسہ ہے، تشہیر ہو چکی ہے، لوگوں کو کیا جواب دوں گا وغیرہ وغیرہ۔ آپ نواب صاحب کی گفتگو خاموشی سے سنتے رہے، جب نواب صاحب نے گفتگو ختم کی تو خادم نے بتایا کہ ایک دیہاتی شخص آپ کے انتظار میں ہیں اور وہ بیٹھے ہیں، نواب صاحب نے آپ سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا خاکسار کو دیدار علی کہتے ہیں، یہ سننا تھا نواب صاحب آپ سے بغل گیر ہوگئے اور بتایا کہ ہم فلاں مقام پر اتنی دیر آپ کے استقبال کے لیے انتظار کرتے رہے، معذرت بھی کی اور آپ کی دعوت کا اہتمام کیا، مگر نواب صاحب دل ہی دل میں سوچ رہے تھے، یہ سادہ سی شخصیت کل ہونے والے عظیم الشان جلسے میں اپنی تقریر سے لوگوں کو کیسے مطمئن کر سکے گی؟ اگلے دن

معمول کے مطابق جلسہ شروع ہوا، لوگوں کا اژدھام تھا، آپ نے جب تقریر شروع کی تو لوگ اش اش کر اٹھے، آپ کے زورِ کلام نے سامعین کو اپنا گرویدہ بنالیا، نواب صاحب بھی آپ سے بہت متاثر ہوئے۔

یہ واقعہ راقم کو سابق مفتی دار العلوم حزب الاحناف مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی صاحب نے اس وقت سنایا جب راقم ان کے آستانے پر حاضر ہوا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ 20 محرم 1443ھ مطابق 29 اگست 2021ء کو مولانا عرفان حفیظ عطاری مدنی صاحب کے ذریعے حضرت مولانا مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی صاحب سے بعد مغرب ملاقات کا وقت طے ہوا، عرفان بھائی آپ کے ماموں زاد بھائی ہیں، لہذا یہ اپنے بچوں کے ساتھ ان کے ہاں آستانہ عالیہ حبیبیہ کاموکی (ضلع گوجرانوالہ) پہلے ہی پہنچ گئے، راقم اور برادرِ اسلامی حاجی محمد ارشد عطاری اس دن صبح لاہور سے پنجہ شریف (ضلع خوشاب) خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا حافظ عبد الغفور قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر فاتحہ کے لیے گئے تھے، ہمیں وہاں سے کاموکی آنا تھا، ہمیں تاخیر ہوگئی اور ہم بعد عشاء پہنچے، مفتی نعیم اختر صاحب نے پر تکلف دعوت کا اہتمام کر رکھا تھا، جس پر راقم ان کا شکر گزار ہے۔ انھوں نے امام المحدثین کی کئی کتب کی زیارت کروائی جس میں آپ کا فارسی دیوان بھی تھا۔

جود و سخاوت

امام المحدثین دیگر صفات کے ساتھ جود و سخاوت کی صفت سے بھی متصف تھے، آپ کی ذات اور مال دونوں دین اسلام کی سربلندی اور ترویج و اشاعت کے لیے وقف تھے، مال کے معاملے میں بھی اپنی ذات کو ترجیح دینے کے بجائے آپ نے اسلام اور اہل اسلام کو فوقیت دی، جو سائل آپ کے پاس آتا مَن کی مرادیں پا کر جاتا، بعض اوقات آپ کسی کے سوال کرنے سے پہلے ہی اتنا نواز دیتے تھے کہ خوشی خوشی لوٹتا، آپ اپنے وابستگان کی ضروریات کا خود خیال رکھتے، استاذ و طلبہ کو خوب نوازتے، مولانا عبد المنان شہباز گڑھی امام المحدثین کی دعوت پر دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں تدریس کے لیے تشریف لائے، آپ نے اڑھائی تین سال (تقریباً 1348ھ مطابق 1929ء تا 1350ھ مطابق 1931ء) یہاں تدریس فرمائی، اس کے بعد گھریلو مجبوریوں اور مسائل کی وجہ سے آپ نے شہباز گڑھی آنے کا فیصلہ کیا، جس وقت آپ لاہور سے واپس آنے لگے تو امام المحدثین نے اپنی جیب خاص سے بیس روپے پیش کئے، جو اس وقت بڑی رقم تھی، اس زمانے میں

روپے کی بہت اہمیت تھی، وہ پیسوں اور آنوں کا زمانہ تھا، بہر کیف امام موصوف نے جہاں اپنی دریا دلی کا ثبوت دیا وہاں علامہ عبد المنان صاحب سے حد درجہ دل لگی اور محبت کا اظہار بھی ہے۔[1]

عالم شریعت، مرشد کامل

آپ شریعت وطریقت کے جامع، علم و عمل کے پیکر اور ولایت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ آپ قرآن مجید کے بہترین مستند قاری تھے، کثرت سے تلاوت قرآن کیا کرتے تھے، عرصہ دراز تک آپ کا یہ معمول رہا کہ بعد نماز فجر تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوپہر تک اسے جاری رکھتے، ایک دن میں ایک قرآن مجید ختم کر لیتے تھے، رات کا زیادہ حصہ تلاوت، نوافل یا مطالعہ میں گزار دیتے، عشق الٰہی اور عشق رسول کا ایسا غلبہ تھا کہ نماز تہجد میں گریہ وزاری کرتے، درود وسلام پڑھتے ہوئے محبت رسول میں بے قرار ہو جاتے، عبادت کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ باوضو رہتے اور نہ صرف نماز پنجگانہ باجماعت پڑھتے یا پڑھاتے بلکہ نماز تہجد بھی باقاعدگی سے ادا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ شیخ التصوف حضرت علامہ سید محمد علی رضوی صاحب کو تحدیث نعمت اور ترغیب کے لیے ارشاد فرمایا: الحمد للہ جب سے ہوش سنبھالا ہے ہماری نماز تہجد کبھی قضا نہیں ہوئی۔[2] بلکہ جو آپ کی صحبت میں رہتا پابند شریعت اور راہِ طریقت کا مسافر بن جاتا، کثیر علما اور عوام آپ سے بیعت ہوئے اور تربیت پا کر شریعت وطریقت کے جامع بن گئے، آپ کے صرف ایک مرید کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو ڈاکٹر تھے اور آپ کی صحبت وبیعت کی برکت سے پابند شریعت بن گئے، چنانچہ آپ کے صاحبزادے شیخ الحدیث حضرت مفتی شاہ ابو البرکات سیّد احمد قادری تحریر فرماتے ہیں: ڈاکٹر محمد افضل قادری رضوی دیدار شاہی (سابق پروفیسر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور) نہایت خوش خلق، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، علما صلحا سے محبت رکھنے والے تھے، خصوصاً فقیر سے اور علامہ ابو الحسنات سے بے حد محبت فرماتے تھے، والد قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا علاج کرتے رہے اور ایک رات مسلسل ان کے سرہانے بیٹھے رہے، برادرم علامہ ابو الحسنات اور عزیزم سیّد محمود احمد رضوی اور فقیر کا تندہی اور جانفشانی سے خالصاً لوجہ اللہ علاج کیا اور

[1] حیات صاحب حق، ص59... تعارف علماء اہل سنت، ص211
[2] روشن تحریریں، ص145

بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہے۔ڈاکٹر صاحب (جب خود بیمار ہوئے تو) بار بار دعا کے لیے میو ہسپتال بلاتے رہے،16 رمضان 1395ھ کو فقیر اور شارح بخاری سیّد محمود صاحب رضوی مزاج پرسی کے لیے گئے تو کہا سیّد صاحب مَیں جا رہا ہوں،مَیں سُنّی حنفی قادری ہوں،مولانا سیّد دیدار علی شاہ صاحب کا غلام اور مرید ہوں،میری نمازوں کا خیال رکھیں،میرے بچوں کا خیال رکھیں،محمود صاحب میرے بھائی ہیں،وہ میرے بچوں کو اپنے بچوں کی طرح خیال کریں،پھر اپنے بچوں سے کہا،سیّد صاحب کی خدمت کرنا،میری والدہ کے قدموں میں میری قبر بنانا،آج مورخہ 24 ستمبر 1975ء،17 رمضان المبارک 1395ھ بروز بدھ 3 بجے شب داعی اجل کو لبیک کہا اور دنیا کو خیرباد کہتے ہوئے چلے گئے۔

شارح بخاری علامہ سیّد محمود احمد رضوی ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:ڈاکٹر محمد افضل قادری مرحوم ملک کے نامور ڈاکٹر اور نہایت عابد،زاہد متقی شخصیت تھے۔غربا کا اور خصوصاً دینی طلبا کا علاج معالجہ بڑے غور و فکر سے مفت کرتے اور اپنے پاس سے دوائی دیتے،وہ دیانت و امانت اور اخلاص و مروت کا پیکر تھے۔ہمارے خاندان سے ان کے ابتداء ہی سے گہرے تعلقات تھے۔ڈاکٹر صاحب مرحوم سختی کے ساتھ پابند صوم وصلوٰۃ تھے،داتا صاحب کے مزار مبارک پر تقریباً روزانہ حاضری دیتے،دُرودِ تاج ان کا وظیفہ تھا۔حضور علیہ السلام کے عشق ومحبت سے ان کا سینہ معمور تھا۔مسلک حقہ اہل سنت وجماعت پر اتنے پختہ تھے کہ اپنی سیٹ پر بھی تبلیغ کرتے تھے۔(1)

باکرامت ولی اللہ

آپ اللہ پاک کی رضا کے لیے لوگوں کا روحانی علاج بھی فرماتے، تعویذات دیتے،اوراد و وظائف بتاتے اور ان کے لیے دعائے خیر فرماتے، آپ کی دعائیں ان کے حق میں قبول ہوتیں،ان کی مشکلیں حل ہو جاتیں،مرادیں بر آتیں اور دلی خواہشات پوری ہو جایا کرتی تھیں،یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی ایک تعداد آپ سے رابطے میں رہتی تھی، آپ باکرامت ولی اللہ تھے، آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا،ایک کرامت ذکر کی جاتی ہے:ایک بار عید کے موقع پر کسی کی گائے بھاگ گئی،ہزار کوشش کے باوجود قابو میں نہ آئی،لوگوں

(1) سیدی ابوالبرکات،ص79،80

نے آپ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: گائے کے قریب جاکر کہو: مولوی دیدار علی کہتا ہے مت بھاگ۔ لوگوں نے ایسا ہی کہا، یہ کہتے ہی گائے کی سرکشی، اطاعت میں بدل گئی اور وہ مالک کے قابو میں آگئی۔ اس واقعے کی تصدیق نبیرہ شاہ ابو البرکات حضرت مولانا صاحبزادہ نثار اشرف رضوی صاحب نے راقم سے ایک ملاقات کے دوران استفسار پر کی۔

وفات و مدفن

امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کا آخری سفر گاؤں اوسیا(Ausia، یونین کونسل دیول) تحصیل کوہ مری ضلع راولپنڈی کا ہوا، وہاں آپ کے داماد مولانا سید منور علی شاہ رضوی صاحب گورنمنٹ مڈل اسکول میں بطور عربی ٹیچر ملازمت کرتے تھے، آپ 12 جمادی الاخری 1354ھ مطابق 11 ستمبر 1935ء کو لاہور سے اوسیا روانہ ہوئے، وہاں گھوڑے سے گر گئے، کافی چوٹیں آئیں۔ 22 جمادی الاخریٰ مطابق 21 ستمبر کو علاج کے لیے آپ کو لاہور لایا گیا،[1] لاہور میں ان دنوں ہیضہ کا مرض پھیلا ہوا تھا، امام المحدثین کو 21 رجب مطابق 19 اکتوبر کو ہیضہ ہو گیا اور اسی مرض میں آپ نے 22 رجب المرجب 1354ھ مطابق 20 اکتوبر 1935ء کو 81 سال کی عمر میں (بروز پیر) نماز عصر کے سجدے میں وصال فرمایا۔[2] آپ کی تاریخ وفات آپ کے داماد مولانا سید منور علی شاہ صاحب کی قلمی یادداشت میں اگرچہ 21 رجب المرجب 1354ھ مطابق 21 اکتوبر 1935ء لکھی ہے، مگر شارح بخاری علامہ سید محمود رضوی صاحب کتاب سیدی شاہ ابو البرکات کے نزدیک آپ نے 22 رجب 1354ھ مطابق 20 اکتوبر 1935ء کو داعی اجل کو اس وقت لبیک کہا جبکہ نمازِ عصر کے لیے نیت باندھ چکے تھے۔ لہٰذا راقم نے 22 رجب کی تاریخ کو ترجیح دی ہے۔

ہفتہ وار اخبار الفقیہ، 23 تا 30 رجب 1354ھ مطابق 21 تا 28 اکتوبر 1935ء میں آپ کے انتقال کی خبر اس طرح شائع ہوئی: حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب کا انتقال: لاہور 22 اکتوبر[3] کو حضرت مولانا

---

1 قلمی یادداشت مولانا سید منور علی شاہ صاحب، ہفتہ وار اخبار الفقیہ، 21 تا 28 اکتوبر 1935ء، ص 23

2 کتبہ مزار

3 یہاں 22 رجب ہونا چاہئے تھا، کیونکہ اکتوبر کی تو 20 تاریخ تھی، یہ اخبار امام المحدثین کی وفات وجنازہ کے بعد 21 اکتوبر کو شائع ہوا، جیسا کہ اس کے پہلے صفحے پر 21 اکتوبر لکھا ہوا ہے، اس لیے یہ کاتب کی غلطی ہے۔

Go to Index

مولوی مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب قبلہ صدر انجمن حزب الاحناف اندرونِ دہلی دروازہ عصر کے وقت داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون، آپ کا جنازہ کل صبح 8 بجے باغ بیرون دہلی دروازہ میں پڑھا گیا، مسلمانانِ لاہور ہزاروں کی تعداد میں شریکِ جنازہ ہوئے۔

حضرت مولانا مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب گزشتہ ایام تحصیل کوہ مری موضع اُسیہ[1] تشریف لے گئے تھے کہ راستے میں گھوڑے پر گر کر آپ کو چوٹیں آئیں، آپ کو چوٹوں کی وجہ سے علاج کے لیے لاہور لایا گیا یہاں پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد آپ پر مرض ہیضہ کا حملہ ہوا اور آج عصر کے وقت انتقال فرماگئے۔[2] راقم کو یہ معلومات برادرم قاری محمد ابرار عطاری صاحب نے دیں جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

جامع مسجد حنفیہ سید دیدار علی شاہ محمدی محلہ اندرون دہلی گیٹ لاہور سے متصل جگہ میں تدفین کی گئی جہاں پہلے سے ایک بزرگ حضرت شیر شاہ ولی المعروف بیری پیر صاحب[3] آرام فرماہیں۔ راقم کئی دفعہ یہاں حاضر ہو کر فاتحہ پڑھنے کی سعادت پاچکا ہے۔

تعزیت وپیغامات

آپ کی وفات اہل لاہور بلکہ تمام اہل سنت کے لیے ایک بڑے سانحہ کی طرح تھی،اس وقت کے اخبارات ورسائل نے یقیناً اس کے بارے کچھ نہ کچھ لکھا ہو گا جیسا کہ اس وقت کے ایک اہم ہفتہ وار اخبار الفقیہ،23شعبان تاکیم رمضان1354ھ مطابق 21 تا28 نومبر 1935ء میں تعزیت شائع ہوئی جسے ضرورتاً دو جملوں کو حذف کرکے من وعن رقم کیاجاتاہے:

آہ حضرت قبلہ الحاج سید محمد دیدار علی شاہ صاحب

امیر اعلیٰ دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہندلاہور مسلمانانِ ہند وسندھ کو عموماً وصوفیائے کرام وعلمائے دین وساداتِ کرام کو خصوصاً یہ خبر سن کر نہایت صدمہ ہو گا کہ دین اسلام کی وہ مایۂ ناز ہستی خصوصاً اہلسنت والجماعت کے سر تاج قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، ہادی راہِ طریقت وشناور بحر معرفت، مجاہد ملت،

---

1 اب اسے اوسیا لکھا جاتا ہے۔

2 ہفتہ وار اخبار الفقیہ،23 تا30 رجب 1354ھ مطابق 21 تا 28 اکتوبر 1935ء، ص23

3 بیری پیر صاحب کے بارے معلومات نہ مل سکیں۔

فخر الفقہاء، رأس المفسرین شیخ الحدیث حاجی الحرمین شریفین حافظ قاری پیر سید ابو محمد دیدار علی شاہ صاحب قادری مجددی مفتی محدثِ لاہور رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ، امیر اعلیٰ دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور، پنجاب گزشتہ ماہ اس فانی جہان سے گزر کر مالکِ حقیقی کی جانب سدھار گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! حضور کی اس اچانک جدائی سے اسلامیانِ ہند کو عموماً اور اہلسنت والجماعت کو خصوصاً جو نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، نیز اب ایسی خالی جگہ کا پُر ہونا بھی بہت مشکل ہے، مرحوم نہایت نیک خصلت و نیک سیرت بزرگ تھے، مرحوم نے ایک سو سال کے قریب [1] عمر میں وصال فرمایا، آپ کے دستِ حق پرست پر ہزارہا کفار نے اسلام قبول کیا، خاکسار بھی کچھ عرصہ حضور کی زیارت سے فیض حاصل کر چکا ہے، دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں مرحوم کو جنت الفردوس میں خاص جگہ مرحمت فرمائے اور ان کے مزار شریف پر انوار کی بارش برسائے۔ اخیر میں میں صوفیائے کرام سادات کرام و سجادہ نشین حضرات وعلمائے دین واماماِن مساجدین و مسلمانانِ ہند سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ ایک مرتبہ درود شریف اور تین مرتبہ قل شریف ایک مرتبہ الحمد شریف پھر ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب مرحوم و مغفور کو پہنچا کر خود بھی داخل جنات ہوں۔ آمین ثم آمین، بحق سید المرسلین۔ دعا گو سگِ دربار مدینہ: محمد حسن قادری مجددی، خادم اہلسنت والجماعت، کراچی صوبہ سندھ، پریڈی روڈ صدر بازار کراچی۔ [2]

فاتحۂ چہلم

امام المحدثین کی فاتحۂ چہلم دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے کے موقع پر ہوئی، یہ جلسہ شوال المکرم 1354ھ مطابق دسمبر 1935ء میں ہوا، یہ بات حضرت مولانا شاہ ابو البرکات سیّد احمد قادری صاحب کے ایک مکتوب سے معلوم ہوئی، جو آپ نے فقیہِ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی قادری صاحب کو روانہ فرمایا تھا، معلومات کے لیے اس مکتوب کو ملاحظہ کیجئے:

1 امام المحدثین نے 81 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

2 ہفتہ وار اخبار الفقیہ، 23 شعبان تا یکم رمضان 1354ھ مطابق 21 تا 28 نومبر 1935ء، ص 23

مخلصی و محبی اخی فی اللہ مولانا مولوی محمد نور اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شیخ الحدیث قبلہ عالم والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کلفت کدہ عالم دنیا سے متنفر ہو کر 22 رجب المرجب 54ھ کو رخصت فرمائے، جنت الفردوس ہو گئے اور ہم حرماں نصیبوں کی چشم ظاہری سے ہمیشہ کے لیے خلوت خانہ عقبیٰ میں جاگزیں ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا! والد ماجد قبلہ کی وفات حسرتِ آیات سے جس قدر صدمہ بہ رنج والم ہے بیان نہیں کر سکتا، جلسہ سالانہ ماہ شوال میں ہو گا اور فاتحہ چہلم بھی انہیں ایام میں ہو گی، حضور اقدس کے وصال کے بعد سے درسِ قرآن کریم فقیر نے شروع کر دیا ہے اور آئندہ سال دورہ بھی شروع کرنے کا ارادہ کرتا ہوں، ایک مدرس کی ضرورت ہے جو بااخلاص ہو، قلیل معاوضہ پر کام کر سکے، اس لیے کہ دورہ کے بعد دیگر اسباق کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اخبارات کے ذریعے وفات حسرت آیات کی خبر تمام ملک میں مشتہر ہو گئی تھی، فرداً فرداً کسی کو اطلاع نہیں دے سکا، بلکہ تعزیت نامے تو اس قدر افزوں وارد ہوئے ہیں کہ ایک کا جواب بھی نہیں دیا گیا، آپ اور آپ کے والد ماجد اور جملہ احباب کی خدمت میں سلام مسنون معروض۔۔۔ والسلام

حزین وغم گین ابو البرکات سید احمد غفرلہ (موصولہ، 17/نومبر 1935)[1]

اس جلسے میں حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ سمیت کثیر علمانے ہند بھر سے شرکت کی چنانچہ علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: 1934ء[2] میں حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری امیر انجمن حزب الاحناف لاہور کے عرس چہلم میں لاہور تشریف فرما ہوئے، اس کے علاوہ آپ (علامہ حامد رضا قادری) برابر 1926ء سے 1934ء حزب الاحناف کے جلسے کی صدارت کے لیے لاہور میں آتے رہے۔[3]

---

1. حضرت فقیہ اعظم کے استاذ مکرم مفتی اعظم سید ابو البرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں، ص43، 44
2. درست 1935ء ہے جیسا کہ گزر چکا۔
3. تذکرہ جمیل، ص194

باب 7: قلمی خدمات

امام المحدثین جہاں بہترین مدرس، شیریں بیاں خطیب، باصلاحیت منتظم، بافیض شیخ طریقت اور جیّد مفتی اسلام تھے وہاں صاحب تصنیف و تالیف بھی تھے، آپ نے 20 سے زیادہ کتب و رسائل تحریر فرمائے، ان کے علاوہ جو فتاویٰ لکھے ان کا تو شمار ہی نہیں، ان میں سے آگرہ میں لکھے گئے تین سال کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ دیداریہ (صفحات:864) شائع ہو چکا ہے جس کی تفصیل "آگرہ میں فتاویٰ نویسی" کے تحت گزر چکی ہے۔ آپ کی کتب و رسائل کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیے:

(1) مختصر المیزان لکلام السبحان

امام المحدثین نے تقریباً 1316ھ مطابق 1898ء سے تقابل ادیان کے موضوع پر ایک کتاب لکھنے کا آغاز کیا اور اس کا نام تفسیر میزان الادیان رکھا، جب دیکھا کہ اس کے صفحات کافی ہوگئے ہیں اور اندازہ ہوا کہ یہ کافی طویل ہوگی، موت کا بھی کوئی بھروسہ نہیں اور فرصت ملنا بھی مشکل ہے تو پھر فیصلہ کیا کہ پہلے اس کا خلاصہ بنام مختصر المیزان لکلام السبحان تیار کیا جائے۔[1] چنانچہ،

آپ نے 129 صفحات پر مشتمل یہ کتاب تیار کی، کتاب مکمل ہونے کے بعد اس کی اشاعت کی صورت نہ ہو سکی، جب آپ تدریس وخطابت کے لیے ممبئی منتقل ہوگئے تو وہاں آپ نے اس کی تصحیح کر کے شائع کروایا، چنانچہ آپ نے 26 ربیع الاخر 1330ھ مطابق 15 اپریل 1912ء کو تحریر فرمایا: چونکہ عرصہ 14 برس سے یہ کتاب یونہی رکھی ہوئی تھی اور کوئی صورت چھپوانے کی نہیں بنتی تھی، اب ایام قیام ممبئی میں بامداد پابند سنت، عاشق شریعت، پیر و علمائے سنت والجماعت، کریم النفس، نیک نیت، بلند ہمت، مخلص محمد حسین بن حاجی موسیٰ بھاؤنگری شکر والوں کے چونکہ یک لخت صورت چھپنے کی پیدا ہوگئی۔[2]

اسے 1330ھ میں مطبع مصطفائی ممبئی سے شائع کروایا گیا اس کے ٹائٹل پر یہ تحریر ہے، بتائید خالق کون و مکان، مالک زمین و زمان، کتاب لاجواب، مصدق کلام رحمٰن در تحقیق جملہ مذاہب و ادیان۔ یہ جملہ

1 مختصر المیزان، ص9

2 مختصر المیزان، ص126، 127

کتاب کے مندرجات کا عکاس ہے۔ امام المحدثین نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے الدلائل القاھرۃ علی الکفرۃ النیاشرہ کی تصدیق کرتے ہوئے ایک فتویٰ لکھا جس کے آخر میں اپنی اس کتاب کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا: اگر اس سے زیادہ تصریح منظور ہو، میرا رسالہ مختصر المیزان جس میں تقریباً 40 حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرنا اور جو بڑی جماعت سے جُدا ہو، جہنم میں پڑے گا اور چالیس کے قریب اس مضمون کی حدیثیں ہیں کہ میری سنّت اور میرے اصحاب کی سنّت پر عمل کرنے والا ناجی فرقہ وہی ہوگا جو سوادِ اعظم مومنین کا پیرو ہوگا اور جو بڑی جماعت سے جُدا ہوا جہنمی ہوگا اور چند حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ ہر اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو نماز تمہاری نماز سے اچھی پڑھیں گے اور قرآن بہت پڑھیں گے مگر دین سے بالکل خارج ہوں گے، پھر حدیثیں بدمذہب مولویوں کی علامات میں نقل کی گئی ہیں جن کو اگر ملاحظہ فرمائیں اور لوگوں کو دکھلائیں، ان شاءاللہ تعالیٰ مفید ہوگا۔[1]

(2) مقدمہ تفسیر میزان الادیان

اس کا کچھ حصہ تو آپ نے تقریباً 1316ھ مطابق 1898ء میں لکھنا شروع کیا تھا مگر دیگر تصانیف اور مصروفیت کی وجہ سے اسے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے، اٹھائیس (28) سال بعد 1344ھ مطابق 1925ء میں آپ نے اسے مکمل کرنے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: اگر اللہ کو منظور ہوا اور عمر نے وفا کی، توفیق رفیق حال رہی، اس واسطے کہ اب عمر میری اکہتر برس کی ہے۔[2]

اس میں تین ابواب ہیں: ☆ پہلے باب میں اسلام کی خوبیاں اور اس پر کئے جانے والے اعتراضات کے تفصیلی جوابات مع دلائل دیئے گئے ہیں۔ ☆ دوسرا باب نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت پر ہے، اس کی دو فصلیں ہیں، پہلی فصل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے جو بشارتیں دیگر کتب میں موجود ہیں ان کو بیان کیا گیا ہے، اس کے ضمن میں سیرت مصطفیٰ اور معجزۂ معراج کا بھی تذکرہ ہوا ہے، دوسری فصل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیگر معجزات کو ذکر کیا گیا ہے، اس میں وہ معجزات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دنیا

[1] فتاویٰ رضویہ، 15/124
[2] مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 21

سے پردہ فرمانے کے بعد ظاہر ہوئے ہیں، ان کی تفصیلات بھی ہیں۔ ☆تیسرے باب میں قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت، اس کے بے مثال اور اثر پذیر ہونے کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد قرآن مجید کی پیشگوئیوں کے سچا ہونے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا ذکر کیا گیا ہے آخر میں قرآن مجید پر ہونے والے نو سوالات اور اس کے جوابات بیان کئے گئے ہیں۔

میرے پیش نظر اس کے دو ایڈیشن ہیں: ایک قدیم ایڈیشن ہے جس کا سن اشاعت نہ مل سکا، لیکن اندازہ یہ ہے کہ امام المحدثین کی حیات میں شائع ہوا ہے جب آپ دار العلوم حزب الاحناف مسجد حنفیہ اندرون دہلی دروازہ تدریس فرماتے تھے، اس کے صفحات 416ہیں، دوسرا ایڈیشن جولائی 2004ء میں مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور نے نئی کمپوزنگ کے ساتھ ایک جلد میں شائع کیا ہے جس کے 268صفحات ہیں۔

(3) تفسیر میزان الادیان (سورۂ فاتحہ)

تفسیر میزان الادیان کی دوسری جلد شانِ نزول سورۂ فاتحہ اور تفسیر سورۂ فاتحہ پر مشتمل ہے جس کے ضمن میں فقہ حنفی کے مسائل قرآن وحدیث سے ثابت کئے گئے ہیں۔ امام المحدثین نے اس حصے کا نام تفسیر الفاتحہ فی ادلۃ الحنفیہ بخلاصۃ صحاح الستہ رکھا ہے۔[1] تفسیر فاتحہ کا قدیم نسخہ میرے پیش نظر ہے اس کے کل صفحات 303ہیں، آپ آخر میں تحریر فرماتے ہیں: الحمدللہ کہ تفسیر سورہ فاتحہ بتاریخ 6صفر المظفر پنجشنبہ 1349ھ(3جولائی1930ء) کو اختتام کو پہنچی، تفسیر سورۂ بقرہ کے اختتام کی کوشش شروع کی گئی۔[2]

دونوں جلدوں میں مناسب مقامات پر تصوف کے نکات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب تحریر فرماتے ہیں: لاہور میں آپ نے سورہ الحمد کا درس شروع کیا تو طبع رسا نے وہ جولانیاں دکھائیں کہ پورا ایک سال صرف ہوگیا، آپ نے اس مرحلہ میں تفسیر میزانُ الادیان، تقابل ادیان پر بڑی مبسوط بحث کرکے اہل علم کے لیے ایک علمی یادگار چھوڑی۔[3] الحاصل یہ تفسیر مسلمانوں کے لیے برکاتِ اسلام کی معلومات کا مجموعہ ہے۔

1 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص10
2 تفسیر میزان الادیان، 2/296
3 تذکرہ علمائے اہل سنت وجماعت، ص273

تفسیر سورہ فاتحہ کی تکمیل کے بعد آپ 5 سال اور تقریباً 4 ماہ حیات رہے، اس میں آپ تفسیر سورۂ بقرہ کی تکمیل کرسکے یا نہیں، اس کے بارے معلومات نہ مل سکیں، البتہ ماہنامہ معین الدین تاجپورہ لاہور میں سورہ بقرہ کی تفسیر کی 10 اقساط شائع ہوئی ہیں۔

(4) رسول الکلام فی بیان المولد والقیام

مسلمانوں میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم منانے کا سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اس کتاب میں آپ نے میلاد شریف منانے اور محفل شریف کے اختتام پر کھڑا ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے پر دلائل دیئے ہیں، امام المحدثین خود ارشاد فرماتے ہیں: رسول الکلام فی بیان المولد والقیام جو اول تصنیفاتِ خاکسار سے ہے مزین بمہور علمائے نامدار تیار ہے، جس کو خاکسار نے تقریباً 1298ھ (1881ء) میں لکھا۔[1] یہ رسالہ چونکہ تین سال بعد شائع ہوا اس لئے اس وقت اس کا تاریخی نام مرغوب احمد (1301ھ) رکھ دیا گیا، جبکہ آپ کے استاذ گرامی تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین محدث رامپوری نے اس کا نام رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولود والقیام رکھا، اس کے صفحات کی تعداد 176 ہے، اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس پر 35 علمائے ہند کے دستخط موجود ہیں جنہوں نے اس کتاب کی تصدیق کی ہے، اس رسالے کے آخر میں احسن الکلام فی جواز المولد والقیام کے عنوان سے فتویٰ بھی درج کیا گیا ہے جس کی تصدیق 29 علمائے مدینہ، 42 علمائے مکہ، 10 علمائے جدہ اور 11 علمائے حدیدہ نے کی ہے، اس فتویٰ کے بارے میں آپ تحریر فرماتے ہیں: یہ فتویٰ 1298ھ کو عرب سے منگوایا گیا تھا۔[2]

شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب تحریر فرماتے ہیں: جب یہ رسالہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو سنتے سنتے کھڑے ہوگئے اور خوشی سے جھومنے لگے۔[3]

مؤرخ اہل سنت حضرت مولانا سیّد امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی تحریر فرماتے ہیں: کیا اچھی تحقیق ہے،

1 تفسیر میزان الادیان، 2/282
2 رسول الکلام، ص 162
3 سیدی ابوالبرکات، ص 132

کیا عمدہ تدقیق، بفضلہ تعالیٰ ایک سو بیس اور چند رسالے اس بحث میں میری نظروں سے گزرے مگر ایسے نفیس دلائل میں نے کسی رسالے میں نہیں دیکھے اور نہ ایسا طرز استنباط، یہ مثال انہیں دلائل پر صادق آتی ہے کہ پہلے لوگ بہت کچھ پچھلوں کے واسطے حصہ چھوڑ گئے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرمائے۔[1]

اس کے چار نسخے راقم کے پیشِ نظر ہیں: ☆پہلا نسخہ حضرت مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد رضوی صاحب کا شائع کردہ ہے، اس پر تاریخ اشاعت تو نہیں لکھی مگر یہ کنفرم ہے کہ مصنف کی زندگی میں ہی شائع ہوا ہے۔ اس کے خطبے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اشاعت میں امام المحدثین نے کچھ تصحیحات بھی فرمائی ہیں اور شاید اس کا ابتدائی خطبہ دوبارہ لکھا ہے کیونکہ اس میں آپ نے اپنا نام یوں لکھا ہے: راجی مراحم لم یزالی ابو محمد سیّد احمد المدعو بہ محمد دیدار علی بن سیّد نجف علی حنفی مشہدی ثم الوری ثم لاہوری۔[2] ☆دوسرا نسخہ پہلے نسخے کا عکس ہے جسے عالمی دعوتِ اسلامیہ لاہور کے زیر اہتمام 1417ھ مطابق 1997ء میں شائع کیا گیا۔ ☆تیسری اشاعت مولانا صلاح الدین سعیدی صاحب نے کی ہے، انھوں نے علمائے اہل سنت کے وہ رسائل جو میلاد مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عنوان پر تھے ان کے مجموعے شائع کرنے کا آغاز کیا، اس سلسلے کا چوتھا مجموعہ بنام رسائل میلاد محبوب (کل صفحات: 471) کے نام سے پہلا ایڈیشن ربیع الاول 1432ھ مطابق 2011ء اور دوسرا ایڈیشن محرم 1433ھ مطابق 2012ء میں شائع ہوا، میرے پیش نظر دوسرا ایڈیشن ہے جسے کتب خانہ امام احمد رضا دربار مارکیٹ لاہور نے شائع کیا ہے، اس میں صفحہ 65 تا 189 امام المحدثین کا رسالہ رسول الکلام شامل ہے جو کہ کمپوز شدہ ہے مگر اس میں تخریج نہیں ہے۔ ☆چوتھا نسخہ حال ہی میں مولانا ابو ثوبان محمد کاشف مشتاق عطاری مدنی صاحب کا مکتبہ احسان عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی سے (بتاریخ صفر 1440ھ مطابق اکتوبر 2018ء) شائع کردہ ہے، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں جدید کمپوزنگ اور تخریج و تحقیق کی گئی اور اسے اچھے کاغذ پر شائع کروایا گیا ہے۔

(5) ہدایۃ الطریق فی بیان التقلید والتحقیق

اس کتاب میں مسائلِ تقلید میں پیدا ہونے والے سوالات اور اس کے جوابات ذکر کئے گئے ہیں، ابتدا

[1] رسول الکلام، ص155

[2] رسول الکلام من کلام سید الانام، ص1

میں امام المحدثین نے لکھا ہے کہ زمانۂ طالب علمی سے میری گفتگو منکرین تقلید سے ہوتی رہی ہے، جس کے میں نے انہیں تشفی بخش جوابات دیئے، جس سے کئی لوگوں نے اپنی پہلی روش سے توبہ کی ہے اور کر رہے ہیں۔[1] بعض احباب کی ترغیب پر بامیدِ ثواب یہ رسالہ لکھ رہا ہوں۔

اس کے تین ایڈیشن میرے پیش نظر ہیں: ☆سب سے پہلے ایڈیشن کے کل 120 صفحات ہیں۔ شروع کے 109 صفحات پر اصل رسالہ ہے اور آخری 11 صفحات پر ضمیمہ ہے۔ یہ رسالہ 1329ھ مطابق 1911ء میں لکھا اور شائع کیا گیا، اس کا تاریخی نام مدد غفار ہے جس کے اعداد 1329 بنتے ہیں، اس میں آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے **دفع زیغ زاغ، رامی زاغیان** کا ذکر کیا ہے جو 1320ھ میں لکھا گیا۔[2] ☆ہدایۃ الطریق فی بیان التقلید والتحقیق کا دوسرا ایڈیشن مزید کچھ اضافے کے ساتھ مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور سے شائع ہوا، اس کے کل 160 صفحات ہیں، اس کے صفحہ 121 پر اصل کتاب ختم ہو جاتی ہے، اس کے بعد بنام **تتمہ سوال جواب محمدی مقلد** شروع ہوتا ہے، یہ صفحہ 147 تک محیط ہے، اس کے بعد بعنوان **عورتوں کے بال کٹانے کا مسئلہ** کی ابتدا ہوتی ہے اس کا اختتام صفحہ 152 پر ہوتا ہے، اس کے بعد فہرست وغیرہ ہے، صفحہ نمبر 122 تا 152 صفحہ رسالے کو الدلائل السنیۃ فی تقدیر شعور النساء والحجاب الشرعیہ کا نام دیا گیا ہے، اس رسالے میں مسئلہ تقلید کے علاوہ عورتوں کے پردہ کرنے کے احکام اور مرد و عورت کے بالوں کی حد کا بیان بھی موجود ہے، محدثِ الوری کے دور میں بعض گمراہوں نے یہ کہا کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح کانوں کی لَو تک بال رکھ سکتی ہیں، آپ نے دلائل کے ساتھ اس کا رد کیا اور یہ بھی ثابت کیا کہ حدیثِ شاذ حدیثِ معروف کے مقابلے میں قابل قبول نہیں۔[3] ☆جناب محمد نعیم اللہ خاں قادری صاحب نے اپنی مرتب شدہ کتاب **غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف** کی جلد چہارم میں امام المحدثین کی اس کتاب کو بھی صفحہ 915 تا 1133 شامل کیا ہے، یہ اس رسالے کی تیسری اشاعت ہے، یہ کمپوز شدہ ایڈیشن ہے۔ اسے فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز کامونکی ضلع گوجرانوالہ نے ذیقعدہ 1424ھ مطابق جنوری 2004ء میں شائع کیا ہے۔

1 ہدایۃ الطریق فی بیان التقلید والتحقیق، ص 1
2 ہدایۃ الطریق فی بیان التقلید والتحقیق، ص 47
3 سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات، ص 144، 145

(6) تحقیق المسائل مع مناظرات

55 صفحات پر مشتمل اس رسالے میں اختلافی مسائل اور معمولاتِ اہلِ سنت مثلاً ایصالِ ثواب، کفن دفن اور کنویں کی طہارت کے مسائل مع دلائل بیان کئے ہیں، نیز قیامِ میلاد کا مسئلہ بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اس کے پہلے 44 صفحات ذوالحجہ 1313ھ مطابق جون 1896ء کے لکھے ہوئے ہیں جن کی اشاعت غالباً 1314ھ مطابق 1897ء میں ہوئی ہوگی، اس کے بعد کے گیارہ صفحات اس وقت لکھے گئے جب آپ مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب تھے۔☆یوں دوسری اشاعت 1342ھ مطابق 1924ء کے آس پاس ہوئی ہوگی، اس کے آخر میں ایک **تنبیہ** بھی شائع کروائی گئی، جس کا خلاصہ ہے کہ اس رسالے میں درج مکتوبات آج سے 32 سال پرانے ہیں، اُس وقت مکتوب الیہ کے بارے میں یہ معلومات تھیں کہ وہ درست عقیدے کا مالک ہے، اس کی اور اس کے متبعین کی وہ کتب جن میں اللہ و رسول کی توہین کی گئی ہے وہ میرے مطالعے میں نہ تھیں، اس لیے مکتوبات میں اس کے لیے القاب تعظیمی بھی موجود ہیں، اس کی کتب کے مطالعہ کے بعد یقین کامل ہوگیا کہ یہ اور اس کے متبعین گمراہ، گمراہ گر اور مستحق تغمۂ کفر و شرک ہیں، لہٰذا اب طبع ثانی میں جی چاہتا تھا کہ اب اس میں وہ القابِ تعظیمی نکال دیے جائیں اور اس طرح اُس سے خطاب کیا جائے جیسے غیر مسلم سے وقتِ گفتگو کیا جاتا ہے مگر اِس خیال سے کہ اصل خطوط سے وقتِ مقابلہ مخالفت نہ ہو اور طبع ثانی مخالفِ طبعِ اول نہ ہو جائے۔ اس لیے اُسی طرح تمام خطوط طبع کرادیے گئے اور بغرضِ رفعِ شکوکِ عوام اس تنبیہ کے ساتھ متنبہ کرنا خاص و عوام کا ضروری ہوا۔

(7) شانِ امیر معاویہ و ممانعتِ تصویرِ جاندار

اس رسالے کا عربی نام تنویر العینین عن غشاوۃ التصاویر وتوھین الامیرین ہے، 48 صفحات پر مشتمل یہ ایک مضمون ہے جسے 1331ھ مطابق 1913ء میں تحریر کیا گیا ہے، جسے انجمن نعمانیہ لاہور نے اپنے ماہواری رسالے میں شائع کروایا، دوسری اشاعت حضرت شاہ ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ کے اشاعتی ادارے بزم تنظیم مسجد وزیر خاں نے کی، راقم کے پاس جس نسخے کی پی ڈی ایف ہے وہ رضا اکیڈمی لاہور کے تحت ذیقعدہ 1425ھ مطابق جنوری 2005ء میں شرف ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کی

تحریک وترتیب سے شائع ہوا ہے، اس کے کل 48 صفحات ہیں۔

(8) فضائل الشعبان والرمضان مع احکام التراویح ولیلۃ القدر

یہ 40 صفحات پر مشتمل ہے، اس کو لکھنے کی تاریخ 13 رمضان 1335ھ مطابق 3 جولائی 1917ء ہے۔ اس میں ماہ شعبان اور رمضان کے فضائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دونوں مہینوں کے احکام ومسائل بھی بیان فرمائے ہیں۔

آخر میں صدقۂ فطر پر کلام ہے، کتنا صدقہ فطر ادا کرنا ہے اس پر قدرے طویل تحریر ہے۔ غالباً اس کی دوسری اشاعت اس زمانے میں ہوئی جب امام المحدثین جامع مسجد وزیر خاں کے خطیب تھے۔

(9) ہدایۃ الغوی بارشادات علی

103 صفحات پر مشتمل اس رسالے میں پانچ ابواب ہیں، اس کے پہلے باب میں قرآن کریم کے کامل واکمل ہونے کا بیان ہے، دوسرے باب میں حضرت مولی علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے وہ فرامین ذکر کئے گئے ہیں جو خلفائے ثلاثہ (امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کی شان وعظمت کے بارے میں ہیں، اس ضمن میں کئی نکات ذکر فرمائے ہیں یہ باب 57 صفحات پر مشتمل اور سب سے بڑا ہے، تیسرے باب میں تقیہ ومنافقتِ عملی کا رد اور چوتھے باب میں شان وفضائل اہل بیت بیان کئے گئے ہیں جبکہ پانچویں باب میں بین وماتم کی ممانعت پر دلائل ہیں۔

اس کتاب میں اہل بیت اور صحابہ کرام کے آپس کے بہترین تعلق اور باہم محبت کے موضوع پر بھی دلائل ہیں، اس کا زمانۂ تحریر قیامِ آگرہ ہے۔[1] اسے 1350ھ مطابق 1932ء لاہور سے شائع کیا گیا، جیسا کہ اس کے ٹائٹل سے ظاہر ہوتا ہے، یہ ایک پُر اثر رسالہ ہے، اس کے مطالعہ سے کئی لوگ راہِ راست پر آکر مذہب حقہ اہل سنت کے پابند ہو چکے ہیں۔[2]

(10) علامات اہل الحدیث والبدعۃ بالقرآن واحادیث النبویہ

اس رسالے کے کل 49 صفحات ہیں، یہ دو ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے، پہلا باب صفحہ 2 تا 29، دوسرا

[1] سیدی ابوالبرکات، ص 132

[2] میلاد وقیام، ص 34

باب صفحہ 29 تا 34 اور خاتمہ صفحہ 34 تا 45 پر ہے، موضوع نام سے ظاہر ہے، اس کے شروع میں حضرت مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری صاحب کا ایک فتویٰ بنام **مجلس میلاد میں قیام ثبوت** بھی اٹیچ ہے۔ راقم کے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کے وصال کے بعد آپ کے بیٹے مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری (ناظم حزب الاحناف) نے شائع کروایا ہے۔

(11) القبۃ الصغریٰ للمستفیضین عن الاولیاء المعروف رسالہ قبہ جات

1344ھ مطابق 1925ء میں حجاز مقدس پر جن لوگوں کا قبضہ ہوا انھوں نے بے حرمتی کرتے ہوئے اصحاب واہل بیت وصالحین کے مزارات وقبور کو شہید کر دیا، امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب نے علَم حق بلند کر کے اس کے خلاف آواز اٹھائی، تقریر وتحریر دونوں میں نہی عن المنکر کی کوشش فرمائی، یہ رسالہ اسی دور کی یاد دلاتا ہے، مفتی سید ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب نے اسے ربیع الاخر یا جمادی الاولیٰ 1344ھ مطابق نومبر یا دسمبر 1925ء کو شائع کروایا، راقم کے سامنے جو ایڈیشن ہے اس میں تین رسائل ہیں: (1) اِثبات بناء قُبہ جات از شاہ ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب (2) تردید اعتراضات معترضین بناء قبہ جات از صدر الافاضل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی (3) القبۃ الصغری للمستفیضین عن الاولیاء۔

تینوں رسائل کے کل صفحات 42 ہیں۔ امام المحدثین کا رسالہ صفحہ 16 تا 40 پر مشتمل ہے۔ دوسرا ایڈیشن 6 جمادی الاولیٰ 1432ھ مطابق 6 اپریل 2011ء کا ہے، اسے مسلم کتابوی لاہور نے شائع کیا ہے۔ اس کے ٹائٹل پر لکھا ہے: مزارات پر گنبد بنانے کے بارے میں اکابر علمائے اہل سنت کی تحقیقات۔ یہ علمائے اہل سنت کے دس یا گیارہ رسائل کا مجموعہ ہے جو اس عنوان پر لکھے گئے، اس کے کل 320 صفحات ہیں۔ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کا رسالہ ابتدا میں ہے۔

(12) مجموعہ رسائل خمسہ

اس مجموعہ میں مذکورہ دو رسائل (1) علامات اہل الحدیث والبدعہ (2) القبۃ الصغریٰ اور دیگر تین رسائل: (1) مسلك الحنفيه فى الاباحة الاصليه (2) الكلام فى السجدة السهو مع السلام (3) السوط

الزاجر عن الصلوۃ خلف الفاجر شامل ہیں۔[1] پہلے دو رسائل کا تعارف کروایا جاچکا ہے بقیہ تین رسائل کا موضوع عنوان سے ظاہر ہے مگر راقم ان تینوں رسائل کی زیارت سے محروم ہے۔

(13) سلوک قادریہ

اس رسالے کے 45 صفحات ہیں، راقم کے پاس جس نسخے کی پی ڈی ایف ہے اس کے سرورق کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالے کی دوسری اشاعت ہے جس میں تعدادِ اشاعت ایک ہزار اور قیمت تین روپے درج ہے، اسے مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری صاحب نے شائع کروایا ہے۔ یہ قطب الارشاد، فرد الافراد، سند الاسیاد حضور پرنور غوث اعظم شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی مشہور و معروف کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف کے دس مقالات کا منظوم ترجمہ مع شرح ہے، امام المحدثین نے اپنے رسالے کا ابتدائیہ بھی اشعار میں لکھا ہے، اس کے بعد حضور غوث پاک کا تحریر کردہ فتوح الغیب کا عربی ابتدائیہ لکھنے کے بعد اس کا منظوم ترجمہ کیا ہے، اس کے بعد مقالہ اول کا عربی متن، اس کے تحت منظوم ترجمہ لکھا گیا ہے، پوری کتاب کا یہی اسلوب ہے۔ رسالے کے اختتام پر امام المحدثین نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موضوع پر 3 صفحات پر مشتمل کلام تحریر فرمایا ہے جس کا عنوان میلاد سید عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ امام المحدثین صفحہ 45 پر تحریر فرماتے ہیں: بحمدہ دس مقالے ختم ہو کر زیر نظر ناظرین ہیں اور حصہ دوم کے دس مقالے عنقریب طبع ہونے والے ہیں۔ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ اس رسالے کا دوسرا حصہ بھی ہے جو مزید دس مقالات پر مشتمل ہے، البتہ راقم ابھی تک اس دوسرے حصے کی زیارت سے محروم ہے۔

(14) تقدیس المرسلین عن توہین الوہابیین

اس رسالے میں تقویۃ الایمان اور فتاویٰ رشیدیہ میں عقائد و معمولات اہل سنت کے بارے میں جو غلطیاں ہیں ان کو واضح کیا گیا ہے۔

(15) ہدیۃ الاغبیاء فی حکم ذبح الاولیاء

اس رسالے میں اولیائے کرام کی نیاز کے لیے جانور ذبح کرنے کے جواز اور اس پر ہونے والے

[1] ہدایۃ الغوی بارشادات علی، ص 111

اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ آپ نے اس وقت لکھا جب آپ جامع مسجد وزیر خان میں بطور خطیب خدمت سر انجام دے رہے تھے۔ تقدیس المرسلین اور ھدیۃ الاغبیاء دونوں رسائل کو یکجا شائع کیا گیا ہے، کل صفحات 24 ہیں۔

(16) الاستعانۃ من اولیاء اللہ عین الاستعانۃ من اللہ

یہ 32 صفحات پر مشتمل ہے، یہ رسالہ اس وقت لکھا گیا جب امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب جامع مسجد وزیر خان کے خطیب تھے، یہ ایک سوال کا جواب ہے، اس میں اولیائے کرام سے استعانت کے موضوع کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

(17) عقائد نامہ

امام المحدثین نے 1924ء میں اپنے احباب کے ساتھ مل کر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور بنائی تو اس کا ممبر بننے والوں کے لیے یہ رسالہ تحریر فرمایا جو عقائد اہل سنت کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس کے کل صفحات 19 ہیں، انجمن کا رکن بننے کے لیے لازم ہے، اس عقائد نامے کا مطالعہ کرے اور اس کی تصدیق کرے۔ امام المحدثین کے پوتے شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی صاحب نے جب کتاب **سیدی ابو البرکات** لکھی تو اس کے صفحہ 134 تا 153 اس رسالے کو شامل کیا، یہ کتاب شعبہ تبلیغ حزب الاحناف لاہور نے لاہور پریس سے غالباً شوال 1399ھ مطابق ستمبر 1979ء کو شائع کروائی ہے۔

(18) دیوانِ دیدار علی فارسی

امام المحدثین عربی، اردو اور فارسی میں شعر کا عمدہ ذوق رکھتے تھے،[1] آپ کے اردو اور فارسی کلام کے مجموعے دیوان دیدار علی اردو اور دیوان دیدار علی فارسی جدا جدا شائع ہوئے، اردو دیوان فارسی دیوان سے قدرے بڑا ہے، میرے پیش نظر فارسی دیوان ہے جس کے بارے معلومات ملاحظہ فرمائیے:

دیوان دیدار علی فارسی کا تاریخی نام رحمت غفار (1929ء) ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی

1 حضرت فقیہ اعظم کے استاذ مکرم مفتی اعظم سیّد ابو البرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں، ص43

تکمیل 1347ھ مطابق 1929ء کو ہوئی جسے مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور سے مفتی سید ابو البرکات سید احمد قادری صاحب نے شائع کروایا، اس کے سرورق پر اس کا تعارف ان الفاظ سے کروایا گیا ہے: الحمد للہ تعالیٰ یہ دیوان جس کی ہر سطر فصاحت کے موتیوں کی لڑی، جس کا ہر مصرع بلاغت کے پھولوں کی چھڑی بلکہ ہر نقطہ عمدہ پاکیزہ زیورِ شریعت سے آراستہ، تحقیق معنوی وصوری سے پیراستہ، شریعت کے سانچے میں ڈھلا دریا، طریقت و معرفت میں ڈوبا ہوا مسمیٰ باسم تاریخی رحمت غفار (1929ء)۔ یہ 60 صفحات پر مشتمل نعتیہ دیوان ہے، چند مناجات و مناقب بھی شامل ہیں، یہ امام المحدثین کی فارسی پر مکمل دسترس پر دال ہے۔ اس میں تقریباً 123 کلام ہیں، سب سے آخر میں تین صفحات پر مشتمل عربی کلام ہے جو عقائد اہل سنت کے بارے میں ہے۔ تذکرہ شعرائے پنجاب فارسی میں آپ کی فارسی شاعری و دیوان کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے: بشعر فارسی علاقہ داشت و دیوانی مختصری راہم ترتیب دادہ است کہ منتشر گردیدہ۔ اس کے بعد آپ کے دیوان سے کچھ منتخب اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں۔ (1)

☆ آپ کی دیگر کتب و رسائل میں مجموعہ رسائل خمسہ اور المبسوط فی فریضۃ الجمعہ مع شروط کے علاوہ بقیہ تمام کتب و رسائل راقم کے پاس بصورت ہارڈ / سافٹ کاپی (Hard/ Soft Copy) موجود ہیں۔ الحمد للہ علی احسانہ

(19) دیوانِ دیدارِ علی اردو

دیوان دیدار علی اردو کا تاریخی نام فروغ نبی ہے۔ اس کی تکمیل 1348ھ مطابق 1930ء میں ہوئی۔ اسے آپ کے صاحبزادے مفتی سیدی ابو البرکات سید احمد قادری نے لاہور سے شائع کروایا۔ اردو دیوان کے کل صفحات 108 اور کل کلام 146 ہیں۔ اردو کلام کی تعداد 128، عربی کلام 3 اور تضمینات و ترجیعات 14 ہیں۔ اکثر تضمینات حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے عربی کلام کے ساتھ ہیں اور ان کے ایک عربی کلام کا منظوم ترجمہ بھی ہے۔

سرورق پر اس کا تعارف یوں کروایا گیا ہے: الحمد للہ تعالیٰ یہ دیوان جس کی ہر سطر فصاحت کے موتیوں کی لڑی، جس کا ہر مصرع بلاغت کے پھولوں کی چھڑی، بلکہ ہر نقطہ عمدہ پاکیزہ زیورِ شریعت سے آراستہ، تحقیق

(1) تذکرہ شعرائے پنجاب فارسی، ص 149

معنوی وصوری سے پیراستہ، شریعت کے سانچے میں ڈھلا، دریائے طریقت ومعرفت میں ڈوباہوا مسمّٰی باسم تاریخی فروغ نبی، دیوان دیدار علی اردو معہ تضمینات وترجیعات نادرہ۔ نمونۃً ایک کلام ملاحظہ کیجئے:

میں ہوں اس شہ کی محبت کا مریض	لا دوا ہے جو ہو الفت کا مریض
ہو نہ بیمارِ محبت کو شفا	جو بھی ہو عشق و مودّت کا مریض
یہ مرض یا رب سدا بڑھتا رہے	کہتا ہے دائم یہ خُلّت کا مریض
رنج فرقت سے رہائی یا اِلٰہ	ہوں میں اس سلطاں کی فرقت کا مریض
وہ مزہ آیا ہے اس کو عشق میں	اب نہیں ہے طالبِ صحت مریض
میں تو ہوں بیمار عشق مصطفی	طالبِ صحت ہو زحمت کا مریض
ہے علاج بندۂ دیدار دید	آپکا ہوں شوق رؤیت کا مریض (1)

اپنے مشائخ کا تذکرہ کس خوبصورتی سے فرمایا:

حضرت شاہِ نثار علی چشتی قادری	ان کے روح باصفا پیارے چچا سے ربط ضبط
فضل رحماں قادری و نقشبندی مرشدی	عالم و کامل حبیب باصفا سے ربط ضبط
شہہ توکل سالک راہِ مجدد کے فیوض	مجھ پہ نافذ ہوں رہے اس باصفا سے ربط ضبط
قادریت کے فیوض خاص ہوں دیدار پر	حضرتِ احمد رضا سے ہو رضا سے ربط ضبط (2)
حضرت نقشبند و خواجۂ چشت	باقی باللہ باخدا پہ درود
شہ مجدّد پہ فضل رحماں پر	شہ توکل سے بے ریا پہ درود (3)

نوٹ: راقم کے کہنے پر عزیزی مولانا سیف اللہ قادری ہزاروی سلمہ نے امام المحدثین کے ان دونوں دیوانوں یعنی فارسی اور اردو سے متعلق ایک مضمون لکھا ہے جسے اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ماہنامہ آئینہ اسلام

کم وبیش 1329ھ مطابق 1911ء کے قریب آپ نے اپنے شہر الور سے ماہنامہ آئینہ اسلام شائع کرنے کا ارادہ فرمایا، چنانچہ آپ اپنی کتاب ہدایۃ الطریق کے شروع کے صفحے پر تحریر فرماتے ہیں، جس کا

1 دیوان دیدارِ علی اردو، ص47
2 دیوان دیدارِ علی اردو، ص48
3 دیوان دیدارِ علی اردو، ص33

خلاصہ یہ ہے کہ یہ ماہنامہ تین جز یعنی 48 صفحات پر مشتمل ہو گا، ہر اسلامی (ہجری وقمری) مہینے کے شروع میں شائع ہوا کرے گا، آدھے حصے پر قرآن مجید کے حقانیت کے دلائل ہوا کریں گے اور بقیہ آدھے حصے میں فقہی مسائل مع دلائل قرآن وحدیث اور مہینے کی مناسبت سے وعظ ونصیحت پر مشتمل مضامین ہوں گے، یہ رسالہ اتنا جامع ہو گا کہ پھر اس مہینے سے متعلق فقہ ووعظ کی کتب دیکھنے کی حاجت نہیں رہے گی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: یہی ایک رسالہ ہو گا جو اپنی جامعیت اور علوِ مضامین میں یکتائے زمانہ اور قابل دید ہو گا۔ اس رسالہ کے دیکھنے کے بعد کسی فقہ اور وعظ کی کتاب دیکھنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ المشتہر: محمد دیدار علی واعظ ریاست الور، راجپوتانہ، مالک رسالہ آئینہ اسلام۔[1] مزید معلومات نہ مل سکیں کہ آپ اپنے اس منصوبے میں کامیاب ہوئے یا نہیں۔

☆ مختلف موضوعات پر مضامین

آپ کے کئی مضامین وفتاویٰ ماہنامہ رسالہ انجمن نعمانیہ **ماہواری** میں شائع ہوتے تھے، جس کی کچھ تفصیل صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور میں کچھ یوں بیان ہوئی ہے: رسالہ ماہ جمادی الثانی 1342ھ مطابق جنوری 1924ء میں بعنوان حالات حاضرہ پر تبصرہ صفحہ 1 سے 30 تک شائع ہو چکا ہے، جس کی تفصیل وسند کے لیے حضرت مولینا مولوی حاجی سید ابو المحمود سید دیدار علی شاہ صاحب الحنفی الرضوی نقشبندی الوری حال مدرس جامع مسجد وزیر خان مرحوم لاہور کا مضمون استفتا متعلق جہاد کا مقابلہ نماز باجماعت سے صفحہ 21 تا 28 شائع ہوا اور رسالہ ماہِ رجب 1343ھ میں صفحہ 29 سے 40 تک آپ کے فتاویٰ شائع ہوئے اور رسالہ ذیقعدہ 1346ھ میں چہار سوال متعلق دار الحرب ودار الاسلام ہجرت، مستامن اور بیوع فاسد ومثل سود وغیرہ امور کے متعلق مکمل فتویٰ صفحہ 1 سے 40 تک شائع کیا گیا، جس میں مفتی علامہ ممدوح نے مضمون متعلق سود مندرجہ اخبار زمیندار جلد 11 نمبر 99 تا 100 مورخہ 10، 9 مئی 1924ء پر بھی مفصل تشریح کر دی ہے۔[2]

اسی طرح امام المحدثین 1323ھ مطابق 1906ء میں ہند کے مشہور شہر پٹنہ (بہار) کے مدرسہ حنفیہ میں بغرض تدریس تشریف لے گئے (یہاں آپ کا قیام دو یا تین سال رہا) تو یہاں کے شائع ہونے والے ماہنامہ تحفہ

1. ابتدائی صفحہ ہدایۃ الطریق
2. صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 309

حنفیہ پٹنہ میں مضامین بھی لکھا کرتے تھے جیسا کہ صاحب کتاب ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ نے اسمائے مضمون نگار حضرات کے عنوان کے تحت امام المحدثین کا نام یوں ذکر کیا ہے: مولانا سید دیدار الوری۔[1] ماہنامہ تحقیق حنفیہ کی جلد8 پرچہ3 بابت ربیع الاول 1322ھ کے صفحہ 3 اور 4 میں آپ کی نعت بھی شائع ہوئی۔[2]

امام المحدثین کی تصدیقات وتقاریظ

علمائے کرام میں یہ بات رائج ہے کہ وہ اپنی تصانیف وفتاویٰ پر معاصرین سے تصدیق وتقریظ لیتے ہیں، امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تصدیقات وتقاریظ مختلف کتب ورسائل میں ملتی ہیں، جن تک راقم کی دسترس ہو سکی ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

(1) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ذوالحجہ 1320ھ میں ایک رسالہ اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعۃ تحریر فرمایا، امام المحدثین اس کی تصدیق کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ھذا ھو الحق والحق احق بالقبول۔ الفقیر السید ابو محمد محمد دیدار علی الحنفی الرضوی الالوری عفی عنہ، محدث وامیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔[3]

(2) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے 1335ھ میں رسالہ الدلائل القاھرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ تحریر فرمایا جس میں امام المحدثین کی تصدیق ایک فتوے کی صورت میں ہے، یہ فتاویٰ رضویہ جلد15 میں صفحہ 120 سے 124 تک محیط ہے، اس میں آپ نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے: حررہ العبد الراجی ربہ ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی فی المفتی جامع الاکبر آباد۔[4]

(3) 1324ھ کو اعلیٰ حضرت کی کتاب حسام الحرمین منظر عام پر آئی جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور چار دیگر گستاخانِ رسول کی شرعی گرفت فرما کر تکفیر فرمائی، جس پر 35 علمائے حرمین کی تصدیق موجود ہیں، شیر بیشہ سنت حضرت علامہ حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے برعظیم کے اڑھائی سو سے زائد علمائے

1. ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ، ص50
2. ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ، ص391 ... تذکرہ محدث سورتی، ص166... حیات مخدوم الاولیا، ص334
3. اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعۃ، ص14
4. فتاویٰ رضویہ، 15/120 تا 124

اہلسنت کی حسام الحرمین کی تصدیقات کو 1345ھ مطابق 1926ء میں **الصوارم الہندیہ** کے نام سے شائع کروایا، امام المحدثین تحریر فرماتے ہیں: حسام الحرمین جو فتویٰ علمائے حرمین شریفین ہے، وہ سر تاپا حق وبجا ہے اور جن اقوال پر فتویٰ دیا گیا ہے، فریقین میں منصف کو ان کی کتابوں سے ان اقوال کو مطابق کر کے دیکھنا کافی ہے اور معاند کو تمام قرآن بھی پڑھ لے نفع نہیں بخشتا، اللہ جلّ شانُہ مسلمانوں کو توفیق انصاف دے اور ان بے دینوں سے اپنی امن میں رکھے، فقط ابو محمد دیدار علی عفی اللہ عنہ۔[1]

(4) محب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحمٰن محبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ الحبل القویٰ لھدایۃ الغویٰ المعروف اثبات تقلید شرعی کے نام سے 1320ھ مطابق 1902ء میں لکھا، جسے علامہ ابو المساکین ضیاء الدین ہمدم پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دے کر شائع کروایا اس کے صفحہ 27 پر مفتی دیدار علی شاہ صاحب کی تصدیق موجود ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: ذالك كذالك۔ بیشک یہ تحریر بہت صحیح ہے۔ ابو محمد دیدار علی سنی حنفی ساکن ریاست الور۔[2]

(5) امام المحدثین کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بہترین مصنف تھے، اردو ادب پر گہری نظر رکھتے تھے، انہوں نے قیام الور کے دوران فرشتہ رحمت اور انجام محبت کے نام سے بصورت ناول کتاب تحریر کی، امام المحدثین نے اس پر تقریظ رقم فرمائی۔[3]

(6) علامہ شاہ ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے 1932ء میں ایک عیسائی یا مرزائی اکرام الحق کے رسالے کا جواب بنام **اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب** 59 صفحات پر دیا، اس پر امام المحدثین نے تقریظ تحریر فرمائی۔ یہ تقریظ صفحہ 60 سے 62 پر محیط ہے۔ اس رسالے کو بزم تنظیم مسجد وزیر خان لاہور نے ہزار ہا تعداد میں شائع کیا۔

(7) علامہ شاہ ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتھجدین کے صفحہ نمبر 16 پر امام المحدثین کی تصدیق و تقریظ موجود ہے، اس کا ابتدائی حصہ کچھ یوں ہے: نمازِ تہجد کے متعلق بلا تداعی لوگ کسی تہجد خواں کے پیچھے آ شریک ہوں اور خوف اس امر کا بھی نہ ہو کہ لوگ جماعت تہجد کو سنتِ

1 الصوارم الہندیہ، ص 97 — سیتامڑھی، ص 331
2 اثبات تقلید شرعی، ص 2، 9، 27... تذکرہ علمائے اہل سنت
3 حیات کرم حسین، ص 144

مؤکدہ یا واجب سمجھ لیں گے تو اس طرح کی نماز تہجد کو جماعت سے پڑھنے کا ثبوت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، چنانچہ رسائل ارکان مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ سے مَیں اوّل مفصل لکھ چکا ہوں اور مفصل بحث باقی نوافل کے متعلق مَیں اپنے رسالہ رسول الکلام من کلام سید الانام فی بیان المولد والقیام میں لکھ چکا، جو زیرِ طبع ہے، ان شاء اللہ ہفتہ عشرہ میں چھپ کر تیار ہو جائے گا اور کافی ثبوت میرے دونوں لختِ جگر طول اللہ عمرھما وبارك الله دینھما ودنیاھما وزادالله اعلمھما وشوقھما الیہ لکھ چکے۔

(8)علامہ شاہ ابو الحسنات کا رسالہ براہین حنفیہ اور علامہ شاہ ابو البرکات رحمۃ اللہ علیہما کا فتویٰ اثبات فرضیت جمعہ وہند دار الاسلام 1930ء میں یکجا شائع ہوئے، اس میں امام المحدثین کی تصدیق موجود ہے دیگر مصدقین میں مولانا محبوب علی لکھنوی، مولانا محمد رمضان بلوچستانی، مولانا سید فضل حسین شاہ مجددی گجراتی، مولانا عبد المنان خان، مولانا سید منور علی الوری، مولانا محمد تازہ گل کابلی، مولانا عبد القیوم ہزاروی، مولانا عبد الحق ہزاروی، مولانا غلام قادر ملتانی، مولانا عبد الاحد گجراتی، مولانا محمد مسعود خان دہلوی، مولانا غلام دین گجراتی، مولانا یعقوب سندھی اور مولانا یعقوب شاہ گجراتی شامل ہیں۔[1]

(9)حضرت مولانا غلام قادر امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد و معمولات اہل سنت پر چھ رسائل لکھے: ☆ توضیح الکلام فی منع القراءۃ خلف الامام ☆مسئلہ تقبیل الابہامین ☆مسئلہ طہارت چاہ ☆ تحریری بحث السلام علیک ☆فتوی جہر ذکر بعد نماز ☆سوالات دربارۂ علم غیب۔ ان کو مجموعہ قادریہ کے نام سے آفتاب برقی پریس امرتسر سے صفر 1357ھ مطابق اگست 1938ء کو شائع کروایا گیا، اس مجموعے کے پہلے رسالے پر امام المحدثین کی یہ تصدیق ہے: بوجہ درسِ طلبہ و تالیف تفسیر مجھ کو اتنی فرصت نہیں کہ سارے رسالہ کو بالاستیعاب دیکھوں، مگر جہاں تک بعض مقامات سے دیکھا بہت اچھا لکھا ہے اور حق لکھا ہے اور آیۃ الکریمہ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ[2] سے مطلقاً فرضیت قراءت قرآن خواہ ایک آیۃ ہی ہو ثابت ہوتی ہے اور آیۃ کریمہ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ[3] چونکہ لفظ انصتوا صراحۃً آئی ہے، اس امر سے کہ یہ تاکید

1 براہین حنفیہ مع اثبات فرضیت جمعہ...الخ، ص 30، 32
2 پارہ: 29، المزمل: 20۔ ترجمہ کنز الایمان: اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔
3 پارہ: 9، الاعراف: 204۔ ترجمہ کنز الایمان: اور جب قرآن

استمعوا نہیں، بلکہ دونوں حکم جدا گانہ ہیں اور ظاہر ہے کہ نماز پنجگانہ کے فقط بحالت امامت جہراً اور سراً پڑھنے کے ساتھ بالاتفاق مامور ہے نہ کہ مقتدی اور منفرد اور خارج نماز تلاوت کرنے والے اور مسبوق اس واسطے کہ بالاتفاق یہ سنت جہری نمازوں میں اور نیز خارج کا قراءت سری اور جہری میں مختار ہیں، مامور بالجہر جہریوں میں اور مامور بالسر سری نمازوں میں فقط امام ہے، لا محالہ معنی آیہ کریمہ یہ ہوئے: اِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ جَهْرًا فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاَنْصِتُوا هٰكَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيْر[1] اور ظاہر ہے کہ احادیث کے ساتھ قرآن مجید کا مقابلہ بالاتفاق ناجائز ہے، لہذا بہر صورت مقصود مجیب رسالہ احسن الکلام حاصل، فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ فقط محمد دیدار علی از لاہور

(10) تلمیذ و خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ مرآۃ الحقیقہ **المعروف دعوت الحنفیہ** لکھا جسے امر تسر سے شائع کیا گیا، اس پر بھی امام المحدثین کی تقریظ ہے اور اس میں مصنف کے لیے یوں دعا تحریر فرمائی: خداوند کریم ان روایات کے جامع کو دارین میں خوش وخرم رکھے اور اس رسالے کو مقبول بارگاہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما فرما کر اپنے کرم سے اجر عظیم عطا فرماوے۔[2]

(11) مفتی اعظم ہند، مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے 1345ھ مطابق 1926ء کو تنویر الحجۃ لمن یجوز التواء الحجۃ کے نام سے ایک رسالہ لکھا، اس میں دوسرے جید علما کے ساتھ مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کی تصدیق صفحہ نمبر 32 پر موجود ہے، مفتی صاحب اس وقت مسجد وزیر خاں کے خطیب تھے۔

(12) مفتی اعظم ہند نے 1338ھ کو کتاب الطاری الداری کو ترتیب دیا، اس کے پہلے حصے کے صفحہ 56 پر مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کی تصدیق ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: خاکسار نے اکثر مقامات سے اس کا مطالعہ کیا فی الواقع بعض اقوال مذکورہ تو صریح کفر ہیں اور مبنی بر ضلالت ہونے میں تو کسی قول کے شک نہیں، اللہ جل شانہ قائلین اقوال مذکورہ کو توفیق عطا فرمائے اور ایسے اقوال منہ سے، قلم سے نکالنے والے اور پھر اس پر اصرار کرنے والوں کی اللہ کسی مسلمان کو صورت نہ دکھلائے اور سب کو ان کے شر سے محفوظ

پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

1 فتح القدیر، 1/342

2 مرآۃ الحقیقہ المعروف دعوت الحنفیہ، ص 53

رکھے۔ آمین اللھم آمین۔ ابو محمد محمد دیدار علی الحنفی

(13) حضرت مولانا مفتی حافظ عبد الحلیم کریالوی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قیام ممبئی میں ایک فتویٰ لکھا جسے احتراز الصالحین عن شہود الفاسقین کے نام سے 1320ھ مطابق 1902ء کو مطبع گلزارِ حسنی ممبئی سے شائع کروایا، مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب نے اس کی تصدیق کی، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: بے شک جو قاضی فاسق معلن ہو، قابلِ عزل ہے اور عبارت یقع العلم بخبرھم میں علم اسی قاضی کا ہے جو قاضی بموجب تحریر مفتی محقق شرعاً معتبر ہو، پس لامحالہ مضمون فتویٰ صحیح ہے۔[1]

(14) حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے 1321ھ میں غیر مقلدین کے بارے میں ایک رسالہ بنام انفع الشواھد لمن یخرج الوھابیین عن المساجد تالیف فرمایا جو 21 صفحات پر مشتمل ہے، اس کی تصدیق امام المحدثین نے ان الفاظ کے ساتھ فرمائی: ھذا ھو الحق الصریح ومن عمل بہ فھو نجیح، ابو محمد محمد دیدار علی الرضوی السنی الحنفی المجددی۔[2] یہ رسالہ اب تک تین مقامات سے شائع ہو چکا ہے، حالیہ اشاعت تحقیق و تخریج کے ساتھ جماعت رضائے مصطفیٰ یوکے نے اکتوبر 2020ء میں رسائل محدث سورتی کی صورت میں کی ہے، یہ رسالہ اس مجموعے میں صفحہ 115 تا 136 میں ہے۔

(15) قادر الکلام پنجابی شاعر مولانا نبی بخش حلوائی صاحب نے ایک رسالہ بنام ایضاح التلبیس الشیطانی تحریر فرمایا، اس کی تصدیق کم و بیش 50 علمائے اہل سنّت نے کی، امام المحدثین نے اس کی تصدیق یوں فرمائی: الجواب صحیح۔ فقیر محمد دیدار علی شاہ الوری[3]

علامہ نبی بخش حلوائی صاحب نے یہ رسالہ 1331ھ میں اپنے دیگر چار رسائل (الرمح الدیانی علی رأس الوسواس الشیطانی، قھر القھار، ازالۃ التلبیس اور الدلائل القویہ) کے ساتھ رسائل خمسہ کے نام سے شائع کروایا۔

(16) انجمن حفظ المسلمین امر تسر[4] نے 1336ھ میں قادیانیوں کے بارے میں تفصیلی سوالات مرتب کر

[1] احتراز الصالحین، ص25
[2] رسائل محدث سورتی، ص132
[3] رسائل خمسہ، ص11
[4] اس انجمن نے علامہ محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے بھی شائع کئے، جن میں عربی رسالہ الجشجات اہم ہے۔ (تذکرہ علماء امر تسر، ص95)

کے ہند بھر کے علما کو بھیجے اور ان سے قادیانیوں کے بارے میں شرعی حکم دریافت کیا پھر 1338ء مطابق 1919ء میں ان جوابات پر مشتمل ایک رسالہ بنام استنكاف المسلمين عن مخالطة المرزائيين یعنی مرزائیوں سے ترکِ موالات شائع کیا گیا۔

یہ رسالہ 34 صفحات پر مشتمل ہے، اس میں مرزائیوں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا تفصیلی بیان ہے اس میں سینکڑوں علماو شخصیات کی تقاریظ و تصدیقات ہیں، اسے انجمن حفظ المسلمین امر تسر نے ذوالحجہ 1338ھ کو شائع کروایا۔ اس میں امام المحدثین کا جواب و تائید ان الفاظ کے ساتھ ہے: قادیانی مرتد ہے اور قادیانیوں کے ساتھ نکاح مطلقاً جائز نہیں اور اگر کوئی مسلمان مرد یا عورت مرتد ہو جائے تو ان کا نکاح فسخ ہو گا۔ (انتہیٰ مختصر اً فقط) حررہ العبد الراجی رحمہ ربہ القویٰ ابو محمد محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامع اکبر آباد۔ (1)

(1) استنكاف المسلمين عن مخالطۃ المرزائیین، ص 23

باب 8: امام المحدثین کے اساتذہ

امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت کے تقریباً 9 جید علمائے کرام سے علم حاصل کر کے اسلامی علوم میں رسوخ پایا۔ اس باب میں آپ کے اساتذہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

قادر علی رٹولوی الوری

استاذ القراء حضرت مولانا قاری قادر علی رٹولوی الوری رحمۃ اللہ علیہ اتر پردیش ہند کے قصبے رٹول کے باشندے تھے۔ بعض کتابوں میں آپ کا نام قاری قادر بخش الوری اور بعض میں خدا بخش الوری لکھا ہے، الور سے متعلق کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ناموں کے کوئی قاری صاحب الور میں نہیں تھے، البتہ قاری قادر علی رٹولوی صاحب کے پانی پت کے رہنے والے استاذ صاحب کا نام فخر ہند قاری قادر بخش پانی پتی ہے جو مشہور عالم دین قاری عبد الرحمٰن پانی پتی صاحب کے چچا اور استاذ ہیں۔ چنانچہ فخر ہند قاری قادر بخش پانی پتی سے علم قراءت حاصل کرنے پر آپ کو قراءت کی دو اسناد حاصل ہوئیں۔ پہلی سند قراءت اس طرح ہے: قاری قادر علی الوری، قاری قادر بخش پانی پتی، قاری مصلح الدین پانی پتی، قاری شیخ عبید اللہ مدنی اور دوسری سندِ قراءت یوں ہے: قاری قادر علی الوری، قاری قادر بخش پانی پتی، قاری عبد المجید المعروف صوبۂ ہند، حافظ غلام مصطفیٰ، مولانا محمد گجراتی، حافظ عبد الغفور دہلوی، شیخ عبد الخالق، شیخ محمد بقری، شیخ عبد الرحمن یمنی۔

قاری قادر علی رٹولوی قراءتِ سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدہ جمع الجمع کے بہترین قاری تھے، آپ نے فراغت کے بعد الور، راجستھان میں قیام فرمایا اور یہاں کے بے شمار علمانے استفادہ کیا، جن میں سے امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ اور آپ کے دونوں بیٹے حضرت شاہ ابو الحسنات رضوی اور حضرت شاہ ابو البرکات رضوی بھی شامل ہیں۔[1] چنانچہ امام المحدثین تحریر فرماتے ہیں: خاکسار نے تمام قرآنِ مجید مِن اوّلہٖ الیٰ آخرہٖ پڑھا، قاری قادر علی مرحوم سکنہ قصبہ رٹول بمقام ریاست اَلْوَر اور کچھ ان کے شاگرد قاری عباد اللہ مرحوم الوری سے۔ قاری قادر علی رٹولوی کی تاریخ پیدائش اندازاً 1245ھ اور وفات 1329ھ کو ہوئی۔

---

(1) مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص 80

قمر الدین الوری نقشبندی

ماہر صرف ونحو حضرت مولانا حافظ قمر الدین الوری الور، راجستھان کے رہنے والے تھے، آپ حافظ قرآن، عالم دین اور درس نظامی کے استاذ تھے۔ بیعت کا شرف شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمد مسعود دہلوی نقشبندی سے حاصل کیا اور مرشد گرامی نے ان کے پیر بھائی رکن الملت والدین علامہ شاہ رکن الدین الوری کے ہمراہ 10 جمادی الاخریٰ 1309ھ مطابق 1891ء میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی خلافت سے نوازا۔ آپ شریعت وطریقت کے جامع تھے۔[1] تدریس سے لگاؤ تھا۔ طلبہ کو دلجمعی کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے۔ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب نے ان سے صرف ونحو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔[2] مولانا حافظ قمر الدین الوری کی پیدائش اندازاً 1240ھ اور وفات 1320ھ کو ہوئی۔

استاذ جیون خاں الوری

استاذ جیون خاں الوری مرحوم فارسی زبان کے ماہر تھے، غالباً آپ کا یہ نام الور کے قریبی علاقے تجارہ کے مشہور ولی اللہ حضرت میراں جی شاہ جیون ابو العلائی کے نام پر رکھا گیا، آپ نے الور میں ہی پرورش پائی اور زندگی بھر فارسی کی تعلیم میں مصروف رہے۔ آپ فارسی کے بے نظیر فاضل استاذ مانے جاتے تھے، ان کی تربیت سے امام المحدثین کو فارسی میں رسوخ حاصل ہوا جو آپ کے دیوان دیدار علی فارسی سے ظاہر ہوتا ہے۔[3]

محمد کرامت اللہ دہلوی چشتی

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد کرامت اللہ خان دہلوی چشتی صابری حافظِ قرآن، عالم باعمل، صالح ومتقی، مدرسِ مدرسۂ حسین بخش دہلی، مناظر اہل سنت، مرید وخلیفہ حضرت امداد اللہ مہاجر مکی اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کے شیخ طریقت تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق رامپور یوپی ہند سے تھا، پھر مستقل دہلی میں رہائش پذیر ہوگئے، آپ کی ولادت 1263ھ مطابق 1847ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ نے حفظ قرآن کے بعد مختلف علما سے علم دین حاصل کرکے مرکز علوم وفنون رامپور یوپی ہند کا سفر کیا اور مولانا عبد العلی رامپوری[4]

1 فتاویٰ مسعودیہ، ص57... بزم جاناں، ص47
2 تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص255... میلاد وقیام، ص30
3 میلاد وقیام، ص30
4 ان کا تذکرہ آگے صفحہ نمبر 148 پر آرہا ہے۔

سے دورۂ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ یوں آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے استاذ بھائی تھے۔

کتاب روشن دریچے میں ہے: آپ نے 18 یا 20 سال کی عمر میں تقریباً 22 علوم حاصل فرما کر سند لے لی تھی، جو اب بھی ان کے صاحبزادے اور جانشین جناب الحاج شاہ مسعود احمد خان صاحب خطیب صابری مسجد کے پاس بطورِ تبرک موجود ہے جس پر جید علمائے کرام کی مواہیر اور دستخط ہیں، اتنی کم عمری میں اتنے علوم کا حاصل کرلینا عطائے خداوندی کی روشن دلیل ہے۔[1]

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے مدرسہ حسین بخش دہلی میں تدریس کا آغاز کیا، 5 سال تدریس کرنے کے بعد آپ 1304ھ میں حج کے لیے روانہ ہوئے، مختلف زیارات کرتے ہوئے 1305ھ میں حرمین طیبین پہنچے اور حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ پھر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے بیعت کر کے خلافت سے نوازے گئے۔ حاجی صاحب نے بشارت دی کہ کرامت اللہ سے ہزاروں کو فیض پہنچے گا۔ حج سے واپسی پر مدرسہ حسین بخش میں درس و تدریس میں مصروف ہوگئے، آپ جید عالم دین تھے اور تدریس سے لگاؤ تھا، خوب مطالعہ کرتے اور گھنٹوں طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی تدریس کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔ دور دور سے طلبہ آتے اور علم کی پیاس بجھاتے، امام المحدثین بھی الور سے اپنے والد گرامی اور چچا جان کی اجازت سے یہاں آئے اور آپ سے اکتساب فیض کیا۔ البتہ! امام المحدثین نے آپ سے کیا پڑھا اور کتنا پڑھا اس کی وضاحت نہیں ملتی، کیونکہ امام المحدثین کے بعض تذکار میں ہے کہ آپ نے پہلا دورۂ حدیث مولانا کرامت اللہ صاحب سے پڑھا جو درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ آپ کے پوتے شارح بخاری مولانا سید محمود احمد رضوی صاحب نے صرف اتنا لکھا ہے کہ دہلی میں مولانا شاہ کرامت اللہ خاں صاحب سے درسِ نظامی کا کچھ حصہ پڑھا۔[2]

مولانا کرامت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف معمولاتِ اہل سنت کے پابند تھے بلکہ اس کا بھرپور علمی دفاع کرنے والے تھے، اس سلسلے میں کئی مناظرے اور تحریری مباحثے کئے۔ اسی زمانے میں آپ نے **اثباتِ سماعِ موتیٰ** رسالہ لکھا، جسے علما میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔ روشن دریچے میں ہے: رشد و ہدایت کے

(1) روشن دریچے، ص 85، 86 (2) سیدی ابو البرکات، ص 119

لیے افہام و تفہیم کے واسطے استفسارات کے لیے آپ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا۔ جب تک اہل دہلی آپ سے کسی بھی بات کی تسلی نہ کرلیتے تھے، اس وقت تک مطمئن نہ ہوتے تھے۔ ہر وقت مشکل سوالات کے جواباتِ ساکت و صامت منٹوں میں حل فرمادیا کرتے تھے۔ ہر نماز کے بعد بھی یہی سلسلہ جاری رہتا، جب بھی کوئی آپ سے سوال کردیتا تو حضرت کی زبان فیض ترجمان سے تحقیق و تدقیق کا دریا موجیں مارنے لگتا۔[1]

علامہ کرامت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی خدمات دینیہ کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ آپ نے 21 جمادی الاخریٰ 1311ھ مطابق 30 دسمبر 1893ء کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں دو صفحات پر مشتمل ایک استفتا بھیجا، جس پر انھوں نے تفصیلی جواب عطا فرمایا جو فتاویٰ رضویہ کی جلد 30 میں صفحہ 361 تا 635 پر ہے۔

آپ کی زندگی میں ایک وقت وہ بھی آیا کہ آپ درس و تدریس وغیرہ ترک کرکے مسند تصوف وارشاد پر بیٹھ گئے اور پیری مریدی کا سلسلہ شروع فرمایا، بعد فجر مسجد شیخاں باڑہ ہندوراؤ دہلی میں درس مثنوی دیتے، بروز جمعہ مدرسہ حسین بخش دہلی میں وعظ فرماتے، مجمع کثیر ہوتا، وعظ دلوں پر اثر کرتا اور لوگوں پر رقت طاری ہوجاتی۔ عمل کی طرف دل مائل ہوجاتا۔ وعظ میں ایسی لذت تھی کہ جو ایک مرتبہ شرکت کرتا، وہ باقاعدگی سے شریک ہونے لگتا۔ لوگوں کی کثرت ہوتی، مسجد اور مدرسے کی عمارت کم پڑجاتی، لوگ سڑکوں پر ہوتے، اس زمانے میں لاؤڈ اسپیکر رائج نہیں تھا مگر آپ کی یہ کرامت تھی کہ آواز سب کو برابر پہنچتی، دور ونزدیک ہر شخص یہ سمجھتا کہ میں حضرت کی میز کے پاس ہوں۔ درس کا سلسلہ 40 سال پر محیط ہے۔ اس کے علاوہ درس قرآن کا سلسلہ بھی رہا، آپ نے کافی عرصہ سورۂ یوسف مع حقائق و معارف بیان فرمائی۔ مسجد شیخاں کے علاوہ آپ نے چاندی چوک متصل گھنٹہ گھر کوچۂ بابل عطار اور چھوٹی مسجد باڑہ ہندوراؤ میں درس کا سلسلہ شروع فرمایا۔ 15 تا 25 محرم آپ ایک برج کی مسجد میں شہادت کا بیان کیا کرتے تھے۔

آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا، دنیا کو حقیر جانتے، جو نذرانے آتے غربا و مساکین اور دیگر مسلمانوں میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کی دل آزاری سے بہت بچتے، انہیں راحت پہنچانے کی کوشش میں

[1] روشن دریچے، ص85

رہتے۔ آپ بہت عبادت گزار، رقیق القلب اور عاجزی وانکساری کے پیکر تھے، کبھی جماعت سے نماز ادا کرنے میں تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ ذوق عبادت اور شوق سجدہ سے سرشار رہتے تھے۔ آپ کی شخصیت علما میں فاضلانہ اور صوفیا میں کاملانہ حیثیت رکھتی تھی۔ معدنِ فیوض ربانی، مطلع انوار سبحانی آپ کا خاص مقام تھا۔ دہلی کلکتہ اور ممبئی میں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تھی۔

آپ نے 14 ربیع الاول 1346ھ مطابق 11 ستمبر 1927ء کو وصال فرمایا، نماز جنازہ میں علماو صلحا کثیر تھے، شرکائے جنازہ میں کثیر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ کا مزار شریف احاطہ حضرت شاہ باقی باللہ دہلی میں ہے۔ تلمیذ امام المحدثین مولانا مسعود احمد چشتی صابری دہلوی آپ کے لائق فائق فرزند اور جانشین تھے، جبکہ مولانا نسیم احمد دہلوی جید عالم دین اور آپ کے خلیفہ و داماد تھے۔ [1]

ارشاد حسین فاروقی مجددی

تاج المحدثین حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین فاروقی مُجدِّدی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ خاندانِ فاروقیہ مجددیہ کے چشم وچراغ، حافظ قرآن، حَنَفی عالِم، مفتیِ اسلام، شیخ طریقت، صاحبِ تصنیف، استاذُ العُلَماء اور اکابرینِ اہلسنّت سے تھے۔ علمائے اہل سنت نے آپ کے لیے القابات تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہا، شیخ العلمائے الراسخین اور قطب ارشاد ذکر کئے ہیں۔ [2]

آپ کی پیدائش 14 صفر 1248ھ مطابق 1832ء محلہ پیلا تالاب رامپور کے حکیم احمد حسین فاروقی مجددی کے ہاں ہوئی، آپ کا نسب آٹھویں پشت میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی سے مل جاتا ہے۔ آپ نے فارسی کتب والد صاحب اور دیگر علما سے پڑھیں اور اس زبان میں ملکہ حاصل کیا۔ علوم صرف ونحو اور دیگر اسلامی علوم علمائے رامپور سے پڑھ کر لکھنؤ تشریف لے گئے اور وہاں کے علما سے استفادہ کیا۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل کے لیے علامہ نواب افغانی نقشبندی کی شاگردی اختیار کی، علامہ صاحب ریاست کے ولی عہد نواب کلب علی خاں کو بھی پڑھایا کرتے تھے، تاج المحدثین ان کے ساتھ محل چلے جاتے اور ان کی

[1] نزہۃ الخواطر، 8/397... حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور انکے خلفاء، ص 267 تا 269... روشن دریچے، ص 5 تا 88، 343 تا 346

[2] مولانا ارشاد حسین مجددی، حیات وخدمات، ص 11، 26

نواب کلب علی سے دوستی ہوگئی، اس کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ کلب علی خاں اہل سنت ہوگئے اور ساری زندگی مذہب حقہ اہل سنت پر کاربند رہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے استاذ علامہ نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے، آپ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ دہلی میں ہی آپ فارغ التحصیل ہوئے اور سند فراغ حاصل کی۔ علمائے دہلی کی موجودگی میں دستار بندی ہوئی۔ آپ نے بیعت کا شرف حضرت خواجہ علامہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی سے حاصل کیا، ان سے حدیث و تفسیر اور تصوف کی کتب پڑھیں، مرتبہ کمال تک پہنچے اور خلافت سے نوازے گئے۔

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد آپ کے مرشد حرمین طیبین ہجرت کر گئے، کچھ عرصے بعد آپ حج کرنے اور مرشد کی صحبت پانے کے لیے عازم سفر ہوئے اور آٹھ ماہ میں وہاں پہنچ گئے، حج کی سعادت پائی۔ بعد حج مدینہ شریف حاضر ہوئے، یہاں آپ کا قیام ایک سال رہا، مرشد اور علمائے مدینہ سے استفادہ کیا اور مقام قطبیت پر فائز ہوئے۔ ایک سال کے بعد پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کے پیر و مرشد کو روحانی طور پر حکم فرمایا کہ ارشاد حسین کو رامپور بھیجو۔ [1] آپ نے اس حکم پر لبیک کہتے ہوئے واپسی کا سفر شروع کیا اور رامپور پہنچ گئے۔ یہاں آپ نے ملّا فقیر اخوند شاہ عبد الکریم قادری کی خانقاہ کے حجرے میں قیام فرمایا اور نو ماہ میں کامل قرآن کریم حفظ کر لیا۔ اس کے بعد ایک بیوہ سے نکاح کیا اور محلہ گھیر کئے باز خاں میں رہائش اختیار کی۔ [2]

کچھ عرصہ بعد آپ محلہ چاہ شور میں منتقل ہوگئے پھر یہیں مستقل قیام فرمایا اور خانقاہ بنائی۔ آپ صبر و قناعت کے پیکر تھے، ریاضت و مجاہدات میں مصروف رہتے، کسی سے سوال نہیں کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ کبھی کبھی فاقہ کرنا پڑتا۔ نواب کلب علی خاں کو جب آپ کے حالات کی خبر پہنچی تو انھوں نے بہت اصرار سے خانقاہ کے اخراجات ریاست سے مقرر کر دیئے، اس کے ساتھ ریاست کے امور بھی آپ کے مشورے سے سر انجام دیئے جانے لگے۔ آپ بغیر لومۃ لائم (ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے خوف ہو کر) حکم شرعی بیان کرتے اور اس معاملے میں نواب یار ؤسائے ریاست کو خاطر میں نہ لاتے۔ کچھ شرارت پسند لوگوں نے نواب صاحب کو آپ سے بدظن کرنے کی کوشش کی، نواب صاحب نے آپ کو ایک حکم شرعی تحریر کرنے

1. مولانا ارشاد حسین حیات و خدمات، ص14
2. تذکرۃ المشائخ سلسلہ ارشادیہ عنائتیہ، ص122

پر کہا کہ آپ کو ایسے مسائل میں تامل کرنا چاہئے، یہ سن کر آپ نے جواب دیا جو کچھ لکھا ہے حق ہے اور امور شرعیہ میں کسی کی رعایت قطعاً جائز نہیں۔ یہ کہہ کر آپ واپس آئے اور رامپور سے شاہ جہان پور جانے کے لیے روانہ ہوگئے، جب نواب صاحب کو پتا چلا تو آپ کو واپسی کا پیغام بھجوایا اور پھر وہ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معذرت چاہی۔

تاج المحدثین حق بات تسلیم کرنے میں کبھی پس و پیش نہ فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک فتویٰ لکھا، اس کی تصدیق کئی علماو مفتیان کرام نے کر دی۔ جب یہی استفتاء ریاست رامپور کی طرف سے دار الافتاء بریلی شریف بھیجا گیا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے خلاف فتویٰ تحریر فرمایا، نواب آف ریاست رامپور نے اس بات کو دیکھا اور حیران ہوئے، تاج المحدثین سے اس کا ذکر کیا تو باوجود شہرت وعظمت اور جلالت علمی کے آپ نے فرمایا: بریلی شریف سے فتویٰ آیا ہے، وہی درست جواب ہے۔ نواب صاحب کی حیرانگی میں مزید اضافہ ہوگیا اور کہنے لگے کہ آپ کے اس فتویٰ کی تو کئی علماو مفتیان کرام نے تصدیق کی ہے۔ اس پر آپ نے نہایت اطمنان سے فرمایا: دیگر علمانے میری شہرت کا اعتبار کرتے ہوئے ایسا کیا ہے ورنہ درست فتویٰ وہی ہے جو بریلی سے آیا ہے۔[1]

تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین فاروقی نے 1284ھ مطابق 1867ء میں اپنے گھر واقع محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) مدرسہ ارشاد العلوم رامپور قائم فرمایا، اسے بیت الارشاد اور دار الارشاد بھی کہا جاتا ہے، 1306ھ مطابق 1889ء میں باضابطہ اسے دار العلوم کی شکل دی اور 10 مارچ 1890ء کو اس کے مہتمم حضرت میاں مولانا سید خواجہ احمد رامپوری[2] مقرر فرمائے۔ آپ اس مدرسے میں خود پڑھایا کرتے تھے، آپ طلبہ پر بہت توجہ فرماتے اور دلجمعی سے پڑھاتے۔ اس کی شہرت ہوئی تو دور ونزدیک سے طلبہ آکر پڑھنے لگے۔ بلاشبہ سینکڑوں طلبہ اس مدرسے سے فیض یاب ہوئے۔ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب نے جب ابتدائی درسی کتب دہلی میں پڑھ لیں تو متوسط اور منتہی کتب پڑھنے کے لیے رامپور تشریف لے آئے۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں: پھر سندِ فقہ اور اصولِ فقہ توضیح وتلویح حضرت قطب العارفین، عمدۃ علماء الراسخین،

1 مولانا ارشاد حسین رامپوری حیات وخدمات، ص 21

2 آپ کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔

حضرت مولانا ارشاد حسین قدس سرہٗ رامپوری سے پڑھ کر اور ہدایہ حضرت مولانا عمدۃ الفضلا، زبدۃ الکملا مولانا حافظ عنایت اللہ خان رامپوری صاحب سے (جو خلیفہ اور شاگرِدِ رشید حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب قدس سرہٗ تھے) سندِ فقہ اور سندِ اصولِ فقہ وغیرہ حاصل کی۔[1]

تاج المحدثین کے دیگر مشہور شاگردوں میں سراج الفقہاء مفتی محمد سلامت اللہ نقشبندی، مولانا ریاست علی خان شاہجہانپوری، شمس العلماء ظہور حسین رامپوری، مولانا عبد الغفار نقشبندی، مولانا حکیم محمد حسنین رضا خاں، امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور مولانا عنایت اللہ خان نقشبندی وغیرہ[2] ہیں۔

تاج المحدثین کے معمولات میں تھا کہ آپ بعد نماز فجر اوراد و وظائف، حزب البحر، نماز اشراق وچاشت اور ختم امام ربانی مجدد الف ثانی سے فارغ ہو کر تدریس شروع فرماتے اور نماز عصر سے پہلے تک مصروف رہتے۔ نماز عصر کے بعد درسِ تصوف دیتے جس میں مکتوبات امام ربانی، احیاء العلوم، مثنوی شریف پڑھانے کا سلسلہ ہوتا۔ ہفتے میں دو دن منگل اور جمعرات اسباق سے چھٹی ہوتی، ان میں فتویٰ نویسی کا کام کرتے تھے۔ آپ نے زندگی بھر ہزاروں فتاویٰ لکھے، جو محفوظ رہ سکے انہیں دو جلدوں میں طبع کروایا گیا ہے۔ آپ ہر جمعہ کے بعد تفسیر قرآن کا درس دیتے جو نماز عصر سے کچھ پہلے ختم ہوتا، آپ نے 30 سال میں دو مرتبہ درس تفسیر قرآن میں ختم قرآن فرمایا۔ تصانیف میں انتصار الحق اور ارشاد الصرف مشہور ہیں۔ مذہب حقہ اہل سنت اور معمولات اہل سنت پر تحریر کی جانے والی کئی کتب پر آپ کی تصدیقات ہیں، جن میں جامع الشواہد، تحفۃ العلماء اور انوار ساطعہ شامل ہیں۔ اسی طرح آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے منیر العین سمیت پانچ رسائل پر تصدیق فرمائی۔ کفل الفقیہ کے آخر میں اعلیٰ حضرت نے آپ کا تذکرہ یوں فرمایا ہے: واقفنی علیہ ناس من کبار علماء الھند، کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالی وغیرہ۔[3]

آپ کے تینوں بیٹے مولانا احسان حسین مجددی، مولانا معوان حسین مجددی اور مولانا ریحان حسین

---

1 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص78
2 مولانا ارشاد حسین رامپوری حیات و خدمات، ص27 تا 31
3 فتاوی رضویہ مخرجہ، 17/445

مجددی عالم دین، نیک وصالح اور دین متین کی خدمت میں مصروف رہنے والے تھے۔

آپ کا وصال 15 جُمادی الاُخریٰ 1311ھ مطابق 24 دسمبر 1893ء میں ہوا۔ نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت تھی، ایسا لگتا تھا، سارا شہر جمع ہو گیا ہے۔ آپ کو محلہ کھاری کنواں رامپور (یوپی) ہند میں اپنی تعمیر کردہ مسجد سے متصل جانب مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں دفن کیا گیا، بعد میں مزار کی تعمیرات ہوئیں۔ آپ کی وفات کے بعد خانقاہ ارشادیہ کے سجادہ نشین آپ کے بھائی اور خلیفہ مولانا امداد حسین مجددی قرار پائے، آٹھ ماہ بعد آپ بھی وصال فرما گئے تو تاج المحدثین کے چہیتے شاگرد اور خلیفہ علامہ عنایت اللہ خان نقشبندی اس منصب پر فائز ہوئے، کیونکہ اس وقت آپ کے صاحبزادگان چھوٹے تھے۔ ان کی تربیت و تعلیم انھوں نے ہی کی اور خلافت سے بھی نوازا۔[1]

محمد عنایت اللہ خان مجددی رامپوری

شمس العلماء، مرشد الآفاق حضرت مولانا حافظ محمد عنایت اللہ خان مجددی 1259ھ مطابق 1843ء کو ایک معزز اور رئیس رامپوری افغان خاندان میں پیدا ہوئے، پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد حبیب اللہ خاں صاحب کو ان کے مرشد حضرت بھورے میاں کمال الدین خان رامپوری مجددی نے خوشخبری دی کہ تمہارے ہاں لڑکا ہو گا جو ماہِ کامل کی طرح اپنے انوارِ باطن سے علم کو روشن کرے گا۔ ابتدائی عمر سے ہی آپ کھیل کود سے دور رہے، چھوٹی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ فن تجوید و قراءت میں مہارت قاری عبد الرحیم چشتی رامپوری سے پائی۔ آپ قرآن کریم کی تلاوت بے تکلف اور سادہ لہجے میں کرتے تھے کہ سننے والے کو خوب کیف و سرور حاصل ہوتا تھا۔[2]

آپ نے فارسی کی کتب مولانا کریم بخش رامپوری[3] وغیرہ سے پڑھیں، طبیعت میں جذب کی کیفیت تھی اس لیے مزید نہ پڑھ سکے، والد کی کوشش کے باوجود بڑے بھائی کی طرح دیہات وغیرہ کے کام میں بھی

1 مولانا ارشاد حسین رامپوری حیات وخدمات، ص 11 تا 32... مقامات ارشادیہ و مناقب عنائتیہ، ص 306 تا 324... تذکرۃ المشائخ سلسلہ ارشادیہ عنائتیہ، ص 119 تا 129 ... تذکرہ کاملان رامپور، ص 30 تا 33

2 تذکرۃ المشائخ سلسلہ ارشادیہ عنائتیہ، ص 134، 135

3 آپ کے حالات سے آگاہی نہ ہو سکی۔

دلچسپی نہیں تھی حتی کہ آپ کی عمر 18 سال ہوگئی۔ اس سال تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری مدینہ منورہ سے رامپور آکر ملا فقیر اخوند کے مزار شریف کے حجرے میں مقیم ہوئے۔ یہ مزار حافظ صاحب کے محلہ زیارت حلقہ والی میں ہے۔ آپ ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے تاج المحدثین کی خدمت میں گئے۔ انہوں نے مسئلہ تو بتادیا لیکن درسِ نظامی کرنے کا بھی مشورہ دیا، جس پر انہوں نے کچھ پس وپیش کے بعد حامی بھر لی۔ تاج المحدثین انہیں روزانہ صرف کا ایک سبق لکھوا دیتے اور بعد میں ان اسباق کا مجموعہ مشہور کتاب ارشاد الصرف کے نام سے شائع ہوا۔ [1]

شمس العلماء نے معقول ومنقول کی اکثر کتب تاج المحدثین سے پڑھیں پھر ان کی اجازت سے چند کتب دیگر علما مثلاً علامہ حکیم عبد الکریم محب رامپوری اور مولانا ہدایت اللہ خان جونپوری سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ قدرتی طور پر آپ ذہین تھے، محنت کی عادت تھی، رات کو دو دو بجے تک مطالعہ کرتے، تاج المحدثین کو آپ پر کامل اعتماد تھا، اس لیے اپنے خاص شاگردوں کو پڑھانے کے لیے آپ کے سپرد کر دیتے، یہی وجہ ہے کہ جب امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ نے تاج المحدثین سے توضیح وتلویح پڑھی تو ہدایہ شریف پڑھانے کے لیے حافظ صاحب کے سپرد ہوئے۔ [2]

شمس العلماء نے بیعت کا شرف زمانہ طالب علمی میں تاج المحدثین سے حاصل کیا اور بعد میں خلافت سے نوازے گئے۔ حافظ صاحب اپنے استاذ اور پیر ومرشد تاج المحدثین سے دیوانہ وار محبت کرتے تھے۔ آپ کی کامل اتباع کرتے، خدمت بجالاتے، ہر وقت ساتھ رہتے۔ 32 سال یہ سلسلہ رہا۔ تاج المحدثین کے وصال کے بعد ان کے بھائی جانشین مقرر ہوئے مگر آٹھ ماہ بعد ان کا وصال ہوگیا۔ تاج المحدثین کے بچے چھوٹے اور زیر تربیت تھے، چنانچہ خانقاہ اور مدرسے کے تمام معاملات حافظ صاحب کے سپرد ہوگئے۔ [3] تاج المحدثین کے صاحبزادوں نے حافظ صاحب سے ہی علم حاصل کیا اور خلافت سے نوازے گئے، علامہ صاحب کے مریدوں اور شاگردوں کا رجوع بھی حافظ صاحب کی جانب تھا۔ آپ تدریس کے ساتھ حلقہ طریقت

1 تذکرہ مولانا حامد علی خان رامپوری، ص 131

2 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 78

3 اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باقاعدگی سے فرماتے تھے۔ آپ کے شاگردوں، مریدوں اور خلفا کی تعداد کثیر ہے۔ صاحب تذکرہ کاملان رامپور نے ان میں سے 35 کے اسماء ذکر کئے ہیں۔ (1)

زندگی کے آخری سالوں میں بوجہ نقاہت تدریس کا سلسلہ موقوف ہو گیا مگر طریقت وتربیت مریدین کے معاملات جاری رہے۔ روز کا معمول یہ تھا کہ نماز فجر کے بعد اوراد ووظائف اور نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد چائے نوش فرماتے، پھر حلقے میں شرکت کرتے جہاں ختم شریف ہوتا۔ حاضرین میں سے کوئی ایک رکوع قرآن کریم کا تلاوت کرتا، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے، آپ تلاوت کی گئی آیات کی تفسیر بیان کرتے، کبھی وعظ ونصیحت بھی فرماتے۔ حلقے کے اختتام کے بعد گھر کے سامنے بیٹھ جاتے اور عام ملاقات فرماتے۔ اس کے بعد گھر میں جاکر تلاوت قرآن کرتے۔ کھانا کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ پھر نماز ظہر کی تیاری میں مشغول ہو جاتے۔ ظہر کی نماز کے بعد گھر آتے پھر گھر کا سوداسلف لینے بازار جاتے، نمازِ عصر باجماعت ادا فرماتے اور مسجد میں تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے۔ بعد مغرب حلقے میں شرکت فرماتے، عشاء تک یہی معمول ہوتا۔ بعد عشاء کھانا تناول فرماتے پھر تلاوتِ قرآن میں مصروف ہو جاتے، آپ دن میں ایک یا دو دن میں ایک قرآن کریم ختم فرمایا کرتے تھے۔

آپ صاحب کرامات تھے، اخلاق وعادات میں سنت نبوی کے پابند تھے۔ انوار احمدیہ، مناقب عنایتیہ میں آپ کے ملفوظات میں ہے: ☆علم ظاہر، علم باطن پر مقدم ہے، پہلے علم ظاہر سیکھنا چاہئے پھر علم باطن۔ ☆ہمت والا وہ ہے جو ہر سانس میں اللہ کی یاد کرتا رہے۔ ☆حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ گنج بخش قدس سرہ العزیز اس قدر صاحبِ مرتبہ بزرگ گزرے ہیں جس کا بیان نہیں ہو سکتا، نسبت نبوت کا بہت ظہور ہے۔ ☆ہر مقام کا ذکر اس مقام کے مناسب ہوا کرتا ہے، آخر کار (زندگی کے آخری حصے) میں کثرتِ نوافل اور زیادتی تلاوت قرآن مجید موجب ترقیات ہے۔ (2)

شمس العلماء سے کئی کرامات کا صدور ہوا۔ بھرپور زندگی گزار کر آپ نے 86 سال کی عمر میں 10 ذوالحجہ 1345ھ مطابق 11 جون 1927ء کو دن تین بجے وصال فرمایا، اگلے دن نمازِ جنازہ ہوئی جس میں

(1) تذکرہ کاملان رامپور، ص270، 271
(2) مقامات عنائتیہ، ص380تا384

ہزاروں مسلمان شریک ہوئے، آپ کی تدفین رامپور کے محلہ زیارت شاہ ولی اللہ، خانقاہ عنایتیہ کے برابر والی زمین (جس کا احاطہ آپ نے اپنی زندگی میں کروادیا تھا) میں کی گئی، جہاں بعد میں مزار تعمیر ہوا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا حافظ حمایت اللہ خان رامپوری اور ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا مفتی ہدایت اللہ خان جانشین و سجادہ نشین خانقاہ عنایتیہ رامپور قرار پائے۔[1]

عبد العلی رامپوری ریاضی دان

امام المعقولات حضرت علامہ عبد العلی رامپوری ریاضی دان رحمۃ اللہ علیہ جید عالمِ دین، ماہر معقولات، نہایت بااخلاق اور منکسر المزاج تھے، ایک کتاب میں ان کا نام علامہ عبد الولی رامپوری لکھا ہے جو درست نہیں۔ آپ کی ولادت محلہ راج دوارہ رامپور میں ہوئی۔ علوم معقولات و منقولات علمائے رامپور سے حاصل کئے، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی شرف الدین رامپوری، حضرت مولانا علامہ عبد الرحیم رامپوری اور حضرت مولانا علامہ رفیع اللہ رامپوری وغیرہ شامل ہیں۔ دورہ حدیث شریف علامہ شاہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے کیا اور فارغ التحصیل ہوئے، علم طب حکیم صادق علی خاں دہلوی سے حاصل کیا۔ 1850ء تا 1885ء مدرسہ عالیہ رامپور میں مدرس رہے۔[2] اسی دوران مجاہد تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رامپور میں آئے تو ان سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے کے لیے دوانی کا حاشیہ قدیمہ پڑھنے کی سعادت پائی، مفتی نور النبی رامپوری اس وقت آپ کے ہم درس تھے۔[3]

آپ کا اوڑھنا بچھونا تدریس تھا، ایک وقت یہ بھی آیا کہ آپ مدرسہ عالیہ رامپور میں مدرسِ اول کے منصب پر فائز ہوئے۔ صاحب ذوق طلبہ کو اپنے مکان میں بھی درس دیا کرتے تھے۔ منطق، حکمت اور ریاضی کے تمام فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔[4] ریاضی تو آپ کا پسندیدہ مضمون تھا، جس میں آپ کو کمال حاصل تھا، یہی آپ کی پہچان بن گیا، آپ کی شہرت ہند بھر میں تھی، اس لیے طلبائے علم دین دور دراز سے

(1) تذکرۃ المشائخ سلسلہ ارشادیہ عنایتیہ، ص134 تا 158 ... تذکرہ مولانا حامد علی خان رامپوری، ص125 تا 144 ... تذکرہ کاملان رامپور، ص269

(2) حیات رضا کی نئی جہتیں، ص39

(3) حیات رضا کی نئی جہتیں، ص40

(4) نزہۃ الخواطر، 8/284

سفر کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے۔ آپ کی علمی استعداد بہت بلند تھی، حاضر جواب بھی تھے۔ اسی لیے طلبہ بہت مطمئن ہوتے تھے۔ آپ طلبہ کی علمی قابلیت اور ذہنی سطح کے مطابق تربیت فرماتے۔ آپ بہت مشفق اور مہربان تھے۔ تدریس کے ساتھ آپ نے فارسی حاشیہ رسالۂ قوشجیہ بھی تحریر فرمایا۔ جسے مطبع سرور قیصری رامپور نے شائع کیا ہے۔

آپ کے شاگرد کثیر ہیں، آپ خاص وعام میں مشہور تھے، ریاست کے دو نواب؛ نواب یوسف علی، نواب کلب علی اور قاضی القضاۃ ریاست رامپور مفتی عبد القادر رامپوری بھی آپ کے شاگرد ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اپنے زمانہ طالب علمی (تقریباً 1390ھ) میں رامپور میں چھ ماہ رہے اور علامہ عبد العلی رامپوری سے شرح چغمینی پڑھی۔ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری نے آپ سے معقولات کا درس لیا۔[1] امام معقولات علامہ عبد العلی رامپوری کا وصال 1303ھ مطابق 1886ء میں ہوا، محلہ راج دوارہ رامپور میں عالم ربانی علامہ غلام جیلانی رفعت خاں رامپوری کے پہلو میں دفن ہوئے۔[2]

احمد علی سہارنپوری

افضل المحدثین علامہ احمد علی محدث سہارنپوری حافظِ قرآن، عالم اجل، استاذ الاساتذہ، مُحدّثِ کبیر، فقیہ وقت اور کثیر الفیض تھے، اشاعتِ احادیث میں آپ کی کوششیں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں، آپ نے صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کی تدریس، اشاعت، حواشی اور درستیٔ متن میں جو کوششیں کیں وہ مثالی ہیں۔ آپ کی ولادت 1225ھ مطابق 1810ء کو سہارن پور کے ایک معزز انصاری قبیلے میں ہوئی۔ چھٹی پشت تک آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: مولانا احمد علی بن شیخ لطف اللہ بن شیخ محمد جمیل بن شیخ احمد بن شیخ محمد بن شیخ بدر الدین بن شیخ صدر الدین بن شیخ ابو سعید چوہڑ انصاری۔ آپ کے چھٹے دادا حضرت شیخ ابو سعید چوہڑ انصاری چشتی سہارنپوری چشتیہ صابریہ سلسلے کے مشہور شیخ طریقت حضرت عبد القدوس گنگوہی[3] رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔

---

1 سیدی ابو البرکات، ص120

2 تذکرۂ کاملان رامپور، ص228، 229

3 آپ کا تعارف مشائخ والے باب میں دیکھئے۔

افضل المحدثین کی زندگی کے اٹھارہ سال عام نوجوانوں کی طرح کھیل کود میں گزرے، پھر اللہ کے کرم سے حصول علم کی طرف متوجہ ہوئے، سہارن پور سے میرٹھ کا سفر کیا اور کچھ ہی عرصے میں مکمل قرآن پاک حفظ کر لیا۔ فارسی کی کتب بھی یہیں پڑھیں۔ پھر سہارن پور، کاندھلہ اور دہلی میں درس نظامی اور احادیث کی کتب پڑھ کر 1259ھ مطابق 1843ء میں حرمین شریفین کا سفر کیا۔ حج ادا کرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں علامہ شاہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی کی شاگردی اختیار کی اور دورہ حدیث کر کے سند واجازت حاصل کی۔ اس کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوئے، سعادت و تبرک کی نیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دربار گہربار کے قریب کچھ عرصہ مقیم رہے پھر وطن واپسی ہوئی۔[1]

حج سے واپس آکر آپ نے دہلی میں قیام کیا اور یہاں احادیث مبارکہ کی قلمی کتابوں کی تصحیح وحواشی کا کام شروع فرمایا، کتب احادیث کی اشاعت کے لیے 1262ھ میں مطبع احمدی کے نام سے پریس بھی قائم کیا۔ جس سے 1265ھ مطابق 1848ء میں جامع ترمذی، 1267ھ مطابق 1850ء میں صحیح بخاری اور 1271ھ میں مشکوٰۃ شریف کی اشاعت ہوئی۔ اس کے علاوہ فتاویٰ کا ایک مجموعہ اور قراءت خلف الامام کے موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کے بعد جنگ آزادی 1857ء کا آغاز ہوگیا، جس کی وجہ سے مطبع بھی ختم ہوگیا۔ اس کے بعد آپ اپنے وطن سہارن پور تشریف لے آئے اور اپنے گھر میں طلبہ کو درسِ حدیث دینا شروع کیا۔ یہ سلسلہ دوسال جاری رہا۔ آپ 1860ء میں ایک تاجر شیخ الٰہی بخش کے ہاں ملازم ہوگئے، یہ ملازمت کا سلسلہ دس سال سے زیادہ جاری رہا، اسی کے تحت پہلے آپ میرٹھ اور پھر کلکتہ رہائش پذیر ہوئے۔ کلکتہ میں ملازمت کے ساتھ دس سال جامع مسجد حافظ جمال دین کلکتہ میں امامت وخطابت اور نجی طور پر درس حدیث شریف پڑھانے کا سلسلہ رہا۔[2] تقریباً 1291ء مطابق 1874ء میں آپ سہارن پور آگئے اور باقاعدہ دورہ حدیث شریف کا آغاز کیا۔ آپ جید عالم دین، فقیہ زمانہ، نیک وپارسا اور محدث وقت ہونے کے ساتھ عاجزی وانکساری کے پیکر بھی تھے، اپنے کام خود بجالاتے، شاگردوں سے کوئی خدمت نہ لیتے، گھر کا سودا سلف خود لے آتے، نماز باجماعت ادا کرتے، خاموشی سے مسجد میں جاتے اور واپس

[1] نزہۃ الخواطر، 7/50 [2] تذکرہ محدث سورتی، ص 55

آجاتے، کسی قسم کا پروٹوکول پسند نہ فرماتے۔

افضل المحدثین نے اپنی زندگی کے آخری عشرے کو تدریس حدیث کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ علم حدیث کے مختلف فنون پر کامل دسترس رکھتے تھے، فقہ پر اچھی خاصی نظر تھی اور پڑھانے کا انداز بھی بہترین تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دور ونزدیک کے طلبہ دورہ حدیث کرنے کے لیے سہارن پور آتے۔ انہی طلبہ میں امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری بھی تھے آپ نے علومِ منقولات ومعقولات کی تکمیل کے بعد افضل المحدثین کے پاس سہارن پور آکر دورہ حدیث شریف کیا، قبلۂ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی سمیت بیس پچیس طلبہ شریک درس تھے، چنانچہ مفتی سید دیدار علی شاہ تحریر فرماتے ہیں: اور سندِ کتب فقہ وحدیث اور احادیث سے مسائلِ فقہیہ مطابق کرنے کی جو تمام کتب احادیث قراءۃ وسماعۃ حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب مدﷲ ظلہ العالی مسند آراء گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی اور مولانا وصی احمد صاحب مرحوم ومغفور سورتی ثم پیلی بھیتی اور تقریباً بیس پچیس طلبہ کے ساتھ حرفاً حرفاً مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری مرحوم ومغفور پر 1295ھ مطابق 1878ء میں پیش کرکے خاکسار نے حاصل کی تھی۔[1] مقدمہ میزان الادیان میں فراغت کا سال 1292ھ اور کئی دیگر کتب میں 1293ھ لکھا ہے،[2] جو درست نہیں کیونکہ مہر منیر سوانح حیات حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب صفحہ 84 اور تذکرۂ محدثِ سُورتی مطبوعہ کراچی صفحہ 69 میں حصولِ سندِ فراغت کا سال 1295ھ لکھا ہے اور راقم کے نزدیک بھی یہی درست وراجح ہے۔

حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی اس طرح بیان کرتے ہیں: میں نے جب درسی کتب کی تکمیل سے فراغت پائی تو وہ مبارک فن اور بلند وبالا علم جس کی باتیں سب سے بہترین ہوتی ہیں اس مبارک فن یعنی علم حدیث کی تحصیل کے لیے میں سید الفقہاء، علامۃ الدہر، ترجمانِ قرآن وحدیث، حافظ الوقت شیخ احمد علی محدث سہارن پوری کی خدمت میں حاضر ہوا، اللہ پاک آپ کو اپنی ظاہری ومعنوی مغفرت سے ڈھانپ لے۔ میں نے آپ سے کتب صحاح ستہ اور مؤطا امام محمد پڑھیں اور سنیں، آپ مجھ سے راضی تھے اور میں

[1] مقدمہ میزان الادیان، ص71

[2] رسائل محدث سورتی، ص28... الیواقیت المہریہ، ص118

آپ کی برکتوں سے مسرور تھا۔ آپ نے مجھے اپنی روایت کردہ اور سماعت کردہ روایات کی عام اجازت عطا فرمائی، مجھے ان کی تدریس اور نشر واشاعت میں لگ جانے کا حکم دیا اور مجھے برکت کی دعاؤں سے نواز کر رخصت فرمایا۔[1]

سراج الفقہا مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی نے علامہ احمد علی محدث سہارنپوری کے صحیح بخاری اور جامع ترمذی شریف کے حواشی کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک مضمون لکھا، اس کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں: وہ (محدث سہارنپوری) علمائے اہل سنت میں سے ہیں لیکن ہمارے لیے سند اور حجت نہیں ہیں کیونکہ اختلافی معاملات میں حق وراجح موقف بیان کرنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں لہذا جو ان کے حواشی سے استفادہ کرتا ہے اسے چاہیے کہ ان حواشی کا مطالعہ گہری نظر اور کامل غور وفکر کے ساتھ کرے تاکہ صاف باتوں کو میلی باتوں سے جدا کر سکے اور ان پر ایسا بھروسا نہ کرے جیسا لمعات، عینی اور مرقاۃ پر کیا جاتا ہے۔ یہ ہر معاملے میں نہیں ہے بلکہ انہی معاملات میں دھیان رکھنے کی ضرورت ہے جن میں خاص کر آج کے زمانے میں اہل حق اور اہل باطل کے درمیان اختلاف ہے۔ یہ میری رائے ہے اور امید ہے کہ ہمارے علمائے کرام کے نزدیک بھی یہ بات درست ہوگی۔[2]

آپ نے 6 جمادی الاُولیٰ 1297ھ مطابق 16 اپریل 1880ء کو تقریباً بہتر (72) سال کی عمر میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ آپ اپنے آبائی قبرستان متصل عید گاہ سہارنپور میں سپردِ خاک کیے گئے۔[3]

عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی

حضرت مولانا عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی کا تعلق ہند کے مشہور صوبے بہار سے ہے، آپ نے علمائے عصر سے علوم وفنون حاصل کئے۔ علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی اور قاری عبد الرحمٰن پانی پتی سے اسناد حاصل کرنے کے بعد حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ یہاں کافی عرصہ مقیم رہ کر 40 علمائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے اسناد حاصل کیں۔ تقریباً 1909ء میں دوران سفر آپ راجستھان کے ریلوے اسٹیشن باندی کوئی

---

1 مقدمہ شرح معانی الآثار، 1/5

2 صحیح البخاری مع الحواشی النافعۃ، مقدمہ، 1/37

3 حدائق حنفیہ، ص510... فقہائے ہند، ص3، 59تا64

سے گزر رہے تھے کہ ان کی ملاقات امام المحدثین علامہ سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری سے ہوئی۔ انھوں نے موقع غنیمت جانا اور ان سے قرآن وحدیث اور اسلامی علوم وفنون کی اسناد کی اجازات حاصل کیں۔ اسی سفر میں آپ وصال فرما گئے۔ سنِ وصال 1909ء یا 1910ء ہے۔

امامُ المحدثین تحریر فرماتے ہیں: پھر ایامِ قیام باندی کوئی میں مولانا عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی سے بھی جو حُسنِ اتفاق سے باندی کوئی تشریف لے آئے تھے، جملہ سلسلاتِ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اور کچھ مشکوۃ شریف سنا کر اجازتِ فقہ وحدیث ان سے بھی حاصل کی اور انہوں نے سندِ روایاتِ احادیث وفقہ چالیس اکابر علمائے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ سے حاصل کی تھی اور نیز مولانا ومقتدانا مجمع البحرین بین الطریقین حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدس سرہٗ اور مولانا عبد الرحمٰن صاحب مرحوم پانی پتی سے اور وہ ثبت بھیجنے کا وعدہ فرما گئے، جس میں تمام اکابر علمائے حرمین مکرمین کی سندیں اصحابِ کتبِ احادیث تک تھیں، مگر افسوس کہ وہ اپنے مقام تک نہ پہنچ سکے اور اثنائے راہ ہی میں انتقال فرما گئے۔[1] ان کی مزید معلومات نہ مل سکیں۔

---

[1] مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص 77، 78

باب 9: امام المحدثین کی اسانید مع تعارف راویان

اسلام میں اسانید کی اہمیت

دینِ اسلام میں علم حاصل کرنے کی بھرپور ترغیب ہے۔ اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے علمِ دین میں اضافے کی دعا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی علم حاصل کرنے کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[2] یہی وجہ ہے مسلمانوں کی ایک تعداد علم حاصل کرنے کی جستجو میں رہتی ہے، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ہمارے اسلاف نے طلب علم کے لیے نہ صرف اپنے وطن میں کوشش کی بلکہ دیگر ممالک و شہروں میں جاکر علم حاصل کیا، انہیں جب معلوم ہوتا ہے کہ فلاں مقام پر فلاں فن کے عالم موجود ہیں تو وہ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے وہاں پہنچ جاتے، ان کی صحبت میں رہ کر خوب استفادہ کرتے اور ان سے اس فن کی زبانی یا تحریری سند و اجازت حاصل کرتے، کئی بزرگوں نے ان کو اجازات، برنامج، ثبت، فہرست، مرویات، مسلسلات، مشیخات اور معاجم کی صورت میں جمع فرمایا۔

اسلام اور اسانید

اسلام میں سند کی خاص اہمیت اور مقام و مرتبہ ہے، سند سے مراد امت کا صحابہ کرام اور صحابہ کرام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کا اللہ پاک سے بالواسطہ یا بلاواسطہ دین حاصل کرنا ہے۔ سند مومن کا ہتھیار اور عالم کی سیڑھی ہے، جیسا کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سند مومن کا ہتھیار ہے۔[3] حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امور دینیہ کو بغیر اسناد کے طلب کرنے والے شخص کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو بغیر سیڑھی کے چھت پر چڑھنا چاہتا ہے۔[4] امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم

1. پ16، طٰہٰ:114
2. سنن ابن ماجہ، 1/146، حدیث:224
3. شرف اصحاب الحدیث للخطیب، ص42
4. الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب، ص393

میں بَابُ بَیَانِ اَنَّ الْاِسْنَادَ مِنَ الدِّیْنِ کے عنوان سے مستقل باب قائم کیا ہے، (1) جس سے سند کی اہمیت واضح ہوتی ہے، احادیث وفقہ کے علاوہ دیگر اسلامی علوم بھی اپنے کہنے والے کے ساتھ سند کے ذریعے قائم اور مربوط ہیں، اسی امتیازی خصوصیت کی بنیاد پر علومِ اسلامیہ کی استنادی حیثیت نہایت مضبوط ہے، اسناد کا یہ انداز صرف مسلمانوں کی خصوصیت ہے، جس سے اللہ پاک نے اس اُمت کو نوازا ہے، کسی اور امت کے ہاں اس کا تصور بھی نہیں۔

اسناد کی مذکورہ بالا اہمیت کے پیشِ نظر علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جاننا فرضِ کفایہ قرار دیا ہے۔ (2) اور امام المحدثین سند کا فائدہ یوں بیان فرماتے ہیں: مشہور کتابوں کی روایتوں کا ثبوت ہر (فقہی) مذہب کے ائمہ مجتہدین تک مثل ثبوت خبر متواتر ہے، جو یقین کا فائدہ دیتی ہے۔ لہٰذا کاتب الحروف کو یہی لازم ہوا کہ اپنی سند فقہ وحدیث کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک بلکہ جناب باری عزاسمہ تک لکھ کر دکھادے اور یہ ثابت کر دکھائے کہ ہر سنی حنفی عالم معتبر کی سند اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر پہنچتی ہے۔ (3) اس کے بعد امام المحدثین نے اپنی تمام اسناد کو تفصیلاً بیان فرمایا۔

امام المحدثین کی اسانید

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین، محدث وقت، مُسنِد العصر اور استاذ العلما تھے، آپ نے اکابر علمائے اہل سنت سے خوب استفادہ کیا، عالی اسناد حاصل کیں اور اشاعت علوم وفنون میں مصروف ہوگئے، پھر وہ وقت بھی آیا کہ آپ کا شمار بھی اکابر علمائے اہل سنت میں ہونے لگا، آپ نے جن علماو محدثین سے عُلوم اور اسناد حاصل کیں ان کی تعداد آٹھ ہے، جن کے اسمائے گرامی (نام) یہ ہیں:

(1) استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی ثم الوری

(2) تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری

(3) علامۂ وقت مولانا حافظ شاہ عنایت اللہ خان مجددی

1 صحیح مسلم، 1/19... الاسناد من الدین، ص19

2 مرقاۃ المفاتیح، 1/448، تحت الحدیث:198... الاسناد من الدین، ص30

3 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص69

(4) استاذ المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری

(5) شیخ المشائخ علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی

(6) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

(7) علامہ عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی

(8) تاج العلماء علامہ سید اولادِ رسول محمد میاں قادری مارہروی رحمۃ اللہ علیہم۔[1]

❁ امام المحدثین نے اپنی کتاب مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں جن اسناد کا ذکر کیا ہے انہیں راویوں کے تعارف کے ساتھ آنے والے صفحات میں تین فصلوں کے تحت تحریر کیا گیا ہے:

فصل 1: امام المحدثین کی اسانیدِ قرآن و قراءت

فصل 2: امام المحدثین کی اسانید احادیث

فصل 3: امام المحدثین کی اسانیدِ فقہ

[1] مزید تفصیلات کے لیے صفحہ نمبر 345 تا 336 پر دیکھئے۔

باب 9 فصل 1 : امام المحدثین کی اسانیدِ قرآن وقراءت

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ صاحب کو پانچ علما و قرا سے قرآن و قراءت کی اسانید حاصل ہیں، امام المحدثین کی پہلی قرآن کی سند 30، دوسری 27، تیسری 28 اور چوتھی 30 واسطوں سے صاحبِ قرآن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے، پانچویں سند کی مکمل معلومات نہ مل سکیں، راقم نے آنے والے مضمون میں اولاً امام المحدثین کی تحریر کردہ 5 اسناد اور اس کے بعد ان میں ذکر کردہ قرا و علما کا مختصر تعارف تحریر کیا ہے۔

پہلی سند قرآن

قرآن مجید کی سند یہ ہے جو خاکسار (امام المحدثین) نے سید اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی مدَّ اللہُ ظِلَّہٗ سے حاصل کی تھی: محمد میاں صاحب سید اولادِ رسول صاحب نے اجازت قرآن مجید حجۃ السلف والخلف حافظ حاجی سید شاہ ابو القاسم محمد اسماعیل حسن ملقب بشاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ انہوں نے اپنے برادر مکرم سید شاہ ابو الحسین احمد نوری سے۔ انہوں نے اپنے جد اکرم شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے، انہوں نے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمہ سے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے تمام قرآن مجید مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی آخِرِہٖ بروایت حفص جو عاصم سے روایت کرتے ہیں، پڑھا شیخ صالح اور ثقہ محمد فاضل سندھی سے 1154ھ میں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے اسی طرح سارا قرآن مجید پڑھا شیخ عبد الخالق شیخ القراء دہلوی سے خاص دہلی شہر میں۔ وہ فرماتے ہیں: کل قرآن میں نے ساتوں قراءتوں کے ساتھ پڑھا شیخ محمد بقری سے اور اسی طرح علامہ محمد بقری نے پڑھا شیخ القراء عبد الرحمن یمنی سے اور انہوں نے اسی طرح اپنے والد ماجد شیخ شحاذہ یمنی سے اور شیخ شحاذہ نے اسی طرح پڑھا شیخ ابو نصر طبلاوی سے اور علامہ طبلاوی نے اسی طرح پڑھا شیخ الاسلام زکریا سے۔ انہوں نے اسی طرح برہان الدین قلقیلی اور رضوان ابو نعیم عقبی سے اور ان دونوں نے ابو الخیر امام القراء والمحدثین محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب کتاب النشر سے اور انہوں نے بہت سے مشائخ اور قاریوں سے، جن کا مفصل ذکر کتاب نشر

میں کیا ہے مگر ان کا خاص طریق، جو تمام طریقوں سے ممتاز ہے، یہ تسلسل تلاوت اور قراءت اور ضبط کے ساتھ صاحب کتاب النشہ تک یہ ہے: علامہ محمد بن محمد جزری فرماتے ہیں: میں نے تمام قرآن مع کتاب التیسیر کے پڑھا شیخ امام قاضی المسلمین ابو العباس احمد بن امام ابو عبد اللہ حسین بن سلیمان بن فزارہ حنفی سے شہر دمشق میں۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تمام قرآن پڑھا اپنے والد ماجد سے۔ انہوں نے امام ابو محمد قاسم بن احمد موفق ورقی سے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے تمام قرآن مجید مع کتاب تیسیر کے بہت سے امام اور مشائخ اور قاریوں سے پڑھا۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

ابو العباس احمد بن علی بن یحییٰ بن عون اللہ الحصّار اور ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن محمد المرادی اور ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بن محمد بن نوح الغافقی، جو اندلسی ہیں، ان سب نے فرمایا کہ ہم سب نے مع کتاب التیسیر پڑھا تمام قرآن مجید امام علی ابو الحسین علی بن محمد بن ہذیل بلنسی سے۔ انہوں نے فرمایا، میں نے مع کتاب التیسیر کے ابو داؤد سلیمان بن نجاح سے پڑھا۔ فرمایا انہوں نے: میں نے پڑھا مع کتاب التیسیر کے مؤلف تیسیر امام ابو عَمرو دَانی سے۔ فرمایا انہوں نے: میں نے پڑھا کل قرآن بروایت حفص ابو الحسن طاہر بن غلبون مقری سے۔ فرمایا انہوں نے: پڑھا میں نے مع قراءت سبعہ ابو الحسن علی بن محمد بن صالح ہاشمی قادری نابینا سے بصرہ میں۔ فرمایا: میں نے پڑھا قراءت سبعہ کے ساتھ احمد بن سہل اشنانی سے۔ میں نے پڑھا فرمایا انہوں نے اسی طرح ابو محمد عبید بن الصباح سے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے پڑھا اسی طرح حفص سے۔ فرمایا انہوں نے: پڑھا میں نے اسی طرح امام عاصم سے اور عاصم نے پڑھا ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب سلمی اور زر بن حبیش سے اور حضرت ابو عبد الرحمن نے پڑھا حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضوان اللہ علیہم اجمعین سے۔ ان سب نے سرور عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت زر بن حبیش نے پڑھا فقط حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور ان دونوں حضرات نے سرور عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وجمیع امتہ وسلم سے پڑھا۔ (1)

(1) مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 79، 80

سند کی درستی سے متعلق وضاحت

مقدمہ تفسیر میزان الادیان کی مذکورہ سند میں تقریباً 8 مقامات پر تصحیح کی حاجت تھی، جو الحمد للہ کر دی گئی ہے اور ایسے تمام مقامات کی مذکورہ سند میں نشاندہی بھی کر دی گئی ہے، اس کی وضاحت ملاحظہ کیجئے:

- مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں یہاں **شیخ محمد بقری** کی جگہ شیخ احمد بقری لکھا ہے جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے فارسی ترجمہ قرآن **فتح الرحمٰن** میں آپ کی سند قراءت میں **الشیخ البقری** لکھا ہے، یہ سند جن دیگر کتب میں ہے وہاں **شیخ محمد بقری** لکھا ہے جن کا پورا نام **شمس الملت والدین شیخ ابو الاکرام محمد بن قاسم بن اسماعیل بقری** ہے، لہٰذا یہی درست ہے۔
- مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں **شحاذہ** کی جگہ **سجادہ** لکھا ہے جو درست نہیں۔
- فتح الرحمٰن میں موجود سلسلہ اسانید **شاہ ولی اللہ** اور مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں علامہ قلقیلی کا لقب **برہان** لکھا ہے مگر آپ **الشہاب السکندری** سے معروف تھے۔ (1)
- مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں یہاں **ورتی** لکھا تھا، جبکہ درست ورقی ہے۔
- مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں یہاں **الحضار** جبکہ فتح الرحمن میں الخصار تحریر ہے جبکہ درست الحصار ہے۔
- مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں یہاں **ابو عمروانی** لکھا ہے، جو کہ درست نہیں۔
- مقدمہ تفسیر میزان الادیان اور فتح الرحمن میں امام ابو الحسن طاہر کے والد کا نام **غلبون** لکھا ہے، حالانکہ غلبون آپ کے والد عبد المنعم بن عبد اللہ کے دادا ہیں۔ (2)

دوسری سند قرآن

خاکسار کاتب الحروف غفر اللہ لہ (امام المحدثین) کی دوسری سند قرآن مجید کی یہ ہے: میں نے بعض قرآن مجید اپنے شیخ طریقت واقف رموز شریعت عمدۃ الفضلاء سید الکملاء حضرت مولانا فضل رحمن صاحب نقشبندی گنج مراد آبادی قدس سرہ سے سنا۔ انہوں نے حضرت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ صاحب تفسیر عزیزی و تحفہ اثنا عشریہ سے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے۔ انہوں نے بروایت حفص حاجی صالح ثقہ محمد

(1) الضوء اللامع لاہل القرن التاسع للسخاوی، 1 / 263

(2) غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 1 / 301

فاضل سندھی سے 1154ھ میں، انہوں نے شیخ القراء عبد الخالق مرحوم سے دہلی میں، انہوں نے شیخ محمد بقری سے، انہوں نے شیخ عبد الرحمن یمنی سے۔ باقی سند، سندِ مولانا اولادِ رسول مارہروی سلمہ میں گزر چکی۔[1]

ضروری وضاحت: مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں یہاں "انہوں نے شیخ محمد بقری سے" کی جگہ "انہوں نے شیخ احمد بقری سے، انہوں (شیخ احمد بقری) نے شیخ محمد بقری سے (سند قرآن حاصل کی)۔" لکھا ہے، جو درست نہیں، کیونکہ قاری عبد الخالق صاحب نے شیخ احمد بقری سے نہیں بلکہ شیخ محمد بقری سے سند لی ہے یعنی شیخ احمد بقری کا واسطہ زائد لکھا گیا ہے۔ نیز علامہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی یہ سند وہی ہے جس کا اتصال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور علامہ محدث دہلوی نے اپنی سند قرآن یوں تحریر فرمائی ہے: قال: تلوته الی آخرہ بروایۃ حفص علی الشیخ عبد الخالق متوفی شیخ القراء بمحروسۃ دلی قال: قراءت القرآن کلہ بالقراءات السبع علی الشیخ البقری والبقری تلابھا علی شیخ القراء بزمانہ الشیخ عبد الرحمن الیمنی۔[2] معلوم ہوا کہ شیخ عبد الخالق اور شیخ عبد الرحمن یمنی کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے شیخ بقری کا اور یہاں شیخ بقری سے مراد شمس الملت والدین حضرت شیخ ابو الاکرام محمد بن قاسم بن اسماعیل بقری ہیں کیونکہ دیگر اسناد میں اس نام کی صراحت ہے۔ یہاں ایک اور مفید بات ذکر کرنا مناسب ہے کہ شیخ عبد الخالق مصری دہلوی اور شیخ احمد بقری مصری (ان کا مکمل نام شیخ ابو سماح احمد بن رجب بقری شافعی ہے) دونوں شیخ محمد بن قاسم بقری کے شاگرد ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ دنوں استاذ شاگرد نہیں بلکہ کلاس فیلو ہیں۔

تیسری سند قرآن

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سے سند قرآن حاصل کی، انھوں نے اپنے مرشد گرامی حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی سے اور انہوں نے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔[3] باقی سند، (پہلی) سند مولانا اولادِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ میں گزر چکی۔

---

1. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 81
2. فتح الرحمن بترجمۃ القرآن، ص 611
3. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 70، 78

چوتھی سند قرآن

خاکسار (امام المحدثین) اور میرے دونوں بیٹوں (سید احمد ابوالبرکات اور سید محمد احمد ابوالحسنات) نے اور اکثر اہل ریاست الور قاری قادر علی صاحب مرحوم سے، انھوں نے بقراءت سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدہ جمع الجمع تمام قرآن مجید پڑھا قاری قادر بخش صاحب مرحوم سے، انھوں نے قاری محمد مرحوم کے ساتھ ملکر قاری عبد المجید المعروف صوبہ ٔہند سے مع قراءت سبعہ پڑھا اور قاری عبد المجید نے حافظ غلام مصطفیٰ اور انہوں نے مولوی محمد گجراتی سے اور انہوں نے حافظ عبد الغفور دہلوی سے اور انہوں نے شیخ عبد الخالق سے اور انہوں نے شیخ محمد بقری سے اور انہوں نے شیخ عبد الرحمن یمنی سے اور سند عبد الرحمن یمنی رحمۃ اللہ علیہ سند اول سید اولادرسول مارہروی مرحوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک گزر چکی۔[1]

پانچویں سند قرآن

مولانا عبد الغنی مرحوم بہاری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کچھ قرآن مجید ان سے سن کر اور کچھ سنا کر خاکسار (امام المحدثین) نے سند قرآن مجید حاصل کی اور انہوں نے سند قرآن مجید حاصل کی تھی مولانا قاری عبد الرحمن مرحوم پانی پتی سے اور مولانا عبد الرحمن مرحوم پانی پتی نے بروایت حفص سارا قرآن مجید من اولہ الیٰ آخرہ پڑھا اپنے والد ماجد مولانا قاری محمد پانی پتی سے اور انہوں نے ساتوں قراءت کے ساتھ تمام قرآن مجید پڑھا تھا قاری مصلح الدین پانی پتی سے اور انہوں نے شیخ القراء قاری عبید اللہ مدنی مرحوم سے۔[2]

مذکورہ چاروں اسناد میں قدر مشترک

پہلی، دوسری اور تیسری سند مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی پر جا کر مل جاتی ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ پہلی سند میں مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی اور امام المحدثین کے درمیان چار واسطے ہیں، دوسری سند میں ایک واسطہ، جبکہ تیسری سند میں دو واسطے ہیں اور چوتھی سند پہلی تین سندوں کی طرح سات واسطوں کے بعد شیخ عبد الخالق پر جا کر پہلی تینوں سندوں سے مل جاتی ہے۔

1 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 80، 81

2 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 80

پہلی چار اسناد کے قراء اور راویوں کا مختصر تعارف

پہلی سند میں امام المحدثین اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی تک چار واسطے یہ ہیں: محمد میاں صاحب سید اولاد رسول، سید شاہ ابو القاسم محمد اسماعیل حسن ملقب بشاہ جی، سید شاہ ابو الحسین احمد نوری، شاہ آل رسول احمدی۔

دوسری سند میں امام المحدثین اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی تک فضل رحمن صاحب نقشبندی گنج مراد آبادی ایک ہی واسطہ ہیں۔ تیسری سند میں امام المحدثین اور مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی تک یہ دو واسطے ہیں: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی۔ البتہ! اس سند میں دوسرا واسطہ وہی ہیں جو پہلی سند میں چوتھے نمبر پر ہیں۔ ان تینوں سندوں میں مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی اور شیخ عبد الخالق دہلوی کے درمیان دو واسطے ہیں یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور محمد فاضل سندھی۔ اس کے بعد پہلی تینوں اسناد چوتھی سند میں شیخ عبد الخالق دہلوی پر جا کر مل جاتی ہیں، البتہ چوتھی سند میں امام المحدثین اور شیخ عبد الخالق تک سات واسطے یہ ہیں: قاری قادر علی، قاری قادر بخش، قاری محمد، قاری عبد المجید المعروف صوبہ ہند، حافظ غلام مصطفیٰ، مولوی محمد گجراتی اور حافظ عبد الغفور دہلوی۔

شیخ عبد الخالق دہلوی سے لے کر مابعد سند کچھ یوں ہے:

☆ شیخ عبد الخالق دہلوی ☆ شیخ محمد بقری ☆ عبد الرحمن یمنی ☆ شیخ شحاذہ یمنی ☆ شیخ ابو نصر طبلاوی ☆ شیخ الاسلام زکریا ☆ برہان الدین قلقیلی، رضوان ابو نعیم عقبی ☆ ابو الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری ☆ ابو العباس احمد بن امام ابو عبد اللہ حنفی ☆ امام ابو عبد اللہ حسین بن سلیمان حنفی ☆ امام ابو محمد قاسم بن احمد موفق ورقی ☆ ابو العباس احمد بن علی الحصّار، ابو عبد اللہ محمد بن سعید المرادی اور ابو عبد اللہ محمد بن ایوب الغافقی اندلسی ☆ امام علی ابو الحسین علی بن محمد بن ہذیل بلنسی ☆ ابو داؤد سلیمان بن نجاح ☆ امام ابو عَمرو دَانی ☆ ابو الحسن طاہر بن غلبون مقری ☆ ابو الحسن علی بن محمد ہاشمی قادری ☆ احمد بن سہل اشنانی ☆ ابو محمد عبید اللہ بن الصباح ☆ امام حفص ☆ امام عاصم ☆ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب سلمی اور زر بن حبیش ☆ صحابہ کرام۔

تاج العلماء، سراج العرفاء حضرت مولانا علامہ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی، عارفِ کامل حضرت مولانا فضلِ رحمٰن صدیقی گنج مراد آبادی نقشبندی قادری اور اعلیٰ حضرت،

مجدد دین وملّت، امام احمد رضا خان کا تعارف مشائخ والے باب میں دیکھئے، استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی الوری کا تذکرہ امام المحدثین کے اساتذہ والے باب میں گزر چکا ہے۔ جبکہ شیخ القراء قاری مولانا حافظ غلام محمد گجراتی دہلوی کے بارے میں کچھ بھی معلومات نہ مل سکیں۔ چنانچہ،

ان چاروں اسناد کے باقی قراء اور راویوں کا ترتیب وار مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

محمد اسماعیل حسن مارہروی

بقیۃ السلف، شاہ جی حضرت سید شاہ ابو القاسم محمد اسماعیل حسن مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 3 محرم 1272ھ کو آستانہ عالیہ مارہرہ شریف میں ہوئی، آپ حافظ قرآن، عالم دین اور شیخ طریقت تھے، سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت دیگر بزرگوں کے علاوہ حضرت شاہ سید ابو الحسین احمد نُوری رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل ہوئی، آپ نے سجادہ نشین ہونے کے بعد اپنے خاندان میں دینی تعلیم عام کرنے کی مہم شروع کی، خاندانی لائبریری اور تبرکات کی حفاظت کا اہتمام کیا جسے بعد میں اپنے جانشین تاج العلماء علامہ سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ آپ کا وصال یکم صفر 1347ھ کو مارہرہ شریف میں ہوا، آپ کو مجدد خاندانِ برکاتیہ بھی کہا جاتا ہے۔[1]

ابو الحسین احمد نوری مارہروی

سراجُ العارفین حضرت میاں صاحب مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ 19 شوال 1255ھ کو مارہرہ شریف میں پیدا ہوئے اور یہیں 11 رجب 1324ھ میں وِصال فرمایا، درگاہِ معلّٰی مارہرہ مُطَہَّرہ (ضلع ایٹہ یوپی، ہند) کے برآمدۂ جنوبی میں دفن کئے گئے۔ والد صاحب نے بچپن میں وصال فرمایا، اس لیے جدِ مکرم، خاتم الاکابر حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی نے پرورش کی اور خلافت سے بھی نوازا، آپ عالمِ دین، شیخ طریقت اور صاحبِ تصانیف ہیں۔ **سراج العوارف فی الوصایا والمعارف** آپ کی اہم کتاب ہے۔[2] یہ کتاب آپ نے 1309ھ کو فارسی میں تحریر فرمائی، اس کا موضوع تصوف ہے، اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر سید محمد امین میاں برکاتی صاحب نے کیا جسے برکاتی پبلشرز کراچی نے 1987ء میں 202 صفحات پر شائع کیا ہے۔

1 تاریخ خاندان برکات، ص57، 64

2 تذکرۂ نوری، ص146، 218، 275

آلِ رسول مارہروی

خاتِمُ الاکابر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ عالمِ باعمل، صاحبِ وَرَع و تقویٰ اور سلسلہ قادریہ رضویہ کے 37ویں شیخِ طریقت ہیں۔ آپ کی ولادت 1209ھ کو خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں ہوئی اور یہیں 18ذوالحجہ 1296ھ کو وصال فرمایا، تدفین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف، اتر پردیش ہند میں ہے۔ آپ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درسِ حدیث میں شریک ہوئے۔ صحاحِ ستہ کا دورہ کرنے کے بعد حضرت محدث دہلوی قدس سرہ سے علویہ منامیہ کی اجازت اور احادیث و مصافحات کی اجازتیں پائیں، فقہ میں آپ نے دو کتب مختصر تاریخ اور خطبہ جمعہ تحریر فرمائیں۔(1)

عبد العزیز محدّثِ دہلوی

سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علوم و فُنون کے جامع، استاذُ العلماء و المحدثین، مُفَسِّرِ قرآن، مصنّف اور مفتیِ اسلام تھے، 1159ہجری میں پیدا ہوئے اور 7شوال 1239ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک درگاہ حضرت شاہ وَلِیُّ اللہ مہندیاں، میر درروڈ، نئی دہلی ہند میں ہے۔(2) تفسیرِ عزیزی، بستان المحدثین، تحفہ اثناعشریہ اور عاجلہ نافعہ آپ کی مشہور کُتُب ہیں۔ تحفہ اثناعشریہ کا موضوع ردِّ رفض ہے، تفسیرِ عزیزی کا نام تفسیر فتح العزیز ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے، بستان المحدثین میں محدثین کے مختصر حالات دیئے گئے ہیں جبکہ فارسی زبان میں آپ کا رسالہ عاجلہ نافعہ فنِ حدیث پر ہے جس میں شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد و اجازات کو ذکر فرمایا ہے، اس کے 26صفحات ہیں، نیٹ پر فارسی نسخہ اور اس کا اردو ترجمہ موجود ہے۔

ولی اللہ احمد محدث دہلوی

محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 4شوال 1110ھ کو ہوئی

1. تاریخ خاندان برکات، ص37-46 مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص221
2. اعلام للزرکلی، 4/14... اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 11/634

اور یہیں 29 محرم 1176ھ مطابق 1762ء وصال فرمایا، تدفین مہندیاں، میر درد روڈ، نئی دہلی ہند میں ہوئی، جو درگاہ شاہ ولی اللہ کے نام سے مشہور ہے، آپ نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی، حفظ قرآن کی بھی سعادت پائی، اپنے والد سے بیعت ہوئے اور خلافت بھی ملی، والد کی رحلت کے بعد ان کی جگہ درس وتدریس اور وعظ وارشاد میں مشغول ہو گئے۔ 1143ھ میں حج بیت اللہ سے سرفراز ہوئے اور آٹھ عرب مشائخ سے استفادہ کیا، 1145ھ کو دہلی واپس آئے، آپ نے زندگی بھر حدیث پاک کا درس دیا، قوم وملت کی رہنمائی کی، آپ کا شمار ہند کی مؤثر شخصیات میں ہوتا ہے۔[1]

آپ کی تصنیف کردہ کتب میں چار کتب فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر اور مؤطا امام مالک کی دو شروحات المصفیٰ (فارسی)، المسوّیٰ (عربی) کا موضوع نام سے واضح ہے، حجۃ اللہ البالغہ میں احکام اسلام کی حکمتوں اور مصلحتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں شخصی اوراجتماعی مسائل کو بھی زیربحث لایا گیاہے، کتاب ازالۃ الخفاء رد رفض پر ہے، آپ کے رسالے الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عقائد ومعمولاتِ اہل سنت پر کاربند تھے، آپ کی تصانیف انسان العین فی مشائخ الحرمین اور الارشاد الی مہمات الاسناد آپ کی اسناد واجازات اور مشائخ کے تذکرے پر مشتمل ہیں۔

محمد فاضل سندھی دہلوی

شیخ القراء حضرت مولانا حاجی محمد فاضل سندھی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دسویں صدی ہجری میں سندھ کے ضلع نوشہرو فیروز کے علاقے سانگی کے قبیلے پنھواری میں ہوئی، آپ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کرنے کے بعد دہلی تشریف لے گئے وہاں مشائخ بالخصوص شیخ القراء حضرت شیخ عبد الخالق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فن قراءت حاصل کیا اور وہاں تدریس کا آغاز کیا، حضرت شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث دہلوی نے 1154ھ کو آپ سے فن قراءت کی تحصیل کی چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں: قال العبد الضعیف

1. الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص7 تا 11... تواریخ آئینہ تصوف، ص 217... تذکرہ علمائے ہند، ص 458 ... شاہ ولی اللہ محدث کے عرب مشائخ، ص23

ولی اللہ بن عبد الرحیم عفی عنہ: قراءت القران کلہ من اولہ الی آخرہ بروایتہ حفص عن عاصم علی الصالح الثقۃ حاجی محمد فاضل السندی سنہ 1154ھ قال: تلوتہ الی آخرہ بروایۃ حفص علی الشیخ عبد الخالق المنوفی شیخ القراء بمدرسۃ دلی۔ (1)

قادر بخش انصاری پانی پتی

فخر ہند قاری قادر بخش انصاری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ پانی پت کے انصاری خاندان میں اندازاً 1190ھ کو پیدا ہوئے، اولاً شیخ القراء قاری مصلح الدین عباسی پانی پتی (وفات 1225ھ یا 1219ھ) اور پھر صوبۂ ہند قاری عبد المجید دہلوی (وفات: 1210ھ) سے فن قراءت حاصل کیا، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (وفات: 7 شوال 1239ھ) سے دیگر علوم اسلامیہ حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے اور ان سے ہی بیعت کا شرف پایا۔ فن قراءت میں کمال حاصل تھا، لحن داؤدی کے فیضان سے فصیح اللسان تھے، تقویٰ وورع اور قناعت جیسے اوصاف سے متصف اور شہرت سے دور بھاگنے والے تھے، آپ لال قلعہ دہلی کے ان حفاظ سے تھے جو مغل شہزادوں کو پڑھاتے رہے، آپ نے علم قراءت میں ایک مختصر رسالہ التجوید تحریر فرمایا۔ آپ نے 70 سال عمر پا کر 1260ھ میں وصال فرمایا۔ (2)

عبد المجید دہلوی

صوبہ ہند قاری عبد المجید دہلوی کی ولادت تقریباً 1140ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں تقریباً 1210ھ کو وصال فرمایا، فن قراءت میں آپ کی خدمات فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ (3)

غلام مصطفی دہلوی

شیخ القراء قاری غلام مصطفی دہلوی بن شیخ محمد اکبر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ قاری عبد المجید دہلوی کے قابل شاگرد تھے، ان کی ولادت تقریباً 1100ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں تقریباً 1160ھ میں فوت ہوئے۔ (4)

(1) فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن فارسی، ص 611

(2) تذکرہ قاریان ہند، ص 219، 262 ... پانی پت کے علماء ومشائخ، ص 210... آثار الصنادید، ص 119

(3) تذکرہ قاریان ہند، ص 240

(4) تذکرہ قاریان ہند، ص 212

عبد الغفور دہلوی

شیخ القراء حضرت حافظ عبد الغفور دہلوی کی پیدائش تقریباً 1040ھ کو دہلی ہند میں ہوئی اور یہیں 1120ھ میں وفات پائی، آپ کی ذات سے شمالی ہند میں فن قراءت عام ہوا۔ (1)

نوٹ: یہاں سے چوتھی سند بھی پہلی تین اسناد کے راویوں سے مل جاتی ہے۔

عبد الخالق دہلوی

شیخ القراء عبد الخالق منوفی ازہری ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مصر کے رہنے والے تھے، آپ کی ولادت 22 ذوالحجہ 959ھ کو ہوئی اور 27 شعبان 1078ھ کو وفات پائی، مزار مبارک احمد آباد گجرات ہند میں ہے، آپ جید حافظ قرآن، بہترین قاری اور دیگر علوم کے ساتھ فن قراءت پر عبور حاصل تھا۔

آپ نے علوم اسلامیہ جامعۃ الازہر قاہرہ مصر سے حاصل کئے، پھر مغلیہ بادشاہ شاہجہاں کے دورِ حکومت (1037ھ تا 1068ھ) میں دہلی ہند تشریف لے آئے یہاں آپ کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا، عزت واکرام سے نواز کر شیخ القراء کے منصب پر فائز کیا گیا، آپ نے ہند میں فن قراءت کو عام کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی، آپ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب النشر کا قلمی نسخہ اپنے ساتھ لائے تھے، اس کی چرمی جلد 1214ھ کی بنی ہوئی اور خوبصورت ہے، یہ نسخہ حیدر آباد اسٹیٹ لائبریری میں ہے۔ (2)

محمد بقری

شیخ القراء حضرت امام شمس الدین محمد بن قاسم بقری شناوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1018ھ کو دار البقر (محلۃ الکبری، صوبہ غربیہ مصر) میں ہوئی، آپ حفظ قرآن کے بعد قاہرہ آگئے اور جامعۃ الازہر سے اسلامی علوم بالخصوص حدیث، فقہ اور تجوید وقراءت میں مہارت حاصل کی اور پھر یہیں استاذ کے منصب پر فائز ہوئے، آپ ماہر استاذ، بہترین قاری اور شافعی فقیہ ہونے کے ساتھ بہترین مصنف بھی تھے، آپ کا وصال 24 جمادی الاخریٰ 1111ھ کو ہوا۔ آپ کے اہم شاگردوں میں شیخ القراء عبد الخالق منوفی ازہری ثم دہلوی اور شیخ القراء

(1) تذکرہ قاریان ہند، ص 203، ص 178، 179... تواریخ آئینہ تصوف، ص 218

(2) امتاع الفضلاء بتراجم القراء، 2/160... تذکرہ قاریان ہند،

حضرت علامہ ابو سماح احمد بن رجب بقری شافعی ہیں۔[1] غنیۃ الطالبین ومنیۃ الراغبین فی تجوید القرآن العظیم آپ کی فنِ تجوید پر یادگار کتاب ہے جسے مختلف مطابع مثلاً المکتبۃ الازہریہ مصر نے 46 صفحات پر شائع کیا ہے۔

عبد الرحمن یمنی

شیخ القراء حضرت امام زین الدین عبد الرحمٰن بن شحاذۃ یمنی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ 975ھ کو قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے، علوم اسلامیہ والد صاحب سمیت جید علما، محدثین اور فقہا سے حاصل کئے، علم قراءت اور فقہ میں کامل مہارت حاصل کی، شیخ القراء، امام المجودین اور فقیہ عصر کے القابات سے شہرت ہوئی، ہمہ وقت درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے، حسن ظاہری اور باطنی دونوں سے مالا مال تھے، آپ کا شمار مصر کے اکابر اولیا میں بھی ہوتا ہے، آپ مالدار تاجر بھی تھے، اپنا مال طلبہ و فقرا پر دل کھول کر خرچ کرتے تھے، 15 شوال 1050ھ کو وصال فرمایا۔[2]

شحاذہ یمنی

شیخ القراء شحاذۃ یمنی شافعی مصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 910ھ میں ہوئی، آپ کا تعلق مصر کے صوبے قلیوبیہ کے علاقے کفر الیمن سے ہے، آپ حافظ و قاری قرآن، مفتی اسلام، مدرس جامعۃ الازہر تھے، آپ نے اپنے آپ کو علم قراءت کی ترویج واشاعت کے لیے وقف کیا ہوا تھا، آپ خیر واحسان، تقویٰ و پرہیز گاری اور دین میں بہت بڑے مقام پر فائز تھے۔ ادائیگی حج کے بعد مدینہ شریف حاضر ہوئے اور وہیں محرم 978ھ یا 987ھ میں وصال فرمایا، جنۃ البقیع میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب تدفین ہوئی۔

ابو نصر طبلاوی

شیخ الاسلام، ناصر الملت والدین حضرت امام ابو نصر محمد بن سالم طبلاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مرکز تلا

1 عجائب الآثار لجبرتی، 1/116... معجم المؤلفین، 3/593... سلک الدرر فی اعیان قرن الثانی عشر، جزء 4، 2/134... فوائد الارتحال، 1/528

2 خلاصۃ الاثر، 2/358... المجلۃ التاریخیۃ المصریۃ، 55، 1291/ تا 172... امتاع الفضلاء بتراجم القراء، 2/172... فوائد الارتحال، 4/583

(صوبہ منوفیہ، مصر) میں 866ھ میں ہوئی اور 10 جمادی الاخریٰ 966ھ کو آپ کا وصال ہوا، آپ بہت زیادہ عبادت کرتے، درس و تدریس میں مصروف رہتے اور اپنے وقت کو فضول ضائع نہ ہونے دیتے، خواب میں انہیں کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی، آپ علوم اسلامیہ میں کامل مہارت رکھتے تھے، علما، طلبہ اور عوام کے مرجع تھے، آپ حسن اخلاق کے مالک، عاجزی وانکساری کے پیکر اور صفات الاولیا سے متصف تھے، بلاشبہ کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا، بدایۃ القاری فی ختم البخاری اور مرشدۃ المشتغلین فی احکام النون الساکنۃ والتنوین آپ کی تصانیف ہیں۔[1] 183 صفحات پر مشتمل کتاب بدایۃ القاری کا موضوع حدیث اوراس کی اصطلاحات ہیں، دار البشائر اسلامیہ بیروت نے اسے شائع کیا ہے۔ جبکہ مرشدۃ المشتغلین کا موضوع علم تجوید ہے، یہ نون ساکن کے قواعد کے بارے میں ہے، دار الآفاق العربیہ نصر سٹی قاہرہ مصر نے اسے 190 صفحات پر شائع کیا ہے۔

زکریا انصاری

شیخ الاسلام حضرت قاضی زین الدین ابو یحییٰ زکریا انصاری الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 824ھ مطابق 1421ء کو سُنیکہ (موجودہ نام حلیہ) صوبہ شرقیہ مصر میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق 4 ذوالحجہ 926ھ مطابق 15 نومبر 1520ء کو قاہرہ مصر میں وفات پائی، تدفین قبرستان قرافہ صغریٰ میں مزار امام شافعی کے قرب میں ہوئی، آپ حافظ و قاریٔ قرآن، فقیہ شافعی، محدث کبیر، حافظ الحدیث، مصنف کتب، شارح احادیث، مؤرخ و محقق، صوفی کامل، عبادات وذکر وفکر میں رہنے والے اور دولتِ مملوکیہ کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے، جلالت علم اور خدمات کثیرہ کی وجہ سے علمانے آپ کو نویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا ہے، ساری زندگی تدریس وتصنیف میں مصروف رہے، علامہ شمس الدین رملی، علامہ عبد الوہاب شعرانی اور علامہ ابن حجر ہیتمی آپ کے ہی شاگرد ہیں۔[2] آپ کی 28 کتب میں فتح الرحمن بکشف ما یلتبس من القرآن بہترین تفسیر قرآن ہے، دارالقرآن الکریم بیروت نے اسے ایک جلد میں شائع کیا ہے

[1] امتاع الفضلاء، 2/282... کواکب السائرۃ، 2/32 ... شذرات الذہب، 8/410

[2] کواکب السائرۃ، 1/198 تا 208... النور السافر، ص 172 تا 177... شذرات الذہب، 8/174 تا 176

جس کے 638 صفحات ہیں۔تحفۃ الباری یا منحۃ الباری بشرح صحیح البخاری کو مکتبۃ الرشد نے 10 جلدوں میں شائع کیا ہے، یہ 10 شروحاتِ بخاری کا خلاصہ ہے۔منہج الطلاب فی فقہ الامام الشافعی امام نووی کی کتاب منہاج الطالبین کا خلاصہ ہے،اس کی اشاعت مختلف مطابع سے ہوئی ہے مثلاً دار البشائر نے اسے 456 صفحات پر شائع کیا ہے۔اسنی المطالب شرح روض الطالب کا موضوع فقہ ہے، شوافع کے ہاں اس کی اس قدر اہمیت ہے کہ کہا جاتا ہے کہ جس نے اسنی المطالب نہیں پڑھی تو وہ شافعی ہی نہیں، دار الکتب العلمیہ نے اسے 9 جلدوں میں شائع کیا ہے، کئی دیگر مطابع سے بھی اس کی اشاعت ہوئی ہے۔

برہان الدین قلقیلی

برہان الملت والدین حضرت امام احمد بن ابو بکر قلقیلی الشہاب السکندری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نابلس اور رملہ کے درمیانی مقام قلقیلیا کے رہنے والے تھے، آپ کافی عرصہ سکندریہ، قاہرہ اور شام میں مقیم رہے، آپ کی پیدائش 10 رمضان 757ھ میں ہوئی، آپ نے اپنے وقت کے بہترین قراء سے علم قراءت حاصل کیا، مدت دراز جامعۃ الازہر قاہرہ میں خدمت قرآن و قراءت میں گزاری، کثیر علما و قرا نے استفادہ کیا، آپ کے القابات شیخ الامام، حبر الہمام، شہاب الدین، قدوۃ الائمۃ القراء اور حامل لواء الاِقراء سے آپ کے مقام و مرتبے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کا وصال 17 ذوالحجہ 857ھ کو ہوا۔ (1)

رضوان بن محمد عقبی

امام القراء، حافظ الحدیث حضرت امام زین الدین ابو نعیم رضوان بن محمد بن یوسف عقبی شافعی کی ولادت 769ھ کو مِنیہ عُقبہ (Mit Okba، صوبہ جیزہ، مصر) میں ہوئی، آپ وہاں سے قاہرہ آگئے، دیگر علما کے ساتھ ساتھ حافظ الحدیث علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی، اس کے بعد مکہ شریف میں تین مرتبہ حج کرنے حاضر ہوئے اور یہاں کے علما سے استفادہ کیا، آپ شفقت وعاجزی وشائستگی سے مالا مال، مخلوق کو خوش کرنے والے، خوش مزاج وباوقار اور ظاہری وباطنی درستی سے متصف تھے۔ آپ کا وصال

(1) الضوء اللامع لاہل القرن التاسع للسخاوی، 1/ 263

3رجب852ھ کو قاہرہ میں ہوا۔[1]

محمد بن محمد جزری

امام القراء والمحدثین، شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد بن علی بن یوسف جزری رحمۃ اللہ علیہ 25 رمضان 751ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے، آپ کو جزری کہنے کی وجہ یہ ہے آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق جزیرہ ابن عمر نزد موصل (عراق) سے تھا۔[2] امام جزری نے دمشق، مکہ شریف اور قاہرہ میں علوم اسلامیہ کی تحصیل کی، دیگر علوم کے ساتھ قراءت سبعہ میں مہارت حاصل کی، 793ھ میں دمشق کے قاضی مقرر ہوئے، انہی دنوں میں آپ نے دار القرآن دمشق کی بنیاد رکھی، 798ھ کے بعد آپ ہرات، خراسان، اصفہان کے شہروں میں درس و تدریس میں مصروف ہوگئے، وفات 5 ربیع الاول 833ھ کو شیراز میں ہوئی اور اپنے تعمیر کردہ مدرسہ میں دفن کئے گئے، آپ علم تجوید کے امام، جلیل القدر عالم دین، مفتی اسلام، تقویٰ وورع سے متصف، مصنف کتب کثیرہ اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی علم قراءت، علم حدیث، فقہ اور تاریخ اسلام پر کثیر تصانیف ہیں، جن میں حصن حصین[3] آپ کی پہچان ہے اور اعلام پر آپ کی کتاب غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء اپنی مثال آپ ہے۔[4] اسے دو جلدوں میں دار الکتب العلمیہ نے شائع کیا ہے۔ جبکہ کتاب النشر فی القراءات العشر آپ کی فن تجوید و قراءت میں مقبول عالم تحریر ہے، جس میں فن تجوید و قراءت کی ضرورت، اہمیت، حروف کے مخارج اور ان کی صفات، علم وقوف وابتدا، ادغام کبیر وصغیر، ہمزات کے احکام و قواعد، فتح وامالہ کو بیان فرمایا، رسم الخط اور ختم قرآن جیسی ابحاث بھی اس کا حصہ ہیں، اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ صدیوں سے تجوید و قراءت کے مدارس میں بطور نصاب رائج ہے۔

احمد بن حسین حنفی

قاضی المسلمین حضرت امام شرف الدین ابو العباس احمد بن حسین بن سلیمان بن فزارہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ

---

1. شذرات الذہب، 7/410... اعلام للزرکلی، 3/27... نظم العقیان فی اعیان الاعیان، ص112
2. الضوء اللامع لاہل القرن التاسع للسخاوی، 9/255
3. اس کی تفصیل صفحہ نمبر 258 پر دیکھئے۔
4. شذرات الذہب، 7/336... الضوء اللامع لاہل القرن التاسع للسخاوی، 9/255 تا 257... اعلام للزرکلی، 7/45... النشر فی القراءات العشر، مقدمۃ الکتاب

کی ولادت 691ھ میں ہوئی اور آپ نے 19 صفر 776ھ میں وصال فرمایا، آپ اپنے والد کے جلیل القدر شاگرد تھے، طویل عرصہ دمشق کے قاضی رہے، آپ دن رات کا اکثر حصہ تدریس، قضا، افتا، عبادت اور تلاوت قرآن میں صرف فرمایا کرتے تھے۔ (1)

حسین بن سلیمان حنفی

شیخ القراء حضرت امام شہاب الدین ابو عبد اللہ حسین بن سلیمان بن فزارہ حنفی رحمۃ اللہ علیہ دمشق کے علاقے قَفَریہ کے رہنے والے تھے، آپ کی ولادت تقریباً 637ھ کو ہوئی اور 13 جمادی الاولی 719ھ دمشق میں وصال فرمایا، جبل قاسیون دمشق میں دفن کئے گئے، آپ امام الوقت، قاضی شہر، مفتی اسلام، بہترین قاری اور مرجع خاص وعام تھے۔ اپنی تمام زندگی، تدریس، افتا اور قضا میں گزاری۔ (2)

قاسم بن احمد موفق ورقی

امام علم الدین ابو محمد قاسم بن احمد بن موفق ورقی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 575ھ یا 561ھ کو مرسیہ اندلس میں ہوئی اور 7 رجب 661ھ میں وفات پائی، آپ علم نحو، قراءت، فقہ اور علم کلام میں ماہر تھے مگر علم قراءت میں درجہ امامت پر فائز تھے، آپ نے اندلس کے علاوہ مصر، دمشق اور حلب میں اپنی خدمات پیش کیں۔ (3) مشہور تصانیف میں المحصل فی شرح المفصل کا موضوع علم النحو ہے، مؤسسة الانتشار العربی لبنان نے اسے ناصر بن سعید کی تحقیق کے ساتھ 818 صفحات پر شائع کیا ہے، انٹرنیٹ پر اس کا مخطوطہ بھی موجود ہے جس کے صفحات 206 ہیں۔ جبکہ المفید فی شرح القصید نامی کتاب امام قاسم بن فیرہ شاطبی کی کتاب متن شاطبیہ (حرز الامانی ووجہ التہانی فی القراءات السبع) کی شرح ہے، یہ شرح فن علم تجوید و قراءت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بہت مفید ہے۔ الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ شریف نے اسے ایک جلد میں شائع کیا ہے۔ جو نیٹ پر پی ڈی ایف کی صورت میں موجود ہے۔

---

1. الدرر الکامنۃ، 1/125...غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 1/49...طبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ، 1/338
2. البدایۃ والنہایۃ، 18/194...الدرر الکامنۃ، 2/56...اعیان العصر واعوان النصر، 2/268
3. العبر فی خبر من غبر، 3/303...بغیۃ الوعاۃ، 2/250...غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 1/218

☆[1] احمد بن علی الحصّار

شیخ القراء اندلس حضرت امام ابو جعفر احمد بن علی بن یحیٰ بن عون اللہ الحصّار اسپین کے تاریخی شہر دانیہ (Denia) کے رہنے والے تھے، آپ کی ولادت تقریباً 530ھ میں ہوئی، جید علما سے علوم اسلامیہ حاصل کئے، اپنے شہر میں علم قراءت اور دیگر علوم اسلامیہ کی تدریس میں مشغول ہوگئے، کچھ عرصے کے بعد بلنسیہ (Valencia) شہر میں منتقل ہوگئے اور تدریس کرنے لگے، کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا، آپ باعمل عالم دین، بہترین قاری اور تقویٰ وورع کے پیکر تھے، آپ کا وصال 3 صفر 609ھ میں ہوا۔[2]

☆ محمد بن سعید المرادی

شیخ القراء حضرت ابو عبد اللہ محمد بن سعید مرادی مرسی کا تعلق یورپین ملک اسپین (Spain) کے شہر مرسیہ (Murcia) سے ہے، آپ کی ولادت 542ھ اور وفات جمعہ کی رات 21 رمضان 606ھ کو مرسیہ میں ہوئی، آپ بہترین قاری، راوی حدیث، کثیر الفیض، استاذ القراء اور جید عالم دین تھے۔[3]

☆ محمد بن ایوب غافقی اندلسی

امام الائمہ حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ایوب بن نوح غافقی بلنسی مالکی یورپین ملک اسپین (Spain) کے شہر بلنسیہ (Valencia) کے رہنے والے تھے، آپ کی پیدائش 530ھ اور وصال 6 شوال 608ھ کو ہوا، آپ علوم وفنون میں ماہر مالکی عالم دین، بہترین قاری، مفتی اسلام، مفسر قرآن، ادب عربی کے ماہر، جامع مسجد بلنسیہ کے خطیب، جود وسخا کے پیکر، اخلاق حسنہ کے مالک اور اندلس کے نابغہ عصر تھے۔[4]

---

1. راویوں اور قراء کے تعارف میں جہاں بھی ہیڈنگ میں ان کے نام سے پہلے "☆" کی علامت لگائی گئی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ یہ راوی اور قراء ماقبل راوی کے استاذ اور مابعد راوی کے شاگرد ہیں۔ جیساکہ یہاں مسلسل تین حضرات کے نام سے پہلے اس علامت سے مراد یہ ہے کہ یہ تینوں حضرات امام ابو محمد قاسم بن احمد موفق ورقی کے استاذ ہیں اور ان تینوں نے اپنے مابعد راوی امام علی ابو الحسین علی بن محمد بن ہذیل بلنسی سے اکتسابِ فیض فرمایا ہے۔
2. غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 1/84، 85... سیر اعلام النبلاء، 16/68... معرفۃ القراء، 3/1152
3. غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 2/129... الموسوعۃ المیسرۃ فی تراجم ائمۃ التفسیر... الخ، ص2098، رقم: 2930
4. غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، 2/93... الموسوعۃ المیسرۃ الخ، ص1984، رقم: 2779... سیر اعلام النبلاء، 16/69

علی بن محمد بن علی بن ہذیل بلنسی

شیخ الامام حضرت ابو الحسن علی بن محمد بن علی بن ہذیل بلنسی اسپین (یورپ) کے شہر بلنسیہ کے رہنے والے تھے، آپ کی ولادت 471ھ میں ہوئی اور 7 رجب 564ھ کو وصال فرمایا، آپ محدث وفاضل، عالم وصوفی، عابد وزاہد اور تقویٰ وورع کے جامع تھے، اپنی بہترین قراءت، عالی سند قراءت اور فن قراءت میں انہماک کی وجہ سے درجہ امامت پر فائز تھے، آپ زاہد زمانہ تھے، دن رات طلبہ میں رہنے کو پسند کرتے، کثیر صدقہ دیتے، دن کو روزہ اور رات کو قیام فرماتے۔ جب آپ کی وفات ہوئی تو جنازے میں لوگوں کا اژدھام تھا، سلطان وقت بھی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ [1]

سلیمان بن نجاح

شیخ القراء حضرت علامہ امام ابو داؤد سلیمان بن ابو قاسم نجاح اموی کے والد اندلس کے حاکم مؤید باللہ ہشام ثانی بن حکم کے غلام تھے، آپ کی پیدائش 413ھ کو قرطبہ میں ہوئی، پھر آپ دانیہ اور بلنسیہ منتقل ہو گئے، یہاں کے جید علما سے علم حاصل کرکے آپ اپنے وقت کے شیخ وامام القراء اور مفسر قرآن بن گئے، نیکی، دین، علم اور بزرگی میں آپ کا مرتبہ بہت بلند تھا، آپ کا وصال 16 رمضان 496ھ میں ہوا۔ [2] آپ کی کتابوں میں مختصر التبیین لھجاء التنزیل مشہور ہے۔ تفسیر قرآن کے موضوع پر ہے، اسے مختلف مطابع نے شائع کیا ہے، اس کی 5 جلدیں اور 1929 صفحات ہیں۔

ابو عَمرو دانی

شیخ الشیوخ حضرت امام حافظ ابن صیرفی ابو عمرو عثمان بن سعید اموی دانی مالکی کی پیدائش 371ھ کو قرطبہ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کرکے قیرَوان تشریف لائے اور چار ماہ تک یہاں علم حاصل کیا پھر مصر اور مکہ آئے اور یہاں کے علما سے استفادہ کیا، آپ نے مصر، قیروان (تیونس) اور پھر دانیہ

(1) سیر اعلام النبلاء، 15/226... معرفۃ القراء الکبار، 2/990 تا 992... شجرۃ النور الزکیۃ فی طبقات المالکیۃ، ص147

(2) سیر اعلام النبلاء، 14/216... اعلام للزرکلی، 3/137... غایۃ النہایۃ، 1/287... معرفۃ القراء، 2/862

(اندلس) میں درس وتدریس کی خدمات سر انجام دیں، آپ عالم اندلس، امام الوقت، حافظ الحدیث، مفسّر وادیب، واعظ وخطیب اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے، مگر آپ کی شہرت علوم قرآنیہ بالخصوص فن قراءت میں مہارت وتدریس کی وجہ سے ہے، آپ کا وصال دانیہ میں 15 شوال 444ھ کو ہوا، نماز جنازہ میں سلطان الوقت سمیت کثیر لوگوں نے شرکت کی۔[1] آپ کی 22 تصانیف میں التیسیر فی القراءات السبع اور جامع البیان فی القراءت السبع مشہور ہیں۔ ان کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہیں دنیا کے کئی مطابع نے شائع کیا ہے، مثلاً التیسیر کو ایک جلد میں مطبعۃ الدولہ استنبول نے 1930ء کو 266 صفحات میں شائع کیا جو انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔ اسی طرح جامع البیان کو دار الحدیث قاہرہ مصر نے 3 جلدوں میں شائع کیا ہے، جن کے کل صفحات 1584 ہیں۔

طاہر بن غلبون مقری

شیخ القراء ابو الحسن طاہر بن عبد المنعم بن عبد اللہ بن غلبون حلبی کا تعلق حلب شام سے ہے، ابتدائی تعلیم والد گرامی علامہ امام عبد المنعم حلبی سے حاصل کی، پھر عراق آکر علمائے بصرہ سے تلمذ حاصل کیا، بعد تحصیل علم والد صاحب کی علمی مسند کے جانشین بنے، پھر مصر تشریف لے گئے، بڑے بڑے علمانے آپ سے استفادہ کیا، آپ کا وصال 10 شوال 399ھ کو مصر میں ہوا۔ فن قراءت کی مستند کتاب التذکرۃ فی القراءات الثمان آپ کی تصنیف کردہ ہے۔[2] جس کا موضوع علوم القرآن اور تفسیر ہے، اس کی ایک جلد ہے اور صفحات کی تعداد 400 ہے۔ دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے شائع کیا ہے۔

علی بن محمد ہاشمی

شیخ القراء حضرت ابو الحسن علی بن محمد بن صالح ہاشمی بصری جوخانی رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے جلیل القدر مشہور علما سے تھے، آپ بہترین قاری، ثقہ راوی، صاحب معرفت تھے، آپ کا وصال 368ھ میں ہوا۔[3]

1 سیر اعلام النبلاء، 13/481تا485

2 غایۃ النہایۃ، 1/307...معرفۃ القراء، 2/698...ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری، 2/800

3 ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری، 2/750...غایۃ النہایۃ، 1/501...معرفۃ القراء، 2/618

احمد بن سہل اشنانی

شیخ القراء حضرت شیخ ابو عباس احمد بن سہل بن فیرزان اشنانی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ عالم دین، عادل راوی اور نیکی وپرہیز گاری میں مشہور تھے، آپ نے علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کی اور پھر زندگی بھر اس کی تدریس میں مصروف رہے، آپ کا شمار بغداد کے مشہور ائمہ قراءت میں ہوتا ہے، آپ کی وفات 14 محرم 307ھ کو ہوئی۔ [1]

عبید بن صباح کوفی

امام القراء حضرت شیخ ابو محمد عبید بن صباح نہشلی کوفی رحمۃ اللہ علیہ عرب کے قبیلے بنو نہشل سے تعلق رکھتے تھے، آپ کوفہ کے رہنے والے تھے پھر بغداد میں مقیم ہوگئے، آپ کا شمار امام حفص بن سلیمان اسدی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگردوں میں ہوتا ہے، آپ کا وصال 219ھ یا 235ھ میں ہوا، آپ نے بڑی احتیاط اور توجہ کے ساتھ علم قراءت حاصل کیا اور اس فن کے ائمہ میں شمار ہونے لگے، آپ بہت متقی، پرہیز گار اور صالح تھے۔ [2]

حفص بن سلیمان اسدی کوفی

حضرت امام حفص بن سلیمان اسدی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 90ھ کو بغداد میں ہوئی، آپ امام عاصم کے ربیب (سوتیلے) بیٹے تھے، انہیں سے علوم وفنون حاصل کئے اور پھر کوفہ میں ان کے جانشین ہو کر شیخ القراء کے منصب پر فائز ہوئے، بغداد اور مکہ شریف میں علم قراءت کا درس دیا، تعلیم وتلاوت قرآن میں مستغرق رہا کرتے تھے، پیشے کے اعتبار سے آپ کپڑے کے تاجر تھے، آپ کا وصال 180ھ میں ہوا، آپ قراءت امام عاصم میں زیادہ ماہر اور بڑے قاری تھے، قراءت متواترہ میں قراءت امام عاصم بروایت حفص سب سے زیادہ مشہور اور پڑھی جاتی ہے۔ [3]

1. تاریخ بغداد، 4/406...غایۃ النہایۃ، 1/59... معرفۃ القراء الکبار، 1/488
2. غایۃ النہایۃ، 1/440... معرفۃ القراء، 1/411 ...النشر فی القراءات العشر، 1/157
3. غایۃ النہایۃ، 1/229... معرفۃ القراء، 1/287...النشر فی القراءات العشر، 1/156...اعلام للزرکلی، 2/264

عاصم بن عبد اللہ کوفی

حضرت امام ابو بکر عاصم بن ابو نجود عبد اللہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کوفہ میں ہوئی، صحابی رسول حضرت حارث بن حسان بکری ذہلی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی سعادت پاکر تابعی ہونے کا شرف پایا، اسلامی علوم بالخصوص علم قراءت میں مہارت حاصل کی اور رئیس القراء کے منصب پر فائز ہوئے، امام اعظم ابو حنیفہ سمیت کئی فقہاو محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے آپ سے استفادہ کیا، قراءت امام عاصم سات قراءت متواترہ میں سے ایک ہے، آپ خوبصورت آواز میں تلاوت قرآن کرتے، کثیر وقت مسجد میں گزارتے، کثیر نوافل ادا کرتے، جمعہ کی نماز پڑھ کر نماز عصر تک مسجد میں رہتے تھے۔ آپ کا وصال 127 یا 128ھ کو کوفہ یا سماوہ (شام) میں ہوا۔ (1)

☆عبد اللہ بن حبیب سلمی

تابعی جلیل حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب سُلمی کوفی رحمۃ اللہ علیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی حضرت ابو عبد اللہ حبیب بن ربیعہ ثقفی رضی اللہ عنہ صحابی تھے، آپ نے جید صحابہ کرام کی صحبت اختیار کی، آپ نابینا مگر حافظ القراٰن، بہترین قاری، ثقہ محدث، امام القراءت اور مدرس وامام جامع مسجد کوفہ تھے، یہیں آپ نے مسلسل 40 سال فی سبیل اللہ تدریس کی، بارش میں بھی مسجد تشریف لے آتے تھے، مرض الموت میں کسی نے عیادت کی تو فرمایا: مجھے اپنے رب سے کرم کی امید ہے میں نے محض اللہ پاک کی رضا کے لیے اپنی زندگی میں آنے والے 80 رمضان المبارک کے روزے رکھے ہیں، آپ نے 74ھ کو کوفہ میں وصال فرمایا۔ (2)

☆زر بن حبیش

عظیم المرتبت تابعی، محدث، قاری قرآن حضرت ابو مریم زر بن حبیش الاَسدی کوفی واقعہ عام الفیل کے بعد پیدا ہوئے اور آپ نے جلیل القدر صحابہ کرام کی صحبت پائی اور آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے،

(1) سیر اعلام النبلا، 6/79 تا 83... تاریخ ابن عساکر، 25/220... تہذیب التہذیب، 4/131... غایۃ النہایۃ، 1/315

(2) سیر اعلام النبلا، 5/249... طبقات ابن سعد، 6/212 تا 214... تہذیب الکمال للمزی، 5/298

آپ کی ادب عربی پر گہری نظر تھی، آپ کی توثیق وجلالت پر سب کا اتفاق ہے، آپ ثقہ راوی اور کثیر الحدیث ہیں۔ آپ کوفہ میں مستقل رہائش پذیر ہو گئے تھے، واقعۂ دیر جماجم سے پہلے 122 سال کی طویل عمر میں 81 یا 82ھ میں وفات پائی۔ (1)

واقعۂ دیر جماجم شعبان 82ھ میں پیش آیا، اہل کوفہ وبصرہ سپہ سالار عبد الرحمن بن محمد بن اشعث اور اہل شام حجاج بن یوسف کی سربراہی میں مقابل آئے، عبد الرحمن کے لشکر میں کئی علما مثلاً حضرت سعید بن جبیر، حضرت عامر شعبی، حضرت عبد الرحمن ابن ابی لیلی اور حضرت کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے، یہ لڑائی کئی ماہ جاری رہی، عبد الرحمن کے لشکر کی شکست پر اس جنگ کا اختتام ہوا۔

☆ عثمانِ غنی

امیر المؤمنین ذو النورین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ سال بعد مکّۂ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اعلان نبوت کے کچھ ہی عرصے کے بعد اسلام قبول کر کے السابقون الاولون میں شامل ہوئے۔ رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح آپ سے کیا، اسی وجہ سے آپ کو ذُو النُّورین (2 نور والے) کہا جاتا ہے۔ آپ نے دو مرتبہ حبشہ اور پھر مدینہ شریف ہجرت فرمائی۔ جاہلیت میں بھی نہ کبھی شراب پی، نہ بدکاری کے قریب گئے، نہ کبھی چوری کی، نہ گانا گایا اور نہ ہی کبھی جھوٹ بولا۔ ادب، سخاوت، خیر خواہی، حیا، سادگی، عاجزی، رحم دلی، دل جوئی، فکرِ آخرت، اتباعِ سنّت اور خوفِ خدا آپ کی سیرتِ مبارکہ کے روشن پہلو ہیں۔ تلاوتِ قرآن کے عاشق ایسے کہ ایک رکعت میں ختمِ قرآن کر لیتے تھے۔ خود فرمایا کرتے تھے: اگر تمہارے دل پاک ہوں تو کلامِ الٰہی سے کبھی بھی سیر نہ ہوں۔ آپ یکم محرم 24 ہجری کو مَسندِ خلافت پر فائز ہوئے اور تقریباً بارہ سال اس عظیم منصب کے فرائض بخوبی نبھاتے رہے، آپ کے دورِ خلافت کا سب سے بڑا کارنامہ جمعِ قرآن اور تحفّظِ قرآن ہے۔ پوری اُمّت کو قرآن مجید کے ایک نسخے پر جمع فرما کر اُمّتِ مسلمہ پر احسانِ

(1) طبقات ابن سعد، 6/161...الاستیعاب، 2/131...تذکرۃ الحفاظ، 1/46

عظیم کیا اور جامعُ القرآن ہونے کا اعزاز پایا۔ آپ کو بحالتِ روزہ بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد 18 ذوالحجہ سن 35 ہجری کو شہید کر دیا گیا، آپ کا مزارِ مبارک جنّتُ البقیع میں ہے۔ [1]

☆ علی المرتضیٰ

امیرُ المؤمنین مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهُ الْکَرِیْم عامُ الفیل کے تیس برس بعد پیدا ہوئے۔ آپ 5 سال کی عمر تک والدین کی پرورش میں رہے پھر کاشانۂ نبوت کی کَفالت میں رہ کر ظاہر و باطن کو سنوارتے رہے، اسلام کی نورانی کرنیں طلوع ہوتے ہی دس برس کی عمر میں آپ کا دل نورِ ایمان سے جگمگا اُٹھا۔ کردار و عمل کی پختگی، وفاشعاری، رحم دلی، بُردباری اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے اوصاف آپ میں یکجا دکھائی دیتے ہیں۔ سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت، دانائی و حکمت اور زہد و قناعت آپ کے امتیازی اوصاف ہیں۔ منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد بھی نہایت سادہ اور عام زندگی گزارتے رہے، حکومت اور دولت آپ کی نظر میں کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی۔ رحمتِ عالم صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجتے ہوئے اپنا دستِ کرم آپ کے سینے پر رکھا اور دعاؤں سے نوازا۔ اس کے بعد تادمِ حیات آپ کو فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ خلفائے ثلاثہ کے دورِ خلافت میں جنگ، قضا، اُمورِ سلطنت، شرعی احکام اور اسلامی سزاؤں کے نفاذ جیسے ہر میدان میں آپ نے ان حضرات قدسیہ کی اپنے دُرست مشوروں اور بہترین رائے کے ذریعے مدد کی۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر مدینے میں نائبِ رسول کی حیثیت سے ٹھہرے، اس کے علاوہ ہر غزوہ میں آپ نے سینہ سِپَر ہو کر بہادری اور شجاعت کے وہ کارنامے دکھائے کہ اپنا ہو یا پرایا ہر ایک داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللّٰہ عنہا کا بابرکت نکاح 2 ہجری ماہِ صفر، رجب یا رمضان میں ہوا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللّٰہ عنہما آپ ہی کے صاحبزادے ہیں، آپ سے مروی احادیث کی تعداد 586 ہے۔ آپ 4 برس 9 ماہ چند دن منصبِ خلافت پر رونق افروز رہے۔ سن 40 ہجری میں 17 یا 19 رمضان کو فجر کی نماز کے لئے جاتے ہوئے آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو آپ زخموں

[1] معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 1/79 تا 94، 3/361... معجم کبیر، 1/77 ...اصابہ، 4/377... تاریخ ابن عساکر، 39/525 ... الریاض النضرۃ، جز3، 2/5، 33، 103...الزھد لامام احمد، ص 154، رقم: 680... سنن کبریٰ للبیہقی، 2/61، حدیث: 2374

کی تاب نہ لاکر 21 رمضانُ المبارک اتوار کی رات اپنی زندگی کے 63 سال گزار کر جامِ شہادت نوش فرماگئے، مزار مبارک نجفِ اشرف (عراق) میں ہے۔[1]

☆ابی بن کعب انصاری

سید القراء والمسلمین حضرت ابو طفیل ابی بن کعب انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں اسلام لائے، غزوہ بدر سمیت سارے غزوات میں شریک ہوئے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر مکمل اعتماد تھا اسی لیے عامل زکوۃ اور کاتب وحی مقرر فرمایا، خلافت صدیقی میں اُن صحابہ کرام کے سربراہ تھے جن کے ذمے قرآن مجید کی ترتیب و تدوین کا کام سونپا گیا، خلافت فاروقی میں درس و تدریس میں مصروف رہا کرتے، امیر المؤمنین مختلف امور میں آپ سے مشورہ فرماتے، اسی دور میں مسجد نبوی کے امام تراویح مقرر ہوئے، دورِ عثمانی میں مسلمانوں کو ایک قراءت پر جمع کرنے کے لیے صحابہ کی جو مجلس بنائی گئی اس کے نگران بھی آپ مقرر ہوئے، آپ اگرچہ مختلف علوم کے جامع تھے لیکن وہ خاص فنون جن میں آپ کو امامت اور اجتہاد کا منصب حاصل تھا، وہ قرآن، تفسیر، شانِ نزول، ناسخ و منسوخ اور حدیث و فقہ تھے، حضرت ابی کا خاص فن قراءت ہے اس فن میں ان کو اتنا کمال تھا کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور انہیں صحابہ میں سب سے بڑا قاری ارشاد فرمایا، آپ نے ایک قول کے مطابق 30ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔[2]

☆زید بن ثابت نجاری انصاری

امام الکبیر حضرت ابو خارجہ زید بن ثابت نجاری انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں پیدا ہوئے، بچپن میں ہی اسلام قبول کیا، غزوۂ خندق اور اس کے بعد کے غزوات میں شرکت کی، آپ کاتب وحی اور حافظ قرآن تھے، کئی مرتبہ والی مدینہ بنائے گئے، خلافت صدیقی میں جمع قرآن کرنے والے صحابہ کرام میں شامل

---

1. ابن ماجہ، 3/90، حدیث: 2310... طبقات ابن سعد، 2/3،257/13 تا 29... زرقانی علی المواہب، 1/449... تاریخ الخلفاء، ص132... الریاض النضرة، جز3، 2/103، 239... اتحاف السائل للمناوی، ص33

2. طبقات ابن سعد، 2/259، 3/378... اسد الغابہ، 1/78 تا 80... تہذیب الکمال للمزی، 1/318 تا 322

تھے، خلافت فاروقی میں قاضی مدینہ بنائے گئے جبکہ خلافت عثمانی میں بیت المال کے نگران مقرر ہوئے، علم قراءت، علم المیراث، علم قضا اور فتویٰ میں نہایت ممتاز تھے، حضرت زید رضی اللہ عنہ لکھنا جانتے تھے اور اپنے زمانہ کے مشہور خطاط تھے۔ آپ نے ایک قول کے مطابق 45ھ میں وصال فرمایا۔[1]

☆عبد اللہ بن مسعود

فقیہ و محدث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی پیدائش مکہ شریف میں ہوئی، آپ کا وصال 32ھ کو مدینہ شریف میں ہوا، امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی، تدفین جنت البقیع میں جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہوئی، اسلام لانے میں آپ چھٹے خوش نصیب ہیں یوں آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے، تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ نے دو مرتبہ حبشہ اور پھر مدینہ شریف ہجرت فرمائی، مؤاخات مدینہ میں آپ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بھائی بنائے گئے، 20ھ میں کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے، عہدہ قضا کے علاوہ خزانہ کی افسری، مسلمانوں کی مذہبی تعلیم اور والی کوفہ کی وزارت کے فرائض بھی ان کے متعلق تھے، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے، مسواک اٹھا کر رکھنا، جوتا پہنانا، سفر کے موقع پر کجاوہ کسنا اور عصا لیکر آگے چلنا آپ کی مخصوص خدمت تھی، آپ شوقِ علم سے مالا مال، عالم قرآن وحدیث، اسباب نزولِ قرآن وتفسیر کے کامل واقف، فن قراءت میں زبردست مہارت رکھنے والے، روایت حدیث میں وسیع معلومات اور حد درجہ احتیاط کا دامن پکڑنے والے، تقریباً 848 احادیث کے راوی، فقہ حنفی کے مؤسس وبانی، درجہ اجتہاد پر فائز، بہترین مدرس، پُر اثر واعظ ومقرر، حسن اخلاق کے مالک اور مرجع خاص وعام تھے، آپ قبیلہ بنو ہذیل سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔[2]

پانچویں سند کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس سند قرآن کے قراء کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

1. طبقات ابن سعد، 2/273 تا 276... سیر اعلام النبلاء، 4/73 تا 82... الاستیعاب، 2/111 تا 113
2. طبقات ابن سعد، 2/260 تا 262، 3/111 تا 119... اسد الغابہ، 3/394 تا 400... تذکرۃ الحفاظ، 1/16 تا 18

شاہ محمد انصاری پانی پتی

قاری شاہ محمد انصاری پانی پتی فخر ہند قاری قادر بخش انصاری پانی پتی کے منجھلے بھائی اور علامہ قاری عبد الرحمن محدث پانی پتی کے والد گرامی ہیں، علم قراءت صوبہ ہند قاری عبد المجید دہلوی اور دیگر علوم حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے حاصل کئے، انہی کی بیعت کا شرف پایا، مسائل وعقائد پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام **اتالیق الصبیان** ہے، آپ کی پیدائش 1199ھ پانی پت میں اور وفات دہلی میں 1240ھ کو ہوئی، باغ شیر افگن خان دہلی میں دفن کیا گیا۔[1]

مصلح الدین عباسی پانی پتی

شیخ القراء قاری مصلح الدین عباسی پانی پتی کی ولادت 1145ھ کو ہوئی اور 1225ھ یا 1219ھ کو وصال فرمایا، ابتدائی اسلامی تعلیم، تجوید وقراءت کے بعد پانی پت ہند سے حجاز مقدس کا سفر کیا اور مدینہ شریف میں قاری عبید اللہ مدنی سے علم تجوید اور سند قرآن وقراءت حاصل کی، واپس آکر اپنے وطن میں درس وتدریس میں مصروف ہوگئے، آپ شیخ القراء کے لقب سے ملقب ہوئے اور یہ آپ کی پہچان بن گئی۔[2]

نوٹ: اس سند میں قاری عبد الرحمن انصاری پانی پتی کا تذکرہ صفحہ نمبر 516 پر اور حضرت مولانا قاری عبد الغنی بہاری مہاجر مدنی کا تذکرہ صفحہ نمبر 152 پر دیکھئے، جبکہ شیخ القراء قاری عبید اللہ مدنی کے حالات معلوم نہ ہوسکے۔

1. پانی پت کے علماو مشائخ، ص210، 211...تذکرہ رحمانیہ، ص26
2. تذکرہ قاریان ہند، ص 217...پانی پت کے علماو مشائخ، ص210...تذکرہ رحمانیہ، ص69

باب 9 فصل 2: امام المحدثین کی اسانید احادیث

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ نے دورہ حدیث شریف افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری سے کیا، جبکہ استاذ العلماء والمشائخ علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہم سے احادیث مبارکہ اور دیگر علوم کی اسناد و اجازات حاصل کیں۔ جس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

☆امام المحدثین نے 1292ھ مطابق 1878ء میں استاذ العلماء والمحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی ثم پیلی بھیتی اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کے ہمراہ افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری سے دورہ حدیث کیا اور احادیث مبارکہ کی اجازات لیں، انھوں نے علامہ شاہ محمد اسحاق دہلوی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔

☆امام المحدثین نے اجازت حدیث لی علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی سے اور انھوں نے علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔

☆امام المحدثین نے اجازت حدیث لی امام احمد رضا سے اور انھوں نے علامہ شاہ آل رسول مارہروی سے، انھوں نے علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔

مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں ہے: مولانا شاہ عبد العزیز اپنے رسالہ عجالہ نافعہ میں اپنی سندیں اس طرح تحریر فرماتے ہیں: اس فقیر (شاہ عبد العزیز دہلوی) نے علم حدیث اور باقی جملہ علوم اپنے والد ماجد سے لیے ہیں اور بعض کتابیں حدیث کی مثلاً مصابیح و مشکوۃ و مسوی شرح موطا (جو کہ انہی کی تصنیفات میں سے ہے) و حصن حصین اور شمائل ترمذی تحقیق و تفتیش کے ساتھ قراءۃً و سماعاً ان سے حاصل کیں اور اوائل بخاری سے بھی کسی قدر بطریق درایت ان سے سنا ہے اور صحیح مسلم اور دیگر کتب صحاح ستہ کو غیر منتظم طریق پر بدیں نوع ان سے سنا ہے کہ دوسرے طلبا آپ کی خدمت میں پڑھتے تھے تو یہ فقیر بھی حاضر رہتا اور ان کی تحقیقات و تنقیحات کو سنتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ خدا کے فضل و کرم سے ادراکِ دقائق اسانید و معانی احادیث میں کافی

سمجھ اور ملکہ حاصل ہو گیا۔ بعد ازاں آپ کے قابل اعتماد احباب شاہ محمد عاشق پھلتی و خواجہ محمد امین ولی اللہی سے بطورِ رسم اجازت بھی حاصل کی اور شاہ محمد عاشق پھلتی سماع و قراۃ میں شیخ ابو طاہر قدس سرہ اور دیگر مشائخ محترم سے شریک اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق تھے اور حضرت شاہ صاحب (شاہ ولی اللہ) بعض حدیث کی کتابیں مثل مشکوۃ و صحیح بخاری پر پہلے اپنے ملک میں اپنے والد بزرگوار (شاہ عبد الرحیم) کے حضور میں عبور کر کے بطریق درایت ان سے یہ علم حاصل کر چکے تھے اور آپ (شاہ عبد الرحیم) کی سند محمد زاہد مرحوم کے واسطے سے ملا جمال الدین دوانی تک پہنچتی ہے اور آپ کی حدیث کی سند انموذج العلوم کی ابتدا میں مفصل مذکور ہے اور فقیر (شاہ عبد العزیز) کے والد بزرگوار (شاہ ولی اللہ) نے حاجی محمد افضل صاحب سیالکوٹی سے بھی اجازت حاصل کی تھی، جو کہ ان ممالک میں صاحب سند تھے، ان کی سند بھی آپ کے رسائل میں مذکور ہے۔

بالآخر والد ماجد بزرگوار نے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں اجلہ مشائخ حرمین شریفین سے اس علم کی بالاستیعاب تکمیل کی اور آپ نے زیادہ تر استفادہ حضرت **شیخ ابو طاہر مدنی** قدس سرہ سے کیا جو اس علم میں اپنے زمانے کے یگانہ و فرید العصر تھے (رحمۃ اللہ علیہ و علی اسلافہ و مشائخہ) اور یہ عجب حسن اتفاقات سے ہے: **شیخ ابو طاہر** قدس سرہ صوفیائے کرام و عرفائے عظام کے واسطے سے شیخ زین الدین زکریا انصاری تک مسلسل سند رکھتے ہیں کہ انہوں (شیخ ابو طاہر) نے سند حاصل کی تھی اپنے باپ شیخ ابراہیم کُردی سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد شناوی [(1)] سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ عبد القدوس شناوی [(2)] سے۔ نیز **شیخ ابو طاہر** نے شیخ محمد بن ابی الحسن بکری اور شیخ محمد بن احمد رملی اور شیخ عبد الرحمن بن عبد القادر بن فہد سے بھی استفادہ حاصل کیا، ان سب جلیل القدر مشائخ اور عارفین باللہ سے کسب علم کیا ہے اور شیخ عبد القدوس نے شیخ ابن حجر مکی اور شیخ عبد الوہاب شعراوی سے سند حاصل کی اور ان دونوں بزرگوں نے شیخ الاسلام زین

(1) مقدمہ تفسیر میزان الادیان صفحہ 72 پر شناوی لکھا ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے، درست شناوی ہے۔

(2) شیخ احمد شناوی کے والد شیخ عبد القدوس شناوی نہیں بلکہ ان کے والد شیخ علی بن احمد بن عبد القدوس شناوی ہیں یعنی شیخ عبد القدوس شناوی آپ کے والد کے دادا ہیں۔

الدین زکریا انصاری سے استفادہ کیا اور شیخ محمد بن بکری نے اپنے والد عارف باللہ ابو الحسن بکری سے اور انہوں (ابو الحسن بکری) نے شیخ زین الدین زکریا سے اور ایسے ہی شیخ محمد رملی نے اپنے باپ (شیخ احمد رملی) سے اور انہوں نے زین الدین زکریا سے تحصیل علم کیا ہے، لیکن شیخ عبد الرحمن بن عبد القادر بن فہد نے اپنے چچا جار اللہ بن فہد سے اور انہوں (جار اللہ) نے شیخ جلال الدین سیوطی سے استفادہ کیا ہے۔

اور **شیخ ابو طاہر** قدس سرہ نے شیخ حسن عُجَیمی سے بھی استفادہ کیا ہے اور شیخ حسن عُجَیمی شیخ عیسی مغربی کے شاگرد تھے اور وہ شیخ محمد بن العلاء بابلی کے اور وہ شیخ سالم سنہوری کے اور سالم نے شیخ نجم الدین غیطی سے علم حاصل کیا اور نجم الدین غیطی نے شیخ الاسلام زین الدین زکریا انصاری سے استفادہ کیا، اور شیخ عیسیٰ مغربی کئی واسطوں سے شیخ جلال الدین سیوطی کے شاگرد ہیں۔ اور **شیخ ابو طاہر** نے شیخ احمد نخلی سے بھی علم حاصل کیا جو اپنے زمانے میں مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے عالم تھے اور شیخ احمد نخلی نے سلطان مزاحی سے اور انہوں نے شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی سے، اور انہوں نے شیخ محمد مقدسی سے، اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے تحصیل علم کیا۔ اور حضرت **شیخ ابو طاہر** نے شیخ عبد اللہ بن سالم بصری سے بھی علم حاصل کیا تھا اور وہ شیخ احمد نخلی کے ہمعصر تھے اور شیخ احمد نخلی کے اساتذہ سے بھی تلمذ رکھتے تھے۔ اور **شیخ ابو طاہر** نے شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی سے بھی تحصیل علم کیا۔

الغرض ان عزیزوں میں سے ہر ایک نے دو یا تین واسطوں سے بہت سے طرق پر اسناد حاصل کیا اور ان کا شجرہ شیخ زین الدین زکریا، شیخ جلال الدین سیوطی، شمس الدین سخاوی، عبد الحق سنباطی اور سید کمال الدین محمد بن حمزہ حسینی تک پہنچتا ہے اور ہر ایک ان میں سے صاحب سند اور اپنے وقت کا حافظ تھا اور ان کی تصنیفات ملکوں میں جاری وساری اور ان کی اسانید اکناف وآفاق عالم میں مشہور ومعروف ہیں۔ (1)

مذکورہ سندِ حدیث کے راویوں کا مختصر تعارف

اس سند کے راویوں میں سے سِراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی، افضل المحدثین علامہ

(1) مقدمہ تفسیر میزان الادیان، 71... عجالہ نافعہ، ص17

احمد علی سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ باقی راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیے:

محمد عاشق پُھلتی

آپ کی ولادت 10 رمضان 1110ھ کو ہوئی اور 30 محرم 1176ھ کو دہلی میں وفات پائی، تدفین والد ماجد کے پہلو میں درگاہ شریف پھلت (ضلع مظفر نگر یوپی، ہند) میں کی گئی، آپ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے ماموں زاد بھائی، برادرِ نسبتی، سمدھی، بچپن کے دوست، شاگرد اور خلیفہ تھے، آپ نے علم دین اپنے خاندان کے علما سے حاصل کیا، 1143ھ کو حج کے لیے حجاز مقدس کا سفر کیا سات ماہ یہاں رہے اور علمائے عرب سے استفادۂ علمی کے بعد مختلف اسناد سے نوازے گئے۔[1] القول الجلی فی ذکر آثار الولی آپ کی فارسی تصنیف ہے جس میں آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی، ملفوظات، مکشوفات اور کرامات کو جمع فرمایا ہے، مولانا حافظ تقی انور علوی نے اسے اردو قالب میں منتقل کیا ہے، اس ترجمے کے کل صفحات 656 ہیں، اسے مسلم کتابوی لاہور نے جون 1999ء میں شائع کیا ہے۔

محمد امین ولی اللہی کشمیری

خواجہ محمد امین ولی اللہی کشمیری کی پیدائش کشمیر میں ہوئی، تجارت کی غرض سے لاہور پھر شاہجہاں آباد (یوپی، ہند) آگئے، خواجہ محمد ناصر نقشبندی (خلیفہ خواجہ محمد زبیر سرہندی) کی صحبت سے دین کی طرف راغب ہو گئے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے علوم اسلامیہ حاصل کئے، آپ درجہ ولایت پر فائز اور اپنے مرشد کے معتمد تھے، مرشد کی وفات کے بعد بھی دہلی میں ہی رہے، وفات 1187ھ میں ہوئی۔[2]

محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی

شاہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی کی پیدائش ذوالحجہ 1197ھ مطابق 1782ء دہلی میں ہوئی، یہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نواسے، شاگرد اور جانشین تھے، پہلے دہلی پھر مکہ شریف میں تدریس

1 القول الجلی فی ذکر آثار الولی، 64، 80، 653۔ ان کے احباب، ص18

2 القول الجلی فی ذکر آثار الولی، 598 تا 608...شاہ ولی اللہ اور

کرتے رہے، وفات رجب 1262ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور جنت المعلّٰی میں دفن کئے گئے۔[1] آپ کی کتب مسائل اربعین اور مأۃ مسائل کے بارے میں دو مؤقف پائے جاتے ہیں:

☆پہلا مؤقف یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں انہیں کی ہیں اور یہ شاہ اسماعیل دہلوی کی فکر سے متاثر تھے اور عقائد و معمولات اہل سنت کے پابند نہ تھے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی کتاب مسائل اربعین کا رد انہیں کے شاگرد شیخ المشائخ علامہ شاہ احمد سعید دہلوی مہاجر مدنی نے تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین لکھ کر کیا اور ان کی روایت حدیث کو بھی بیان کرنا ترک کر دیا۔[2] اسی طرح ان کی دوسری کتاب مأۃ مسائل کا رد سیف اللہ المسلول علامہ شاہ فضل رسول بدایونی نے تصحیح المسائل کے نام سے کیا جس میں صراحت ہے کہ یہ انہیں کی تصنیف ہے۔[3]

☆دوسرا مؤقف یہ ہے کہ علامہ شاہ اسحاق دہلوی سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نواسے، شاگرد و مرید اوران کے وصال کے بعد ان کی مسند تدریس و تعلیم کے جانشین و خلیفہ اور عقائد و معمولات اہل سنت کے پابند تھے۔یہ دونوں کتابیں آپ کی نہیں بلکہ آپ کے بُرے (بدعقیدہ) تلامذہ نے اپنے باطل عقائد و نظریات کے فروغ کے لیے آپ کی جانب منسوب کیں چنانچہ یادگار اسلاف مولانا محمد علیم الدین نقشبندی تحریر فرماتے ہیں: اول الذکر (علامہ شاہ محمد اسحاق دہلوی) کے نام ایسی کتابیں منسوب کی گئیں جو ان کی تالیف وترتیب نہ تھیں اور مشہور کر دیا گیا کہ مسائل اربعین فی بیان سنۃ سید المرسلین اور مأۃ مسائل ان کی تالیف کردہ کتابیں ہیں۔جب کہ ان کا متن ان کے اس دعوے کی تکذیب کرتا ہے۔[4]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی پہلی سند

عبد الرحیم دہلوی

حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم دہلوی کی ولادت 1054ھ میں پھلت (ضلع مظفر نگر یوپی، ہند) میں ہوئی اور وصال 12 صفر 1131ھ کو دہلی میں فرمایا، آپ جید عالم دین، ظاہری و باطنی علوم سے آگاہ، صوفی بزرگ اور

1 حیات شاہ اسحاق محدث دہلوی، ص18، 33، 77
2 الفیض الملک المتعالی، 1/118
3 تصحیح المسائل فارسی، ص3
4 تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین، ص8

محدث وقت تھے، علمِ فقہ میں بھی عبور رکھتے تھے، فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں بھی شامل رہے، کئی سلاسل کے بزرگوں سے روحانی فیضان حاصل کیا، سلسلہ قادریہ، سلسلہ نقشبندیہ، سلسلہ ابوالعلائیہ اور سلسلہ چشتیہ قابل ذکر ہیں۔[1]

محمد زاہد ہروی

حضرت میر محمد زاہد ہروی ہند کے ایک اہل ثروت علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، والد علامہ قاضی محمد ہروی سلطنت مغلیہ کے لشکر شاہی کے قاضی، جید عالم دین اور صاحب تصنیف تھے، ابتدائی علوم اسلامیہ ان سے حاصل کئے، پھر علمائے کابل، توران اور لاہور سے استفادہ کرکے منقول و معقول میں ماہر ہو کر بارہویں صدی کے علماوفقہا میں شمار ہونے لگے، آپ بھی سلطنت مغلیہ کے کئی عہدوں مثلاً وقائع نگاری، محتسب لشکر شاہی اور صدارتِ کابل پر فائز رہے، پھر سلطنت کے عہدوں سے مستعفی ہو کر درس و تدریس اور تصنیف کی طرف متوجہ ہوگئے، بشمول مولانا شاہ عبد الرحیم دہلوی کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا، آپ کی کتب میں حاشیہ شرح مواقف امور عامہ، حاشیہ شرح تہذیب علامہ دوانی، حاشیہ رسالہ تصور و تصدیق از علامہ قطب الدین رازی[2] یادگار ہیں، آپ کا وصال 1101ھ مطابق 1690ء کو کابل میں ہوا۔[3]

محمد فاضل بدخشی لاہوری حنفی

آپ مشہور محدث وفقیہ علامہ عین القضا ہمدانی کے خاندان سے ہیں، آپ روستان نزد بدخشان (افغانستان) کے رہنے والے تھے، آپ نے اپنے علاقے کابل، توران اور لاہور کے علما سے علم حاصل کیا، تحصیل علم کے بعد ہند آکر مغل بادشاہ جہانگیر سے ملاقات کی، بادشاہ آپ سے متاثر ہوا اور پنجاب کی صدارت پر فائز کیا، لشکر کا امیر عدل بھی مقرر کیا، تقریباً 1044ھ میں آپ اس عہدے سے مستعفی ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہوگئے، آپ علامہ دہر اور فاضل لاہور تھے کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال 1050ھ

(1) انفاس العارفین، ص 21، 22، 198
(2) میر زاہد ہروی کی یہ تینوں کتب حواشی ثلاثہ کہلاتی ہیں، جو عرصہ دراز سے ہند کے مدارس میں نصاب کا حصہ ہیں۔
(3) حدائق حنفیہ، ص 448... تذکرہ علمائے ہند، ص 366، 367

کولاہور میں ہوا اور یہیں تدفین ہوئی۔ (1)

یوسف بن محمد قرباغی

استاذ الکل حضرت مولانا ابو الفضل یوسف بن محمد کوسج قرباغی محمد شاہی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین، متکلم و محقق، صاحبِ تصانیف، استاذ العلماء اور اسلامی شاعر تھے، آپ کا وصال 1035ھ میں ہوا۔ (2) آپ نے کئی کتب تصنیف کیں۔ مثلاً تتمہ حواشی فی ازالۃ الغواشی، حاشیہ قراباغی علی اثبات واجب، حاشیہ قراباغی علی شرح عقائد ملا جلال، ہشت بہشت فی معرفۃ النفس، شرح رسالۃ اثبات الواجب اور شرح الرسالۃ الحنفیۃ لمحمد حنفی۔

مرزا جان حبیب اللہ باغنوی

شمس الملت و الدین حضرت علامہ مرزا جان حبیب اللہ بن عبد اللہ باغنوی شیر ازی حنفی کا تعلق شیر از (صوبہ فارس، ایران) کے محلے باغنو سے ہے، ایک قول کے مطابق یہ دہلی میں بھی رہے، جید عالم دین، متکلم واصولی اور فن منطق میں ماہر تھے، آپ نے کئی کتب اور حواشی لکھے، آپ کا وصال 994ھ میں ہوا۔ گیارہ سے زائد کتب وحواشی میں حاشیہ شرح مختصر الاصول اور حاشیہ شرح مختصر ابن حاجب بھی ہیں۔ (3) یہ دونوں عربی میں ہیں، ان کے مخطوطے ایران کے کتب خانہ مجلس شوریٰ اسلامی میں محفوظ ہیں، اول الذکر کا نمبر IR11353 اور ثانی الذکر کا نمبر IR28216 ہے۔

جمال الدین محمود شیر ازی

ملا جمال الدین محمود شیر ازی حنفی کا شمار مشہور فضلا میں ہوتا ہے، 908ھ میں جب شیر از پر صفوی حکومت قائم ہوئی تو آپ حرمین شریفین چلے گئے، حج کرنے کے بعد گجرات (ہند) آگئے، وہاں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد آگرہ میں آکر مقیم ہوگئے، یہیں حضرت شاہ رفیع الدین محدث اکبر آبادی کی صحبت اختیار کی، وصال 999ھ میں ہوا، آپ صاحب تصنیف بھی ہیں۔ (4) حاشیہ اثبات الواجب جدید، حاشیۃ القدیمہ،

(1) نزہۃ الخواطر، 5/415... فقہائے ہند، 4/467
(2) معجم المؤلفین، 4/181، رقم: 18526
(3) ہدیۃ العارفین، 5/262... اعلام للزرکلی، 2/167
(4) ثلاث رسائل ملا جلال الدین دوانی، مقدمہ، ص 23... نزہۃ الخواطر، 4/71

شرح المطالع اور شرح التجرید آپ کی کتب ہیں۔

جلال الدین دوانی

محقق دوانی حضرت علامہ جلال الدین محمد بن اسعد الدین صدیقی شافعی کی پیدائش 830ھ کو موضع دوان نزد کازرون (صوبہ فارس، ایران) میں ہوئی، یہیں 9 ربیع الاول 908ھ یا 918ھ کو وصال ہوا۔ والد گرامی اور دیگر علما سے علوم اسلامیہ حاصل کئے، کئی شہروں کا سفر کیا، کازرون کے قاضی بنائے گئے، زندگی بھر درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے، آپ نے فقہ، اصول، کلام، فلسفہ اور تفسیر میں 84 کتب و حواشی تحریر فرمائے، مشہور کتب میں آپ کے چار رسائل (انموذج العلوم، تفسیر سورۃ الکافرون، شواکل الحور، شرح کتاب ہیاکل النور سہروردی) مجمع البحوث الاسلامیہ مشہد ایران نے اکٹھے 1411ھ میں شائع کئے، ان کے 340 صفحات ہیں، ان رسائل میں انھوں نے کئی علوم، تفسیر قرآن، حدیث و اصول حدیث، فقہ واصول فقہ، اصول الدین، طب، تفسیر، ہندسہ، ہیئت، منطق اور الار ثماطیقی پر لکھا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق المعروف اخلاق جلالی بھی کافی مشہور ہے، یہ فارسی ادب کا شاہکار ہے، اخلاق حسنہ پر مشتمل اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: (1) تہذیب الاخلاق (2) تدبیر منزل (3) تدبیر شہر اور رسوم بادشاہی۔ اسے 1891ھ کو 354 صفحات پر لکھنؤ سے شائع کیا گیا ہے۔ بلاشبہ آپ فقیہ شافعی، حاذق حکیم، متکلّم و منطقی، مفسر و محقق اور ادیب و شاعر تھے۔ (1)

سعد الدین تفتازانی

علامہ سعد الدین اسعد صدیقی تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق موضع دوان نزد کازرون (صوبہ فارس، ایران) سے ہے، آپ محدث اور جامع المرشدی کازرون کے استاذ تھے، آپ نے علم تفسیر اور حدیث علامہ شرف الدین عبد الرحیم صدیقی اور علامہ شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد جزری سے حاصل کیا، آپ ایک عرصے تک علامہ سید شریف جرجانی کی صحبت میں رہے، مشہور زمانہ محقق علامہ جلال الدین محمد دوانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے

(1) اعلام للزرکلی، 6/32 ... البدر الطالع، 2/130 ... الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، 7/133

ہی صاحبزادے اور شاگرد ہیں۔[1]

عبد الرحیم صدیقی جرہی شیرازی

شرف الملت والدین حضرت شیخ ابو فضائل عبد الرحیم صدیقی جرہی شیرازی شافعی کے آباؤ اجداد کا تعلق جرہ نزد کازرون (صوبہ فارس، ایران) سے ہے۔ آپ کی ولادت 3صفر744ھ کو شیراز (ایران) میں اور وصال 17صفر828ھ کو لار(Lar، صوبہ فارس، ایران) میں ہوا، حفظ قرآن کے بعد آپ نے عرب وعجم کے کثیر علما سے استفادہ کیا، آپ محدث، متکلم، صاحب تصوف اور کثیر الفیض بزرگ تھے، شیراز، عراق، مصر، شام اور فلسطین کے علما آپ سے مستفیض ہوئے، آپ عبادت و تلاوت میں کثرت کرنے، نفلی روزے رکھنے اور پنج وقتہ باجماعت نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرنے میں حریص تھے۔[2]

علی بن علی بن مبارک شاہ ساوجی

علامہ عصر، امام الملت والدین، ابو مکارم علی بن علی بن مبارک شاہ صدیقی ساوجی شافعی کا تذکرہ مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: علامہ عصر امام الدین مبارک شاہ ساوجی صدیقی، یعنی آپ اور آپ کے والد کا نام ذکر نہیں کیا گیا، حالانکہ آپ کا نام اور نسب یہ ہے: علی بن علی بن مبارک شاہ بن ابی بکر بن مسعود بن محمد بن مسنونہ حفید امام الدّین ابی محمد وابی المکارم بن شہاب بن الملک الشرف الصّدیق البکریّ الساوجی النیریزی ثمّ القزوینی الشیرازی الشافعی ۔ جس دن آپ کی پیدائش ہوئی اسی دن آپ کے والد صاحب انتقال فرماگئے اس لیے آپ کا نام والد صاحب کے نام پر علی رکھ دیا گیا۔[3]

الضوء اللامع میں آپ کی تاریخ پیدائش 766ھ لکھی ہے جبکہ ثلاث رسائل ملاجلال الدین دوانی، انموذج العلوم، صفحہ 275 کے حاشیے میں 709ھ لکھی گئی ہے اور یہی درست معلوم ہوتی ہے کیونکہ انھوں نے صاحب مشکوۃ علامہ محمد عبد اللہ خطیب تبریزی سے سماعت حدیث کر کے مشکوۃ المصابیح کی اجازت لی اور خطیب تبریزی کا سن وفات 737ھ یا 741ھ ہے، اگر آپ کی ولادت 766ھ درست تسلیم کی جائے تو پھر

1. ثلاث رسائل ملا جلال الدین دوانی، انموذج العلوم، ص275
2. الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، 4/180، 181
3. الضوء اللامع، حرف العین المہملۃ، 5/262

دونوں کا زمانہ ایک نہیں رہے گا، جب زمانہ ایک نہیں ہو گا تو پھر سماعت حدیث کو درست کیسے تسلیم کیا جا سکے گا۔ البتہ! اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ رجب 841ھ کو 75 سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا، آپ نے علم دین کے حصول اور سماعت حدیث کے لیے دمشق، مصر اور حجاز مقدس کا سفر کیا، پھر واپس آکر شیراز میں تدریس میں مصروف ہو گئے۔

آپ کی علمیت کا اندازہ آپ کے القابات سے لگایا جا سکتا ہے جو علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانی نے اپنی کتاب انموذج العلوم میں ذکر کئے ہیں، مثلاً آپ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الامام العلامة المقدام الفهامة ناقد الاحاديث النبوية ناصر السنة السنية المصطفوية، محى آثار سيّد المرسلين فى عصره و مطاع السلاطين فى دهره امام الملة والدين ابى المكارم الخواجا شيخ على بن مبارك شاه الصديقى الساوى قدس الله روحه۔ [1] آپ جامع معقول و منقول، مفتی علاقہ، صاحب تقویٰ و کرامت اور ذکر و فکر میں مشغول رہنے والے تھے۔ [2]

احمد بن علی ابن حجر عسقلانی

شیخ الاسلام، عمدۃ المحدثین، شہاب الدّین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی کی ولادت 773ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 28 ذوالحجہ 852ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین قرافہ صُغریٰ میں ہوئی۔ آپ حافظُ القرآن، محدثِ جلیل، استاذُ المحدثین، شاعرِ عربی اور 150 سے زائد کُتُب کے مصنف ہیں۔ آپ کی تصنیف فتح الباری شرح صحیح البخاری کو عالمگیر شہرت حاصل ہے۔ [3]

آپ نے اسے 817ھ میں لکھنا شروع فرمایا اور رجب 842ھ میں مکمل فرمایا، علمانے اس کے بارے میں لکھا کہ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، مختلف مطابع نے اسے شائع کیا ہے، دار طیبہ ریاض کی اشاعت میں اس کی 15 جلدیں ہیں۔

---

1. ثلاث رسائل للدوانی، انموذج العلوم، ص275
2. الضوء اللامع، 5/262 ... ثلاث رسائل ملاجلال الدین دوانی، انموذج العلوم، ص275
3. بستان المحدثین، ص302... الروایات التفسیریہ فی فتح الباری، 1/39، 65

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی دوسری سند

محمد افضل محدث سیالکوٹی

حضرت مولانا شیخ حاجی محمد افضل محدث سیالکوٹی کی پیدائش سیالکوٹ میں ہوئی، ہند کے علما بالخصوص نبیرہ مجدد الف ثانی شیخ عبد الاحد وحدت سرہندی اور مکہ شریف میں حضرت شیخ سالم بن عبد اللہ بصری سے سند حدیث حاصل کی، دہلی میں مسند حدیث بچھائی، حضرت شاہ ولی اللہ اور مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہما مشہور شاگرد ہیں، آخر الذکر کے شاگرد و خلیفہ مولانا شاہ نعیم اللہ بہرائچی نے آپ کی بیاض کا خلاصہ (عربی وفارسی) تحریر کیا ہے۔ 1146ھ کو دہلی میں وصال فرمایا، حضرت خواجہ باقی باللہ[1] کے مزار سے متصل تدفین کی گئی۔[2]

عبد الاحد وحدت سرہندی

شاہ گل حضرت شیخ عبد الاحد وحدت سرہندی کی ولادت تقریباً 1050ھ کو سرہند میں ہوئی اور آپ نے 75 سال کی عمر میں 27 ذوالحجہ 1126ھ کو وصال فرمایا، اپنے والد گرامی سمیت کئی علما سے استفادہ کیا، والد گرامی اور چچا جان حضرت خواجہ معصوم عروۃ الوثقی[3] سے خلافت حاصل ہوئی، آپ عالم دین، شیخ طریقت اور صاحب دیوان شاعر تھے، فارسی میں وحدت اور ریختہ (اردو) میں گل تخلص تھا۔[4] آپ نے تقریباً 50 کتب تحریر فرمائیں۔ آپ کی تصانیف میں دیوان شعر (فارسی) حقائق و معارف کا مجموعہ ہے جبکہ الجنات الثمانیہ آپ کے سات عربی رسائل کے مجموعے کا حصہ ہے، یہ رسالہ امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی کے مختصر حالات زندگی پر مشتمل ہے، علامہ محمد بدر السلام صدیقی صاحب (زیب آستانہ عالیہ کالادے شریف، جہلم) نے اس کے مخطوطے پر کام کر کے 91 صفحات پر طبع کروایا ہے، اس کا ترجمہ استاذ العلماء مفتی علیم الدین نقشبندی صاحب نے فرمایا ہے جو 85 صفحات پر محیط ہے۔

1. آپ کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 394 پر دیکھئے۔
2. حدائق حنفیہ، ص458... تذکرہ علمائے ہند، ص358... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ، ص48
3. آپ کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 394 پر دیکھئے۔
4. لطائف المدینہ، ص29 تا 65

محمد سعید سرہندی

خازن الرحمت حضرت مولانا شیخ محمد سعید سرہندی کی ولادت ماہِ شعبان 1005ھ میں سرہند شریف اور وفات 27 جمادی الاخریٰ 1070ھ یا 1071ھ کو ہوئی، تدفین والد گرامی حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے پہلو میں کی گئی، آپ والد گرامی سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کر کے جید عالم دین بنے، علما کا آپ کی جانب رجوع تھا، بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر آپ کا عقیدت مند تھا، آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا، آپ نے کئی کتب بھی تحریر فرمائیں، آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبد الاحد وحدت سرہندی نے آپ کے احوال پر عربی زبان میں کتاب لطائف المدینہ تحریر فرمائی۔[1] اسے پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنی تحقیق و تعلیق و ترجمہ کے ساتھ حوزہ نقشبندیہ لاہور سے 2004ھ کو 196 صفحات پر شائع کروایا، شروع کے 92 صفحات پر ترجمہ ہے اور بقیہ صفحات پر اس کا مخطوطہ ہے۔

مجددِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

تاجدارِ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ حضرت مجددِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 971ھ کو سرہند شریف (ضلع فتح گڑھ صوبہ مشرقی پنجاب، ہند) میں ہوئی اور 28 صفر المظفر 1034ھ کو یہیں وصال فرمایا، روضۂ مبارک مرجع انوار ہے۔ آپ عالمِ باعمل، مصنفِ کُتُب اور عالمگیر شہرت کے حامل شیخ طریقت ہیں۔[2] **مکتوباتِ امام ربانی** آپ کی عالمگیر شہرت پانے والی کتاب ہے، جو تین دفاتر (حصوں) یعنی دار المعرفت، نور الخلائق اور ثالث پر مشتمل ہے، اس میں کل 519 مکتوبات ہیں۔ یہ تصوف، رشد و ہدایت، علم و معلومات کا گنجینہ ہے، کئی زبانوں میں اس کے ترجمے ہو چکے ہیں اور کئی مقامات پر اس سے درس کا سلسلہ ہے۔

یعقوب بن حسن صرفی کشمیری

عالم کبیر، مفسر قرآن، مسند العصر حضرت مولانا یعقوب بن حسن صرفی کشمیری کی ولادت 908ھ کو کشمیر میں ہوئی، آپ بچپن سے ہی ذہین، تیز فہم اور علامات بزرگی رکھنے والے تھے، حفظِ قرآن کے بعد مقامی

1 روضۃ القیومیہ، 1/463تا470...لطائف المدینہ، ص12
2 تذکرہ مجدد الف ثانی، ص2تا39

علمائے اہلِ سنت سے علوم معقول و منقول حاصل کئے، پھر سمرقند جاکر حضرت شیخ حسین خوارزمی سے سلسلہ کبرویہ میں بیعت و خلافت حاصل کی، پھر حجاز مقدس میں جاکر حضرت امام ابن حجر ہیتمی اور دیگر مشائخ سے اسناد لینے کا شرف پایا، واپس آکر ہند میں درس و تدریس اور تصنیف میں مصروف ہوگئے، تفسیر، حدیث اور فقہ میں کمال درجے کا رسوخ حاصل تھا، کئی تصانیف یادگار ہیں۔ 12 ذیقعدہ 1003ھ کو وصال فرمایا۔ ہمایوں بادشاہ آپ پر بہت مہربان تھا، طبعاً نہایت فیاض اور سخی تھے۔ صوفیانہ شاعری بھی کرتے تھے۔ [1]

ابن حجر ہیتمی شافعی

شیخ الاسلام، شہاب الملت و الدین، مفتی حجاز حضرت امام ابو العباس، ابن حجر احمد بن محمد سعدی ہیتمی شافعی الازہری کی پیدائش رجب 909ھ کو محلہ ابی الہیتم (صوبہ غربیہ، مصر) میں ہوئی اور مکہ مکرمہ میں رجب 974ھ کو وصال فرمایا، علم تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ اور کلام وغیرہ میں ماہر تھے، آپ نے جید علمائے عصر سے استفادہ کیا اور محدث و فقیہ شافعی ہونے کا شرف حاصل کیا، آپ نے تقریباً 33 سال تدریس، افتا اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے، کثیر علمانے آپ سے اجازات حاصل کیں۔ [2]

آپ کی تصانیف میں الصواعق المحرقہ صحابہ و اہل بیت اطہار کے فضائل پر مشتمل ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی ہوچکا ہے، فتاویٰ حدیثیہ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے، احکام کے ساتھ اس میں کئی دیگر معلومات بھی ہیں، تحفۃ الاخبار فی مولد المختار کا موضوع کتاب کے نام سے واضح ہے، تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج فقہ شافعی کی بنیادی کتب (امہات الکتب) میں سے ہے، یہ امام نووی کی کتاب منہاج الطالبین کی شرح ہے، اسے شوافع میں مقبولیت حاصل ہے، فتاویٰ لکھتے وقت اس پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

نوٹ: شیخ الاسلام حضرت قاضی زین الدین ابو یحییٰ زکریا انصاری الازہری اور شیخ الاسلام، شہاب الدّین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی کا تعارف گزشتہ صفحات میں بیان ہوچکا ہے۔

1 تذکرہ علمائے ہند، ص 465... منتخب التواریخ مترجم، ص 639... نزہۃ الخواطر، 5/473... فقہائے ہند، 4/496

2 اعلام للزرکلی، 1/234... الکواکب السائرۃ، نجم الدین الغزی، 3/101... فتح الالہ فی شرح المشکاۃ، 1/31

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تیسری سند

جمال الدین ابو طاہر کورانی مدنی

حضرت شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینہ شریف میں 1081ھ مطابق 1670ء کو ہوئی اور یہیں 1145ھ مطابق 1733ء کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے، آپ جید عالم دین، محدث ومسند، مفتی شافعیہ مدینہ منورہ علامہ شیخ ابراہیم کردی آپ کے والد صاحب اور شیخ احمد قشاشی نانا محترم تھے۔ والد صاحب کے علاوہ، مفتی شافعیہ مدینہ منورہ شیخ سید محمد بن عبد الرسول برزنجی اور شیخ حسن بن علی عُجیمی سے اجازات حاصل کیں، کئی کتب بھی لکھیں، جواب تک مطبوع نہیں ہوسکیں، مکتبہ حرم مکی میں آپ کی ثبت کا مخطوط پانچ اوراق میں محفوظ ہے۔ [1]

برہان الدین کورانی کردی

حضرت امام شیخ برہان الدین، ابو العرفان ابراہیم بن حسن کورانی کردی کی ولادت کردستان (عراق) میں 1025ھ کو ہوئی، آپ شافعی عالم دین، محدث ومسند، سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت ہیں۔ آپ عراق سے ہجرت کرکے مدینہ شریف مقیم ہوگئے تھے، یہیں ایک قول کے مطابق 18 ربیع الآخر 1101ھ مطابق 29 جنوری 1690ء میں وصال فرمایا۔ [2] 80 سے زائد کتب لکھیں جن میں اسانید ومرویات پر مشتمل کتاب الامم لایقاظ الہمم مطبوع ہے۔ اسے مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن نے 1328ھ میں دیگر 4 اسناد ومرویات کے رسائل کے ساتھ شائع کیا ہے، اس کے کل صفحات 134 ہیں۔

عبد اللہ بن سالم بصری

خاتم المحدثین حضرت امام عبد اللہ بن سالم بصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1049ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں 4 رجب 1134ھ کو وصال فرمایا، جنتُ المعلی میں دفن کئے گئے، بصرہ میں نشو ونما پائی، پھر مکہ

1. اعلام للزرکلی، 5/304... سلک الدرر، 4/43 بحاسن من بعد قرن السابع، 1/11
2. سلک الدرر، 1/9... اعلام للزرکلی، 1/35... البدر الطالع

شریف میں آکر مقیم ہوگئے، آپ مسجد حرام شریف میں طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے، زندگی بھر یہ معمول رہا، کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا، آپ جید عالم دین، محدث و حافظ الحدیث اور مسند الحجاز تھے۔[1] کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے ضیاء الساری فی مسالک ابواب البخاری 18 جلدوں پر مشتمل صحیح بخاری کی اہم شرح ہے جو بطور حوالہ استعمال ہوتی ہے، اسے دار النوادر دمشق نے شائع کیا ہے۔

شمسُ الدّین رودانی

حضرت شیخ شمسُ الدّین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن سلیمان رودانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ مراکش کے علاقے تارُودَنْت (صوبہ سوس ماسہ) میں 1037ھ کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وہاں حاصل کرکے آپ الجزائر، مصر، شام، استنبول اور حجاز مقدس آئے اور اولاً مدینہ شریف پھر مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے، یہیں شادی کی، آپ کا شمار مکہ شریف کی مؤثر و مقبول شخصیات میں ہوتا تھا، حدیث، فقہ، حساب، فلکیات اور عربی ادب میں ماہر تھے۔ دینی خدمات میں امامت، فتاویٰ نویسی اور تدریس کو منتخب فرمایا، تحریر و تصنیف میں بھی مصروف رہے، اس عظیم محدث کا وصال 10 ذیقعدہ 1094ھ کو دمشق میں ہوا اور جبل قاسیون میں تدفین کی گئی۔[2] آپ کی 7 تصانیف میں سے جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد آپ کی پہچان ہے، جو احادیث مبارکہ کا بہترین مجموعہ ہے اس میں 15 کتب احادیث: بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، معجم طبرانی کبیر، اوسط، صغیر، مسند ابی یعلیٰ، مسند بزار، مسند احمد، سنن دارمی اور زوائد زرین کی مرویات کو جمع کردیا گیا ہے۔

صفی الدین احمد قشاشی

قطب زماں، حضرت سید صفی الدین احمد قشاشی بن محمد بن عبد النبی یونس قدسی مدنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 12 ربیع الاول 991ھ مطابق 1583ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ حافظ قرآن، شافعی عالم دین،

1. مختصر نشر النور، ص290 تا 292... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ، ص18 تا 20
2. صلۃ الخلف، ص7 تا 12... خلاصۃ الاثر، 4/204... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ، ص37... فہرس الفہارس، 1/425

عرب و عجم کے تقریباً سو علماو مشائخ سے مستفیض، سلسلۂ نقشبندیہ کے شیخ طریقت، 70 کے قریب کتب کے مصنف، نظریہ وحدۃ الوجود کے قائل وداعی تھے، کثیر شاگردوں میں شیخ برہان الدین ابراہیم کردی کورانی شافعی مدنی، صاحب در مختار علامہ علاؤالدین حصکفی اور حضرت حسن عجیمی نمایاں تھے۔ آپ نے 19 ذوالحجہ 1071ھ مطابق 1661ء کو مدینہ شریف میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے، تصانیف میں روضہ اقدس کی زیارت کے لیے سفر مدینہ کے اثبات (اور فضائل) پر کتاب الدرۃ الثمینۃ فیما للزائر النبی الی المدینۃ آپ کی پہچان ہے۔[1] یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

احمد بن علی بن عبد القدوس شناوی

حضرت ابو المواہب احمد بن علی بن عبد القدوس شناوی مصری خامی مدنی عباسی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 975ھ کو ہوئی، شناوی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے آباؤاجداد کا تعلق موضع شنو (صوبہ غربیہ) مصر سے ہے، آپ کا وصال مدینہ شریف میں 6 یا 8 ذوالحجہ 1028ھ کو ہوا اور جنت البقیع میں حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کے قبہ مبارک کے عقب میں تدفین ہوئی، آپ جید عالم دین، محدث وقت، ثقہ راوی، ادیب وشاعر، کئی کتب کے مصنف اور سلسلہ قادریہ شطاریہ کے شیخ طریقت وصاحب کرامات تھے۔ آپ کی کتب میں تجلیۃ البصائر حاشیۃ علی کتاب الجواہر بھی ہے۔[2] جو اصل میں آپ کے مرشد وسسر حضرت صبغت اللہ حسینی بروجی (وفات 1015ھ مطابق 1616ء) کے اپنے دادا مرشد حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کی کتاب جواہر خمسہ (فارسی) کے عربی ترجمہ الجواہر الخمیس پر حاشیہ ہے۔

نور الدین علی بن عبد القدوس شناوی

محدث وقت، علامہ زماں حضرت نور الدین علی بن عبد القدوس قرشی عباسی شناوی رحمۃ اللہ علیہ ایک صوفی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، دیگر علمائے عصر کے ساتھ اپنے شیخ ابن حجر عسقلانی اور امام الصوفیہ

[1] الامم لایقاظ الھمم، ص 125 تا 127... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ، ص 8 تا 10، 42

[2] الامم لایقاظ الھمم، ص 127... معجم المؤلفین، 1/205، رقم: 1519

حضرت شیخ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہما سے علوم وفنون حاصل کئے اور اسناد واجازات سے نوازے گئے، مشہور محدث شیخ احمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے قابل فخر فرزند ہیں۔[1]

عبد الوہاب شعرانی

امام الوقت، قطب ربانی حضرت شیخ ابوالمواہب عبد الوہاب شعرانی شعراوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ عالم کبیر، محدث وقت، مفتیٔ اسلام، صوفی بزرگ، زہد وتقویٰ کے جامع اور صاحب تصانیف ہیں، حضرت امام زکریا انصاری، شیخ شہاب الدین رملی، امام جلال الدین سیوطی اور امام شہاب الدین قسطلانی آپ کے اساتذہ ہیں، آپ کی پیدائش 27 رمضان 898ھ کو قلقشندۃ(طوخ، صوبہ قلیوبیہ، مصر) میں ہوئی اور وصال جمادی الاولیٰ 973ھ میں ہوا، مزار مبارک باب شعری، مدینۃ البعوث، قاہرہ مصر میں ہے۔[2] آپ کی 300 کتب میں سے تنبیہ المغترین، انوار القدسیہ کا موضوع تصوف اور اصلاح نفس ہے، ان دونوں کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور نے شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب سے ترجمہ کروا کر شائع کیا ہے، جبکہ آپ کی کتاب طبقات امام شعرانی میں علما واولیائے کرام کے حالات تحریر کیے گئے ہیں، اردو میں اس کا ترجمہ جامع معقول ومنقول حضرت علامہ سید محفوظ الحق شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بنام برکاتِ روحانی کیا ہے جسے نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔

محمد بن محمد بکری

تاج العارفین ابوالحسن محمد بن محمد بکری صدیقی مصری شافعی کی ولادت 899ھ قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 952ھ کو وصال فرمایا، آپ جامعۃ الازہر کے فارغ التحصیل، عالم باعمل، مفسر قرآن، محدث وقت، فقیہ شافعی، ادیب وشاعر، شیخ طریقت، استاذ الاعظم اور مصنف کتب کثیرہ ہیں، آپ کی 40 کتب میں تفسیر البکری (یعنی تسہیل السبیل فی معانی التنزیل) آپ کی پہچان ہے۔[3] اسے دار الکتب العلمیہ بیروت نے شائع کیا ہے۔

---

1. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ، ص8
2. معجم المؤلفین، 2/339
3. اعلام للزرکلی، 7/57...شذرات الذھب، 8/345 ... الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ، 2/194تا196

جلال الدین ابو البقاء بکری

عارف باللہ حضرت شیخ جلال الدین ابو البقاء محمد بن عبد الرحمن بکری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 2 صفر 807ھ میں دَھْرُوط میں ہوئی اور یہیں 15 ربیع الآخر 891ھ میں وصال فرمایا، آپ نے دیگر مشائخ کے ساتھ علامہ ابن حجر عسقلانی سے بھی استفادہ کیا، آپ علم فقہ میں ماہر، اصول وادب میں حاوی اور علم حدیث سے مالامال تھے، فقہ شافعی کی حفاظت، علم حدیث کی ترویج اور معاشرے کی اصلاح کی بھرپور کوششوں نے آپ کو زمانے میں یکتا بنادیا۔ آپ نے کئی شافعی کتب کی شروحات لکھیں۔[1]

شمسُ الدّین رملی مصری

شافعی صغیر حضرت امام شمسُ الدّین محمد بن احمد رملی مصری رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام، عالم کبیر، فقیہ شافعی، دسویں سن ہجری کے مجدد، محدث وقت، ماہر تفسیر ونحو اور استاذُ العلما ہیں، تصانیف میں امام یحیی نووی کی کتاب منہاج الطالبین وعمدۃ المفتین کی شرح نہایۃ المحتاج شرح المنہاج مشہور ہے، اسے فقہ شافعی کی بنیادی کتب میں شمار کیا جاتا ہے، 919ھ میں قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے اور 13 جُمادَی الاُولیٰ 1004ھ میں وفات پائی، تدفین قاہرہ میں ہوئی۔[2]

شہاب الدین احمد بن حمزہ رملی

شیخ الاسلام حضرت امام شہاب الدین احمد بن حمزہ رملی شافعی کی ولادت منوفیہ مصر میں ہوئی اور جمادی الاُخریٰ 957ھ مطابق 1550ء کو قاہرہ میں وصال فرمایا، تدفین جامع میدان بیرون باب قنطرہ (مصر) میں ہوئی، آپ عالم باعمل، صوفی باصفا، فقیہ شافعی، محدث وقت اور ایک درجن سے زائد کتب کے مصنف ہیں، جن میں فقہ شافعی کی بنیادی کتاب فتاویٰ رملی انہی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جسے آپ کے بیٹے شافعی صغیر امام شمسُ الدّین رملی نے جمع کیا۔[3] فتح الجواد بشرح منظومۃ ابن العماد اصول فقہ پر ہے، اسے کئی مطابع نے

1. اعلام للزرکلی، 6/194... الضوء اللامع لاھل القرن التاسع للسخاوی، 7/285... البدر الطالع، 2/182
2. معجم المؤلفین، 3/61... اعلام للزرکلی، 6/7
3. اعلام للزرکلی، 1/120... الکواکب السائرۃ، 2/120

شائع کیا ہے، دار البشائر اسلامیہ بیروت کا مطبوعہ میرے پیشِ نظر ہے اس کے 127 صفحات ہیں اور اس پر تحقیق ڈاکٹر عبد الرؤوف نے کی ہے۔ غایۃ المأمول فی شرح ورقات الاصول کا موضوع بھی اصول فقہ ہے۔ یہ امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک الجُوَینی شافعی کی بہترین تصنیف ورقات الاصول کی شرح ہے، اسے مؤسسۃ الرسالہ ناشرون بیروت نے 405 صفحات پر شائع کیا ہے۔ جبکہ فتح الرحمن بشرح زبد ابن رسلان فقہ کے موضوع پر ہے اسے دار المنہاج بیروت نے 1088 صفحات پر شائع کیا ہے۔

عبد الرحمٰن بن عبد القادر ہاشمی

حضرت ابو زید عبد الرحمٰن بن عبد القادر بن عبد العزیز ہاشمی شافعی مکی ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، اپنے چچا علامہ ابن فہد جار اللہ مکی اور علامہ ابن حجر مکی وغیرہ جید علما سے استفادہ کیا، آپ مکی عالم دین، مسند وقت اور فقیہ شافعی تھے، آپ سے کئی علمانے استفادہ کیا۔[1]

جار اللہ محمد ہاشمی مکی

محب الملت والدین حضرت ابن فہد ابو الفضل جار اللہ محمد بن عبد العزیز ہاشمی مکی، امام العلماء، مستند مؤرخ، استاذ المحدثین، مسند عصر اور کئی درجن کتب کے مصنف ہیں، آپ نے عرب، شام، بیت المقدس، یمن اور مصر کا سفر کیا وہاں کے علما سے استفادہ کیا، امام قاضی زکریا انصاری اور امام جلال الدین سیوطی سے اجازت حدیث حاصل کی، آپ کی ولادت 20 رجب 891ھ مکہ شریف میں ہوئی اور یہیں 15 جمادی الاخریٰ 954ھ کو وصال فرمایا، زندگی بھر علوم عقلیہ ونقلیہ کی تدریس میں مصروف رہے، 56 کتب ورسائل تحریر فرمائیں۔[2] تاریخ مکہ پر آپ نے بلوغ القریٰ باخبار ام القریٰ، حسن القریٰ فی اودیۃ ام القریٰ اور نخبۃ بھجۃ الزمان بعمارۃ مکۃ الملوك بنی عثمان تحریر فرمائیں، جبکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل پر تحفۃ اللطائف فی فضائل الحبر ابن عباس ووج والطائف لکھی جو مقدمہ، دو باب اور خاتمہ پر مشتمل ہے، اس کے پہلے باب میں طائف کے فضائل، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واقعاتِ طائف ہیں، دوسرا باب تین

1 فہرس الفہارس، 2/734 ... درۃ الحجال فی اسماء الرجال مع الذیل، 3/99

2 شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، 8/355... فہرس الفہارس، 1/296... اعلام للزرکلی، 6/209

فصلوں پر مشتمل ہے، پہلی فصل میں فضائل حضرت عباس، دوسری میں فضائل عبد اللہ بن عباس اور تیسری فصل میں حضرت محمد بن حنفیہ کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے 320 صفحات پر شائع کیا ہے۔

نوٹ: شیخ الاسلام حضرت قاضی زین الدین ابو یحییٰ زکریا انصاری الازہری اور شیخ الاسلام، شہابُ الدّین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی کا تعارف گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی چوتھی سند

اس سند کی ابتدا سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آپ کے استاذ شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی اور انتہا سے شیخ الاسلام قاضی زین الدین ابو یحییٰ زکریا انصاری الازہری اور شیخ الاسلام، شہابُ الدّین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی کا تعارف گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔

حسن بن علی عُجَیْمی حنفی مکی

عالمِ کبیر، مسندالعصر حضرت شیخ ابو الاسرار حسن بن علی عُجَیْمی حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 ربیع الاول 1049ھ مکۂ مکرمہ میں ہوئی۔ 3 شوال المکرم 1113ھ کو طائف (عرب شریف) میں وصال فرمایا، تدفین احاطۂ مزار حضرت عبد اللہ بن عباس میں ہوئی۔ آپ عالم اسلام کے سو سے زائد علما و صوفیا کے شاگرد، حافظ قران، محدثِ شہیر، فقیہ حنفی، صوفی کامل، مسندِ حجاز، استاذ الاساتذہ، اور 60 سے زائد کتب کے مصنف تھے، آپ نے طویل عرصہ مسجد حرم، مسجد نبوی اور مسجد عبد اللہ بن عباس (طائف) میں تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ [1]

عیسیٰ بن محمد جعفری ثعلبی

مسند العصر حضرت شیخ ابو مہدی عیسیٰ بن محمد جعفری ہاشمی ثعلبی مالکی کی ولادت 1020ھ کو زواوۃ (الجزائر، افریقہ) میں ہوئی اور وصال مکہ شریف میں 24 رجب 1080ھ میں ہوا، آپ محدث، مسند، مرشد، فقیہ مالکی، مدرسِ حرم مکی، امام الحرمین، عالم مغربین و مشرقین، زہد و تقویٰ کے مالک اور صاحب تصنیف تھے،

(1) مختصر نشر النور، ص 167 تا 173... مکہ مکرمہ کے عجیمی علما، ص 6 تا 54

کنز الروایۃ المجموع فی درر المجاز ویواقیت المسموع آپ کی یادگار تصنیف ہے۔[1] جو زیورِ طباعت سے آراستہ ہوچکی ہے اور اس کا موضوع حدیث اور دیگر علوم کی اسانید ہے۔

شمس الدین ابو عبد اللہ بابلی

استاذ الحرمین والمصر حضرت شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علاء الدین بابلی کی ولادت بابل صوبہ منوفیہ مصر میں 1000ھ اور وفات 15 جمادی الاولیٰ 1077ھ کو قاہرہ میں ہوئی، آپ نے حدیث، فقہ شافعی اور دیگر علوم کے لیے کئی سفر کئے۔ علمائے عرب بالخصوص علمائے مکہ سے بھرپور استفادہ کیا، کہا جاتا ہے کہ آپ نے شب قدر میں دعا کی کہ میں فن حدیث میں امام ابنِ حجر عسقلانی کی طرح ہو جاؤں، آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو یہ مقام حاصل ہو گیا، آپ حافظ الحدیث، مسند العصر، فقیہ شافعی، مدرس و مرشد، عبادت گزار، حسن اخلاق کے پیکر اور سوز و گداز کے ساتھ کثرت سے تلاوت قرآن کرنے والے تھے۔ آپ کی اسانید وکتب کو علامہ شیخ عیسیٰ مغربی نے ثبت شمس الدین بابلی کے نام سے جمع فرمایا ہے۔[2] اس کتاب کا مکمل نام منتخب الاسانید فی وصل المصنفات و الاجزاء و المسانید ہے، موضوع نام سے ظاہر ہے، اسے دار البشائر اسلامیہ بیروت نے 256 صفحات پر شائع کیا ہے۔

سالم بن محمد عز الدین سنہوری

حضرت شیخ ابو النجا سالم بن محمد عز الدین سنہوری مصری مالکی، محدث کبیر، خاتمۃ الحفاظ، مفتی مالکیہ، جامع علوم وفنون تھے، آپ کی پیدائش تقریباً 950ھ کو سنہور المدینہ (صوبہ کفر الشیخ مصر) میں ہوئی، علم دین قاہرہ میں حاصل کر کے وہیں خدمات پیش کیں، آپ کا وصال 3 جمادی الاُخریٰ 1015ھ کو ہوا اور مجاورین قبرستان میں دفن کئے گئے۔[3] شیخ خلیل بن اسحاق جندی مالکی کی کتاب مختصر خلیل فقہ مالکیہ کی بنیادی کتاب ہے، جس کی آپ نے بہترین شرح بنام تیسیر الملک الجلیل لجمع الشروح و حواشی خلیل فی الفقہ المالکی تحریر فرمائی، دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے چھ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

---

1. اعلام للزرکلی، 5/108... مختصر نشر النور، ص 383 تا 385... خلاصۃ الاثر، 3/240
2. اعلام للزرکلی، 6/270... خلاصۃ الاثر، 4/39
3. اعلام للزرکلی، 3/72... خلاصۃ الاثر، 2/204

نجم الدین غیطی سکندری

شیخ الاسلام حضرت امام نجم الدین ابو المواہب محمد بن احمد غیطی سکندری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 910ھ اور وفات 981ھ میں ہوئی، آپ کا تعلق مصر کے صوبہ سکندریہ کے مرکزی شہر سکندریہ سے ہے، آپ نے دیگر مشائخ بالخصوص شیخ الاسلام زین الدین زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث، فقہ اور تصوف وغیرہ کا علم حاصل کرکے اسناد اور تدریس وافتاء کی اجازت لی، آپ امام الوقت، مسند العصر، محدث زمانہ، مرشد گرامی، محبوبِ خاص وعام، بغیر لومۃ اللائم برائی سے منع کرنے والے اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ بہجۃ السامعین والناظرین بمولد سید الاولین والآخرین اور قصۃ المعراج الصغری وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی پانچویں سند

علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آپ کے استاذ حضرت شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی کا تذکرہ گزرچکا ہے۔

احمد بن محمد نخلی نقشبندی

حضرت شیخ احمد بن محمد نخلی نقشبندی مکی شافعی، امام الوقت، علامہ دہر، محدث کبیر، فقیہ شافعی، صوفی باصفا اور صاحب تصنیف تھے۔ آپ کی پیدائش 1044ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں 1130ھ کو وصال فرمایا، تدفین جنت المعلیٰ میں ہوئی۔ علمائے عصر سے علوم اسلامیہ حاصل کرکے مسجد حرام میں درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، آپ حضرت خواجہ سید شمس الدین امیر کُلال سوخاری بخاری[2] کے مرید وخلیفہ ہیں۔ آپ نے اپنی اسناد ومرویات کو کتاب ثبت النخلی میں تحریر فرمایا ہے۔[3] جس کا پورا نام بغیۃ الطالبین لبیان المشائخ المحققین المعتمدین ہے، 84صفحات پر مشتمل اس کتاب کو مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن نے شائع کیا ہے۔

---

1. شذرات الذہب، 8/474... اعلام للزرکلی، 6/6... معجم المؤلفین، 3/83
2. آپ کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 392 پر دیکھئے۔
3. سلک الدرر، حرف الھمزہ، احمد النخلی، 1/169

سلطان بن احمد سلامہ مزّاحی

حضرت شیخ ابو العزائم سلطان بن احمد سلامہ مزّاحی مصری ازہری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 985ھ مصر میں ہوئی اور یہیں 17 جمادی الآخر 1075ھ میں وصال فرمایا، تدفین مجاورین قبرستان قاہرہ میں ہوئی، آپ علمائے عصر سے حفظ قرآن و قراءت، حدیث و فقہ و تصوف اور دیگر علوم حاصل کر کے 1008ھ میں فارغ التحصیل ہوئے، پھر جامعۃ الازہر میں پڑھانے لگے، آپ امام الائمہ، بحر العلوم، استاذ الفقہاء والقراء، محدث وقت، علامہ زمانہ، نابغہ عصر، زہد و تقویٰ کے پیکر، مرجع خاص وعام، عابد و زاہد اور کئی کتب کے مصنف تھے۔ [1]

شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی

شیخ الاسلام، ناصر الملت والدین حضرت امام شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 939ھ اور وفات 1032ھ میں ہوئی، آپ نے مدرسہ باسطیہ مصر میں داخلہ لے کر علم دین حاصل کیا، جید علمائے مصر سے استفادہ کر کے محدث وفقیہ بننے کی سعادت پائی، حدیث و فقہ میں آپ کی کئی تصانیف ہیں، ان میں سے فتح الغفور بشرح منظومۃ القبور مشہور ہے۔ [2] جو اصل میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے عالم برزخ کے متعلق رسالے منظومۃ القبور کی شرح ہے، دار النوادر بیروت اور دار المنہاج جدہ عرب نے اسے شائع کیا ہے۔

شمس الدین محمد صفوی مقدسی

حضرت شیخ شمس الدین محمد صفوی مقدسی شافعی شیخ الاسلام زکریا انصاری کے شاگرد ہیں، جب یہ جامع الحاکم (شمالی قاہرہ، مصر) میں تشریف لائے تو امام شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی شافعی نے ان سے استفادہ کیا اور اسناد حاصل کیں۔ [3]

امام المحدثین کی سند مؤطا امام مالک

امام المحدثین نے اکابر علمائے اہل سنت سے خوب استفادہ کیا، عالی اسناد حاصل کیں۔ راقم آپ کی اسانید

1 امتاع الفضلاء، 2/135تا139... خلاصۃ الاثر، 2/210

2 خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، 1/185

3 خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، 1/185

احادیث میں سب سے پہلے سند مؤطا امام مالک اور اس کے راویوں کا تذکرہ کرے گا، اولاً مؤطا امام مالک کا تعارف ملاحظہ کیجئے:

مؤطا امام مالک کا تعارف

مختلف ادوار میں احادیث کی مختلف کتابیں مرتب و مدون کی گئیں لیکن امام مذہب مالکیہ، عالم مدینہ حضرتِ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (ولادت: 93ھ، وفات: 179ھ) کا مجموعۂ احادیث بنام مؤطا امام مالک کو سلسلہ تدوین حدیث میں اوّلین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے جمہور علمانے مؤطا امام مالک کو طبقات کتب حدیث میں طبقہ اولیٰ میں شمار کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ما نعرف کتابا فی الاسلام بعد کتاب اللہ عزوجل اصح من موطأ مالك۔ یعنی اسلام میں کتاب اللہ کے بعد موطأ امام مالک سے زیادہ صحیح کتاب میں نہیں جانتا۔ [1] علما فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے وجود سے پہلے کا ہے، کیونکہ اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتب ہیں، لیکن امام شافعی کے قول سے مؤطا امام مالک کی ثقاہت واہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

امام المحدثین کی سند مؤطا امام مالک

امام المحدثین نے 1298ھ مطابق 1881ء کو استاذ العلماء والمشائخ علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے مؤطا امام مالک کی سند لی اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔ [2]

امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث میں مؤطا امام مالک کی اجازت حاصل کی۔ [3] انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔

اسی طرح امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے بشمول بخاری شریف جملہ اجازات واسانید حاصل کیں [4] اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی سے اور

---

1. مناقب الشافعی للبیہقی، 1/507... المجروحین، 1/42
2. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص77
3. مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرۂ محدث سُورتی، ص26
4. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص71

انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے۔

سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: کتاب مؤطا کو والد ماجد (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) نے شیخ محمد وفد اللہ مکی پر بالتمام پیش کیا اور انہوں نے اپنے باپ شیخ محمد بن محمد بن سلیمان[1] پر اور سند شیخ ابن سلیمان کی کتاب صلۃ الخلف میں مذکور ہے۔ نیز شیخ محمد وفد اللہ نے اس کتاب کو شیخ حسن عجیمی سے حاصل کیا اور شیخ عبد اللہ بن سالم بصری سے بھی اور ان دونوں بزرگوں نے شیخ مغربی سے اور انہوں نے شیخ سلطان محمد بن احمد مزّاحی[2] سے (مصر کے ایک گاؤں کا نام ہے) اور شیخ سلطان نے شیخ احمد بن خلیل سبکی سے (سبکہ ایک مصری گاؤں ہے) اور انہوں نے شیخ محمد نجم الدین بن احمد غیطی سے (غیطہ بھی مصری گاؤں ہے) اور انہوں نے شیخ شرف الدین عبد الحق بن محمد السنباطی سے اور انہوں نے شیخ ابو محمد حسن بن محمد بن ایوب الحسنی اعلم علم الانساب سے اور انہوں نے اپنے چچا شیخ حسن بن محمد بن حسن نسابہ[3] سے اور انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن جابر الوادی آشی[4] (وادی آش) سے، انہوں نے شیخ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن ہارون قرطبی (قرطبہ اندلس کا ایک شہر ہے) سے اور انہوں نے قاضی ابو القاسم شیخ احمد بن یزید قرطبی سے اور انہوں نے شیخ محمد بن عبد الحق بن احمد بن عبد الرحمٰن الخزرجی[5] القرطبی سے اور انہوں نے شیخ محمد بن فرج[6] مولی ابن الطلاع[7] سے اور انہوں

---

1 آپ کا نام عجالہ نافعہ میں ایک جگہ محمد بن محمد بن سلمان اور دوسری جگہ محمد بن محمد بن محمد سلمان، جبکہ دیگر کتب میں محمد بن سلمان لکھا ہے، جبکہ آپ کی اسناد واجازت اور مشائخ کے تفصیلی ذکر پر مشتمل آپ کی اپنی کتاب صلۃ الخلف کے صفحہ 21 پر (مطبوع دار الغرب الاسلامی بیروت، 1408ھ مطابق 1988ء) ہے: یقول العبد الفقیر محمد بن محمد بن سلیمان۔ اس لیے سند میں اس کے مطابق کر دیا ہے۔

2 ان کا نام عجالہ نافعہ، صفحہ 19 پر سلطان محمد بن احمد مزاحی لکھا ہے مگر عربی کتب میں سلطان بن احمد تحریر ہے۔

3 عجالہ نافعہ اور تفسیر میزان الادیان میں ان کا نام حسن بن ایوب نسابہ درست نہیں، لہٰذا اس نام کو عربی مصادر کے مطابق درست کر دیا گیا ہے۔ (درر العقود الفریدۃ، 2/6)

4 عجالہ نافعہ اور تفسیر میزان الادیان میں الوادیاشی ہے جبکہ درست الوادی آشی ہے۔

5 عجالہ نافعہ، صفحہ 20 اور مقدمہ تفسیر میزان الادیان، صفحہ 73 پر آپ کا نام محمد بن عبد الرحمن بن عبد الحق اور نسبت الحزرمی لکھی ہے جبکہ عربی مصادر میں درست نام محمد بن عبد الحق بن احمد بن عبد الرحمن ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، 15/170) جبکہ درست نسبت **الخزرجی** ہے۔

6 مقدمہ تفسیر میزان الادیان (ص 73) میں انکے والد کا نام **فرح** لکھا ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے، درست **فرج** ہے۔

7 تفسیر میزان الادیان میں ابن الطابع جبکہ عجالہ نافعہ میں **ابن الطلاع** ہے اور درست بھی یہی ہے۔ کیونکہ آپ کے والد ابو بکر محمد بن یحیی بکری الطلاع کے غلام تھے، بعض نے آپ کو ابن الطلاء بھی لکھا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، 14/238... اعلام للزرکلی، 6/328)

نے قاضی ابو الولید یونس بن عبد اللہ بن مغیث الصفار سے اور انہوں نے ابو عیسیٰ یحییٰ بن عبد اللہ بن یحییٰ بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے چچا عبید اللہ بن یحییٰ سے اور انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی سے، جو حضرت امام مالک کے جلیل القدر شاگردوں سے تھے اور دیار مغرب میں ان کے مذہب کے رواج پانے کا باعث وہی ہیں اور یحییٰ بن یحییٰ نے امام مالک سے اس کتاب کو حاصل کیا اور یہ نسخہ مؤطا کا انہی سے مروی ہے۔ (مصمودہ دیار مغرب میں قوم بربر کے ایک قبیلہ کا نام ہے) اور اس کتاب کی سند ہذا کے علاوہ اور بہتیری سندیں ہیں جو کتاب الارشاد الی مہمات الاسناد [1] میں مذکور ہیں لیکن یہ سند سماع اور قراءت میں مسلسل ہے، بخلاف دوسری سندات کے کہ ان میں اکثر مقامات پر محض اجازت پر اکتفا کیا گیا ہے۔ [2]

سندِ مؤطا امام مالک کے راویان کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کی سند امام مالک بطریق علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی 26 جبکہ بطریق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور علامہ احمد علی سہارنپوری 27 واسطوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے۔

(1) عارفِ کامل حضرت مولانا فضلِ رحمٰن صدیقی گنج مراد آبادی نقشبندی قادری ﷫ اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملّت، امام احمد رضا خان ﷫ افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (2) علامہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکی ﷫ خاتم الاکابر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہروی (3) سراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی اور (4) محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی (5) شیخ محمد وفد اللہ مکی مالکی ﷫ عالمِ کبیر، مسند العصر حضرت شیخ ابو الاسرار حسن بن علی عُجَیْمی حنفی مکی ﷫ خاتم المحدثین حضرت امام عبد اللہ بن سالم بصری شافعی (6) حضرت شیخ شمسُ الدّین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن سلیمان رودانی مالکی (7) حضرت شیخ ابو العزائم سلطان بن احمد سلامہ مزّاحی مصری ازہری شافعی (8) شیخ الاسلام، ناصر الملت والدین حضرت امام شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی شافعی (9) شیخ الاسلام حضرت امام نجم الدین ابو المواہب محمد بن احمد غیطی سکندری رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف گزر چکا ہے بقیہ راویوں کا تعارف ملاحظہ کیجئے:

---

[1] اس کتاب کے کل 63 صفحات ہیں، اسے دار الآفاق قاہرہ مصر نے 1430ھ مطابق 2009ء میں شائع کیا ہے۔

[2] تفسیر میزان الادیان، ص73، 74... عجالہ نافعہ، ص19، 20

عبد الحق سنباطی قاہری

شرف الملت والدین حضرت شیخ عبد الحق بن محمد بن عبد الحق سنباطی قاہری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ 842ھ کو ایک علمی گھرانے میں بمقام سنباط (صوبہ مغربی، مصر) میں ہوئی، آپ سنباط میں حفظ قرآن کرنے کے بعد قاہرہ میں آگئے اور یہیں بقیہ اسلامی تعلیم حاصل کی، بعد تعلیم آپ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور افتا میں مصروف ہوگئے، نہ صرف مصر بلکہ حجاز مقدس کے علمانے بھی آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال یکم رمضان 931ھ کو شبِ جمعہ مکہ مکرمہ میں ہوا۔ بعد جمعہ حرم میں نماز جنازہ پڑھائی گئی، جم غفیر نے نماز جنازہ میں شرکت کی، آپ کو جنت المعلیٰ میں دفن کیا گیا، آپ کی تصانیف میں شرح ابن عبد الحق السنباطی علی حرز الامانی بھی شامل ہے۔[1] جو امام شاطبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حرز الامانی کی شرح ہے جو کہ متن الشاطبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

حسن بن محمد بن ایوب نسابہ

حسام الملت والدین حضرت امام ابو محمد حسن بن محمد بن ایوب نسابہ حسنی حسینی شافعی کی ولادت قاہرہ مصر میں 767ھ کے آخر میں ہوئی، حفظ قرآن کے بعد علمائے مصر، علمائے حرمین اور علمائے شام و بیت المقدس سے علوم اسلامیہ حاصل کئے، فراغت کے بعد اسکندریہ شہر میں تدریس و تصنیف میں مصروف ہو گئے، خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا، آپ فقیہ و فاضل، صابر و شاکر، متواضع و سلیم الفطرت اور مرجع خاص و عام تھے۔ ابتدائے صفر المظفر 866ھ کو وصال فرمایا، تدفین باب النصر (قاہرہ مصر) سے باہر ہوئی۔[2]

نفائس الدُّرَرفِی فَضَائِلِ خیرالبشر اور نزهة القصاد فی شرح منظومة الاقتصاد آپ کی تصانیف ہیں۔ پہلی کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے اور دوسری اسلامی عقائد پر مشتمل مفتی احمد بن عماد اقفہسی شافعی (750ھ تا 808ھ) رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاقتصاد فی کفایۃ الاعتقاد کی شرح ہے، اقتصاد بھی امام غزالی (450ھ تا 505ھ) کی کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد کی شرح ہے۔

[1] الکواکب السائرۃ، 1/222... الضوء اللامع، 4/37تا39

[2] ہدیۃ العارفین، 1/286... الضوء اللامع، 3/121

حسن بن محمد بن حسن نسابہ

بدر الملت والدین حضرت شیخ حسن بن محمد بن حسن نسابہ حسینی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ حسن بن محمد بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ کے عم محترم، مصر کے جید عالم دین، محدث، صوفی، خاندان سادات نسابہ کے ولی، خانقاہِ رکنیہ بیبرس کے سجادہ نشین اور صاحبِ تصنیف بزرگ تھے، آپ کی کتاب آداب الحمام یادگار ہے۔ آپ کی ولادت 739ھ اور وفات 16 شوال 809ھ کو ہوئی۔ (1)

محمد بن جابر قیسی

شمس الملت والدین حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن جابر قیسی وادی آشی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 673ھ اور وفات 749ھ کو تونس میں ہوئی، آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق اندلس کے علاقے وادی آش سے تھا، آپ نے والد صاحب سے علم دین حاصل کرنے کے بعد بغداد، موصل، دمشق اور اسکندریہ مصر کے علما سے استفادہ کیا۔ ان کے شیوخ کی مرویات پر مشتمل کتاب برنامج ابن جابر الوادی آشی مطبوع ہے (جس کا موضوع مصطلحات و معانی ہیں)۔ آپ جید عالم دین، محدث وقت، حسن اخلاق اور پروقار شخصیت کے مالک، علمائے عرب و مغرب کے استاذ، صاحب دیوان شاعر اور مرجع وقت تھے۔ (2)

عبد اللہ بن محمد طائی اندلسی قرطبی

حضرت امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد طائی اندلسی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رمضان 603ھ کو ہوئی اور وصال 11 ذیقعدہ 702ھ کو ہوا، آپ محدث و مسند، عالم و ادیب، صدوق و حسن الحدیث اور علم و عمل کے جامع اور فقیہ مالکی تھے۔ (3)

احمد بن یزید بقوی قرطبی

ابن بقی حضرت امام ابو قاسم احمد بن یزید بقوی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ یورپ میں خلافت اموی کے اہم عالم

(1) درر العقود الفریدۃ، 2/6... الضوء اللامع، 3/123

(2) معرفۃ القراء، 3/1496... غایۃ النہایۃ، 2/95 ... الوافی بالوفیات، 2/209

(3) الوافی بالوفیات، 17/316... الدرر الکامنۃ، 2/303... بغیۃ الوعاۃ، 2/60

دین، رأس العلما، فقیہ مالکی، محدث زمانہ، صاحب دیوان اسلامی شاعر، بہترین ادیب، قاضی وقت، حسن اخلاق کے پیکر، عادل وثقہ راوی حدیث اور کتاب الآیات المتشابہات [1] کے مصنف تھے، آپ کی پیدائش ذیقعدہ 537ھ کو ہوئی اور وصال 15 رمضان 625ھ کو بروز جمعہ قرطبہ اندلس میں ہوا۔ [2]

محمد بن عبد الحق خزرجی قرطبی

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد الحق بن احمد بن عبد الرحمن خزرجی قرطبی مالکی کا تعلق قرطبہ سے ہے آپ محدث کبیر، صدوق وحسن الحدیث راوی، فقیہ مالکی اور زاہدین زمانہ سے تھے۔ آپ کا وصال تقریباً 560ھ کو ہوا۔ [3]

محمد بن فرج مولی ابن طلاع قرطبی

حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن فرج مولی ابن طلاع قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 404ھ اور وفات رجب 497ھ میں ہوئی، آپ حافظ الحدیث، شیخ الفقہاء، مفتی اندلس، استاذ العلماء والفقہاء، مصنف کتب، صاحب فصاحت وبلاغت اور جذبۂ اعلاء کلمۃ الحق سے مالا مال تھے۔ آپ نے کتاب اقضیۃ رسول اللہ لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ [4] یہ کتاب اصول فقہ کے موضوع پر ہے، اسی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہونے والے مقدمات اور اس پر جو فیصلے ہوئے ہیں، انہیں بیان کیا گیا ہے، اس موضوع پر یہ کتاب ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، اسے کئی مطابع نے شائع کیا ہے۔

یونس بن عبد اللہ الصفّار قرطبی

ابن مغیث حضرت امام قاضی ابو ولید یونس بن عبد اللہ الصفّار قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 338ھ کو ہوئی اور رجب 429ھ کو وصال فرمایا، آپ فقیہ مالکی، محدث ومسند، قاضی القضاۃ، شیخ اندلس اور مصنف کتب ہیں۔ آپ مدینۃ الزہرا کے کافی عرصہ خطیب رہے پھر قاضی، وزیر اور قرطبہ کے خطیب مقرر ہوئے، آپ

1. اس کتاب کے بارے معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔
2. سیر اعلام النبلاء، 16/234 تا 236... اعلام للزرکلی، 1/271... بغیۃ الوعاۃ، 1/399
3. سیر اعلام النبلاء، 15/170
4. سیر اعلام النبلاء، 14/238... اعلام للزرکلی، 6/328

بہترین واعظ، اچھے مدرس، زہد و تقوی کے جامع، خشوع و خضوع کے پیکر، ثقہ و حجت کے درجے کے راوی حدیث اور یادگار اسلاف تھے، خلق کثیر نے آپ سے علمی و روحانی استفادہ کیا۔ آپ کی تحریر کردہ آٹھ کتب میں سے ایک الموعب فی شرح الموطاہے جو مؤطا امام مالک کی شرح ہے مگر یہ مکمل نہ ہو سکی۔ (1)

یحیٰ بن عبد اللہ لیثی قرطبی

حضرت امام ابو عیسیٰ یحیٰ بن عبد اللہ لیثی قرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ ذیقعدہ 287ھ میں پیدا ہوئے اور 8 رجب 367ھ کو وصال فرمایا، آپ محدث و مسند الاندلس، جلیل القدر امام اور اندلس کے شیخ المالکیہ تھے، آپ اندلس کے کئی شہروں کے قاضی رہے، چار دانگ عالم سے کثیر طلبۂ علم دین مؤطا پڑھنے کے لیے آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ (2)

عبید اللہ بن یحیٰ لیثی مالکی اندلسی

حضرت امام عبید اللہ بن یحیٰ لیثی مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش اندلس کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی، والد گرامی سے علوم اسلامی حاصل کئے، والد صاحب کی وفات کے بعد حرمین طیبین اور مصر کا سفر کیا اور وہاں کے علما سے استفادہ کیا، واپس آکر مسند تدریس پر فائز ہوئے، کثیر علمانے استفادہ کیا، آپ جید عالم اندلسی، فقیہ مالکی، مسند قرطبہ، ذہین و فطین، جود و سخاوت کے مالک، کثیر الصدقات واحسانات، صاحب ثروت و وقار اور مرجع خاص و عام تھے، رمضان 298ھ کو وصال فرمایا۔ (3)

یحیٰ بن یحیٰ لیثی مصمودی قرطبی

حضرت امام ابو محمد یحیٰ بن یحیٰ بن کثیر لیثی مصمودی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 152ھ کو قرطبہ میں ہوئی، مقامی علما سے علم دین حاصل کرنے کے بعد مدینہ شریف آئے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی، امام مالک ان کے طلب علم میں انہماک و توجہ اور عقل و شعور سے بے حد متاثر تھے، حصول علم کے

(1) سیر اعلام النبلاء، 13/369... الدیباج المذهب، 2/374... شذرات الذهب، 3/403... هدیة العارفین، 2/572... اعلام للزرکلی، 8/262

(2) سیر اعلام النبلاء، 12/362... الاحاطہ فی اخبار غرناطہ، 4/319... العبر فی خبر من غبر، 2/128

(3) سیر اعلام النبلاء، 11/72... الوافی بالوفیات، 19/277

بعد وطن واپس آئے تو خاص وعام کے مرجع بن گئے، درس وتدریس، افتا وقضا میں مصروف ہوئے، خلیفہ وقت آپ کی عظمت وفقاہت کا قائل تھا اور آپ کے مشورے سے امورِ حکومت چلاتا تھا، آپ کی ذات سے یورپ میں فقہ مالکی کی خوب اشاعت ہوئی، آپ تبع تابعی، فقیہ مالکی، مسند عصر، عبادت گزار وپرہیز گار، عکس امام مالک اور بارعب وباوقار تھے۔ آپ کا وصال 22 رجب 234ھ کو قرطبہ میں ہی ہوا۔[1]

مالک بن انس اصبحی حمیری مدنی

عالم مدینہ، کروڑوں مالکیوں کے امام حضرت امام مالِک بن انس اصبحی حمیری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 93ھ میں مدینۂ منورہ میں ہوئی اور 14 ربیع الاول 179ھ کو وصال فرمایا۔ قبر شریف جنت البقیع میں ہے۔ آپ صحابیِ رسول حضرت ابو عامر اصبحی رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے، تابعی بزرگ، کثیر العبادات، محدث وفقیہ، ادب وحیا کے پیکر، عمدہ فہم ووسیع علم والے متبع سنت، مؤثر ترین شخصیت کے مالک، دراز عمر اور عالی سند والے تھے، آپ کی کتاب مؤطا امام مالک احادیثِ مبارکہ کے مقبول ومعروف مجموعوں میں قدیم ترین ہے۔ بعض علما کے نزدیک بخاری شریف کی طرح یہ قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب ہے، اس میں 1700 سے زائد احادیث مبارکہ ہیں۔ زندگی بھر مدینہ شریف میں رہ کر حدیث وفقہ کی تدریس میں مصروف رہے۔[2]

مؤطا امام مالک میں ہر حدیث پاک سند کے ساتھ ہے۔ پہلی سند کے راویان کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

ابن شہاب زہری قریشی

اعلم الحفاظ حضرت امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 50ھ میں مدینہ شریف میں ہوئی، آپ قوی الحافظہ اور حریص علم تھے، علمائے مدینہ (صحابہ وتابعین) سے بھرپور استفادہ کیا، تمام اسلامی علوم وفنون بالخصوص علم قرآن، علم حدیث، علم سنن، علم فقہ، علم مغازی وغیرہ علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے، آپ سے 2200 حدیثیں مروی ہیں، دن رات درس وتدریس اور کتب بینی میں مصروف رہتے، دمشق کے قاضی بھی مقرر ہوئے، 17 رمضان 124ھ کو بمقام شغب وصال

1 سیر اعلام النبلاء، 9/200... وفیات الاعیان لابن خلکان، 5/117تا119

2 سیر اعلام النبلاء، 7/382، 435... تذکرۃ الحفاظ، 1/154، 157

فرمایا، یہ مقام حجاز کے آخر اور فلسطین کے شروع میں ہے۔[1]

عروہ بن زبیر اسدی قریشی

فقیہ مدینہ حضرت ابو عبد اللہ عروہ بن زبیر اسدی قریشی رحمۃ اللہ علیہ حواری رسول حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بیٹے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے، جلیل القدر تابعی، کثیر الاحادیث، ثقہ راوی حدیث، متقی، صابر وشاکر، جوّاد و سخی، دولت دنیا سے بے نیاز، عابد وزاہد، کثرت سے روزے رکھنے والے تھے، آپ درس وتدریس میں مصروف رہتے، عبادت وتلاوت کی کثرت کرتے اور مسلمانوں کے مرجع تھے، حدیث کے ساتھ مغازی کو بھی بیان کیا کرتے تھے، مزاج میں بڑی نفاست وصفائی تھی، آپ کی ولادت 23ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وصال 94ھ کو نواحِ مدینہ میں ہوا۔[2] آپ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ سے ہیں یعنی آپ کا شمار مدینہ منورہ کے ان سات ہم عصر تابعین میں ہوتا ہے جن کے ذریعے فتوے اور فقہ کا علم پھیلا، یہ تمام تابعین سے افضل ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت عروہ بن زبیر، حضرت سعید بن مسیّب (وصال 94ھ)، حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام (وصال 94ھ)، حضرت خارجہ بن زید بن ثابت (وصال 98ھ)، حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود (وصال 98ھ)، حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق (وصال 108ھ) اور حضرت سلیمان بن یسار (وصال 109ھ)۔ فقہائے سبعہ کے اسمائے گرامی کسی پرچے میں لکھ کر گیہوں میں رکھ دیئے جائیں تو گھن (اناج کا کیڑا) نہیں لگے گا، اگر دردِ سر والے کے سر پر لٹکائیں یا باندھیں یا یہی سات نام پڑھ کر سر پر دم کریں، تو دردِ سر جاتا رہے گا۔[3]

بشیر بن ابو مسعود خزرجی انصاری حارثی

صحابی ابن صحابی حضرت بشیر بن ابو مسعود خزرجی انصاری حارثی رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات ظاہری میں پیدا ہوئے، زیارت نبوی کی سعادت پائی، جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

1 سیر اعلام النبلاء، 6/133 تا 152... تذکرۃ الحفاظ، 1/83... بدایہ ونہایہ لابن کثیر، 6/489 تا 493... تہذیب التہذیب لابن حجر، 7/420 تا 423

2 سیر اعلام النبلاء، 5/356 تا 368 ... تہذیب التہذیب، 5/545 تا 549 ... طبقات ابن سعد، 5/136 تا 139 ... تذکرۃ الحفاظ، 1/50

3 حیات الحیوان، 2/53... فیضان سنت، 1/402

کے لشکر میں شامل تھے۔[1]

عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ خزرجی انصاری

صحابی رسول حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بدری خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانی[2] میں ایمان لائے، اس وقت آپ کی عمر شرکائے بیعت میں سب سے کم تھی، تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ کا شمار علما صحابہ میں ہوتا ہے، مدینہ شریف سے کوفہ منتقل ہوگئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی، آپ کسی ملامت کی پرواہ کئے بغیر نیکی کا حکم فرماتے، آپ کا وصال 40ھ یا دورِ حکومت امیر معاویہ میں ہوا، مقام وفات مدینہ شریف یا کوفہ تھا، آپ کے بیٹے حضرت بشیر سمیت کثیر تابعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ عالم، مجاہد، محدث اور پرجوش مبلغ اسلام تھے۔[3]

امام المحدثین کی سندِ صحیح بخاری

کتب احادیث میں صحیح بخاری کو بہت اہم مرتبہ حاصل ہے، شیخ الاسلام حضرت امام یحییٰ بن شرف نَوَوِی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اتفق العلماء رحمهم الله على أن أصح الكتب بعد القرآن العزيز الصحيحان البخاري ومسلم یعنی علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کے بعد بخاری اور مسلم صحیح ترین کتابیں ہیں۔[4] اسے حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری نے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے تحریر فرمایا، چار دانگ عالم میں اس کی شہرت ہے، صدیوں سے علما اسے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہیں۔

امام المحدثین نے 1298ھ مطابق 1881ء کو استاذ العلماء والمشائخ علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف کی سند لی اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔[5]

امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے

1. اسد الغابہ، 1/ 292، 293
2. یہ بیعت اعلانِ نبوت کے بارہویں سال ہوئی، اس میں مدینہ منورہ کے 13 افراد نے اسلام قبول کیا اور حضور کے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ (سیرت سید الانبیاء، ص132)
3. الاصابہ، 4/ 432... سیر اعلام النبلاء، 4/ 117تا119
4. شرح النووی علی مسلم، 1/ 14
5. مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص77

دورۂ حدیث میں صحیح بخاری شریف وغیرہ کی اجازت حاصل کی۔[1] انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔

اسی طرح امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے بشمول بخاری شریف جملہ اجازات واسانید حاصل کیں[2] اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے۔ سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: اس فقیر نے علم حدیث اور باقی علوم اپنے والد ماجد (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) سے لیے ہیں، اوائل بخاری سے کسی قدر بطریق درایت ان سے سنا ہے، والد ماجد بزرگوار نے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں اجلہ مشائخ حرمین شریفین سے اس علم کی بالاستیعاب تکمیل کی اور آپ نے زیادہ استفادہ حضرت شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہ سے کیا، حضرت شیخ ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے پڑھی اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ ابو المواہب احمد بن عبد القدوس الشناوی سے اور انہوں نے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور انہوں نے شیخ الاسلام ابو یحییٰ احمد زکریا بن محمد الانصاری سے اور انہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر کنانی عسقلانی سے (جو صاحب ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری کے) اور انہوں نے شیخ زین الدین ابراہیم بن احمد تنوخی سے اور انہوں نے ابو العباس احمد بن ابی طالب الحجار (یعنی حجر فروش) سے اور انہوں نے شیخ سراج الدین حسین بن مبارک جیلی زبیدی سے اور انہوں نے ابو الوقت عبد الاول بن عیسیٰ بن شعیب السجزی[3] ہروی سے اور انہوں نے ابو الحسن عبد الرحمن بن مظفر بن محمد بن داؤد الداؤدی سے اور انہوں نے ابو محمد عبد اللہ بن احمد سرخسی سے اور انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری سے اور یہ محمد بن یوسف ارشد تلامذہ بخاری سے ہیں اور انہی کی طرف سے نسخہ بخاری نے شہرت پائی ہے اور انہوں نے صاحب کتاب ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بَرْدِزْبَہ بخاری جُعفی مولیٰ الجعفیین بالولاء سے (اور بَرْدِزْبَہ قدیم پہلوی زبان میں کارندہ اور مزارع کو کہتے ہیں) اور یہ سند بھی اول سے آخر تک مسلسل بسماع ہے۔[4]

1 مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرۂ محدثِ سورتی، ص26
2 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص71
3 مقدمہ تفسیر میزان الادیان صفحہ 74 میں السجری لکھا ہوا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔
4 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص71، 72، 74

سند صحیح بخاری کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین کی سند صحیح بخاری علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی کے ذریعے 24واسطوں سے جبکہ علامہ احمد علی سہارنپوری اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے ذریعے 25واسطوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے۔ آپ کی سند صحیح بخاری کے راویوں (1) عارفِ کامل حضرت مولانا فضلِ رحمٰن صدیقی گنج مراد آبادی نقشبندی قادری (2) افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (3) علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی (4) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (5) خاتِمُ الاکابِر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہروی (6) سراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی (7) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث دہلوی فاروقی حنفی نقشبندی (8) حضرت شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی (9) حضرت امام شیخ برہان الدین، ابو العرفان ابراہیم بن حسن کورانی کردی (10) قطب زماں، حضرت سید صفی الدین احمد قشاشی بن محمد بن عبد النبی یونس قدسی مدنی حسینی (11) حضرت ابو المواہب احمد بن علی شناوی مصری مدنی (12) شافعی صغیر حضرت امام شمسُ الدّین محمد بن احمد رَملی مصری (13) شیخ الاسلام حضرت قاضی زین الدین ابو یحییٰ زکریا انصاری الازہری (14) شیخ الاسلام، عمدۃُ المحدثین، شہابُ الدّین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف پہلے گزر چکا ہے بقیہ راویوں کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے:

ابراہیم بن احمد تنوخی بعلی

حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد تنوخی بعلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 709ھ میں ہوئی، آپ دمشق کے رہنے والے تھے مگر قاہرہ مقیم ہوگئے، قاہرہ حجاز کے علما سے استفادہ کیا، قراءت وفقہ اور تدریس میں آپ کا مقام بہت بلند ہے، آپ نے جمادی الاولیٰ 800ھ میں وصال فرمایا، کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا۔[1]

شہاب الدین ابو العباس صالحی الحجار

حضرت شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن ابو طالب صالحی الحجار رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 624ھ کو دمشق میں ہوئی اور 25صفر 730ھ میں وفات پائی۔ آپ نے کثیر مشائخ سے استفادہ کیا، 630ھ میں شیخ

[1] الدرر الکامنۃ، 1/ 11، 12

حسین بن مبارک زبیدی سے صحیح البخاری سن کر اجازت لی، آپ امام الوقت اور حافظ الحدیث تھے۔[1]

سراج الدین حسین بن مبارک ربعی زبیدی

حضرت شیخ امام سراج الدین ابو عبد اللہ حسین بن مبارک ربعی زبیدی بغدادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 545ھ یا 546ھ کو بغداد میں ہوئی، آپ تیس سال تک طلب حدیث میں بغداد، دمشق اور حلب کے مشائخ کی خدمات میں حاضر رہے، تحصیل علم کے بعد آپ حنابلہ کے مدرسۃ الوزیر بغداد کے مدرس مقرر ہوئے، آپ مسلمانوں کے عظیم امام، صاحب تصنیف، عظیم حنبلی مفتی اسلام، محدث شام، حلیم وفیاض تھے۔ آپ کی وفات 23 صفر 631ھ کو ہوئی، لغت و قراءت میں کتاب منظومات اور فقہ میں کتاب البلغۃ تحریر فرمائی۔[2] آپ کی ان دونوں تصنیفات کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

عبد الاول بن عیسی سجزی ہروی

شیخ الاسلام، مسند الآفاق، حضرت شیخ امام ابو الوقت عبد الاول بن عیسی سجزی ہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 458ھ کو ہرات میں ہوئی، آپ نے طلب حدیث کے لیے خراسان، اصبہان، کرمان، ہمدان، بصرہ اور بغداد کا سفر کیا، آپ امام وقت، محدث کبیر، صوفی کامل، حسن اخلاق کے پیکر، متقی و متواضع، راتوں کو عبادت و گریہ وزاری کرنے والے اور علم و عمل کے جامع تھے، آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے۔ آپ کا وصال 6 ذیقعد 553ھ کو بغداد میں ہوا، نماز جنازہ غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔[3]

جمال الاسلام ابو الحسن داؤدی بوشنجی

حضرت امام جمال الاسلام ابو الحسن عبد الرحمن بن محمد بن مظفر داؤدی بوشنجی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بوشنج نزد ہرات (موجودہ افغانستان) میں ربیع الآخر 374ھ کو ہوئی اور یہیں شوال 467ھ کو وصال فرمایا، آپ نے علما و مشائخ خراسان سے استفادہ کیا اور پھر بغداد جا کر علمائے بغداد کی نہر علم سے سیراب ہوئے۔ اس کے

1. الدرر الکامنۃ، 1/142... البدایۃ والنہایۃ، 10/403
2. اعلام للزرکلی، 2/253... سیر اعلام النبلاء، 16/288، 289... شذرات الذہب، 5/250
3. سیر اعلام النبلاء، 15/96تا100... المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، 18/127

Go to Index

بعد وطن لوٹے، تدریس و تعلیم اور وعظ و نصیحت میں مصروف ہوگئے، حدیث، فقہ، ادب اور علم تفسیر آپ کا خاص میدان تھا، آپ علم و تقویٰ میں اپنے وقت کے علما سے فائق تھے، آپ کی زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رہتا تھا۔ (1)

عبد اللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی

حضرت امام ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن حمویہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 293ھ کو سرخس میں ہوئی اور 27یا28ذوالحجہ 381ھ میں وفات پائی، آپ محدث وقت، ثقہ راوی حدیث اور خطیب سرخس تھے، آپ نے سرخس سے قوشنج وہرات کا سفر کیا اور علامہ امام محمد بن یوسف فربری سے بخاری شریف کی سماعت کی، زندگی سرخس، نیشاپور اور بغداد میں گزاری۔ (2)

محمد بن یوسف فربری

حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف فربری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 231ھ کو فربر (صوبہ لب آب، ترکمانستان) میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق 20شوال320ھ میں وصال فرمایا، آپ نے دیگر علما کے علاوہ امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری کی صحبت پائی اور امام بخاری سے کئی مرتبہ بخاری شریف سماعت کی، آپ امام بخاری کے ارشد شاگرد، پرہیز گار، ثقہ راوی حدیث، محدث کبیر اور استاذ شیوخ الحدیث تھے۔ (3)

محمد بن اسماعیل بخاری

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 194ھ کو بخارا میں ہوئی اور وصال یکم شوال 256ھ میں فرمایا، مزار خرتنگ (نزد سمرقند) ازبکستان میں ہے۔ آپ امام المحدثین والمسلمین زہد و تقویٰ کے جامع اور قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف کے مؤلف ہیں۔ (4)

---

1. سیر اعلام النبلاء، 13/561... طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، 5/117... طبقات الفقہاء الشافعیۃ، 1/536تا540
2. سیر اعلام النبلاء، 12/513... الانساب للسمعانی، 4/230
3. سیر اعلام النبلاء، 11/494، 496... معجم البلدان، 3/422
4. المنتظم، 12/113... سیر اعلام النبلاء، 10/277، 319

صحیح بخاری میں مکررات کے ساتھ 7 ہزار سے زائد احادیث مبارکہ ہیں۔ ہر حدیث پاک سند کے ساتھ ہے، پہلی سند کے راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

عبد اللہ بن زبیر حمیدی اسدی قریشی

شیخ الحرم حضرت امام ابو بکر عبد اللہ بن زبیر حمیدی اسدی قریشی محدث مکی رحمۃ اللہ علیہ تابعی بزرگ، حافظ و کثیر الحدیث، فقیہ وقت، پابند و متبع سنت تھے، آپ کی ولادت تقریباً 150ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوئی، آپ حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر شاگرد تھے، بیس سال ان کی خدمت میں رہے، امام بخاری نے جامع صحیح میں 75 حدیثیں ان کے واسطہ سے روایت کی ہیں۔ ربیع الاول 219ھ میں اپنے وطن مکہ ہی میں رحلت فرمائی، مسند حمیدی آپ کی کتاب ہے۔[1] مسند اس مجموعہ حدیث کو کہتے ہیں جس میں ہر صحابی کی مرویات کو جدا جدا جمع کیا جاتا ہے، مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے آپ نے یہ مجموعہ تیار کیا جس میں 1293 حدیثیں ہیں، صحابہ و تابعین کے کچھ آثار بھی ہیں، یہ مسند گیارہ اجزا پر مشتمل ہے۔

سفیان بن عیینہ

حجۃ الاسلام، امام الحرم حضرت امام ابو محمد سفیان بن عیینہ کوفی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 107ھ کو کوفہ میں ہوئی اور یکم رجب 198ھ مطابق 814ء میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اور کوہ حجون کے پاس مدفون ہوئے، آپ نے امام جعفر صادق، امام مالک، امام سفیان ثوری اور امام شہاب الدین زہری وغیرہ تابعین کی صحبت پائی، آپ تبع تابعی، عالم الحجاز، ثقہ راوی حدیث، وسیع العلم، صاحب تقویٰ و ورع اور عمر بھر درس و تدریس میں مصروف رہنے والی شخصیت تھے، ترتیب و تدوین حدیث میں آپ سر فہرست ہیں۔[2]

یحییٰ بن سعید قطان

امیر المومنین فی الحدیث حضرت ابو سعید یحییٰ بن سعید قطان تمیمی بصری کی پیدائش 120ھ اور وفات صفر 198ھ میں ہوئی، آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ جیسے کئی اکابرین سے علم حاصل کیا، آپ دوسری صدی

[1] تہذیب التہذیب: 4/299... طبقات شافعیہ سبکی، 2/140... محدثین عظام حیات و خدمات، ص 254

[2] سیر اعلام النبلاء، 7/653... تاریخ بغداد، 9/183... تذکرۃ الحفاظ للذہبی، 1/193

ہجری میں اپنے علم، فضل، تقوی وورع کی وجہ سے ممتاز تھے، آپ تبع تابعی، ثقہ راوی، حافظ الحدیث اور قدوۃ العلماء تھے۔ آپ رزق حلال کے لیے روئی کا کام کرتے تھے اسی وجہ سے امام قطان کے لقب سے مشہور ہیں۔ کلام الٰہی کی تلاوت سے خاص شغف تھا، 20 سال ایسے گزارے کہ دن رات میں ایک بار قرآن ختم کر لیتے تھے، پانچوں نمازیں باجماعت ادا فرماتے اور نوافل کی بھی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ (1)

محمد بن ابراہیم قرشی تیمی

حضرت محمد بن ابراہیم قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مدینہ شریف میں تقریباً 42ھ کو ہوئی، انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو سعید خدری، دیگر صحابہ اور اکابر تابعین سے احادیث روایت کیں۔ آپ حدیث پاک کے ثقہ راوی، کثیر الحدیث اور حافظ الحدیث تھے، بہت سے تابعین و تبع تابعین نے آپ سے استفادہ کیا، آپ نے 74 سال کی عمر میں 120ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ (2)

علقمہ بن وقاص لیثی عتواری

حضرت علقمہ بن وقاص لیثی عتواری کنانی مدنی رحمۃ اللہ علیہ تابعی بزرگ ہیں، یہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات ظاہری میں پیدا ہوئے، آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم، ام المؤمنین حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس جیسے جلیل القدر صحابہ کرام سے علم حاصل کیا، کثیر محدثین نے آپ سے استفادہ کیا، آپ جلیل القدر تابعی، عالم مدینہ اور مرجع خاص وعام تھے، آپ کا وصال مدینہ شریف میں عبد الملک بن مروان (3) کے دور حکومت میں ہوا، کتب ستہ میں آپ کی روایت کردہ کئی احادیث ہیں۔ (4)

عمر فاروقِ اعظم

امیر المومنین حضرت ابو حفص عمر فاروقِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت واقعۂ فیل کے 13 سال بعد مکۂ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ دورِ جاہلیت میں علمِ انساب، گھڑ سواری، پہلوانی اور لکھنے پڑھنے میں ماہر اور قریش کے

---

(1) سیر اعلام النبلاء، 8/110... محدثین عظام حیات وخدمات، ص 221

(2) سیر اعلام النبلاء، 6/107... تاریخ الاسلام، 3/306

(3) عبد الملک بن مروان کا دورِ حکومت 65ھ تا 86ھ ہے۔

(4) سیر اعلام النبلاء، 5/100

سردار وسفیر تھے، اعلانِ نبوت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے۔ آپ جلیلُ القدر صحابی، دینِ اسلام کی مؤثر شخصیت، قاضیِ مدینہ، قوی وامین، مبلغِ عظیم، خلیفۂ ثانی، پیکرِ زہد و تقویٰ، عدل وانصاف میں ضربُ المثل اور عظیم منتظم و مدبّر تھے۔ آپ کے ساڑھے 10 سالہ دورِ خلافت میں اسلامی حدود تقریباً 1 سو 22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئیں۔ آپ مدینہ شریف میں ذوالحجہ کے آخر میں زخمی ہو کر شہید ہوئے اور یکم محرم 24ھ کو جنتُ البقیع میں تدفین ہوئی۔ [1]

امام المحدثین کی سندِ صحیح مسلم

کتب احادیث میں صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم کا درجہ ہے، اس کا شمار کتب الجوامع میں ہوتا ہے، اس میں تمام ابواب، عقائد، تفسیر، احکام، تاریخ، مناقب اور رقاق وغیرہ موجود ہیں، امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی حفظ کردہ تین لاکھ احادیث سے منتخب فرمایا، یہ مجموعہ احادیث تقریباً پندرہ سال میں مکمل ہوا، آپ نے اس میں صرف صحیح ومرفوع روایات تحریر فرمائیں، صحیح مسلم کی احادیث نہ صرف صحیح ہیں بلکہ ان کے صحیح ہونے پر محدثین کا اجماع ہے، یہ اور اس جیسی دیگر خصوصیات کی وجہ سے صحیح مسلم کو چار دانگ عالم میں شہرت اور قبولیت عامہ حاصل ہوئی، مسلم شریف دورۂ حدیث کا جُزْوِلَا یُنْفَكْ ہے، اسے پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اور ان شاءاللہ تا قیامت جاری رہے گا۔

امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث میں مسلم شریف وغیرہ کی اجازت حاصل کی۔ [2] انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انہوں نے علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے، اسی طرح امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے بشمول مسلم شریف جملہ اجازات واسانید حاصل کیں [3] اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے اور سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: (میرے والد گرامی علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے) حضرت شیخ ابو طاہر سے (انہوں) نے

1 تاریخ الخلفاء، ص86 تا 117... العبر فی خبر من غبر، 1/20

2 مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرۂ محدثِ سُورتی، ص26

3 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص71

اسے (یعنی اجازت وسندِ صحیح مسلم کو) اپنے والدِ بزرگوار شیخ ابراہیم کردی سے حاصل کیا اور انہوں نے شیخ سلطان مزاحی سے اور انہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی سے اور انہوں نے نجم الدین غیطی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے اور انہوں نے شیخ ابن حجر عسقلانی سے اور انہوں نے شیخ صلاح بن ابی عمر المقدسی[1] سے اور انہوں نے شیخ فخر الدین ابو الحسن علی بن احمد بن عبد الواحد المقدسی معروف بابن البخاری سے اور انہوں نے شیخ ابو الحسن موید بن محمد طوسی سے اور انہوں نے فقیہِ الحرم ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن احمد الفراوی[2] سے اور انہوں نے امام ابو الحسین عبد الغافر بن محمد الفارسی سے اور انہوں نے ابو احمد بن عیسیٰ الجلودی نیشاپوری سے اور انہوں نے ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن سفیان الفقیہ جلودی سے (جلودی منسوب ہے طرف جمع جلد کی، اس لیے کہ وہ نیشاپور میں کوچۂ چرم فروشوں میں رہتے تھے) اور انہوں نے مولف کتاب ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری سے۔[3]

سندِ صحیح مسلم کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ صحیح مسلم بطریقِ علامہ احمد علی سہارنپوری اور بطریق امام احمد رضا 25 واسطوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے، اس سند کے راویوں و مجیزین (1) افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (2) علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی (3) اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملّت، امام احمد رضا خان (4) خاتمُ الاکابر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہروی (5) سِراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی (6) محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی (7) حضرت شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی (8) حضرت امام شیخ برہان الدین، ابو العرفان ابراہیم بن حسن کورانی کردی (9) حضرت شیخ ابو العزائم سلطان بن احمد سلامہ مزّاحی مصری ازہری شافعی (10) شیخ الاسلام، ناصر الملت والدین حضرت امام شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی شافعی (11) شیخ الاسلام حضرت امام نجم الدین ابو المواہب محمد بن احمد غیطی سکندری (12) شیخ الاسلام حضرت امام زین

---

1. یعنی شیخ صلاح الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو عمر احمد بن ابراہیم مقدسی صالحی حنبلی۔ (الدرر الکامنۃ، 3/304، رقم: 817)
2. مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں فرادی لکھا ہے جو درست نہیں، کیونکہ آپ کے والد فراوہ کے رہنے والے تھے۔
3. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 74، 75

الدین ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری الازہری (13) شیخ الاسلام، عمدۃ المحدثین، شہاب الدین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف پہلے صفحات پر ہوچکا ہے بقیہ راویوں کا تعارف ملاحظہ کیجئے:

صلاح الدین مقدسی صالحی

حضرت شیخ ابو عبد اللہ صلاح الدین محمد بن ابو عمر احمد بن ابراہیم مقدسی صالحی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 684ھ اور وفات 24 شوال 780ھ میں ہوئی، اکابرین اہل سنت سے علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کی اور اسناد و اجازات حاصل کیں، حصول علم کے بعد آپ اپنے دادا حضرت ابو عمر کے مدرسے کی مسند پر بیٹھے اور ایک زمانہ درس و تدریس میں مشغول رہے یہاں تک مسند العصر کے لقب سے ملقب ہوئے، آپ وہ ہستی ہیں جنہوں نے امام ابن بخاری فخر الدین علی بن احمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث کی اجازتِ خاصہ حاصل کی، یوں آپ کی یہ سند سماع متصل بشرطِ صحیح نو واسطوں سے نبی کریم سے مل جاتی ہے، کئی خوش نصیبوں بالخصوص اہل مصر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سند حاصل کی۔ (1)

فخر الدین ابو الحسن مقدسی صالحی

محدث الاسلام، ابن البخاری امام فخر الدین ابو الحسن علی بن احمد مقدسی صالحی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 595ھ کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور آپ نے ربیع الآخر 690ھ میں وصال فرمایا، عالم وفقیہ، فاضل وادیب، صاحب وقار وہیبت، تقوی وورع کے پیکر اور علم وعقل میں کامل تھے، محدثین میں آپ بہت مکرم ومحترم تھے، آپ کو مسند العالم کہا جاتا ہے، عرصہ دراز تک خدمت قرآن وسنت میں مصروف رہے، شام، مصر اور عراق کے محدثین نے آپ سے استفادہ کیا۔ (2)

رضی الدین مؤید بن محمد طوسی نیشاپوری

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 524ھ اور وصال شبِ جمعرات 20 شوال 617ھ کو نیشاپور (ایران) میں ہوا، آپ امام القراءت والحدیث، مسند الخراسان اور ثقہ راوی حدیث تھے، آپ نے جید علما و محدثین سے علوم اسلامیہ کو حاصل کیا، طویل عرصے تک تدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور چار دانگ عالم کے علمانے

(1) الدرر الکامنۃ، 3/304، رقم: 817

(2) شذرات الذہب، 6/79... تاریخ الاسلام للذہبی، 15/665

آپ سے استفادہ کیا، آپ کی کتاب الاربعین عن المشائخ الاربعین والاربعین صحابیا وصحابیۃ مطبوع ہے۔ (1) جسے دار البشائر بیروت نے 199 صفحات پر شائع کیا ہے۔

محمد بن فضل فراوی نیشاپوری صاعدی

کمال الملّت والدین حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن فضل فراوی نیشاپوری صاعدی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 441ھ اور وفات 21 شوال 530ھ میں ہوئی، آپ کی تدفین حضرت امام ابن خزیمہ کے پہلو میں ہوئی، آپ نے جید علما و محدثین بالخصوص امام الحرمین علامہ ابو المعالی جوینی اور اولیائے کرام بالخصوص امام ابو القاسم قشیری سے استفادہ کیا، آپ امام، مناظر، واعظ، مفتی، مسند خراسان اور فقیہ حرم تھے، آپ حسن اخلاق کے مالک تھے، اکثر مسکراتے رہتے تھے، غربا پر بہت مہربان تھے، جود و سخاوت کے پیکر تھے۔ عرصہ دراز تک مدرسہ ناصحیہ میں تدریس اور نیشاپور کی مسجد کبیر مُطرِّز میں امامت کے فرائض سرانجام دیئے، آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد بھی کثیر ہے۔ (2)

عبد الغافر بن محمد فارسی نیشاپوری

حضرت ابو الحسین عبد الغافر بن محمد فارسی نیشاپوری کی ولادت 353ھ میں ہوئی، 365ھ میں زاہد زمانہ حضرت محمد بن عیسی جلودی سے مسلم شریف کا درس لیا، وصال 5 شوال 448ھ کو نیشاپور میں ہوا، آپ امام، ثقہ اور نیک شخصیت کے مالک تھے۔ کثیر علما و محدثین نے آپ سے احادیث کو روایت کیا ہے۔ (3)

محمد بن عیسی جلودی نیشاپوری

حضرت ابو احمد محمد بن عیسی جلودی نیشاپوری ایران کے شہر نیشاپور کے رہنے والے تھے، آپ کی پیدائش تقریباً 288ھ میں ہوئی، آپ نے حضرت امام ابن خزیمہ وغیرہ مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا، آپ جید عالم دین، ثقہ راوی حدیث، زاہد زمانہ اور اکابر صوفیائے وقت سے تھے، اپنے ہاتھ سے رزق حلال کمایا کرتے تھے، اسّی سال کی عمر میں 24 ذو الحجہ 368ھ کو وصال فرمایا، تدفین حیرہ (نجف اشرف، عراق) کے

---

(1) سیر اعلام النبلاء، 16/123... وفیات الاعیان، 4/530

(2) تاریخ الاسلام، 11/512... سیر اعلام النبلاء، 14/489

(3) سیر اعلام النبلاء، 13/450

قبرستان میں کی گئی، آپ کے شاگردوں میں صاحب مستدرک امام حاکم کو شہرت حاصل ہوئی۔[1]

ابراہیم بن محمد بن سفیان نیشاپوری

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ امام الوقت، فقیہ زمانہ، ثقہ راوی حدیث، مستجاب الدعوات اور محدث العصر تھے، آپ نے نیشاپور، عراق اور حجاز مقدس میں علم دین حاصل کیا، امام مسلم کے علاوہ جن علما سے استفادہ کیا ان میں امام الحدیث حضرت ایوب بن حسن حنفی بھی ہیں۔ آپ کا وصال رجب 308ھ میں ہوا۔[2]

مسلم بن حجاج

امامُ المسلمین حضرت امام مُسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 206ھ میں نیشاپور (خُراسان) میں ہوئی۔ 24رجب 261ھ کو وِصال فرمایا، مزار مبارک نیشاپور میں ہے۔ غیر معمولی ذہانت کے مالک، حافظُ الحدیث، اِمامُ المُحدِّثین اور عظیم شخصیت کے مالک تھے، اپنی تصنیف "صحیح مسلم" کی وجہ سے عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔[3]

صحیح مسلم میں ہر حدیث پاک سند کے ساتھ ہے پہلی حدیث پاک کو دو اسناد سے بیان کیا گیا ہے۔[4] اس کی پہلی سند کے راویان کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

ابن ابی شیبہ

سید الحفاظ، حضرت امام ابن ابی شیبہ ابو بکر عبد اللہ بن محمد عبسی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 159ھ میں ہوئی، علمی گھرانے میں پرورش پائی، بچپن سے ہی علم حدیث کی جانب متوجہ ہوئے، جید محدثین سے احادیث کی سماعت کی، امام بخاری و مسلم جیسے اکابرین نے آپ سے احادیث مبارکہ سماعت کرنے کی سعادت پائی، آپ ثقہ وصدوق، محدث ومفسر، حدیث کے بڑے حافظ، صاحب مسند، وقت کے امام، بے مثل اور صاحب

1 سیر اعلام النبلاء، 12/385
2 سیر اعلام النبلاء، 11/321
3 جامع الاصول، 1/124... محدثین عظام حیات وخدمات، ص323تا332
4 صحیح مسلم، ص16 دار الکتاب العربی بیروت

تصنیف تھے، آپ نے 8 محرم 235ھ کو کوفہ میں وصال فرمایا۔[1] آپ کی کتاب مصنف ابن ابی شیبہ کو چار دانگ عالم میں شہرت حاصل ہوئی۔ اس کتاب کا مکمل نام المصنف فی الاحادیث والآثار ہے، اسے فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا گیا ہے، اس کا شمار احادیث کی ماخذ کتب میں کیا جاتا ہے، مرفوع احادیث کے علاوہ اس میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال، فتاویٰ اور واقعات بھی ہیں، دار الفکر بیروت نے اسے نو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

وکیع بن جراح رواسی کوفی

محدث عراق حضرت وکیع بن جراح رواسی کوفی کی ولادت 129ھ کو کوفہ میں ہوئی، اکابرین اسلام سے علم حاصل کیا اور محدث و مفسر بن کر ابھرے، امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت سفیان ثوری، حضرت سفیان بن عیینہ اور امام شعبہ بن حجاج جیسے اساتذہ کی صحبت پائی، زندگی بھر قرآن و سنت کے درس و تدریس میں مصروف رہے، آپ محدث کبیر، مفسر عظیم، فقہ و سنن کے مصنف، تقویٰ و ورع کے پیکر اور عبادت و ریاضت میں یکتا تھے۔ آپ نے حج سے واپسی پر 10 محرم 197ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک اور امام احمد بن حنبل جیسے ائمہ آپ کے شاگرد ہیں۔[2]

شعبہ بن حجاج

آپ کی پیدائش 80ھ کو واسط (عراق) کے ایک گاؤں میں ہوئی، واسط میں پرورش پائی پہلے شعر و شاعری اور پھر علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے، 400 تابعین سے احادیث مبارکہ کی سماعت کی اور اس کے لیے بلاد کثیرہ کا سفر فرمایا، پھر بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے اور دنیاوی مشاغل چھوڑ کر ترویج حدیث کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا، درس و تدریس کے علاوہ عبادت سے بہت لگاؤ تھا، نوافل میں طویل رکوع و سجود کرنا آپ کا معمول تھا، کثرت سے نفلی روزے بھی رکھتے، کثیر محدثین نے آپ سے استفادہ کیا، 160ھ کو بصرہ میں وصال فرمایا، آپ امیر المؤمنین فی الحدیث، امام المتقین، محدث و مفسر، امام الجرح والتعدیل، ایثار

1. سیر اعلام النبلاء، 9/394... تاریخ بغداد، 10/66 تذکرۃ الحفاظ، 1/223
2. سیر اعلام النبلاء، 8/87... طبقات ابن سعد، 6/365 ...

وسخاوت کے پیکر اور مرجع خاص وعام تھے، حکمران بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے۔ [1]

حکم بن عتیبہ عجلی

امام العلماء حضرت حکم بن عتیبہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 47ھ میں ہوئی اور آپ نے 115ھ کو کوفہ میں وصال فرمایا، آپ کی کنیت ابو محمد، ابو عمرو یا ابو عبد اللہ تھی، آپ نے بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت زید بن ارقم وغیرہ کی زیارت کرکے تابعی ہونے کا شرف پایا ہے، آپ امام کبیر، عالم وفقیہ، صاحب عبادت وتقوی، متبع سنت، ثقہ راوی حدیث اور کثیر الحدیث محدث تھے۔ آپ نے کثیر تابعین سے علم حاصل کیا، آپ کا حلقۂ علم کافی وسیع ہے، بڑے بڑے تبع تابعی بزرگوں نے آپ سے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ [2]

عبد الرحمن بن ابی لیلی انصاری

فقیہ شہیر حضرت ابو عیسیٰ عبد الرحمن بن ابی لیلی اوسی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 17ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ کے والد ابی لیلی یسار بن بلال انصاری صحابی رسول ہیں، آپ کو 120 صحابہ کی صحبت نصیب ہوئی، آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث سمیت تمام علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ آپ عظیم فقیہ، محدث اور قاری تھے، قرآن کریم کی تلاوت وتدریس کی جانب خوب توجہ تھی، حضرت علی مرتضی کی معیت میں کئی جنگوں میں حصہ لیا، کوفہ میں رہائش اختیار کرلی اور وہاں کے قاضی بھی رہے، 83ھ کو واقعہ دیر جماجم میں شہادت پائی۔ طبعاً سادہ طبیعت مگر باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ [3]

سمرہ بن جندب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی پیدائش بیرون مدینہ غطفان قبیلے میں ہوئی، والد کا انتقال ہوگیا، والدہ انہیں لے کر مدینہ منورہ آگئیں اور انصار میں شادی کرلی، یہی وجہ ہے کہ آپ کا شمار انصار میں ہوتا ہے،

1 تاریخ بغداد، 9 / 355 ... سیر اعلام النبلاء 7 / 155 ... تہذیب الاسماء واللغات، 1 / 233

2 سیر اعلام النبلاء، 6 / 43 ... طبقات ابن سعد، 6 / 323

3 تاریخ الاسلام، 2 / 966 ... تہذیب التہذیب، 5 / 166 ... ابن سعد، 6 / 166 ... تذکرۃ الحفاظ، 1 / 128 ... تاریخ بغداد، 10 / 197

مکہ مکرمہ کے مسلمانوں کی ہجرت مدینہ کے بعد انھوں نے اسلام قبول کیا اور غزوۂ بدر کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے، جب عراق فتح ہوا تو آپ بصرہ رہائش پذیر ہوگئے، ایک سال یہاں کے گورنر بھی رہے، آپ بہت ذہین تھے، جو حدیث سن لیتے یاد کر لیتے تھے، آپ نے احادیث کا ایک مجموعہ بھی تیار کروایا کبار تابعین مثلا امام حسن بصری اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ نے آپ سے احادیث سماعت کیں، آپ سنت کے پابند، ثقہ راوی حدیث، راست گو اور حسن اخلاق کے پیکر تھے۔ آپ کا وصال بصرہ میں 58ھ کو ہوا۔[1]

امام المحدثین کی سند سنن ابو داؤد

حافظ الحدیث حضرت امام ابو داؤد سلیمان بن اَشْعث ازدی سجستانی بصری رحمۃ اللہ علیہ (ولادت 202ھ، وفات 16 شوال 275ھ) نے 241ھ سے قبل کتاب السنن (المعروف سنن ابو داؤد) کے نام سے احادیثِ احکام کا پہلا مجموعہ تیار کیا، جو فقہا میں بالخصوص اور عوام میں بالعموم مقبول ہے، آپ نے پانچ لاکھ احادیث کے اپنے ذخیرہ سے 5274 احادیث کا انتخاب کر کے اسے تیار کیا ہے۔[2] مراسیل کے علاوہ اس کے سترہ (17) اجزاء ہیں، امام ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احکام دین پر مشتمل ایسی کتاب پہلے تصنیف نہیں کی گئی، لوگوں میں اسے قبولیت عامہ سے نوازا گیا ہے، اہل عراق و مصر، بلاد مغرب اور دنیا بھر کے لوگ اس پر اعتماد کرتے ہیں۔[3] سنن ابو داؤد صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے اور دورۂ حدیث شریف کا ایک اہم جز ہے۔

امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث کر کے اسانید احادیث بشمول سنن ابو داؤد کی اجازت حاصل کی۔[4] انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔ اسی طرح امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ اجازات واسانید حاصل کیں[5] اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ

1. اسد الغابۃ، 2/527... تہذیب التہذیب، 3/521... استیعاب، 2/213
2. سنن ابوداؤد، 1/22
3. سنن ابوداؤد، 1/25
4. مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرہ محدث سورتی، ص26
5. مقدمہ تفسیر میزان الادیان بتفسیر القرآن، ص78

شاہ عبد العزیز سے اور سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: (میرے والد گرامی علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے) حضرت شیخ ابو طاہر (سے، انھوں) نے اسے (یعنی اجازتِ سند سنن ابو داؤد کو) شیخ حسن عُجیمی [1] سے حاصل کیا اور انہوں نے شیخ عیسیٰ مغربی سے اور انہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی سے اور انہوں نے بدر الدین حسن کرخی سے، جو اپنے وقت کے مستند تھے اور انہوں نے حافظ ابو الفضل جلال الدین سیوطی سے اور انہوں نے شیخ محمد بن مقبل حلبی سے اور انہوں نے شیخ صلاح بن ابی عمر المقدسی سے اور انہوں نے ابو الحسن فخر الدین علی بن محمد بن احمد ابن البخاری سے اور انہوں نے مسند الوقت ابو حفص عمر بن محمد بن طبرزد بغدادی سے اور انہوں نے دو شیخوں بزرگوار ابراہیم بن محمد بن منصور الکرخی اور ابو الفتح مفلح [2] بن احمد بن محمد الدومی سے (جو منسوب تھے طرف دومۃ الجندل سے اور وہ شام و عراق کے درمیان ایک موضع بطور حد فاصل کے واقع ہے) اور ان ہر دو شیوخ نے حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی مؤلف تاریخ بغداد سے، جن کی علم حدیث میں بے شمار تصانیف ہیں، انہوں نے ابو عمر قاسم بن جعفر بن عبد الواحد ہاشمی سے اور انہوں نے ابو علی محمد بن احمد لولوی سے اور انہوں نے صاحبِ کتاب علامہ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی سے (اجازتِ سند سنن ابو داؤد حاصل کی)۔ [3]

سندِ سنن ابو داؤد کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ سنن ابو داؤد بطریقِ علامہ احمد علی سہارنپوری اور بطریق امام احمد رضا 25 واسطوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہے، اس سند کے راویوں (1) افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (2) علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی (3) اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملّت، امام احمد رضا خان (4) خاتمُ الاکابر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہروی (5) سِراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی (6) محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی

1 مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں یہاں عجمی لکھا تھا جو کہ کتابت کی غلطی ہے، درست عجیمی ہے۔

2 شیخ ابو الفتح کا اسم گرامی مفلح ہے مگر مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں ملفح لکھا ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔

3 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 75

فاروقی (7) حضرت شیخ جمال الدین ابوطاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی (8) عالم کبیر، مسند العصر حضرت شیخ ابو الاسرار حسن بن علی عُجَیْمی حنفی مکی اور (9) مسند العصر حضرت شیخ ابو مہدی عیسی بن محمد جعفری ہاشمی ثعلبی مالکی رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ ابو عبد اللہ صلاح الدین محمد بن احمد بن ابراہیم مقدسی صالحی اور محدث اسلام، ابن بخاری حضرت امام فخر الدین ابو الحسن علی بن احمد مقدسی صالحی حنبلی کا تعارف بھی سند صحیح مسلم میں گزر چکا ہے۔ بقیہ راویوں کا تعارف ملاحظہ کیجئے:

شہابُ الدّین احمد بن محمد خَفَاجی

قاضی علّامہ شہابُ الدّین احمد بن محمد خَفَاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 977ھ سریاقوس (نزد قاہرہ) مصر میں ہوئی۔ 12 رَمَضان المبارک 1069ھ کو مصر میں وصال فرمایا۔ آپ حنفی عالمِ دین، صاحب دیوان شاعر، بہترین ادیب، قاضی القُضاۃ اور درجن سے زائد کتب کے مصنّف ہیں۔ آپ کی کتاب نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض کو شہرت حاصل ہوئی۔[1] جو کہ علامہ قاضی عیاض بن موسی مغربی کی مشہور زمانہ کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفی کی مفصل شرح ہے، اس کی کئی مطابع سے اشاعت ہو چکی ہے، مثلاً دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے چھ جلدوں میں شائع کیا ہے، اردو میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

بدر الدین حسن کرخی

شیخ بدر الدین حسن کرخی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے امام جلالُ الدین ابو الفضل عبد الرحمن سیوطی شافعی سے علم حاصل کیا، زندگی بھر حدیث پاک کی درس و تدریس میں مصروف رہے حتی کہ مصر کے مسند المعمر، محدث وقت اور علامہ دہر قرار پائے، غالباً آپ کی پیدائش نویں ہجری کے آخر میں اور وفات دسویں صدی کے آخر میں ہوئی، مزید معلومات نہ مل سکیں۔

جلالُ الدین سیوطی

مصنف کتبِ کثیرہ، امام جلالُ الدین ابو الفضل عبد الرحمن سیوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ عالم اکبر، مُحدّثِ کبیر،

[1] خلاصۃ الاثر، 1/331 تا 343... معجم المؤلفین، 1/286... حدائق الحنفیہ، ص436... فہرس الفہارس، 1/377

مجددالعصر، عاشقِ رسول اور صوفی باصفا تھے۔ مصر کے شہر قاہرہ کے محلہ سیُّوط میں 849ھ میں پیدا ہوئے اور یہیں 19 جمادی الاولیٰ 911ھ میں وصال فرمایا، آپ کا مزار مَرجع خلائق ہے۔[1] 600 سے زائد کتب تصنیف فرمائیں۔ مثلاً قرآن کریم کی تفسیر بنام الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور تحریر فرمائی جس میں آیات کی تفسیر احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ سے بیان کی، اس میں دس ہزار سے زائد احادیث کو جمع فرمایا، دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے سات جلدوں میں شائع کیا ہے، اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ شرح الصدور اور البُدُورُ السّافِرۃ دونوں آخرت کے بارے میں ہیں، شرح الصدور میں موت اور قبر کے بارے میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور حالات وواقعات بیان کئے گئے ہیں اور البدور السافرۃ میں آخرت کے بارے میں تفصیل سے کلام ہے، دونوں کے اردو تراجم ہو چکے ہیں مکتبۃ المدینہ کراچی نے شرح الصدور مترجم 587 صفحات پر اور البدور السافرہ کا اردو ترجمہ بنام احوال آخرت شائع کیا ہے۔

محمد بن الحاج مقبل حلبی

شمس المِلّت والدین حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن الحاج مقبل حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حلب دمشق میں 779ھ میں ہوئی، آپ نے یہیں پرورش پائی، یہاں کے علما سے خوب استفادہ کیا، خصوصاً علامہ صلاح الدین محمد مقدسی صالحی سے درس حدیث لیا، ان کی علم دین سے لگن اور محنت نے انہیں طلبہ علم دین کا مرجع بنادیا تھا، طویل عرصہ تک آپ تدریس حدیث میں مصروف رہے، رجب 870ھ کو حلب شام میں آپ نے وصال فرمایا۔[2]

عمر بن محمد بغدادی

مسند الوقت حضرت شیخ ابن طَبَرْزَد ابو حفص عمر بن محمد دار قزی بغدادی ذوالحجہ 516ھ میں پیدا ہوئے اور 87 سال کی عمر میں 9 رجب 607ھ میں وصال فرمایا، آپ نے اپنے بڑے بھائی اور دیگر اساتذہ سے علم دین حاصل کیا اور زندگی بھر حدیث پاک کی ترویج واشاعت میں مصروف رہے، عراق وشام کے محدث وشیخ

[1] النور السافر، 1/90تا93

[2] الضوء اللامع، 10/53

الحدیث قرار پائے، آپ کی تالیف کردہ کتب میں مسند الامام عمر بن عبد العزیز یادگار ہے۔ آپ خوش اخلاق وظریف الطبع تھے، آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کثیر ہے۔(1)

ابراہیم بن محمد کرخی

آپ مسند الحدیث، عالم وفقیہ، نیک اور ثقہ راوی حدیث تھے، آپ نے دیگر اساتذہ کے علاوہ مشہور فقیہ ابو اسحاق شیرازی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور حضرت امام ابو بکر خطیب بغدادی سے حدیث کی سماعت کی، آپ کی ولادت تقریباً 450ھ اور وفات 29 ربیع الاول 539ھ کو بغداد میں ہوئی۔(2)

مفلح بن احمد؛ ابو الفتح دُومی بغدادی

حضرت شیخ جلیل ابو الفتح مفلح بن احمد دُومی بغدادی کی ولادت 457ھ کو اور وصال 12 محرم 537ھ میں ہوا، آپ کا تعلق دومۃ الجندل (منطقۃ الجوف، عرب) سے تھا، آپ محدث کبیر، صدوق اور حسن الحدیث تھے، کرخ کے فقہا سے آپ کی مشاورت ہوتی تھی۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کثیر ہے۔(3)

خطیب بغدادی

خطیب بغدادی حضرت شیخ ابو بکر احمد بن علی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 392ھ موضع غزیہ حجاز کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 7 ذوالحجہ 463ھ کو وصال فرمایا، تدفین بغداد کے قبرستان بابِ حرب (مقبرہ قریش) میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں ہوئی۔ آپ محدثِ وقت، مؤرخِ اسلام، مفتیِ زمانہ، مدرس جامعُ المنصور، اچھے قاری، فصیح الالفاظ اور ماہر ادب تھے، بعض اوقات شعر بھی کہا کرتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں تاریخ بغداد آپ کی شہرت کا سبب ہے۔(4) جس کا دوسرا نام مدینۃ السلام ہے، اس کا موضوع تذکرہ اعلام اور جرح وتعدیل ہے، اس میں علامہ خطیب بغدادی نے 7831 علما، مفکرین، شخصیات اور حکومتی عہدہ داران کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ کتاب علما میں معروف ہے۔

(1) اعلام للزرکلی، 5/61... سیر اعلام النبلاء، 16/58

(2) سیر اعلام النبلاء، 14/550... العبر فی خبر من غبر، 2/455

(3) سیر اعلام النبلاء، 15/8... شذرات الذهب، 4/277

(4) تاریخ بغداد، 1/4 تا 21

قاسم بن جعفر؛ابو عمر ہاشمی

حضرت شیخ ابو عمر قاسم بن جعفر ہاشمی عباسی بصری کی ولادت رجب 322ھ اور وصال 19 ذیقعدہ 414ھ میں ہوا، آپ امام، فقیہ، امین وثقہ راوی حدیث، مسند العراق اور بصرہ کے قاضی تھے۔[1]

محمد بن احمد لؤلؤی

حضرت امام ابو علی محمد بن احمد لؤلؤی بصری نے ابتدائی تعلیم مختلف علما سے حاصل کرنے کے بعد امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی کی صحبت اختیار کی اور بیس سال آپ کی خدمت میں رہے حتّٰی کہ آپ کو وَرّاق ابو داؤد کہا جانے لگا، ہند وحجاز، مشرق ومغرب بلکہ اکثر ممالک میں آپ کی روایت کردہ سنن ابو داؤد معروف ہے۔ آپ سے محدثین کی ایک جماعت نے سند حدیث حاصل کی۔ آپ کا وصال 333ھ میں ہوا۔[2]

سلیمان بن اشعث؛ابو داؤد ازدی سجستانی

حافظ الحدیث امام ابو داؤد سلیمان بن اَشْعَث ازدی سجستانی بصری، محدّث، فقیہ، صوفی، متقی وزاہد اور استاذُ المحدّثین تھے۔ 202 ہجری کو سجستان (صوبہ سیستان) ایران میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے، اس کے لیے خراسان، عراق، شام، مصر اور حجاز مقدس کے سفر فرمائے اور 300 سے زائد محدثین سے اکتساب فیض کیا، بصرہ کے امیر نے آپ کے لیے بصرہ میں ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا، جس میں دیگر طلبہ کے ہمراہ اس کے بچے بھی پڑھتے تھے، 16 شوال 275 ہجری کو بصرہ (عراق) میں وِصال فرمایا، آپ کو امیرُ المؤمنین فی الحدیث حضرتِ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ صحاح ستّہ میں شامل سُنَنِ ابی داؤد آپ کی 22 کتب میں سے ایک ہے جو آپ کی عالمگیر شہرت کا سبب ہے۔[3]

سنن ابو داؤد شریف میں ہر حدیث پاک سند کے ساتھ ہے، پہلی سند کے راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب حارثی

شیخ الاسلام حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب حارثی مدنی بصری کی ولادت 130ھ میں

---

1 تاریخ بغداد، 12/446...سیر اعلام النبلاء، 13/137

2 سیر اعلام النبلاء، 12/9

3 سیر اعلام النبلاء، 10/567

اور وصال 6 محرم 221ھ کو مکہ شریف کے اطراف میں ہوا، آپ ایک عرصے تک مدینہ شریف میں امام مالک کی صحبت میں رہے، آپ شیخ الاسلام، حافظ الحدیث، عالم و فاضل، عابد و زاہد، مستجاب الدعوات اور روایت حدیث کے اعتبار سے حجت و ثقہ تھے، امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم بن حجاج نیشاپوری اور امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی وغیرہ اکابرین آپ کے شاگرد تھے۔ آپ طویل عرصہ بصرہ پھر مکہ شریف میں ترویج حدیث میں مصروف رہے۔ (1)

عبد العزیز بن محمد دراوردی

محدث کبیر حضرت ابو محمد عبد العزیز بن محمد دراوردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا تعلق خراسان کے علاقے دراورد سے ہے پھر یہ خاندان مدینہ شریف حاضر ہوا اور وہیں سکونت اختیار کر لی، حضرت عبد العزیز کی پیدائش مدینہ منورہ میں ہوئی، انھوں نے مدینہ شریف میں علم دین حاصل کیا اور احادیث مبارکہ سماعت کیں، انہیں حضرت امام جعفر صادق کی صحبت بھی نصیب ہوئی، آپ سے خلق کثیر نے احادیث مبارکہ سماعت کیں جن میں حضرت سفیان ثوری جیسے اکابرین اسلام بھی ہیں، آپ کا وصال 187ھ کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ محدث وقت، فقیہ زمانہ، ثقہ و حجت راوی حدیث اور کثیر الحدیث تھے۔ (2)

محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی

حضرت امام ابو الحسن محمد بن عمرو بن علقمہ لیثی رحمۃ اللہ علیہ مشہور راوی حدیث ہیں، آپ مدینہ شریف کے رہنے والے تھے بصرہ میں بھی مقیم رہے، آپ محدث مدینہ و عراق اور کثیر الحدیث تھے، آپ روایت کے اعتبار سے صدوق حسن الحدیث کے درجے پر فائز تھے، آپ نے مدینہ شریف میں 144 یا 145ھ میں وصال فرمایا، حضرت سفیان بن عیینہ جیسے محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ (3)

عبد اللہ بن عبد الرحمن زہری

حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الرحمن زہری قرشی رحمۃ اللہ علیہ عشرہ مبشرہ جلیل القدر صحابی رسول

---

1 سیر اعلام النبلاء، 9/34...الدیباج المذہب، 1/411

2 سیر اعلام النبلاء، 7/594...طبقات ابن سعد، 5/492

3 سیر اعلام النبلاء، 6/355

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے، حسن ظاہری و باطنی سے مالا مال، مشہور فقیہ مدینہ، مجتہد، تابعی بزرگ، عالی مرتبت اور امام الوقت تھے۔ عظیم المرتبت صحابہ کرام کی صحبت اور سماعت حدیث نے آپ کو امام حدیث بنا دیا، فقیہ الامت حضرت عبد اللہ بن عباس کی طویل صحبت کی وجہ سے آپ عظیم فقیہ بن گئے اور فقہائے سبعہ میں شمار ہونے لگے، آپ بڑے ائمہ تابعین میں کثیر العلم، جید عالم دین، ثقہ راوی حدیث اور کثیر الحدیث تھے، آپ کچھ عرصہ مدینہ شریف کے قاضی بھی رہے۔ آپ کی ولادت تقریباً 20ھ اور 73 سال کی عمر میں وصال 104ھ کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ (1)

مغیرہ بن شعبہ ثقفی

حضرت مغیرہ بن شعبہ ثقفی رضی اللہ عنہ کی ولادت طائف کے قبیلہ ثقیف میں ہوئی، آپ طویل قد، بھورے بال اور مضبوط جسم کے مالک تھے، آپ کا شمار عرب کے ذہین ترین افراد میں ہوتا ہے، 5ھ غزوہ خندق میں مدینہ شریف میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے، یہیں سکونت اختیار کی اور علم حدیث کے حصول میں مصروف رہے، دربار نبوی سے آپ کو ابو عیسیٰ اور بعد میں دربار فاروقی سے ابو عبد اللہ کنیت عطا ہوئی، آپ بیعت رضوان میں شامل تھے، بعد فتح مکہ طائف کے بت لات کو گرانے کی مہم میں شریک ہوئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تدفین میں شریک تھے، خلافت صدیقی و فاروقی کی کئی مہمات میں اہم خدمات سر انجام دیں، کئی مرتبہ اسلامی لشکر کی جانب سے سفیر بن کر ایرانیوں کے درباروں میں جا کر بے باکی سے گفتگو کی، یکے بعد دیگرے بحرین، بصرہ اور کوفہ کے گورنر بنائے گئے، بنیادی طور پر آپ مجاہد و سپاہی، سپہ سالار و مدبر اور بہترین منتظم تھے مگر آپ کا علمی مقام بھی بہت بلند ہے، آپ سے 133 احادیث مبارکہ مروی ہیں، آپ کا وصال ستر سال کی عمر میں شعبان 50ھ میں ہوا۔ (2)

امام المحدثین کی سند جامع ترمذی

کتاب الجامع المعروف سنن ترمذی صحاح ستہ میں شامل ہے ترتیب کے مطابق یہ صحیح بخاری، صحیح مسلم،

---

(1) سیر اعلام النبلاء، 5/ 264 ... ابن سعد، 6/ 97 ... سیر اعلام النبلاء، 4/ 217

(2) اسد الغابہ، 5/ 261 ... تہذیب الکمال، 10/ 47 ... استیعاب، 4/ 7

سنن ابو داؤد اور سنن نسائی کے بعد شمار ہوتی ہے مگر اپنی جامعیت، حسن ترتیب اور دیگر فوائد کی وجہ سے صحیحین (بخاری و مسلم) کے بعد ذکر کی جاتی ہے، اس میں حدیث کے تمام موضوعات کے تحت احادیث کو لایا گیا ہے، اسی لیے جامع ترمذی کہا جاتا ہے نیز اس کی ترتیب ابواب فقہ کے مطابق بھی ہے اس لیے اسے سنن ترمذی بھی کہا جاتا ہے، یہی وہ خصوصیت ہے جو اسے دیگر کتب احادیث سے ممتاز کرتی ہے البتہ امام ترمذی نے خود اسے المسند الصحیح تحریر فرمایا ہے، یوں تو صحیح وہ کتاب ہوتی ہے جس کی تمام احادیث سند صحیح کے ساتھ ہوں، جامع ترمذی کو صحیح کہنا اکثر کے اعتبار سے ہے، اس کی دیگر خصوصیات میں یہ بھی ہے کہ ہر حدیث پاک کے بعد اس کا صحیح یا ضعیف ہونا بیان کیا جاتا ہے اور ضعف کی علت بھی ذکر کی ہے، ہر حدیث پاک کسی نہ کسی فقیہ کی معمول بہ ہے، ضمناً امام ترمذی مشہور فقہا کی آرا کو بھی ذکر کرتے ہیں، جامع ترمذی کی ترتیب آسان اور طریقہ واضح ہے۔ ایک قول کے مطابق اس میں کل احادیث ایک ہزار 3 سو 85 ہیں، اگر متابعات و شواہد کو بھی شامل کر لیا جائے تو کل تعداد 3 ہزار 9 سو 56 بن جاتی ہے۔ (1)

ہمارے بلاد میں ہونے والے دورۂ حدیث میں جامع ترمذی کو بھی شامل کیا گیا، عموماً اسے وہ اساتذہ پڑھاتے ہیں جو علم فقہ سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث کرکے اسانید احادیث مشمول سنن ترمذی کی اجازت حاصل کی۔ (2) انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔ اسی طرح امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ اجازات و اسانید حاصل کیں، (3) اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے اور سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: (میرے والد گرامی علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے) حضرت شیخ ابو طاہر سے، (انھوں) نے اسے (یعنی اجازت و سند جامع ترمذی کو) حضرت شیخ ابو طاہر سے انہوں نے حضرت شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ سلطان مزاحی

1 سنن ترمذی مترجم، 1/38... شرح جامع ترمذی، 1/139
2 مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرۂ محدثِ سورتی، ص26
3 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص78

سے اور انہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی سے اور انہوں نے شیخ نجم الدین محمد غیطی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا بن محمد الانصاری سے اور انہوں نے شیخ عز الدین عبد الرحیم بن علی بن الفرات القاہری حنفی[1] سے اور انہوں نے عمر بن ابو الحسن مراغی[2] سے (مراغہ بفتح میم، ملک ایران میں ایک مشہور شہر کا نام ہے) اور انہوں نے شیخ فخر الدین ابن البخاری سے اور انہوں نے شیخ عمر بن طبرزد بغدادی[3] سے اور انہوں نے شیخ ابو الفتح عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سہل الکروخی سے (کروخ، فتح کاف اور ضمہ رائے مہملہ مخففہ کے ساتھ نواحِ ہرات میں ایک گاؤں کا نام ہے اور یہی شیخ ابو الفتح صاحب نسخہ ترمذی ہیں) اور انہوں نے قاضی ابو عامر محمود بن القاسم بن محمد ازدی سے اور انہوں نے شیخ ابو محمد عبد الجبار بن محمد بن عبد اللہ بن ابی الجراح الجراحی مروزی سے (اور وہ مرو شاہجہان کی طرف منسوب ہے جو خراسان میں ایک مشہور گاؤں ہے) اور انہوں نے ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب محبوبی مروزی[4] سے اور انہوں نے صاحب کتاب ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ ترمذی سے۔[5]

سندِ جامع ترمذی کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ جامع ترمذی بطریق علامہ احمد علی سہارنپوری اور بطریق امام احمد رضا 25 واسطوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے۔

امام المحدثین کی سند جامع ترمذی کے راویوں (1) افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (2) علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی (3) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (4) خاتم الاکابر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہروی (5) سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی (6) محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی (7) حضرت شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی (8) حضرت امام

---

1. یہ ابن الفرات کے نام سے مشہور ہیں، تفسیر میزان الادیان میں انصرات لکھا ہے جو درست نہیں۔
2. مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں ان کا نام عمر بن ابی الحسن مراغی لکھا ہے یعنی لفظ **ابی** زائد ہے۔
3. ان کا نام مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں ابن طبرزد کے بجائے ابن طبر زو لکھا ہے، جو درست نہیں۔
4. مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں ان کا نام محمد بن محبوب لکھا ہے یعنی ان کے والد کا نام ذکر نہیں۔
5. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص75، 76

شیخ برہان الدین، ابو العرفان ابراہیم بن حسن کورانی کردی (9) حضرت شیخ ابو العزائم سلطان بن احمد سلامہ مزّاحی شافعی (10) شیخ الاسلام، ناصر الملت والدین حضرت امام شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی شافعی (11) شیخ الاسلام حضرت امام نجم الدین ابو المواہب محمد بن احمد غیطی سکندری (12) شیخ الاسلام حضرت امام زین الدین ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری الازہری (13) محدث الاسلام، ابن بخاری امام فخر الدین ابو الحسن علی ابن احمد مقدسی صالحی حنبلی اور (14) مسند الوقت حضرت شیخ ابن طبرزد ابو حفص عمر بن محمد دار قزی بغدادی کا تعارف پچھلے صفحات میں کیا جاچکا ہے۔بقیہ راویوں کا تعارف ملاحظہ کیجئے:

عبد الرحیم بن محمد: ابن الفرات

عز الملت والدین حضرت شیخ ابن الفرات ابو محمد عبد الرحیم بن محمد حنفی مصری کی ولادت 759ھ کو قاہرہ مصر کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی، حفظ قرآن و قراءت کے بعد علوم معقول و منقول کی تحصیل میں مصروف ہوگئے، علمائے احناف، شوافع اور حنابلہ سے استفادہ کیا، جب حج پر گئے تو علمائے حجاز کی انہار علم سے بھی سیراب ہوئے، اجازات عامہ وخاصہ حاصل کیں، آپ احناف مصر کے جید عالم دین، محدث و قاضی اور مصنف کتب تھے، آپ نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس، تصنیف و تالیف میں گزاری، نخبة الفوائد المستنتجة[1] آپ کی یادگار تصنیف ہے، آپ نے 16 ذوالحجہ 851ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا، باب النصر میں نماز جنازہ ہوئی اور خانقاہ سعید السعداء کے احاطے میں دفن کیے گئے۔[2]

عمر بن حسن مراغی مزی دمشقی

مراغی کبیر حضرت ابو حفص عمر بن حسن مراغی مزی دمشقی ولادت 8 رجب 679 یا 680ھ کو مزّہ، دمشق میں ہوئی اور 98 سال کی عمر میں 8 ربیع الآخر 778ھ کو مراغی دمشق، شام میں وصال فرمایا، آپ محدث و قاری، مسند الشام اور اکابرین اہل سنت سے تھے، آپ نے اپنے وقت کے جید علما، قراء اور محدثین سے خوب استفادہ کیا اور اشاعت علوم وفنون میں مصروف ہوئے حتی کہ علماوفقہا اور محدثین کے مرجع قرار

---

1 یہ کتاب علامہ عبد الوہاب بن احمد بن وہبان دمشقی (متوفی 768ھ) کی فقہ حنفی میں منظوم کتاب عقد القلائد فی حل قید الشرائد کا خلاصہ ہے۔

2 الضوء اللامع، 4/186... اعلام للزرکلی، 3/348

پائے، آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کثیر ہے، مشیخۃ الامام ابی حفص عمر المراغی آپ کی اسناد کا مجموعہ ہے، [1] جسے شرکۃ دار البشائر الاسلامیہ بیروت نے 64 صفحات پر 2003ء میں شائع کیا ہے۔

عبد الملک بن عبد اللہ کروخی ہروی

حضرت شیخ ابو الفتح عبد الملک بن عبد اللہ کروخی ہروی کی ولادت کروخ، ہرات (افغانستان) میں ربیع الاول 462ھ میں ہوئی، مکہ شریف میں بعد حج 25 ذو الحجہ 548ھ میں وصال فرمایا، ہرات، بغداد اور مکہ شریف میں زندگی گزاری، آپ شیخ العلماء، امام الوقت اور حدیث کے ثقہ راوی تھے، آپ ترمذی شریف کے نسخے لکھا کرتے تھے اور اسے بیچ کر گزر بسر کرتے تھے۔ آپ اخلاق حسنہ سے متصف، فقر وورع کے پیکر، روایت حدیث کے اعتبار سے ثقہ، صدوق، صالح اور مُتَدَیِّن (دیانت دار) تھے۔ [2]

محمود بن قاسم ازدی ہروی مہلبی

شیخ الاسلام حضرت امام قاضی ابو عامر محمود بن قاسم ازدی ہروی مہلبی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک علمی گھرانے میں 400ھ کو ہرات (افغانستان) میں ہوئی، اگرچہ اس زمانے میں ہرات علوم وفنون کا مرکز تھا لیکن آپ نے اسی پر اکتفانہ کیا بلکہ اجازات واسناد کے حصول کے لیے دیگر ممالک کے کثیر سفر کئے، آپ اپنے ملک میں علمائے شوافع میں سب سے بڑے عالم، قاضی وفقیہ، امام الوقت، محدث ومُسنِد اور زہد وتقوی وورع کے پیکر تھے، علمی جلالت کا یہ عالم تھا کہ موافق ومخالف سب تعظیم کرتے تھے، یہی وہ اوصاف تھے جنہوں نے انہیں خاص وعام کا مرجع بنادیا تھا، آپ کا وصال 87 سال کی عمر میں 8 جمادی الاخریٰ 487ھ میں ہوا۔ [3]

عبد الجبار بن محمد مرزبانی جراحی مروزی

علامہ ابو محمد عبد الجبار بن محمد مرزبانی جراحی مروزی کی ولادت مرو میں 331ھ کو ہوئی، 81 سال کی عمر میں 412ھ کو وصال فرمایا، ہرات میں سکونت اختیار کی، وہیں امام ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب مروزی

1 معجم الشیوخ سبکی، ص 312... الدرر الکامنہ، 3/ 159 ... شذرات الذہب، 6/ 465

2 سیر اعلام النبلاء، 15/ 77

3 طبقات شافعیہ سبکی، 5/ 327... سیر اعلام النبلاء، 14/ 128... التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید، 2/ 789

سے جامع ترمذی کا درس لیا اور اجازت حاصل کی، خلق کثیر نے آپ سے علمی فیضان حاصل کیا، آپ امام الوقت، ثقہ، امین اور صالح راوی حدیث تھے۔ [1]

محمد بن احمد محبوبی مروزی

شیخ ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب محبوبی مروزی رحمۃ اللہ علیہ 249ھ کو مرو (صوبہ ماری، ترکمانستان) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وتربیت مقامی علما سے حاصل کی، علوم وفنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد 265ھ میں آپ ترمذ (صوبہ سرخان دریا، ازبکستان) تشریف لے گئے وہاں حضرت امام ترمذی کی صحبت میں رہ کر جامع ترمذی کی سماعت کر کے اجازت حاصل کی، آپ عالم فاضل، محدث، مسند اور شیخ البلد تھے۔ آپ کا وصال رمضان 346ھ میں ہوا۔ [2]

محمد بن عیسٰی؛ابو عیسٰی ترمذی

امام الائمہ حضرتِ امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی سلمی بوغی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 209ھ میں موضع بوغ (ضلع ترمذ، ساحلِ نہرِ جیحون، صوبہ سرخان دریا) ازبکستان میں ہوئی، آپ نے امام احمد بن حنبل، امام بخاری اور امام ابو داؤد سمیت 30 سے زیادہ علما و محدثین سے حدیث کا درس لیا اور پھر احادیث جمع کرنے کے لئے خراسان، عراق اور حجاز کا سفر کیا، آپ کا وصال 13 رجب 279ھ کو ترمذ میں ہوا۔ آپ شیخ المحدثین، غیر معمولی حافظہ کے مالک، محسنِ اُمّت، تقویٰ وورع کے پیکر، علم و عمل کے جامع اور احادیث کی مشہور جامع ترمذی کے مصنف ہیں، آپ کی دیگر تصانیف میں شمائل ترمذی کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ [3] اس کا نام الشمائل المحمدیہ ہے۔ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادات و خصائل کا خوبصورت بیان ہے، اسے پڑھ کر آپ کی سیرتِ طیبہ کا ہر ہر گوشہ نظروں میں آجاتا ہے، امام ترمذی نے 56 ابواب میں 97 صحابہ و صحابیات سے روایت شدہ 415 احادیث جمع فرمائی ہیں۔ ان میں سے تین چوتھائی احادیث وہ ہیں جو امام

1. سیر اعلام النبلاء، 13/159... اللباب فی تہذیب الانساب، 1/268... العبر فی خبر من غبر، 3/221
2. سیر اعلام النبلاء، 12/160... العبر فی خبر من غبر، 2/74... الوافی بالوفیات، 2/31
3. جامع الاصول، 1/129... محدثین عظام حیات وخدمات، ص 357تا363

ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں بھی ذکر کی ہیں، ایک چوتھائی دیگر احادیث ہیں۔اس کے کئی تراجم اور شروحات لکھی گئی ہیں۔

جامع ترمذی میں ہر حدیث پاک سند کے ساتھ ہے، ایک حدیث پاک ایسی بھی ہے جس میں امام ترمذی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے درمیان صرف تین راوی ہیں، اسے سندِ ثلاثی کہتے ہیں۔[1] اس سند کے راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

اسماعیل بن موسی کوفی فزاری

حضرت ابو محمد یا ابو اسحاق اسماعیل بن موسی کوفی فزاری کوفہ کے رہنے والے تھے۔شیوخ عراق سے علم حدیث حاصل کرنے کے بعد دمشق، شام تشریف لے گئے، واپس آکر کوفہ مسند تدریس پر بیٹھے، امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام ابن ماجہ قزوینی جیسے جلیل القدر محدثین نے آپ سے سماعت حدیث کا شرف پایا، آپ صدوق راوی حدیث ہیں، آپ کا وصال 4 شعبان 245ھ کو ہوا۔[2]

عمر بن شاکر بصری

حضرت عمر بن شاکر بصری رضی اللہ عنہ صحابی رسول حضرت انس بن مالک اور ان کے غلام حضرت ابو بکر محمد بن سیرین بصری کے تربیت یافتہ و شاگرد، صدوق راوی حدیث، بصرہ کے رہنے والے تھے، کئی تبع تابعین نے آپ سے احادیث سماعت کیں، ان کی ولادت اور وفات کی معلومات نہ مل سکیں۔[3]

انس بن مالک انصاری

خادم نبی حضرت ابو حمزہ انس بن مالک انصاری خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ آٹھ سال کی عمر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت پر معمور ہوئے اور آپ نے دس سال یہ سعادت حاصل کی، غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے، بارگاہِ رسالت سے یہ دعا ملی: اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَاَطِلْ عُمُرَہٗ وَاغْفِرْ ذَنْبَہٗ یعنی

---

1 جامع ترمذی،4/115،حدیث:2267... تہذیب التہذیب، 6/65... فیوض النبی شرح جامع ترمذی،1/56

2 تقریب التہذیب، ص83... بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب،4/ 1831

3 تاریخ الاسلام،11/275... تہذیب الکمال،7/495

اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما، اسے درازیِ عمر عطا فرما اور اس کی مغفرت فرما، یہی وجہ ہے کہ آپ مالدار اور کثیر الاولاد تھے، آپ کچھ عرصہ مدینہ منورہ میں گزار کر دورِ خلافت فاروقی میں بصرہ تشریف لے گئے، بے شمار افراد نے آپ کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آپ سے روایت کردہ 2286 (دو ہزار دو سو چھیاسی) احادیثِ مبارکہ کتبِ احادیث وسِیَر میں ہیں، ان میں سے 168 متفقہ طور پر صحیح بخاری و مسلم شریف میں ہیں۔ آپ بہت زیادہ عبادت کرتے اور تلاوت قرآن فرمایا کرتے تھے۔ جمہور کے نزدیک 93 ہجری میں آپ نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا، بوقتِ انتقال آپ کی عمر مبارک 100 سال سے زیادہ تھی۔ آپ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔[1]

امام المحدثین کی سند سنن نسائی

حافظ الحدیث امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے السنن الکبریٰ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں کم و بیش بارہ ہزار احادیث جمع فرمائیں۔ پھر اس میں سے چھ ہزار کے قریب صحیح احادیث منتخب کر کے اس کا اختصار تیار کیا جس کا نام السنن الصغریٰ رکھا، اسے سنن مجتبیٰ اور سنن نسائی بھی کہا جاتا ہے، سنن نسائی کا اسلوب اکثر کتبِ صحاح کا جامع ہے، احادیث مبارکہ فقہی ابواب کے تحت لائی گئی ہیں اور ان سے مسائل کا استخراج کیا گیا ہے اس سے کئی احادیث مکرر بھی ہوگئی ہیں، حدیث پاک کے تمام طرق کو اختلاف الفاظ کے ساتھ ایک جگہ جمع کر دیا ہے، بسا اوقات امام نسائی نے علل حدیث کو بھی بیان کیا ہے، سنن نسائی حسن ترتیب کے اعتبار سے بہترین اور عمدہ نمونہ ہے۔[2]

ہمارے بلاد میں ہونے والے دورۂ حدیث میں سنن نسائی کو بھی شامل کیا گیا ہے، امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث کر کے اسانید احادیث بشمول سنن نسائی کی اجازت حاصل کی۔[3] انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔

1. ابن عساکر، 9/332، 353... سیر اعلام النبلاء، 4/482... طبقات ابن سعد، 7/14
2. فیوض الزاھی فی شرح سنن النسائی، 1/51، 75، 80
3. مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرۂ محدث سورتی، ص26

اسی طرح امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ صاحب نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سے جملہ اجازات واسانید حاصل کیں،[1] اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے اور سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: (میرے والد گرامی علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اجازت وسند سنن نسائی حضرت شیخ ابو طاہر سے اور) حضرت شیخ ابو طاہر نے (اسے) شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبد القدوس شناوی سے اور انہوں نے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے اور انہوں نے شیخ عز الدین عبد الرحیم بن محمد بن الفرات سے اور انہوں نے عمر بن الحسن المراغی[2] سے اور انہوں نے فخر الدین بن البخاری سے اور انہوں نے ابی المکارم احمد بن محمد اللبان سے (جو عمل بالسنۃ کی طرف منسوب ہے) اور انہوں نے ابو علی حسن بن احمد حداد سے اور انہوں نے قاضی ابو نصر احمد بن الحسین الکسار سے اور انہوں نے حافظ ابو بکر المعروف بابن السنی احمد بن محمد بن اسحق الدینوری سے (جو معتمد محدثین میں سے ہیں) اور انہوں نے کتاب حافظ ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی نسائی سے، جو منسوب ہے: بلدۂ نسا کی طرف اور وہ خراسان میں ابیورد کے قریب مشہور شہر ہے۔[3]

سند سنن نسائی کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سنن نسائی بطریق علامہ احمد علی سہارنپوری اور بطریق امام احمد رضا 23 واسطوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے: امام المحدثین کی سند سنن نسائی کے راویوں و مجیزین (1) افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (2) علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی (3) اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملّت، امام احمد رضا خان (4) خاتم الاکابر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہَروی (5) سراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی (6) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدث دہلوی فاروقی حنفی نقشبندی (7) حضرت شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی

1 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص78

2 عجالہ نافعہ اور مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں آپ کا نام عمر بن ابی الحسن لکھا ہے، جو درست نہیں۔

3 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص76

(8) حضرت امام شیخ برہان الدین، ابو العرفان ابراہیم بن حسن کورانی کردی (9) قطب زماں، حضرت سید صفی الدین احمد قشاشی بن محمد بن عبد النبی یونس قدسی مدنی حسینی (10) حضرت ابو المواہب احمد بن علی شناوی مصری مدنی (11) شافعی صغیر حضرت امام شمسُ الدّین محمد بن احمد رَملی مصری (12) شیخ الاسلام حضرت قاضی زین الدین ابو یحییٰ زکریا انصاری الازہری (13) عز الملت والدین حضرت شیخ ابن الفرات ابو محمد عبد الرحیم بن محمد حنفی مصری (14) زین الملت والدین حضرت ابو حفص عمر بن حسن بن مزید بن امیلہ مراغی مزی دمشقی (15) محدث الاسلام، ابن بخاری حضرت امام فخر الدین ابو الحسن علی ابن احمد مقدسی صالحی حنبلی کا تعارف پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے بقیہ راویوں و مجیزین کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

ابن لَبَّان تیمی

حضرت شیخ قاضی ابن لَبَّان ابو المکارم احمد بن ابو عیسیٰ محمد تیمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت صفر 507ھ کو اصفہان کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 27 ذو الحجہ 597ھ کو وصال فرمایا، آپ عالم دین، محدث وقت، مسند اصفہان، صدوق، حسن الحدیث اور اپنے شہر کے قاضی تھے۔ (1)

حسن بن احمد حداد اصفہانی

حضرت امام ابو علی حسن بن احمد حداد اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ 419ھ میں پیدا ہوئے اور 96 سال کی عمر میں 26 ذو الحجہ 515ھ میں وصال فرمایا، آپ عالم دین، قاری قرآن، ثقہ وصدوق راوی حدیث، مسند العصر اور کثیر التلامذہ تھے۔ آپ نے طلب علم میں بہت سے سفر فرمائے، پھر ایک وقت آیا کہ خراسان، عراق اور ماوراء النہر کے طلبہ گروہ در گروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت حدیث کا شرف پاتے۔ آپ کی شہرت چار دانگ عالم میں تھی۔ (2)

احمد بن حسین دینوری کَسَّار

حضرت شیخ قاضی ابو نصر احمد بن حسین دینوری کَسَّار رحمۃ اللہ علیہ قاضی جلیل، عالم با عمل، صدوق راوی

(1) سیر اعلام النبلاء، 15/481، شذرات الذہب، 5/42
(2) سیر اعلام النبلاء، 13/307

حدیث تھے۔ آپ نے امام ابو بکر ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ سے 363ھ میں سنن نسائی کی ساعت کی، آپ سے کئی محدثین نے حدیث پاک کی اجازت لی، زندگی کے آخری ایام میں مسند اصفہان حضرت ابو علی حداد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے اجازت لی۔[1]

احمد بن محمد؛ ابن سنی دینوری

حافظ الحدیث حضرت شیخ ابن سنی ابو بکر احمد بن محمد دینوری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے جد محترم ابو ابراہیم اسباط حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، آپ کی پیدائش 280ھ میں ہوئی اور 84 سال کی عمر میں 364ھ کو وصال فرمایا، آپ نے عراق، شام اور جزیرہ کے علما سے علم دین حاصل کیا، آپ محدث جلیل، ثقہ راوی حدیث، صاحب تصنیف اور تلمیذ امام نسائی تھے، آپ نے اپنی مرویات کو اپنی کتاب عمل الیوم و اللیلۃ[2] میں جمع فرمایا ہے، آپ کی کتاب الطب النبوی[3] بھی شائع شدہ ہے۔[4]

احمد بن شعیب نَسائی

صاحب سُننِ نَسائی، حافظُ الحدیث حضرت امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نَسائی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 215ھ کو شہر نسا (نزد عشق آباد، ترکمانستان) میں ہوئی اور 13 صفر 303ھ کو رملہ (فلسطین) میں جامِ شہادت نوش کیا۔ اپنے علاقے کے علما سے علم دین حاصل کر کے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، اس کے بعد عراق میں شیخ الاسلام علامہ قتیبہ بن سعید ثقفی کی صحبت میں دو سال رہے، ان کے علاوہ عراق، شام ومصر کے دیگر محدثین سے استفادہ کیا، آپ ساری زندگی عراق، شام اور فلسطین میں احادیث مبارکہ کی ترویج واشاعت میں مصروف رہے، آپ کی کتاب سُنن النسائی کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی اور یہ صحاح ستہ میں شامل ہے۔[5]

سنن نسائی میں ہر حدیث پاک سند کے ساتھ ہے اس کی پہلی سند کے راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

1. سیر اعلام النبلاء، 13/331
2. اس کتاب کو کئی مطابع نے شائع کیا ہے، مثلاً شرکۃ دار ارقم بیروت نے 1418ھ کو 512 صفحات پر شائع کیا۔
3. اس کتاب کو دار الرسالہ بیروت نے 272 صفحات پر شائع کیا ہے۔
4. سیر اعلام النبلاء، 12/354... اعلام للزرکلی، 1/209
5. تاریخ ابن عساکر، 71/170... بستان المحدثین، ص298

قتیبہ یحییٰ بن سعید ثقفی بغلانی

شیخ الاسلام حضرت ابو رجاء قتیبہ یحییٰ بن سعید ثقفی بغلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 149ھ میں ہوئی، آپ بنی ثقیف کے غلام تھے مگر علم دین کے حصول اور خدمت حدیث نے آپ کو زمانے کا امام بنا دیا، آپ نے کثیر محدثین سے احادیث مبارکہ سماعت کی جن میں امام مالک، امام لیث اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر محدثین بھی شامل ہیں، آپ صدوق و ثقہ راوی حدیث اور کثیر الحدیث تھے۔ آپ نے حجاز مقدس، کوفہ اور بغداد (عراق) وغیرہ میں مسند حدیث بچھائی اور امام بخاری و مسلم جیسے بڑے بڑے محدثین کو علم حدیث سے سیراب فرمایا، اللہ پاک نے حسن باطنی کے ساتھ آپ کو حسن ظاہری سے بھی نوازا تھا، آپ کا وصال 28 شعبان 240ھ میں ہوا۔ (1)

حضرت ابو محمد سفیان بن عیینہ، امام ابنِ شہاب ابو بکر محمد بن مسلم زہری قرشی اور فقیہ مدینہ حضرت ابو سلمہ عبد اللہ بن عبد الرحمن زہری قرشی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف گزر چکا ہے۔

عبد الرحمن بن صخر؛ ابو ہریرہ دوسی

حضرت ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر دوسی رضی اللہ عنہ یمن سے غزوہ خیبر (7ھ) کے ایام میں کم و بیش 30 سال کی عمر میں مدینہ شریف آئے اور اسلام قبول کیا، متعدد غزاوت میں شرکت کی، آپ اصحاب صفہ میں شامل ہوئے، علم سیکھنے کا اتنا جذبہ و شوق تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوالات کرنے سے نہ شرماتے، صحابہ کرام کو بھی علم حاصل کرنے کی ترغیب دلاتے، بحرین کے گورنر اور دورِ امیر معاویہ میں قائم مقام گورنر بھی رہے، 78 سال کی عمر میں 57ھ کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ تھے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: آپ قرآن، سنت اور فقہ تینوں میں پیشوا تھے۔ آپ کو علم کی اشاعت سے محبت تھی، آپ کی مرویات کی مجموعی تعداد 5374 ہے، ان میں 326 متفق علیہ ہیں اور 79 میں بخاری اور 93 میں مسلم منفرد ہیں۔ آپ نے ایک مجموعہ احادیث بھی

(1) سیر اعلام النبلاء، 9/321... اعلام للزرکلی، 5/189

مرتب کرایا۔ آپ خوف خدا کے پیکر، اچھے اخلاق کے مالک، سچے عاشق رسول، سادگی وجود وسخا کے پیکر، متبع سنت، شب بیدار اور روزانہ 12 ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے، ذوق وشوق سے عبادت میں مصروف رہنے والے تھے۔ فرمان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم): ابوہریرہ علم کاظرف ہے۔ [1]

امام المحدثین کی سند سنن ابن ماجہ

سنن ابن ماجہ صحاح ستہ میں شامل ہے جو کہ نہایت عمدہ کتاب ہے، امام ابن ماجہ نے کوشش فرمائی ہے کہ ان احادیث کو جمع کیا جائے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں نہیں ہیں، اس کوشش میں اگرچہ اس میں ضعیف احادیث بھی آگئی ہیں مگر ان سے دوسری صحیح اور حسن احادیث کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے، آپ نے کئی احادیث کی اسناد میں ملکوں کے نام بھی ذکر کئے ہیں مثلاً یہ مصر والوں کی سند ہے، یہ عراق والوں کی سند ہے وغیرہ یہ بات دیگر کتب احادیث میں نہیں، سنن ابن ماجہ کی ابتدا میں احایث مبارکہ کے فضائل، اتباع سنت اور فضائل صحابہ کو بیان کیاہے، جن پر عمل ایک مسلمان کی دنیا وآخرت میں کامیابی کا سبب ہے، اس میں احادیث مبارکہ کو ابواب کے تحت ذکر کیا گیاہے، ہر باب میں اس سے متعلق احادیث تکرار متن وسند کے ساتھ جمع کردی گئی ہیں اور دیگر ابواب میں ان کا دوبارہ ذکر نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے احادیثِ مبارکہ کی تکرار نہیں، امام ابن ماجہ کی عالی سند ثلاثی ہے، سنن ابن ماجہ میں پانچ ثلاثیات ہیں۔ [2]

ہمارے بلاد میں ہونے والے دورۂ حدیث میں سنن ابن ماجہ کو بھی شامل کیا گیاہے، امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث کرکے اسانید احادیث بشمول سنن ابن ماجہ کی اجازت حاصل کی۔ [3] انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے، اسی طرح امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ صاحب نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ اجازات واسانید

1. تہذیب الکمال، 11/575... سیر اعلام النبلاء، 4/175
2. شرح سنن ابن ماجہ اردو، شارح علامہ محمد لیاقت علی رضوی، 1/72، 73
3. مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرۂ محدثِ سورتی، ص26

حاصل کیں،[1] اوراعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے اورانھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے اور سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: شیخ زین الدین زکریا تک اس کی وہی سند ہے جو سنن نسائی کی بیان ہو چکی (یعنی میرے والد گرامی علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حضرت شیخ ابو طاہر سے، انھوں نے اجازت وسند کو حضرت شیخ ابو طاہر سے انہوں نے حضرت شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبد القدوس شناوی سے اور انہوں نے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے) اس کے بعد یعنی شیخ زین الدین زکریا نے ابن حجر عسقلانی سے اور انہوں نے ابوالحسن علی بن ابی المجد الدمشقی سے اور انہوں نے ابو العباس الحجار سے اور انہوں نے انجب بن ابی السعادت سے اور انہوں نے حافظ ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر المقدسی سے اور انہوں نے فقیہ ابی منصور محمد بن الحسن بن احمد المقومی القزوینی[2] سے اور انہوں نے ابو طلحہ قاسم بن المنذر خطیب سے اور انہوں نے ابو الحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ بن بحر القطان سے اور انہوں نے مؤلف کتاب ابو عبد اللہ محمد بن یزید المعروف بابن ماجہ القزوینی (قزوین، فتح قاف وسکون زائے معجمہ سے ایک مشہور شہر کا نام ہے جو عراق عجم میں واقع ہے اور ماجہ اس کے دادا کا نہیں بلکہ باپ ابو عبد اللہ کا لقب ہے اور اس کی والدہ کا نام) اور اسے جیم کی تشدید سے بلکہ تخفیف سے پڑھنا چاہیے۔ اس میں بہت سی غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔[3]

سند سنن ابن ماجہ کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سنن ابن ماجہ بطریق علامہ احمد علی سہارنپوری اور بطریق امام احمد رضا 26 واسطوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے، آپ کی سند ابن ماجہ کے راویوں (1) افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (2) علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی (3) اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خان (4) خاتم الاکابر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آل رسول مارہروی (5) سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (6) محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی

1 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص78

2 شیخ ابو منصور کے والد گرامی کا نام تفسیر میزان الادیان میں حسن اور نسبتیں المقوی القزوبی لکھی ہیں، جبکہ درست نام حسین اور نسبتیں المقومی القزوینی ہیں۔

3 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص76

(7)حضرت شیخ جمال الدین ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی(8)حضرت امام شیخ برہان الدین، ابو العرفان ابراہیم بن حسن کورانی کردی(9)قطب زماں، حضرت سید صفی الدین احمد قشاشی بن محمد بن عبد النبی یونس قدسی مدنی حسینی(10)حضرت ابو المواہب احمد بن علی شناوی مصری مدنی(11)شافعی صغیر حضرت امام شمس الدّین محمد بن احمد رملی مصری(12)شیخ الاسلام حضرت قاضی زین الدین ابو یحییٰ زکریا انصاری الازہری(13)شیخ الاسلام، عمدۃُ المحدثین، شہابُ الدّین، حافظ احمد بن علی ابنِ حجر عسقلانی شافعی(14)شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن ابو طالب صالحی الحجار رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف گزر چکا ہے۔

بقیہ کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

علاء الدین ابن جزری قرشی دمشقی

حضرت شیخ علاء الدین ابن جزری ابو الحسن علی بن ابو المجد ابراہیم بن مؤرخ شمس محمد شافعی قرشی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 748ھ یا 749ھ میں ہوئی اور وصال 65 سال کی عمر میں ذوالحجہ 813ھ کو دمشق شام میں ہوا، آپ نے دمشق میں حدیث وفقہ میں مہارت حاصل کی پھر حج کرنے کے لیے حجاز مقدس حاضر ہوئے اور وہاں کے فضلا سے استفادہ کیا، آپ نے اپنی ساری زندگی درس وتدریس میں گزاری، آپ کے تلامذہ کثیر ہیں۔[1]

انجب بن ابو سعادات حمامی بغدادی

حضرت شیخ ابو محمد انجب بن ابو سعادات بن محمد بن عبد الرحمن حمامی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت محرم 554ھ میں ہوئی اور 19 ربیع الاٰخر 635ھ کو وصال فرمایا، آپ شیخ معمر، کثیر الحدیث، روایت سے محبت رکھنے والے، فقر کے باوجود خود دار، صبر کے پیکر، حسن اخلاق کے مالک اور صدوق راوی حدیث تھے، آپ سے محدثین کی ایک جماعت نے سماعت حدیث کرنے کا شرف پایا۔[2]

طاہر بن حافظ محمد شیبانی؛ ابوزرعہ مقدسی

آپ کی ولادت 480ھ کو ایران کے شہر رے میں ہوئی اور وصال 86 سال کی عمر میں ربیع الاٰخر 566ھ

1 الضوء اللامع، 5/157، رقم: 543

2 سیر اعلام النبلاء، 16/324

کو ہمدان ایران میں ہوا، آپ جید عالم دین، صدوق راوی حدیث اور باعمل تھے، آپ نے 20 حج کئے، بغداد میں بھی درس حدیث میں مصروف رہے، خلق کثیر نے آپ سے فیض پایا۔[1]

محمد بن حسین قزوینی مقومی ہیثمی

فقیہ زمانہ حضرت شیخ ابو منصور محمد بن حسین بن احمد بن ہیثم قزوینی مقومی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 398ھ اور وصال 484ھ کے بعد ہے، آپ حدیث، لغت اور شعر کے فنون میں ماہر تھے، سنن ابن ماجہ کے درس و تدریس میں زندگی بھر مصروف رہے، آپ نے اپنی زندگی ایران کے دو شہروں قزوین اور رے میں گزاری، علم حدیث میں آپ صدوق اور حسن الحدیث کے درجے پر فائز تھے۔[2]

قاسم بن ابو منذر محمد الخطیب قزوینی

حضرت شیخ ابوطلحہ قاسم بن ابو منذر محمد الخطیب قزوینی رحمۃ اللہ علیہ پیشے کے اعتبار سے قطان (روئی کے تاجر) تھے، قزوین (ایران) میں خطابت بھی فرماتے تھے، آپ نے دیگر علما کے ساتھ شیخ علی بن ابراہیم قطان رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث حاصل کیا، آپ کا وصال 410ھ میں ہوا۔[3]

علی بن ابراہیم قطان

شیخ الاسلام، حافظ حدیث حضرت امام ابوالحسن علی بن ابراہیم قطان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 254ھ میں اور وفات 345ھ کو ہوئی، آپ تفسیر، حدیث، فقہ، نحو اور لغت کے امام تھے۔ آپ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساطین اسلام کے شاگرد تھے، آپ زہد و تقویٰ کے پیکر تھے، تیس سال مسلسل روزے رکھتے رہے اور افطار نمک اور روٹی سے کرتے، آپ نے علوم اسلامیہ کے حصول اور اشاعت کے لیے یمن اور عراق کا سفر فرمایا۔[4]

---

1. سیر اعلام النبلاء، 15/223
2. التدوین فی اخبار قزوین، 1/263... سیر اعلام النبلاء، 14/56... شذرات الذہب، 4/75
3. التدوین فی اخبار قزوین، 4/47
4. سیر اعلام النبلا، 12/112... اعلام للزرکلی، 4/250

محمد بن یزید ابنِ ماجہ قزوینی

محدث کبیر امام ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ابنِ ماجہ قزوینی کی پیدائش ایران کے مشہور شہر قَزْوِیْن میں 209ھ میں ہوئی اور یہیں 22 رَمَضان 273ھ میں وفات پائی۔ آپ مشہور مُحَدِّث، مُفَسِّر اور مُؤَرِّخ تھے، آپ خوش اخلاق، وسیع العلم، صادق القول، متبع سنت، تقوی وورع کے پیکر، لائق حجت امام اور جلیل القدر حافظ الحدیث تھے، صحاح ستہ میں شامل کتاب **سنن ابن ماجہ** آپ ہی کی تالیف کردہ ہے۔ (1)

سنن ابن ماجہ میں ہر حدیث پاک سند کے ساتھ ہے اس کی پہلی سند میں سے امام ابنِ ابی شیبہ اور حضرت ابو ہریرہ کا تعارف بیان ہو چکا ہے۔ باقی راویوں کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

شریک بن عبداللہ قرشی مدنی لیثی

حضرت امام ابو عبداللہ شریک بن عبداللہ قرشی مدنی لیثی رحمۃ اللہ علیہ تابعی بزرگ، ثقہ وصدوق راوی حدیث، کثیر الحدیث اور اہل مدینہ سے تھے۔ آپ کا وصال 140ھ کے بعد ہوا۔ (2)

سلیمان بن مہران اعمش

شیخ المحدثین حضرت سلیمان بن مہران اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 محرم 61ھ کو کوفہ میں ہوئی اور یہیں ربیع الاول 148ھ کو وصال فرمایا۔ اعمش آپ کا لقب ہے، چندھیا آنکھوں (کمزور نظر) والے کو اعمش کہا جاتا ہے۔ آپ تابعی بزرگ، محدث کبیر، قراءت قرآن اور فرائض (وراثت کے) علوم میں ماہر، ثقہ راوی حدیث، فقیہ زمانہ، عابد وزاہد اور ولی کامل تھے۔ عبادت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ستر سال تک تکبیر اولیٰ قضا نہ ہونے دی اور ساٹھ سال تک آپ کی کوئی رکعت قضا نہ ہوئی۔ (3)

سمان ذکوان بن عبداللہ

آپ حضرت ام المؤمنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے غلام، تابعی بزرگ، صالح وثقہ راوی حدیث، حافظ حدیث، حجۃ الاسلام اور مدینہ منورہ کے بڑے علما سے تھے، آپ بہت سوز و رقت سے نماز ادا فرمایا کرتے

---

(1) البدایہ والنہایہ، 7/429...بستان المحدثین، ص298، 300...سیر اعلام النبلاء، 10/613

(2) تہذیب الکمال، 4/582

(3) وفیات الاعیان، 2/334تا336

تھے۔ آپ دورِ خلافت فاروقی[1] میں پیدا ہوئے اور مدینہ شریف کے سانحہ یوم الدار[2] میں موجود تھے۔ آپ مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب تیل وگھی کا کاروبار کرتے تھے۔ آپ کا وصال 101ھ میں ہوا، حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے ایک ہزار احادیث سماعت کرنے کا شرف پایا۔[3]

امام المحدثین کی سندِ مشکوۃ المصابیح

محی السنہ، شیخ الاسلام حضرت امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی نے احادیث مبارکہ کا مجموعہ بنام مصابیح السنہ تحریر فرمایا، اس کی تکمیل بطور تتمہ و تکملہ بنام مشکاۃ المصابیح قطب الصلحاء، امام المحققین علامہ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی نے فرمائی، مصابیح السنہ میں 4434 احادیث ہیں، علامہ تبریزی نے اس میں 1511 احادیث کا اضافہ فرمایا، یوں اس مجموعہ احادیث میں کل 5945 احادیث مبارکہ ہیں[4]، مشکوۃ شریف میں احادیث مبارکہ کو فقہی ابواب کے تحت لایا گیا ہے اور ہر باب میں تین فصلیں قائم کی گئی ہیں، عموماً پہلی فصل میں بخاری ومسلم یا ان میں سے ایک کی روایت کا ذکر کیا گیا ہے، دوسری فصل میں دیگر ائمہ کرام مثلاً ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایات ہیں جبکہ آخری فصل میں اس باب سے ملحقہ احادیث مرفوع اور اقوال صحابہ وتابعین کو لایا گیا ہے۔ یوں اس کتاب میں رائج الوقت متعدد کتب احادیث کی مرویات موجود ہیں، ہر حدیث کی ابتدا میں پوری سند ذکر نہیں کی گئی بلکہ آخری راوی کا نام اور آخر میں کتاب کا نام تحریر کیا گیا ہے، یوں اختصار بھی اس کتاب کا خاصہ ہے۔[5] یہ وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے ہمارے بلاد کے درسِ نظامی کے ابتدائی درجات میں یہ کتاب داخلِ نصاب ہے مثلاً کنز المدارس بورڈ (دعوتِ اسلامی) نے مشکوۃ شریف کو جامعۃ المدینہ بوائز کے درجہ رابعہ کے نصاب کا حصہ بنایا ہے۔

امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث کرکے اسانید احادیث مشمول مشکوۃ المصابیح کی اجازت حاصل کی۔[6] انھوں نے علامہ محمد اسحاق

1. یہ دور جمادی الاخریٰ 13ھ تا یکم محرم 24ھ تک ہے۔
2. اس سے مراد امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے جو ذوالحجہ 35ھ میں ہوا۔
3. سیر اعلام النبلاء، 5/521
4. مرقاۃ المفاتیح، 1/48، 49
5. مرقاۃ المفاتیح، 1/6
6. مہر منیر سوانح حیات، ص84... تذکرہ محدثِ سورتی، ص26

دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے۔

اسی طرح امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ اجازات واسانید حاصل کیں،[1] اوراعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے اور سراج الہند تحریر فرماتے ہیں:(میرے والد گرامی علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اجازت وسند مشکوۃ المصابیح حضرت شیخ ابو طاہر سے اور) حضرت شیخ ابو طاہر نے شیخ ابراہیم کردی سے۔ انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبد القدوس شناوی سے اور انہوں نے سید غضنفر بن سید جعفر نہروالی[2] سے اور انہوں نے شیخ محمد سعید معروف میر کلاں[3] سے، جو اپنے وقت میں مکہ مکرمہ کے شیخ تھے اور انہوں نے سید نسیم الدین میرک شاہ سے اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار سید جمال الدین عطاء اللہ بن سید غیاث الدین فضل اللہ بن سید عبد الرحمن سے اور انہوں نے اپنے عالی قدر چچا سید اصیل الدین عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللطیف بن جلال الدین یحییٰ شیرازی حسینی سے اور انہوں نے مسند وقت اور محدث عصر شرف الدین عبد الرحیم بن عبد الکریم الجرہی[4] الصدیقی سے اور انہوں نے علامہ عصر امام الدین علی بن علی مبارک شاہ ساوجی صدیقی سے اور انہوں نے مولف کتاب ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی سے۔[5]

سند مشکوۃ المصابیح کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند مشکوۃ المصابیح بطریق علامہ احمد علی سہارنپوری اور بطریق امام احمد رضا 15 واسطوں سے صاحب مشکوۃ علامہ شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی

1. مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص78
2. مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں نہروانی اور عجالہ نافعہ فارسی میں نہر والی ہے، نہروالہ ہی درست ہے، کیونکہ یہ ہند کے صوبہ گجرات میں واقع ہے اورماضی میں یہ سلطنتِ گجرات کا دارالحکومت بھی رہا ہے۔
3. آپ کی نسبت تفسیر میزان الادیان میں الحبربی اور عجالہ نافعہ صفحہ 23 میں الجرہی ہے اور علامہ سخاوی بھی فرماتے ہیں: وجرہ بکسر الجیم والراء کما ھو علی الألسنۃ حسبما قالہ لی العلاء بن السید عفیف الدین وکذا رأیتہ بخط بعض المتقنین من بلادھم لکن بزیادۃ فی النسبۃ حیث قال الجرھینی۔(الضوء اللامع، 4/180)
4. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص76، 77
5. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص76، 77

رحمۃ اللہ علیہ سے مل جاتی ہے، آپ کی سند مشکوۃ کے راویوں و مجیزین (1) افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری (2) علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی (3) اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملّت، امام احمد رضا خان (4) خاتَمُ الاکابِر، قدوۃ العارفین حضرت علامہ شاہ آلِ رسول مارہروی (5) سراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی (6) محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی فاروقی (7) حضرت شیخ جمال الدین ابوطاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی (8) حضرت امام شیخ برہان الدین، ابوالعرفان ابراہیم بن حسن کورانی کردی (9) قطب زماں، حضرت سید صفی الدین احمد قشاشی بن محمد بن عبدالنبی یونس قدسی مدنی حسینی (10) حضرت ابوالمواہب احمد بن علی شناوی مصری (11) شرف الملت والدین حضرت شیخ ابوفضائل عبدالرحیم صدیقی جرہی شیرازی شافعی اور (12) امام الملت و الدین، علامہ عصر ابو مکارم علی بن علی بن مبارک شاہ صدیقی ساوجی شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا تعارف گزر چکا ہے بقیہ کا تعارف پیش کیا جاتا ہے:

محمد غضنفر بن جعفر حسینی نہروالی

عارف باللہ حضرت علامہ سیّد محمد غضنفر بن جعفر حسینی نہروالی گجراتی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق صوبہ گجرات کے شہر نہروالہ سے تھا، آپ فقہ، حدیث اور علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، آپ محدث عصر، جید عالم دین، سلسلہ نقشبندیہ جامیہ کے شیخ طریقت اور بڑے علما میں سے تھے، آپ علامہ عبد الرحمن جامی کے بھانجے علامہ شیخ محمد امین جامی[1] اور دیگر علما سے مستفیض ہوئے، گجرات ہند پھر حجاز مقدس کے علمانے آپ سے استفادہ کیا، شیخ احمد بن علی شناوی اور شیخ احمد بن محمد قشاشی نے آپ سے خلافت حاصل کی، 920ھ میں آپ قصیدہ بردہ شریف کی فارسی شرح بنام شرح ممزوج تحریر فرمائی۔[2]

میر کلان محمد سعید خراسانی

بحر العرفان حضرت علامہ شیخ میر کلان محمد سعید خراسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ایک علمی گھرانے میں 883ھ کو ہوئی، آپ عالم کبیر، محقق زمانہ، محدث العصر، سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت اور اکابر علمائے

1 ان کی معلومات نہ مل سکیں۔

2 نزہۃ الخواطر، 5/326...شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب اساتذہ، ص8، 9...کشف الظنون، 1/1335

احناف سے تھے، آپ نے عرصہ دراز تک فاضل محقق علامہ عصام الدین ابراہیم بن محمد اسفرائینی حنفی اور علامہ سید نسیم الدین میرک شاہ حنفی شیرازی کے پاس علم دین حاصل کرنے کے بعد حرمین شریفین کا قصد کیا، حج کرنے کے بعد مکہ شریف میں مقیم ہوگئے وہاں علامہ ملا علی قاری بن سلطان ہروی اور علامہ سید محمد غضنفر حسینی حنفی وغیرہ نے آپ کی صحبت پائی، علم و عمل اور تصوف میں کامل ہونے کے بعد درس وتدریس اور اصلاح عوام وخواص میں مصروف رہے۔ آپ کا وصال سو سال کی عمر میں محرم 983ھ کو آگرہ ہند میں ہوا۔(1)

نسیم الدین محمد میرک شاہ شیرازی

زبدۃ المحققین حضرت امام سید نسیم الدین محمد میرک شاہ شیرازی ہروی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی ہجری کے آخر میں افغانستان کے شہر ہرات میں پیدا ہوئے، جملہ علوم وفنون والد گرامی علامہ محدث کبیر شیخ ہرات جمال الدین عطاء اللہ شیرازی سے حاصل کئے بالخصوص فن حدیث میں عبور حاصل کیا، 930ھ میں والد صاحب کی وفات کے بعد مدرسہ سلطانیہ مقبرۃ الخاقان(خانقاہ اخلاصیہ) منصور ہرات میں ان کے جانشین مقرر ہوئے، زندگی بھر درس وتدریس میں مصروف رہے، آپ کا وصال 976ھ یا 981ھ میں ہوا۔ آپ محدث وقت، استاذ العلماء، حافظ الحدیث اور صاحب تصنیف عالم دین تھے۔(2) تصانیف میں شرح الشمائل المحمدیۃ للامام میرک شاہ یادگار ہے، جو ایک جلد پر مشتمل عربی کتاب ہے جس کا موضوع نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادات وخصائل اور سیرت ہے، یہ امام محمد بن عیسی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شمائل ترمذی کی شرح ہے، اسے دار اللباب بیروت نے 2019ء کو 728 صفحات پر نئی تحقیق کے ساتھ شائع کیا ہے۔

جمال الدین شیرازی محدث نیشاپوری

شیخ ہرات سیّد جمال الدین عطاء اللہ بن سیّد غیاث الدین فضل اللہ شیرازی دشتکی محدث نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ علامۃ الدہر، استاذ العلماء، محدث وقت اور صاحب تصنیف بزرگ تھے، دینی علوم کی تحصیل کے

(1) سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، 135، 136 فی آثار ہندوستان، حاشیہ، ص136

(2) شرح الشمائل المحمدیہ لترمذی، ص11 تا 14... سبحۃ المرجان

بعد ہرات تشریف لے گئے اور وہیں مقیم ہوگئے، مدرسہ سلطانیہ مقبرۃ الخاقان (خانقاہ اخلاصیہ) منصور ہرات میں تدریس کرنے لگے، آپ کا وصال کم و بیش 930ھ میں ہوا۔[1] علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانی کے شاگرد علامہ جمال الدین محمود شیرازی آپ کے ہم عصر بھی ہیں اور ہم لقب بھی۔[2] آپ کی فارسی زبان میں لکھی گئی کتاب روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب کو بہت شہرت حاصل ہوئی، اس کا موضوع سیرت ہے ابتدا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور پھر صحابہ واہل بیت کے حالات زندگی ہیں، اس میں موجود چند باتوں کی وجہ سے آپ کی جانب رفض کی نسبت کی گئی ہے جو درست نہیں، منتخب التواریخ میں مخدوم الملک مولانا عبد اللہ سلطان پوری کے تذکرے کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے کہ روضۃ الاحباب کا تیسرا دفتر (باب) الحاقی ہے کیونکہ پہلے دو دفتر (ابواب) کا انداز محدثانہ ہے جبکہ تیسرے کا انداز شاعرانہ ہے، نیز اس کے پہلے دو ابواب میں بھی کچھ باتیں الحاقی ہیں، مزید دیکھئے منتخب التواریخ فارسی صفحہ 557 اور اردو صفحہ 600، مزید تفصیل البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکاۃ صفحہ 17 میں موجود ہے۔

اصیل الدین عبد اللہ بن احمد حسینی شیرازی

عالم اجل حضرت سید الامیر اصیل الدین عبد اللہ بن احمد عبد الرحمن حسینی دشتکی شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 845ھ کو ہوئی، آپ تفسیر و حدیث اور علوم و فنون میں مہارت حاصل کرکے مکہ شریف حاضر ہوئے اور وہیں مقیم ہوگئے پھر واپس آکر ہرات میں سکونت اختیار کرلی، آپ جید عالم دین، محدث عصر، تقویٰ وورع کے پیکر، صاحب تصنیف اور بہترین واعظ تھے۔ کثیر علمانے آپ سے علمی استفادہ کیا، اجازت حدیث حاصل کی، آپ کا وصال 17 ربیع الاول 883ھ میں ہوا، میلاد کے موضوع پر آپ کی تصنیف درج الدرر فی میلاد سید البشر یادگار ہے۔[3] اس کتاب کا مخطوطہ ترکی کی ویب سائیٹ مخطوطات ترکیہ آیا صوفیا پر موجود ہے، جس کے صفحات 462 اور مخطوطہ نمبر 3195 ہے۔ جبکہ ایران کی ویب سائیٹ پر بھی اس کا مخطوطہ IR10-37178 نمبر سے ہے۔

---

1. معجم المؤلفین، 2/379... کشف الظنون 1/922... شرح الشمائل المحمدیہ لترمذی، 11 تا 14
2. ان کا تعارف صفحہ نمبر 189 پر دیکھئے۔
3. الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، 5/12، رقم: 36... کشف الظنون، 1/745... ہدیۃ العارفین، 1/469... البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکاۃ، ص 19

ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی

بقیۃ الاولیاء، قطب الصلحاء حضرت امام ولی الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب عمری تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا نام مقدمہ تفسیر میزان الادیان اور عجالہ نافعہ میں ولی الدین محمد بن عبد اللہ بن خطیب تبریزی ہے، جو درست نہیں، کیونکہ خطیب آپ کے دادا نہیں بلکہ آپ کا لقب ہے۔ آپ عالم باعمل، محدث وقت، بحر العلوم اور صاحب تصانیف تھے، آپ کی تصنیف مشکاۃ المصابیح کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی، اس تصنیف سے آپ 20 رجب 737ھ بروز جمعہ فارغ ہوئے، آپ کا وصال 737ھ یا 741ھ میں ہوا۔[1]

امام المحدثین کی سند حصن حصین

امام القراء والمحدثین، شمس الدین ابوالخیر محمد جزری دمشقی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نویں صدی ہجری کے عظیم المرتبت امام اور فن قراءت میں سند (اتھارٹی) تسلیم کئے جاتے ہیں، قراءت کے علاوہ آپ کو دیگر علوم مثلاً حدیث، بلاغت، تاریخ، فقہ اور اصول فقہ وغیرہ میں بھی مہارت تامہ تھی۔[2] آپ نے مختلف علوم میں 90 سے زائد کتابیں لکھیں[3] مگر جو شہرت حصن حصین کو حاصل ہوئی وہ اسی کا حصہ ہے، اس کتاب کا مکمل نام الحصنُ الحصین مِن کلام سیدِ المرسلین ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ سلم سے مروی ذکر واذکار اور دعاؤں پر مشتمل ہے اور چھ صدیوں سے علماوفقہا اور محدثین بلکہ عوام میں مقبول ہے، اس کو پڑھنے کی باقاعدہ اجازت وسند لی جاتی ہے، دنیابھر کے مکتبوں نے اسے شائع کیا ہے، مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے بھی ہوئے، مفتی اعظم مصر شیخ حسنین محمد مخلوف نے اس کی شرح عدۃ الحصن الحصین من کلام سید المرسلین کے نام سے تحریر فرمائی جو مختلف مطابع نے شائع کی اور یہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے، میرے پیش نظر جو نسخہ ہے اس کے 200 صفحات ہیں۔ شیخ الحدیث علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب نے اس کے متن کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے اس کے کئی ایڈیشن شائع کئے ہیں۔

آپ نے اس کتاب کی ابتدا میں یوں تحریر فرمایا ہے: بے شک یہ حصین حصین (مضبوط قلعہ) رسول اکرم

---

1 مشکاۃ المصابیح، 1/12
2 الضوء اللامع، 9/255تا257
3 الحرز الثمین للحصن الحصین، ص37

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کلامِ پاک سے منتخب مجموعہ ہے، نبی امین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خزانہ سے مومنین کا ہتھیار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوالِ مبارکہ سے ایک عظیم تعویذ اور گناہوں سے معصوم ومامون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارکہ سے بنایا ہوا ایک محفوظ نقش ہے جس میں، مَیں نے خیر خواہی کا ارادہ کیا اور صحیح احادیث سے انتخاب کر کے، ہر شدت و سختی کے مقابلہ کے لیے اس کو سامانِ ڈھال بنایا اور لوگوں اور جنّوں کی برائی سے حفاظت کا (ذریعہ) بنایا۔ میں نے ناگہانی مصیبت سے بچنے کے لیے اس کو قلعہ بنایا اور ان (مدافعانہ) تیروں (دعاؤں) کے ذریعے جن پر یہ کتاب مشتمل ہے، ہر ظالم سے اپنے آپ کو بچایا۔ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعے (لوگوں کو) نفع دے اور اس کے سبب ہر مسلمان کی پریشانی دور کرے، باوجود اختصار کے میں نے کسی باب سے متعلق کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں چھوڑی جس کو اس میں درج نہ کیا ہو۔ اور جب میں نے اس کی ترتیب و تہذیب کو مکمل کیا تو ایک ایسے دشمن (یعنی امیر تیمور) نے مجھے طلب کیا جس کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی دور نہیں کر سکتا، پس میں فرار ہو کر چھپ گیا اور راس (کتاب کے) قلعہ میں محصور ہو گیا (یعنی اس کو پڑھتا رہا) پس (ایک رات) میں (خواب میں) رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، میں آپ کی بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور گویا کہ آنحضرت فرما رہے تھے: کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لیے اور جملہ مسلمانوں کے لیے دعا فرمائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں کو اٹھایا گویا کہ میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے دعا فرمائی اور چہرۂ انور پر ہاتھوں کو پھیرا، یہ جمعرات کی شب کا واقعہ ہے اور اتوار کی رات کو دشمن بھاگ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں جمع، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ کی برکت کے سبب مجھ سے اور تمام مسلمانوں سے تکلیف و پریشانی کو دور فرمایا۔ [1]

مذکورہ بالا عبارت میں امام جزری نے جس دشمن کی طرف اشارہ کیا ہے وہ وسطی ایشیا اور مشرق وسطی کی تیموری سلطنت کا بانی امیر تیمور تھا جس نے نومبر 1389ء میں دمشق پر حملہ کر کے شہر کا محاصرہ کر لیا، لوگ

1 حصن حصین مترجم، ص 13، 14

بہت پریشان ہوئے اور فصیل پر کھڑے ہو کر فریادیں کر رہے تھے، امیر تیمور نے امام ابن جزری کو اپنے دربار میں بلایا، آپ چھپ گئے اور حصن حصین کا ورد کرنے لگے، اس کی برکت سے امیر تیمور نے محاصرہ ختم کر دیا اور اس کی فوجیں یہاں سے چلی گئیں۔ (1)

حصن حصین کی ترتیب

حصن حصین کی ابتدا مقدمہ سے کی گئی ہے، مقدمہ گیارہ فصلوں پر مشتمل ہے، جن میں دعا و ذکر کے فضائل و آداب، دعا کی قبولیت کے اوقات، جگہیں اور حالتیں، اسم اعظم، اسمائے حسنیٰ کا بیان اور دعا قبول ہونے پر شکر کی ترغیب شامل ہے، اس کے بعد چھ ابواب ہیں، پہلے باب میں خاص مواقع پر پڑھی جانے والی دعائیں، دوسرے باب میں وہ دعائیں جن کے لیے مواقع خاص نہیں، تیسرے باب میں مختلف استغفار، چوتھے باب میں قرآنی سورتوں اور آیتوں کے فضائل اور پانچویں باب میں احادیث مبارکہ میں موجود مختلف دعاؤں کو جمع کیا گیا ہے جبکہ اس کا اختتام خاتمہ پر ہے جو درود و سلام کے صیغوں اور فضائل پر مشتمل ہے۔ (2)

ایک بندۂ مؤمن کے لیے یہ بیش بہا خزانہ ہے اس میں موجود دعائیں اور اذکار پڑھ کر بندہ اپنے شب و روز اللہ پاک کی یاد میں گزار سکتا ہے، مزید کوئی ناگہانی آفت آن پڑے، گردشِ ایام آ جائیں، مصائب و آلام گھیر لیں تو مصیبت زدہ و حاجت مند اس کا ورد کر کے اللہ پاک کی مدد و نصرت پا سکتا ہے۔ ہمارے بزرگوں میں یہ کتاب دلائل الخیرات وغیرہ کی طرح بطور وظیفہ بھی رائج ہے، آسانی کے لیے ہفتے کے سات دنوں میں تقسیم کر کے اس کی سات منزلیں بنائی گئی ہیں، پہلی منزل (المنزل الاول یوم الخمیس) جمعرات کے دن کی ہے یعنی اس کا ورد جمعرات کو شروع کیا جاتا ہے اور بدھ کو ساتویں منزل (المنزل السابع یوم الاربعاء) پر اختتام ہوتا ہے۔ (3)

حصن حصین کی اجازت

حصن حصین کو بطور وظیفہ پڑھنے کے لیے ہمارے بزرگوں کے ہاں اس کی اجازت لینے دینے کا سلسلہ بھی ہے، امام المحدثین نے 1295ھ مطابق 1878ء میں افضل المحدثین علامہ احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

(1) ماخوذ از الحصن الحصین، ص 7

(2) الحصن الحصین، فہرس المحتویات، ص 17

(3) الحصن الحصین، 9 تا 10

سے دورۂ حدیث کرکے اسانید احادیث اور حصن حصین کی اجازت حاصل کی۔[1]

انھوں نے علامہ محمد اسحاق دہلوی مہاجر مکی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے، اسی طرح امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ اجازات واسانید حاصل کیں،[2] اور اعلیٰ حضرت نے اپنے مرشد حضرت علامہ شاہ آل رسول مارہروی سے اور انھوں نے سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز سے اور سراج الہند تحریر فرماتے ہیں: حضرت شیخ ابو طاہر نے شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبد القدوس شناوی سے اور انہوں نے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا انصاری سے اور انہوں نے حافظ وقت تقی الدین محمد بن محمد بن فہد ہاشمی مکی سے اور انہوں نے مولف کتاب ہذا ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد جزری شافعی سے۔[3]

مذکورہ سندِ حصن حصین کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سندِ حصن حصین بطریقِ علامہ احمد علی سہارنپوری اور بطریق امام احمد رضا گیارہ واسطوں سے صاحبِ حصن حصین علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ سے مل جاتی ہے، آپ کی سندِ حصن حصین کے ایک راوی کے علاوہ باقی تمام راویوں و مجیزین کا تعارف پچھلے صفحات میں ہو چکا ہے، باقی ایک کا تعارف بھی ملاحظہ کیجئے:

تقی الدین؛ ابن فہد علوی اَصفونی

ابن فہد حضرت حافظ تقی الدین ابو الفضل محمد بن نجم الدین ابو نصر محمد ہاشمی علوی اَصفونی مکی شافعی کی ولادت 5 ربیع الآخر 787ھ کو اَصفوان نزد اِسنا (صوبہ اُقْصُر) مصر میں ہوئی، بچپن میں اپنے خاندان کے ساتھ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اور یہیں مقیم ہوگئے، حفظ القرآن کے بعد مکی علماو مشائخ سے علوم وفنون بالخصوص حدیث

1 مہر منیر سوانح حیات، ص84 ...تذکرۂ محدثِ سُورتی، ص26
2 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص78
3 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص77

و تاریخ میں مہارت حاصل کی۔

یمن جا کر امام مجد الدین فیروز آبادی سے بھی اکتساب فیض کیا، امام ابن جزری سے درس و تدریس اور افتا میں اجازت حاصل کی، آپ زندگی بھر درس و تدریس، تصنیف و تالیف، ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہے، کثرت طواف، رشتہ داروں سے صلہ رحمی، طلبہ سے تواضع وغیرہ وہ اوصاف ہیں جن کی وجہ سے آپ ہر دل عزیز تھے، آپ کا وصال 7 ربیع الاول 871ھ کو ہوا، تدفین جنت معلیٰ میں کی گئی۔ [1] آپ کی 11 تصانیف میں سے لحظ الالحاظ بذیل طبقات الحفاظ شائع شدہ ہے، جسے مکتبۃ القدسی بیروت نے امام حافظ ابو محسن حسینی دمشقی کی کتاب ذیل تذکرۃ الحفاظ الذہبی اور امام سیوطی کی کتاب ذیل طبقات الحفاظ للذہبی کے ساتھ ذیول تذکرۃ الحفاظ کے نام سے 1347ھ میں 451 صفحات پر شائع کیا ہے، لحظ الالحاظ صفحہ 70 سے شروع ہو کر 344 تک ہے۔

[1] اعلام للزرکلی، 7/48... ذیول تذکرۃ الحفاظ، ص2تا5

باب 9 فصل 3: امام المحدثین کی اسانیدِ فقہ

علمِ فقہ اسلامی علوم میں خاص اہمیت رکھتا ہے اس کا تعلق عمل سے ہے، فقہ کا لغوی معنی کسی شی کا جاننا اور اس کی معرفت و فہم حاصل کرنا ہے اور شرعی اصطلاح میں علم دین کی معرفت و فہم حاصل کرنے کو علم فقہ کہتے ہیں جسے تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔[1] جیسے نماز کی فرضیت کا علم اَ الصَّلٰوةَ [2] کے ذریعے اور زکوٰۃ کی فرضیت کا علم تُوا الزَّكٰوةَ [3] کے ذریعے حاصل ہوا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ فرمان مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہے: مَنْ یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ یعنی اللہ پاک جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔[4]

امام المحدثین دیگر علوم کے ساتھ علم فقہ کے حصول کی طرف بھی متوجہ تھے، آپ نے تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری، شیخ العلماء والمشائخ علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی، مولانا عبدالغنی بہاری مہاجر مدنی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہم سے دیگر علوم کے ساتھ علم فقہ کی اسناد بھی حاصل کیں، آپ کی حاصل کردہ اسنادِ فقہ اور اس کے علماوفقہا کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

امام المحدثین کی سندِ فقہ بطریق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

امام المحدثین نے ذوالحجہ 1337ھ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے جملہ اجازات واسانید حاصل کیں،[5] چنانچہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں: مولانا قامع بدعت محی السنہ جامع علوم ظاہری و باطنی مولانا احمد رضا خان صاحب قدس اللہ سرہ نے مجھ کو اور میرے قرۃ العین مولوی سید احمد زاد اللہ علمہ وعملہ و شوقہ الی اللہ وفی اللہ و باللہ کو اجازت روایت جمیع کتب فقہ حنفیہ کی عطا فرمائی اور مولانا ممدوح نے اجازت روایت مسائل فقہ حاصل کی، مفتی مکہ معظمہ، مفتی احناف مولانا العلامہ شیخ عبدالرحمن سراج سے۔ انہوں نے سیدی جمال بن

1 لسان العرب لابن منظور، 2 / 3065 ...فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، 1 / 13...البحر الرائق، 1 / 11

2 پ 1، سورۃ البقرہ: 43

3 پ 1، سورۃ البقرہ: 43

4 بخاری، 1 / 43، حدیث: 71

5 مقدمہ تفسیر میزانُ الادیان، ص 70

عبد اللہ بن عمر سے۔ انہوں نے شیخ وقت علامہ محمد عابد انصاری مدنی سے۔ انہوں نے شیخ یوسف بن محمد بن علاء الدین مزجاجی سے۔ انہوں نے علامہ شیخ عبد القادر بن خلیل سے۔ انہوں نے شیخ اسماعیل بن عبد اللہ مشہور بہ علی زادہ بخاری سے۔ انہوں نے عارف باللہ شیخ عبد الغنی بن اسماعیل بن عبد الغنی نابلسی سے جو مصنف حدیقہ ندیہ اور مطالب وفیہ (یعنی المطالب الوفیہ شرح الفرائد السنیہ) اور دیگر تصانیف مشہورہ ہیں۔ انہوں نے اپنے والد ماجد اسماعیل بن عبد الغنی نابلسی سے جو مؤلف شرح درر غرر ہیں۔ انہوں نے شیخ وقت **احمد شوبری** اور حسن شرنبلالی [1] سے، جو محشی [2] درر غرر اور مؤلف نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح اور امداد الفتاح اور دیگر تصانیف مشہورہ کے ہیں اور انہوں نے اولاً عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق اور شمس حانوتی [3] صاحب فتاوی اور شیخ علی مقدسی شارح نظم الکنز سے اور بروایت ثانی **شیخ عبد اللہ نحراوی** اور شیخ محمد بن عبد الرحمن میسری اور شیخ محمد بن احمد الحموی اور شیخ محمد محبی [4] سے اور ان ساتوں مشائخ وقت نے شیخ احمد بن یونس شبلی صاحب فتاوی سے اور انہوں نے سر الدین عبد البر بن شحنہ شارح وھبانیہ سے۔ انہوں نے کمال ابن ہمام صاحب فتح القدیر سے۔ انہوں نے سراج قاری الہدایہ سے۔ انہوں نے علاء الدین سیرامی [5] سے۔ انہوں نے سید جلال الدین خبازی شارح ھدایہ سے۔ انہوں نے شیخ عبد العزیز بخاری صاحب کشف و تحقیق سے۔ انہوں نے حافظ الدین کبیر [6] سے۔ انہوں نے امام عبد الستار بن محمد کردری سے۔ انہوں نے امام برہان الدین صاحب ھدایہ سے۔ انہوں نے امام فخر الاسلام بزدوی سے۔ انہوں نے شمس الائمہ حلوانی سے۔ انہوں نے قاضی ابو علی نسفی سے۔ انہوں نے ابو بکر محمد بن فضل بخاری سے۔ انہوں نے امام ابو محمد عبد اللہ سبذمونی [7] سے۔ انہوں نے امام ابو عبد اللہ محمد بن ابو حفص بخاری [8] سے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد احمد بن حفص مشہور بامام ابو حفص کبیر سے۔ انہوں نے امام حجۃ اللہ ابو عبد اللہ محمد

1. شرنبلالی نسبت مصر کے گاؤں شبرا بلُولہ (نزد منوف، صوبہ منوفیہ) سے ہے۔ چنانچہ میزان الادیان میں حضرت حسن کی جو نسبت شرنبلانی لکھی ہے وہ درست نہیں۔
2. تفسیر میزان الادیان میں بحشی لکھا ہے جو درست نہیں۔
3. تفسیر میزان الادیان میں **عانوتی** لکھا ہے جو درست نہیں۔
4. مراقی الفلاح میں ان کا یہی نام مذکور ہے، جبکہ تفسیر میزان الادیان میں شیخ احمد مجی لکھا ہے جو درست نہیں۔
5. تفسیر میزان الادیان میں سیرانی ہے، جو درست نہیں، کیونکہ آپ کا تعلق روم کے شہر سیرام سے تھا۔
6. تفسیر میزان الادیان میں جلال الدین کبیر لکھا ہے۔
7. مقدمہ تفسیر میزان میں سندمونی ہے جو درست نہیں۔
8. میزان الادیان میں عبد اللہ بن ابو حفص بخاری لکھا ہے۔

بن حسن شیبانی سے۔ انہوں نے امامِ اعظم ابو حنیفہ سے۔[1] امامِ اعظم ابو حنیفہ نے فقاہت قرآن وحدیث حاصل کی حضرت حماد بن سلیمان سے اور حضرت حماد نے حضرت ابراہیم نخعی سے اور انہوں نے اسود اور علقمہ سے اور ان دونوں نے عبد اللہ بن مسعود سے رضی اللہ عنہم اور انہوں نے جنابِ رسالت مآب حبیبِ کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بوساطت جبرئیل اور نیز بلاوساطت بطرق مختلفہ جنابِ باری تعالیٰ عز اسمہ سے۔[2]

نوٹ: اس سند اور بعض کتب میں شیخ الاسلام علّامہ حسن شرنبلالی کے مشائخ میں **شیخ عبد اللہ نحریری** کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ درست نہیں کیونکہ شیخ عبد اللہ نحریری آپ کی پیدائش سے 187 سال پہلے کے ہیں، جیسا کہ علامہ سخاوی نے بھی جمال الدین شیخ عبد اللہ بن محمد نحریری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 740ھ اور وفات 12 ربیع الاول 807ھ تحریر فرمائی ہے۔[3] لہٰذا درست یہ ہے کہ آپ کے ایک استاذ حضرت شیخ عبد اللہ بن محمد نحراوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 271 پر آرہا ہے۔

سندِ فقہ بطریق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین کی سندِ فقہ بطریق امام احمد رضا پچیس (25) واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مل جاتی ہے، ان تمام علما وفقہا میں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور فقیہ الامت حضرت عبد اللہ بن مسعود کا تعارف بیان ہو چکا ہے، باقیوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

عبد الرحمن سراج مکی

مفتی الاحناف، حضرت شیخ عبد الرحمن سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1249ھ کو مکہ مکرمہ کے ایک معزز اور علمی ہاشمی گھرانے میں ہوئی، حفظِ قرآن کے بعد علمائے مکہ سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، مدرسہ صولتیہ سے بھی استفادہ کیا، حصولِ علمِ دین کے شوق کی وجہ سے آسمانِ علم میں خوب روشن ہوئے، علمِ فقہ اور علمِ شعر وادب میں یکتا قرار پائے، فارغُ التحصیل ہونے کے بعد مسجدِ حرام میں تدریس اور فتاویٰ نویسی

[1] مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص70، 71
[2] مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص70
[3] الضوء اللامع، 5/42، 43

میں مصروف ہوگئے، عرصہ دراز تک مفتیٔ مکہ کے منصب پر فائز رہے، آپ مفتیٔ اجل، مستقیم فی الدّین، محبِ کتبِ دینیہ، وسیع لائبریری کے مالک، بلالومۃ لائم حق بات کرنے والے اور کثیر الفیض شخصیت تھے، چار جلدوں پر مشتمل کتاب ضوء السراج علیٰ جواب المحتاج یادگار ہے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے 1296ھ میں مکہ شریف حاضر ہو کر آپ سے علمی اسناد حاصل کیں، آپ کا تذکرہ ان القابات سے کیا ہے: سراجُ اللہ فی البلدِ الحرام، مولیٰ الاجل، الفقیہ الاجل، درۃ التاج وغیرہ، آپ نے ذوالحجہ 1229ھ یا 1300ھ مکہ شریف سے جدہ اور وہاں سے مصر کا سفر فرمایا اور وہیں رمضان 1314ھ کو 66 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (1)

جمال بن عبد اللہ بن شیخ عمر مکی حنفی

شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت شیخ جمال بن عبد اللہ بن شیخ عمر مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی، جلیل القدر علمائے مکہ سے تحصیل علوم وفنون کر کے اکابر علما میں شمار ہونے لگے، آپ حرم شریف میں تفسیر وحدیث وفقہ حنفی کی تدریس اور فتاویٰ نویسی فرماتے تھے، حضرت شیخ عبد اللہ سراج رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد 1264ھ میں شیخ العلماء اور حضرت شیخ سیّد محمد بن حسین کتبی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد 1281ھ میں مفتیٔ مکہ کے منصب پر فائز ہوئے، آپ کی تصانیف میں فتاویٰ جمالیہ اور مناقب بدریین اہم ہیں۔ آپ کا وصال 19 شوال 1284ء کو مکہ مکرمہ میں ہوا۔ تدفین جنت المعلیٰ میں ہوئی۔ (2)

محمد عابد سندھی انصاری مدنی

محدث حِجاز، علامہ محمد عابد سندھی انصاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1190ھ کو سیہون شریف ضلع دادو (سندھ) میں ہوئی۔ 18 ربیع الاوّل 1257ھ کو مدینۂ منوّرہ میں وصال فرمایا، جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ آپ جامع علومِ عقلیہ ونقلیہ، عظیم حنفی فقیہ ومُحدِّث، رئیس العلماء مذاہبِ اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) میں ماہر، سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت اور کئی کُتُب کے مصنّف تھے۔ تصانیف میں دُرِّ مختار کی شرح

(1) اعلام المکیین، 1/498 ... مختصر نشر النور، ص243 ... معارف رضا، سالنامہ شمارہ 18، ص182

(2) اعلام المکیین، 1/68 ... ہدیۃ العارفین، 1/257 ... مختصر نشر النور، ص161 ... اعلام للزرکلی، 2/134

طَوَالِعُ الْاَنْوَارِ یادگار ہے۔[1] یہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار کی عظیم شرح ہے جو تقریباً 16 جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے مخطوطے مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں، تادمِ تحریر یہ مکمل شائع نہیں ہوئی البتہ اس کے کچھ حصوں پر تحقیقی کام ہوا ہے۔

یوسف بن محمد بن علاء الدین مزجاجی زبیدی

امام المحققین، حضرت شیخ یوسف بن محمد بن علاء الدین مزجاجی زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 1140ھ کو ہوئی، آپ نے زبید میں پرورش پائی اور علمائے یمن سے علم حاصل کیا، آپ عالم کبیر، حافظ الحدیث، محقق ونابغہ عصر اور مفتی زمانہ تھے، علوم عقلیہ ونقلیہ میں عبور رکھتے تھے، کثیر علمانے آپ سے اسناد حاصل کیں، مثلاً علامہ محمد عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے 1213ھ میں زبید میں جاکر اجازت حدیث لی، آپ کا وصال زبید یمن میں ہی 1213ھ میں ہوا۔[2]

ابن خلیل کدک زادہ

وجیہ الاسلام، زین الملت والدین، حضرتِ شیخ ابو المفاخر عبد القادر بن خلیل کدک زادہ رومی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1140ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، حفظ القرآن کے بعد تحصیل قراءت وحدیث وفقہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عظیم قاری، محدث اور فقیہ بن کر ابھرے، آپ اپنی خوش الحان قراءت وخطابت کی وجہ سے مسجد نبوی کے امام وخطیب مقرر ہوئے، مزید تحصیل علم کے لیے مصر، یمن اور روم کا سفر کیا، پھر مصر میں آکر جامع قوصون کے امام وخطیب مقرر ہوئے، پھر روم جاکر یہی خدمت سرانجام دی پھر کچے بعد دیگرے مصر اور مدینہ منورہ میں مقیم ہو کر حدیث وفقہ کی اشاعت میں سرگرم ہوئے، یہاں تک کہ 1189ھ کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے، آپ بہترین قاری، حافظ الحدیث، مسند وقت، ادیب وفاضل، کثیر السفر، مشرباً قادری، مذہباً حنفی اور مرجع علماوعوام تھے، آپ کی کتاب المطرب المعرب الجامع لاھل المشارق والمغرب یادگار ہے۔[3] جو آپ کے اسفار کے حالات اور مختلف ممالک کے علما سے

---

[1] الرسائل الخمس، ص33 تا 43... انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص767 تا 772... حدائق الحنفیہ، ص490

[2] نیل الوطر، 2/425-426

[3] عجائب الآثار للجبرتی، 1/428... سلک الدرر، 3/56

حاصل ہونے والی اسناد کا مجموعہ ہے، اسے ایک جلد میں دار الفتح اردن نے 1435ھ میں 267 صفحات پر شائع کیاہے، اس کے ساتھ ان کا رسالہ طب القلب العلیل بعوالی ابن خلیل بھی ہے۔

ابن عبد اللہ علی زادہ

عماد الملت والدین حضرت شیخ ابو الفداء اسماعیل بن عبد اللہ علی زادہ رومی مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ شیخ عبد الغنی نابلسی اور شیخ عبد اللہ بن سالم بصری مکی وغیرہ اکابرین سے علم حاصل کیا، آپ عالم کبیر، شیخ محقق اور محدث وقت تھے، مدینہ شریف آئے تو یہیں کے ہو کر رہ گئے، ساری زندگی درس وتدریس میں بسر کی، کثیر علمانے استفادہ کیا، تقریباً 1160ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ (1)

عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی

عارف باللہ، قطبِ شام حضرت امام عبد الغنی بن اسماعیل نابُلسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1050ھ دِمشق شام میں ہوئی۔ آپ عالمِ کبیر، شاعر و ادیب، استاذُ العلماء، عارف باللہ، ولی کامل اور 250 سے زائد کتب و رسائل کے مصنف ہیں، جن میں سے **حدیقہ ندیہ** اور **مطالب وفیہ** مشہور ہیں، آپ نے 24 شعبان 1143ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک صالحیّہ دمشق شام میں ہے۔ (2) حدیقہ ندیہ کا مکمل نام الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ہے جو علامہ محمد برکلی کی کتاب کی شرح ہے، اس کے موضوعات عقائد، فقہ اور تصوف ہیں۔ یہ عربی زبان میں ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں۔ علمی و تحقیقی ادارہ المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) آپ کی کتاب الحدیقۃ الندیۃ کا ترجمہ بنام **اصلاحِ اعمال** کر رہا ہے جس کی جلد اوّل شائع ہو چکی ہے۔

اسماعیل بن عبد الغنی نابلسی

فقیہ العصر حضرت شیخ اسماعیل بن عبد الغنی نابلسی شافعی ثم حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 ذوالحجہ 1017ھ دمشق شام کے علمی گھرانے میں ہوئی اور یہیں 45 سال کی عمر میں 25 یا 26 شوال 1062ھ کو وفات پائی۔ آپ نے علمائے دمشق سے علوم وفنون حاصل کئے پھر مصر گئے وہاں محقق العصر علامہ احمد شوبری اور شیخ

(1) سلک الدرر، 1/250
(2) اعلام للزرکلی، 4/32... اصلاح اعمال مترجم، 1/56تا70

الاسلام علامہ حسن شرنبلالی سے افتاو تدریس کی اجازت لی، واپس آکر جامع الاموی میں منصب تدریس پر فائز ہوئے، آپ عالم متبحر، فقیہ حنفی، شاعر و ادیب، صالح و متقی اور صاحب تصانیف تھے، 4 جلدوں پر مشتمل کتاب الاحکام شرح درر الحکام و غرر الاحکام یادگار ہے۔ [1] جو شیخ الاسلام قاضی ملا خسرو محمد بن فرامرز رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی کتاب درر الحکام فی شرح غرر الاحکام کا حاشیہ ہے۔

احمد بن احمد خطیب شوبری

شہاب الملت والدین، ابو حنیفہ صغیر حضرت شیخ احمد بن احمد خطیب شوبری مصری رحمۃ اللہ علیہ شوبر مصر کے رہنے والے تھے، علوم اسلامیہ جامعہ ازہر قاہرہ مصر سے حاصل کئے، نحو، حدیث، فقہ اور تصوف میں درجہ کامل کو پہنچے، کثیر علمائے عصر سے اجازت حاصل کیں، مصر و شام کے علمائے احناف کے امام قرار پائے، آپ کو ابو حنیفہ صغیر اور آپ کے بھائی امام محمد بن احمد خطیب شوبری کو شافعی صغیر کا لقب دیا گیا، آپ عظیم فقیہ حنفی، عالم کبیر، حجۃ الاسلام، صوفی باصفا، خوف خدا کے پیکر، مرجع علم و عمل اور صاحب احوال و کرامات تھے، آپ کا وصال 1066ھ میں ہوا، نماز جنازہ میں علما، امرا، حکام اور کثیر عوام نے شرکت کی۔ [2]

حسن بن عمار شرنبلالی

شیخ الاسلام حضرت علّامہ ابو اخلاص حسن بن عمار شَرُنْبُلالی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 994ھ کو شبر ابلولہ (منوفیہ) مصر میں ہوئی اور قاہرہ میں 11 رمضان 1069ھ کو وفات پائی۔ تربۃ المجاورین میں دفن کئے گئے۔ آپ حافظِ قرآن، فاضل و استاذ جامعۃُ الازہر، فقیہِ کبیر، احسن المتاخرین، استاذُ العلماء، حسن اخلاق کے مالک اور ایک درجن سے زائد کتب کے مصنف تھے۔ آپ کی کتاب نورُ الْاِیْضَاح درسِ نظامی (عالم کورس) کے نصاب میں شامل ہے۔ [3] یہ عبادات پر مشتمل جامع کتاب ہے، مصنف نے ہی اس کی دو شروحات مراقی الفلاح اور امداد الفتاح تحریر فرمائیں، دعوت اسلامی کے دواداروں المدینۃ العلمیہ اور مکتبۃ المدینہ کے اشتراک سے نور الایضاح مع مراقی الفلاح بالحاشیۃ النور والضیاء من افادات الامام احمد رضا 1432ھ میں

---

1 خلاصۃ الاثر، 1/ 408... اعلام للزرکلی، 1/ 317

2 خلاصۃ الاثر، 1/ 174

3 الفوائد البہیہ مع طرب الاماثل، ص 268

389صفحات پر شائع ہوئی جس کے اب(1444ھ)تک سات ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

سراج الدّین عمر بن ابراہیم بن نجیم مِصری

ابو حنیفہ ثانی حضرت امام سراج الدّین عمر بن ابراہیم بن نجیم مِصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 926ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 6ربیع الاول 1005ھ کو وصال فرمایا۔ آپ مفتیِ اسلام، بہترین فقیہ، اعلیٰ اوصاف و کمالات کے حامل اور عند الحکام معزز و مکرم تھے۔ اَلنَّهْرُ الْفَائِقُ شَرْحُ كَنْزِ الدَّقَائِق آپ کی مشہور تصنیف ہے۔[1] جو مفسر قرآن علامہ امام ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی کتاب کنز الدقائق کی بہترین شرح ہے۔ دار الکتب العلمیہ بیروت نے اسے تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔

محمد بن عمر حانوتی

شمس الملت والدین، حضرت شیخ محمد بن عمر حانوتی مصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 19صفر 928ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 82 سال کی عمر میں 1010ھ میں وصال فرمایا، آپ فقیہ العصر، مرجع عوام و خواص، کثیر الفتاویٰ اور معتمد فقہاتھے، فتاویٰ حانوتی آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جسے حضرت شیخ خلیل بن ولی بن جعفر الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے۔[2] اس کا اصل نام اجابۃ السائلین بفتوی المتاخرین ہے، اس کا مخطوطہ مختلف لائبریوں میں ہے۔

علی بن محمد خزرجی عبادی مقدسی

نورالملت والدین، حضرت ابن غانم علی بن محمد خزرجی عبادی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ذیقعدہ 920ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی اور یہیں 18 جمادی الاخریٰ1004ھ میں 84سال کی عمر میں وصال فرمایا، تدفین تربت مجاورین میں علامہ سراج ہندی کے پہلو میں ہوئی، آپ عالم کبیر، حجۃ الاسلام، کثیر السفر، امام الائمہ، نابغہ عصر، مصنف کتب مفیدہ، شمس العلوم والمعارف، امام المحققین، دسویں صدی ہجری کے مجدد اور

[1] ہدیۃ العارفین، 1/ 796 ... خلاصۃ الاثر، 3/ 206 ... اعلام للزرکلی، 5/ 39

[2] خلاصۃ الاثر، 4/ 76 ... اعلام للزرکلی، 6/ 317

اکابر علمائے احناف سے تھے، آپ کی بارہ کتب میں عربی لغت بغیۃ المرتاد لتصحیح الضاد مطبوع ہے۔[1] اور اسے دارالکتب العلمیہ نے 2019ء میں 120 صفحات پر شائع کیا ہے۔

عبد اللہ بن محمد نحراوی

امام العصر حضرت شیخ عبد اللہ بن محمد بن محی الدین عبد القادر نحراوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد اور دیگر علمائے کرام سے علوم اسلامیہ حاصل کیے، آپ عظیم عالم دین، فقیہ زمانہ اور اصحاب تخریج میں سے تھے، زندگی بھر درس و تدریس اور فتاویٰ نویسی میں گزارا، خلق کثیر نے استفادہ کیا، آپ نے مصر میں پچاس سال کی عمر میں ربیع الاول یا ربیع الآخر 1026ھ کو وصال فرمایا۔[2]

محمد بن عبد الرحمن میسیری مصری

حضرت علامہ شیخ محمد بن عبد الرحمن میسیری مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بڑے علمائے احناف سے تھے، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں ان کا نام شیخ عبد الرحمن میسیری لکھا ہے۔[3] بکوشش ان کی مزید معلومات نہ مل سکیں۔

محمد بن احمد حموی

استاذ العلماء، حضرت شیخ علامہ محمد بن احمد حموی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر علامہ حسن بن عمار شرنبلالی نے اپنی کتاب مراقی الفلاح شرح نور الایضاح کی فصل فی زیارت القبور میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا ہے: وأخبرني شيخي العلامة محمد بن أحمد الحموي الحنفي رحمه الله، آپ کا وصال 1017ھ میں ہوا۔[4] مزید معلومات نہ مل سکیں۔

شمس الدین محمد محبی مصری

شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ شمس الدین محمد محبی مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ علوم اسلامیہ قرآن

1. خلاصۃ الاثر، 3/180... امتاع الفضلاء، 2/253-256
2. خلاصۃ الاثر، 3/66
3. کشف القناع الرفیع عن مسالۃ التبرع، مجلۃ العراقیہ، عدد 48، جلد3، ص122
4. مراقی الفلاح، ص310 ... کشف القناع، مجلۃ العراقیہ، جلد3، ص122

وحدیث، لغت وادب عربی اور فقہ میں کامل دسترس رکھتے تھے، مصر کے مشاہیر علمائے اہل سنت آپ کے شاگرد ہیں، زندگی بھر درس و تدریس میں مصروف رہے، آپ کا وصال 10 ذیقعدہ 1041ھ کو مصر میں ہوا، تدفین تربت المجاورین میں ہوئی۔[1]

احمد بن محمّد بن احمد بن یونس؛ ابن شلبی

سیف الامہ، شہاب الملت والدین، حضرت امام ابن شلبی ابو العباس احمد بن محمّد بن احمد بن یونس مصری رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنفی کے امام، کئی کتب کے مصنف اور استاذ العلماء تھے، آپ کا وصال 947ھ کو قاہرہ میں ہوا۔[2] تصانیف میں فتاوی الشلبی مطبوع ہے جسے دار الکتب العلمیہ بیروت نے 2018ء میں دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ یہ آپ کے جامعۃ الازہر میں لکھے گئے فتاویٰ کا مجموعہ ہے اور اسے آپ کے نبیرہ شیخ علی بن محمد مصری حنفی (متوفی 1010ھ) نے جمع کیا۔

عبد البر بن محمد؛ ابن شحنہ حلبی قاہری

شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ حضرت سر الدین، ابن شحنہ ابو البرکات عبد البر بن محمد حلبی قاہری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 9 ذیقعدہ 851ھ کو حلب میں ہوئی، بچپن میں ہی والدین کے ساتھ قاہرہ منتقل ہوگئے، حفظ قرآن اور دیگر ابتدائی علوم اپنے گھرانے میں حاصل کئے پھر علمائے احناف سے حدیث وفقہ، ادب و شاعری میں مہارت تامہ حاصل کرکے افتاو درس حدیث کی اسناد حاصل کیں، دینی خدمات کا آغاز خطابت، درس تفسیر وحدیث سے فرمایا، کچھ عرصے بعد آپ قاہرہ کے عہدۂ قضا پر بھی فائز ہوئے، تصوف میں بھی آپ کا رتبہ بہت بلند تھا، آپ شریعت وطریقت دونوں کے جامع تھے، آپ کی کتاب شرح منظومۃ ابن وھبان مطبوع ومعروف ہے۔[3] اس کا مکمل نام تفصیل عقد الفرائد بتکمیل قید الشرائد ہے، اس کا موضوع فقہ ہے، یہ دو جلدوں میں ہند سے شائع ہو چکی ہے۔

---

1. خلاصۃ الاثر، 4/301
2. معجم المؤلفین، 1/250...اعلام للزرکلی، 1/276
3. الضوء اللامع، 4/33

کمال الدین محمد بن عبد الواحد؛ابن ہمام حنفی

سلطان الفقہاء امام ابن ہمام کمال الدین محمد بن عبد الواحد حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 790ھ کو اِسکندریہ جنوبی مصر میں ہوئی۔ آپ قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ، علمِ کلام وغیرہ کے ماہر، قاضی وقت، کثیر الفیض، استاذ العلماء اور صوفیِ کامل تھے۔ آپ کا شمار اہلِ ترجیح اور اکابرین علمائے احناف میں ہوتا ہے۔ 7رَمضان 861ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک قرافہ قاہرہ مصر میں ہے۔(1)

نصف درجن تصانیف میں سے **فتح القدیر للعاجز الفقیر** آپ کی عالمگیر شہرت کا سبب ہے۔ جو فقہ حنفی کی بہترین تصنیف ہدایہ شریف کی شروحات میں سے بہترین اور مفصل شرح ہے۔ بالخصوص اس میں ہدایہ شریف میں ذکر کی گئی احادیث مبارکہ کی تخریج و تحقیق کی گئی ہے۔

عمر بن علی خیّاط؛ابو حفص کنانی

قاری الہدایہ، حضرت امام سراج الدّین ابو حفص عمر بن علی خیّاط کنانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت محلہ حسینیہ قاہرہ مصر میں ہوئی اور 12ربیع الآخر 829ھ کو وصال فرمایا، تدفین حَوش الاَشرف برسبائی نزد جامعہ برقوقیہ قاہرہ مصر میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، جامعِ منقول و معقول، استاذ العلماء والفقہاء، فقیہ حنفی، شیخ طریقت، مرجع خاص وعام اور ابوحنیفہ زمانہ تھے۔ فتاویٰ قاری الہدایہ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔(2) جسے دار الکتب العلمیہ بیروت نے 2012ء میں 205 صفحات پر شائع کیا ہے، علمائے احناف میں یہ مرجع اور استناد کی حیثیت رکھتا ہے۔

علاء الدین احمد بن محمد سیرامی

علامہ علاء الدین احمد بن محمد سیرامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے عصر سے علم حاصل کیا اور فقہ واصول فقہ اور معانی وبیان وغیرہ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، زندگی بھر درس وتدریس میں مصروف رہے،

(1) اعلام للزرکلی، 6/255... الفوائد البھیہ، ص180 تا 181... البدر الطالع، 2/201

(2) حدائق الحنفیہ، ص341... فتاویٰ قاری الہدایہ، ص13 تا 19

تدریس کا آغاز تو اپنے بلادہرات، خوارزم، تبریز وغیرہ میں کیا، پھر ماردین سے ہوتے ہوئے حلب پہنچے وہاں انہیں مصر آنے کی دعوت دی گئی آپ مصر آئے اور مدرسہ ظاہریہ برقوق قاہرہ میں تدریس کرنے لگے، علما کی ایک تعداد نے آپ سے استفادہ کیا جن میں قاری الہدایہ سراج الدین عمر حنفی اور علامہ بدر الدین محمود عینی بھی ہیں۔ آپ کا وصال قاہرہ میں 3 جمادی الاولیٰ 790ھ یا 795ھ کو ہوا، نمازِ جنازہ میں عوام وخواص کا اژدھام تھا، تدفین مقبرہ سلطان نزد قبۂ یونس الدوادار شارع قبۃ النصر قاہرہ میں ہوئی۔[1]

عمر بن محمد؛ ابو محمد خجندی

جلال الملت و الدین، حضرت علامہ ابو محمد عمر بن محمد خجندی رحمۃ اللہ علیہ خجند (صوبہ سغد، تاجکستان) میں 614ھ کو پیدا ہوئے اور پھر خوارزم (موجودہ نام خیوہ، ازبکستان) منتقل ہوگئے، ابتدائی علم یہاں سے حاصل کر کے بغداد اور دمشق کا سفر کیا، علوم وفنون میں درجہ کمال پانے کے بعد دمشق میں مسند تدریس وافتا کو رونق بخشی، جب حج کرنے حرمین طیبین میں حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ میں بھی اشاعت علم کے لیے کچھ عرصہ مقیم رہے، آپ بہت بڑے فقیہ، جامع اصول وفروع، صاحب عبادت وتقویٰ اور عارف باللہ تھے۔ آپ نے مدرسہ حانوتیہ دمشق میں 25 ذیقعدہ 662ھ کو وفات پائی۔[2] آپ کی تصنیف کردہ کتب میں المغنی فی اصول فقہ بھی ہے جسے جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ نے 1403ھ میں 486 صفحات پر شائع کیا ہے۔

علاؤ الدین عبد العزیز بن احمد بخاری

صاحب کشف وتحقیق، حضرت امام علاؤ الدین عبد العزیز بن احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا شہر کے عظیم المرتبت حنفی عالم دین، ماہر اصول وفروع، محقق زمانہ اور صاحب تصانیف وشروحات تھے، آپ کی کتب میں کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام البزدوی آپ کی پہچان ہے، (دارالکتب العلمیہ بیروت نے اسے 2019ء میں چار جلدوں میں شائع کیا ہے) آپ کا وصال 730ھ میں ہوا۔[3]

---

1. المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، 2/172-175
2. تاریخ الاسلام للذہبی، 15/726... البدایہ والنہایہ، 9/220
3. اعلام للزرکلی، 4/13... الفوائد البہیہ، 1/121

حافظ الدین کبیر

شیخ حافظ الدین کبیر ابو الفضل محمد بن محمد بن نصر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 615ھ کو بخارا (ازبکستان) میں ہوئی، آپ شیخ کبیر، حافظ الحدیث، ثقہ راوی حدیث، محقق العصر، عابد وزاہد، استاذ العلماء اور علوم و فنون میں ماہر تھے، آپ کا وصال 22 یا 23 شعبان 693ھ کو بخارا میں ہوا اور کلاباذ[1] میں دفن کئے گئے۔[2]

محمد بن عبد الستار کردری عمادی

شمسُ الائمہ، حضرت امام محمد بن عبد الستار کردری عمادی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 12 یا 18 ذیقعدہ 559ھ براقین مضافات کردر شہر، خوارزم (خیوہ، ازبکستان) میں ہوئی۔ 9 محرمُ الحرام 642ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک سبزمون نزد بخارا (ازبکستان) میں الاستاذ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی[3] کے ساتھ ہے۔ آپ استاذُ الائمہ، محیِ اصولِ فقہ، مجددِ علمِ اصول و فروع اور فقیہِ مشرق ہیں، شرح مختصر علامہ حسام الدین یادگار ہے۔[4]

ابو الحسن علی مرغینانی

شیخ الاسلام، برہانُ الدّین حضرت امام ابو الحسن علی مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 511ھ مَرغِینان (نزد فرغانہ) ازبکستان میں ہوئی۔ آپ عظیم حَنَفی فقیہ اور صاحبِ تخریج و ترجیح (مجتہد مقید) ہیں۔ آپ کا وِصال 15 ذوالحجہ 593 ھ کو ہوا۔ مزار مبارک قبرستان تشوکاردِیزا سمرقند ازبکستان میں ہے۔[5] فقہِ حنفی کی بے مثال کتاب ہِدایہ شریف آپ ہی نے تصنیف فرمائی۔ اس کا مکمل نام الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی ہے، آپ نے پہلے ایک کتاب بدایۃ المبتدی لکھی، پھر اس کی شرح ہدایہ کے نام سے کی، یہ فقہ کی بہت اہم اور مستند کتاب ہے، فقہ حنفی کی ایسی کتاب دنیا میں نہیں، اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پچاس سے زائد جید علمائے احناف نے اس کی شروحات لکھی ہیں۔

---

1. یہ بخارا شہر کا ایک محلہ ہے۔
2. الفوائد البہیہ، 261- الجواہر المضیہ، 2/121
3. ان کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 277 پر آرہا ہے۔
4. تاریخ الاسلام، 14/424 ... حدائق الحنفیہ، ص 279 ... الجواہر المضیہ، 2/82
5. تاریخ اسلام للذہبی، 42/137 ... ہدایہ اخرین، ص 4

ابو الحسن علی بزدوی

فخرُ الاسلام، امام ابوالحسن علی بَزدَوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 400ھ کو بزدوہ (نزد نخشب / قرشی) ازبکستان میں ہوئی۔ 5رجب 482ھ کو کش (نزد نخشب / قرشی) میں وصال فرمایا۔ آپ شیخ الحنفیہ، عالمِ باعمل، ماہرِعلوم و فنون اور مجتہد فی المسائل ہیں۔ تصانیف میں اصولِ بزدوی یادگار ہے۔[1] جس کا مکمل نام کنز الوصول الی معرفۃ الاصول ہے، یہ اصول فقہ کی بہترین کتاب ہے، دار البشائر الاسلامیہ بیروت نے اسے 1437ھ میں 840 صفحات پر شائع کیا ہے۔

عبد العزیز حلوانی بخاری

شمسُ الائمّہ حضرت ابو محمد عبد العزیز حلوانی بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چوتھی صدی ہجری میں بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 448ھ کو شہر کش میں وصال فرمایا، تدفین قبرستان کلاباذ بخارا (ازبکستان) میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالم، حافظُ الحدیث، مجتہد فی المسائل، استاذُ الفقہاء اور فقہ حنفی کی بنیادی کتابوں کے شارح ہیں۔[2]

حسین بن خضر نسفی

نعمانِ زمانہ حضرت علامہ قاضی ابو علی حسین بن خضر نسفی فَشِیدَیْزَجی بخارا (ازبکستان) کے رہنے والے تھے، آپ نے جید علمائے کرام سے علوم اسلامی بالخصوص علم فقہ حاصل کیا اور شہر بغداد میں مسند تدریس پر فائز ہوئے، کثیر علمائے کرام آپ کے شاگرد ہیں، آپ کی کتب میں فتاویٰ علمی یادگار ہے، آپ کا وصال 23 شعبان 424ھ کو بخارا میں ہوا، مزار مبارک قبرستان کلاباذ بخارا (ازبکستان) میں زیارت گاہِ عام ہے۔[3]

محمد بن فضل کماری بخاری

علامہ کبیر حضرت امام ابو بکر محمد بن فضل کماری بخاری کی ولادت 302ھ کو ہوئی، آپ بخارا (ازبکستان)

---

1. حدائق الحنفیہ، ص228...اصول البزدوی، ص377
2. اعلام للزرکلی، 4/13... حدائق الحنفیہ، ص221... فقہ اسلامی، ص47
3. الفوائد البہیہ، ص86...الجواہر المضیہ، 1/211

کے رہنے والے ہیں، جید علما سے علوم وفنون حاصل کرکے فقہ حنفی میں درجہ امامت پر فائز ہوئے، آپ ثقہ امام اور معتمد و مستند مفتی تھے، آپ نے 23 یا 24 شعبان 381ھ کو 80 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔[1]

عبد اللہ بن محمد حارثی سبذمونی بخاری

الاستاذ حضرت علامہ ابو محمد عبد اللہ بن محمد حارثی سبذمونی بخاری کی ولادت ربیع الاخر 258ھ کو قریہ سبذمون نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور یہیں شوال 340ھ میں وصال فرمایا، آپ نے اپنی زندگی ماوراء النہر، خراسان، عراق اور حجاز مقدس میں گزاری، آپ کی سند فقہ حنفی صرف دو واسطوں سے امام محمد سے مل جاتی ہے، آپ کثیر الحدیث محدث، فقیہ زمانہ، صاحب تصنیف اور استاذ العلماء تھے۔[2] آپ کی تصنیف کشف الآثار فی مناقب ابی حنفیہ کو 1441ھ میں مکتبۃ الرشاد استنبول ترکی نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

محمد بن احمد کبیر بخاری

شیخ الحنفیہ، حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد کبیر بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ ماوراء النہر کے رہنے والے تھے، انہوں نے اپنے والد گرامی علامہ ابو حفص کبیر سے تعلیم حاصل کی اور عالم ماوراء النہر کے درجے پر فائز ہوئے، آپ ثقہ عالم دین وامام، زہد و تقویٰ کے جامع اور قرآن و سنت کے پابند تھے، علما کی ایک تعداد نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال رمضان 264ھ میں ہوا۔[3]

احمد کبیر بن حفص بخاری

فقیہِ مشرق، شیخ ماوراء النہر حضرت امام ابو حفص احمد کبیر بن حفص بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 150ھ کو بخارا ازبکستان میں ہوئی اور یہیں محرم الحرام 217ھ کو وصال فرمایا۔ آپ فقیہ و مجتہدِ عصر، مجدّدِ زمانہ، مصنفِ کتب اور شیخ الشیوخ تھے، آپ نے دیگر جلیل القدر ائمہ و علما کے علاوہ محرر مذہب حنفیہ حضرت امام محمد بن حسن شیبانی کی طویل صحبت حاصل کی یہاں تک کہ حدیث و فقہ میں درجہ امامت پر فائز ہوئے۔[4]

1. الجواہر المضیہ، 2/107
2. سیر اعلام النبلاء، 12/87... اعلام لزرکلی، 4/120
3. سیر اعلام النبلاء، 8/458
4. حدائق الحنفیہ، ص169... الفوائد البھیہ، ص24... سیر اعلام النبلاء، احمد بن حفص، 8/457-458

محمد بن حَسَن شَیبانی

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن حَسَن شَیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 132ھ کو شہر واسط مشرقی عراق میں ہوئی۔ آپ فقیہُ العصر، امامُ المحدّثین اور کُتُبِ اَحناف کے مؤلّف ہیں۔ فقہِ حنفی کی ترویج وِاشاعت میں آپ کا اہم کردار ہے۔ آپ کثیر التصانیف شخصیت ہیں، مؤطا امام محمد حدیث مبارکہ پر ہے، فقہ حنفی کی چھ کتب جنہیں ظاہر الرّوایہ کہا جاتا ہے یہ اور دیگر کچھ کتب آپ کی ہی تصنیف کردہ ہیں اور وہ چھ کتابیں یہ ہیں: اَلْجَامِعُ الْکَبِیْر، اَلْجَامِعُ الصَّغِیْر، اَلسِّیَرُ الْکَبِیْر، اَلسِّیَرُ الصَّغِیْر، مَبْسُوط، زِیَادات۔ فقہِ حنفی میں آپ کی دیگر کتب میں اَلْجُرْجَانِیَّات، اَلْکَیْسَانِیَّات، اَلْھَارُوْنِیَّات، اَلرَّقِّیَّات مشہور ہیں۔[1] آپ کا وِصال 14 جُمادَی الاُخریٰ 189ھ کو ہوا، تدفین جبلِ طبرک رَے (اصفہان) ایران میں ہوئی۔[2]

نعمان بن ثابت؛ ابو حنیفہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 70ھ یا 80ھ کو کوفہ (عراق) میں ہوئی اور وِصال بغداد میں 2 شعبان 150ھ کو ہوا۔ مزارِ مبارک بغداد (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ تابعی بزرگ، مجتہد، محدث، عالَمِ اسلام کی مؤثر شخصیت، فقہِ حنفی کے بانی اور کروڑوں حنفیوں کے امام ہیں، آپ نے جن صحابہ کرام سے روایت کی ان میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔[3]

حماد بن ابو سلیمان مسلم

تابعی وفقیہ حضرت ابو اسماعیل حماد بن ابو سلیمان مسلم رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں پیدا ہوئے اور یہیں 120ھ کو وصال فرمایا، آپ نے صحابیِ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابراہیم نخعی جیسے جلیل القدر زعمائے اسلام کی شاگردی اختیار فرمائی، آپ اصبہان النسل، کوفی تابعی بزرگ، فقیہ و محدث، کریم و سخی،

---

1 جامع الاحادیث، 1/283، 290تا293

2 تاریخ بغداد، 2/178... امام محمد بن حسن شیبانی اور ان کی فقہی خدمات، ص95، 123

3 نزہۃ القاری، مقدمہ، 1/110، 164... خیرات الحسان، ص31، 32، 92

علمائے عصر پر فائق، صادق القول، مستقیم فی الفقہ اور صاحب ثروت و حشمت تھے، آپ کے علم و تفقہ کا اندازا اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی صحبت میں 18 سال رہے، آپ کا شمار فقہائے تابعین میں ہوتا ہے۔ (1)

ابراہیم بن یزید نخعی

فقیہ النفس و مفتی عراق حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 47ھ کوفہ میں ہوئی اور یہیں صفر یا ربیع الاول 96ھ میں وصال فرمایا، آپ حافظ قرآن، قاریٔ کوفہ، فقیہ زمانہ، محدث العصر، ثقہ راوی حدیث، کثیر الروایات اور صغار تابعین میں سے تھے، انھوں نے بچپن میں دیگر صحابہ کرام کے علاوہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحبت بھی پائی، کبار اصحاب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھرپور استفادہ کیا اور انہیں کے مذہب پر فتاوی دیا کرتے تھے، آپ زاہد زمانہ، قلیل التکلف اور صالح و متقی تھے، روزوں سے خاص محبت تھی ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھا کرتے تھے۔ (2)

اسود بن یزید نخعی

زاہد زمانہ، حضرت ابو عمرو اسود بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئے، نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد اسلام قبول کیا، یمن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے علم فقہ حاصل کیا، حضرت عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما وغیرہ جلیل القدر ہستیوں سے اسلامی علوم میں دسترس حاصل کی، آپ حافظ الحدیث، ثقہ راوی حدیث، فقیہ زمانہ، عابد و زاہد، نماز، روزہ، تلاوت قرآن، حج و عمرہ میں کثرت کرنے والے اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے، آپ نے تقریباً 80 حج و عمرے کرنے کی سعادت حاصل کی، آپ کا وصال 75ھ کو کوفہ میں ہوا، آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے۔ (3)

---

(1) سیر اعلام النبلاء، حماد بن ابی سلیمان، 6/60

(2) سیر اعلام النبلاء، ابراہیم النخعی، 5/426...طبقات ابن سعد، ابراہیم النخعی، 6/279

(3) طبقات ابن سعد، 6/134 تا 138 ... تذکرۃ الحفاظ، 1/41...تہذیب التہذیب، 1/353

علقمہ بن قیس نخعی

ممتاز التابعین، حضرت علقمہ بن قیس نخعی رحمۃ اللہ علیہ زمانہ نبوی میں پیدا ہوئے، ہجرت کرکے کوفہ میں مقیم ہوگئے، اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تو سالہا سال رہے، آپ حافظ و کثیر الحدیث، خوش الحان قاری قرآن، فقیہ زمانہ، درجہ اجتہاد پر فائز، متبع قرآن و سنت، تقویٰ وورع کے پیکر، استاذ التابعین اور مؤثر شخصیت تھے، صحابہ کرام بھی آپ کی قدر کرتے اور علمی رہنمائی لیا کرتے تھے، فرمانِ فقیہ الامت ابن مسعود (رضی اللہ عنہ): ما أقرأ شيئًا ولا أعلمه إلا وعلقمة يقرؤه ويعلمه یعنی میں جو کچھ پڑھتا اور جانتا ہوں وہ سب علقمہ پڑھتے اور جانتے ہیں، آپ کا وصال 90 سال کی عمر میں 62ھ میں ہوا۔(1)

امام المحدثین کی سندِ فقہ بطریق تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری

تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے آپ کی دو اسناد ہیں جن کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

تاج المحدثین کی پہلی سند

امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: سند فقہ اور اصول فقہ توضیح و تلویح حضرت قطب العارفین عمدۃ علما الراسخین حضرت مولانا ارشاد حسین قدس سرہ رامپوری سے پڑھ کر اور ہدایہ حضرت مولانا عمدۃ الفضلاء زبدۃ الکملاء مولانا حافظ عنایت اللہ خان صاحب رامپوری سے جو خلیفہ اور شاگرد رشید حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب قدس سرہ تھے، سند فقہ اور اصول فقہ وغیرہ ان سے حاصل کی اور حضرت مولانا نے خلافت اور اجازت روایت فقہ و احادیث حاصل کی تھی۔ حضرت سید الفضلاء مرشد الکملاء حضرت مولانا شاہ احمد سعید دہلوی قدس سرہ سے اور انہوں نے سند فقہ و احادیث حاصل کی تھی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز سے اور حضرت مولانا ممدوح کی سند میں عجالہ نافعہ سے اول ہی نقل ہو چکیں۔(2)

1 الاصابہ، علقمہ بن قیس، 5/ 105، 106... تذکرۃ الحفاظ، 1/ 39... سیر اعلام النبلاء، علقمہ بن قیس نخعی، 5/ 94، 99

2 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، 1/ 78

پہلی سند کے راویوں میں سے تاج المحدثین حضرت مفتی محمد ارشاد حسین فاروقی مُجدّدی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر صفحہ نمبر 141 پر ہے، جبکہ باقی راویوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

عنایت اللہ خان مجددی

علامۂ وقت حضرت مولانا حافظ شاہ عنایت اللہ خان مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1259ھ مطابق 1843ء کو رامپور میں ہوئی، حفظ القرآن کی سعادت پائی پھر حضرت علامہ ارشاد حسین رامپوری اور دیگر علمائے اہل سنت سے کتب درسیہ پڑھیں، علامہ ارشاد حسین صاحب نے آپ کے لیے ہی مشہور درسی کتاب ارشاد الصرف لکھی، آپ کا پایۂ علم بے حد بلند تھا، آپ زمانۂ طالب علمی میں ہی منتہی طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے، 32 سال مرشد تاج المحدثین کی خدمت میں رہ کر خلافت سے نوازے گئے۔ آپ کا وصال 86 سال کی عمر میں 10 ذوالحجہ 1345ھ مطابق 11 جون 1927ء کو رامپور میں ہوا۔ بلاشبہ آپ علامۂ وقت اور پیرِ زمانہ تھے۔ (1)

احمد سعید مجددی مہاجر مدنی

سراج الاولیاء حضرت مولانا حافظ شاہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت یکم ربیع الاول 1217ھ کو رامپور کے ایک مجددی علمی گھرانے میں ہوئی، ابتدائی علم حاصل کرنے کے بعد علامہ فضلِ امام خیر آبادی اور علامہ رشید الدین خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کی شاگردی اختیار کی، علوم وفنون کی تکمیل کے بعد سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورہ حدیث شریف کیا، آپ تفسیر، حدیث اور علم فقہ میں کامل دسترس رکھتے تھے، درس وتدریس اور ذکر وفکر میں مصروف رہتے، کئی کتب تحریر فرمائیں، تین کتب سعید البیان فی مولد سید الانس والجان (اردو)، الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف (فارسی) اور اثبات المولود والقیام (عربی) تو میلادُ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جواز میں ہیں، آپ نے 1217ھ میں ہند سے مدینہ شریف ہجرت کی اور وہیں 2 ربیع الاول 1277ھ کو وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ (2)

---

1 تذکرۃ المشائخ سلسلہ ارشادیہ عنایتیہ، ص 134 تا 158

2 تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین، 21 تا 28

نوٹ:سراجُ الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدّثِ دہلوی کا تعارف صفحہ نمبر164پر بیان ہو چکا ہے۔

تاج المحدثین کی دوسری سند

امام المحدثین تحریر فرماتے ہیں:(تاج المحدثین مولانا ارشاد حسین رامپوری نے اپنے مرشد حضرت شاہ احمد سعید سے سند حاصل کی اور)دوسری سند فقہ و حدیث و تفسیر و اصول فقہ وغیرہ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ نے حاصل کی تھی اپنے والد ماجد کے ماموں شیخ اجل محدث وفقیہ حضرت مولانا سراج احمد عمری مجددی سرہندی ثم رامپوری سے۔انہوں نے اپنے والد ماجد زاہد و متورع حضرت شیخ محمد مرشد عمری مجددی سرہندی رامپوری سے۔انہوں نے اپنے والد ماجد امام ہمام مولانا محمد ارشد عمری مجددی سرہندی سے۔انہوں نے اپنے والد ماجد امام الحجۃ مولانا فرخ شاہ عمری مجددی سرہندی سے۔انہوں نے اپنے والد ماجد خازن الرحمت خواجہ محمد سعید عمری مجددی سرہندی سے۔انہوں نے اپنے والد ماجد امام ہمام، امام ائمۃ المعانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔انہوں نے حضرت عمدۃ الاولیاء وزبدۃ العلماء والکملاء حضرت یعقوب محدث صرفی کبیر کشمیری حنفی ابن شیخ حسن عاصمی سے۔انہوں نے شیخ ابن حجر مکی ہیتمی سے۔انہوں نے زین الدین زکریا، حافظ ابن حجر عسقلانی سے اور سند ابن حجر عسقلانی عجالہ نافعہ سے بہ سلسلہ ذکر سند نسائی، بخاری وابن ماجہ وغیرہم گزر چکیں۔[1]

دوسری سند کے راویوں میں سے حضرت شاہ احمد سعید، خازن الرحمت حضرت مولانا شیخ محمد سعید سرہندی، حضرت مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حنفی، مولانا یعقوب بن شیخ حسن صرفی کشمیری، مفتی حجاز حضرت امام ابن حجر ہیتمی شافعی، شیخ الاسلام امام زین الدین ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری الازہری اور شیخ الاسلام حافظ ابنِ حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا مختصر تعارف گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے، سند کے باقی علمائے کرام کا تعارف پیشِ خدمت ہے:

سراج احمد عمری مجددی سرہندی

اجل محدث وفقیہ حضرت مولانا سراج احمد عمری مجددی سرہندی ثم رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

1 مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص78

سرہند شریف میں 1172ھ کو ہوئی، والد علامہ محمد مرشد مجددی کے ساتھ رامپور آکر مقیم ہوئے، آپ جلیل القدر عالم دین، فاضل زمانہ، صاحب نسبت اور مصنف ومترجم کتب کثیرہ تھے، درجن کے قریب کتب میں صحیح مسلم اور جامع ترمذی کا فارسی ترجمہ یادگار ہے، آپ کا وصال 13 ذوالحجہ 1230ھ کو لکھنؤ میں ہوا، والد صاحب کے مزار شریف سے متصل تدفین ہوئی۔[1]

محمد مرشد عمری مجددی سرہندی

مرشد عالم حضرت شیخ محمد مرشد عمری مجددی سرہندی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سرہند شریف میں 1117ھ کو ہوئی، آپ جامع معقول ومنقول، محدث ومفسر اور شیخ طریقت تھے، سرہند سے ہجرت کر کے رامپور میں مقیم ہوگئے، درس وتدریس اور حلقہ ذکر میں مصروف رہتے تھے، آستانہ مجددیہ سرہند شریف کے سجادہ نشین بھی تھے، آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا، آپ باعمل عالم دین، متبع سنت، عابد وزاہد اور تقویٰ وورع کے پیکر تھے، آپ کا وصال رامپور میں 19 رجب 1201ھ میں ہوا، مزار **محلہ بڑے پیر صاحب کے جھنڈے** کے قبرستان کی مسجد سے متصل چاردیواری میں ہے۔[2]

محمد ارشد عمری مجددی سرہندی

امام ہمام مولانا محمد ارشد عمری مجددی سرہندی کی ولادت سرہند میں ہوئی، اپنے والد گرامی علامہ فرخ شاہ مجددی سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کئے، کتب درسیہ زبانی یاد تھیں، علوم عقلی ونقلی میں کامل دسترس تھی، والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے درس وتدریس میں مصروف ہوگئے، علمائے عصر آپ کا علمی مقام ومرتبہ تسلیم کرتے تھے، آپ طریقہ مجددیہ کے کامل پابند تھے۔ تاریخ ولادت اوروفات نہ مل سکی۔[3]

فرخ شاہ عمری مجددی سرہندی

امام الحجہ مولانا فرخ شاہ عمری مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت خاندان مجددیہ میں سرہند شریف

1 تذکرہ کاملان رامپور، 147تا149

2 تذکرہ کاملان رامپور، 389... روضۃ القیومیہ، 1/476

3 روضۃ القیومیہ، 1/476

میں ہوئی، آپ علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے، تدریس کا بہت شوق تھا، خاندان مجددیہ کے تقریباً تمام صاحبزادگان آپ کے شاگرد ہیں، آپ مولوی معنوی کے لقب سے ملقب تھے، کتب درسیہ میں آپ کے کئی حواشی اور شروحات ہیں، ذکر اللہ کثرت سے کرتے حتی کہ سوتے وقت بھی زبان پر ذکر جاری رہتا، آپ کا وصال 4 شوال 1118ھ کو ہوا، قبہ مجدد الف ثانی سے جانب جنوب ایک قبے میں مدفون ہیں۔ (1)

امام المحدثین کی سندِ فقہ بطریق علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی

امام المحدثین مفتی سید محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: خاکسار نے بعد بیعت ہونے کے حضرت قطب الوقت، مقبول بارگاہِ یزدان مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی قدس سرہ سے خاندان نقشبندیہ اور قادریہ میں کچھ بخاری شریف اور مؤطا امام مالک اور کچھ شرح وقایہ حضرت مولانا شمس الدین احمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ مولانا ممدوح کے ساتھ حضرت مولانا قدس سرہٗ پر پیش کر کے آپ سے بھی اجازت حاصل کی اور مولانا قدس سرہٗ نے اجازت روایت احادیث مع مطابقت مسائل فقہ حاصل کی تھی، مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہٗ سے۔ (2)

سندِ شیخ العلماو المشائخ کے راویوں کا مختصر تعارف

امام المحدثین کی سندِ فقہ بطریق علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی کے تمام علما کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

(1) روضۃ القیومیہ، 1/472، 473

(2) مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص 77

باب 10: امام المحدثین کے مشائخ

امام المحدثین عارف باللہ حضرت شیخ طریقت مفتی سید دیدار علی شاہ مشہدی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے اپنے چچا **میاں صاحب پیر سید نثار علی شاہ الوری** کی صحبت اختیار کی اور خلافت سے نوازے گئے، پھر **حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی** کی صحبت میں رہے، ان سے سلسلہ نقشبندیہ توکلیہ میں خلافت حاصل کی، انہیں کے فرمانے پر شیخ العلماء والمشائخ **علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی** سے بیعت کی اور خلافت پائی۔ **اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان**، تاج العلماء **علامہ اولادِ رسول مارہروی** اور شبیہ غوث اعظم **پیر سید علی حسین اشرفی** رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اپنے سلاسل کی اجازات عطا فرمائیں۔ اس باب میں ان سب کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1- نثار علی شاہ رضوی مشہدی الوری

کچھ حضرات معاشرے میں خیر کو عام کرنے، عوام کی مشکلیں حل کرنے اور لوگوں کو نورِ ہدایت سے منور کرنے کا سبب ہوتے ہیں، انہیں ہستیوں میں سے الور کے ایک پیر طریقت اور عالم دین حضرت مولانا پیر سید نثار علی شاہ رضوی مشہدی قادری چشتی المعروف میاں صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو امام المحدثین کے چچا جان اور مربی (تربیت کرنے والے) ہیں۔

والد گرامی اور پیدائش

عالم باعمل، میاں صاحب الوری حضرت مولانا پیر سید نثار علی شاہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت مولانا سید محمد تقی رضوی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ [1] خاندان سادات کے عظیم فرد، عالم دین اور رہنمائے قوم تھے۔[2] میاں صاحب کی پیدائش سادات گھرانے میں غالباً 1245ھ مطابق 1830ء[3] کو ہند کی ریاست راجستھان کے قصبے موج پور تحصیل لچھمن گڑھ، ضلع الور میں ہوئی۔

1. آپ کے حالات زندگی نہ مل سکے۔
2. روشن تحریریں، ص132
3. بعض نے آپ کا سن پیدائش 1255ھ مطابق 1840ء لکھا ہے جو دیگر قرائن کی وجہ سے درست معلوم نہیں ہوتا۔

حصولِ علم وعرفان

میاں صاحب نے علمِ دین اپنے والد گرامی اور دیگر معاصر علما سے حاصل کیا۔ آپ بچپن سے ہی کم گو، عبادت میں مگن رہنے والے، روزہ نماز کے پابند، سنتوں کے عامل اور ذکر واذکار میں مصروف رہنے والے تھے۔ اکثر وقت تنہائی میں گزارتے، عبادت کے لیے دور دراز کے پہاڑوں میں چلے جاتے اور مجاہدوں میں مصروف رہتے، یوں آپ نے سلوک کی کچھ منازل طے کیں، اس کے بعد مزید روحانی ترقی کے لیے اللہ پاک کی جانب سے کرم ہوا اور آپ کی غیبی مدد کی گئی، بے شک جو کوشش کرتا ہے، اللہ پاک اس کی دستگیری فرماتا ہے، عربی مقولہ ہے کہ مَنْ جَدَّ وَجَدَ جس نے کوشش کی اُس نے پالیا، چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ میری منزل مقصود بہت دُور ہے، میرا اس تک پہنچنا بہت مشکل ہے، میں کچھ مایوس ہونے لگا، کسی نے مجھ سے کہا کہ یوں دُرِ مقصود (کامیابی کا موتی) حاصل نہ ہو گا تم بھرت پور جاؤ، وہاں سے یہ سب کچھ تمہیں حاصل ہو جائے گا۔ (1)

بھرت پور کا سفر

میاں صاحب نے رختِ سفر باندھا اور بھرت پور روانہ ہوگئے، اس زمانے میں بھرت پور میں حضرت میاں غازی الدین شاہ قادری راجشاہی المعروف شیخ کمال رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی کا شہرہ تھا، آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ غازی صاحب نے آپ کو کمالِ شفقت سے اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا: تمہارا حصہ ہمارے پاس ہے۔ یہ فرماکر سلسلہ عالیہ قادریہ راجشاہیہ میں بیعت کیا، ایک ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت عطا فرماکر رخصت کیا۔

مجاہدات میں اضافہ

میاں صاحب مادر زاد ولی اللہ تھے، شیخ کمال حضرت میاں غازی الدین شاہ قادری راجشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے آپ کے عشقِ الٰہی کو مزید بھڑکا دیا اور آپ کے مجاہدوں میں اضافہ ہو گیا۔ آپ کے مرید وخلیفہ

(1) روشن تحریریں، ص132، 133

حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی فرماتے ہیں: آپ (میاں صاحب) چاند پہاڑی کے غار میں معتکف تھے۔ یہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں دن میں شیر دھاڑتا اور درندے بھیڑ بکریوں کی طرح پھرتے مگر آپ ان سے خائف نہ ہوتے، نہ ہی وہ جانور آپ کو گزند (تکلیف) پہنچاتے، حالتِ اعتکاف میں سرکار (مرشد کامل) کی غذا لاہوری نمک ہوتی، روزہ اسی سے افطار کرتے اور کوئی چیز نہ کھاتے بلکہ لاہوری نمک تین دفعہ چاٹ لیتے، یہ دور آپ کا بارہ سال جاری رہا۔[1]

سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت

میاں صاحب غالباً 1265ھ مطابق 1849ء کو کلیر شریف ضلع ہردوار، اتراکھنڈ ہند تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی ملاقات حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی صاحب سے ہوئی۔ آپ ان کی خدمت میں چھ ماہ رہے۔ جب آپ ان سے اجازت لے کر رخصت ہونے لگے تو خواجہ صاحب نے آپ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خلافت سے نوازا۔ شیخ التصوف علامہ سید محمد علی رضوی صاحب کی کتاب روشن تحریریں صفحہ 134 سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ غلام رسول لکھنوی نے آپ کو خلافت عطا فرمائی لیکن میاں صاحب کے سلسلۂ طریقت کا جو شجرہ خاندان عالیہ چشتیہ صابریہ میں پڑھا جاتا ہے، اس میں واضح طور پر خواجہ غلام رسول لکھنوی کا ذکر موجود نہیں ہے۔ غالباً میاں صاحب قبلہ نے ابتدا میں خواجہ غلام رسول لکھنوی کی صحبت پائی، پھر ان کے ذریعے ان کے مرشد حضرت خواجہ خدا بخش لکھنوی سے خلافت کی سعادت پائی ہوگی۔ واللہ اعلم

بہر حال سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت حاصل کرنے کے بعد میاں صاحب پر جذب کی کیفیت کا غلبہ ہوگیا، آپ عرصہ دراز تک اس علاقے کے مشہور جنگل بنام کُنْجَلی بَن میں مجاہدوں اور مراقبوں میں مگن رہے، پھر اپنے وطن تشریف لے آئے مگر آتشِ عشق تھی کہ بڑھتی چلی گئی۔ بعض اوقات آپ گھر سے باہر چلے جاتے اور گھر والوں کو خبر نہ ہوتی کہ کہاں تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کیفیت تقریباً سات سال طاری رہی۔[2] آپ جب اس طرح گھر سے لاپتہ ہو جاتے تو (امام المحدثین کے والد گرامی اور) آپ کے برادر متقی، صوفی وصافی حضرت خواجہ سیّد نجف علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو تلاش کرتے، تخمیناً 1272ھ مطابق 1856ء میں معلوم

1 روشن تحریریں، ص134
2 روشن تحریریں، ص135

ہوا کہ آپ ایک پہاڑ کے غار میں معتکف ہیں، چنانچہ وہاں جا کر دیکھا تو آپ کی کیفیت عجیب تھی، ان کو وہاں سے لایا گیا اور حضرت خواجہ غلام رسول صابری رحمۃ اللہ علیہ سے حال عرض کیا، خواجہ صاحب کی توجہ سے آپ کی وہ کیفیت آہستہ آہستہ ختم ہوگئی۔ آپ سلوک میں جلوہ گر ہوئے اور لوگ آپ سے فیوض وبرکات حاصل کرنے لگے۔ [1]

علاقۂ میوات میں نیکی کی دعوت

میاں صاحب نے علاقہ میوات میں نیکی کی دعوت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جوق درجوق لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے لگے، بے نمازی نمازی بن گئے، علم سے بے بہرہ علم سے سیراب ہونے لگے، اللہ کی ناراضی کے کاموں میں اپنی زندگیاں برباد کرنے والے رشد وہدایت کی شاہراہ پر چل کر لوگوں کے رہنما بن گئے۔ کئی بااثر لوگ بھی آپ کے مرید ہوئے۔ [2]

نواب حافظ نشاط علی خان صاحب بھی اُن بااثر لوگوں میں شامل تھے۔ میاں صاحب کے مرید اور ریاست الور کے راجہ کے اتالیق ومشیر اور صاحبِ حیثیت اور مؤثر شخصیت کے مالک تھے، ان کا لقب نواب ناظر تھا۔ یہ میاں صاحب کی شخصیت سے متاثر ہوئے اور آپ سے بیعت کرلی۔ [3] ان کی رہائش ریاست کے دار الحکومت الور میں تھی، یہ الور سے آپ کے پاس آتے اور کئی کئی دن آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے، انھوں نے آپ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ الور تشریف لے چلیں، وہاں دین کی خدمت کے مواقع زیادہ ہیں، ان کی درخواست کی تائید استاذ العلماء مولانا سیّد ضامن علی زیدی، حافظ عبد العزیز، نواب جہاں داد خاں اور نواب عبد الرحیم [4] وغیرہ نے بھی کی۔

موج پور سے الور منتقلی

آپ اپنے مریدین ومحبین کے اصرار پر اپنے خاندان سمیت تقریباً 1274ھ مطابق 1858ء کو موج پور سے الور منتقل ہوگئے۔ الور میں آپ نے محلہ دائرہ میں قیام کا فیصلہ کیا کیونکہ وہاں اکبری دور کے عظیم

---

1 روشن تحریریں، ص135
2 روشن تحریریں، ص136
3 مرقع الور، ص57
4 ان تینوں حضرات کے متعلق معلومات نہ مل سکیں۔

محدث وعالم حضرت شیخ مبارک شاہ الوری المعروف داداجی میاں رہا کرتے تھے۔ یہاں کی عظیم مسجد مرورِ زمانہ کے ساتھ ویران ہوچکی تھی اور غیر مسلموں کے پاس تھی، نواب حافظ نشاط علی خان کی کوشش سے 1265ھ مطابق 1849ء میں اسے آزاد کر کے دوبارہ آباد کیا گیا۔[1] میاں صاحب کا مکان مسجد دائرہ سے متصل تھا، میاں صاحب اس مسجد میں نمازیں اور جمعہ ادا فرماتے تھے، آپ کی کوشش سے الور کے لوگ نماز پنجگانہ کے ساتھ ساتھ نمازِ تہجد، اشراق وچاشت اور اوابین کے عادی ہوئے، ذکر واذکار اور درود شریف کا ورد لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوا، غرض آپ کی برکت سے الور میں مسلمانوں کے دلوں میں نورِ علم وعرفان کی شمع روشن ہوئی اور گھر گھر اللہ ورسول کا ذکر اور چرچا ہونے لگا۔[2]

عام وخاص میں مشہور ومقبول

میاں صاحب کا معمول تھا کہ آپ اکثر بعد نمازِ عصر اور کبھی بعد نمازِ عشا داداجی میاں صاحب حضرت علامہ سید مبارک شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیتے۔ یہ مزار شریف اس زمانے میں شہر کی آبادی سے کچھ فاصلے پر تھا۔ آپ کے ہمراہ الور کی اہم شخصیات اور آپ کے صحبت یافتگان مشہور خطاط منشی شاہ رحیم اللہ دہلوی، حضرت حافظ عبد الغفور الوری، استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی،[3] حکیم سید وزیر علی شید اا کبر آبادی، حضرت خواجہ سید عابد علی شاہ الوری، خواجہ سید احمد مدنی الوری، قاری عباد اللہ انصاری، حضرت مولانا صوفی سید انوار علی شاہ الوری، خواجہ مفتی سید زین العابدین الوری، جامع مسجد الور کے امام مولانا حاجی وزیر محمد الوری اور قاری عبد السلام دہلوی[4] ہوتے تھے۔ مزار پر انوار پر شریعت وطریقت اور سلوک ومنازل پر گفتگو وتبادلہ خیال ہوتا اور خوب علم وعرفان کی بزم سجا کرتی تھی۔[5]

حج کی سعادت

1276ھ مطابق 1860ء میں میاں صاحب نے سفر حج کا ارادہ فرمایا۔ معززین الور مثلاً وزیر اعظم

(1) مرقع الور، ص56، 57

(2) روشن تحریریں، ص136، 137... تجلیات مرشد، ص88 (تجلیات مرشد، ص117... روشن تحریں، ص137)

(3) ان کا تعارف صفحہ نمبر 137 پر بیان ہوچکا ہے۔

(4) آپ کے متعلق صرف یہ معلوم ہوا ہے کہ الور میں درزیوں کی مسجد کے پاس رہتے تھے۔

(5) روشن تحریریں، ص137

ریاست منشی میر عمو جان دہلوی، نواب حافظ نشاط علی خان اور قاضی فیاض الدین منڈاوری وغیرہ آپ کے ہمراہ تھے، انھوں نے راستے میں راہِ خدا میں ہاتھ کھول کر خرچ کیا۔ مکہ معظمہ میں الور ریاست کے نام سے زمین کا ٹکڑا لیا اور اس میں حجاج کرام کا مسافر خانہ (رباط) تعمیر کیا، جس میں حجاج قیام فرماتے، ان کی خوب خدمت کی جاتی اور ان کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا تھا۔ [1]

غیر مسلموں کا اسلام قبول کرنا

میاں صاحب کی اسلام کی سربلندی اور سنتوں کی احیا کی کوششوں سے نہ صرف مسلمانوں کو دینی دنیاوی فوائد و ثمرات حاصل ہوئے بلکہ کئی غیر مسلم بھی میاں صاحب کے دست مبارک پر اسلام لائے اور دین اسلام کے نور سے منور ہوئے، ان میں کئی نامی گرامی لوگ بھی تھے، جیسے پنڈت لکھن لال، ان کا اسلامی نام محمد احمد رکھا گیا اور منشی شونراین کایستھ، جس کا نام غلام مصطفیٰ رکھا گیا۔ [2] یہی وجہ ہے الور میں آپ عوام وخواص میں مشہور و مقبول تھے۔

علماو مشائخ سے رابطہ

میاں صاحب خوش اخلاق، ملنسار اور معاصر علماو مشائخ سے رابطے میں رہتے تھے، جن علماو مشائخ سے آپ کی خط و کتابت رہتی تھی، ان کے نام یہ ہیں: حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی، فقیہ الہند حضرت مفتی رحیم بخش، محمد مسعود مجددی دہلوی، حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ انبالوی، خواجہ اخوند دوسی پشاوری، [3] خواجہ سید احمد علی شاہ کمبل پوش دہلوی اور حضرت ننھا میاں قادری راجشاہی [4] وغیرہ۔ [5]

امام المحدثین کی تربیت اور عطائے خلافت

میاں صاحب نے اپنے بھتیجے امام المحدثین کی ابتدائی تعلیم و تربیت بہت شفقت و محبت سے فرمائی۔ [6] یہی وجہ ہے کہ بچپن سے ہی امام المحدثین کا فطری میلان پنجگانہ نماز، روزے، تلاوت قرآن اور نماز تہجد کی

1. روشن تحریریں، ص137، 138
2. روشن تحریریں، ص138
3. آپ کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔
4. آپ فرد وقت میاں راج شاہ قادری کے نواسے تھے۔
5. روشن تحریریں، ص140
6. سیدی ابوالبرکات، ص118

جانب ہو گیا۔ جب امام المحدثین 1295ھ مطابق 1878ء کو سہارنپور سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد الور تشریف لے آئے تو میاں صاحب نے آپ کو منازلِ سلوک طے کروائیں اور علوم باطینہ سے روشناس کیا۔ بعد میں سلسلہ قادریہ راجشاہیہ اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کی خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔[1]

وفات و تدفین

یہ حقیقت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ جو بھی اس فانی دنیا میں آیا ہے اس نے ایک دن اس سے جانا ہے مگر کب جانا ہے عام لوگوں کو اس سے آگاہی نہیں ہوتی، البتہ بعض اللہ والے اپنی وفات کی خبر پہلے ہی دے دیتے ہیں، میاں صاحب کا شمار بھی ایسی ہستیوں میں ہوتا ہے، آپ نے اپنے بھتیجے مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کو ایک دن ارشاد فرمایا: ہمیں اتنا علم ہے کہ میرے انتقال کے وقت آپ الور میں نہ ہوں گے، بلکہ لاہور میں ہوں گے اور وہاں ہمارے انتقال کی خبر آپ کو ہو گی اور آپ وفات سے تیسرے دن یہاں پہنچیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، مفتی صاحب دار العلوم نعمانیہ لاہور میں تدریس کرتے تھے، ایک قول کے مطابق میاں صاحب نے 6شوال 1328ھ مطابق 1910ء کو وصال فرمایا، حالانکہ یہ قول درست نہیں کیونکہ امام المحدثین 1313ھ مطابق 1913ء کو جامعہ نعمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے تھے، لہٰذا درست قول کے مطابق میاں صاحب نے 6شوال 1331ھ مطابق 8 ستمبر 1913ء کو وصال فرمایا، مفتی صاحب حسبِ ارشاد وصال کے تیسرے دن الور پہنچے۔ میاں صاحب کی وصیت کے مطابق آپ کو اپنے مکان کے باغیچے میں دفنایا گیا، بعد میں مزار کی تعمیر کی گئی۔[2]

میاں صاحب کے خلفائے کرام

میاں صاحب کثیر الفیض تھے، بے شمار لوگوں نے آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا، کئی سلوک کی منزلیں طے کرنے میں کامیاب ہوئے، کئی صاحب رشد وہدایت بن گئے۔ آپ کے خلفا کے نام یہ ہیں: ☆حضرت مولانا سید مبارک علی رضوی ☆استاذ العلماء مولانا سید ضامن علی زیدی ☆مولانا مرزا مبارک بیگ صابری ☆مولانا قاضی فضل الرحمن قادری ☆مولانا حاجی برکت اللہ بیگ ☆مولانا اشرف علی وکیل

1 سیدی ابوالبرکات، ص118 2 روشن تحریریں، ص139

☆مولانا قاضی نذیر الدین موج پوری☆حافظ عبد العزیز ناظر جی[1] اور امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ۔

آستانہ نثاریہ کے سجادہ نشین

آستانہ عالیہ نثاریہ قادریہ چشتیہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ قرار پائے۔ چنانچہ نشان رضویت حضرت علامہ سید محمد علی رضوی صاحب تحریر فرماتے ہیں: آپ کی جانشینی وسجادیت حضرت علامہ ابو الحسنات سیّد محمد احمد خطیب اعظم راجپوتانہ ومسجد وزیر خاں لاہور کو عطا فرمائی۔[2] اور مفسر قرآن حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری صاحب 1345ھ مطابق 1927ء میں لاہور تشریف لے آئے تو حضرت مولانا سید مبارک علی حسنی رضوی صاحب ہر سال اپنے پیر ومرشد کا عرس منعقد کیا کرتے تھے۔[3]

2-توکل شاہ انبالوی

قطب الارشاد حضرت سائیں خواجہ توکل شاہ انبالوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ عظیم المرتبت، شیخ طریقت تھے۔ عشق الٰہی اور محبت رسول میں فنائیت کے درجے پر فائز تھے۔

پیدائش وبچپن

آپ کی پیدائش موضع پکھوکی ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب، ہند میں تقریباً 1255ھ مطابق 1839ء میں ہوئی۔ چھوٹی عمر میں ہی والدین انتقال کر گئے۔ پرورش نانا جان میاں الہ دین نوشاہی نے کی، انہیں سے ابتدائی اسلامی علم حاصل کیا۔ بچپن سے ہی آپ کا میلان دین کی جانب تھا۔ سات سال کی عمر میں نماز پڑھنا شروع کی اور زندگی بھر آپ کی نماز قضا نہ ہوئی۔ پکھوکی کے ایک شخص کا بیان ہے کہ جب آنحضور کو بچپن سے ذرا ہوش آیا تو آپ کو دیکھا کہ مسجد میں یا اور جگہ جہاں اچھے آدمی ہوتے ہیں یا ذکر خدا جس جگہ ہوتا، وہاں بیٹھا کرتے اور نماز پڑھا کرتے، جو نہ پڑھتا اس کو فرمایا کرتے کہ نماز نہ چھوڑا کرو یہ بڑی اچھی نعمت

1 حضرت مولانا قاضی فضل الرحمن قادری تا حافظ عبد العزیز ناظر جی کے حالات نہ مل سکے۔
2 روشن تحریریں، ص140
3 سیدی ابو البرکات، ص119

ہے۔ تمام لوگوں کو آپ کی باتیں پیاری معلوم ہوا کرتی تھیں اور فرطِ محبت سے ہم آپ کو گود میں اٹھائے پھرا کرتے تھے۔ حالت مستانہ سی اور صورت پیاری تھی۔ [1]

اجمیر شریف میں حاضری

جب کچھ بڑے ہوئے تو کسی اللہ والے کی صحبت میں رہنے کے لیے پھرتے پھراتے اجمیر شریف پہنچ گئے اور خواجہ غریب نواز کے دربار پر رہنے لگے۔ یہاں انہیں ایک حجرہ نشین مولانا صاحب کی صحبت نصیب ہوئی، ان کی بہت خدمت کی اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ آپ فرماتے ہیں: مولانا صاحب نے ہمیں کلمہ شریف کی ترکیب سکھائی اور عجیب لذت و کیفیت اس میں آتی رہی اور ہماری یہ حالت ہوگئی کہ جب وہ وقت آتا جس وقت کہ مولانا صاحب نے ہمیں کلمہ شریف سکھایا تھا تو خود بخود ہی کلمہ شریف اندر جاری ہو جاتا تھا۔ ان کا فیض چشتیہ طریق کا تھا اور ہمیں وہیں سے چشتیہ طریق کا فیض حاصل ہوا تھا۔ [2]

سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی رہنمائی

ایک رات آپ سوئے تو خواب میں حضرت خواجہ غریب نواز کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ اے توکل شاہ! تم خاندان نقشبندیہ کے صاحب طریقت وہدایت ہوگے۔ جب آپ صبح بیدار ہوئے تو وہاں سے روانہ ہوگئے اور پیر طریقت کی تلاش میں مصروف ہوگئے۔ راستے میں ایک مجذوب سے ملاقات ہوئی اس نے آپ کو جہاں خیلاں جانے کا فرمایا۔ آپ سفر کرتے ہوئے جہاں خیلاں پہنچے جبکہ عمر ابھی گیارہ سال تھی۔ آپ نے وہاں شمس العرفاں حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندی کی صحبت پائی۔ خواجہ صاحب آپ سے پیار کرتے اور فیض روحانی عطا فرماتے۔ کچھ عرصہ تربیت کرنے کے بعد آپ کو انبالہ بھیج دیا۔ آپ جب انبالہ میں آئے تو جذب کی کیفیت طاری تھی، آپ مختلف مقامات مثلاً کسی مسجد یا باغ اور اکثر قبرستان میں رہا کرتے تھے۔ اس دوران آپ نے بہت مجاہدات کئے۔ کبھی کبھی جہاں خیلاں بھی حاضر ہوتے حتیٰ کہ خواجہ صاحب نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت سے نواز دیا اور سلسلے کو آگے بڑھانے کی تلقین فرمائی۔

1 ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب، ص18 2 ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب، ص19

جہاں خیلاں میں مرشد زادے کی پرورش

کچھ عرصے بعد 1272ھ مطابق 1858ء میں آپ کے پیر و مرشد خواجہ قادر بخش وصال فرماگئے۔ آپ جہاں خیلاں حاضر ہوئے اور مرشد کے کم سن بیٹے کی پرورش میں مصروف ہوگئے۔ خواجہ صاحب کی کھیتی باڑی کے معاملات بھی آپ بحسن و خوبی نبھاتے رہے۔ مرشد زادے خواجہ محمد عبد الخالق ابھی بہت چھوٹے تھے۔ ان کو گود میں لئے رہتے اور یہ بھی آپ سے بہت مانوس تھے۔ مرشد زادہ ہونے کی وجہ سے ان کی بہت دل جوئی کیا کرتے تھے۔ جب یہ کچھ بڑے ہوئے تو ان کو لے کر انبالہ میں آگئے اور ان کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہوگئے۔ انہیں انبالہ کے ایک مولانا کے ہاں داخل کروادیا اور خدمت کے لیے ایک شخص مقرر کردیا۔ انہیں اپنے ساتھ رکھتے اور کھانے پینے کا بہت خیال رکھا کرتے تھے، انتہائی محبت و شفقت سے نوازا کرتے تھے۔[1]

بیعت و ارشاد کا آغاز

مرشد کے وصال کے کئی سال بعد بھی سائیں توکل شاہ لوگوں کو بیعت نہیں کرتے تھے بلکہ دادا مرشد حضرت حافظ حاجی محمود آرزو جالندھری کے پاس یا اپنے مرشد کے چہیتے مرید و خلیفہ اور جانشین خواجہ عالم شاہ کی جانب بھیج دیا کرتے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عالم رؤیا میں حکم فرمانے[2] اور خواجہ عالم شاہ کے اصرار پر بیعت کرنے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک مرتبہ ڈیرہ بسی ضلع انبالہ کے ایک شخص فیض طلب خان نے سائیں توکل شاہ، خلیفہ عالم شاہ اور صاحبزادہ خواجہ عبد الخالق کی دعوت کی، بعد دعوت سائیں توکل شاہ سے مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے بیعت نہ فرمایا، خواجہ عالم شاہ صاحب نے اصرار کیا تو اسے بیعت کرلیا۔ یہ آپ کا پہلا مرید ہے۔ آپ نے جب بیعت کا سلسلہ شروع کیا تو کثیر لوگ آپ سے بیعت ہوئے۔ رہتک، لاہور، دہلی، احمد آباد، جے پور اور ممبئی کئی شہروں کے عوام و علما نے آپ کے دست بابرکت پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی صحبت بڑی پر اثر ہوا کرتی تھی۔ غیر مسلم آپ کی صحبت میں آتے تو ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ جنات بھی آپ کی خدمت میں

1 لمعات قادریہ و تبرکات خالقیہ، ص273، 274
2 ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب، ص21، 22

حاضر ہوتے اور بیعت کرکے آپ کی غلامی میں آجاتے تھے۔ (1)

نمازِ باجماعت اور سنتوں سے محبت

حضرت سائیں توکل شاہ ہمیشہ نماز باجماعت مسجد میں ادا فرمایا کرتے تھے۔زندگی کے آخر میں جب مرض بڑھا تو گھر میں باجماعت نماز ادا کرلیا کرتے تھے۔ سنت کے بے حد پابند تھے۔جو کچھ نذرانہ آتا اسے لوگوں میں تقسیم کردیا کرتے، مہمانوں کا بہت خیال رکھتے اور ان کی حسب موقع خدمت کرتے۔ ذکر و فکر میں مگن رہتے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ درود شریف کی کثرت فرماتے، جس کی وجہ سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تصور میں ہونے لگی اور پھر وہ وقت بھی آیا جب بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے لگے۔ آپ خود فرماتے ہیں اس کے بعد مدینہ شریف سے جلدی جلدی فیض آنے لگا۔ (2) امام المحدثین نے اپنی کتاب **ہدایت الطریق** میں علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی اور سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہما دونوں کا تذکرہ کچھ یوں فرمایا ہے: جن لوگوں نے ہمارے مولانا فضل رحمٰن قدس سرہ اور ہمارے حضرت سائیں توکل شاہ قدس سرہ کی کچھ بھی صحبت اٹھائی ہے، اُن کو یقینی طور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہونے والے اب بھی موجود تھے اور موجود ہیں۔ (3)

محفل میلاد کا انعقاد

سائیں توکل شاہ انبالوی بارہ ربیع الاول کو آستانے پر محفل میلاد کا انعقاد کرواتے۔اس محفل کی عجیب کیفیت ہوتی، انوار الٰہی اور فیضانِ مصطفیٰ کی بارش ہوا کرتی، آپ خود فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انوار اس قدر ہم پر وارد ہوتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز کی خبر نہیں رہتی۔ محفل کے اختتام پر قیام ہوتا۔ایک عالم صاحب کو آپ نے قیام کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ تم اس نیت سے قیام کرلیا کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کے وقت جو حیوانات، نباتات، ملائک، حجر، شجر غرض تمام موجودات کی روحانیت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم کے واسطے قیام کیا تھا ہم اس کی نقل کرتے ہیں اور یہ مراقبہ کیا کرو کہ

1 لمعات قادریہ و تبرکات خالقیہ، ص275
تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص491تا493
2 تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص500
3 ہدایت الطریق، ص86،87

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فیض میرے دل میں آ رہا ہے۔(1)

علمائے کرام کی دعوت کا واقعہ

علمائے کرام کا آپ بہت ادب واحترام فرماتے، ایک مرتبہ آپ نے اسپیشل علمائے کرام کی دعوت کی، کثیر علمائے کرام دعوت طعام میں شریک ہوئے، دیگر درویشوں کو جستجو ہوئی کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ کبھی ہمیں بھی تو کھانا کھلا دیا کرو۔ اس پر ہم نے خیال کیا کہ جس پر آپ خوش ہیں ان کو کھانا کھلانا چاہئے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جانشین اور آپ کا کام انجام دینے والے علمائے کرام ہیں، اس لیے ہم نے علما کو دعوت کھلائی تا کہ آپ زیادہ خوش ہوں۔(2)

حضرت توکل شاہ کا حلیہ ولباس

سائیں توکل شاہ کا قد موزوں، جسم بھاری، سینہ چوڑا، داڑھی گھنی، ہاتھ پاؤں مضبوط، پیشانی نورانی اور فراخ، موزوں رخسار، آنکھیں بڑی بڑی، رنگ سرخ وسفید اور شخصیت رعب دار تھی۔ آپ اکثر کرتہ اور ہند ساخت کا کوٹ زیب تن کیا کرتے، عالمانہ انداز کا عمامہ باندھتے جو اکثر سفید ہوا کرتا تھا۔ آپ ہر سال مرشد کے عرس پر تشریف لے جاتے، جب وہاں لوگوں کا اژدھام بڑھ گیا تو دادا مرشد حاجی محمود جالندھری نے انبالہ میں ہی عرس کرنے کی اجازت دے دی۔ شروع میں لوگ کم ہوتے تھے پھر اضافہ ہونے لگا بلکہ دادا مرشد، پیر صاحب کے صاحبزادے اور دیگر مرشد کے خلفا بھی اس عرس میں شرکت کرنے لگے، جب یہاں ہجوم بڑھ گیا تو گھبر اجاتے۔ دادا مرشد نے یہ ہجوم دیکھ کر فرمایا: مست! گھبراتے کیوں ہو، یہ ختم شریف قیامت تک جاری رہے گا۔(3)

حضرت توکل شاہ اور امام المحدثین

امام المحدثین سائیں توکل شاہ انبالوی سے بے حد متاثر تھے۔ آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آستانۂ

(1) تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص499

(2) تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص504

(3) ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب، ص22

عالیہ توکلیہ میں کامل دو سال ریاضت و مجاہدات میں مصروف رہے۔ البتہ! امام المحدثین نے یہاں جو دو سال گزارے، اس کی تفصیل نہ مل سکی، نیز آپ دو سال وہاں مقیم رہے یا دو سال گاہے بگاہے وہاں حاضر ہوتے رہے، تحقیق طلب ہے البتہ دیگر واقعات سے یوں لگتا ہے کہ آپ یہاں دو سال مقیم نہیں ہوئے بلکہ آنے جانے کا سلسلہ رہا۔ یہ دورانیہ اندازاً محرم 1296ھ مطابق 1879ء سے 1298ھ مطابق 1881ء تک ہے۔

امام المحدثین حضرت انبالوی کے بارے میں فرماتے ہیں: آپ نے بظاہر کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی، مگر اس کے باوجود ہر علم و فن پر گفتگو فرماتے، آپ فنافی الرسول کے مقام پر فائز اور سنتِ رسول کی سچی تصویر تھے، حضور سَرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت اور آپ کے عشق میں چور و مخمور رہتے۔ دربارِ نبوت میں حضوری کا شرف بھی آپ کو حاصل تھا۔ آپ کی محفل میں نعت خوانی اور دُرود خوانی ہوا کرتی تھی۔ ایک دن مجلس نعت میں مَیں نے اپنی کہی ہوئی نعت پیش کی، جس کے چند بند یہ ہیں:

دل اپنا عشق احمد مرسل سے چور ہے	آنکھوں میں ان کا نور دلوں میں سرور ہے
دیکھو گری نگاہ سے نہ دیدارِ زار کو	مولیٰ کا اس کے نام بہت دور دور ہے

تو حضرت سائیں توکل شاہ صاحب علیہ الرحمہ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی، افاقہ کے بعد آپ نے میری پیشانی کو بوسہ دیا، سینے سے لگایا، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ کی اجازت و خلافت سے نوازا اور فرمایا: اب گنج مراد آباد جاؤ! وہاں تمہارا حصہ تمہارے لیے چشم براہ ہے۔[1]

وفات و عرس

حضرت توکل شاہ کو عمر کے آخری حصے میں مختلف بیماریاں لاحق ہوئیں۔ ایک مرتبہ فرمایا: ہماری روح سبز عمامہ باندھے، بدن سے رخصت ہونے کے لیے تیار بیٹھی ہے۔[2] آخری ماہ مرض اسہال کی وجہ سے آپ کا پیٹ جاری ہو گیا مگر اس آزمائش کے باوجود نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے اور ذکر و اذکار میں مشغول رہتے۔ وصال کے دن 4 ربیع الاول 1315ھ مطابق 4 اگست 1897ء کو آپ نے نماز فجر بیٹھ کر باجماعت ادا کی، دس بجے کے قریب دو زانو بیٹھ کر سلطان الاذکار شروع فرمایا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ نماز

1 سیدی ابو البرکات، ص 121، 122
2 عمامہ کے فضائل، ص 252

جنازہ بعد مغرب ہوئی۔ لوگوں کا اژدھام تھا، ہزاروں لوگوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ نماز جنازہ خلیفہ مظفر علی احمد خاں مراد آبادی نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین اس جگہ کی گئی جسے دوماہ پہلے آپ کی زوجہ نے اپنی رقم سے خریدا تھا۔ وفات سے پہلے ایک مرتبہ آپ یہاں سے گزرے تو فرمایا: اس جگہ سے کچھ محبت کی خوشبو آتی ہے۔[1] آپ کے مزار پر انوار پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔ چار دانگ عالم سے لوگ آکر شریک ہوتے ہیں۔

3۔فضل رحمٰن گنج مراد آبادی

اویس زماں، غوثِ دوراں، قطب الاقطاب، استاذ العلماء والمشائخ، عارفِ کامل حضرت مولانا علامہ فضلِ رحمٰن[2] صدیقی گنج مراد آبادی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ عالمِ باعمل، شیخ طریقت، مؤثر زمانہ اور اکابرین اہلِ سنّت سے تھے۔ آپ صدیقی مذہبی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے: مخدوم اہل اللہ چشتی بن مولانا شیخ محمد فیاض بن مولانا محمد برکت اللہ عرف بھیکا میاں بن صوفی عبد القادر بن شیخ سعد اللہ بن شیخ نور اللہ عرف نور محمد بن شیخ عبد اللطیف بن مخدوم حافظ شاہ عبد الرحیم بندگی میاں بن مصباح العاشقین شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہم۔[3] آپ کے آٹھویں دادا مصباح العاشقین شیخ محمد چشتی مشہور صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ والد محترم حضرت مخدوم اہل اللہ میاں صاحب چشتی بھی صاحبِ طریقت اور صوفی باصفا تھے جن کا وصال 1217ھ کو ملاواں میں ہوا۔

پیدائش کی بشارت

ایک مرتبہ شاہ اہل اللہ میاں صاحب اپنے مرشد شیخ طریقت حضرت خواجہ شاہ عبد الرحمن وجودی لکھنوی کی خدمت میں حاضر تھے اور ان کی بیٹی کی پیدائش کو اٹھارہ سال ہو چکے تھے۔ اس کے بعد اولاد نہیں ہوئی تھی اور بڑھاپا بھی آگیا تھا، اس لیے کچھ پریشان تھے مرشد نے بذریعہ کشف ان کی پریشانی سے آگاہ ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا: تم کو پروردگارِ عالم ایسا فرزند عطا فرمائے گا جو مثل آفتاب دنیا میں روشن ہو گا۔ جس

1 تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص571

2 آپ کا درست نام فضل رحمٰن ہے کیونکہ یہ تاریخی نام ہے اور اس کے اعداد1208ھ نکلتے ہیں۔ جنہوں نے نام فضل الرحمن لکھا ہے وہ غلط ہے۔

3 افضال رحمانی، ص86

کا فیض مشرق سے مغرب تک (کو) ایسا روشن کر دے گا کہ اس کے سامنے دیگر ستارے ماند ہوں گے، ان کا نام فضل رحمٰن رکھنا۔[1]

پیدائش

علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی کی ولادت یکم رمضان 1208ھ مطابق 1794ء بوقت صبح صادق سندیلہ شریف ضلع ہردوئی، یوپی ہند میں ہوئی۔ خاندان بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ والد محترم آپ کو لے کر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے آپ کے کان میں اذان دی اور بہت دعاؤں سے نوازا۔ اسی طرح جب آپ کی عمر تین سال ہوئی تو والد گرامی دوبارہ آپ کو مرشد کے پاس لے گئے اور انھوں نے انہیں بسم اللہ پڑھائی اور دعا فرمائی۔ جب کچھ بڑے ہوئے تو آپ والد صاحب کے مرشد کے پاس گئے اور ان سے دور بیٹھے کیونکہ لوگ آپ سے کچھ فاصلے پر بیٹھا کرتے تھے۔ انھوں نے آپ کو قریب بلایا اور اپنی مسند پر بیٹھا دیا۔ لوگ حیران ہوئے تو مرشد نے لوگوں کو آپ کی بزرگی سے آگاہ کیا۔[2]

بچپن کے 9 واقعات

آپ کا بچپن ملاواں میں گزرا جو کہ مثالی تھا ایسے ایسے واقعات پیش آتے کہ لوگ حیران رہ جاتے۔ چند واقعات ملاحظہ فرمایئے:

(1) آپ کی پیدائش ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوئی، پہلے تین دن والدۂ محترمہ کا دودھ نوش نہ فرمایا گویا ماہِ رمضان کا احترام بجالا رہے ہیں۔

(2) دوڈھائی سال کی عمر میں آپ نے بولنا شروع کیا مگر جو لفظ بھی زبان سے جاری ہوتا وہ بامعنٰی ہوتا تھا، آپ عام بچوں کی طرح بے معنی الفاظ اپنی زبان سے ادا نہ کرتے۔ جب گفتگو شروع کی تو وہ ایسی ہوتی جس طرح بڑے لوگ عاقلانہ گفتگو کرتے ہیں۔

(3) آپ کی والدہ اور بڑی بہن بتایا کرتی تھی کہ آپ تین سال کی عمر میں وضو کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

[1] افضال رحمانی، ص 87... نزہۃ الخواطر، 7/281... انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص408... نور الرحمن، ص7، 101

[2] افضال رحمانی، ص88 تا 95

آپ خود فرماتے ہیں کہ ہم جب سات برس کے ہو چلے تو ہمیشہ ہوش سے نماز ادا کی اور دس برس کی عمر سے بحمد اللہ ہماری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی، ہم ایسے ویسے نماز نہ پڑھتے بلکہ باجماعت نماز ادا کرتے تھے۔

(4) بچپن سے ہی آپ نماز باجماعت ادا کرتے جبکہ نوافل بالخصوص نماز تہجد چھپ کر ادا کیا کرتے تھے۔ محلے کی عورتیں آپ کی سمجھداری والی گفتگو سننے آیا کرتی تھیں، ایک دن گھر میں نظر نہ آئے تو تلاش کیا تو نہ ملے اتفاقاً ایک خاتون نے اندر والی کوٹھری میں دیکھا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے۔

(5) ایک مرتبہ اپنے والد صاحب کے ساتھ جا رہے تھے۔ چلتے چلتے کھیت آگیا، والد صاحب کو کن درخت کا ایک گوشہ توڑ کر اس کی خوبصورتی و شادابی کو دیکھنے لگے۔ انھوں نے منع کیا مگر والد صاحب نے معمولی چیز ہونے کی وجہ سے توجہ نہ فرمائی اور چلتے رہے۔ کچھ قدم چلے تھے کہ بچے کی آہٹ نہ سن کر پیچھے دیکھا تو آپ کھڑے تھے، پوچھنے پر فرمایا کہ کھیت کا مالک آکر معاف کرے گا تو مَیں آؤں گا۔ حسنِ اتفاق سے کھیت کا مالک بھی آگیا اور کہنے لگا میاں! یہ گوشہ تم لوگوں کا ہی ہے۔ یہ سن کر آپ والد صاحب کے ساتھ آگے روانہ ہوئے۔

(6) بچپن میں ہی آپ کو پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام کی خواب میں زیارات ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی خواب میں آکر توجہ فرمایا کرتے تھے۔

(7) عمر کے اسی حصے میں آپ کو کشف قبور یعنی قبروں کے حالات معلوم ہو جاتے تھے، ایک شخص کو قبر میں اچھی حالت میں نہ دیکھا معلوم ہوا وہ زندگی میں ایک عورت پر ظلم کرتا تھا، انھوں نے اس عورت سے مرنے والے کو معاف کرنے کو کہا، اس نے معاف کر دیا اور ان کے کہنے پر اس نے مرنے والے کو ایصالِ ثواب بھی کیا تو اس قبر والے کا حال اچھا ہو گیا۔

(8) ایک دن آپ سڑک سے گزر رہے تھے۔ اتنے میں بیل گاڑی آگئی اور آپ اس کے نیچے اس طرح آگئے کہ گاڑی کا پہیہ سینہ اور سر سے ہوتے ہوئے نکل گیا، مگر کرشمہ یہ ہوا کہ صرف آپ کے کان کی لو پہیے سے کٹ گئی مگر آپ صحیح و سلامت رہے۔

(9) آپ کی عمر تین چار سال تھی آپ نے ملاواں میں سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت مولانا حیدر علی شاہ مجددی کو دیکھا کہ ذکر اذکار میں مصروف ہیں، پوچھا کہ بابا! آپ گردن کیوں جھکا لیتے ہیں۔ انھوں نے جواب

دیا کہ بیٹا میں اللہ پاک کا ذکر کرتا ہوں۔ عرض کیا کہ میرا بھی جی چاہتا ہے مجھے بھی سکھادو۔ وہ یہ کمال ذوق دیکھ کر حیران ہوئے اور فرمایا: بیٹا! آپ روز آیا کرو میں سکھادونگا۔ آپ وہاں روزانہ جاتے اور وہ انہیں ذکر اللہ کا طریقہ سکھاتے حتیٰ کہ وہ سمجھ گئے کہ اس بچے کی مزید تربیت کسی بلند ہمت ولی اللہ کو کرنی چاہئے، اس لیے انھوں نے آپ کو خواجہ محمد آفاق دہلوی کی خدمت میں جانے کامشورہ دیا۔ (1)

تحصیل علم دین

آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ ابتدائی علم سندیلہ اور ملاواں میں حاصل کیا بالخصوص علم قرأت میں عبور پایا۔ آپ نو سال کی عمر میں لکھنؤ تشریف لے گئے۔ آپ فرماتے ہیں: باوجود کہ ہم لڑکے تھے لیکن فرنگی محل کے بڑے بڑے علما مثل مولانا ولی اللہ فرنگی محلی اور مولانا ظہور اللہ فرنگی محلی مجھ سے قرأت سیکھتے تھے۔ (2) لکھنؤ میں آپ نے علامہ محمد نور الحق فرنگی محلی سے شرف شاگردی حاصل کیا اور ان سے شرح ملا جامی، کافیہ، کلام واصول فقہ کی تکمیل فرمائی۔ ان کے والد گرامی علامہ محمد انوار الحق فرنگی محلی نے بھی مہربانی فرمائی اور خصوصی شفقت سے بیضاوی شریف، قدوری شریف اور ہدایہ شریف تینوں کتابیں مکمل پڑھائیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: جب ہم لکھنؤ میں شرح جامی وغیرہ پڑھتے تو اس طرح نہ پڑھتے جیسے لوگ آج کل پڑھتے ہیں بلکہ دو جُز پڑھتے۔ جُز سے کم کبھی پڑھا نہیں۔ ہم کو ان مصنفینِ کتب سے فیض آتا تھا۔ ایسے ہی ہدایہ، شرح وقایہ وغیرہ بھی پڑھنے بیٹھتے تو اس طرح کہ بعدِ عشاء بیٹھے تو تہجد تک پڑھا اور بعد اشراق بیٹھے تو ظہر تک پڑھا۔ خدا کی شان کہ بڑے بڑے لوگ جیسے مولانا انوار صاحب ہم کو اپنی مسند پر بیٹھاتے۔ درس نظامی کی تکمیل کے بعد علامہ نور الحق قادری نے آپ کو تعلیم حدیث کے لیے دہلی جانے کی ہدایت فرمائی۔ (3)

والدین کا ذکرِ خیر

آپ کے والد حضرت شاہ اہل اللہ چشتی کا وصال 1217ھ میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر نو سال کے قریب

(1) افضال رحمانی، ص93تا95

(2) افضال رحمانی، ص100

(3) رحمت ونعمت، ص114... افضال رحمانی، ص90، 185... ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ، ص288

تھی۔ آپ کے والد حبِّ دنیا و مال سے پاک اور توکل کے پیکر تھے۔ انتقال کے وقت وراثت میں دو کپڑے بھی نہیں تھے۔ گھر کا سب بار آپ اور آپ کی والدہ کے کندھوں پر آ گیا۔ آپ کی والدہ بھی توکل و خودداری کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں۔ روکھی سوکھی پر گزر بسر کر لیا کرتی تھیں۔ رشتہ داروں میں اہل ثروت لوگ بھی تھے جن سے شرعی طور پر مالی معاونت حاصل کر سکتی تھیں مگر کبھی ایسا نہ کیا۔ جب قحط پڑا تو گھر کا دروازہ بند کر لیا تاکہ کسی کو گھر کے حالات کی خبر نہ ہو۔ گھر میں موجود درخت کے پتے اور اس کی کھال کو ابال کر خود بھی کھاتیں اور بچوں کو بھی کھلا دیا کرتیں۔ علامہ فضل رحمن ابھی چھوٹے تھے۔ یہ چیزیں صبر و شکر سے کھا لیا کرتے۔ غلبۂ بھوک سے بے تاب ہوتے تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ ان کی والدۂ محترمہ نے سو سال عمر پائی۔ اس عمر میں بھی سو سے زیادہ نوافل ادا کیا کرتی تھیں۔ غربت کے ان سالوں میں بھی علامہ فضل رحمن کا شوقِ علم کم نہ ہوا، تحصیل علم کے لیے دہلی روانہ ہوئے۔ زاد سفر چند چنے کے دانے تھے، وہ بھی ختم ہو جاتے تو صبر کرتے۔ سفر کے دوران مزدوری بھی کی اور دہلی میں کتابت کر کے روزمرہ کا خرچ بھی حاصل کیا۔[1]

شاہ آفاق اور شاہ عبد العزیز کی صحبت

علامہ فضل رحمن نے موقوف علیہ تک تعلیم تو لکھنؤ میں حاصل کی اور مزید علمی و روحانی پیاس بجھانے کے لیے 1221ھ میں دہلی روانہ ہوئے۔ آپ سب سے پہلے محبوب حبیب الخالق حضرت خواجہ شاہ محمد آفاق دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے بہت شفقت فرمائی اور بیعت فرمایا، تعلیم سلسلہ فرما کر رات اپنے ہاں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ آپ مرشد گرامی کے لیے نماز تہجد کے لیے وضو کرنے کا انتظام کرتے، دن بھر خدمت مرشد میں رہتے اور کچھ وقت آرام فرماتے۔

بعد مغرب سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ سراج الہند آپ کو بعد عشاء حدیث پاک پڑھانا شروع فرماتے اور تہجد تک اکیلے پڑھاتے، کبھی اپنے داماد کو بھی شامل کر لیا کرتے۔ علامہ فضل رحمن فرماتے ہیں: جن کتب کو لوگ سال اور ڈیڑھ سال میں پڑھتے بہ توفیق الٰہی ہم دس پندرہ دن میں پڑھ لیتے۔ بخاری شریف اٹھارہ پارے، ایک وقت میں پڑھ کر ختم کی تو شاہ صاحب نے بہت

(1) افضال رحمانی، ص96... تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی، ص30

Go to Index

دعائیں دیں۔ سراج الہند کے داماد نے ان سے علامہ فضل رحمٰن کو نمازِ عشاء سے تہجد تک پڑھانے کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا: مولوی فضل رحمٰن کو سب سے علیحدہ پڑھانے میں یہ راز ہے کہ وہ توجہاتِ رسالت سے پڑھتے ہیں۔ ان کو برابر حضوریِ رسالت حاصل رہنے کی وجہ سے مَیں بھی یہ پسند کرتا ہوں کہ میری راتیں بھی حضوریِ رسالت میں حدیث وقرآن خوانی کے ساتھ گزریں۔ اسی سعادت یابی کے لیے صرف تم کو اس درس میں بٹھالیتا ہوں۔ تم کبھی کبھی شریک ہوتے ہو۔ مَیں چاہتا ہوں کہ تم ان سے علم حاصل کرو کیونکہ مولوی فضلِ رحمٰن کو یہ فیضِ مصطفوی وہبی علوم عطا ہو رہے ہیں ورنہ اس طرح نہ کوئی پڑھا سکتا ہے، نہ پڑھ سکتا ہے۔ افضال رحمانی میں ہے: مولانا بابا (علامہ فضل رحمٰن) کے رُوئے مبارک پر حدیث پڑھتے وقت نورِ حدیث درخشاں (روشن) رہتا۔ چنانچہ خود آپ نے بیان فرمایا کہ جب مَیں حدیث پڑھ کر حضرت مرشد کی خدمت میں جاتا تو حضرت مرشد فرماتے کہ اللہ اللہ! یہ نورِ حدیث۔[1]

سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت

آپ کے مرشد خواجہ آفاق دہلوی نے بھی اپنی توجہات کا سلسلہ جاری رکھا۔ اپنے نورِ فراست سے آپ کے روحانی مقام کو پہچانتے تھے۔ جب تک علامہ فضل رحمٰن ان کے ہاں ہوتے، شاہ آفاق انہی کی اقتدا میں نماز ادا کرتے۔ مرشد نے آپ کو علامہ جزری کی کتاب حصن حصین پڑھائی اور پڑھنے پڑھانے کی اجازت عطا فرمائی۔[2] بعض مریدوں نے حضرت شاہ آفاق سے عرض کیا کہ جو ان پر یعنی قبلہ پر عنایت ہے، مریدانِ قدیم پر نہیں۔ تم کو مَیں چاہتا ہوں کہ (کامیاب) ہو جاؤ اور ان کو خدا خود چاہتا ہے۔[3] ایک دن خواجہ آفاق دہلوی نے انہیں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور سلسلہ قادریہ مجددیہ کی خلافت سے نوازا اور فرمایا: میاں فضل رحمٰن! تمہارا کام تو کبھی کا انجام پاچکا ہے۔ اب جا کر خلق اللہ کو فائدہ پہنچاؤ۔ اس کے بعد آپ واپس آگئے۔ والدہ محترمہ کی خدمت میں مصروف ہوگئے مگر علمی وروحانی پیاس اتنی بڑھی کہ والدہ محترمہ کی خدمت کے لیے ایک عزیز کو رکھ کر گیارہ بارہ دن کے بعد دہلی روانہ ہوگئے۔

1. افضال رحمانی، ص 100... ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ، ص282 تا284
2. تذکرہ محدث سورتی، ص46
3. ملفوظات شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی یعنی مجموعہ رسائل، ص17، 54

دہلی کا دوسرا سفر

دہلی پہنچ کر آپ نے تین ماہ کے عرصے میں سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے کتب تفاسیر اور احادیث مبارکہ مثلاً ہر دو مؤطا، مسند امام اعظم، دارمی، دار قطنی، معجم کبیر وغیرہ پڑھ کر ختم کیں۔ اس کے بعد آپ وطن واپس آگئے۔ سراج الہند کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ سبق کی ابتدا سے پہلے دریافت فرماتے کہ مولوی فضل رحمن آگئے؟ جب ہاں میں جواب دیا جاتا تو سبق شروع فرماتے۔ اکثر اکیلے پڑھاتے۔ دوران سبق کئی مرتبہ آپ سے پوچھتے کہ اس کا مطلب سمجھ گئے؟ جب تک ہاں میں جواب نہ ملتا آگے نہ بڑھتے۔ کبھی دیر ہو جاتی تو آنے کا انتظار کرتے۔ (1)

دہلی کے مزید اسفار

1222ھ میں آپ اپنے وطن سے ایک مرتبہ پھر سراج الہند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ڈیڑھ ماہ میں مستدرک، فقہ اکبر، جامع صغیر اور قسطلانی وغیرہ کتب پڑھیں۔ سراج الہند چاہتے تھے کہ وہ ان کے مدرسے میں طلبہ کو درس پڑھائیں مگر آپ ادباً ایسا نہ کر سکے نیز مرشد نے بھی واپسی کی اجازت دے دی تو آپ وطن واپس آگئے۔ مزید دہلی آپ کے سفر 1225ھ اور 1229ھ میں ہوئے۔ سراج الہند کے وصال کے سال 1239ھ میں آپ دہلی گئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: شاہ (عبد العزیز) صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو وصال ہوئے تین ماہ ہوئے تھے، ہم کو آگرہ سے ایک مرید نے پیٹھے کی مٹھائی دی تھی۔ وہی لیے ہوئے ہم نے شاہ (عبد العزیز) صاحب کے مزار پر فاتحہ کی اور ان کے گھر والوں کو پیش کر دی۔ مولوی محمد اسحاق صاحب (یعنی سراج الہند کے نواسے شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی) نے ہم سے دورۂ حدیث کی خواہش کی تو ہم نے اپنے استاد شاہ صاحب کی روحانی خوشی کے لیے بخاری و مسلم کا باہم دورہ کیا کہ کبھی وہ سنتے اور ہم پڑھتے۔ کبھی وہ پڑھتے، ہم سنتے۔ بیس (20) یوم میں کیا۔ اتنے میں مرشد دہلوی علیہ الرحمہ نے ہم کو واپس مکان بھیج دیا۔ اس کے بعد بس دو بار اور حیاتِ مرشد علیہ الرحمہ میں دہلی گئے مگر ہفتہ سے زائد، مرشد قبلہ نے ٹھہرنے نہ دیا۔ (2)

(1) ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ، ص283، 284
(2) ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ، ص286

رشد و ہدایت کا آغاز اور ملاواں سے ہجرت

علامہ فضل رحمٰن نے ملاواں واپس کر مسجد چھتہ ٹولہ میں قیام فرمایا اور عبادت و ریاضت اور مطالعہ قرآن و حدیث میں مشغول ہوگئے۔[1] آپ کی پہلی شادی ملاواں میں ہوئی۔ پہلی زوجہ سے یکے بعد دیگرے آپ کے دو بیٹوں اور ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی۔ بچی کی پیدائش کے بعد ہی انتقال ہو گیا تھا۔

اس کے بعد مرشد کی جانب سے مکتوب خلافت آیا اور اجرائے سلسلہ کا حکم فرمایا تو آپ نے اس عظیم کام کا آغاز کیا۔ ملاواں کے لوگ قبول نصیحت کے بجائے تکالیف دینے لگے۔ آپ نے والدۂ محترمہ کے مشورے سے گنج مراد آباد میں ہجرت کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ 1223ھ میں گنج مراد آباد تشریف لے آئے اور یہاں کی قدیم مسجد عہد شاہی سے متصل قیام فرمایا۔ جسے آجکل مسجد فضل رحمانی کہا جاتا ہے۔ ملاواں کے برعکس چند ایک کے علاوہ یہاں کے لوگ جلد ہی آپ کے معتقد ہوگئے۔ آپ کے ایک رئیس عقیدت مند دیوان میر کریم بخش علوی نے اپنی بھتیجی کا نکاح آپ سے کردیا۔ ان سے آپ کے دو بیٹے مولانا صاحبزادہ شمس الدین شاہ احمد میاں، صاحبزادہ سید محمد عرف سَیدوں میاں اور ایک بیٹی کی ولادت ہوئی۔ حضرت مولانا شاہ احمد میاں جید عالم دین، شیخ طریقت، فضل و کمال کے جامع، علوم باطنیہ میں ماہر، طبعاً عالی ہمت اور والد گرامی کے مرید و خلیفہ و جانشین تھے، آپ کا وصال یکم صفر 1335ھ کو ہوا۔[2] جبکہ سَیدوں میاں مادرزاد ولی اور مجذوب تھے۔[3]

عادات و معاملات

علامہ فضل رحمٰن ولی کامل اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ آپ کی کچھ عادات ذکر کی جاتی ہیں:

(1) آپ کو اتباع سنت اور اس پر عمل کامل سب سے زیادہ مرغوب یعنی پسندیدہ تھا حتی کہ مستحبات اور طریقہ بزرگان بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

1. افضال رحمانی، ص107
2. مصباح العاشقین، ص20... افضال رحمانی، ص131
3. افضال رحمانی، ص128

(2) آپ نے کسی کپڑے کو چاہے وہ قیمتی ہو یا سادہ بغیر دھلائے زیب تن نہ فرمایا۔

(3) ہمیشہ مٹی کے برتن میں کھانا کھاتے۔

(4) مرغوب غذا مونگ کی کھچڑی، باجرے کی روٹی اور ماش کی دال تھی۔ جَو، جوار اور گندم کی موٹی روٹی بھی تناول فرماتے۔

(5) مشتبہات سے بچنے کے لیے تحفۃً آئی رقم سے کھانے پہننے کی ضروریات نہ خریدتے، ہاں قرض لے لیا کرتے اور فرماتے قرض لینے سے نفس میں عاجزی برقرار رہتی ہے۔

(6) جانوروں کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھتے، بطخ، کبوتر، مینا، فاختہ وغیرہ کو دانے ڈالنے کا حکم دے رکھا تھا، جب آپ مسجد سے باہر آتے تو یہ سب آپ کو گھیر لیا کرتے تھے۔

(7) ضرورت مند آتا تو اسے عطا فرماتے تھے، نقد رقم کے علاوہ قیمتی تحائف بھی آتے تو انہیں بانٹ دیتے۔

(8) رات میں اتباعِ سنت کے لیے سرمہ لگاتے اور کنگھا کیا کرتے تھے۔

(9) سنت کی نیت سے ایک بکری پالی ہوئی تھی اور ایک دن ایک اونٹ والا آیا تو آپ مسجد سے باہر آئے اونٹ پر سوار ہوئے اور اسے چلایا اور فرمایا کہ یہ سنت رہ گئی تھی اب اسے ادا کر رہا ہوں۔

(10) آپ فرمایا کرتے تھے کہ صاحبِ حال و صاحبِ مقام ہونا آسان ہے مگر بانسبت ہونا مشکل ہے۔

(11) علمائے کرام کی قدر کرتے اور علمِ حدیث کی طرف زیادہ توجہ دینے اور اسے پڑھانے کی خاص تلقین کیا کرتے تھے۔[1]

(12) آپ کا کرتہ بالکل سادہ اور کم کپڑے کا ہوتا، پائجامہ غرارے دار ہوتا۔ سر پر دوپلی ٹوپی پہنتے مگر بوقت نماز عمامہ مبارک باندھا کرتے تھے۔ کبھی واسکٹ اور انگرکھا بھی استعمال فرمایا کرتے۔[2]

(13) درسِ حدیث و فقہ سے لگاؤ تھا، خود بھی درسِ حدیث اور درسِ فقہ دیتے اور اپنے مریدین طلبہ واساتذہ کو حدیث و فقہ پڑھنے پڑھانے کی تلقین کیا کرتے تھے۔[3]

---

1 افضال رحمانی، ص205تا218

2 بہار نقشبند، ص569

3 تذکرہ محدث سورتی، ص46، 47

حلیہ مبارکہ

آپ کا قد میانہ مائل بہ بلندی جو نہایت موزوں نظر آتا۔ رنگ کھلتا ہوا گندمی، سر بہت بڑا جس سے سرداری کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ بال بہت نرم اور کان کی لو تک رہا کرتے تھے۔ پیشانی فراغ اور بھویں پیوستہ تھیں، آنکھ نہ بہت بڑی نہ بہت چھوٹی مگر نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ کان بڑے بڑے تھے اور بایاں کان کسی قدر شہید تھا۔ بینی (ناک) قدرے بڑی تھی، رخسار اُبھرے ہوئے تھے، جن سے چہرہ بہت خوش نما اور بارعب معلوم ہوتا تھا۔ لب باریک اور گلابی تھے۔ ریش مبارک ٹھوڑی پر زیادہ نہ تھی، نہ بہت بڑی اور نہ بے حد چھوٹی۔ بازو آپ کے گول، پنجہ خوش نما، انگلیوں کے ناخن گلابی اور چمکدار تھے۔ [1]

حاضرین کے سوالات اور آپ کے جوابات

آپ کی خدمت میں جو حاضر ہوتے وہ مختلف سوالات کرتے اور آپ انہیں جوابات دیا کرتے تھے مثلاً ایک مرتبہ آپ سے عرض کی گئی: بعض لوگ میلاد شریف کو کفر و شرک کہتے ہیں تو آپ غصہ سے کانپنے لگے پھر فرمایا کہ السلام علیك ایها النبی، لو، ہم تو روز، مولود میں شریک ہوا کرتے ہیں۔ سمجھا آپ نے؟ یعنی نماز میں کہنا شرک نہیں تو خارج از نماز میں کیسے شرک ہے؟ اسی طرح ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ مشکل یا حاجت کے وقت یارسول اللہ کہنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا: ایک نابینا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بینائی چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا محمد انی اتوجه الیك، الخ، یہ طریقہ اسے تعلیم فرمایا۔ [2]

امام احمد رضا کا گنج مراد آباد کا سفر

علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی ذات تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں ہند بھر میں روحانیت کا مرکز تھی۔ اتباع قرآن و سنت، فقر و غنا، علم و عمل اور نور و معرفت کی ساری خوبیاں آپ میں جمع تھیں۔ آپ کی جانب علما و مشائخ کا رجوع تھا۔ یہی وجہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بھی 1292ھ میں آپ کی زیارت کے لیے گنج مراد آباد میں تشریف لائے تھے، دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ ان کے

1 بہار نقشبند، ص569

2 افضال رحمانی، ص193 تا195

دادا جان حضرت مولانا مفتی رضا علی خان نقشبندی کے مرشد تھے۔ ان کے ہمراہ علامہ وصی احمد محدث سورتی، مولانا حکیم خلیل الرحمٰن خان، قاضی خلیل الدین حسن اور استاذ زمن علامہ احمد حسن کانپوری بھی تھے۔ اس زمانے میں ریل یہاں براہِ راست نہیں جاتی تھی۔ بلند عظمتوں والی شخصیات کا یہ قافلہ بالامؤ اسٹیشن سے بیل گاڑیوں کے ذریعے گنج مراد آباد پہنچا۔ ایک مقام پر ٹھہر کر اطلاع کرائی کہ ایک شخص بریلی سے ملنے آیا ہے۔ علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی نے فرمایا کہ یہاں فقیر کے پاس کیا دھرا ہے؟ وہ خود بھی عالم، اس کا والد بھی عالم اور اس کا دادا بھی عالم۔ علامہ صاحب نے اپنے مریدین کے ساتھ قصبے سے باہر آکر اعلیٰ حضرت کو خوش آمدید کہا اور تین دن بطور مہمان اپنے ہاں ٹھہرایا۔ بوقتِ ملاقات اعلیٰ حضرت نے میلاد شریف کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ، خود بھی تو عالم ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں میلاد کو مستحب جانتا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں سنت جانتا ہوں، کیونکہ صحابہ کرام، جو جہاد میں تشریف لے جاتے تھے گھروں میں اپنے اہل وعیال سے کیا کہا کرتے تھے؟ یہی نا کہ مکہ معظمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان پر قرآن اتارا۔ انہوں نے یہ معجزے دکھائے، اللہ نے ان کو یہ فضائل عطا فرمائے۔ مجلس میلاد میں بھی یہی بیان ہوتا ہے، جو صحابہ اپنے مجمع میں کہا کرتے۔ فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڈو بانٹتے ہو، صحابہ اپنی مجلس میں موٹھ (سر) بانٹتے تھے۔ بعد ازاں اپنا عمامہ مبارک اعلیٰ حضرت کو عنایت فرما کر ان کی ٹوپی خود لے لی۔ طریقہ صوفیہ میں تبدیل لباس بھی فیض رسانی کا ایک طریقہ ہے۔ اس قافلے کو آپ نے 29 رمضان مبارک 1292ھ کو واپس جانے کی اجازت عطا فرمائی۔ (1)

فضل رحمانی خلفا و مریدین

آپ زندگی بھر درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے بڑے بڑے علمائے کرام آپ کے خلیفہ، مرید یا تلمیذ ہوئے مثلاً شیخ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی، مولانا حکیم خلیل الرحمن خان پیلی بھیتی، استاذ زمن علامہ احمد حسن محدث کانپوری، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ ابو الحسنات عبد الحی فرنگی محلی، علامہ عبد الکریم گنج مراد آبادی اور امام المحدثین وغیرہ۔

(1) افضال رحمانی، ص 171 ... سوانح حیات اعلیٰ حضرت، ص 157

امام المحدثین کا گنج مراد آباد کا سفر

امام المحدثین فرماتے ہیں: پھر خاکسار نے بعد بیعت ہونے کے حضرت قطب الوقت، مقبولِ بارگاہِ یزداں مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی قدّس سرّہٗ سے خاندانِ نقشبندیہ اور سلسلہ مجددیہ قادریہ میں، کچھ بخاری شریف اور موطا امام مالک اور کچھ شرح وقایہ حضرت مولانا شمس الدین احمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صاحبزادہ حضرت مولانا ممدوح (یعنی علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے بیٹے) کے ساتھ حضرت مولانا قدّس سرّہٗ پر پیش کر کے آپ سے بھی اجازت حاصل کی اور حضرت مولانا قدّس سرّہٗ نے اجازت روایات احادیث مع مطابقت مسائل فقہیہ حاصل کی تھی حضرت مولانا شاہ عبد العزیز قدّس سرّہٗ سے۔[1] امام المحدثین کی سندِ حدیث حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی، کے ذریعے ایک اور دو واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے، جب کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تک آپ کی سند ستر ہ وسائط سے پہنچتی ہے۔[2]

وصال و تدفین

حضرت شاہ فضلِ رحمٰن، گنج مراد آبادی کا وصال اسی طرح ہوا کہ یکم ربیع الاول 1313ھ سے آپ بیمار رہنے لگے مگر ایک وقت کی بھی نماز نہ چھوڑی۔ پھر آپ کے سینے میں درد پیدا ہوا، جس سے تکلیف اور بڑھ گئی، اسی حالت میں 22 ربیع الاوّل 1313ھ مطابق 12 ستمبر 1895ء کا دن آیا تو بیماری میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اتنی تکلیف میں بھی ذکر واذکار میں مصروف رہے، کبھی زبان پر رَبِّ سَهِّلْ كُلَّ صَعْبٍ بھی جاری ہو جاتا۔ اسی کیفیت میں عصر و مغرب کے درمیان وصال فرمایا۔ غسل کے بعد آپ کو حضرت شاہ آفاق دہلوی کے عطا کردہ تبرکات قمیص، چادر میں کفنایا گیا۔ آپ کے صاحبزادے مولانا احمد میاں گنج مراد آبادی نے مرشد دہلوی کا عمامہ مبارکہ باندھا۔ نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ میں تدفین کی گئی۔[3]

فاتحہ و چہلم اور عرس

25 ربیع الاول 1313ھ کو اویس زمان حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن کے سوئم کی فاتحہ ہوئی اور آپ

(1) مقدمہ میزانُ الادیان بتفسیر القرآن، ص 89
(2) ہدایت الطریق، ص 86، 87
(3) افضال رحمانی، ص 131

کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد میاں گنج مراد آبادی کی رسم سجاد گی باتفاق مریدین ادا کی گئی۔ مریدین کے مشورہ اور سجادہ نشین کی ہدایت کے مطابق وصال کے چھتیسویں روز 28ربیع الاخر 1313ھ کو فاتحہ چہلم ہوا۔ دو سو پچاس ختمِ کلام مجید علاوہ کلمہ درود شریف کے اور دس ہزار اشخاص کو ختم شریف کا کھانا کھلایا گیا اور پانچ سو کپڑوں کے جوڑے تقسیم کئے گئے۔ 22ربیع الاول 1314ھ کو سجادہ نشین کی زیر سرپرستی علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی کا پہلا عرس منعقد ہوا جس میں کثیر علمانے شرکت کی۔ جس میں پانچ سو ختمِ قرآن پاک علاوہ کلمہ درود شریف کے اور بائیس ہزار بیرونی زائرین کو کھانا تقسیم ہوا۔ 23ربیع الاول 1314ھ کو سجادہ نشین نے پھر تین ہزار اشخاص کو کھانا تقسیم فرمایا۔ [1]

4-احمد رضا خان

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حافظِ قرآن، پچاس سے زیادہ جدید وقدیم علوم کے ماہر، فقیہِ اسلام، مُحدّثِ وقت، مصلحِ امت، خوفِ خدا و عشقِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے پیکر، شریعت وسنت کے پابند، نعت گوشاعر، سلسلہ قادریہ کے عظیم شیخ طریقت، تقریباً ایک ہزار کتب کے مصنف، مرجع علمائے عرب و عجم، استاذ الفقہاوالمحدثین، شیخ الاسلام والمسلمین، مجتہد فی المسائل اور چودھویں صدی کی مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔

اعلیٰ حضرت کا حسب ونسب

آپ کا نسبی تعلق افغانستان کے علاقے قندھار کے بڑھیچ پٹھان خاندان سے ہے۔ آپ کے پانچویں دادا سعید اللہ خان اپنی بہادری کی وجہ سے مشہور تھے، یہ افغانستان سے لاہور آئے، ان کی خدمات کی وجہ سے انہیں لاہور کا شیش محل بطور جاگیر دیا گیا۔ شاہ دہلی کے اصرار پر یہ دہلی آئے۔ بادشاہ نے انہیں شجاعت جنگ بہادر کا لقب دے کر شش ہزاری عہدے پر فائز کیا اور ریاست رام پور کے کئی گاؤں بطور جاگیر دیئے۔ شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان کے صاحبزادے سعادت یار خان تھے۔ شاہِ دہلی نے انہیں دربار دہلی کا

[1] رحمت ونعمت، ص159، 160

وزیر مالیات بنایا۔ انھوں نے دہلی میں بازار سعادت گنج اور نہر سعادت خان بنوائی۔ ان کے بیٹے حضرت محمد اعظم خان تھے جو کئی عہدوں پر فائز رہنے کے بعد تارک الدنیا ہو کر بریلی میں مقیم ہوئے، یہ باکرامت ولی اللہ تھے، بریلی میں وفات پائی اور انہیں جس مقام پر دفن کیا گیا، اس کے ساتھ لوگوں نے اپنے فوت شدگان کو دفن کرنا شروع کر دیا، یوں یہ قبرستان قرار پایا، جو محلہ معماران میں ہے، اسے شاہزادہ کا تکیہ کہا جاتا ہے۔ ان کے بیٹے حضرت حافظ کاظم علی خان تھے جو بدایون کے تحصیل دار اور آٹھ گاؤں کی جاگیر رکھتے تھے۔ دوسو سواروں پر مشتمل فوج ان کی خدمت میں رہتی تھی۔ یہ حافظ قرآن اور حضرت علامہ نور الحق فرنگی محلی سے سلسلہ قادریہ رزاقیہ میں مرید تھے۔ یہ ہر سال بارہ ربیع الاول کو میلاد پاک کی محفل منعقد کیا کرتے تھے جو خانوادۂ رضویہ میں اب تک جاری ہے۔

اعلیٰ حضرت کے دادا جان

حافظ کاظم علی خان قادری کے صاحبزادے حضرت مولانا مفتی رضا علی خان تھے جن کی پیدائش 1224ھ مطابق 1809ء کو بریلی شریف میں ہوئی۔ یہ 23 سال کی عمر میں علامہ قاضی خلیل الرحمن خان رامپوری ٹونکی سے علوم درس نظامیہ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ یہ بطورِ مفتی اسلام اور واعظ خوش بیان مشہور ہوئے۔ انھوں نے 1246ھ میں دار الافتاء بریلی شریف کی بنیاد رکھی۔ جو اب بھی قائم ہے اور اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے۔ فن شاعری سیکھنے کے لیے یہ علامہ مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی کی شاگردی میں آئے اور اعلیٰ پائے کے نعت گو شاعر بنے۔ انھوں نے 1857ء کی جنگ آزادی میں عملی طور پر اور بھرپور حصہ لیا۔ مفتی رضا علی خان نے علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی سے سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اہل شہر ان سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے اور مادرزاد ولی کہا کرتے تھے۔ [1]

ان سے کئی علمانے استفادہ کیا اور مرید ہوئے جن میں سے خطبات علمی [2] کے مؤلف مولانا محمد حسن

---

1. معارف رئیس الاتقیاء، ص 46
2. استاذ زمن کے صاحبزادے اور اعلیٰ حضرت کے شاگرد و داماد اور خلیفہ مولانا حسنین رضا خان صاحب نے لکھا ہے کہ خطبات علمی میں درج عربی خطبات مفتی رضا علی خان کے ہیں جبکہ اس میں درج اشعار ان کے شاگرد مولانا محمد حسن علمی کے ہیں۔ (سیرت اعلیٰ حضرت، ص 29)

علمی اور مصنف تصحیح الایمان مولانا ملک محمد علی خان ہیں۔ ان کا وصال 2 جمادی الاولیٰ 1286ھ کو ہوا۔ مزار سٹی قبرستان، بہاری پور، رسول لائن، بریلی شریف میں ہے۔ (1)

اعلیٰ حضرت کے والد گرامی

حضرت مولانا مفتی رضا علی خان کے بیٹے رئیس المتکلمین مولانا مفتی نقی علی خان ہیں جن کی پیدائش یکم رجب 1246ھ کو محلہ ذخیرہ بریلی شریف میں ہوئی۔ والد گرامی سے علم حاصل کیا۔ یہ جید عالم دین، مفتی اسلام اور 43 سے زائد علوم میں ماہر تھے۔ (2) انھوں نے والد صاحب کے قائم کردہ مسند افتاء کی ذمہ داری سنبھالی، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں بھی مصروف رہے۔ ان کی تصانیف کی تعداد 30 سے 40 ہے۔ ان کا شمار شہر کے رئیسوں میں ہوتا تھا، سات گاؤں کے زمین دار معافی دار مشہور تھے، ہر طرح کی آسانیاں میسر تھیں۔ احباب و خاندان والے انہیں سلطان عقل اور ان کی زوجہ کو وزیر عقل کہا کرتے تھے۔ (3)

انھوں نے بیعت کا شرف خاتم الاکابر حضرت شاہ آل رسول مارہروی سے حاصل کیا اور مکہ مکرمہ میں شیخ الاسلام سید احمد بن زینی دحلان مکی سے اجازت حدیث بھی لی۔ انھوں نے 1872ء سے قبل محلہ گلاب نگر بریلی میں مدرسہ اہل سنت قائم فرمایا۔ انہیں تدریس کا شوق تھا اور دوسروں کو علم دین حاصل کرنے کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ ان کا زیادہ وقت پڑھانے میں ہی استعمال ہوتا تھا۔ (4) آپ کے مشاہیر شاگردوں میں ان کے دونوں بیٹوں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور استاذ زمن علامہ حسن رضا کے علاوہ مولانا برکات احمد، مولانا ہدایت رسول لکھنوی، مفتی حافظ بخش آنولوی، مولانا حشمت اللہ رضوی شامل ہیں۔ ان کا وصال 29 ذیقعدہ 1297ھ مطابق 1881ء میں ہوا اور سٹی قبرستان میں والد گرامی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ (5)

اعلیٰ حضرت کی پیدائش

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 10 شوال 1272ھ مطابق 6 جون 1856ء کو بروز

(1) معارف رئیس الاتقیاء، ص17
(2) معارف رئیس الاتقیاء، ص19
(3) معارف رئیس الاتقیاء، ص44 تا 46
(4) مولانا نقی علی خان بریلوی، ص30
(5) مولانا نقی علی خان، ص28 تا 42

ہفتہ محلہ جسولی بریلی شریف، اتر پردیش ہند میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد رکھا گیا، والد محترم انہیں لے کر دادا حضور کی خدمت میں لے گئے، دادا حضور نے خوشی کا اظہار کیا، گود میں لیا اور فرمایا: میرا یہ بیٹا بڑا عالم ہوگا۔ دادا جان نے احمد رضا نام تجویز کیا، اس نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام المختار ہے جبکہ گھر والے اَمَّن میاں سے پکارا کرتے تھے۔ پیدائش سے پہلے والد صاحب نے ایک خواب دیکھا، صبح بیدار ہوئے تو اس خواب کو اعلیٰ حضرت کے دادا مولانا رضا علی خان سے بیان کیا، انھوں نے فرمایا: بہت مبارک خواب ہے، تمھیں خوشخبری ہو کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو علم کے دریا بہائے گا۔ جس کا شہرہ مشرق مغرب میں پھیلے گا۔[1] عقیقہ کے دن دادا حضور نے ایک خوش گوار خواب دیکھا جس کی تعبیر یہ تھی کہ یہ بچہ فاضل، عارف، عالم دین اور ولی اللہ ہوگا۔[2]

بچپن کے چند واقعات وحالات

اعلیٰ حضرت کی پرورش نازونعم میں ہوئی، گھر میں خوش حالی تھی، ہر قسم کی نعمتیں میسر رہیں۔ آپ کو بچپن سے کھیل کود سے دلچسپی نہیں تھی۔ چند سال کے تھے تو گھر میں بچوں کو پڑھانے کے لیے آنے والے قاری صاحب کے پاس پڑھنا شروع کیا، چند واقعات ملاحظہ کیجئے:

☆استاذ محترم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھانے کے بعد الف با تا پڑھایا، آپ پڑھتے گئے جب لام الف پر پہنچے تو خاموش ہوگئے۔ استاذ صاحب نے کہا کہو میاں الف لام۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں پہلے پڑھ چکا ہوں، یہ دوبارہ کیسا؟ دادا حضور مولانا علی رضا خان نے فرمایا کہ جس طرح استاذ کہتے ہیں ان کی اطاعت کرتے ہوئے پڑھو، یہ سن کر آپ نے پڑھا اور دادا حضور کے چہرے کی طرف نظر کی، انہوں نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھا کہ اس بچے کو شبہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ حروف مفردہ کا سبق ہے، اس میں یہ مرکب لفظ کیوں آگیا ہے؟ انہوں نے سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیٹا تمہارا خیال اور سمجھنا درست ہے مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس کو الف پڑھا ہے وہ حقیقت میں ہمزہ ہے اور یہ حقیقت میں الف ہے، لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن ہے اس لیے ایک حرف یعنی لام پہلے لا کر اُس کا تلفظ بتانا مقصود ہے۔ یہ سن کر

(1) حیات اعلیٰ حضرت، ص22
(2) حیات اعلیٰ حضرت، ص11

آپ نے پوچھا کہ کوئی ایک حرف ملادینا کافی تھا اتنا دور کے لام کو لانے کی وجہ کیا ہے؟ دادا حضور نے یہ سن کر محبت وجوش سے گلے لگالیا اور دل سے بہت دعائیں دیں اور پھر فرمایا کہ لام اور الف میں صورت اور سیرت کے اعتبار سے مناسبت ہے، لکھنے میں دونوں کی صورت ایک سی ہے اور سیرت کے اعتبار سے مناسبت اس طرح کہ لام کا دل الف اور الف کا دل لام ہے یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے وہ اس کے بیچ میں ہے۔ (1)

☆ قاری صاحب کسی آیت مبارکہ میں بار بار ایک لفظ آپ کو پڑھاتے تھے مگر آپ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا، وہ زبر بتاتے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ کیفیت دادا حضور نے دیکھ کر آپ کو اپنے پاس بلایا اور مصحف شریف (قرآن کریم) منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہوگئی تھی زیر کی جگہ زبر لکھ دیا تھا اور بے درست کئے شائع ہوگیا تھا یعنی جو آپ کی زبان سے لفظ نکلتا تھا وہ صحیح تھا، دادا جان نے کہا کہ مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے تو عرض کیا کہ مَیں اسی طرح پڑھنے کی کوشش کرتا مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا، یہ سن کر دادا جان خوب مسکرائے، سر پر ہاتھ پھیرا اور دل سے دعا دی۔

☆ ایک دن استاذ صاحب حسبِ معمول پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے آکر سلام کیا، انھوں نے جواب میں کہہ دیا جیتے رہو، اس پر آپ نے نہایت ادب سے عرض کیا: استاذ صاحب جواب تو وعلیکم السلام کہنا چاہئے۔ استاذ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

☆ اس طرح کے کئی واقعات استاذ صاحب کو پیش آئے، ایک دن تنہائی میں انھوں نے آپ سے کہا: صاحبزادے! سچ سچ بتادو، مَیں کسی سے نہیں کہوں گا۔ یہ بتاؤ تم جن ہو یا انسان؟ آپ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ مَیں انسان ہی ہوں۔ اللہ کا فضل وکرم شاملِ حال ہے۔ (2)

☆ آپ ساڑھے تین سال کے تھے، تو ایک صاحب اہلِ عرب کے لباس میں ظاہر ہوئے، انہوں نے آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی، آپ نے ازروئے کرامت فصیح عربی میں ان سے کلام کیا۔ اس کے بعد ان بزرگ ہستی کو کسی نے نہیں دیکھا۔ (3)

(1) حیات اعلیٰ حضرت، ص32
(2) حیات اعلیٰ حضرت، ص23، 24
(3) سیرت اعلیٰ حضرت، ص166، 167

☆بچپن سے ہی آپ کو علمِ دین حاصل کرنے کا شوق تھا، مدرسے جانے میں کبھی ضد نہ فرمائی، خود تشریف لے جاتے تھے حتی کہ جمعہ کو بھی جانے کے لیے تیار ہوگئے۔ والد صاحب یا بڑی بہن کے منع پر رک کر اور سمجھ لیا کہ ہفتے میں جمعہ کی اہمیت کی وجہ سے پڑھنے نہیں جانا، بقیہ چھ دن پڑھنے کے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن کریم پڑھ کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ بہت ذہین و فطین ہیں۔ حضرت مولانا حکیم غلام قادر بیگ کے اعلیٰ حضرت کے والد گرامی مولانا نقی علی خان سے گہرے تعلقات تھے، اسی لیے اعلیٰ حضرت کی ابتدائی تعلیم اپنے ذمے لے لی اور آپ کو پڑھانے کے لیے مکان پر آیا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے ان سے میزان منشعب وغیرہ ابتدائی تعلیم حاصل کی۔[1]

☆اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ میری ابتدائی کتب کے استاذ جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے تو مَیں ایک دو مرتبہ سبق دیکھ کر کتاب بند کر دیتا، جب سبق سنتے تو حرف بحرف لفظ بہ لفظ سُنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ کہو تم آدمی ہو یا جن؟ کہ مجھے پڑھانے میں دیر لگتی ہے مگر تمہیں یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔

☆آپ کے ہم سبق مولانا احسان حسین صاحب[2] بیان کرتے ہیں: اعلیٰ حضرت کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ کتاب کے ابتدائی چوتھائی حصہ کو پڑھتے اور بقیہ کتاب از خود پڑھ کر اور یاد کرکے استاذ صاحب کو سنا دیا کرتے۔[3]

☆اعلیٰ حضرت اپنے والد ماجد کی صحبت میں بیٹھتے، چونکہ والد ماجد مفتی تھے اس لیے ان کے پاس آنے والے شرعی مسائل دریافت کیا کرتے تھے، آپ بھی ان مسائل کو بغور سنتے اور انہیں اپنے دماغ میں محفوظ کر لیتے۔ موقعہ محل کے مطابق لوگوں کو اس شرعی مسئلہ سے آگاہ بھی کر دیا کرتے تھے۔ آپ کو بچپن سے ہی یہ عادت تھی کہ اجنبی عورتیں سامنے آجاتیں تو اپنے کرتے کے دامن سے اپنا منہ چھپا لیا کرتے تھے۔[4]

☆چھ سال کی عمر میں جلسہ عام میں منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف کے موضوع پر بیان فرمایا۔

☆بہت چھوٹی عمر میں نماز پنج وقتہ کی پابندی شروع فرمائی اور سات سال کی عمر میں رمضان شریف کے

1 حیات رضا کی نئی جہتیں، ص27،30
2 ان کے متعلق معلومات نہ مل سکیں۔
3 حیات اعلیٰ حضرت، ص32،35
4 سیرت اعلیٰ حضرت، ص36

روزے رکھنے شروع فرمائے۔ (1)

☆آٹھ سال کے تھے تو عربی زبان میں ہدایۃ النحو کی شرح لکھی۔ (2)

☆آٹھ سال کی عمر میں ہی آپ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک عالی شان محل ہے جس کی دربانی مشہور عاشق رسول شاعر مولانا کفایت اللہ کافی شہید فرمارہے ہیں، انھوں نے جب اعلیٰ حضرت کو دیکھا تو فرمایا: احمد رضا! اس محل میں ہمارے پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرماہیں۔ تم اندر جاکر زیارت کرو۔ اعلیٰ حضرت اندر داخل ہوئے اور دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی شان طفلی کے ساتھ اپنی والدۂ محترمہ کی گود میں لیٹے ہیں۔ اپنے دربار عالی کے خاص غلام احمد رضا کو ملاحظہ فرماکر اپنی والدۂ محترمہ سے فرماتے ہیں کہ میرا احمد رضا آگیا ہے! بارگاہِ رسالت میں عاجزانہ سلام عرض کرکے آپ باہر تشریف لاتے ہیں اور مولانا کافی کو بتاتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کرلی ہے۔ (3)

☆آپ کی عمر دس سال تھی، کسی نے دروازے پر دستک دی، باہر تشریف لے گئے تو وہاں ایک فقیر منش تھے، دیکھ کر کہا: آپ آگے آیئے اور پھر سر پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ تم بڑے عالم ہو گے۔

والد صاحب سے 21 علوم کا حصول

☆حضرت مولانا حکیم غلام قادر بیگ سے ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد والد گرامی رئیس المتکلمین علامہ رضا علی خان سے پڑھنا شروع کیا اور ان سے 21علوم، علم القرآن، علم الحدیث، اصول حدیث، فقہ حنفی، کتب فقہ مذاہب اربعہ، اصول فقہ، جدل المہذب، علم تفسیر، علم العقائد و الکلام، علم نحو، علم صرف، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم منطق، علم مناظرہ، علم فلسفہ، علم تکسیر، علم ہیئت، علم حساب، علم ہندسہ میں مہارت حاصل کی۔ (4) زمانہ طالب علمی میں آپ نے فن کلام میں بزبان عربی میں رسالہ ضوء النہایۃ فی اعلام الحمد والھدایۃ لکھا۔ (5) اعلیٰ حضرت اپنے والد کی علمیت سے بے حد متاثر تھے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: جو دِقتِ انظار، وحدتِ افکار، فہم صائب، ورائے ثاقب حضرت حق جل وعلا نے انہیں عطا فرمائی، اِن دیار

1 فیضان امام اہل سنت، ص20
2 حیات رضا کی نئی جہتیں، ص35
3 تجلیات امام احمد رضا، ص25
4 حیات رضا کی نئی جہتیں، ص44
5 حیات رضا کی نئی جہتیں، ص26

وامصار میں اِس کی نظیر نہ آئی۔ فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا، وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں میں بروجہ ُکمال اجتماع بہت کم سُنا، یہاں آنکھوں سے دیکھا۔ علاوہ بریں سخاوت، شجاعت، علوہمت، کرم ومروت، صدقاتِ خفیہ، میراث جلیلہ، بلندی اقبال، دبدبہ وجلال، موالات فقرا، امر دینی میں عدم مبالات، اغنیا حکام سے عزلت، رزق موروث پر قناعت وغیرہ ذلک فضائل جلیلہ وخصائل جمیلہ کا حال وہی جانتا ہے، جس نے اُس جناب کی برکتِ صحبت سے شرف پایا۔(1)

ہند کے دو علما پر اعتمادِ کلی

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول وفروع اور عقائد وفقہ سب میں اعتمادِ کلی کی اجازت تھی۔ ☆اول اقدس حضرت خاتم المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد۔۔۔ میں نے اس طبیب حاذق کا برسوں سے مطب پایا اور وہ دیکھا کہ عرب و عجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا۔ اس جناب رفیع قدس اللہ سرہ البدیع کو اصول حنفی سے استنباط فروع کا ملکہ حاصل تھا۔ اگرچہ کبھی اس پر حکم نہ فرماتے مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادرو دقیق اور معضل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کتب متداولہ میں جس کا پتا نہیں۔ خادم کمینہ کو مراجعت کتب واستخراج جزیہ کا حکم ہوتا اور ارشاد فرماتے۔ ظاہراً حکم یوں ہونا چاہئے، وہ جو فرماتے وہی نکلتا یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادت مطالعہ سے واضح کر دیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اُسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا۔۔۔ ☆دوم حضرت تاج الفحول محبِّ رسول مولانا مولوی عبد القادر صاحب قادری بدایونی قدس سرہ الشریف، ان کی سی وسعت نظر، قوت حفظ اور تحقیق دقیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔ ان دونوں آفتاب وماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کی نسبت عرض کروں کہ آنکھیں بند کر کے اس کے فتوے پر عمل ہو۔(2)

کتب درسیہ کی تکمیل اور فتوی نویسی

جلیل القدر استاذ سے علم دین حاصل کر کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے 13 سال 10 ماہ 4 دن میں 14 شعبان 1286ھ کو فارغ التحصیل ہونے کا شرف حاصل کیا اور آپ کے سر پر دستار فضیلت سجائی گئی۔

(1) حیات اعلیٰ حضرت، ص6
(2) رئیس الاتقیا، ص39

اسی دن بالغ ہوئے اور اسی دن آپ نے رضاعت سے متعلقہ پہلا فتویٰ لکھا اور والد صاحب کو چیک کروایا۔ انھوں نے درست پاکر خوشی کا اظہار فرمایا اور مٹھائی کھانے کے لیے ایک روپیہ عطا فرمایا۔[1] اسی دن فتاویٰ نویسی کی اجازت دے دی اور مسند افتا پر بیٹھا دیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: میں نے فتویٰ دینا شروع کیا (جبکہ میری عمر پورے چودہ سال نہ ہوئی تھی) اور جہاں میں غلطی کرتا حضرت قدس سرہ اصلاح فرماتے۔ سات برس کے بعد مجھے اذن فرمادیا کہ اَب فتویٰ لکھوں اور بغیر حضور کو سنائے سائلوں کو بھیج دیا کروں۔ مگر مَیں نے اس پر جرأت نہ کی، یہاں تک رحمٰن عزوجل نے حضرت والد کو سلخ (آخری) ذی قعدہ 1297ھ میں اپنے پاس بلا لیا۔[2] ایک بار آپ نے ایک پیچیدہ مسئلہ حل کرنے کے لیے بہت کوشش اور محنت فرمائی۔ اس مسئلے کی تائید مع تنقیح پر آٹھ صفحات تحریر فرمائے۔ اس تفصیلی فتاوے کو لے کر والد گرامی کے پاس حاضر ہوئے۔ والد گرامی نے ایک ایسا جملہ فرمایا جس سے یہ اوراق ردّ ہوگئے چنانچہ آپ فرماتے ہیں: وہی جملے اَب تک دل میں پڑے ہوئے ہیں اور قلب میں اَب تک ان کا اثر باقی ہے۔[3]

شادی خانہ آبادی اور تدریس

اعلیٰ حضرت کی شادی 19 سال کی عمر میں 1291ھ مطابق 1874ء کو شیخ فضل حسین عثمانی بن شیخ احمد حسین عثمانی کی بیٹی ارشاد بیگم سے بڑی سادگی اور سنت کے مطابق ہوئی۔ شیخ فضل حسین عثمانی آپ کے پھوپھا اور رامپور کے محکمہ ڈاک کے آفیسر تھے۔[4] فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے چند سال طلبہ کو انفرادی طور پر پڑھایا۔[5]

علامہ عبد العلی رامپوری سے استفادہ

یہ وہ زمانہ تھا جب علم معقولات کے حصول کے لیے لوگ رامپور جایا کرتے تھے۔ بڑے بڑے علما علوم عقلیہ پڑھانے میں مشہور تھے۔ جیسے علامہ عبد الحق خیر آبادی، علامہ عبد العلی رامپوری وغیرہ۔ اعلیٰ

1 حیات رضا کی نئی جہتیں، ص25
2 رئیس الاتقیا، ص41
3 ملفوظات اعلیٰ حضرت کامل، ص141
4 حیات اعلیٰ حضرت، ص20، 135... فیضان امام اہل سنت، ص20
5 فتاویٰ رضویہ، 27/387

حضرت کے کچھ عزیز رامپور رہتے تھے۔ آپ 19 سال کی عمر میں ان سے ملنے کے لئے گئے۔ ان کے گھر امام المعقولات علامہ عبد العلی رامپوری بھی تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت نے مسئلہ امتناعِ نظیر پر گفتگو فرمائی، آپ کی گفتگو کو سن کر انہیں تعجب ہوا اور پوچھا کہ کیا پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے بتایا کہ کئی سال پہلے والد صاحب سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہو چکا ہوں، فرمایا: شرح چغمینی پڑھی ہے؟ اعلیٰ حضرت نے جواب نہیں میں دیا تو فرمایا کہ مجھ سے پڑھ لو، اس فن میں ایسا جاننے والا نہیں پاؤ گے۔ اعلیٰ حضرت نے ان سے پڑھنا شروع کیا۔ اعلیٰ حضرت عبارت پڑھتے، استاذ صاحب سنتے، جہاں انہیں لگتا کہ آپ کو سمجھ نہیں آئی ہو گی تو اعلیٰ حضرت سے سوال کرتے اور اعلیٰ حضرت جواب دیتے۔ یوں روزانہ ڈھائی صفحات پڑھنے کا معمول تھا۔ کبھی آدھی سطر ہی سبق ہوتا، جہاں اعلیٰ حضرت کا اشکال ہوتا تو استاذ شاگرد میں تقریر و بحث کا سلسلہ ہوتا اور وقت ختم ہو جاتا۔ یوں اعلیٰ حضرت نے ان سے 15 صفحات مکمل کئے۔ (1)

گنج مراد آباد کا سفر

تقریباً 19 سال کی عمر میں آپ مشہور عالمِ دین، محدث وقت اور شیخ المشائخ علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے، علامہ فضل رحمٰن نے خوب عزت افزائی فرمائی اور بعد عصر اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کر کے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے ان میں نور ہی نور نظر آتا ہے نیز فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مَیں اپنی ٹوپی آپ کو اُڑھا دوں اور آپ کی ٹوپی خود اُوڑھ لوں۔ یہ فرما کر اپنی ٹوپی اعلیٰ حضرت کو اوڑھا دی اور ان کی ٹوپی خود پہن لی۔ (2) یاد رہے لباس کی اس طرح کی تبدیلی مشائخ میں فیض و برکت لینے دینے کا طریقہ ہے۔

وہ علوم جو اپنی کوشش سے حاصل کئے

علومِ جدیدہ مثلاً علم حساب، علم ہیئت، علم ہندسہ وغیرہ علوم جدیدہ کو باقاعدہ کسی استاذ سے نہیں پڑھا بلکہ اپنی طبع سلیم، کتب بینی (مطالعہ) اور غور و فکر سے حاصل کیا، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں: معمولی سی چند ابتدائی

(1) حیات رضا کی نئی جہتیں، ص 40، 41۔ یہ واقعہ 1290ھ یا 1291ھ کا ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت، ص 113)

(2) تجلیات امام احمد رضا، ص 32

باتوں کے علاوہ کسی استاذ سے نہیں پڑھا۔ بچپن میں استاذ محترم نے علم فرائض میں وارثوں کے حصے اوران کی تقسیم کا طریقہ بتایا۔ وہ زبان مبارک سے، کتاب کے بغیر، صرف ایک گھڑی کے اندراور حساب کے صرف چار قاعدے سکھائے تھے، جمع، تفریق، ضرب، تقسیم اور علم ہیئت سے شرح چغمینی کے چند اوراق دائرۃ الارتفاع تک پڑھائے تھے اور علم ہندسہ سے نصیر طوسی کی تحریر اقلیدس کی صرف شکل اول کی تعلیم دی تھی۔ پھر والد صاحب نے انہیں زیادہ پڑھنے سے روک دیا اور کہا کہ اس میں اپنا وقت ضائع نہ کرو، تو اپنی فکر اور ذہن کے ذریعے خود ہی اس سب کو حاصل کرلے گا۔ اپنے آپ کو صرف علوم دینیہ کی تحصیل و تکمیل میں مشغول رکھ۔[1] یوں آپ کے تحصیل علوم کا سلسلہ جاری رہا حتی کہ ان کی تعداد70 تک پہنچ گئی۔ آپ نے تقریباًان تمام علوم وفنون میں کوئی نہ کوئی رسالہ یا کتاب یادگار چھوڑی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ مشہور تصانیف میں کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن، فتاویٰ رضویہ 33 جلدیں، جدّ الممتار علی رد المحتار 7 جلدیں اور حدائق بخشش ہیں۔

علوم ظاہری وباطنی کے جامع

اعلیٰ حضرت پر یہ اللہ پاک کا عظیم فضل تھا کہ علم آپ کے پاکیزہ دل میں وارد ہوتا تھا جسے علم لدنی یعنی رب کریم کے خزانۂ غیب سے عطاہونے والا علم کہاجاتا ہے۔ آپ کا دل پاک وصاف تھا، باطنی بیماریوں مثلاً حب جاہ وحب دنیایعنی دنیااور عہدے کا لالچ، بدگمانی، حسد اور خود پسندی سے آپ کوسوں دورونفور تھے۔ آپ تحدیث نعمت یعنی اللہ پاک کی نعمت کا شکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے، اپنے سے جسے زیادہ پایا، اگر دنیا کے مال ومنال میں زیادہ ہے، قلب نے اندر سے اسے حقیر جانا، پھر حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف واَفضال میں زیادہ ہے (تو) اس کی دست بوسی وقدم بوسی (ہاتھ اور پاؤں چومنے) کو اپنا فخر جانا، پھر حسد کیا اپنے معظم بابرکت پر؟ اپنے میں جسے حمایتِ دین پر دیکھا، اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریراً وتقریراً ساعی (کوشش میں لگا) رہا۔ اس کے لیے عمدہ اَلقابات وضع کرکے (بناکر) شائع کئے، جس پر میری کتاب المعتمد المستند وغیرہ شاہد (گواہ) ہیں۔ حسد

[1] حیات رضا کی نئی جہتیں، ص 27،28

Go to Index

شہرت طلبی سے پیدا ہوتا ہے اور میرے ربِ کریم کے وجہِ کریم کے لیے حمد ہے کہ مَیں نے کبھی اس کے لیے خواہش نہ کی بلکہ ہمیشہ اس نفور (نفرت کرنے والا) اور گوشہ نشینی کا دل دادہ رہا۔ [1]

لوگوں کے حسن ظن پر پورا اُترنے کا واقعہ بھی قابل تقلید ہے۔ ماہِ رمضان میں آپ نے فرمایا کہ بعض ناواقف مجھے حافظ لکھ دیتے ہیں حالانکہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں، پھر آپ نے روزانہ نمازِ عشاء کا وضو فرمانے کے بعد جماعت عشاء سے پہلے قرآن پاک کا ایک پارہ حفظ کرنا شروع کر دیا۔ تیسویں دن آپ نے تیسواں پارہ سنا دیا اور فرمایا کہ مَیں نے بحمد اللہ کلام پاک بالترتیب حفظ کر لیا اس لیے تاکہ بندگانِ خدا کا مجھے حافظ کہنا غلط نہ ہو۔ [2]

درگاہِ محبوبِ الٰہی پر حاضری کا واقعہ

اعلیٰ حضرت 17 ربیع الاخر 1293ھ میں اپنے والد محترم مولانا نقی علی خان اور مولانا عبد القادر بدایونی کے ہمراہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر دہلی حاضر ہوئے۔ حجرہ شریف کے باہر ڈھول باجے کے ساتھ قوالی ہو رہی تھی۔ اتنا شور تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ دونوں حضرات مواجہہ حضرت نظام الدین کے سامنے کھڑے ہو کر فاتحہ میں مشغول ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت کو مذکور آوازوں سے پریشانی لاحق ہوئی۔ آپ نے دربار شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر محبوب الٰہی سے عرض کی کہ اے میرے مولیٰ غلام جس لیے حاضر ہوا، یہ آوازیں اس میں خلل انداز ہیں۔ یہ کہہ کر آپ حجرہ شریف کے اندر دایاں قدم رکھ کر داخل ہوئے تو اعلیٰ حضرت کو محسوس ہوا کہ آوازیں فوراً بند ہو گئی ہیں اور قوال خاموش ہو گئے ہیں مگر پیچھے مڑ کر دیکھا تو قوال قوالی کر رہے تھے مگر ان کی آوازیں نہیں آ رہی تھیں اور جب وہ قدم دوبارہ باہر نکالا تو آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ آپ حجرہ شریف کے اندر داخل ہوئے تو آوازیں آنا بند ہو گئیں، آپ سمجھ گئے کہ یہ محبوب الٰہی کی کرامت ہے اور ان پر ان کی رحمت و معونت ہے۔ چنانچہ آپ نے اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور فاتحہ و استغاثہ میں مشغول ہو گئے۔ [3]

1. فتاویٰ رضویہ، 29/598... فیضان امام اہل سنت، ص 214، 215
2. سیرت اعلیٰ حضرت، ص 185
3. احسن الوعاء لاداب الدعا، فضائل دعا، ص 140 تا 142

آلِ رسول مارہروی سے کیسے بیعت ہوئے؟

جمادی الاخریٰ 1294ھ میں اعلیٰ حضرت روتے روتے سوگئے تو خواب میں داداجان مولانا رضا علی خان تشریف لائے، انھوں نے آپ کو ایک صندوقچی دیتے ہوئے فرمایا: عنقریب وہ شخص آنے والا ہے جو تمہارے دردِ دل کی دوا کرے گا۔ دوسرے دن تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی تشریف لائے اور آپ کو لے کر مارہرہ شریف یوپی ہند روانہ ہوئے۔[1] مارہرہ اسٹیشن پر پہنچ کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا شیخ کامل کی خوشبو آرہی ہے۔ جب آپ خاتم الاکابر حضرت علامہ شاہ سید آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے تھے، پھر آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت کرکے اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمادی۔ انھوں نے آپ کو وظیفہ کی صندوقچی، نیز آپ کو تمام اورادووظائف اور اعمال واشغال کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ شیخ کامل کے پوتے اور جانشین سراج السالکین مولانا شاہ میاں ابوالحسین نوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: 22 سال کے اس نوجوان پر کرم کیوں ہوا؟ جبکہ آپ کے ہاں خلافت اتنی جلدی نہیں دی جاتی بلکہ چلے اور ریاضتیں کرواکر، جَو کی روٹی کھلا کر منزلیں طے کرواتے اور پھر قابل پاتے ہیں تو اجازت و خلافت سے نوازتے ہیں۔ مرشدِ کامل نے فرمایا: اے لوگو! تم احمد رضا کو کیا جانو۔ یہ فرماکر رونے لگے اور ارشاد فرمایا: میاں صاحب! مَیں متفکر تھا کہ اگر قیامت کے دن اللہ ربُّ العزت جلَّ مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ آلِ رسول تو دنیا سے میرے لیے کیا لایا ہے تو میں کیا جواب دوں گا۔ الحمدللہ! آج وہ فکر دور ہوگئی۔ مجھ سے رب تعالیٰ جل وعلا جب یہ پوچھے گا تو میں احمد رضا کو پیش کردوں گا۔ اور حضرات اپنے قلوب زنگ آلود لے کر آتے ہیں، اُن کو تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ اپنے قلب کو مجلّٰی مصفّٰی لے کر تشریف لائے، بالکل تیار آئے، اِن کو تو صرف نسبت کی ضرورت تھی۔ یہ سن کر میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کے چہرے پر نظر ڈالی تو فوراً فرمایا: واللہ! یہ چشم و چراغ خاندانِ برکات ہیں۔[2]

ابوالحسین نوری کے سپرد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فرماتے ہیں: 5 جمادی الاولیٰ 1294ھ مَیں شرفِ بیعت سے مشرف ہوا۔

1 ملفوظات اعلیٰ حضرت مکمل، ص412

2 تجلیات امام احمد رضا، ص36تا38

تعلیم طریقت حضور پُرنُور پیر و مرشد بر حق سے حاصل کیا۔1296ھ میں حضرت کا وصال ہوا تو قبل وصال مجھے حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری اپنے ابن الابن ولی عہد و سجادہ نشین کے سپرد فرمایا۔ حضرت نوری میاں صاحب سے بعض تعلیم طریقت و علم تکسیر، علم جفر وغیرہ علوم میں نے حاصل کئے۔ (1)

آپ کا روحانی مقام بہت بلند تھا، آپ خود فرماتے ہیں: ایک بار میں نے (خواب) دیکھا کہ حضرت والد ماجد (علامہ نقی علی خان) کے ساتھ ایک سواری ہے، بہت نفیس اور اُونچی بھی تھی۔ والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا: گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچادیا۔ آگے اللہ مالک ہے۔ (آپ مزید فرماتے ہیں) میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ عنہ کی۔ (2)

اعلیٰ حضرت کو اپنے مرشد گرامی سے 13 سلسلوں کی اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔ آپ کو اپنے پیر خانے سے بہت محبت تھی، خاندان برکات کے بزرگوں کی شان میں 265 اشعار کا نذرانہ پیش کیا۔ (3) حضرت شاہ آل رسول مارہروی کے یوم عرس کے موقع پر 18 ذوالحجہ کو اعلیٰ حضرت کے مکان عالیشان پر تقریب کا اہتمام ہوتا جس میں اعلیٰ حضرت بیان فرمایا کرتے تھے کیونکہ اعلیٰ حضرت سال میں اہتمام کے ساتھ صرف تین مرتبہ ہی بیان کیا کرتے تھے اس لیے لوگوں کو اس بیان کا انتظار رہتا تھا۔ آپ کے بقیہ دو بیانات میں سے ایک بارہ ربیع الاول کو ہونے والی آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ میں قدیمی محفل میلاد میں صبح آٹھ بجے اور دوسرا بیان دارالعلوم منظر اسلام بریلی کی دستار بندی پر ہونے والے جلسے میں ہوتا تھا۔ (4)

اعلیٰ حضرت کا پہلا حج

1295ھ میں اعلیٰ حضرت کے والد گرامی مولانا نقی علی خان کو پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور حرمین طیبین آنے کا فرمایا چنانچہ انھوں نے 26 شوال کو باوجود بیماری اور کمزوری حج و زیارت مدینہ کے سفر کا ارادہ فرمایا۔ اعلیٰ حضرت، ان کی والدہ، چند احباب و مرید ہمراہ تھے۔ چند عزیزوں

1 حیات اعلیٰ حضرت، ص 34، 35
2 ملفوظات اعلیٰ حضرت کامل، ص 414
3 فیضان امام اہل سنت، ص 76، 77، 79
4 سیرت اعلیٰ حضرت، ص 185... حیات اعلیٰ حضرت، ص 96، 97

نے بیماری کی وجہ سے اگلے سال تک حج ملتوی کرنے کا مشورہ دیا مگر یہ راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ مدینہ طیبہ کے ارادے سے قدم دروازے سے باہر رکھوں، پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے۔ سفر کا آغاز فرمایا۔ ان کے ہمراہ سفر کرنے والوں نے دیکھا کہ تمام سفر و مناسک حج میں مولانا نقی علی خان تندرست لوگوں کی طرح شامل رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خواب میں جو دواوالا پیالہ عطا فرمایا تھا اس کی برکت سے مرض کی وجہ سے سفر میں کہیں بھی رکاوٹ نہ آئی۔

شیوخ مکہ مکرمہ سے حصول اسناد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو اس سفر میں مکہ مکرمہ کے تین مشہور مشائخ عرب سے سندِ حدیث وفقہ واصول وتفسیر ودیگر علوم حاصل ہوئی:(1)حضرت اجل العلما، اکمل الفضلا حضرت سیّد احمد بن زینی دحلان مکی شیخ الحرم ومفتی شافعیہ (2)استاذ العلماء حضرت عبد الرحمن سراج مفتی حنفیہ (3)امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل۔

ایک دن اعلیٰ حضرت نے نماز مغرب مقام ابراہیم پر ادا کی، بعدِ نماز شیخ حسین بن صالح جمل اللیل نے بغیر تعارف کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے اور دیر تک آپ کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا: اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ یعنی بے شک میں اس پیشانی میں اللہ پاک کا نور پاتا ہوں۔ اس کے بعد انھوں نے اعلیٰ حضرت کو صحاح ستہ اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت نے ان کی مناسک حج پر مشتمل تصنیف الجوهرة المضيئة کا اردو ترجمہ کیا اور دو دن میں اس کی شرح النيرة الوضية تحریر فرما کر اسے شیخ جمل اللیل کی خدمت میں پیش کیا، شیخ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور تعریف فرماتے ہوئے خوب دعاؤں سے نوازا۔[1] یہ اردو ترجمہ اور شرح 1307ھ میں لکھنؤ سے طبع ہوا۔[2]

اعلیٰ حضرت کا خطاب کس نے دیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ایک مرتبہ دیوہ شریف میں وارث پاک، عارف کامل حضرت حاجی وارث علی شاہ کی خدمت میں تشریف لے گئے، وہاں کافی لوگ بیٹھے تھے جن میں کئی علما بھی تھے۔ اعلیٰ

1 حیات اعلیٰ حضرت، ص8،9، 11
2 تاریخ الدولۃ المکیہ، ص39

حضرت ان میں بیٹھ گئے، اتنے میں وارثِ پاک کی نظر آپ پر پڑی اور فوراً فرمایا: آپ یہاں نہ بیٹھئے بلکہ اس تخت پر بیٹھئے، کیونکہ یہ سب حضرت ہیں مگر آپ اعلیٰ حضرت ہیں۔[1] ولی کامل کا دیا ہوا یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ جب مطلقاً اعلیٰ حضرت لکھا ہوتا ہے تو فوراً ذہن امام احمد رضا کی جانب چلا جاتا ہے۔

سلسلہ قادریہ کی اشاعت

اعلیٰ حضرت علم اور عمل دونوں کا مجموعہ تھے، تقویٰ و پرہیز گاری اور شریعت کی پاسداری ضرب المثل تھی، یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے لوگوں کو سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت کرنے کا آغاز فرمایا تو بریلی کے خاص و عام آپ کے مرید ہوگئے۔ حاجی محمد شاہ خان صاحب جو بریلی شریف میں خاندان اعلیٰ حضرت کے ایک معزز، زمین دار اور رئیس اور دین دار شخصیت کے مالک تھے وہ ایک مرتبہ آستانہ عالیہ میں جھاڑو دے رہے تھے۔ حاجی کفایت اللہ کی جب ان پر نظر پڑی تو ان کے اسٹیٹس کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے جھاڑو لینے کی کوشش کی تو حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے: صاحبزادے! یہ میرا فخر ہے کہ اپنے شیخ کے آستانہ پر جاروب کشی کروں۔ میں عمر میں حضور (اعلیٰ حضرت) سے بڑا ہوں، ان کا بچپن دیکھا، جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں۔ ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا، تب ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے۔ انہیں بچپن میں ضرب المثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔[2]

چودھویں صدی کی پہلی رات

چودھویں صدی شروع ہونے سے پہلے اعلیٰ حضرت اپنے ہم عمر دوستوں کے ساتھ مغرب کی نماز کے بعد بیٹھتے تھے، نمازِ عشاء تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا اس مجلس میں علمی مذاکرے اور دینی مسائل کے ساتھ تفریحی قصے بھی ہوتے۔ جب چودھویں صدی کے ماہِ محرم کا چاند ہوا تو آپ کے دوست تو حسب معمول اس مجلس میں آگئے مگر اعلیٰ حضرت تاخیر سے پہنچے۔ سلام کے بعد آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ کیا چاند نظر آگیا ہے؟ تو حاضرین نے ہاں میں جواب دیا، یہ سن کر آپ نے اپنی عمر سے ایک سال بڑے اپنے عزیز حاجی

1 فیضان اشرفی، ص27 بحوالہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف مارچ2008ء

2 حیات اعلیٰ حضرت، ص25

محمد شاہ خان عرف نتھن خان سے فرمایا: بھائی جان یہ تو صدی بدلی ہے، اب ہم اور آپ کو بھی بدل جانا چاہئے۔ یہ سننا تھا کہ ساری مجلس پر خاموشی طاری ہوگئی۔ کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوئی اور پھر سب ایک ایک کرکے سلام کرکے چلے گئے۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ انہوں نے جو بدلنے کو فرمایا تھا تو وہ خدا کی قسم ایسے بدلے کہ کہیں سے کہیں پہنچ گئے اور ہم جہاں تھے وہیں رہے۔ وہ دن ہے اور آج کا دن کہ ہمیں ان سے بات کرنے کی ہمت ہی نہ ہوئی۔ (1)

اعلیٰ حضرت کی پُر اثر زبان مبارک

اعلیٰ حضرت کی زبان مبارک میں بڑا اثر تھا، دو واقعات ملاحظہ کیجئے:

☆ اعلیٰ حضرت 1323ھ میں اپنے شاگرد اور خلیفہ سلطان الواعظین حضرت مولانا عبد الاحد محدث پیلی بھیتی کے نکاح میں شرکت کے لیے باراتیوں کے ہمراہ گنج مراد آباد تشریف لے گئے کیونکہ ان کی شادی علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی نواسی اور مولانا عبد الکریم گنج مراد آبادی کی بیٹی سے ہونی تھی۔ جب بارات واپس ہوئی تو اس زمانے کے ریلوے اسٹیشن مادھوگنج تک پہنچنے سے پہلے ہی مغرب کا وقت ہوگیا، اندھیرا چھانے لگا۔ جنگل کا راستہ تھا، قریبی گاؤں ڈاکوؤں کی بستی مشہور تھی۔ کسی نے کہا کہ ڈاکو آرہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اطمینان سے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا محبوب ہماری مدد فرمائے گا۔ آپ نے ڈاکوؤں کے قریب جاکر فرمایا: ہم تمہارے علاقے کے بزرگ علامہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کی نواسی بیاہ کر لیے جارہے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں تم ہمیں لُوٹنا مناسب سمجھتے ہو؟ ان الفاظ کا ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا، وہ نہ صرف اپنے ارادے سے باز آئے بلکہ توبہ تائب ہوکر آپ سے بیعت بھی ہوگئے۔ (2)

☆ جبل پور سفر کے دوران 28 رجب 1337ھ میں بعد عصر آپ نے مختصر بیان فرمایا، جس کا حاضرین پر زبردست اثر ہوا، چنانچہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے: حضور پُرنور کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے اور بیتابانہ پروانہ وار اس شمع انجمن محمدی صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے

(1) سیرت اعلیٰ حضرت، ص54
(2) تذکرہ محدث سورتی، ص190، 191

خفیہ وعلانیہ آثام (گناہوں) سے توبہ کر رہے تھے، عجب سماں تھا۔ حضور پُرنور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ اُن کے لیے دعائے مغفرت میں مصروف تھے۔ (1)

ہم عصر علماو مشائخ سے مضبوط روابط

اعلیٰ حضرت ہم عصر علماو مشائخ سے مضبوط رابطے میں رہتے تھے۔ علماو مشائخ آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف میں کثرت سے آیا کرتے تھے۔ کچھ علما بالخصوص تاج الفحول علامہ عبد القادر بدایونی، شیخ المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، استاذ زمن علامہ احمد حسن کانپوری، شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی، علامہ شاہ ہدایت رسول لکھنوی، عید الاسلام علامہ عبد السلام جبل پوری، پروفیسر شاہ سلیمان علی گڑھی، علامہ قاضی عبد الوحید عظیم آبادی، علامہ سید شاہ محمد فاخر اجملی الہ آبادی اور امام المحدثین علامہ سید دیدار علی شاہ الوری تو زیادہ تشریف لایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت ان کی آمد پر بہت خوشی کا اظہار فرماتے، بعض کو لینے کے لیے تو اسٹیشن پر بھی جایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے روابط نہ صرف برعظیم ہند کے علما و مشائخ سے تھے بلکہ آپ علمائے حرمین طیبین سے برابر رابطے میں رہتے تھے۔ آپ نے 1317ھ مطابق 1899ء میں کتاب فتاوی الحرمین تحریر فرمائی جس کے مندرجات پر حرمین طیبین کے 16 اکابر علما و مشائخ نے تصدیق فرمائی اور 7 نے تائیدی فتاویٰ دیئے۔ یوں اعلیٰ حضرت کے وسیع پیمانے پر غائبانہ تعارف سے علمائے حرمین واقف ہوئے۔ فتاویٰ حرمین کا ایک قلمی نسخہ جنوبی یمن کے علاقہ حضرموت کے گاؤں حریضہ میں شیخ سید احمد عطاس یمنی کے متروکہ ذخیرۂ کتب میں محفوظ ہے۔ جبکہ یہ ممبئی، بریلی، لاہور اور استنبول سے بارہا شائع ہوئی نیز اردو ترجمہ بھی مطبوع ہے۔ (2)

مجددمأۃ حاضرہ کا خطاب

اعلیٰ حضرت نے ان علما و مشائخ کے ساتھ مل کر ہر فتنے کا مقابلہ کیا۔ 1318ھ مطابق 1900ء میں پٹنہ کے ایک عظیم الشان تاریخی اجلاس میں اعلیٰ حضرت کی احیائے سنت، اعلاء کلمۃ الحق، حمایت مذہب حقہ اہل سنت وجماعت اور اصلاحی ورفاہی خدمات وکوششوں کی وجہ سے کثیر اکابر علما و مشائخ کی موجودگی میں بہت

(1) ملفوظات اعلیٰ حضرت کامل، ص 303
(2) تاریخ الدولۃ المکیۃ، ص 38، 39

بڑے عالم دین مولانا عبد المقتدر بدایونی نے آپ کو مجدد مائۃ حاضرہ کا خطاب دیا اور اجلاس میں موجود تمام علماومشائخ نے اس کی تائید کی۔[1]

دار العلوم منظر اسلام بریلی کا آغاز

اعلیٰ حضرت کے والد گرامی کے شاگرد مولانا سید امیر احمد کے اصرار پر اعلیٰ حضرت نے یکم محرم الحرام 1322ھ مطابق 19 مارچ 1905ء بروز شنبہ کو جناب تحصیل دار رحیم یار خاں صاحب رئیس اعظم بریلی کے مکان پر دار العلوم منظر اسلام کا آغاز دو طلبہ مولانا ظفر الدین بہاری اور مولانا سید عبد الرشید عظیم آبادی کو درسِ بخاری سے فرمایا۔ پھر یہ مدرسہ ترقی کرتے کرتے جامعہ منظر اسلام بن گیا جس سے ہزاروں علمائے اہل سنت فارغ التحصیل ہوکر دین متین کی خدمت میں مصروفِ عمل ہوئے اور ہو رہے ہیں۔[2] اس کے پہلے مہتمم اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی، مشہور نعت گو شاعر، استاذ زمن مولانا حسن رضا خان اور مولانا سیّد امیر احمد ان کے معاون مقرر ہوئے۔ استاذ زمن کا انتقال 1326ھ مطابق 1908ء میں ہوا تو اعلیٰ حضرت کے بڑے بیٹے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان نے اس کا نظام سنبھالا۔[3]

تصنیف کی جانب زیادہ توجہ کی وجہ

استاذ العلماء، مرجع خاص و عام، مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شاہ ابو البرکات سیّد احمد قادری فرماتے ہیں: جب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عمر شریف (1322ھ میں) پچاس برس ہوگئی تو آپ نے تمام تر توجہ تصنیف و تالیف کی طرف پھیر دی اور فرمایا: **ایک دور یعنی نصف صدی (درس و تدریس) میں گزر گئی۔ زمانے کے حالات بدل گئے۔ اب ہمیں بھی اپنی عادات میں تبدیلی کرنی چاہیے۔** لوگ چونکہ تحریر سے زیادہ استفادہ کرسکتے ہیں اس لیے اعلیٰ حضرت تقریر کی بہ نسبت تحریر کی طرف زیادہ توجہ فرمایا کرتے تھے۔[4]

اعلیٰ حضرت کی چند کتب کا تعارف

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن کریم کا بہترین، تفسیری

1. امام احمد رضا اور جدید افکار و تحریکات، ص182 بحوالہ دبدبہ سکندری، رام پور، 11 اکتوبر 1948ء
2. سالنامہ معارف رضا، جولائی تا ستمبر، 2001، صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام بریلی نمبر، ص81
3. سیرت اعلیٰ حضرت، ص130
4. یادِ اعلیٰ حضرت، ص26

اردو ترجمہ ہے، جسے مقبولیت عامہ حاصل ہے اس پر صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی نے نور العرفان علی کنز الایمان کے نام سے تفسیری حواشی لکھے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کثیر علوم میں دسترس تھی، اس پر آپ کی تقریباً ایک ہزار کتب ورسائل شاہد ہیں، مگر آپ کا میلان فتاویٰ نویسی کی جانب تھا آپ کے جو فتاویٰ محفوظ کئے جاسکے انہیں العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کے نام سے جمع کیا گیا، پہلی جلد تو آپ کی حیات میں ہی شائع ہو گئی تھی، یکے بعد دیگرے اس کی بارہ جلدیں شائع ہوئیں، 1988ء میں مفتی اعظم پاکستان، استاذ العلماء مفتی عبد القیوم ہزاروی (بانی رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) نے اسکی تخریج وترجمہ کا کام شروع کیا، جس کی تکمیل 2005ء کو 33 جلدوں کی صورت میں ہوئی جس میں 30 جلدیں فتاویٰ، دو جلدیں فہرست اور ایک جلد اشاریہ پر مشتمل ہے۔ یہ بلند فقہی شاہکار مجموعی طور پر 21656 صفحات، 6847 سوالوں کے جوابات اور 206 رسائل پر مشتمل ہے جبکہ ہزاروں مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں۔[1]

جد الممتار علی رد المحتار یہ فقہ حنفی کی مستند کتاب ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی پر عربی میں حاشیہ ہے جس پر دعوت اسلامی کے تحقیقی وعلمی شعبے المدینۃ العلمیہ نے کام کیا اور 2006ء کو اسے 7 جلدوں میں مکتبۃ المدینہ کراچی سے شائع کروایا ہے، 2022ء میں اس کی اشاعت دار الکتب العلمیہ بیروت سے ہوئی ہے۔

حدائق بخشش یہ آپ کا نعتیہ دیوان ہے جسے مختلف مطابع نے شائع کیا ہے، المدینۃ العلمیہ (دعوت اسلامی) نے پہلی مرتبہ اسے 2012ء میں 446 صفحات پر شائع کیا ہے، اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

دوسرا حج بیت اللہ

اعلیٰ حضرت دوسرے حج کے لیے 1323ھ مطابق 1905ء کو حج کے قریب مکہ مکرمہ میں پہنچے۔ آپ کے ہمراہ گھر کی خواتین اور دیگر عزیز واقارب بالخصوص چھوٹے بھائی مولانا محمد رضا خان، بڑے بیٹے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان اور سلطان الواعظین صاحبزادۂ محدث سورتی، علامہ عبد الاحد پیلی بھیتی بھی

1 فتاویٰ رضویہ، 30/5،10

تھے۔ مناسکِ حج سے فراغت کے بعد آپ چند دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرے اور حرم شریف کی لائبریری میں وقت گزارتے تھے۔ لائبریری کے انچارج حضرت شیخ سید اسماعیل خلیل مکی غائبانہ تعارف رکھتے تھے۔ جب انہیں آپ کے آنے کی خبر ہوئی تو ملاقات کرکے آپ سے لپٹ گئے۔ اس زمانے میں وہاں مسئلہ علمِ غیب کا چرچا تھا۔ آپ نے قاضی مکہ اور مفتی احناف شیخ صالح کمال مکی سے ملاقات کی اور اس مسئلہ پر دو گھنٹے کلام کیا جس پر وہ بہت خوش ہوئے۔ اگلے دن پیر کو وہ لائبریری میں آپ سے ملنے آئے اور علمِ غیب پر کتاب لکھنے کی فرمائش کی۔ آپ نے شدید بخار میں لکھنا شروع کیا۔ منگل کو شیخ الخطباء و کبیر العلماء شیخ احمد ابو الخیر مرداد کی جانب سے پیغام آیا کہ میں معذور ہوں، آپ کے پاس نہیں آسکتا، آپ آیئے اور مجھے اپنی کتاب سنایئے۔ اعلیٰ حضرت ان کے پاس تشریف لے گئے اور کتاب کے جتنے اوراق لکھے تھے وہ سنائے انھوں نے پسند کئے اور کچھ مزید اضافے کا فرمایا۔ بدھ کو شیخ الکبیر عبد الحی کتانی ملنے کے لیے تشریف لے آئے، کافی وقت ان کے ساتھ گزارا، بخار بھی تھا، بہرحال رات کو کتاب مکمل ہوگئی جس کا تاریخی نام الدولۃ المکیۃ بالمادۃِ الغیبیۃِ رکھا۔ جمعرات کو یہ کتاب آپ نے شیخ صالح کمال کو پیش کردی۔ ان تین دنوں میں کتاب لکھنے کا کل وقت 8 گھنٹے بنتا ہے۔ اتنے وقت میں بزبان عربی علمِ غیب جیسے حساس موضوع پر ایسی عظیم الشان کتاب تحریر کرنا اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت سے ہی ہو سکتا تھا۔

مکہ شریف میں آپ کی کتاب الدولۃ المکیۃ کی مقبولیت

علامہ شیخ صالح کمال آپ کی کتاب الدولۃ المکیۃ بالمادۃِ الغیبیۃ (گورنر) مکہ کے دربار میں لے گئے اور اعلان کیا: اس (ہندی) شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار (مکہ شریف میں) چمک اُٹھے اور جو ہمارے خواب میں بھی نہ تھا۔ گورنر مکہ نے اس کتاب کو پڑھنے کا حکم دیا، اس کتاب کے کچھ حصے کو سن کر ہی اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کی تائید کردی، جس سے مخالفین کو سخت شرمندگی کا سامنا ہوا۔[1] اس کے بعد علمائے مکہ نے اس کتاب پر تقاریظ لکھنے کا سلسلہ شروع فرمایا اور کثیر علمائے کرام نے اس پر تقاریظ تحریر فرمائیں۔ آپ کا مکہ شریف میں قیام تین ماہ رہا، آپ نے الدولۃ المکیہ سمیت تین کتب حسام الحرمین اور کفل الفقیہ

[1] ملفوظات اعلیٰ حضرت کامل، ص 188 تا 195... عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، ص 75

تحریر فرمائیں، الدولۃ المکیہ پر 18 سے زائد علمائے کرام کی تقاریظ لیں، کثیر علمائے مکہ نے آپ سے اجازت حدیث اور خلافت حاصل کی۔

حالتِ بیداری میں دیدارِ مصطفٰی

اعلیٰ حضرت 24 صفر 1324ھ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف روانہ ہوئے، وہاں روضہ اقدس اور دیگر مقاماتِ مقدسہ پر حاضر ہوئے۔ ربیع الاول 1324ھ مطابق 1906ء میں 52 سال کی عمر میں مدینہ منورہ مواجہہ شریف کے سامنے حالتِ بیداری میں دیدار مصطفٰی سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد حسام الحرمین اور پھر الدولۃ المکیہ پر علمائے مدینہ کی تقاریظ لینے کا سلسلہ فرمایا اور کئی علمائے کرام سے تقاریظ حاصل کیں۔ یہاں آپ کا قیام 21 دن رہا، اس کے بعد وطن واپسی ہوئی۔ [1]

اعلیٰ حضرت کی غمگساری

آپ انتہائی مصروفیت کے باوجود لوگوں کے دکھ درد میں حصہ لیتے، آئے روز امیر و غریب کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے بنفس نفیس تشریف لے جاتے، غریب بستیوں اور نادار سے نادار شخص کے اہل خانہ کے پاس جا کر تعزیت کرتے جس سے لواحقین کو تسکین خاطر ہوتی اور محاورۃً وہ اپنے غم کو بھول جاتے۔ [2]

آپ نے شخصیات سازی پر بھی بھرپور توجہ فرمائی اور خلق کثیر کو مستفیض فرمایا۔ آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے بریلی شریف کی جانب عرب و عجم کے علما کا رجوع ہوا۔ بریلی اسلامی علوم و معارف کا گہوارہ بن گیا۔ آپ کے شاگردوں، مریدوں، خلفا، احباب اور محبین کی تعداد بے شمار ہے۔

اعلیٰ حضرت اور امام المحدثین

اعلیٰ حضرت کے مایہ ناز خلفا میں سے امام المحدثین علامہ مفتی سید دیدار علی شاہ الوری بھی ہیں۔ انہیں اعلیٰ حضرت سے متعارف کروانے والے ان کے پیارے دوست صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس ملاقات کی تفصیل صفحہ نمبر 54 پر بیان ہو چکی ہے۔

1. تاریخ الدولۃ المکیہ، ص 57، 59۔ احمد رضا خان بریلوی یادداشتیں، ص 37
2. ماہنامہ جہان رضا لاہور، جولائی 2002ء، مضمون مولانا الشاہ

صاحبِ بصیرت شخصیت

اعلیٰ حضرت بڑی بصیرت رکھنے والے قائد، گہری سوچ وبچار والے مدبر اور خیر خواہی امت سے سرشار رہنما تھے، جو مؤقف اختیار فرماتے اس پر استقامت کے ساتھ قائم رہتے۔ بقول ڈاکٹر اقبال وہ (اعلیٰ حضرت) بڑے غور وفکر سے فیصلہ صادر کرتے ہیں۔ اسی لیے اُن کو رجوع کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ [1]

آپ شروع سے ہی دو قومی نظریہ کے زبردست حامی تھے۔ جب کچھ نادانوں نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دے کر بھولے بھالے مسلمانوں کو افغانستان ہجرت کرنے کے مشورے دے کر ان کی زندگیاں تباہ کرنے کی کوشش کی تو اعلیٰ حضرت سینہ تان کر اس فتنے کے سامنے کھڑے ہوگئے، اس موقعہ پر آپ نے اعلام الاعلام بأن ھندوستان دار الاسلام رسالہ لکھ کر ثابت کیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو آپس میں مل کر رہنے، کاروبار کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے لیے آپ نے رسالہ **تدبیر فلاح ونجات واصلاح** تحریر فرمایا۔ اس میں دیئے گئے نکات پر آج بھی عمل کیا جائے تو مسلمانوں کو دینی ودنیاوی ترقی سے کوئی نہیں روک سکتا۔

تحریک خلافت اور تحریکِ ترکِ موالات میں مؤقف

5جولائی 1919ء میں تحریک خلافت اور پھر 1920ء میں تحریک ترک موالات (The Non-cooperation movement) کا آغاز ہوا اور اس کے درپردہ مسلم وغیر مسلم کے اتحاد کی باتیں ہونے لگیں۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے نورِ بصیرت سے اس فتنے کو بھانپ لیا اور اس موقعہ پر تین رسائل دوام العیش، المحجۃ المؤتمنہ اور الطاری الداری تحریر فرمائے۔ اگرچہ رائے عامہ آپ کے مخالف تھی، لیکن آپ جانتے تھے کہ یہ وقتی اُبال ہے جلد تھم جائے گا، پھر ایساہی ہوا۔ وہ وقت بھی آیا کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت دو قومی نظریہ کی طرف لَوٹ آئی اور آپ کی وفات کے بعد مملکت خداداد پاکستان وجود میں آئی۔ اعلیٰ حضرت نے 1339ھ مطابق 1920ء کی ابتدا میں خلافت عثمانیہ کی حمایت اور مقامات مقدسہ کے تحفظ کے لیے تنظیم جماعتِ انصار الاسلام قائم فرمائی۔ اس کے تحت بریلی میں تین روزہ کانفرنس 22 تا 24

[1] حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ص170

شعبان1339ھ مطابق یکم تا3 مئی 1921ء کو جامع مسجد نو محلہ بریلی میں منعقد ہوئی۔[1]

اعلیٰ حضرت نے امت مسلمہ کو سلطنت عثمانیہ کی معاونت وحمایت کے لیے ابھارا۔ اس پر آپ کے کئی فتاویٰ اور تحریرات شاہد ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

- سلطنت عثمانیہ کی دل سے خیر خواہی امت کے ہر فرد پر مطلقاً فرض عین ہے۔
- وقت حاجت دعا سے امداد و اعانت ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں۔
- مال یا اعمال سے اعانت (مدد) فرض کفایہ ہے اور ہر حکم بشرط استطاعت۔
- بادشاہِ اسلام غیر قرشی ہو اگرچہ کوئی غلام حبشی ہو اُمور جائز میں اس کی اطاعت تمام رعایت (رعایا) پر لازمی ہے۔
- وقتِ حاجت بادشاہ اسلام کی اعانت (مدد) بقدر استطاعت سب اہل کفایت پر لازم ہے۔[2]

تحریک ارتداد کا مقابلہ

جب تحریک خلافت اور تحریک موالات دم توڑ گئیں تو تحریک ارتداد (شدھی تحریک) شروع کی گئی۔ یہ کم علم مسلمانوں کو غیر مسلم کرنے کی باقاعدہ مہم تھی۔ ایک دردمند مسلمان کے لیے یہ تکلیف دہ صورتِ حال تھی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنی زندگی کے آخری سال میں 7 ربیع الاخر1339ھ مطابق 17 دسمبر1920ء کو کل ہند جماعت رضائے مصطفٰی کی بنیاد رکھی۔ مزید تفصیل اسی کتاب کے آخر میں تنظیموں، تحریکوں اور اداروں کی تفصیل کے تحت صفحہ نمبر640 پر دیکھئے۔

بیماری میں روزے

اعلیٰ حضرت ان اولیائے کرام میں سے تھے جن پر خوفِ خدا، عشق مصطفٰی اور فرائض و سنن کی پابندی کا غلبہ تھا۔ زندگی کے آخری دو تین سالوں میں بیماری اور کمزوری میں اضافہ ہو گیا۔ ماہِ رمضان بھی گرمیوں میں تھا۔ بریلی میں رہتے تو روزے نہ رکھ پاتے۔ آپ نے اپنے حق میں فتویٰ دیا کہ پہاڑ پر سردی ہوتی ہے،

1 تاریخ جماعت رضائے مصطفٰی، ص300، 305 ۔ احمد رضا خاں کا کردار، ص19

2 فتاویٰ رضویہ 14/174 ... سلطنت عثمانیہ کے تحفظ میں مولانا

وہاں روزہ رکھنا ممکن ہے،اس لیے روزہ رکھنے کے ارادے سے کوہِ بھوالی ضلع نینی تال تشریف لے گئے۔ زندگی کا آخری رمضان1339ھ مطابق مئی جون 1921ء تھا، کوہ بھوالی میں آپ نے اللہ ورسول کی جانب سے عطاشدہ خصوصی علوم کی بناپر 3رمضان مطابق 10 مئی کو اپنی تاریخ وصال کی خبر دیتے ہوئے یہ آیت کریمہ تحریر فرمائی: وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ۔ (نیک بندوں پر چاندی کے برتنوں اور گلاسوں میں جنتی شراب کے دَور ہوں گے)۔ سورۂ دہر کی اس آیت کے کل اعداد 1340 بنتے ہیں جو آپ کے وصال کا سال ہے،یوں اس ولی کامل نے اللہ پاک کے عطاکردہ علوم کی روشنی میں اپنے وصال سے چار ماہ بائیس دن پہلے وصال کی خبر دے دی۔

وصیت ووصال پر ملال

ماہ رمضان کے اختتام پر وہیں کوہ بھوالی میں آپ کے پہلو میں درد شروع ہوا اور کمزوری میں اضافہ ہو گیا، اس لیے آپ کو محرم1340ھ تک وہیں رہناپڑا۔14 محرم1340ھ مطابق 17 ستمبر 1921ء آپ واپس بریلی شریف پہنچے۔ آپ کی بیماری کی اطلاع ملک میں ہوچکی تھی،اس لئے علماومشائخ اور عوام بیمار پرسی کے لیے آنے لگے۔ آپ ان سے ملاقات کرتے اوروعظ ونصیحت فرماتے،بیعت کرنے والے مردوخواتین کی تعداد میں جب اضافہ ہوگیا تو آپ نے اپنے بڑے بیٹے حجۃ الاسلام علامہ حامد رضاخان کوفرمایاکہ میری جانب سے تم مردوں کو بیعت کرو جبکہ عورتوں کو پردے میں رکھتے ہوئے چھوٹے بیٹے مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان بیعت کریں حتی کہ وصال کا دن آگیا۔ آپ نے وصال سے دوگھنٹہ سترہ منٹ قبل تجہیز وتکفین وغیرہ سے متعلق وصیت لکھوائی اوراس پر اپنے قلم سے دستخط فرمائے۔حالت نزع شروع ہونے سے پہلے آپ نے سورہ یسین شریف اور سورہ رعد پڑھنے کا فرمایا،اس میں کوئی زبر زیر کا اشتباہ ہوتا توخود بتادیتے، پھر سفر پر روانہ ہونے والی دعائیں پڑھیں، کلمہ شریف پڑھا، پھر چہرے پر لمعۂ نور چمکا جس سے روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔علوم وفنون اور عرفان ومعرفت کا یہ عظیم آفتاب 25صفر المظفر1340ھ مطابق 28اکتوبر 1921ء بروزجمعہ دوبج کر38منٹ پر عین اذان جمعہ کے وقت تقریباً68 سال کی عمر میں ذکر الٰہی

کرتے ہوئے غروب ہو گیا مگر اپنی ذات و خدمات سے ایک جہان کو روشن کر گیا۔
نماز جنازہ محلہ سوداگران سے شہر کے باہر تین چار میل دور دریائے گنگا کے کنارے عید گاہ میدان میں پڑھایا گیا جس میں آپ ہر سال نماز عیدین کی امامت فرمایا کرتے تھے۔ جنازے میں کثیر لوگوں نے شرکت کی، جن کی تعداد ایک اندازے کے مطابق کم از کم دس ہزار تھی۔[1] اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

شامی بزرگ کا خواب

ادھر اعلیٰ حضرت کا بریلی میں وصال ہوا، اُدھر بیت المقدس میں ایک شامی بزرگ نے ٹھیک 25 صفر 1340ھ کو خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف فرماہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حاضر دربار ہیں لیکن مجلس میں خاموشی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے آنے کا انتظار ہے۔ وہ شامی بزرگ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں: فداك ابی وامی! میرے ماں باپ حضور پر قربان! کس کا انتظار ہو رہا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔ انھوں نے عرض کی: وہ کون ہیں؟ تو فرمایا: ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد انھوں نے پتا لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہند کے بڑے ہی جلیل القدر بزرگ ہیں اور حیات ہیں۔ پھر تو وہ شوقِ ملاقات میں ہند کی طرف چل پڑے۔ جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشقِ رسول کی ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں وہ 25 صفر 1340ھ کو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔[2]
شبیہ غوثِ اعظم، شیخ المشائخ حضرت علامہ پیر سید علی حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت کے وصال کے دن اپنے دولت کدہ پر وضو فرمارہے تھے، وضو فرماتے ہوئے رونے لگے، کسی کی سمجھ میں رونے کی وجہ نہ آئی، پوچھا تو فرمایا: بیٹا! میں فرشتوں کے کندھے پر قطب الارشاد (اعلیٰ حضرت) کا جنازہ دیکھ کر رو رہا ہوں۔[3]

1 ماہنامہ جہان رضا لاہور، جولائی 2002ء، مضمون مولانا اشاہ احمد رضا خان بریلوی یادداشتیں، ص34
2 سیرت امام احمد رضا خان قادری، ص405 تا 413
3 حیات مخدوم الاولیاء، ص109

5-اولادِ رسول محمد میاں مارہروی

تاج العلماء، سراج العرفاء حضرت مولانا علامہ مفتی سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ حافظِ قراٰن، عالمِ باعمل، قائد اہلِ سنت، صاحبِ تصنیف کثیرہ، اسلامی شاعر، مؤرخ خاندانِ برکات، عظیم دانشور، مؤثر شخصیت اور خانقاہ مارہرہ شریف کے فعال شیخِ طریقت تھے۔

ساداتِ مارہرہ کے آباؤاجداد

ساداتِ بلگرام، مارہرہ اور مسولی شریف کے جدِ امجد ولی کامل حضرت سید محمد صاحب الدعوۃ الصغریٰ بلگرامی ہیں، جو ساداتِ واسطیہ وزیدیہ کے چشم وچراغ تھے۔ ان کے آباؤ اجداد مدینہ شریف سے کوفہ پھر واسط اور پھر ہند تشریف لائے تھے۔ ان کی ولادت 564ھ ہند میں ہوئی۔ یہ ولی کامل، مجاہدِ اسلام، خلیفہ قطب الدین بختیار کاکی ہیں۔ 14 شعبان المعظم 645ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک جانب شمال محلہ میدان پور بلگرام ہند میں ہے۔[1]

اس خاندان کی مشہور ترین علمی شخصیات میں صاحبِ سبع سنابل حضرت سید میر عبد الواحد بلگرامی، صاحبِ مآثر الکرام حسان الہند مولانا غلام علی آزاد بلگرامی اور صاحبِ تاج العروس علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی یمنی کا نام نمایاں ہے۔ اسی خاندان کی اہم علمی وروحانی شخصیت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ[2] کے دادا علامہ میر عبد الجلیل بلگرامی چشتی وہ پہلی شخصیت ہیں جو مارہرہ تشریف لائے اور یہاں خانقاہ قائم فرمائی جسے بڑے پیر کی درگاہ کہا جاتا ہے۔ حضرت شاہ برکت اللہ قدس سرہ کی ولادت بلگرام میں ہوئی اور وصال مارہرہ میں ہوا۔ ساداتِ برکاتیہ کی موجودہ بستی پیرزادگان انہوں نے ہی بسائی۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی بانی آپ کی مبارک ذات ہے۔[3]

تاج العلماء کی پیدائش

اسی عظیم خاندان کے چشم وچراغ تاج العلماء حضرت علامہ سیّد اولادِ رسول محمد میاں قادری بن علامہ

1 تذکرہ نوری، ص37

2 ان کا تذکرہ اگلے باب میں ملاحظہ فرمائیے۔

3 تذکرہ نوری، ص36 تا 54... مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص 47... عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، ص116 تا 118

ابو القاسم سیّد محمد اسماعیل حسن شاہ جی میاں بن خاتم الاسلاف حضرت سیّد شاہ محمد صادق بن سیّد العابدین حکیم شاہ سید اولادِ رسول بن سید آلِ برکات ستھرے میاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی پیدائش 23رمضان 1309ھ مطابق 21اپریل 1892ء کو داداجان کے گھر محلہ تامسین گنج (Tompson Ganj) سیتاپور یوپی ہند میں ہوئی۔ آپ کا عقیقہ اولادِ رسول فخر عالم محمد نام پر ہوا۔ بعد میں خاندانی رواج کے مطابق میاں کا اضافہ ہوا، اسی وجہ سے محمد میاں نام مشہور ہے۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا حافظ سید غلام محی الدین کو فقیر عالم کہاجاتا ہے، اس لیے بعض بزرگ آپ کو محمد عالم کہتے تھے۔ اکمل التاریخ میں آپ کا نام محمد عالم ہی لکھا ہے۔[1] خاندان والے محبت سے حضرت بنّا کہا کرتے تھے۔[2]

تحصیلِ علم وعرفان

ناظرہ قرآن کریم والد ماجد شاہ جی میاں، بڑے بھائی حضرت سید غلام محی الدین فقیر عالم اور ہمشیرہ زوجہ سید مہدی حسن سے پڑھا۔ مشق خط بھی انہیں سے کرتے رہے۔ حفظ قرآن کی سعادت اپنے والد صاحب کے بھی استاذ حافظ عبد الکریم ملک پوری سے حاصل کی۔ آپ کو کتابیں پڑھنے کا شوق تھا، ذہین اتنے تھے کہ جو پڑھ لیتے وہ فوراً یاد ہو جاتا۔[3]

ابتدائی درسی کتب بالخصوص فارسی کتب والد ماجد اور منشی فرزند حسن سے پڑھیں۔ کچھ کتب مولانا میاں جی رحمت اللہ مارہروی، مولانا غلام رحمانی ولایتی،[4] مولانا حافظ حاجی حکیم محمد امیر اللہ بریلوی اور مدرسہ قادریہ بدایون میں علامہ عبد المقتدر بدایونی سے پڑھیں۔[5] اکثر کتب مولانا سید حیدر شاہ پشاوری[6] سے پڑھ کر ان سے دورہ حدیث شریف کیا۔ اسنادِ قرآن وحدیث وفقہ سراج السالکین علامہ شاہ سید ابو الحسین احمد نوری اور اپنے والد گرامی سے حاصل کیں۔ بیعت والد صاحب شاہ جی میاں حضرت سید ابو القاسم

1. اکمل التاریخ، ص349... سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء، ص305
2. سالانہ مجلہ اہل سنت کی آواز، اکتوبر 2002ء، ص421
3. تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص212
4. ان دونوں حضرات کے متعلق معلومات نہ مل سکیں۔
5. اکمل التاریخ، ص349
6. ان کے متعلق صرف اتنا ملتا ہے کہ جب تاج العلماء نے آپ سے دورہ حدیث شریف کیا تو ان کی دستار فضیلت سے پہلے ہی آپ اپنے وطن پشاور لوٹ گئے۔ (تاریخ خاندان برکات، ص65)

محمد اسماعیل حسن مارہروی سے کر کے خلافت سے نوازے گئے۔ حضرت شاہ ابو الحسین نوری نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ آپ کا حلیہ بھی حضرت نوری میاں سے ملتا تھا۔ آپ کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے ساتھ دیگر سلاسل نقشبندیہ، ابو العلائیہ، چشتیہ نظامیہ، سہروردیہ جدیدیہ وقدیمیہ، اشغال واعمال، قرآن کریم وحدیث مبارکہ اور مصافحات وبرکات کی اجازت حاصل تھی۔ (1)

تاج العلماء اور اعلیٰ حضرت

تاج العلماء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے باقاعدہ شاگرد نہیں تھے مگر انہیں اپنے اکثر اساتذہ سے زیادہ اور بہتر استاذ مانتے تھے کیونکہ انھوں نے ان کی تقریروں اور تحریروں سے دینی علمی کثیر فوائد حاصل کئے۔ آپ فرماتے ہیں: چونکہ تحریر وتقریر میں اُن کا طریقہ بے لوث اور مواخذات صوری ومعنوی، شرعی وعرفی سے منزا ومبرا اثابت ومحقق ہوا، لہٰذا فقیر بھی تابہ وسعت اُن کے طریقے کا اتباع کرنا پسند کرتا ہے۔ (2)

تاج العلماء بلکہ اہل خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کو اعلیٰ حضرت کی فقہی مہارت پر اتنا اعتماد تھا کہ ہر مسئلے پر مکمل طور پر آپ کی حمایت وتائید کرتے تھے، بقول شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی خانقاہِ برکاتیہ نے کلیات توکلیات، اصول تو اصول، فروع میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتوے پر عمل فرمایا ہے۔ (3) یہی وجہ ہے اس خانوادے کے کئی افراد نے اعلیٰ حضرت کو استفتاء بھیجے اور اعلیٰ حضرت نے ان کے فقہی جوابات ارشاد فرمائے۔ ان میں سے کئی استفتاء فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں موجود ہیں۔ تاج العلماء نے جو سوالات بھیجے وہ فتاویٰ کی چھٹی جلد میں صفحات 340، 632، 10ویں جلد کے صفحہ 547، 16ویں جلد کے صفحہ 348، 22ویں جلد کے صفحات 204، 400، 24ویں جلد کے صفحہ 326 اور 26ویں جلد کے صفحہ 111 پر موجود ہیں۔ (4)

---

(1) تاریخ خاندان برکات، ص65 تا 67... تذکرہ مشائخ برکاتیہ، ص212

(2) تاریخ خاندان برکات، ص66

(3) سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء، ص313

(4) مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص132 تا 134

تالیف و تصنیف میں دلچسپی

زمانہ طالب علمی سے ہی آپ تصنیف و تالیف کی جانب مائل تھے چنانچہ آپ کی پہلی تصنیف القول الصحیح فی امتناع الکذب القبیح اس وقت سامنے آئی جب آپ پڑھنے کے لیے شاہجہان پور تشریف لے گئے تھے۔ اسے آپ نے بغیر کتابوں کو دیکھے تحریر کیا تھا کیونکہ شائع کرنے والے کو جلدی تھی۔ آپ 1329ھ تک 34 کتب و رسائل تحریر کر چکے تھے۔

اس کے بعد آپ 46 سال زندہ رہے۔ آپ نے مختلف موضوعات میں کتب و رسائل تحریر فرمائے:

- عقائد میں رسالہ مختصرہ در اثبات واجب الوجود اور القول الصحیح فی امتناع الکذب القبیح۔☆ فقہ میں مبحث الاذان، شافی جواب پر کافی ایرادات، نماز کے پڑھنے پڑھانے کا عمدہ طریقہ، خیر الکلام فی مسائل الصیام، البرھان القوی علی عدم جواز التراویح خلف الصبی، تفہیم المسائل بارسال الرسائل، العذاب الاکبر لمانع ذبح البقر، شموع الانوار، فتویٰ رؤیت ہلال۔
- تاریخ کے موضوع پر آپ کی کتب اصح التواریخ، تاریخ خاندان برکات، سوانح عمری حضرات اکابر خاندان برکات، خزانۂ واقعات عجیبہ، تذکرہ حضرت فقیر عالم، اکمل التاریخ پر ایک نظر وغیرہ۔
- مختلف موضوعات میں العلم، حق کی فتح مبین، مجموعہ مکاتبات، مجموعہ مضامین اور مجموعۂ فتاوی شامل ہیں۔
- کچھ کتب پر حواشی لکھے مثلاً حاشیہ بر رسالہ خلاصۃ المنطق بدایونی۔
- کچھ کتب کے تراجم کئے مثلاً آداب السالکین از اچھے میاں۔
- آپ اچھے شاعر بھی تھا، آپ کا شعری مجموعہ مسدس شوکت اسلام کے نام سے ہے۔ (1)

آپ کی کئی کتب شعبہ اشاعت کتب جماعت رضائے مصطفیٰ ہند سے شائع ہوئیں۔ (2)

شادی و سجادہ نشینی

تاج العلماء کا نکاح سادات نو محلہ بریلی کی بنت سید وجیہہ الدین احمد نقوی کے ساتھ ہوا، جو سادات کے

(1) تاریخ خاندان برکات، ص 68، 69... سالنامہ مجلہ اہل سنت کی آواز، اکتوبر 2002ء، ص 465

(2) تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص 104 تا 109

ایک معزز فرد حضرت سیّد محمد یحییٰ مجو میاں کی نواسی تھیں جن سے ایک بیٹے کی پیدائش ہوئی جو بچپن میں ہی انتقال کر گیا۔[1] آپ کے والد گرامی شاہ جی میاں حضرت علامہ ابوالقاسم سیّد محمد اسماعیل حسن مارہروی خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ کے سجادہ نشین تھے، یکم صفر 1347ھ میں جب ان کا انتقال ہوا تو آپ کو سجادہ نشین بنایا گیا۔ خاندان کے قدیم طریقہ کار کے مطابق شاہ جی میاں کے چہلم کے موقعہ پر دستار بندی کی گئی۔[2] آپ نے اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خانقاہ مارہرہ کے بچوں کو اسلامی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ خانقاہ مارہرہ کے اداروں کو مضبوط کیا اور مزید کئی ادارے قائم کئے۔

آپ کے سنہری کارناموں میں بزم قاسمی برکاتی اور مطبع صبح صادق کی تشکیل نو، رسالہ اہل سنت کی آواز کا اجرا، دار الاشاعت برکاتی، دار الافتا خانقاہ برکاتیہ اور مخزن البرکات کا قیام شامل ہے۔ خانقاہ مارہرہ کے تحت چلنے والے دار العلوم قاسم البرکات کی دیکھ بھال اور سینکڑوں مدارس کا قیام و تعاون کرنے میں بھی آپ پیش پیش تھے۔[3] تاج العلماء کے شاگردوں میں سے حافظ ظہیر الدین برکاتی[4] وہ خوش نصیب ہیں جنہیں درسِ قرآن آپ نے خود دیا ہے۔[5]

مریدوں کی تربیت

تاج العلماء اپنے مریدوں کی تربیت کی جانب خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ آپ انہیں بُرے عقیدوں، بری رسموں، گناہوں بھرے کاموں، لغویات و فضول کھیلوں سے بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ شریعت کے مطابق اپنا ظاہر اور باطن سنوارنے، اطاعت و عبادت میں مشغول رہنے، اپنے اندر صبر و قناعت اور تقویٰ جیسی صفات پیدا کرنے کی ترغیب ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مرید عقیدے میں پختہ اور شریعت کے پابند ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ فقیہ اعظم ہند مفتی شریف الحق امجدی تحریر فرماتے ہیں: مَیں نے تاج العلماء کے مریدین کو دیکھا۔ متصلب سنی اور پورے طور پر پابندِ شریعت، حق گوئی میں دلیر ہیں۔ ان

1. تاریخ خاندان برکات، ص67، 68
2. سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء، ص308
3. https://hamariweb.com/articles/88740
4. ان کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔
5. مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص157

کے کسی مرید کو مَیں نے مداہن عقیدے میں نہ پایا اور اکثر کو شریعت کا کماحقہ پابند پایا۔ یہ سب حضرت تاج العلماء قدس سرہٗ کی روحانی تربیت کا اثر ہے۔ (1)

عرس قاسمی برکاتی کا آغاز

تاج العلماء اپنے والد علامہ ابو القاسم سیّد محمد اسماعیل حسن شاہ جی میاں کا سالانہ عرس بڑے اہتمام کے ساتھ منایا کرتے تھے، کئی ماہ پہلے سے تیاری شروع ہو جاتی۔ تاج العلماء کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ عرس قاسمی برکاتی کے جو دعوت نامے علما اور خلفا کو بھیجے ہوتے تھے وہ خود اپنے قلم سے تحریر فرماتے تھے۔ سینکڑوں اشتہارات شائع کرواتے جو مختلف شہروں میں اپنے مریدین کو روانہ کرواتے تھے۔ عرس میں ہونے والی تقریبات عین شریعت کے مطابق منعقد ہوتیں، چنانچہ تاج العلماء تحریر فرماتے ہیں: یہ عرس شریف بفضلہ تعالیٰ ہر طرح لغو و باطل کھیل تماشوں، باجوں گاجوں، خلافِ شرع باتوں اور ناجائز کاموں سے قطعاً پاک و منزہ اور بحمدہ تعالیٰ صحیح معنیٰ میں جامہ شریعت سے آراستہ اور لباسِ طریقت سے پیراستہ ہوتا ہے۔ (2)

عادات واطوار

تاج العلماء وقت کے بہت پابند تھے۔ سفر و حضر میں اپنے معمولات کے مطابق سارے کام سر انجام دیا کرتے تھے۔ نظم و ضبط مثالی تھا، سفر میں اپنی ضرورت کا تمام سامان اپنے ساتھ رکھتے تھے تاکہ کسی سے سوال نہ کرنا پڑے۔ اپنے سارے کام خود سر انجام دیتے تھے۔ کسی سے خدمت لینا پسند نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے مرید خاص مولانا مظہر حسین بدایونی نے آپ کو پنکھا جھلنا شروع کر دیا، آپ نے انہیں روک دیا اور فرمایا: آئندہ بغیر پوچھے ایسا نہ کرنا، قدرت نے ہمیں یہ دو ہاتھ اپنا کام کرنے کو عطا فرمائے ہیں۔ آپ کی ایک خاص عادت یہ تھی کہ کسی کی برائی (غیبت) نہ خود کرتے اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتے تھے۔ کوئی غیبت کرنے لگتا تو فوراً منع کر دیا کرتے تھے۔ بہت سخی اور حاجتیں پوری کرنے والے تھے۔ (3)

علمائے کرام کی خدمات پر تحسین فرماتے جیسا کہ فقیہِ اعظم، شارحِ بخاری علامہ شریف الحق امجدی نے

(1) مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص168 ... سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء، ص314

(2) مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص173

(3) تاریخ مشائخ برکاتیہ، ص213

اپنی مدلل و فکر انگیز کتاب **اشک رواں** لکھی اور آپ تک پہنچی تو آپ نے انہیں کثیر دعائیں دیں، تحسین و آفریں سے نوازا اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔[1]

شریعتِ مطہرہ کی پابندی

تاج العلماء خود بھی شریعت کے پابند تھے اور دوسروں کو بھی شریعت کی پابندی کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ اسی شخص کو مرید کیا کرتے تھے جو شریعت کا پابند ہو۔ اگر کوئی بے نمازی، بے روزہ یا داڑھی منڈانے والا بیعت کی درخواست کرتا تو آپ منع کر دیا کرتے تھے۔ ایک سید عالم دین ایک مشت سے کم داڑھی رکھتے تھے، انھوں نے تاج العلماء سے بیعت کا عرض کیا تو آپ نے انہیں ایک مٹھی داڑھی بڑھانے کی تلقین کرتے ہوئے بیعت سے انکار کر دیا۔ سید صاحب نے توبہ کی، ایک مٹھی داڑھی بڑھائی تب آپ نے انہیں مرید کیا اور بعد میں خلافت بھی عطا فرمائی۔ اپنے وصال سے چند سال قبل آپ سبھی کو بیعت کر لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو اس سلسلے میں داخل ہو گا فتنوں سے بچ جائے گا، اس کا ایمان محفوظ ہو گا، البتہ آپ مرید کرنے سے پہلے کچھ سوالات کر لیا کرتے تھے کہ وہ کہیں دنیاوی غرض سے تو مرید ہونے کو نہیں آیا۔ وفات سے تقریباً ڈھائی گھنٹہ قبل ایک شخص آپ سے مرید ہونے آیا، حضور احسن العلماء مولانا سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں برکاتی نے اسے منع کر دیا کہ تاج العلماء کی طبیعت زیادہ خراب ہے۔ منع کرنے والی بات تاج العلماء نے بھی سُن لی اور فوراً اُسے بُلا کر بیعت فرمایا۔ یہ آپ کا آخری مرید تھا، اس کے بعد یہ شخص نظر نہیں آیا، نہ معلوم وہ انسان تھا یا جن۔[2]

فعال و مؤثر شخصیت

تاج العلماء ایک مؤثر شخصیت اور مسلمانوں کے عظیم قائد تھے۔ آپ زندگی کے ہر گوشے میں شریعت اسلامیہ پر عمل دیکھنا چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دیگر علمائے حقہ کی طرح دو قومی نظریہ کے زبردست حامی تھے۔ اعلیٰ حضرت کے نظریے کے نہ صرف مؤید تھے بلکہ سرگرم رکن بھی تھے۔ ہندوستان

1 https://urdudunia.net/?p=14020

2 سالنامہ مجلہ اہل سنت کی آواز، اکتوبر 2002ء، ص 480

کے دارالسلام ہونے کا مؤقف ہو یا ہندوستان کے مسلمانوں کا یہاں سے افغانستان ہجرت کرنے کا معاملہ؛ آپ اعلیٰ حضرت کے ساتھ تھے۔

1919ء میں تحریک خلافت وتحریک ترک موالات کا آغاز ہوا تو اس ضمن میں مسلم وغیر مسلم کے اتحاد کی باتیں ہونے لگیں، اس حساس دور میں بھی آپ حکم شرعی پر قائم رہے مسلمانوں کو بھی اس سے آگاہ کیا۔ مسلمانوں کو منظم کرنے اوران کی فلاح وبہبود کے لیے اعلیٰ حضرت نے 7ربیع الاخر1339ھ مطابق 17 دسمبر 1920ء کو کل ہند جماعت رضائے مصطفےٰ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے اس کی سرپرستی فرمائی۔ چنانچہ تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ میں آپ اورآپ کے والد صاحب کا نام عمومی سرپرستوں میں ٹاپ آف دی لسٹ ہے۔ آپ جماعت رضائے مصطفےٰ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: فقیر کو اس جماعت مبارکہ رضائے مصطفےٰ علیہ افضل الصلوۃ والثناء کی بہت سی مبارک اور قابل قدر دینی خدمات سے ذاتی واقفیت ہے۔ (کچھ دعائیں دینے کے بعد فرماتے ہیں)وہ مبارک مقاصد جواس سنی جماعت کے نصب العین ہیں۔ فقیر کو اُن سے کامل اتفاق ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ وہ بہت ہی ان شاء المولیٰ الکریم اسلام اور مسلمین کے لیے نافع اور مفید ہیں۔[1]

خلافت عثمانیہ کی حمایت

خلافت عثمانیہ کی حمایت اور مقامات مقدسہ کے تحفظ کے لیے اعلیٰ حضرت نے 1339ھ مطابق 1921ء میں تنظیم جماعت انصار الاسلام قائم فرمائی۔ اس کی پہلی تین روزہ کانفرنس 22 تا 24 شعبان 1339ھ مطابق کیم تا3 مئی 1921ء کو جامع مسجد نو محلہ بریلی میں منعقد ہوئی۔[2] آپ نے اس میں شرکت کی اور خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جو60صفحات پر رسالے کی صورت میں شائع بھی ہوا۔[3] اس خطبے میں آپ نے مسلمانوں کو سلطنت عثمانیہ کی معاونت وحمایت کی بھرپور ترغیب ارشاد فرمائی۔ اس کانفرنس کے انعقاد کے تقریباً 5ماہ بعد اعلیٰ حضرت وصال فرماگئے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کے مشن کو جاری رکھا۔ اسی

1. تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ، ص43، 409، 410
2. تاریخ جماعت رضائے مصطفےٰ، 300، 305... سلطنت عثمانیہ کے تحفظ میں مولانا احمد رضا خاں کا کردار، ص19
3. مولانا آل مصطفےٰ مصباحی کا ایک مضمون سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء میں صفحہ 227 تا 318 پر ہے جس کا عنوان ہے: تحریک خلافت اور علامہ سید اولاد رسول محمد میاں مارہروی۔ گویا یہ مضمون اس خطبے کے 51 نکات کا خلاصہ ہے۔

موضوع پر آپ نے رجب 1340ھ میں ایک اور رسالہ بنام برکات مارہرہ و مہمانان بدایون تحریر فرمایا۔ جس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مشائخ مارہرہ میں تاج العلماء ایک عظیم و جلیل شخصیت کے مالک تھے۔ آپ علم ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ علامہ وقت اور عارف باللہ کے مناصب پر فائز تھے۔ علم کلام، علم تفسیر و حدیث اور علم فقہ میں کامل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ سیاسی بصیرت کے حامل تھے۔[1]

فتنوں کا مقابلہ

تاج العلماء نے اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا مقابلہ کیا۔1920ء میں گائے کی قربانی کے خلاف تحریک گاؤکشی چلی۔ اعلیٰ حضرت سے اس کے بارے میں شرعی حکم پوچھا گیا تو آپ نے انفس الفکر فی قربان البقر کے نام سے جواب دیا۔ گائے کی قربانی کو روکنے کے لیے بعض نادانوں کی مدد سے 3جون 1923ء کو ایک قانون مرتب کر کے سی پی گزٹ میں شائع کر دیا گیا۔ جب یہ خبر جماعت رضائے مصطفیٰ کے ذمہ داران تک پہنچی تو اس کے سدباب کے لیے تاج العلماء کی صدارت میں 26، 27 ذیقعدہ 1340ھ مطابق 22، 23جولائی 1922ء کو بریلی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ جس میں علما و مشائخ اہل سنت کے ساتھ کثیر عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ دونوں دن علما و عمائدین کے بیانات ہوئے۔ تاج العلماء نے بھی خطبہ صدارت دیا اور دوسرے دن تقریر بھی فرمائی۔ اس جلسہ میں حکومت کو تجاویز دے کر بھرپور مطالبہ کیا گیا کہ اس قانون کو ختم کیا جائے۔ تاج العلماء کی تقریر کا کچھ حصہ روداد جلسہ رضائے مصطفی 22، 23جولائی 1922ء میں شائع ہوا۔[2]

اسی طرح 1929ء میں حکومت کی جانب سے ایک خلافِ اسلام قانون کا بل تحدید عمرِ ازدواج پاس ہوا۔ جماعت رضائے مصطفی نے 15 جمادی الاولیٰ 1348ھ مطابق 19 اکتوبر 1929ء کو جامع مسجد نو محلہ بریلی میں ایک عظیم اجتماع منعقد کیا۔ اس میں دیگر علمائے اہل سنت کے ساتھ تاج العلماء کا بھی بہترین بیان ہوا، جس میں مطالبہ کیا گیا کہ یہ قانون اسلام کی تعلیمات وروح کے خلاف ہے اسے واپس لیا جائے۔[3]

1 سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء، ص 323، 327

2 تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص 113 تا 123

3 تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ، ص 179 تا 183

تحفظِ اسلام کے لیے کوششیں

یہی وہ زمانہ تھا جب تحریک خلافت اور تحریک موالات دم توڑ گئیں تو تحریک ارتداد شدھی کا آغاز ہوا۔ کم علم مسلمانوں کو غیر مسلم کرنے کی باقاعدہ مہم شروع ہوگئی۔ آپ نے جماعت رضائے مصطفی کے ساتھ مل کر شدھی تحریک کاڈٹ کر مقابلہ کیا۔1935ء میں تاج العلماء نے مسلمانوں کے ملی مسائل کے حل کے لیے جماعت اہل سنت ہند قائم کی۔ جس کا مرکزی دفتر مارہرہ شریف میں تھا۔اس کا سالانہ اجلاس عرس قاسمی برکاتی کے موقع پر ہوتا تھا، جس میں ملک بھر سے علماو مشائخ اہل سنت اور عوام شرکت کرتی تھی۔1946ء میں تاج العلماء نے جماعت اہل سنت کے تحت "اہل سنت کی آواز" کے نام سے رسالے کا آغاز کیا، جس میں جماعت اہل سنت کی سرگرمیاں اور دینی واخلاقی مضامین شائع ہوتے تھے۔[1]

امام المحدثین سے تعلقات اور وصال

امام المحدثین، مخدوم العصر مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری کے تاج العلماء سے برادرانہ تعلقات تھے، تاج العلماء نے آپ کو قرآنِ مجید، احادیث وفقہ وغیرہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سمیت کئی سلاسل کی خلافت اور اجازت عطا فرمائی۔[2]

تاج العلماء نے 24 جُمادی الاُخریٰ 1375ھ مطابق 7 فروری 1956ء کو بروز منگل مارہرہ شریف، ضلع ایٹہ یوپی، ہند میں وصال فرمایا، نمازِ جنازہ میں اژدھام تھا، تدفین خانقاہ مارہرہ میں ہوئی۔[3]

6-علی حسین اشرفی کچھوچھوی

مخدوم الاولیاء، ہم شبیہ غوث اعظم، شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی ہجری کے اہم شیخ طریقت، خانقاہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین اور مؤثرترین شخصیت کے مالک تھے۔ آپ علم وعمل کے پیکر، بہترین واعظ، حسن ظاہری وباطنی کے

(1) عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، ص347
(2) سیدی ابو البرکات، ص124...مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص79
(3) سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء، ص4

جامع، باکرامت ولی کامل اور مجدد سلسلہ اشرفیہ تھے۔ آپ کے سینکڑوں خلفا اور لاکھوں مرید[1] تھے۔ علمائے اہل سنت کی ایک تعداد آپ سے مستفیض ہوئی۔

مخدوم الاولیاء کے جد امجد

آپ کے جد امجد مخدوم الآفاق حضرت سید عبد الرزاق نور العین کا سلسلہ نسب دس واسطوں سے پیرانِ پیر، حضور غوث الاعظم شیخ سید عبد القادر جیلانی سے مل جاتا ہے: مخدوم الآفاق حضرت سید عبد الرزاق نور العین بن سید عبد الغفور حسن جیلانی حموی بن سید ابو العباس احمد جیلانی حموی بن سید بدر الدین حسن جیلانی حموی بن سید علاؤ الدین علی جیلانی حموی بن سید شمس الدین محمد جیلانی حموی بن سید سیف الدین یحیٰ جیلانی حموی بن سید ظہر الدین احمد جیلانی بغدادی بن سید ابو نصر محمد جیلانی بن سید عماد الدین صالح نصر بن تاج الدین عبد الرزاق جیلانی بن غوث الاعظم سید شیخ عبد القادر جیلانی۔[2] مخدوم الآفاق چونکہ محبوب یزدانی تارک السلطنت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی خالہ زاد بہن کے بیٹے تھے، لہٰذا بچپن سے ہی انہیں مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت حاصل ہوئی۔ انہیں کی نگرانی میں حفظ قرآن کے بعد مروجہ علوم اسلامیہ حاصل کئے۔ سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے اور خلافت سے نوازے گئے۔ مخدوم الآفاق ہی خانقاہ کچھوچھہ شریف کے پہلے سجادہ نشین بنائے گئے۔ آپ کی ولادت 750ھ میں ہوئی اور وصال 120 سال کی عمر میں 7 ذوالحجہ 872ھ کو ہوا، تدفین مرشد گرامی کے پہلو میں جانب مشرق کی گئی۔[3]

مخدوم الآفاق کے 5 صاحبزادے

مخدوم الآفاق کے 5 بیٹے سید شاہ شمس الدین، سید شاہ حسن، سید شاہ حسین، سید شاہ احمد اور سید شاہ فرید تھے۔ بڑے بیٹے سید شاہ شمس الدین کا نو عمری میں وصال ہو گیا۔

محبوب یزدانی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کے متعلق منقول ہے کہ آپ نے اپنی عمر کے آخری

---

1 آپ کے مریدوں کی تعداد تقریباً 23 لاکھ اور خلفا کی تعداد 1350 بتائی جاتی ہے۔ (فیضان حضور اشرفی، ص32)

2 صحائف اشرفی، 2/62

3 حیات سید عبد الرزاق نور العین، ص16، 20، 22، 24... حیات مخدوم الاولیاء، ص8

حصے میں مخدوم الآفاق کے چاروں بیٹوں کو اکٹھے یا باری باری بلایا اور ان کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا، بعد میں مخدوم الآفاق نے اس پر من وعن عمل فرمایا اور ویسے ہی ہوا جیسے محبوب یزدانی نے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ،

مخدوم الآفاق کے پہلے بیٹے سید **شاہ حسن** کو بلایا خواجہ علاؤ الدین گنج نبات چشتی کا خرقہ دے کر ان کے متعلق فرمایا: حَسن احسن الوجوہ واکبر الوقوہ خواہد بود یعنی (میرا بیٹا) حَسن مراتبِ جذب وسلوک میں بہتر، درگاہ شریف کا متولی ونگران اور سجادہ نشین ہوگا۔ چنانچہ حضرت سید ابو محمد حسن کی تربیت مخدوم الآفاق نے اس انداز سے کی کہ یہ درگاہ سمنانی کی ذمہ داریوں کو بحسن خوبی ادا کر سکیں۔ ان کی اولاد قلیل تھی مگر اس میں جلیل القدر اولیائے کرام ہوئے۔ آپ ہر سال یوم مخدوم سمنانی کا عرس 28 محرم کو کیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 898ھ میں ہوا۔ درگاہِ معلّٰی روضہ مخدوم کے بائیں جانب تدفین کی گئی۔ ان کی اولاد کا قیام درگاہِ معلّٰی کے جانب مغرب ہے۔ (1)

مخدوم الآفاق کے دوسرے فرزند حضرت سید **شاہ ابو عبد اللہ حسین** کے متعلق فرمایا: حسین میرا ثانی ہے، اس سے بڑا خاندان صادر ہوگا۔ چنانچہ ان کو مخدوم الآفاق نے جونپور کی ولایت دی تھی۔ یہ اکثر جونپور مریدوں کی تعلیم وتربیت کے لئے تشریف لے جاتے مگر مستقل قیام اپنے بڑے بھائی حضرت سید حسن کے ہاں کچھوچھہ میں ہوتا تھا۔ آپ باتفاق باہمی عرس مخدوم سمنانی سے ایک دن قبل 27 محرم الحرام کو عرس مخدومی کیا کرتے تھے۔ ان کی اولاد کا قیام درگاہِ معلّٰی سے جانب مشرق ہے۔ (2)

مخدوم الآفاق کے تیسرے فرزند حضرت مولانا سید **شاہ حاجی احمد قتّال** کے متعلق فرمایا: احمد ثانی ہمنام نبوی اور موصوف بہ صفاتِ مصطفوی اور تجھ سے فرزند ان عزیز الوجود وصاحب الجود ہوں گے۔ انھوں نے والد صاحب کے حکم سے جائس میں قیام فرمایا۔ محبوب یزدانی نے یہاں زمین خرید کر خانقاہ بنائی تھی۔ انھوں نے اسے آباد کیا۔ ان کے خاندان میں بھی کثیر اولیائے کرام ہوئے ہیں۔ ان کا وصال 906ھ میں ہوا۔ (3)

مخدوم الآفاق کے چوتھے فرزند حضرت سید **شاہ فرید الدین** کے متعلق فرمایا: آاے فرید ثانی کہ تجھ سے

---

(1) صحائف اشرفی، 2/ 72، 143... حیات مخدوم الاولیاء، ص9
(2) صحائف اشرفی، 2/ 73، 143... حیات مخدوم الاولیاء، ص9
(3) صحائف اشرفی، 2/ 73، 143

محبت الٰہی وخلعت لامتناہی کی (خوش)بو آتی ہے۔ چنانچہ مخدوم الآفاق نے انہیں بسوڑھی / لودھی / موئ نزدردولی کے علاقوں کی ولایت عطا فرمائی، یہ اودھ میں رہے پھر یہ ایودھیا میں منتقل ہوگئے۔ ان کا مزار محلہ بیگم پورہ میں ہے، ان کے صاحبزادے شاہ علاؤ الدین تھے، ان کے فرزند شاہ نظام الدین تھے، ان کے شاہ محی الدین تھے اور آخر الذکر کی صرف دو صاحبزادیاں تھیں، ان کی دختری اولاد خانوادہ احمدی، خانوادہ حسنی اور خانوادہ حسینی سے جاری ہے۔[1]

سلسلہ نسب اور والد گرامی

مخدوم الاولیاء حضرت پیر سید علی حسین اشرفی میاں کا تعلق خانوادۂ حسنیہ سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے حضرت شاہ سید عبد الرزاق نور العین سے مل جاتا ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی علم و عمل کے جامع، طاعت وعبادت اوراتباع سنت میں بے نظیر تھے، صبر وشکر اور قناعت وتوکل کی صفات ان کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ یہ اپنے والد گرامی سید شاہ قلندر بخش سے مرید ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے جو کہ مخدوم سید تراب علی کے بیٹے اور مخدوم سید صفت اشرف کے بھتیجے تھے۔[2] جبکہ سید شاہ قلندر بخش کے دوسرے بیٹے قدوۃ العرفاء حضرت سید شاہ منصب علی سرکار کلاں کے سجادہ نشین تھے، جو صبر ورضا وتوکل سے متصف، مرجع انام اوروسیع سلسلہ رشد وہدایت رکھتے تھے، آپ کا وصال محرم 1307ھ کو کچھوچھہ شریف میں ہوا، تدفین کنارہ تالاب نیر شریف مسجد کے پاس ہوئی۔[3]

آپ کے والد گرامی حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی کی شادی خاندان حسینیہ و سرکار خورد کے چشم وچراغ تاج الاولیاء حضرت شاہ نیاز اشرف کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ اللہ پاک نے ان کو دو بیٹوں اشرف الاولیاء سید شاہ اشرف حسین[4] اور مخدوم الاولیاء سید شاہ علی حسین سے نوازا۔ انھوں نے اپنے دونوں بیٹوں کی بہترین تربیت فرمائی اوراپنی آنکھوں سے ان کا عروج اور شان محبوبی دیکھی۔ سید شاہ سعادت علی دنیاوی تعلیم سے بھی آراستہ تھے۔ کئی سال تحصیل خلیل آباد میں بسلسلہ مختاری مقیم رہے۔ جب وہاں برطانوی

1 صحائف اشرفی، 2 / 73، 143... حیات مخدوم الاولیاء، ص8
2 رسالہ محبوب یزدانی، مارچ 2003ء، ص9
3 حیات مخدوم الاولیاء، ص19 تا 21
4 ان کا تعارف صفحہ نمبر 416 پر دیکھئے۔

حکومت آئی تو واپس اپنے وطن کچھوچھہ تشریف لے آئے۔ 1292ء میں حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ مدینہ منورہ میں 1293ھ میں بڑے بیٹے اشرف الاولیاء شاہ اشرف حسین کو خلافت واجازت خاندانی عطا فرمائی جبکہ اس سے پہلے 1285ھ مطابق 1868ء میں ان کے بھائی وسجادہ نشین سرکارِ کلاں سید شاہ منصب علی نے اپنے بھتیجے اشرف الاولیاء کو اپنے بڑھاپے اور بیماری کی وجہ سے خلافت دے کر 1285ھ میں سرکارِ کلاں کا سجادہ نشین بنادیا تھا۔ حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی کا وصال 23 ربیع الاول 1313ھ کو ہوا اور خاندانی خطیرہ درگاہ معلیٰ میں دفن کئے گئے۔ [1]

مخدوم الاولیاء کی پیدائش اور نام والقابات

مخدوم الاولیاء حضرت پیر سید علی حسین اشرفی میاں 22 ربیع الاخر 1266ھ مطابق 7 مارچ 1850ء کو کچھوچھہ مقدسہ میں بروز پیر صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ والد گرامی حضرت حاجی سید شاہ سعادت علی نے غسل واذان کے بعد خاندانی رسم کے مطابق ان کے ہاتھ میں قلم تھما کر دوات میں ڈبویا اور اپنے ہاتھ کے سہارے اسم جلالت لکھوایا۔ اِس کے بعد آبِ زم زم ملا شہد چٹایا اور درگاہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کا کاجل آنکھوں میں لگایا۔ کچھ بڑے ہوئے تو ایک حیرت والی بات یہ دیکھی گئی کہ آپ رو رہے ہوتے اور اذان شروع ہو جاتی تو اذان کی آواز سنتے ہی خاموش ہو جاتے۔ [2] آپ کا نام علی حسین، کنیت ابواحمد، تخلص اشرفی اور القابات مخدوم الاولیاء، مخدوم عالم، ہم شبیہ غوث اعظم، شیخ المشائخ، مجدد سلسلہ اشرفیہ، قطب الارشاد، محبوب ربانی، سجادہ نشین سرکار کلاں اور اشرفی میاں ہیں۔ [3]

تعلیم وتربیت کا آغاز

جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا سید گل محمد خلیل آبادی [4] کو بسم اللہ پڑھانے کے لیے مدعو کیا گیا۔ انھوں نے بسم اللہ پڑھائی اور فرمایا: اس بچے کی پیشانی

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص 19 تا 22
2 حیات مخدوم الاولیاء، ص 52
3 تحائف اشرفی، ص 1
4 ان کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

سے نورِ ولایت ظاہر ہیں، یہ اپنے وقت کا بڑا ولی ہو گا۔[1] جب آپ کچھ بڑے ہوئے تو ہم عمر بچوں کے ساتھ کچھوچھہ کی آبادی سے دور کھیتوں میں چلے جاتے اور وہاں اپنے خاندانی معمولات کے مطابق ذکر بالجہر یعنی بلند آواز سے ذکر الٰہی کرتے اور بچوں کے ساتھ مل کر لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے۔ نماز کے بھی بچپن سے عادی ہو گئے تھے۔ کبھی مسجد سے دور اپنے ہم جولیوں کے ساتھ کھیل رہے ہوتے تو انہیں اپنے ساتھ نماز کے لیے تیار کرتے اور خود نماز کی امامت کروایا کرتے تھے۔

بچپن کا حیرت انگیز واقعہ

بچپن کے ایک واقعے کی تو بہت شہرت ہوئی، ہوا یوں کہ سردیوں کے دن تھے، آپ آگ جلا کر ہاتھ تاپ رہے تھے۔ اتنے میں آپ کے خاندان کے ایک ہم عمر مجذوب صاحبزادے آ گئے اور وہ بھی ہاتھ تاپنے لگے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے ان سے کہا کہ پہلے آگ میں اپنا حصہ ڈالو پھر ہاتھ تاپنا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میرے پاس اس شال کے علاوہ تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ یہ شال ہی آگ میں ڈال دو۔ جب شال آگ میں ڈالی تو وہ جل کر راکھ ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد گھر گئے تو روتے ہوئے یہ واقعہ گھر میں سنایا۔ ان کی والدہ نے کہا کہ سید علی حسین کے پاس جا کر اپنی شال لے کر آؤ۔ یہ آپ کے پاس آئے اور رو رو کر کہنے لگے: مور شال لاؤ، مور شال لاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ جا کر آگ سے کہو کہ علی حسین شال مانگتے ہیں۔ یہ آگ کے پاس گئے اور زور زور سے کہنے لگے کہ علی حسین میاں کہتے ہیں کہ شال نکل، شال نکل۔ پھر انھیں آگ میں اپنی شال نظر آئی۔ انھوں نے آگ سے اپنی شال نکالی اور خوشی خوشی گھر پہنچے۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ واقعہ کچھوچھہ شریف میں مشہور ہو گیا اور لوگ اتنی کم عمر میں آپ کی کرامت کا سن کر حیران رہ گئے۔[2]

خلیل آباد میں تحصیل علم

آپ نے ابتدائی تعلیم خلیل آباد میں حضرت مولانا سید گل محمد خلیل آبادی سے حاصل کی، آپ کے ساتھ جو طلبہ پڑھتے تھے ان میں سے ایک شخص مزید دنیاوی تعلیم حاصل کر کے گورکھپور میں سررشتہ کلکٹری (ڈپٹی کمشنر کے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ) کے عہدے پر فائز ہوا۔ عرصۂ دراز کے بعد آپ وہاں کے محلہ بُھوا

1 سیرت اشرفی، ص3
2 حیات مخدوم الاولیاء، ص53

شہید میں اپنے مرید رئیس و جاگیر دار نواب محمد شاہ خان کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہی آفیسر پالکی لے کر اپنے گھر لے جانے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ تشریف لے گئے، ان کے گھر کی ایک خاتون کو آسیب تھا، آپ کے دم سے افاقہ ہوگیا۔ اس نے باتوں باتوں میں اپنا واقعہ سنایا کہ کس طرح میرے رزق کی تنگی درگاہ مخدوم اشرف جہانگیر پر حاضر ہو کر دعا کرنے سے دور ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ جب مَیں خلیل آباد میں پڑھتا تھا تو ایک لڑکا جس کا باپ تحصیل خلیل آباد میں سیاہ نویس تھا، وہ میر اکلاس فیلو تھا، کہیں تم وہ تو نہیں ہو۔ یہ سُن کر وہ فوراً اٹھا، آپ کے قدموں کو بوسہ دے کر کہنے لگا کہ حضور! مَیں ہی آپ کا نیاز مند مکتبی بھائی ہوں۔ آپ نے فقیری لائن میں ترقی کی اور میں نے دنیاوی لائن میں ترقی کی۔ [1]

کچھوچھہ میں تکمیل علوم

خلیل آباد میں آپ کی تعلیم کا سلسلہ جاری تھا تو آپ کے والد صاحب اپنے بڑھاپے اور اودھ میں برطانوی حکومت قائم ہونے کی وجہ سے اپنے آبائی وطن کچھوچھہ مقدسہ آگئے۔ یہاں آپ نے فارسی کتب مولانا کرامت علی کچھوچھوی سے پڑھیں، اس کے بعد مولانا کرامت علی گورکھ پوری اور مولانا قادر بخش کچھوچھوی [2] سے عربی کتب مکمل کیں۔ آپ کے تحصیلِ علم کی لگن کو دیکھ کر ایک انتہائی علمی شخصیت سید علی بلگرامی ڈپٹی کلکٹر فیض آباد نے آپ کے بارے میں لکھا: شاہ صاحب نے وہ لیاقت بہم پہنچائی ہے کہ علما کی مجلس میں بھی ایک شاندار رکن دکھائی دیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا، زمانے نے دیکھا کہ آپ کی مجالس میں بڑے بڑے محدثین، مدرسین، واعظین اور دینی و دنیاوی تعلیم یافتہ آتے اور آپ کی گفتگو ہر ایک کے ذوقِ معیار کے مطابق ہوتی اور یہ حضرات آپ سے مطمئن ہو کر جاتے۔

بیعت و خلافت

مخدوم الاولیاء کا میلان ابتدا سے ہی تصوف کی جانب تھا اور بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان: رحمتِ الٰہی نے (خدمتِ دین کے) حصے تقسیم فرما دیئے ہیں، کسی کو خدمت الفاظ، کسی کو خدمتِ معانی، کسی کو تحصیلِ

1 صحائف اشرفی، 2/174، 175

2 ان تینوں حضرات کے حالات سے آگاہی نہ ہو سکی۔

مقاصد اور کسی کو ایصال الی المطلوب (کے لیے مقرر فرمایا ہے)۔[1] اللہ پاک نے اپنی رحمت کاملہ سے آپ کو دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد ایصال الی المطلوب کی جانب متوجہ فرمادیا۔ آپ نے 1282ھ میں اپنے بڑے بھائی اشرف الاولیاء حضرت مولانا سید شاہ اشرف حسین کچھوچھوی سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور انھوں نے آپ کو راہ سلوک کی تعلیم و تلقین شروع فرمائی، مجاہدہ و ریاضت اور اپنے بزرگوں کے طریقے کے مطابق چلہ کشی کروائی اور پھر سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ اور سلسلہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ سمیت کئی سلاسل کی اجازت عطافرمادی۔ آپ کا راہ سلوک میں انہماک وترقی دیکھ کر بڑے بھائی نے آپ کو 3ربیع الاول 1286ھ کو اپنا جانشین و سجادہ نشین مقرر فرمادیا۔[2] سب سے پہلے آپ کے استاذ محترم مولانا قادر بخش کچھوچھوی آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور فرمایا: مجھ کو مدت سے اس دن کا انتظار تھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے، جس نے آج میری مُراد پوری فرمائی۔[3]

شادی اور خانوادۂ حسینیہ سے خلافت

1285ء میں مخدوم الاولیاء کی شادی زیب سجادہ سرکار خورد اور خانوادۂ حسینیہ حضرت مولانا سید شاہ حمایت اشرف بسکھاروی کی دختر نیک اختر (بیٹی) سے ہوئی کہ جن کے بھائی خانوادۂ حسینیہ کے سربراہ و سجادہ نشین سرکار خورد حضرت سید شاہ مجید الدین اشرف صاحب عدل اور اخلاق حسنہ کے پیکر تھے اور صاحب ترک و تجرید کے مقام پر فائز تھے۔[4] انہوں نے اپنی وفات کے 20دن قبل 25جمادی الاخریٰ 1289ھ میں آپ کو خلافت عطافرمائی اور درگاہ معلیٰ میں حضرت شاہ راجو کے مزار سے متصل جانبِ جنوب اورآپ کے نانا تاج الاولیاء حضرت نیاز اشرف قدس سرہٗ کی مبارک قبر کے پاس ایک مقام کی نشاندہی کرکے فرمایا کہ اس جگہ ایک حجرہ چلہ کشی، فاتحہ بزرگان اور ذکر وفکر کے لیے بنالیں۔ آپ نے یہاں حجرہ بنایا اوران کے وصال (1297ھ) تک اس حجرہ چلہ کشی میں فاتحہ بزرگان دین کرتے رہے۔[5]

1. فتاویٰ رضویہ، 26/431
2. حیات مخدوم الاولیاء، ص54
3. تحائف اشرفی، ص3
4. حیات مخدوم الاولیاء، ص70، 71
5. تحائف اشرفی، ص3... حیات مخدوم الاولیاء، ص71

حجرۂ درگاہِ معلّٰی میں چلہ کشی

1290ھ میں آپ کامل ایک سال درگاہ معلّٰی کے مذکورہ حجرہ میں چلہ کشی میں مصروف رہے۔ یہیں ذکر وفکر کی محفلیں جمتیں، مردانِ حق کی جماعت بھی آپ کے گرد حلقہ درحلقہ آموجود ہوتی۔ دن رات ذکر بالجہر سے خانقاہ پر رونق رہتی۔ حق حق کے نعرے بلند ہوتے۔ لاالہ الااللہ کے ترانے پڑھے جاتے۔ کبھی آپ تنہا ہوتے اور ذکر وفکر کرتے رہتے۔ اس چلہ کشی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں: آدھی رات کے وقت بطریقہ چشتیہ ذکر جہر میں مشغول تھا اور مجھ کو برزخ اور ذات وصفات اور شدّ اور مدّ اور تحت اور فوق میں کچھ خطرہ واقع ہوا، میں نے اپنے جد حضرت محبوب یزدانی کی طرف رجوع کرکے عرض کیا کہ یا تو حضور خود میری تسکین فرمائیں یا کسی کو میری تسکین کے لیے بھیج دیجئے۔ یہ میرا عرض کرنا تھا کہ یہ معلوم ہوا جیسے کوئی حجرے کی کنڈی ہلا رہا ہے۔ حجرہ کے دروازے پر دو فقرا سو رہے تھے۔ کہنے لگے کہ کون صاحب ہیں؟ میں نے اندر سے آواز دی کہ خاموش رہو۔ دروازہ حجرے کا کھول کر اندر بلایا۔ آنے والے نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس ذکر شغل کی نیت سے آیا ہوں، اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو بتادیجئے۔ یہ کہہ کر مشغول بذکر ہوگئے۔ کچھ دیر ذکر کرنے کے بعد فرمانے لگے: اس مقام سے رفع خیالات نفسانی اور یہاں سے رفع خیالاتِ شیطانی اور اس مقام سے خیالاتِ رحمانی کرنا چاہئے۔ جب تمام ذکرِ مدارج بیان کرچکے تو فرمایا کہ ذرا آپ بھی میرے سامنے ذکر کیجئے چونکہ میرے خطرات وشبہات حضرت کے ذکر کرنے سے رفع ہوچکے تھے اور حق تعالیٰ نے مجھ عاجز اور مسکین کو اول سے قابلیت تفہیم، طرقِ اذکار عطا کی تھی، مَیں نے بے تکلف اسی طرح سے ذکر کیا۔ جیسے حضرت نے مجھ کو تعلیما فرمایا تھا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ میرا نام شاہ محمد حسن گرم دیوانی غازی پوری ہے اور مجھ کو اپنے والد حضرت شاہ باسط علی قادری قدس سرہ سے اس کی تعلیم پہنچی، اور ان کو اپنے والد شاہ عبد العلیم قدس سرہ سے اس کی تعلیم پہنچی، اور ان کو اپنے والد حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان سے یہ سلسلہ ملا۔ جس وقت حضرت شاہ ابوالغوث گرم دیوان قدس سرہ آستانہ روح آباد (کچھوچھہ شریف) میں حاضر ہوئے اور حضرت محبوب یزدانی (سید اشرف جہانگیر سمنانی) کے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھنے گئے، آپ نے بچشم ظاہر (ظاہری آنکھوں سے) دیکھا کہ حضرت مزار پاک سے مجسم (جسم مبارک کے ساتھ) باہر

نکل آئے اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کے فیضان وبرکات سے مالامال فرمایا۔[1] 1291ھ کے ایک دن آپ درگاہ معلّٰی میں موجود حجرہ مخصوصہ میں عبادت میں مصروف تھے تو حضرت سید شاہ سعادت علی محقق احمد پوری[2] تشریف لائے اور آپ کو سلسلہ ستاریہ کی اجازت عطا فرمائی۔[3] یوں اس چلے کے دوران کئی بزرگوں نے آپ کی تربیت فرمائی۔

حسنِ ظاہری وباطنی کے جامع

جب آپ نے چلہ مکمل کیا تو مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے فضل وکمال کے مظہر اتم بن کر باہر آئے۔ اس وقت سے آپ کی ذات سے انوارِ جہانگیری ظاہر ہونے لگے۔ آپ میں ایسی کشش پیدا ہوگئی کہ لوگوں کا آپ کی جانب رجوع بڑھ گیا۔ اللہ پاک نے ظاہری حسن وجمال بھی عطا فرمایا تھا کہ جو دیکھتا تو دیکھتا رہ جاتا، اَب حسن باطنی کا وافر حصہ بھی نصیب ہوگیا۔ آپ کے چہرے سے انوار غوثیہ اور سمنانیہ نمایاں ہونے لگے اور انوارِ باطنی نے ظاہری حسن وجمال میں ایسا نکھار پیدا کر دیا تھا جو بہت جاذب نظر تھا۔ اللہ پاک نے آپ کے اندر کشش فرمادی تھی جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی تھی۔ جب آپ دن میں آرام فرماتے تو چہرے پر رومال رکھ لیا کرتے تھے کیونکہ چہرے کی چمک دمک کی وجہ سے بھونرے چہرے کے چکر لیا کرتے تھے۔ جس کمرے میں تشریف فرما ہوتے وہ ان کے چہرے کی روشنی سے منور ہو جاتا۔ کثیر کفار آپ کا چہرہ دیکھ کر مسلمان ہوئے اور کئی فاسق تائب ہوگئے۔[4]

پہلا حج بیت اللہ

مخدوم الاولیاء نے پہلا حج 1393ھ میں کیا اور دربارِ رسالت سے فیوض برکات حاصل ہوئے اور حج کے بعد 1394ء تک مکہ شریف میں مقیم رہے یہاں آپ کی ملاقات نقیب الاشراف سید علی جیلانی سجادہ نشین دربار عالیہ غوث الاعظم کے خلیفہ حضرت مولانا سید شاہ عبد القدیر قادری[5] سے ہوئی، آپ نے ان سے

1. بتغیر قلیل صحائف اشرفی، 2/153، 154
2. ان کے بارے معلومات نہ مل سکیں۔
3. حیات مخدوم الاولیاء، ص68
4. سیرت اشرفی، ص4، 42... حیات مخدوم الاولیاء، ص63، 64... فیضان حضور اشرفی، ص128، 129
5. ان کے بارے میں معلومات نہ مل سکیں۔

اجازت حرزیمانی مع اشارات حاصل کی۔[1] اس حج میں تاج الفحول، محب رسول علامہ عبد القادر بدایونی بھی حضرت شاہ جی میاں علامہ سید اسماعیل حسن مارہروی، سجادہ نشین مارہرہ شریف کے ہمراہ گئے ہوئے تھے۔ سعی میں ان کی نظر مخدوم الاولیاء پر پڑی تو ان کی طرف پیٹھ نہ ہونے دی، پوچھا گیا تو فرمایا کہ حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی شبیہ غوث الثقلین ہیں، مَیں ان کی طرف کیسے پیٹھ ہونے دیتا۔[2]

کثیر بزرگوں سے خلافت و اجازت

مخدوم الاولیاء شاہ سید علی حسین اشرفی میاں کو کثیر بزرگوں سے اجازات و خلافتیں حاصل تھیں۔

☆ان بزرگوں میں دہلی کے ایک صاحب باطن و کشف بزرگ اخون صاحب حضرت سید حافظ عبد العزیز قادری دہلوی بھی ہیں ان کے پاس مخدوم الاولیاء شوال 1295ھ دہلی میں تشریف لے گئے انھوں نے حسب اجازتِ روحانیہ حضرت غوث الثقلین حرزیمانی، حزب البحر، دعائے حیدری اور دیگر اعمال مخصوصہ کی اجازت دی۔ ☆اسی طرح آپ فردِ وقت حضرت میاں راج شاہ قادری سے سلسلہ قادریہ، تعلیم سلطان الاذکار، شغل محمود اور دیگر اشغال مخصوصہ سے مشرف ہوئے۔ ☆ایک بزرگ قطب الارشاد حضرت مولانا میاں محمد امیر شاہ کابلی سے فاضل پور ضلع گیا میں سلسلہ قادریہ منوریہ کی اجازت حاصل ہوئی۔[3] اس سلسلے کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سلسلۃ الذہب صرف چار واسطوں ☆عارف باللہ، قطب زمانی میاں غلام شاہ رامپوری ☆تاج المحدثین ملا فقیر اخوند شاہ عبد الکریم رامپوری ☆شیخ منور علی شاہ الہ آبادی ☆حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ احمد آبادی سے پیرانِ پیر شیخ عبد القادر جیلانی سے مل جاتا ہے۔ ☆مولانا سید عماد الدین اشرف لکڑ صاحب خاندانِ اشرفیہ کے بزرگوں میں سے تھے، انھوں نے بھی آپ کو 1290ھ کو اندرون حجرہ مقدسہ درگاہ معلی کچھوچھہ شریف میں مخصوص اعمال اور کسبِ وجوہ کی اجازت دی۔

دیگر بزرگوں کی نوازشات

حضرت مولانا مفتی عزیز الحسن بریلوی ایک صاحب نسبت شخصیت تھے، آپ سے محبت کرتے تھے، یہ

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص68
2 فیضان حضور اشرفی، ص170
3 حیات مخدوم الاولیاء، ص68

اپنے آخری زمانۂ حیات میں بنفسِ نفیس کچھوچھہ شریف آئے تاکہ مخدوم الاولیاء کو عمل سورۂ فاتحہ کی اجازت دیں مگر آپ دہلی گئے ہوئے تھے۔ یہ واپس بریلی تشریف لے گئے، آپ کو خبر ہوئی تو آپ دہلی سے بریلی تشریف لے گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، انھوں نے تخلیہ میں آپ کو اس عمل کی اجازت دی اور تمام سلاسل کی خلافت سے بھی نوازا۔

☆محبوبِ یزدانی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی بہن کے خاندان کے ایک بزرگ مولانا سید نوازش رسول بیتھوی ضلع گیامیں تھے، یہ صاحب کشف اور بڑے بزرگ تھے، آپ ان کے پاس تشریف لے گئے، آپ چاہتے تھے کہ ان سے دعائے سیفی کی اجازت مل جائے کیونکہ کچھوچھہ شریف میں اجازت دعائے سیفی کا سلسلہ نہیں تھا، انھوں نے آپ کی خواہش کو جان لیا، دیگر اشغال کی مشق کروانے کے بعد دعائے سیفی کی اجازت عطا فرمائی۔

آپ کو دیگر بزرگوں سے جو اجازات حاصل ہوئیں ان کی تفصیل یہ ہے:

☆حضرت مولانا شاہ تقی علی کاکوروی سے اوراد فتحیہ

☆مولانا خوشنود ولایتی سے درود مستغاث اور حافظ احمد حسین خان شاہجہانپوری چشتی نظامی [1] سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ ☆حضرت عین اللہ شاہ خلیل احمد خادمی صفی پوری سے سلسلہ چشتیہ کی اجازات حاصل ہوئیں۔ [2]

مختلف درگاہوں پر حاضری

مخدوم الاولیاء مشائخ سلسلہ چشت اہل بہشت کے اعراس کی محافل میں پابندی سے شرکت فرماتے۔ ہفتوں اور مہینوں ان درباروں میں رہتے۔1294ھ تا1297ھ تک محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاکے آستانے پر کثرت سے حاضری دیتے اور چلہ کشی کرتے۔ حضرت مخدوم علاؤ الدین پنڈوی کے دربار پر چلہ کشی کرتے، محبوب یزدانی سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے خلفا کے درباروں پر حاضری دیناتو

1 ان دو حضرات کے حالات سے آگاہی نہ ہو سکی۔
2 حیات مخدوم الاولیاء، ص65تا69

آپ کا معمول تھا، ان کی تفصیلات آپ نے اپنی کتاب صحائف اشرفی میں ذکر کی ہے۔[1]

حضرت شاہ آلِ رسول سے خلافت

مخدوم الاولیاء ایک مرتبہ آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی قادری برکاتی مارہروی کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور بعض مخصوصات خاندان برکاتیہ کی اجازت چاہی مگر آپ نے ارشاد فرمایا: صاحبزادے! ابھی وقت نہیں آیا۔ کچھ عرصہ بعد خاتم الاکابر حضرت شاہ آلِ رسول بیمار ہوئے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اپنے پیر و مرشد کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ پیر و مرشد نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس حضور غوث الاعظم کی ایک امانت ہے جو ان کے خاندان کے ہی ایک فرد مولانا سید علی حسین اشرفی کو سونپنی ہے۔ اس وقت وہ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر دہلی میں ہیں۔ ان کے پاس جایئے، محراب مسجد کے پاس ملاقات ہوگی اور انہیں یہاں لے آیئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت دہلی روانہ ہوگئے۔ مزار پر حاضر ہو کر جب مسجد کی محراب میں پہنچے تو پیر صاحب کے فرمان کے عین مطابق آپ وہاں موجود تھے، آپ کو دیکھتے ہی اعلیٰ حضرت نے یہ شعر پڑھا:

اشرفی ای رخت آئینہ حسن خوبان
ای نظر کردہ وپروردۂ سہ محبوبان

سلام وملاقات کے بعد آپ نے مدعا بیان کیا۔ آپ مارہرہ شریف حاضر ہوئے۔ حضرت شاہ آلِ رسول مارہروی نے آپ کو خلافت اور تمام اوراد و اعمال کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا: جو کچھ فقیر کو حضرت غوث پاک کی بارگاہ کا عطا ہوا تھا، سب فقیر نے آپ کو واپس کیا۔[2]

خرقۂ علائی زیب تن کرنے کی سعادت

اشرف الاولیاء سید اشرف حسین نے 28 محرم 1297ھ عرس محبوب یزدانی کی خاص تقریب میں حجرۂ چلہ کشی میں خرقہ علائی مخدوم الاولیاء کو زیب تن کرایا۔ حضور درگاہِ معلیٰ میں خانوادۂ حسنی کے چشم و چراغ مخدوم الاولیاء نے یہ خرقہ پہن کر عرس مخدومی کے مراسم سجادگی ادا فرمائے۔ بوجوہ آپ نے درگاہ معلیٰ کی

[1] حیات مخدوم الاولیاء، ص73
[2] فیضان حضور اشرفی، ص22... حیات مخدوم الاولیاء، ص67

حدود میں ایک خطہ اراضی خرید کر اس میں خانقاہ، مدرسہ اور مکان کی تعمیرات کا آغاز کیا جس کی تکمیل 1304ھ میں ہوئی۔[1]

کتب کی نشرو اشاعت

مخدوم الاولیاء کتب کی نشرو اشاعت کے فوائد و ثمرات سے خوب واقف تھے، سب سے پہلے آپ نے محبوب یزدانی حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات کے مجموعہ لطائف اشرفیہ شائع کروانے کا فیصلہ کیا، چنانچہ آپ نے نواب آف رامپور کے مالی تعاون سے اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ اس کام کے لیے دو سال دہلی میں مقیم رہے۔ پہلی بار اسے 1295ھ مطابق 1878ء کو مطبع نصرت المطابع دہلی سے شائع کرنے میں کامیاب ہوئے۔

جب یہ کتاب اہل چشت اور دیگر اہل سنت کے ہاتھوں میں آئی تو اسے خوب سراہا گیا۔ اس لیے دوسری طباعت کی حاجت محسوس کی گئی۔ چنانچہ آپ نے اس کی دوسری اشاعت 1298ھ مطابق 1881ء میں دو جلدوں میں کروائی۔ اسی طرح آپ نے محبوب یزدانی اور آپ کے خلفائے کرام کے حالاتِ زندگی دو جلدوں میں بنام صحائف اشرفی تحریر فرمائے جو شائع شدہ ہیں۔[2]

آپ بہترین اردو، فارسی اور ہندی شاعر بھی تھے۔ آپ کے کلام کا مجموعہ تحائف اشرفی کے نام سے مطبوع ہے۔ اسی طرح آپ کے تعلیم کردہ اورادو وظائف کا مجموعہ وظائف اشرفی بھی طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔

دوسرا اور تیسرا حج

آپ نے دوسرا حج 1323ھ میں فرمایا اور کئی علمائے حرمین سے اذکارو اشغال کی اجازت حاصل کی۔ آپ کو شیخ الدلائل حضرت شیخ سید محمد امین رضوان مدنی اور قطب مکہ شیخ الدلائل حضرت علامہ عبد الحق الہ آبادی مہاجر مکی سے بواسطہ پیرو مرشد اشرف الاولیاء دلائل الخیرات کی اجازت حاصل تھی۔[3]

1. حیات مخدوم الاولیاء، ص70 تا 72
2. حیات مخدوم الاولیاء، ص82 تا 85
3. تحائف اشرفی، ص6، 7

چھ سال بعد 1329ء کو آپ ایک مرتبہ پھر حج کے لیے روانہ ہوئے، اس سال سفرِ حج کی دو خاص باتیں تھیں، پہلی یہ کہ بعد حج 1330ھ میں آپ مدینہ شریف حاضر ہوئے اور بزبان فارسی بارگاہ نبوی میں مناجات پیش کیں۔ اس کے بارے میں آپ کے ایک عزیز نے خواب میں دیکھا کہ یہ مناجات بزم بارگاہِ نبوی میں پڑھی جا رہی ہیں اور اس وقت سید صالح آفندی بھی حاضر بزم ہیں۔ (1)

دوسری خاص بات یہ تھی کہ آپ حج بیت اللہ شریف کے بعد 1330ھ میں بغداد شریف، نجف شریف، بیت المقدس، شام، حماہ شریف (جائے پیدائش جد امجد سید عبد الرزاق نور العین) اور مصر کے مقامات مقدسہ و مزارات پر حاضر ہوئے۔ حماہ شریف نزد حِمص میں حاضر ہو کر آپ حضرت سید صالح آفندی کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ اول سید صالح آفندی ابن حضرت سید مرتضیٰ آفندی نقیب الاشراف رزاقی القادری کی ملازمت سے جب فقیر مشرف ہوا۔ قبل ملازمت دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر حضرت صالح آفندی مجھ کو خرقہ خلافت اور شجرۂ ارشاد سے مشرف فرماتے تو خوب تھا۔ ملاقات کے بعد بلا استفسار شجرۂ بیعت ارشاد میں میرا نام لکھ کر عنایت کیا اور شب کو خلوت میں بعد تلقین خاندانِ قادریہ ایک تاج خرقۂ خلافت میرے سر پر رکھا اور فرمایا وقت حلقۂ ذکر اس کو سر پر رکھ لیا کرنا اور ہنس کر فرمایا: قلب کے اندر ایک باریک سوراخ ہوتا ہے اس سے سب کچھ نظر آتا ہے۔ (2)

چوتھا اور آخری سفرِ حج

مخدوم الاولیاء نے چوتھا اور آخری سفرِ حج 1354ھ مطابق 1936ء کو فرمایا، ہوا یوں کہ آپ بسلسلہ رشد و ہدایت ماہِ رمضان میں مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں مقیم تھے تو ممبئی سے آپ کے نواسے محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی نے مکتوب بھیجا کہ آپ اس سال حج پر جانے کے لیے ممبئی تشریف لے آئیں، اس کے تمام مصارف کا انتظام مَیں کروں گا۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری فرماتے ہیں کہ مخدوم الاولیاء نے فرمایا: فقیر اپنے پیسوں سے حج و زیارت کے لیے جائے گا اور آپ نے اپنی جیب سے تین روپے نکال کر دیئے اور فرمایا کہ لو اس کا ایک ایک پیسہ بھنا کر لاؤ اور جب میں لے

(1) حیات مخدوم الاولیاء، ص154، 155
(2) صحائف اشرفی، 1/166، 167

کر آیا تو فرمایا: مسجد وزیر خان کی سیڑھیوں پر بیٹھ جاؤ، ایک ایک پیسہ سب میں تقسیم کر دو۔ بلا لحاظ امیر و غریب اور صغیر و کبیر۔ آج فقیر اللہ تعالیٰ سے کاروبار کرے گا۔ بعد نمازِ عصر آپ اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے تو دو غیر معروف، بہت خوبصورت سفید ریش افراد آئے، ملاقات کر کے قدم بوسی کی اور آپ کے بچھونے کے نیچے کچھ رکھ کر چلے گئے۔ مجھ سے فرمایا: ابو البرکات بیٹا! دیکھنا بچھونے کے نیچے کیا ہے، جب میں نے دیکھا تو وہاں تین سو روپے موجود تھے جو حج کے مصارف کے لیے کافی تھے۔ [(1)]

لاہور سے سفر حج کا آغاز

آپ نے سفر کی تیاری فرمائی، جن جن احباب کو اس کا علم ہوا تو وہ بھی تیاری کرنے لگے یوں کثیر لوگ آپ کے ساتھ سفر حج کے لیے تیار ہو گئے جن میں مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری بھی تھے۔ حاجیوں کا یہ قافلہ 24 جنوری 1936ء بروز جمعہ مبارک 5 بجے دفتر حزب الاحناف لاہور اندرون دہلی گیٹ سے روانہ ہوا۔ رخصت کرنے والوں کی تعداد بھی کثیر تھی۔ یہ قافلہ لاہور سے مراد آباد پہنچا۔ صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اپنے رفقا کے ہمراہ اس قافلے میں شامل ہو گئے۔ مراد آباد سے اس قافلے نے کلکتہ کا سفر کیا، وہاں چار دن ٹھہرے رہے، پھر 30 جنوری 1936ء جہانگیری جہاز میں سوار ہوئے۔ [(2)]

حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد یہ قافلہ مدینہ شریف روانہ ہوا، وہاں شیخ الفضیلات مولانا ضیاء الدین احمد مدنی، مولانا محمد علی حسین خیر آبادی مدنی اور مولانا عبد الباقی فرنگی محلی مدنی رحمۃ اللہ علیہم نے خلافت حاصل کی۔

1355ھ میں آپ مدینہ شریف میں تھے، 6 محرم 1355ھ (مطابق 2 مارچ 1936ء) کی صبح آپ نے اپنے ہم سفر اور مرید استاذ العلماء مولانا محمد یونس مراد آبادی اشرفی سے فرمایا: یونس! میرا پوتا ہوا ہے۔ انھوں نے عرض کیا: حضور! کوئی ٹیلی گرام تو نہیں آیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: فقیر کسی ٹیلی گرام کا محتاج نہیں ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے فرمایا کہ اس کا نام اظہار اشرف رکھتے ہیں۔ اس سے اشرفیت کا اظہار ہو گا۔ [(3)] واقعی اسی

1. فیضان حضور اشرفی، ص 170، 171
2. سیدی ابو البرکات، ص 36 سفر حج کی مزید تفصیل راقم کے مقالے تذکرۂ حسنات و برکات میں ملاحظہ کیجئے۔
3. فیضان حضور اشرفی، ص 171

دن شیخ اعظم، مخدوم العلماء ابو المحمود حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف کچھوچھوی کی ولادت ہوئی، آپ سرکار کلاں حضرت شاہ مختار اشرف کچھوچھوی کے فرزند اور جانشین ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ سے حاصل کر کے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے اس کے بعد کچھ عرصہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں تدریس کی پھر رشد و ہدایت اور وعظ و بیان میں مصروف ہوئے۔ والد صاحب کی وفات پر 21 شعبان 1417ھ کو خانقاہ حسنیہ کچھوچھہ شریف میں سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے 1399ھ میں جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ کو جامع اشرف کا نام دیا اور اس میں مختار اشرف لائبریری، نیوہاسٹل اور اشرف حسین میوزیم تعمیر کروایا۔ مجلہ غوث العالم کا اجرا بھی آپ کی کوششوں سے ہوا۔ آپ کا وصال 29 ربیع الاول 1433ھ مطابق 22 فروری 2012ء کو ہوا۔ تدفین خانقاہ کچھوچھہ شریف میں ہوئی۔ قائد ملت حضرت مولانا سید شاہ محمود اشرف آپ کے جانشین ہیں۔ (1)

مخدوم الاولیاء کی شخصی خوبیاں

مخدوم الاولیاء جامع شریعت و طریقت اعلیٰ پائے کے بزرگ تھے، عقیدہ اہل سنت کی پختگی، بدمذہبوں سے دوری، مہمان نوازی، چھوٹوں پر شفقت، غربانوازی اور مالداروں سے بے نیازی، حکام وقت سے اجتناب، معاصر علماو مشائخ کا احترام، مسلمانوں کے باہمی نااتفاقی سے نافور، ذوق و محبت، تبلیغ اسلام کا جذبہ، مواعظ حسنہ کی پابندی وغیرہ جیسی صفات آپ کی شخصیت کا حصہ تھیں۔

مخدوم الاولیاء کے کارہائے نمایاں

فتنہ ارتداد (شدھی تحریک) کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ بنفس نفیس محرم الحرام 1342ھ مطابق اگست 1923ء میں آگرہ وملکانہ کے علاقے میں تشریف لے گئے اور تقریباً دوماہ وعظ و نصیحت میں مصروف رہے۔ جس کی برکت سے کثیر مرتدین دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور کئی غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کے جانے سے اس فتنے کا مقابلہ کرنے والی تحاریک مثلاً جماعت رضائے مصطفیٰ، انجمن خدام الصوفیہ اور جمعیۃ الاشرفیہ وغیرہ کے مبلغین کے حوصلے بلند ہوئے، اہل ثروت

(1) ماہنامہ الاشرف کراچی، اپریل 2012ء ص 18 تا 27

حضرات بھی متوجہ ہوئے اور اس مشن میں تیزی آگئی۔ [1]

اسی طرح آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی سرپرستی بھی فرمائی۔ آپ نے 1340ھ میں اپنی خانقاہ کے ساتھ جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ کی بنیاد رکھی، اس میں کتب خانہ اشرفیہ قائم فرمایا۔ کتب اسلامیہ کی اشاعت کے لیے کچھوچھہ شریف میں اشرفی پریس اور 1923ء میں ماہنامہ اشرفی کا اجرا فرمایا۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں آپ کی سرپرستی اور تعاون سے عظیم الشان جامعات کھلے، جن میں دار العلوم نعمانیہ دہلی، جامعہ نعیمیہ مراد آباد، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اور دار العلوم حزب الاحناف لاہور وغیرہ شامل ہیں۔ [2]

مؤثر وعظ و بیان

آپ کا وعظ و بیان عین شریعت کے مطابق ہوتا تھا۔ ابتدائی جوانی میں شیخ المشائخ والعلماء حضرت علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی نے آپ کی تقریر سنی تو ارشاد فرمایا: صاحبزادے! جو رنگ آپ پر چڑھا ہے، اس رنگ میں آپ کے فیضِ صحبت سے کثیر علما کے قلوب رنگ جائیں گے۔ [3]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے محتاط عالم دین بھی آپ کا بیان بہت رغبت سے سنا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے آستانہ عالیہ قادریہ بدایون میں بموقعہ عرس بیان کیا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا: وہ حقائق و دقائق بیان فرمائے کہ دل نورِ معرفت سے منور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت نے ایک موقعہ پر فرمایا: حضرت (مخدوم الاولیاء) ان میں سے ہیں جن کا بیان میں بخوشی سنتا ہوں۔ [4]

بریلی شریف میں قدردانی

جب بریلی شریف تشریف لے جاتے تو اعلیٰ حضرت بہت خوش ہوتے، ان کا استقبال کرتے اور انہیں اپنی خاص نشست پر بٹھاتے۔ چنانچہ مفتی اعظم سندھ، استاذ العلماء مفتی تقدس علی خان فرماتے ہیں: میری عمر 12 یا 13 سال کی تھی، جب میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے شرح جامی کا درس لیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عام نشست ایک مسہری تھی جس پر آپ جلوہ فرماتے تھے۔ اس کے سامنے کرسیاں بچھی ہوئی تھیں جن

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص214 تا 221
2 حیات مخدوم الاولیاء، ص277 تا 288
3 سیرت اشرفی، ص2
4 فیضان حضور اشرفی، ص55، 62

پر لوگ آکر بیٹھتے تھے۔ ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ اعلیٰ حضرت کی مسہری پر کوئی نہیں بیٹھتا تھا۔ ایک دن جب مَیں حاضر ہوا تو دیکھا کہ مسہری پر ایک نورانی شخصیت تشریف فرما ہیں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نہایت ادب و احترام سے (عام نشست والی) کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی کہ یہ کون ہیں جن کا اس قدر ادب و احترام ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنی نشست پر انہیں بٹھایا ہے۔ مَیں پوچھنے ہی والا تھا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: انہیں تعظیم دو، یہ حضور غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے شہزادے حضرت سید علی حسین شاہ صاحب کچھوچھوی ہیں۔ [1]

مخدوم الاولیاء اور خاندانِ امام المحدثین

امام المحدثین خود سید، استاذ العلماء، مفتی اسلام اور شیخ طریقت تھے، اس کے باوجود مخدوم الاولیاء سے ایسی محبت وعقیدت رکھتے تھے کہ اپنے دونوں صاحبزادوں علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد مشہدی اور مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد مشہدی کو ان کا مرید بنایا۔ مخدوم الاولیاء کی بھی اس گھرانے پر خصوصی نگاہِ عنایت تھی، ان تینوں کو اپنے تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے نوازا بلکہ آخر الذکر کو دعائے سیفی اور دلائل الخیرات کی خصوصی اجازت بھی عطا فرمائی تھی، جس میں ترک جمالی و جلالی سے پرہیز کی رخصت ہے۔ [2]

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد قادری تحریر فرماتے ہیں: حضرت تقریباً ہر سال ماہِ رمضان المبارک میں لاہور جلوہ فرما ہوتے۔ ان کی تشریف آوری پر دفتر حزب الاحناف ذکر و فکر، نعت خوانی اور درود و سلام کی محفلوں میں تبدیل ہو جاتا۔ والد قبلہ (حضرت شاہ ابو البرکات) پر شیخ کی نظر کرم تھی اور وہ آپ کو سیّد صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ آپ (مخدوم الاولیاء) رات کو کچھ دیر آرام فرماتے، ورنہ شب و روز تسبیح و تہلیل، ذکر و فکر اور نوافل میں مشغول رہتے۔ (آپ) زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ وہ مبلغ اسلام بھی تھے اور شریعت و طریقت کے امام بھی اور تارک السلطنت امام العرفاء حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی کے جلال و جمال کا آئینہ بھی۔ [3]

1 سیدی ابو البرکات، ص75
3 سیدی ابو البرکات، ص73، 74
2 حیات مخدوم الاولیاء، ص297، 303... سیدی ابو البرکات، ص73

مولانا شاہ محمود احمد رفاقتی تحریر فرماتے ہیں: حضور پُر نور (مخدوم الاولیاء) کی عنایت ان تینوں باپ بیٹوں پر حد سے فزوں تھی، اس (دار العلوم حزب الاحناف) کے جلسوں میں شرکت فرمانے لاہور تشریف لے جاتے تو دار العلوم حزب الاحناف میں دو دو ماہ قیام فرماتے۔[1]

وصال و تدفین

خدماتِ دین و ملت میں مصروف رہنے والی اس مرجع علماو مشائخ ہستی نے 11 رجب 1355ھ مطابق 27 ستمبر 1936ء کی رات ایک بج کر بیس منٹ پر بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھ کر وصال فرمایا۔ نمازِ جنازہ آپ کے پوتے اور جانشین، مخدوم المشائخ مولانا مختار اشرف کچھوچھوی نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ آپ کی تدفین اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں اپنے صاحبزادے سلطان الواعظین، عالم ربانی حضرت علامہ سید احمد اشرف کچھوچھوی کی مرقد کے بائیں جانب کی گئی۔ اس مقام پر چار مزارات ہیں، پہلا مزار آپ کے بڑے بھائی اور مرشد اشرف الاولیاء سید شاہ اشرف حسین، دوسرا آپ کے بڑے بیٹے حضرت مولانا سید احمد اشرف، تیسرا مزار آپ کا اور چوتھا مزار چھوٹے بیٹے حضرت مولانا سید مصطفیٰ اشرف کا ہے۔

مخدوم الاولیاء کے اخلاف

آپ کے اخلاف میں مندرجہ ذیل مشائخ ہیں:

احمد اشرف، مختار اشرف اور اظہار اشرف

مخدوم الاولیاء کے بڑے بیٹے سلطان الواعظین، عالم ربانی حضرت مولانا سیّد شاہ احمد اشرف اشرفی کی ولادت 1286ھ کچھوچھہ شریف میں ہوئی۔ آپ عالم باعمل، شیخ طریقت، مناظر اسلام، خلیفہ مخدوم الاولیاء و تلمیذ و خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد خان اور سلطان الواعظین تھے۔ 15 ربیع الآخر 1347ھ کو وصال فرمایا۔ مزار کچھوچھہ شریف میں ہے۔[2] مخدوم المشائخ حضرت مولانا مختار اشرف المعروف محمد میاں آپ کے ہی بیٹے ہیں جن کی پیدائش 26 ذیقعدہ 1333ھ کو اور وصال 9 رجب 1417ھ کو فرمایا۔ یہ بھی عالم دین، شیخ

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص289
2 حیات مخدوم الاولیاء، ص439 تا 449

طریقت اور مرجع خاص وعام تھے۔ ابتدائی تعلیم جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے حاصل کر کے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں داخلہ لیا اور یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ چونکہ والد محترم عالم ربانی کا انتقال ہو گیا تھا، اس لیے دادا حضور مخدوم الاولیاء حضرت شاہ علی حسین اشرفی نے آپ کو خانقاہ حسنیہ کچھوچھہ شریف کا جانشین مقرر فرمایا۔ آپ کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ آپ باقاعدہ فتاویٰ نویسی بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ ایک فعال شیخ طریقت تھے، کئی مساجد اور مدارس کی سرپرستی فرمائی اور کئی مساجد و مدارس نئے بنائے۔ آپ کے لاکھوں مرید اور تقریباً دو سو خلفا تھے۔ آپ کثیر السفر تھے۔ شیخ اعظم حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف آپ کے ہی فرزند دلبند تھے۔(1)

مصطفیٰ اشرف، مجتبیٰ اشرف اور حامد اشرف

مخدوم الاولیاء کے چھوٹے بیٹے تاج الاصفیاء حضرت مولانا سید مصطفیٰ اشرف ہیں، آپ کی پیدائش ذیقعدہ 1311ھ کو ہوئی اور 17 ربیع الاول 1376ء کو وصال فرمایا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بڑے بھائی عالم ربانی، سلطان الواعظین حضرت سید احمد اشرف سے حاصل کی، پھر علمائے فرنگی محلی سے علوم وفنون کی تحصیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے، بیعت کا شرف عالم ربانی سے حاصل کر کے خلافت سے نوازے گئے۔ والد گرامی مخدوم الاولیاء نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ زندگی بھر دین متین کی خدمت میں مصروف رہے۔ تاج الاصفیاء کے دو بیٹے ہیں: (1) بڑے بیٹے حضرت مولانا سید ابوالفتح مجتبیٰ اشرف کی پیدائش 1342ھ اور وفات 21 ذیقعدہ 1418ھ کو ہے۔ آپ عالم باعمل، مبلغ اسلام اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، مخدوم زادہ مولانا سید جلال الدین اشرف آپ کی یادگار ہیں۔ (2) تاج الاصفیاء کے دوسرے صاحبزادے علامہ سید حامد اشرف ہیں، آپ کی پیدائش 1349ھ اور وفات 18 صفر 1425ھ ہے۔ آپ جید عالم، بہترین واعظ اور شیخ طریقت تھے، جامعہ اشرفیہ سے فارغ التحصیل ہو کر طویل عرصہ تدریس کرتے رہے۔ اس کے بعد دار العلوم محمدیہ ممبئی قائم فرمایا، اپنے آپ کو اس کی ترقی کے لیے وقف کر دیا۔(2)

(1) ماہنامہ کنز الایمان دہلی، فروری 2004ء، ص54
(2) حیات مخدوم الاولیاء، ص392، 393

سید محمد اشرفی

محدث اعظم ہند مولانا سید محمد اشرفی مخدوم الاولیاء کے داماد اور جلیل القدر عالم دین تھے۔ عالم کامل، مفسر قرآن، واعظِ دلنشین، صاحبِ دیوان شاعر اور اکابرین اہل سنّت سے تھے۔ 1311ھ میں پیدا ہوئے اور 16 رجب 1381ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار مبارک کچھوچھہ شریف میں ہے۔ 25 تصانیف میں سے ترجمہ قرآن **معارفُ القرآن** کو سب سے زیادہ شُہرت حاصل ہوئی۔[1] ان کے صاحبزادے شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں ان کے علمی جانشین ہیں۔

محی الدین اشرف المعروف اچھے میاں

آپ کی پیدائش والد گرامی مولانا شاہ جعفر اشرف کی وفات (9 شوال 1308ء) کے چند ماہ بعد ہوئی۔ دادا جان اشرف العلماء مولانا شاہ اشرف حسین نے پرورش کی۔ انھوں نے ابتدائی فارسی و عربی تعلیم کچھوچھہ سے حاصل کرکے علمائے فرنگی محل کی خدمات میں حاضر ہوئے۔ آپ کے پھوپھی زاد بھائی محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی بھی کلاس فیلو تھے، دونوں 21 شعبان 1334ھ مطابق 23 جون 1916ء کو درس نظامی سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بیعت کا شرف دادا حضور اشرف الاولیاء سے حاصل کیا۔ انہیں اشرف الاولیاء اور مخدوم الاولیاء دونوں بھائیوں سے خلافت حاصل تھی۔ چچا جان عالم ربانی، سلطان الواعظین علامہ شاہ احمد اشرف نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ آپ کی شادی عالم ربانی کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں، بڑے صاحبزادے مولانا سید شاہ معین الدین اشرف ہیں جو جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہے، چھوٹے صاحبزادے مولانا حکیم قطب الدین اشرف ہیں۔[2]

1. تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص219 تا 224
2. حیات مخدوم الاولیاء، ص40

Go to Index

باب 11: امام المحدثین کے شجرات طریقت مع تعارف مشائخ

امام المحدثین حضرت مولانا مفتی سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ عارف باللہ اور ولی کامل تھے، آپ کو چھ جید مشائخ سے کئی سلاسل طریقت کی خلافتیں حاصل تھیں، آپ نے اپنے چچا جان قطبِ زمانہ، میاں صاحب الوری حضرت مولانا صوفی شاہ سید نثار علی رضوی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ سے **سلسلہ قادریہ راجشاہیہ** اور **سلسلہ چشتیہ صابریہ** کی خلافت حاصل کی، ولی کامل حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر ان سے **سلسلہ نقشبندیہ توکلیہ** کی خلافت پائی، انہیں کے کہنے پر قطب الوقت، شیخ المشائخ والعلماء حضرت علامہ فضل حق گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی اور **سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ** اور **سلسلہ قادریہ مجددیہ** کی خلافتوں سے نوازے گئے۔

مجددِ دین وملّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کے گہرے مراسم تھے چنانچہ اعلیٰ حضرت نے آپ اور آپ کے بیٹے علامہ مفتی شاہ ابوالبرکات سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو **سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ** کی خلافت عطا فرمائی، تاج العلماء حضرت سیّد اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی امام المحدثین کو قرآنِ مجید، احادیث وفقہ وغیرہ اور **سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ** کی خلافت واجازت عطا ہوئی، ان کے علاوہ امام المحدثین کو شیخ المشائخ، شبیہِ غوثِ اعظم حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی **سلسلہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ** اور **سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ** کی خلافت واجازت حاصل تھی۔[1]

ذیل میں ان نو سلاسل طریقت کے شجرات اور ان میں مذکور مشائخ کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

شجرۂ سلسلۂ قادریہ راجشاہیہ[2]

یا الٰہی اپنی شانِ رحمت کے لیے | رحمۃ للعالمین ختمِ رسالت کے لیے

1. مزید تفصیلات کے لیے باب 2: تعلیم وتربیت کا مطالعہ کیجئے۔
2. اس شجرے کے ماخذ دو ہیں یعنی شجرات قادریہ نثاریہ مبارکہ رضویہ اشرفیہ اور تذکرۂ مبارک، مگر ان میں کتابت کی غلطیاں تھیں جو کتاب ملت راج شاہی کی مدد سے درست کی گئی ہیں، اسی کی مدد سے ایک شعر کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جس کا حوالہ شعر کے تحت کر دیا گیا ہے۔

علم و عرفاں کا خزانہ قلب کو میرے بنا
شبیر و شبر کی یا رب محبت کر عطا
باقر و جعفر کا صدقہ از پئے کاظم و رضا
از پئے معروف و سقطی و جنید پارسا
حضرت شبلی کا صدقہ علم دینی کر عطا
ظلمت چاہِ ضلالت میں مجھے رستہ بتا
بوالحسن کا واسطہ بہتر جناب بو سعید
تا قیامت بول بالا ملتِ اسلام کا
رزق دے رزاق کے صدقے میں یا رزاق خلق
شہ محمد اور علی و موسیٰ کا واسطہ بہر حَسن
بہر ابراہیم و عارف از پئے خواجہ ضیاء
شہ جمال باصفا حضرت محمد کے طفیل
خوب تر کر دولتِ ایمان طفیل شاہِ خوب
دین و دنیا کے مصائب سے مجھے رکھ دور
شیخ اسماعیل و شیخ راج دیں کا واسطہ
کامل الایمان فرما از پئے خواجہ کمال
از پئے حاجی نثار پا علی الوریٰ
جادۂ عرفاں پہ چلنے کی عطا توفیق کر
دے ہمیں آفاتِ ارضی و سماوی سے نجات

حضرت مولیٰ علی شاہِ ولایت کے لیے
سید السجاد کی شانِ عبادت کے لیے
دے مجھے توفیق تفہیم طریقت کے لیے
عشق اپنا کر عطا اہل حقیقت کے لیے
عاشقِ واحد بنا اعلانِ وحدت کے لیے
خواجہ بو الفرح یوسف رہنما کے لیے (1)
دے مجھے حسن عمل کسبِ سعادت کے لیے
غوث الاعظم مشعلِ راہ شریعت کے لیے
نصر کی طاقت عطا کر فتح و نصرت کے لیے
بہر احمد اور بہاءِ پاک طینت کے لیے
دولتِ عرفان دے رشد وہدایت کے لیے
فضل فرما افضل کی شانِ فضیلت کے لیے
شاہِ فاخر کے لیے اوحد کی عظمت کے لیے
حضرت خواجہ مجاہد کی شجاعت کے لیے
راز دیں کا کھول مجھ پر دیں کی خدمت کے لیے
دینِ حق کی خدمتِ نشر و اشاعت کے لیے
جسم و جاں ہوں وقف ملت کی حفاظت کے لیے
حضرت سید دیدار (2) پاک طینت کے لیے
خواجگانِ سلسلہ کی اوجِ رفعت کے لیے (3)

مختصر تذکرۂ مشائخ سلسلۂ قادریہ راجشاہیہ

امام المحدثین اس سلسلے میں 40 ویں نمبر پر ہیں یعنی آپ کے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے

ملت راجشاہی، ص369
مبارک کی جگہ دیدار کیا گیا ہے۔

3 شجرات قادریہ نثاریہ مبارکہ رضویہ اشرفیہ، ص1، 2
تذکرۂ مبارک، ص26

در میان کل 38 واسطے ہیں، ان میں سے 7 واسطوں یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا، سید الشہداء حضرت امام حسین، سجادِ اُمّت حضرت امام زین العابدین، استاذ التابعین حضرت امام محمد باقر، امامُ الوقت حضرت امام جعفر صادق، سید البغداد حضرت امام مُوسیٰ کاظم اور شمس الشموس حضرت امام ابوالحسن علی رضا رحمۃ اللہ علیہم کا تذکرہ پہلے باب میں امام المحدثین کے خاندانی نسب نامے میں گزر چکا ہے۔ جبکہ غوثُ الاعظم حضرتِ سید محیُ الدّین ابو محمد عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی حنبلی اور صوفی کامل حضرت میاں صاحب الوری مولانا سید نثار علی شاہ مشہدی قادری چشتی کا تذکرہ بھی گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ باقی حضرات کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجئے:

معروف کرخی

شیخ وقت حضرت شیخ ابو محفوظ اسد الدّین معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد شریف کے ایک علاقے کرخ میں ہوئی اور یہیں 2 محرم الحرام 200ھ میں وصال ہوا۔ آپ عالم باعمل، ولی کامل اور عابد و زاہد تھے۔ آپ کا مزار پُرانوار بغداد شریف میں کرخ کی جانب قبرستان معروف کرخی میں دعاؤں کی قبولیت کا مرکز ہے۔ (1)

سَری سَقطی

ولی کامل حضرت ابوالحسن سَری سَقَطی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے شیخ طریقت ہیں، آپ کا شمار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ 155ھ بغداد (عراق) میں پیدا ہوئے، 13 رَمَضانُ المبارک 253ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک شُونیزیّہ (بغداد، عراق) میں مرجع خلائق ہے۔ (2)

جنید بغدادی

امام الطائفہ حضرت ابو القاسم جنید بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل اور صُوفی باصفا ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے شروع میں پیدا ہوئے اور 27 رجب 297ھ میں وِصال فرمایا۔ مزار بغداد شریف کے علاقے شُونیزیّہ میں

(1) تاریخ الاسلام للذھبی، 13 / 398 تا 404... مراۃ الجنان، 1 / 353... شرح شجرہ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص67 تا 69

(2) مرآۃ الاسرار، ص324 تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص118، 122

مرجع خلائق ہے۔[1]

ابو بکر جعفر بن یونس شبلی

قطب العارفین حضرت امام ابو بکر جعفر بن یونس شبلی مُحَدِّث، عالم، واعظ، مذہب مالِکِیّہ کے فقیہ، مؤطا امام مالک کے حافظ، مقام محبوبیت پر فائز ولی کامل ہیں، ولادت 247ھ کو سامرا (صوبہ صلاح الدّین) عراق میں اور وفات 27 ذوالحجہ 334ھ بغداد شریف میں ہوئی۔ مزار مبارک قبرستان خیزران (محلہ اعظمیہ) بغداد میں ہے۔[2]

عبد الواحد تمیمی

امام حنابلہ، شیخ ابو الفضل عبد الواحد تمیمی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل، فقیہ وقت، صادق راوی حدیث اور صاحب تصنیف ہیں، وفات 26 جُمادَی الاُخریٰ 410ھ میں ہوئی، اندرونِ مقبرہ امام احمد بن حنبل میں دفن کئے گئے ءِاعتقادُ الإمامِ المُنَبَّلُ أحمدَ بْنِ حَنْبَلٍ آپ کی مشہور کتاب ہے۔[3]

محمد یوسف طرطوسی

راحت المسلمین حضرت ابو الفرح محمد یوسف طرطوسی عالم باعمل اور ولی کامل ہیں، آپ شام کے شمال مغربی ساحلی شہر طرطوس میں پیدا ہوئے اور 3 شعبان 447ھ میں یہیں وصال فرمایا۔[4]

علی بن احمد ہکّاری

شیخ الاسلام، سلطانُ الاولیاء حضرت ابو الحسن علی بن احمد ہکّاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 409ھ کو عراق کی سرحد کے ساتھ ہکّاری (جنوب مشرقی ترکی) میں ہوئی اور وصال یکم محرَّمُ الحرام 486ھ کو ہوا، آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔ آپ زاہد و عابد، محدث و عالم اور صاحبِ وقار و ہیبت تھے۔ رسالہ ھدیۃ الاحیاء للاموات آپ کی تصنیف ہے۔[5]

---

1. تاریخ بغداد، 8/168... مرآۃ الاسرار، ص349
2. شرح شجرہ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص76... البدایہ والنہایہ، 6/613، 612
3. سیر اعلام النبلاء، 13/170... شجرہ قادریہ عطاریہ، 65
4. تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص215 شریف التواریخ، 1/628
5. شذرات الذھب، 4/83تا84... وفیات الاعیان، 2/163

ابو سعید مبارک مخرمی

مرشدِ غوث الاعظم حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخرمی رحمۃ اللہ علیہ فقہ حنبلی کے فقیہ، صوفی باصفا، قاضی بغداد اور مدرسہ بابُ الازج کے بانی تھے، بغداد شریف میں پیدا ہوئے اور یہیں 12 محرم 513ھ میں وصال ہوا، بابِ حرم میں دفن کیے گئے۔ [1]

عبد الرزاق جیلانی

تاج الاصفیاء، مفتیٔ عراق حضرت سید عبد الرزاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم، فقہ حنبلی کے فقیہ، شیخ طریقت، مصنف اور استاذُ العلماء تھے، جِلاءُ الخاطِر مِنْ کَلَامِ الشَّیخ عبدِ القادِرْ آپ کی تالیف ہے۔ آپ 18 ذیقعدہ 528 ہجری میں پیدا ہوئے اور 6 شوال 603 ہجری میں وصال فرمایا۔ مقبرۂ امام احمد بن حنبل عراق میں دفن کئے گئے۔ [2]

عبد اللہ نصر جیلانی

عمادُ الدین حضرت ابو صالح عبد اللہ نصر جیلانی کی ولادت 562ھ کو بغداد (عراق) میں ہوئی۔ خاندانِ غوثیت کے چشم وچراغ، سراجُ العلماء، فخر الفضلاء، قاضیُ القضاۃ (چیف جسٹس)، وسیع العلم اور جلیل القدر شیخ طریقت ہیں۔ 27 رجب 632ھ کو وصال فرمایا اور بغداد میں تدفین ہوئی۔ [3]

محی الدین ابو نصر محمد جیلانی

سید الاولیاء، استاذُ العلماء حضرت سیّد محی الدین ابو نصر محمد جیلانی کی ولادت بغداد میں ہوئی اور 22 ربیع الاوّل یا 12 شوال 656ھ کو وصال فرمایا، تدفین مدرسہ بابُ الازج (بغداد) میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد حضرت سید ابو صالح عبد اللہ نصر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر عُلَمائے کرام سے علم حاصل کیا، آپ حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بہت مشابہ، متقی اور مدرسہ بابُ الازج کے مُدَرِّس تھے، آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے۔ [4]

1. شذرات الذہب، 4/179... شریف التواریخ، 1/13
2. قلائد الجواہر، ص43... شریف التواریخ، 1/714
3. تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص187 تا 192
4. قلائد الجواہر، ص47... اتحاف الاکابر، ص396... شرح

علی بغدادی

رہنمائے ملت حضرت سید علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد میں ہوئی، والد گرامی حضرت سید محی الدین ابو نصر اور دیگر علمائے بغداد سے علم و عرفان حاصل کیا، والد محترم سے خرقہ خلافت حاصل ہوا، آپ کا وصال 23 شوال 739ھ کو بغداد میں ہوا، یہیں تدفین ہوئی۔ (1)

میر موسیٰ جیلانی

قدوۃُ السالکین، حضرت سید میر موسیٰ جیلانی کی ولادت باسعادت بغداد شریف عراق میں ہوئی۔ 13 رجب 763ھ کو وصال فرمایا، تدفین بغداد شریف (عراق) میں ہوئی۔ (2)

حسن بغدادی

زینتِ خاندانِ غوثِ اعظم حضرت شیخ سید حسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ابتدائے آٹھویں سن ہجری بغداد (عراق) میں ہوئی، آپ عالمِ دین اور آستانۂ غوثیہ کے سجادہ نشین تھے۔ وصال 26 صَفَرُ الْمُظَفَّر 781ھ کو فرمایا اور تدفین بغداد شریف میں ہوئی۔ (3)

احمد جیلانی بغدادی

عارفِ ربّانی حضرت شیخ سید احمد جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت غالباً آٹھویں (8) صدی ہجری کے آخر میں ہوئی اور وصال شریف 19 محرَّمُ الحرام 853ھ کو بغداد (عراق) میں ہوا۔ یہیں مزار فائضُ الانوار ہے۔ (4)

بہاؤالدین بن ابراہیم انصاری

امام سلسلۂ قادریہ فی الہند، حضرت علامہ بہاؤالدین بن ابراہیم انصاری قادری شطاری کی ولادت جِنُنّد (صوبہ ہریانہ) ہند میں ہوئی اور 11 ذوالحجہ 921ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار دولت آباد (ضلع اورنگ آباد مہاراشٹر) ہند میں

شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص92
(1) شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص93
(2) تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص199
(3) تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص201
(4) شرح شجرہ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص95

ہے۔ آپ عالمِ دین، مُدَرِّس مصنف اور شیخِ طریقت ہیں۔ رسالۃٌ (شَطَّارِیۃٌ) فی الاَذْکار وَالاَشْغَال آپ کی یادگار تصنیف ہے۔ (1)

ابراہیم ایرچی حسینی

امام الاولیاء حضرت علامہ سید ابراہیم ایرچی حسینی کی ولادت ایرچ (ضلع جالون، پنجاب) ہند میں ہوئی۔ آپ جامع علوم وفنون، وسیع النظر، کثیر المطالعہ، جمع کتب کے شائق، ولی کامل اور شیخ طریقت ہیں۔ 5 ربیع الآخر 953ھ کو وصال فرمایا، تدفین احاطہ درگاہِ محبوب الٰہی شیخ نظامُ الدین اولیا دہلی میں ہوئی۔ (2)

محمد نظامُ الدّین بھکاری

عارف باللہ حضرتِ علّامہ قاری شاہ محمد نظامُ الدّین بھکاری (3) علَوی قادری حافظُ القرآن، ماہر ہفت قراءت، جامعِ عُلوم وفُنون، جیّد عالِم اور کئی کتب کے مصنّف ہیں۔ آپ کی ولادت 890ھ کاکوری (ضلع لکھنو، یوپی) ہند میں ہوئی۔ 8 ذیقعدہ 981ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک محلّہ جھجھری کاکوری ضلع لکھنو (یو پی) ہند میں ہے۔ (4)

ضیاءُ الدّین عثمانی

امام الاصفیاء حضرت قاضی ضیاءُ الدّین جیا عثمانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 925ھ قصبہ نیوتنی (ضلع اناؤ، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، استاذُ العلماء اور شیخِ طریقت ہیں۔ 21 رجب 989ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک قصبہ نیوتنی میں ہے۔ (5)

---

(1) اخبار الاخیار، ص198... شرحِ شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص96

(2) تذکرہ علمائے ہند، ص83

شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص97

(3) آپ مُریدین وخلفاکے درمیان بھکاری کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ لقب غالباً اس لئے مشہور ہوا کہ یہ بارگاہِ ربّ العزت میں مانگنے سے نہیں شرماتے تھے، معاذ اللہ مال داروں سے مانگنے والے بھکاری نہ تھے۔

(شرح شجرہ قادریہ رضویہ عطاریہ، ص98 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

(4) تذکرہ مشاہیر کاکوری، ص441 تا 456

(5) تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص221 تا 223

تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ، 2/73

جمالُ الاولیا کوڑوی قادری

جمال ملت حضرت علامہ سید جمالُ الاولیا کوڑوی قادری عالمِ باعمل، استاذُ العلماء، مدرِّس اور شیخِ طریقت ہیں، 973 ہجری میں پیدا ہوئے اور یکم شوّال 1047 ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک کوڑہ جہان آباد ضلع فتح پور (یوپی) ہند میں ہے۔ (1)

محمد کالپوی ترمذی قادری

سید الاولیاء حضرت پیر سید محمد کالپوی ترمذی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1006ھ میں ہوئی اور وصال 26 شعبان 1071ھ کو کالپی (ضلع جالون، یوپی) ہند میں ہوا۔ آپ شیخِ طریقت، عالمِ باعمل، خانقاہ محمدیہ کالپی شریف کے بانی اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ مزار مبارک کالپی شریف میں ہے۔ (2)

محمد افضل الہ آبادی

تاجُ العارفین، شیخ محمد افضل الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ربیعُ الاول 1038ھ سیّد پور (نزد غازی پور، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، مصنفِ کُتُب اور شیخِ طریقت تھے۔ تصانیف میں شرح الفصوص علی وفق النصوص (شرح فصوص الحکم) بھی ہے۔ آپ کا وصال 18 ذوالحجہ 1124ھ کو ہوا، مزار مبارک دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد (یوپی) ہند میں ہے۔ (3)

خوب اللہ یحییٰ الہ آبادی قادری

پیر طریقت حضرت شاہ خوب اللہ یحییٰ الہ آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1080ھ مطابق 1670ء کو الہ آباد (یوپی، ہند) میں ہوئی اور یہیں 11 جمادی الاخریٰ 1143ھ مطابق 12 نومبر 1730ء کو وصال فرمایا، آپ حضرت شیخ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے، شاگرد، مرید، خلیفہ اور جانشین تھے، آپ عالمِ باعمل، پیر طریقت اور صاحبِ تقویٰ تھے۔ (4)

(1) تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص 225-227
(2) تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 314 تا 322
(3) تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند، 2/974
تذکرہ علمائے ہند، ص 417
(4) ملت راجشاہی، ص 93، 96، 370

بدر الدین اوحد قادری

فخر ملت حضرت شاہ بدر الدین اوحد قادری رحمۃ اللہ علیہ 1119ھ مطابق 1708ء میں پیدا ہوئے اور 26 شوال 1205ھ مطابق 28 جون 1791ء میں وصال فرمایا، آپ عالم دین، جامع مسجد فرخ نگر (ضلع گروگرام، ریاست ہریانہ، ہند) کے مدرس اور شیخ طریقت تھے۔ محلہ رامنگر لکھنؤ (اتر پردیش، ہند) میں تکیہ بدر الدین کے نام سے مزار ہے۔ (1)

غلام جیلانی صدیقی قادری

خواجہ مجاہد حضرت شاہ غلام جیلانی صدیقی قادری کی ولادت 1163ھ مطابق 1750ء میں ہوئی اور 17 شوال 1235ھ مطابق 28 جولائی 1820ء کو وصال فرمایا، آپ ظاہری و باطنی حسن سے مالامال، عالم دین، پیر کامل اور حضرت شاہ بدر الدین اوحد کے فرزند دلبند تھے۔ مزار شریف قلعہ اندرون رہتک میں ہے۔ (2)

محمد اسماعیل مہمی قادری

قطب عالم حضرت مولانا حکیم شاہ محمد اسماعیل مہمی قادری کی ولادت 1200ھ مطابق 1786ء کو کاہ نور ضلع رہتک (مشرقی پنجاب، ہند) میں ہوئی اور جنگ آزادی 1857ء مطابق 1273ء میں شرکت کی وجہ سے 28 جمادی الاخریٰ 1274ھ مطابق 13 فروری 1858ء کو شہید کر دیئے گئے، مزار مبارک پیپل کے درخت کے نیچے حصار ریلوے اسٹیشن (مشرقی پنجاب، ہند) میں ہے۔ آپ عالم دین، شیخ طریقت، حکیم حاذق، شاعر اسلامی اور صاحب تصنیف تھے، ریاض الادویہ اور بیاض حاصل السفر یادگار کتب ہیں۔ (3)

راج شاہ قادری

فردوقت حضرت میاں راج شاہ قادری کی ولادت ایک میواتی خاندان میں 1216ھ مطابق 1799ء اور وصال 8 رمضان 1306ھ مطابق 9 مئی 1889ء کو ہوا، مزار شریف سوندھ شریف، ضلع نوح، ہریانہ ہند میں ہے۔ آپ پڑھے لکھے نہیں تھے اس کے باوجود علم و عرفان کا مخزن، پابند شریعت و سنت، کثیر الفیض اور

(1) ملت راجشاہی، ص 95، 96

(2) ملت راجشاہی، ص 96، 97

(3) تذکرہ صوفیائے میوات، ص 500 تا 510

صوفیائے میوات میں سب سے زیادہ محترم شخصیت تھے، ان کے حالات پر کتاب ملت راج شاہی مطبوع ہے۔ [1]

غازی الدین شاہ قادری المعروف شیخ کمال

میاں غازی الدین شاہ قادری راجشاہی المعروف شیخ کمال موضع سوہنہ (ضلع گروگرام، Gurgaon، جو الور دہلی روڈ پر دہلی سے 34 کلو میٹر فاصلے پر ہے) کے باشندے تھے۔ آپ کا شمار پٹھان قوم کے بااثر لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ فرد وقت میاں راج شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ آپ روزانہ رات کو سوہنہ سے سوندھ کا سفر کر کے مرشد کی زیارت کرتے پھر صبح واپس چلے جاتے۔ آپ پابند شریعت، متبع سنت اور فنافی المرشد تھے۔ مرشد نے آپ کو سب سے پہلے سلسلہ قادریہ راجشاہیہ کی خلافت سے نوازا۔ آپ سوہنہ سے بھرت پور منتقل ہو گئے۔ یہاں ہزاروں لوگ آپ سے مستفیض ہوئے۔ آپ نے اپنے مرشد میاں راج شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی وفات پائی۔ شہر کی فصیل سے باہر متصل گلال کنڈ میں تدفین ہوئی۔ یہاں کا راجہ آپ سے عقیدت رکھتا تھا، اس نے آپ کا مزار تعمیر کروایا۔

محمد فاخر الٰہ آبادی

ناصر الملت والدین، فخر العلماء حضرت شاہ محمد فاخر الٰہ آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ 1292ھ کو الٰہ آباد یو.پی ہند میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے اور 7 صفر 1349ھ کو یہیں وفات پائی، تدفین درگاہ شیخ افضل الٰہ آبادی میں کی گئی۔ آپ فاضل مدرسہ فیض عالم کانپور، دائرہ شاہ اجمل کے شیخ طریقت، بہترین خطیب، متحرک راہنما اور طریقت و شریعت کے جامع تھے۔ آپ شبیہ غوث الاعظم حضرت سیّد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ [2]

شجرہ سلسلہ چشتیہ صابریہ نثاریہ

یا الٰہی رحم کر محبوب یزداں کے لیے	عشق ختم المرسلین دے اہل ایماں کے لیے
زندگی اور موت ہو تیری رضا کے واسطے	دولتِ ایمان عطا کر شاہِ مرداں کے لیے
وہ نگاہِ دوربیں دے، آئے وحدت ہی نظر	شہ حسن بصری و واحدِ پاک داماں کے لیے

1 تذکرہ صوفیائے میوات، ص 506، 514، 539

2 حیات مخدوم الاولیاء، ص 318، 322

ہو ضیائے دین ابراہیم سے روشن جہاں
شہ فضیل وخواجہ ابراہیم سلطاں کے لیے

بدر تاباں و ہبیرہ و علو کے واسطے
اور ابو اسحاق مہر چرخ عرفاں کے لیے

تیری ہی حمد و ثنا میں زندگی ہو جائے ختم
حضرت ابو احمد، ابو محمد، فخر انساں کے لیے

شاہ ناصر و قطب و زندانی و عثماں کے طفیل
فتح و نصرت کے ہوں پھر ساماں مسلماں کے لیے

معرفت کے نور سے تاریکیٔ دل دور کر
شہ معین الدین چشتی ہند و سلطاں کے لیے

بخت خوابیدہ مسلمانوں کا پھر بیدار ہو
بختیار و شہ فرید الدین پاکاں کے لیے

شہ علاؤ الدین صابر، شمس دیں کے واسطے
دولت دارین دے مجھ تنگِ داماں کے لیے

از پئے خواجہ جلال و نور احمد کے طفیل
دے جلال و نور، حفظِ دین و ایماں کے لیے

راہِ حق میں ڈگمگا جائے نہ عاصی کا قدم
عبد حق و خواجہ نورِ ایقاں کے لئے

واسطہ خواجہ محمد اور شہ عبد القدوس کا
مشکلیں آسان فرما ہر مسلماں کے لیے

واسطہ خواجہ جلال الدین، نظام الدین کا
کر مسلماں کو مسلماں نظم و امکاں کے لیے

بو سعید و شہ ابراہیم محمد کے طفیل
کر عطا تبلیغ کا جذبہ مسلماں کے لیے

یوسفِ بے کارواں ہوں، دے صراطِ مستقیم
یوسف و خواجہ سلیم الدین ذیشاں کے لیے

بندۂ عاصی و خاطی ہوں، دِکھا نورُ الھدیٰ
خواجۂ نورُ الھدیٰ و عبدِ رحمٰن کے لیے

بخش دے یارب کہ شرمندہ گناہوں سے ہوں میں
حضرتِ خواجہ خدا بخش خداداں کے لیے[1]

ہوں محمد پر فدا یا رب علی پر ہوں نثار
شہ نثار با علی پاک داماں کے لیے

دین و دنیا کی مصیبت یا الٰہی سر سے ٹال
حضرت سید دیدار[2] خضر عرفاں کے لیے

دین اور دنیا میں ہم کو شاد رکھ، آباد رکھ
کر عطا حسن و عمل تزئین ایماں کے لیے[3]

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ چشتیہ صابریہ

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور امام المحدثین کے درمیان اس سلسلے کے چار بزرگانِ دین کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے یعنی شاہِ مرداں حضرت علی المرتضی شیر خدا، امامُ الاولیاء حضرت حسن بصری،

1. میاں صاحب خواجہ سید نثار علی رضوی نے حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی کی صحبت و خلافت پائی۔ مگر ان کا تذکرہ شجرے میں نہیں، ممکن ہے خواجہ غلام رسول لکھنوی اور ان کے پیرو مرشد خواجہ مرزا خدا بخش بیگ دونوں نے میاں صاحب کو خلافت سے نوازا ہو۔ واللہ اعلم۔
2. مبارک کی جگہ دیدار کیا ہے۔
3. شجرات قادریہ نثاریہ مبارکہ رضویہ اشرفیہ، ص3،4 تذکرۂ مبارک، ص27

حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی اور میاں صاحب حضرت مولانا پیر سید نثار علی رضوی قادری چشتی کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ اس سلسلہ طریقت کے باقی بزرگوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

عبد الواحد بن زید بصری

شیخ العُباد حضرت امام عبد الواحد بن زید بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بصرہ میں ہوئی، آپ کی کنیت ابوعبیدہ اور ابو الفضل ہے، آپ نے حضرت حسن بصری، حضرت عطا بن ابی رباح اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابرین کی صحبت پائی، آپ راوی حدیث، بہترین خطیب اور پیر طریقت تھے، آپ عابد و زاہد، کثیر المجاہدات، مستجاب الدعوات اور صائم الدہر و قائم اللیل تھے۔ آپ کا وصال 27 صفر 177ھ ہوا اور تدفین بصرہ یا جنۃ المعلیٰ مکہ مکرمہ میں ہوئی۔[1]

فضیل بن عیاض

سلسلۂ چشتیہ کے چشم و چراغ، شیخ الحرم حضرت فضیل بن عیاض خراسانی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سمرقند یا خراسان میں اور وفات مکّہ میں 10 محرم 187ھ کو ہوئی۔ آپ شیخ الاسلام، استاذُ الائمہ، تفسیر وحدیث کے امام، رقیقُ القلب (نرم دل)، ضرب المثل تقویٰ کے مالک اور درجہ ابدال پر فائز ولیِ کامل تھے۔[2]

ابراہیم بن ادہم

سلطانُ التارکین حضرت ابراہیم بن ادہم کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ تبع تابعی، کئی عُلوم کے جامع، سید العُرَفاء، عظیم ولی اللہ اور عظیم المرتبت شخصیّت کے مالک تھے۔ 26 جمادی الاولیٰ 162ھ کو وصال فرمایا، مزار دِمشق شام میں حضرت لوط علیہ السّلام کے مزارِ پُرانوار کے قریب زیارت گاہِ خواص وعوام ہے۔[3]

سدید الدین مرعشی

بدرِ تاباں حضرت سدید الدین حذیفہ بن قتادہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مرعش (صوبہ قہرمان، ترکی) میں ہوئی اور یہیں 24 شوال 252ھ کو وصال فرمایا، آپ تبع تابعی، عالم وفقیہہ، عبادت گزار، متواضع، نابغہ

(1) سیر اعلام النبلاء، 7/137... تحفۃ الابرار، ص38

(2) تہذیب التہذیب، 6/422... سیر اعلام النبلاء، 7/633

(3) تذکرۃ الاولیاء مترجم، ص56، 67... وفیات الاخیار، ص12

عصر، حلیم الطبع اور ولی کامل تھے، آپ نے حضرت سفیان ثوری اور حضرت ابراہیم بن ادھم کی صحبت پائی اور آخر الذکر سے خلافت حاصل کی، حضرت یوسف بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ آپ کے رفیق اور حضرت ابو ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہیں۔[1]

امین الدین؛ابو ہبیرہ بصری

غوثِ دوراں حضرت ابو ہبیرہ امین الدین بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بصرہ میں 167ھ میں ہوئی اور یہیں 120 سال کی عمر میں 7شوال 287ھ کو وفات پائی، آپ حافظ قرآن، عالم دین، صوفی باصفا، کثیر المجاہدات اور طویل العمر تھے۔ کشف و کرامات اور خوارق عادات میں مشہور تھے۔ تلاوت قرآن اور نفلی روزے رکھنے میں کثرت فرمایا کرتے تھے۔[2]

کریم الدین ممشاد علو دینوری

قطب الابدال حضرت کریم الدین ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت دینور (صوبہ کرمان شاہ، ایران) میں ہوئی اور 14 محرم 298ھ کو بغداد میں ہوئی۔ آپ حافظ قرآن، علوم ظاہری و باطنی کے جامع، جواد و سخی اور صاحب کرامت و مجاہدہ تھے۔ آپ کو حضرت خواجہ معروف کرخی سے بھی خلافت حاصل تھی۔[3]

شرف الدّین؛ابو اسحاق شامی علوی

خواجۂ چشت حضرت خواجہ ابو اسحاق شرف الدّین شامی علوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت عکّہ شام میں ہوئی (اب یہ فلسطینی شہر ہے)۔ یہیں آپ نے 14 ربیع الآخِر 343ھ کو وصال فرمایا، مزار شریف بھی یہیں ہے۔ آپ علومِ ظاہری و باطنی کے جامع، زُہد و تقویٰ میں مشہور، صاحب کرامت اور سلسلۂ چشتیہ کے اہم ترین شیخ ہیں۔[4]

ابو احمد ابدال حسنی

امام الابدال حضرت خواجہ قدوۃ الدین ابو احمد ابدال حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 26 رمضان 260ھ کو چشت کے ایک معزز سید گھرانے میں ہوئی اور یہیں 95 سال کی عمر میں جمادی الاخریٰ 355ھ کو وفات پائی،

1. حلیۃ الاولیاء، 8/295... تحفۃ الابرار، ص43
2. تحفۃ الابرار، ص44... اقتباس الانوار، ص258
3. تحفۃ الابرار، ص46... اقتباس الانوار، ص263
4. عباد الرحمٰن، 1/90... خزینۃ الاصفیاء، 2/37، 38

مزار مبارک چشت میں ہے، آپ بیس سال کی عمر میں تصوف کی جانب متوجہ ہوئے اور مسند قطبیت پر فائز ہو گئے آپ کی کرامات کثیر ہیں۔ [1]

ابو محمد ابدال حسنی

امام برحق حضرت ناصح الدین ابو محمد ابدال حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت چشت میں 10 محرم 331ھ اور وفات بھی یہیں 3 ربیع الاول 411ھ میں ہوئی، آپ مادر زاد ولی، کثیر الفیض اور جہاد ہند میں عملی طور پر حصہ لینے والوں سے تھے، سلطان محمود غزنوی آپ کا معتقد تھا۔ [2]

ابو یوسف حسینی

قطب الا قطاب حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 362ھ کو چشت میں ہوئی اور یہیں 3 رجب 459ھ کو 97 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ نجیب الطرفین، حافظ القرآن اور محب الفقراء تھے۔ آپ سے کثیر کرامات کا صدور ہوا۔ [3]

قطب الدّین مودود چشتی

شمسُ الصوفیاء حضرت خواجہ سید قطب الدّین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 430ھ کو ضلع چشت افغانستان میں ہوئی اور یہیں یکم رجب 537ھ کو وصال فرمایا۔ مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ آپ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم المرتبت شیخ، علم و تقویٰ کے جامع، قطبِ وقت، صاحبِ تصنیف اور اکابر اولیا سے ہیں۔ منہاجُ العارفین آپ کی کتاب ہے۔ [4]

نیر الدین زندانی

مخدوم ملت حضرت خواجہ نیر الدین حاجی شریف زندانی کی پیدائش 492ھ کو زندنہ نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور 10 رجب 612ھ میں وصال ہوا، ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال قنوج (یوپی) ہند میں ہوا، مزار برلب دریا ہے۔ آپ جلیل القدر ولی کامل اور علم لدنی سے مالامال تھے، فقرا و مساکین سے محبت

1 تحفۃ الابرار، ص54... اقتباس الانوار، ص277
2 تحفۃ الابرار، ص54... اقتباس الانوار، ص290
3 تحفۃ الابرار، ص55... اقتباس الانوار، ص297
4 المصطفیٰ والمرتضیٰ، ص248... تحفۃ الابرار مترجم، ص57

کرتے اور ان کی مدد کرنے میں بھرپور سعی کیا کرتے تھے۔ [1]

عثمان ہارونی

مرشدِ خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ سید عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع ہارون نزد نیشاپور (خراسانِ رضوی) ایران میں 500ھ کو ہوئی۔ 5 شوّالُ المکرم 617ھ کو وصال فرمایا، تدفین جنت المعلیٰ مکۃ المکرّمہ میں ہوئی۔ آپ باعمل عالمِ دین، شیخ طریقت اور خاندانِ سادات کے چشم و چراغ تھے۔ انیسُ الارواح آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ [2]

غریب نواز معین الدین سجزی

سلطان الہند، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین سید حسن سجزی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 537ھ میں سجستان (موضع سجز) ایران میں ہوئی۔ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے عظیم المرتبت شیخ، نجیبُ الطرفین سید، صاحبِ دیوان شاعر اور مشہور ترین ولی اللہ ہیں۔ لاکھوں کفّار آپ کے دستِ اقدس پر اسلام لائے۔ 6 رجب 627ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک اجمیر شریف (راجستھان) ہند میں دُعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ [3]

قطب الدّین بختیار کاکی

قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 582ھ میں شہر اُوش (فرغانہ، کرغیزستان، Kyrgyzstan) میں ہوئی اور 14 ربیع الاول 633ھ کو دہلی میں وصال فرمایا، آپ کا مزار مہرولی پرانی دہلی میں ہے۔ آپ مشہور ولی خواجہ غریب نواز کے خلیفہ اور بابا فرید گنج شکر کے مرشد ہیں۔ [4]

فرید الدین مسعود گنج شکر

ولی شہیر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مدینۃ الاولیاء ملتان کے قصبہ کوٹھے وال میں 569ھ کو ہوئی اور 5 محرمُ الحرام 664ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار پاک پتن

[1] تحفۃ الابرار، ص72...اقتباس الانوار، ص328
[2] انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 6/169
[3] اخبار الاخیار، ص23...اقتباس الانوار، ص344، 385
[4] مرآۃ الاسرار، ص684، 694...شانِ اولیا، ص368، 373

شریف پنجاب (پاکستان) میں مشہور اور زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ عالم باعمل، ولیِ کامل، سلسلہ نظامیہ اور سلسلہ صابریہ کے جدِّ امجد ہیں۔ راحت القلوب اور اسرار الاولیاء آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ (1)

علی احمد صابر کلیری

بانیِ سلسلۂ صابریہ حضرت شیخ علاءُ الدّین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہرات (افغانستان) میں 592ھ کو ہوئی اور 13 ربیع الاوّل 690ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مَزارِ مُبارک کلیر شریف ہند میں ہے۔ آپ حضرت بابا فرید گنج شکر کے بھانجے، مرید، خلیفہ اور اکابر اولیائے ہند سے ہیں۔ (2)

شمس الدین ترک پانی پتی

شمس الاولیاء حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 21 جمادی الاخری 597ھ کو مرخس (ترکستان) کے علوی خاندان میں ہوئی اور وصال 15 جمادی الاخریٰ 716ھ کو پانی پت میں فرمایا، یہیں مزار ہے، آپ علم ظاہری و باطنی کے جامع، سیاح مقامات کثیرہ اور صاحب مجاہدات و کرامات تھے۔ (3)

جلال الدین محمد پانی پتی

کبیر الاولیاء حضرت خواجہ جلال الدین محمد پانی پتی عثمانی 23 شوال 557ھ کو ہریانہ، ہند میں پیدا ہوئے اور یہیں 16 ربیع الاول 765ھ کو وصال فرمایا، آپ مادرزاد ولی، حضرت بوعلی قلندر کے صحبت یافتہ اور شمس الاولیاء کے مرید و خلیفہ تھے، زادالابرار کتاب آپ کی تصنیف کردہ ہے، آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا۔ (4)

نور الحق احمد چشتی پنڈوی

قطبِ عالَم حضرت شیخ نور الحق احمد چشتی پنڈوی (5) رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے شیخ طریقت ہیں،

---

(1) مرآۃ الاسرار، ص771... فیضان بابا فرید گنج شکر، ص2،96
(2) فیضانِ صابر پاک، ص1، 3، 41
(3) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/57
(4) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/61
(5) آپ کی شیخ العالم مخدوم احمد عبد الحق ردولوی سے ملاقات اگرچہ ثابت ہے مگر یہ واضح نہیں کہ انہوں نے آپ کو خلافت بھی عطا فرمائی تھی، بہر حال شجرہ شریف میں نام ذکر ہونے کی وجہ سے یہاں آپ کا تعارف دے دیا گیا ہے۔

آپ کی ولادت پنڈوہ (ضلع مالدہ مغربی بنگال) ہند میں ہوئی اور وصال 10 ذوالقعدہ 818ھ کو فرمایا، مزار پنڈوہ ہند میں مرجع انام ہے۔ آپ ولی ابنِ ولی، صاحبِ کرامات اور بنگال کے مشہور اولیاء میں سے ہیں۔ (1)

احمد عبد الحق فاروقی ردولوی

شیخ العالَم، مجدّدِ سلسلہ صابریہ حضرت مخدوم احمد عبد الحق فاروقی ردولوی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 729 ہجری کو ردولی (ضلع فیض آباد، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ مشہور ولی کامل اور شیخ المشائخ ہیں، آپ کے ایصالِ ثواب کے لئے **توشۂ عبد الحق** تیار کیا جاتا ہے۔ 15 جمادی الاخری 837 ہجری کو وِصال فرمایا، مزار مبارک خانقاہِ ردولی شریف میں ہے۔ (2)

عارف احمد ردولوی

شیخ الصادقین حضرت خواجہ عارف احمد ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 815ھ اور وفات چالیس سال کی عمر میں 855ھ میں ہوئی، آپ صاحب کمال، حسن اخلاق کے پیکر اور صاحب کرامت تھے۔ آستانہ عالیہ ردولی شریف کے پہلے سجادہ نشین تھے۔ (3)

محمد ردولوی

شیخ الوقت حضرت خواجہ محمد ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد صاحب کے اکلوتے بیٹے، بزرگ شان، قوی الحال، خوارق عادات کے مظہر اور آستانہ عالیہ ردولی شریف کے دوسرے سجادہ نشین تھے، تاریخ و سن پیدائش ووفات نہ مل سکا۔ (4)

عبد القدوس گنگوہی

قطبِ عالم حضرت خواجہ شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 852ھ کو ردولی (ضلع فیض آباد، یو پی) ہند میں ہوئی اور وصال 23 جمادی الاخریٰ 944ھ کو گنگوہ شریف (ضلع انبالہ، مشرقی پنجاب) میں فرمایا، آپ

1. تحفۃ الابرار مترجم، ص231... مرآۃ الاسرار، ص1167
2. اخبار الاخیار، ص187... حیات شیخ العالم، ص61، 188
3. حیات شیخ العالم، ص261
4. حیات شیخ العالم، ص265

کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔ آپ صاحبِ علم لدنی، صوفی شاعر اور شیخ العالم حضرت احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ سے بطریق اویسی مستفیض تھے، انوار العیون اور لطائف قدوسی آپ کی کتب ہیں۔ آپ نے سلسلہ صابریہ کے علاوہ دیگر کئی سلاسل میں خلافت حاصل کی، آپ کی وجہ سے صابری چار پیروں اور چودہ خانوادوں سے فیض یافتہ ہوئے نیز آپ نے مخدوم صابر پیا کے جلال کو جمال میں تبدیل فرمایا۔[1]

جلال الدین تھانیسری

حضرت خواجہ جلال الدین تھانیسری فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 894ھ کو بلخ (افغانستان) میں ہوئی اور وصال 14 ذوالحجہ 989ھ کو تھانیسر (ضلع کروکشیتر، ریاست ہریانہ) ہند میں ہوا، مزار یہیں ہے۔ آپ حافظ قرآن، عالم دین، مرید و خلیفہ خواجہ عبد القدوس گنگوہی اور صاحب کرامات تھے۔[2]

نظام الدّین فاروقی تھانیسری

قطبِ زمانہ حضرت شیخ نظام الدّین فاروقی تھانیسری بلخی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت نویں صدی ہجری میں تھانیسر (ضلع کروکشیتر، ریاست ہریانہ) ہند میں ہوئی اور 28 رجب 1035 یا 1036 ہجری کو بلخ افغانستان میں وصال فرمایا۔ آپ شیخ طریقت، ولی کامل اور صاحبِ تصنیف و کرامات تھے۔[3]

ابو سعید گنگوہی

حضرت خواجہ ابو سعید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ قطب عالم خواجہ عبد القدوس گنگوہی کے پوتے، حضرت جلال الدین تھانیسری کے نواسے اور حضرت خواجہ نظام الدین بلخی کے خلیفہ تھے، آپ کی ولادت 14 شعبان 959ھ مطابق 5 اگست 1552ء اور وصال یکم ربیع الاخر 1043ھ مطابق 5 اکتوبر 1633ء کو گنگوہ (ضلع انبالہ، مشرقی پنجاب، ہند) میں ہوا، یہیں مزار ہے، آپ علم وعرفان کے جامع، ولی کامل اور کثیر الفیض تھے، مغلیہ بادشاہ نور الدین محمد جہانگیر آپ کا مرید تھا۔[4]

---

1. تجلیات قطب عالم، ص 7 تا 9، انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/76 تا 79
2. انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/82
3. اقتباس الانوار، ص 698
4. حقیقت گلزار صابری، ص 540

Go to Index

محمد ابراہیم خان مراد آبادی

حضرت خواجہ محمد ابراہیم خان مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ درہ (خیبر پختون خواہ) کے رہنے والے تھے، عرصہ دراز تک حضرت خواجہ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے، پھر حضرت خواجہ ابوسعید گنگوہی سے بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے، آپ نے مراد آباد میں رشد وہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا اور یہیں 1097ھ مطابق 1685ء وفات پائی۔[1]

محمد یوسف سامانہی

ولی کامل حضرت خواجہ محمد یوسف سامانہی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کوہستان (خیبر پختون خواہ) سے ہے، آپ حضرت بندگی خواجہ محمد صادق گنگوہی[2] کے مرید اور حضرت خواجہ محمد ابراہیم مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہما کے خلیفہ تھے، آپ جامع الحسنات، منبع فیوض وبرکات اور کثیر الفیض تھے، آپ کا وصال گیارہویں صدی ہجری میں ہوا، مزار مبارک انبالہ شہر سے 31 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع قصبہ سمانہ (Samana) میں ہے۔[3]

محمد سلیم الدین منگلوری

مفتی اسلام حضرت خواجہ مفتی محمد سلیم الدین منگلوری رحمۃ اللہ علیہ منگلور (ضلع سہارنپور، یوپی، ہند) کے رہنے والے تھے، آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے شیخ طریقت، حضرت خواجہ محمد یوسف سامانہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ اور علم وعرفان کے جامع تھے۔ مزید حالات نہ مل سکے۔[4]

نور الہدی منگلوری

عارف باللہ حضرت خواجہ شاہ نور الہدی منگلوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت خواجہ مفتی سلیم الدین منگلوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند، مرید اور خلیفہ ہیں، آپ کی وفات 1232ھ مطابق 1817ء کو منگلور ضلع

---

1. انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/137... تحفۃ الابرار، ص423
2. آپ خواجہ ابو سعید گنگوہی کے بھتیجے اور خلیفہ ہیں، پیدائش 17 ربیع الاخر 989ھ گنگوہ میں ہوئی اور یہیں 18 محرم 1058ھ کو وصال فرمایا، آپ ولی کامل، صاحب کرامت اور پابند شریعت تھے۔ (تحفۃ الابرار، ص429)
3. انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/153، شجرات قادریہ، ثاریہ مبارکیہ، ص4
4. انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/153

سہارن پور، اترپردیش ہند میں ہوئی۔[1]

عبد الرحمن وجودی لکھنوی

مقبول النبی، ثانی محی الدین ابن عربی، حضرت مولانا خواجہ شاہ عبد الرحمن وجودی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1161ھ مطابق 1748ء کو موضع کوٹ مخدوم عبد الحکیم (ضلع گھوٹکی، سندھ) میں ہوئی اور 6 ذیقعدہ 1245ھ مطابق 29 اپریل 1830ء کو لکھنؤ میں وصال فرمایا، لکھنؤ میں آپ کا مزار منبع فیوض وبرکات ہے، آپ عالم کبیر، تلمیذ بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصانیف اور مشہور زمانہ ولی اللہ تھے، وحدۃ الوجود کے موضوع پر آپ نے چار رسائل لکھے جن میں رسالہ **کلمۃ الحق**[2] کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور یہ آپ کی پہچان بن گیا۔[3] آپ کی دعا کی برکت سے ہی اللہ پاک نے آپ کے مرید وخلیفہ حضرت شاہ آہل اللہ گنج مرادآبادی کو آخری عمر میں اولادِ نرینہ کی نعمت عطا فرمائی اور اس بچے کو لوگ شیخ المشائخ، مرشد علماومشائخ حضرت علامہ شاہ فضلِ رحمن گنج مرادآبادی کے نام والقابات سے جانتے ہیں۔[4]

مرزا خدا بخش بیگ

حضرت خواجہ مرزا خدا بخش بیگ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مہونہ (لکھنؤ، یوپی ہند) میں ہوئی اور یہیں وصال فرمایا، آپ حضرت مولانا خواجہ عبد الرحمن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ، اعلیٰ پائے کے بزرگ، غنائے دل کی دولت سے مالامال، صاحب ریاضت ومجاہدہ، یادگار اسلاف اور معرفت کا خزینہ تھے۔[5]

شجرہ سلسلہ نقشبندیہ توکلیہ

رحم کر ہم پر خدا ذات خدا کے واسطے | شافع امت محمد مصطفےٰ کے واسطے
بہر بو بکر و عمر عثمان و علی اصحاب کل | اہل بیت حسنین حضرت مصطفےٰ کے واسطے
نفس امارہ کے پھندے سے بچا پروردگار | حضرت صدیق اکبر بو الوفا کے واسطے

1. کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ درشبہ قارہ، ص 703
2. اس کتاب کی کچھ باتوں کا جواب قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب نے اپنی کتاب تحقیق الحق فی کلمۃ الحق میں دیا ہے۔
3. نورالرحمن، ص 51 تا 55
4. نزھۃ الخواطر، 7/281... انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص 408... نورالرحمن، ص 7، 101
5. نورالرحمن، 114 تا 116

الفت حق حب احمد میں رہوں ثابت قدم   حضرت سلمان فارسی با خدا کے واسطے
مجھ کو مکروہات دنیاوی سے تو محفوظ رکھ   حضرت قاسم سراج الاولیاء کے واسطے
تشنہ لب ہوں جام وحدت سے، مجھے سیراب کر   جعفر صادق امام الاتقیاء کے واسطے
کر فنا فی اللہ مجھ کو، بہر حضرت بایزید   اس ولی طالب ذات خدا کے واسطے
روز و شب ہو یاد تیری اے کریم کارساز   بوالحسن خرقانی بدر الدجے کے واسطے
مجھ غریب خستہ دل کی دستگیری ہے ضرور   قاسم گرگانی نور الہدی کے واسطے
ہمت عالی عطا فرما مجھے یا ذو الجلال   بو علی صاحب دل پارسا کے واسطے
کر زلیخا کی طرف سرمست جام بے خودی   خواجہ یوسف ہادی شمس الضحی کے واسطے
پردہ چشم بصیرت کھول دے رب کریم   عبد خالق غجدوانی مقتدا کے واسطے
سختی سکرات کو آسان کرنا اے رحیم   اس محمد عارف صاحب ضیاء کے واسطے
تو میری نور سے بھرنا خدائے ذو الاکرام   حضرت محمود انجیر اولیاء کے واسطے
کیا عجب کر پرسش منکر نکیر آسان ہو   بو علی رامیتنی بوالعلی کے واسطے
مومنوں میں حشر ہو میرا جناب کبریا   باب ساسی محمد خوش ادا کے واسطے
آفتاب حشر میں مجھ پر ہو سایہ عرش کا   حضرت امیر کلاں اولیا کے واسطے
نامہ اعمال مجھ کو ہاتھ سیدھے میں ملے   شہ بہاؤ الدین تاج الاولیاء کے واسطے
پلہ نیکی ہو سنگیں عدل کے نظام میں   شہ علاؤ الدین شمس الاولیاء کے واسطے
عیب پوشی حشر میں کرنا مری ستّار تُو   خواجہ یعقوب چرخی باوفا کے واسطے
برق کی مانند طے ہو جائے راہ پل صراط   شہ عبید اللہ احرار اولیا کے واسطے
جام کوثر دے پلا دستِ محمد سے مجھے   اُس محمد زاہد صاحب رضا کے واسطے
اور ہوں فردوس میں ہمسایہ حضرتِ نبی   خواجہ درویش محمد پُر ضیاء کے واسطے
ہووے اہل اللہ میں یا رب وہاں میرا شمار   خواہ امکنگی ولی صاحب شفا کے واسطے
بعد اس کے ہو وہاں دیدارِ رب مجھ کو نصیب   باقی باللہ مقبول الدعا کے واسطے
آتش دوزخ کا ہو مجھ کو نہ کچھ خوف و خطر   شہ مجدد الف ثانی ذوالعطاء کے واسطے
دین و دنیا میں مجھے خوشحال رکھنا اے خدا   حضرت معصوم مرشد راہنما کے واسطے
کر زباں کو سیف میرے قلب کو پُر نور کر   خواجہ سیف الدین تاج الاتقیاء کے واسطے
نور عرفاں سے میرا دل کر منور اے خدا   حضرت نور محمد اولیاء کے واسطے

جو میری اولاد ہو سب متقی و پارسا	میرزائے جانِ جاناں پیشوا کے واسطے
بابِ رحمت کھول دے مجھ پر خداوندِ غفور	شہ غلام با علی صاحب ہدا کے واسطے
ذکرِ حق ہو روز و شب مونس مرا اے ذو المنن	بو سعید اولیاء نجم الہدیٰ کے واسطے
جز خیال نور حق کچھ دل میں گنجائش نہ ہو	شاہ مولانا شریف الاولیا کے واسطے
حافظ و حاجی محمد شاہ محمود اللقب	آرزو بر لا میری اس پارسا کے واسطے
شاہ قادر بخش خواجہ خواجگان حق کے شہید	بخش دے مجھ کو خدا اس مقتدا کے واسطے
تیرے در پر آ پڑا ہوں اپنا کر لے اب مجھے	شہ توکل شاہ پیرا رہنما کے واسطے
ابر رحمت کی رہے مجھ پر ترشح حشر تک	استجب ھذا دعائی مصطفٰے کے واسطے

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ نقشبندیہ توکلیہ

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور امام المحدثین کے درمیان اس سلسلے کے 6 بزرگوں یعنی امام الاتقیاء امام جعفر صادق، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حنفی، شمس الدین، حبیب اللہ حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں علوی دہلوی، شمس العرفاں حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیلی ہوشیارپوری اور حضرت سائیں خواجہ توکل شاہ انبالوی نقشبندی کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکا ہے۔ جبکہ باقی بزرگوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

ابو بکر صدیق

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بنو تیم کے چشم و چراغ، قریش کی مقتدر شخصیت، افضل البشر بعد الانبیاء، سفر و حضر میں سرکار صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے رفیق اور مسلمانوں کے پہلے خلیفہ ہیں۔ ولادت واقعۂ فیل کے تقریباً ڈھائی سال بعد مکّہ مکرمہ میں ہوئی۔ 22 جُمادَی الاُخریٰ 13 ہجری کو مدینۂ منوّرہ میں وِصال فرمایا اور حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (1)

سلمان فارسی

جلیلُ القدر صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رامہرمز (خُوزِستان، ایران) کے باشِندے تھے، آپ کا

(1) تاریخ الخلفاء، ص 21 تا 66

وِصال 10 رجب 33 یا 36ھ کو مدائن (عراق) میں ہوا، یہیں سلمان پارک کے علاقے میں مزارِ مبارک دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے، آپ طویلُ العمر، مجاہدِ اسلام، گورنرِ مدائن، مُشتاقِ جنّت، سلسلۂ نقشبندیہ کے تیسرے شیخِ طریقت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے سلمان الخیر، سلمان مِنَّا اَھْلَ الْبَیْت (سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں) کی خوشخبریاں پانے والے ہیں۔[1]

قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق

سراج الاولیاء حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق کی ولادت دورِ خلافت حضرت مولیٰ علی المرتضی میں بقول بعض 23 شعبان 24ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی، آپ حضرت ابو بکر صدیق کے پوتے، حضرت امام زین العابدین کے خالہ زاد بھائی اور حضرت امام جعفر صادق کے نانا تھے، پرورش حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوئی، آپ راوی حدیث، امام الحفاظ، عالم وفقیہ اور مرجع زمانہ تھے، آپ کا شمار کبار تابعین اور مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا ہے۔ آپ کا وصال 24 جمادی الاخریٰ 105 یا 106 یا 108ھ کو سفر حج یا عمرے کے دوران مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین قدید کے مقام میں ہوا، تدفین مشلل میں ہوئی۔[2]

بایزید طیفور بسطامی

سلطانُ العارفین حضرت بایزید طیفور بسطامی عارفین کے امام اور زمانے کے غوث تھے، 160ھ میں بسطام (صوبہ سِمنان) ایران میں پیدا ہوئے اور یہیں 15 شعبان 261ھ وصال فرمایا۔ مزار مبارک مرجعِ خلائق ہے۔[3]

ابو الحسن علی خرقانی

بدر الاولیاء غوثِ وقت حضرت خواجہ ابو الحسن علی خَرْقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 350ھ میں خرقان (ضلع شاہرود، صوبہ سمنان) ایران میں ہوئی۔ 10 محرم 425ھ کو وصال فرمایا، مزارِ مبارک خرقان میں دُعاؤں

1 طبقات ابن سعد، 4/54، 70... تاریخ ابن عساکر، 21/373، 460... کراماتِ صحابہ، ص217، 219

2 سیر اعلام النبلاء، 5/32 تا 36... تاریخ مشائخ نقشبند، ص151

3 طبقات الصوفیہ، ص67... تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص70

کی قبولیت کا مقام ہے۔[(1)]

علی بن عبد اللہ گرگانی

نور الہدیٰ حضرت خواجہ ابو قاسم علی بن عبد اللہ گرگانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت گرگان (نزد طوس، خراسان رضوی، ایران) میں تقریباً 350ھ میں ہوئی اور یہیں 23 صفر 450ھ کو وصال فرمایا، آپ ولی کامل، علوم اسلامیہ و عصریہ کے ماہر اور صاحبِ کرامت تھے۔[(2)]

فضل بن محمد فارمدی طوسی

مبلغ اسلام حضرت خواجہ ابو علی فضل بن محمد فارمدی طوسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 434ھ کو فارمد نزد طوس ایران میں ہوئی اور وفات 4 ربیع الاول 477ھ کو ہوئی، مزار مبارک طوس میں ہے، آپ اکابر علما و اولیا سے مستفیض، پرتاثیر مبلغ اسلام، سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ طریقت ہیں۔[(3)]

یوسف ہمدانی

شمس الاولیاء حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 441ھ میں بُوزَنجِرد (مضافاتِ ہمدان) ایران میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، بانیِ دارُ العلوم، کئی کتب کے مصنف، غوثِ زمانہ اور شیخ الشیوخ ہیں۔ 27 رجب 535ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مَرْو قدیم جنوبی تُرکمانستان میں ہے۔[(4)]

عبد الخالق غجدوانی

مقتدائے وقت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی 22 شعبان 435ھ کو غجدوان نزد بخارا میں پیدا ہوئے اور 12 ربیع الاول 575ھ کو وفات پائی، مزار شریف غجدوان میں ہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے علاوہ حضرت خضر علیہ السلام سے بھی مستفیض ہوئے، آپ جلیل القدر شیخ طریقت، متبع سنت اور صاحبِ کرامات تھے۔[(5)]

1. مرآۃ الاسرار مترجم، ص473... نفحات الانس مترجم، ص335
2. لمعات کمالات قادریہ و تبرکات خالقیہ، ص113
3. طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، 4/10... تاریخ مشائخ نقشبند، ص106
4. سیر اعلام النبلاء، 12/381... تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص197
5. حضرات القدس مترجم، 1/118... تاریخ مشائخ نقشبند، ص117

عارف ریوگری

ضیائے ملت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ریوگر نزد بخارا (ازبکستان) میں 27 رجب 551ھ کو ہوئی اور یہیں یکم شوال 715ھ کو طویل عمر پاکر وصال فرمایا، آپ علم و حلم، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور رشد و ہدایت میں مشہور تھے۔ (1)

محمود انجیر فغنوی

مرشد کامل حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 18 شوال 627ھ کو انجیر فغنہ نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور وصال 17 ربیع الاول 717ھ کو فرمایا، مزار وابکنہ نزد بخارا میں ہے۔ آپ حضرت خواجہ عارف ریوگری کے تمام اصحاب و مریدین سے افضل و اکمل تھے، مشائخ نقشبند میں آپ ہی تھے جو ذکر جہر فرمایا کرتے تھے۔ (2)

ابوالعُلیٰ علی رامیتنی

حضرت خواجہ عزیزان ابوالعُلیٰ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رامیتن نزد بخارا (ازبکستان) میں 591ھ میں ہوئی اور 28 ذی قعدہ 721ھ کو خوارزم میں وصال فرمایا، مزار خوارزم میں ہے، آپ صاحب عرفان و کرامات تھے، آپ کے ملفوظات راہِ تصوف کے مسافروں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ (3)

محمد بابا سمّاسی

شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد بابا سمّاسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سمّاس (نزد رامیتن ولایت بخارا) ازبکستان میں 25 رجب 591ھ کو ہوئی۔ آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم شیخ طریقت تھے اور بانی سلسلۂ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤ الدّین نقشبند آپ کے بھی زیرِ تربیت رہے۔ 10 جُمادی الاُخریٰ 755ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک مقام پیدائش میں ہے۔ (4)

---

(1) حضرات القدس مترجم، 1 / 136... تاریخ مشائخ نقشبند، ص 130

(2) حضرات القدس، 1 / 139... تاریخ مشائخ نقشبند، ص 132

(3) حضرات القدس، 1 / 160... تاریخ مشائخ نقشبند، ص 136

(4) حضرات القدس، ص 162... تاریخ مشائخ نقشبند، ص 147

شمسُ الدّین امیر کلال سوخاری

خواجہ خواجگان حضرت سیّد شمسُ الدّین امیر کلال سوخاری رحمۃ اللہ علیہ قصبۂ سوخار (نزد بخارا ازبکستان) میں 676ھ میں پیدا ہوئے اور یہیں 15 جُمادَی الاُولیٰ 772ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور بانیِ سلسلۂ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ ہیں۔ (1)

محمد بہاء الدین نقشبند بخاری

شاہِ نقشبند، قطبِ ارشاد حضرت سید محمد بہاء الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 728ھ میں بخارا ازبکستان کے قریب قصرِ عارفاں میں ہوئی اور 3 ربیع الاول 791ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک قصرِ عارفاں میں ہے۔ آپ امامِ زمانہ، بانیِ سلسلہ نقشبندیہ، دونوں عالم کے سردار اور رہبر و رہنما ہیں، آپ کے دم قدم سے دین آباد ہوا۔ (2)

علاء الدین سید محمد عطار بخاری

قطبِ ارشاد حضرت خواجہ علاء الدین سید محمد عطار بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بخارا کے سید گھرانے سے ہے، آپ خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اور داماد تھے، آپ درجہ کمال اور رشد و ہدایت پر فائز تھے، مشہور محقق علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب تک میں خواجہ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے مشرف نہ ہوا میں نے خدا کو نہ پہچانا۔ آپ کا وصال 20 رجب 806ھ کو ہوا، مزار مبارک قصبہ چغانیاں (دریائے جیحون کے مشرقی علاقے ماوراء النہر) میں ہے۔ (3)

یعقوب چرخی

مفسرِ قرآن حضرت علّامہ خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 762ھ میں چرخ نزد غزنی افغانستان

---

1. تذکرۃ المشائخ، ص32، 33... تاریخ مشائخ نقشبند، ص151
2. حضرات القدس، 1 / 163... تاریخ مشائخ نقشبند، ص167
3. حضرت خواجہ نقشبند اور طریقت نقشبند، ص346 تاریخ مشائخ نقشبند، ص218

میں ہوئی اور وصال 5 صفر 851ھ میں فرمایا، مزار موضع لنین کال خور (دوشنبہ) تاجکستان میں ہے، آپ جید عالمِ دین، خلیفہ بانیِ سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤالدّین اور صاحب تصانیف ہیں، تفسیر چرخی اور شرح اَسْماءُ الْحُسْنٰی آپ کی مطبوع کُتب ہیں۔ (1)

عبید اللہ احرار نقشبندی

ناصر ملت و دین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 806ھ کو باغستان نزد تاشقند ازبکستان، میں ہوئی اور 29 ربیع الاول 895ھ کو دِہ کمان گران (جنوبی سمرقند) میں وصال فرمایا، مزار خواجہ کفشیر نزد احاطۂ ملایان سمرقند میں ہے۔ آپ بارعب، باا‌ثر اور صاحب ثروت عالم، خواجہ یعقوب چرخی کے مرید و خلیفہ، مرجع علماوامراء اور کثیر الفیض تھے۔ (2)

زاہد وخشی

صاحب رضا حضرت خواجہ زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 14 شوال 852ھ کو وخش (مضافات حصار نزد بخارا، ازبکستان) میں ہوئی اور یہیں یکم ربیع الاول 936ھ کو وصال فرمایا، آپ علّامہ خواجہ یعقوب چَرخی کے نواسے اور خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ جامع علوم ظاہری و باطنی، مرشد کامل، تصرف عظیم اور استعداد و قابلیت میں اعلیٰ تھے۔ (3)

درویش محمد

ضیائے ملت حضرت خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 16 شوال 846ھ کو ہوئی اور 19 محرم 970ھ کو وصال فرمایا، مزار موضع اسفزار نزد ماوراء النہر ترکی میں ہے۔ آپ اپنے ماموں خواجہ زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ متقی وپرہیز گار اور احتیاط و عزیمت پر عمل پیرا تھے، آپ اپنے زمانے کے مرجع خاص وعام تھے۔ (4)

---

(1) تاریخ مشائخ نقشبند، ص225 تا 234
خواجہ عبید اللہ احرار، ص89
(2) خواجہ عبید اللہ احرار، ص81 تا 160
(3) حضرات القدس، ص255
(4) حضرات القدس، ص256
تاریخ مشائخ نقشبند، ص260

محمد مقتدیٰ خواجگی اَمکنگی

صاحبِ شفاحضرت مولاناخواجہ محمد مقتدیٰ خواجگی اَمکنگی کی ولادت اَمکنہ نزد بخارا ازبکستان میں 918ھ کو ہوئی اور یہیں 22 شعبان 1008ھ کو وصال فرمایا، آپ مرتبۂ تکمیل وارشاد پر فائز ہو کر مرجع طریقت رہے۔ (1)

محمد باقی باللہ نقشبندی

مؤید الدین حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 971 ہجری کو کابل (افغانستان) میں ہوئی۔ ولی کامل، مقبول الدعا اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ 25 جُمادَی الاُخریٰ 1012 ہجری کو وِصال فرمایا، مَزار مُبارک بلند دروازہ قُطب روڈ دہلی (ہند) میں ہے۔ (2)

محمد معصوم سرہندی

عروۃ الوثقیٰ، مجد الدین حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 شوال 1007ھ کو سرہند شریف (مشرقی پنجاب، ہند) میں ہوئی اور یہیں 9 ربیع الاول 1079ھ کو وفات پائی، آپ جید عالم دین، شیخ طریقت، والد گرامی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین اور کثیر الفیض بزرگ تھے۔ (3)

سیفُ الدّین سرہندی مجدّدی

محتسبِ اُمت، حضرت خواجہ سیفُ الدّین سرہندی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سرہند میں 1049ھ کو ہوئی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے، عُلومِ ظاہری و باطنی کے جامع، سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخِ طریقت اور مُغلیہ بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کے شہزادے محمد اعظم کے مُرشد تھے۔ 19 جُمادَی الاُولیٰ 1095ھ کو وِصال فرمایا، مزار مبارک مقام پیدائش میں ہے۔ (4)

نور محمد بدایونی

سید السادات حضرت مولاناخواجہ سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ عالم دین، شیخ طریقت، مشتبہات سے بچنے

---

1. حضرات القدس، ص259... تاریخ مشائخ نقشبند، ص264
2. دلی کے بائیس خواجہ، ص182 تا 188
3. تاریخ مشائخ نقشبند، ص401 تا 418
4. تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص611 تا 627

Go to Index

والے، کثیر المجاہدات اور صاحبِ کرامات تھے، خواجہ سیف الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ کا وصال 11 ذیقعدہ 1135ھ کو ہوا، تدفین دہلی میں مزار خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے قریب نواب مکرم خان کے باغ میں ہوئی۔ (1)

عبد اللہ غلام علی دہلوی

صاحبِ رُشد و ہدایت حضرت مولانا خواجہ شاہ عبد اللہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1156ھ میں پٹیالہ (ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی۔ 22 صفر 1240ھ میں وصال فرمایا، آپ کا مزار خانقاہ شاہ ابو الخیر دہلی ہند میں ہے۔ آپ عالمِ دین، عظیم شیخِ طریقت، تیرھویں صدی کے مجدد، صاحبِ کرامت ولی اللہ اور 12 سے زائد کُتب کے مصنف تھے۔ مقاماتِ مظہری آپ کی ہی تصنیف ہے۔ (2)

ابو سعید رامپوری دہلوی

نجم الہدیٰ حضرت شاہ ابو سعید رامپوری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 2 ذیقعدہ 1196ھ کو رام پور (یوپی، ہند) میں ہوئی۔ آپ حافظ و قاریٔ قرآن، عالمِ دین، شیخِ طریقت، امام العلماء والعارفین، اور خانقاہ مظہریہ دہلی کے سجادہ نشین تھے، یکم شوال 1250ھ کو وصال فرمایا، تدفین خانقاہ شاہ ابو الخیر دہلی ہند میں ہوئی۔ اثبات المولود والقیام آپ کی چھ تصانیف میں سے ایک ہے۔ (3)

محمد شریف علوی قندھاری

تاجدارِ اولیاء حضرت مولانا بابا محمد شریف علوی قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1198ھ کو قندھار (افغانستان) میں ہوئی، کابل و پشاور میں علوم اسلامیہ کے حصول میں 9 سال مصروف رہے، خواجہ شاہ عبد اللہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنی حاصل کئے، حضرت شاہ ابو سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی، بشمول جالندھر و ہوشیار پور کئی شہروں میں روحانی فیضان عام کیا، 1260ھ میں

---

1 فیوضاتِ حسینیہ، ص 387
2 جہانِ امام ربانی، 4/588 تا 602
3 فیوضاتِ حسینیہ، ص 391، اثبات المولود والقیام، ص 15

ہوشیارپور میں وصال فرمایا، تدفین سرہند میں مزار خواجہ معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے شمال مغرب میں حوض مسجد کے جنوبی کنارے سے ملحق ہوئی۔ (1)

محمود آرزو جالندھری

افسر المشائخ حضرت حافظ حاجی محمود آرزو جالندھری ڈیرہ غازیخان کے رہنے والے تھے، حج سے واپسی پر آپ جالندھر میں مقیم ہوگئے، یہیں حضرت مولانا بابا محمد شریف قندھاری رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہوئے اور بعد میں خلافت سے نوازے گئے، آپ نہایت حلیم و بردبار اور خلیق تھے، کثیر لوگوں نے آپ سے روحانیت حاصل کی، آپ کے کئی خلفا تھے جن سے آپ کا فیض عام ہوا، آپ کا وصال 8 ربیع الاول 1306ھ کو ہوا، تدفین جالندھر (مشرقی پنجاب) ہند کی بستی شیخ کے قبرستان میں ہوئی۔ (2)

شجرہ سلسلہ نقشبندیہ فضل رحمانیہ

خداوندا بحق سرورِ ما	محمد مصطفٰے پیغمبرِ ما
بحقِ حضرت صدیقِ اکبر	وفا پروردۂ ضِمنِ پیغمبر
بحقِ بحرِ علم و مکاں احسان	چراغِ محفلِ اصحاب سلمان
بحقِ قاسم انوار صدیق	حقیقت محرم اسرار صدیق
بحقِ وارثِ صدیق و حیدر	خطا بخش صادق و نامست جعفر
بحقِ بایزید آں غوث بُسطام	زا نوازش منوّر روم تا شام
بحقِ بو الحسن آں قطبِ عالم	سمی مرتضٰی شیخِ مکرم
بحقِ بو علی پیرِ طریقت	بہارِ فقر و عرفان و حقیقت
بحقِ شیخ ابو یعقوب یوسف	جمال افزای ارباب تصوف
بحقِ خواجہ عبد الحق ما	کلیدِ گنج حکمتِ کانِ معنٰی
بحقِ خواجۂ کو عارف آمد	ز سِرّ کنتُ کنزا واقف آمد
بحقِ خواجہ محمود نامے	ولایت منصبی والا مقامے

1 تذکرہ مشائخ نقشبند، ص443تا446 قادریہ و تبرکات خالقیہ، ص122

2 تذکرہ اولیائے جالندھر، ص206تا209...لمعات کمالات

بحق کاشفَ انوارِ عرفان	علی رامیتنی خواجۂ عزیزان
بحق خواجہ بابا محمد	مشیخت پایۂ ارشادِ مسند
بحق آنکہ نام او امیر ست	مکمل عارف و کامل فقیر ست
بحق خواجۂ حق آشنائی	بہاؤ الدین طریقت پیشوائی
بحق قطب ارشادِ زمانہ	علاؤ الدین حقیقت آشیانہ
بحق آنکہ یعقوب بست نامش	فروغ دیدۂ عرفان مقامش
بحق ناصر الدین خواجہ احرار	عبید اللہ نورِ چشم اخیار
بحق آنکہ زاہد نام دارد	شراب معرفت در جام دارد
بحق شاہِ معنی خواجہ درویش	بحق پیوستۂ وارستہ از خویش
بحق خواجگی کو حق نشان بود	بعالم یادگارِ خواجگان بود
بحق خواجہ عبد الباقی ما	نگاہِ حق نمایش ساقی ما
بحق حضرت شیخ مجدد	سمیّ مصطفٰے عالی محامد
بحق خواجہ مجد الدین معصوم	کہ شہرت یافتہ از ہند تا روم
بحق نقشبندان حجۃ اللہ	ابو القاسم علیہ رحمۃ اللہ
بحق آبروے فقر و ارشاد	زبیر آں قبلۂ اقطاب و افراد
بحق مشرقِ صبح ولایت	ضیا اللہ پیر با ہدایت
بحق خواجۂ ما شاہ آفاق	بفقرا ندر علم در معرفت طاق
بحق فصلِ رحمٰن قبلہ جان	کہ نامش میفزاید نورِ ایمان
بحق ایں ہمہ پیراں بر حق	بکن دیدار علی را واصل حق
بامداوش ز خود آزاد گردان	گرفتارِ خودم کن شاد گردان
الٰہی جملہ مار حمانیا نیم	در عشق تو و احمد می فغانیم (1)

دبوس المقلدین صفحہ 498 میں سیکنڈ لاسٹ شعر سے پہلے دو اشعار اس طرح ہیں:

بحق پیر و مرشد شاہ دیدار	کہ آمد وارثِ سلطان ابرار

ملفوظات شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی مع مجموعہ رسائل، ص102، 103... شجرات قادریہ ثاریہ مبارکیہ رضویہ اشرفیہ، ص14 تا 16

بحقِ جملہ پیرانِ طریقت | بکن مارا بحق وصلت

جبکہ سیکنڈ لاسٹ شعر یوں ہے اور اس کے بعد بھی مزید یہ دو اشعار ہیں:

بامداد خود او را شاد گرداں | گرفتار خود آزاد گرداں
شہود خویش کن ما را کرامت | بحال ما فکن چشم عنایت
الٰہی بحق ہمہ اولیاء | نگہدار ما را ز رنج وبلا

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ نقشبندیہ فضل رحمانیہ

عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی اور ان سے قبل تمام مشائخ سلسلہ نقشبندیہ فضل رحمانیہ رحمۃ اللہ علیہم کا ذکر ہو چکا ہے، اسی طرح محبوبِ خلاق حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی اور عارفِ کامل حضرت مولانا فضل رحمٰن صدیقی گنج مرادآبادی نقشبندی قادری کا تعارف بھی گزر چکا ہے، بقیہ کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

ابو القاسم محمد نقشبند ثانی سرہندی

حجۃ اللہ حضرت خواجہ ابو القاسم محمد نقشبند ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سرہند شریف (مشرقی پنجاب، ہند) میں 10 ربیع الاول 1034ھ کو ہوئی اور یہیں 29 محرم 1114ھ کو وصال فرمایا، آپ علم ظاہری اور باطنی کے جامع، خاص وعام میں مقبول، اعلیٰ روحانی منصب پر فائز اور صاحب کرامات تھے۔[1]

محمد زبیر سرہندی

قطبِ زماں حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی خاندان مجددیہ کے چشم و چراغ، مادرزاد ولی، عالم باعمل، صاحب ثروت وسخاوت، کثیر عبادات، مرجع عوام اور صاحب کرامت تھے، آپ کی ولادت 5 ذیقعدہ 1093ھ اور وفات 4 ذیقعدہ 2252ھ کو سرہند میں ہوئی۔ آپ 48 سال آستانہ عالیہ مجددیت کے سجادہ نشین رہے۔[2]

ضیاء اللہ کشمیری نقشبندی

فخرِ کشمیر، احسن لین حضرت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کشمیر اور خاندانِ حضرت

---

1 تاریخ مشائخ نقشبند، ص 428 تا 433

2 تاریخ مشائخ نقشبند، ص 435 تا 438

خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ہے، آپ حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے، آپ امیر ترین، حلیم الطبع، متواضع، محبت و اعتقاد میں بے نظیر اور تقویٰ و ورع کے پیکر تھے، سن ولادت و وفات معلوم نہ ہو سکا، روضہ خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں آپ کا مزار ہے۔ مقاصد السالکین فارسی علم تصوف پر آپ کی بہترین کتاب ہے جسے نقشبندی حضرات اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔[1]

شجرہ سلسلہ قادریہ فضل رحمانیہ

الٰہی بحرمت حضرت سرورِ عالم احمد مجتبیٰ	الٰہی بحرمت حضرت امیر المؤمنین مرتضیٰ علی
الٰہی بحرمت حضرت امام حسن	الٰہی بحرمت حضرت حسن مثنیٰ
الٰہی بحرمت حضرت سیدنا عبد اللہ محض	الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ الجون
الٰہی بحرمت حضرت سید عبد اللہ الرضا	الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ مورث
الٰہی بحرمت حضرت سید داؤد مورث	الٰہی بحرمت حضرت سید محمد المدنی
الٰہی بحرمت حضرت سید یحییٰ زاہد	الٰہی بحرمت حضرت سید عبد اللہ الجیلی
الٰہی بحرمت حضرت سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست	الٰہی بحرمت غوث اعظم محبوب سبحانی حضرت سید عبد القادر جیلانی
الٰہی بحرمت حضرت سید عبد الرزاق	الٰہی بحرمت حضرت سید شرف الدین قتال
الٰہی بحرمت حضرت سید عبد الوہاب	الٰہی بحرمت حضرت سید بہاء الدین
الٰہی بحرمت حضرت سید عقیل	الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی
الٰہی بحرمت حضرت سید گدائے رحمن	الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین عارف
الٰہی بحرمت حضرت سید گدائے رحمن ثانی	الٰہی بحرمت حضرت سید فضیل
الٰہی بحرمت حضرت شاہ کمال کیتھلی	الٰہی بحرمت حضرت شاہ سکندر
الٰہی بحرمت امام ربانی محبوب صمدانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی	الٰہی بحرمت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم
الٰہی بحرمت حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند	الٰہی بحرمت حضرت قبلۂ عالم خواجہ محمد زبیر
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی	

(1) مقاصد السالکین مترجم، از علامہ بدر الاسلام، ص 10 تا 16 روضۃ القیومیہ، 4/404

الٰہی بحرمت شیخ المشائخ محبوب خلاق امام الطریقہ حضرت شاہ محمد آفاق

الٰہی بحرمت قطب الاقطاب مجدد دوراں سیدنا و مولانا حضرت فضل رحمٰن [1]

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ قادریہ فضل رحمانیہ

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور امام المحدثین کے درمیان اس سلسلے کے تقریباً 11 بزرگوں یعنی حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ، نورِ چشمِ رسول، جگر گوشۂ بتول حضرت امام ابو محمد حسن مجتبیٰ، غوث الاعظم حضرت سید عبد القادر جیلانی اور آپ کے صاحبزادے حضرت سید عبد الرزاق کے علاوہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی سے لے کر امام المحدثین تک کے حالات گزر چکے ہیں۔ جبکہ باقی بزرگوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

حسن مثنیٰ

متولی جائیداد اہل بیت حضرت امام حسن مثنیٰ ہاشمی قرشی رحمۃ اللہ علیہ امام حسن مجتبیٰ کے فرزند، جلیلُ القدر تابعی، ثقہ راوی حدیث، علم و تقویٰ و بزرگی کے جامع، رئیس مدینہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی شادی امام حسین کی بیٹی حضرت فاطمہ سے ہوئی، آپ نے مدینہ شریف میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں 85 سال کی عمر میں 17 رجب 97ھ کو وصال فرمایا۔ ان کی اولاد کو حسنی حسینی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ [2]

عبد اللہ محض کامل

شیخ الطالبین ثانی حضرت امام عبد اللہ محض کامل حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 70ھ مدینۂ منوّرہ میں ہوئی اور وصال 10 ذوالحجۃ الحرام 145ھ کو ہوا، مزار مبارک شافیہ (صوبہ دیوانیہ) عراق میں ہے۔ آپ امام حسن کے پوتے اور امام حسین کے نواسے تھے، یوں آپ حسنی حسینی سیّدوں کے جدِ امجد ہیں۔ آپ تابعی، عالمِ باعمل اور حدیث کے ثقہ راوی ہیں۔ [3]

1. ملفوظات شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی یعنی مجموعہ رسائل، ص103
2. عمدۃ القاری، 6/185 ... نور الابصار، ص137، 138 ... وفیات الاخیار، ص31
3. اعلام للزرکلی، 4/78 ... تاریخ ابن عساکر، 27/364 ... تاریخ بغداد، 9/438

ابو حسن موسیٰ جون

حضرت سید ابو حسن موسیٰ جون حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 14 رمضان 153ھ مدینہ منورہ میں ہوئی، اپنے والد گرامی حضرت سید عبد اللہ محض رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل ہوئی، ربیع الآخر 214ھ میں سویق (ضلع ینبع، صوبہ المدینہ عرب) میں وفات پائی۔ تدفین جنۃ البقیع میں ہوئی۔ آپ عالم و فاضل، صالح و متقی، راوی حدیث اور بہترین ادیب و شاعر تھے۔ (1)

عبد اللہ رضا ثانی

حضرت شیخ صالح عبد اللہ رضا ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کثرت عبادت، زہد اور تنہائی میں مشہور تھے، آپ عالم و شاعر اور راوی حدیث تھے، نیکی کی دعوت بہت دیا کرتے تھے، آپ مکہ شریف میں پیدا ہوئے، ایک مرتبہ سیاحت کے لیے مکہ شریف کے مضافاتی علاقے میں گئے اور وہیں 15 رمضان 247ھ کو وفات پاگئے۔ (2)

ابو عمر موسیٰ ثانی

حضرت سید ابو عمر موسیٰ ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 2 محرم 221ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہیں ماہِ صفر 288ھ کو وفات پائی، ایک قول کے مطابق عباسی خلیفہ مہتدی باللہ کے دورِ حکومت میں کوفہ یا سویق میں 256ھ میں شہید ہوئے، ربیع الاول 238ھ کو اپنے والد حضرت شیخ صالح عبد اللہ رضا رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی۔ آپ راوی حدیث، زہد و تقویٰ کے پیکر اور صاحب استقامت تھے۔ (3)

داؤد امیر

حضرت سید داؤد امیر حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 11 شعبان 245ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور 12 شعبان 321ھ کو مکہ مکرمہ شریف میں وصال فرمایا، یہیں تدفین ہوئی۔ آپ متقی عالم، کریم النفس، باوقار اور صاحب وجاہت وہیبت تھے، آپ بلند عزم وہمت، بہترین حکمت و دانائی، کثیر زہد و عبادت اور تقوی و پرہیز گاری میں

1. اتحاف الاکابر، ص155، 156... تذکرہ مشائخ قادریہ، ص56
2. اتحاف الاکابر، ص157
3. اتحاف الاکابر، ص158... تذکرہ مشائخ قادریہ، ص56

مشہور تھے۔ آپ نے عباسیوں کو حجاز سے نکال کر اپنی حکومت قائم کی تھی جو کچھ عرصہ قائم رہی۔ [1]

محمد المدنی

حضرت سید محمد المدنی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 12 رمضان 299ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی اور یہیں 15 رمضان 399ھ کو طویل عمر پاکر فوت ہوئے، تدفین جنۃ البقیع میں کی گئی، آپ نے اپنے والد حضرت سید داؤد امیر رحمۃ اللہ علیہ سے 349ھ میں خلافت پائی۔ آپ والد کی جانب سے حسنی اور والدۂ حضرت ام سلمہ بن حسن موسوی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے حسینی تھے۔ آپ عالم فاضل اور متقی تھے۔ [2]

یحیی زاہد

حضرت سید یحیی زاہد حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 17 شعبان 340ھ میں ہوئی اور 24 رمضان 420ھ کو جیلان میں وصال فرمایا، آپ حجاز سے یمن اور وہاں سے جیلان منتقل ہوگئے، آپ بہت بڑے عالم دین، ثقہ راوی حدیث، علم الرجال کے ماہر اور امام الائمہ تھے۔ امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم عالم دین نے آپ کی صحبت پائی، آپ کو زاہد کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ زہد و تقویٰ اور ورع کے بلندے رتبے پر فائز تھے۔ [3]

عبد اللہ ثالث جیلی

حضرت سید عبد اللہ ثالث جیلی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 13 رمضان 265ھ کو جیلان میں ہوئی اور یہیں 15 رمضان 487ھ کو وصال فرمایا، جیلان میں ہی تدفین ہوئی، آپ نے 24 رجب 387ھ کو والد مکرم سے بیعت ہو کر خلافت حاصل کی، آپ زہد و تقویٰ اور جود و سخاوت میں مشہور، فصاحت و بلاغت میں بے نظیر اور ادیب و شاعر تھے۔ آپ ثقہ راوی حدیث اور کثیر احادیث مبارکہ روایت کرنے والے تھے۔ [4]

ابو صالح موسیٰ ثالث جنگی دوست

حضرت سید ابو صالح موسیٰ ثالث جنگی دوست جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 27 رجب 400ھ کو جیلان

1 اتحاف الاکابر، ص160... تذکرہ مشائخ قادریہ، ص56

2 اتحاف الاکابر، ص160... تذکرہ مشائخ قادریہ، ص55

3 اتحاف الاکابر، ص160... تذکرہ مشائخ قادریہ، ص56

4 اتحاف الاکابر، ص160... تذکرہ مشائخ قادریہ، ص55

میں ہوئی اور یہیں 11 ذیقعدہ 561ھ میں وصال فرمایا،460ھ میں والد صاحب سے بیعت کر کے خلافت حاصل کی، جہاد فی سبیل اللہ کو دوست و محبوب رکھنے کی وجہ سے جنگی دوست کہلائے، آپ اپنے نفس سے ہمیشہ جہاد فرماتے تھے اور نفس کشی کو تزکیۂ نفس کا مدار سمجھتے تھے۔ آپ ولی کامل، ذکر واذکار، وعظ و نصیحت، مجاہدۂ نفس، اور دینِ متین کی نشر واشاعت میں مصروف رہنے والے تھے۔ چہرہ مبارک ایسانورانی تھا کہ دیکھ کر اللہ پاک یاد آتا تھا، جہاں تشریف لے جاتے رونق محفل بن جاتے، اس محفل میں نورانیت آجاتی، کلام کرتے تو ایسا فصیح و بلیغ ہوتا کہ حاضرین مجلس اس کے سحر میں کھو جاتے، کثیر لوگوں نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔[1]

شرف الدین عیسیٰ

عارف ربانی حضرت شیخ سید ابو عبد الرحمن شرف الدین عیسیٰ جیلانی قتال رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 21 رمضان 530ھ کو بغداد میں ہوئی، آپ صاحبزادہ و تلمیذ غوثِ اعظم سید عبد القادر جیلانی، عالم باعمل، مدرس وواعظ، شیخ طریقت اور صاحب تصنیف بزرگ ہیں، وصالِ غوث اعظم کے بعد آپ دمشق سے ہوتے ہوئے مصر تشریف لائے اور پھر یہیں مقیم ہوگئے، کئی مصری محدثین اور علماومفتیانِ کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال 12 رمضان 573ھ یا 16 شعبان 611ھ میں ہوا، قرافہ قبرستان (قاہرہ، مصر) میں آپ کا مزار مرجع خاص وعام ہے۔ جواھر الاسرار و لطائف الانوار علم تصوف پر آپ کی بہترین تصنیف ہے۔ آپ کی طبیعت میں جلال کا عنصر غالب تھا اس لیے قتال کے لقب سے ملقب ہوئے۔[2]

عبد الوہاب حسنی ینبوعی

حضرت سید عبد الوہاب حسنی ینبوعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 14 ربیع الاول 557ھ کو اصفہان (ایران) میں ہوئی اور وصال مدینہ شریف سے جانب مغرب 225 کلو میٹر پر موجود ساحلی شہر ینبع البحر (yanub) میں 18 شعبان 699ھ کو فرمایا، وہیں تدفین ہوئی، آپ عالم دین، شیخ طریقت اور صاحب عبادت وریاضت ومجاہدہ تھے، ارشاد وتلقین اور دعوت واصلاح میں بڑی ہمت سے مصروف رہے، مرشد کے وصال کے بعد 80 سال

1 اتحاف الاکابر، ص161... تذکرہ مشائخ قادریہ، ص55

2 اتحاف الاکابر، ص374... تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص96

خانقاہ قادریہ کو رونق بخشی، آپ صاحبِ کشف و کرامت اور ولی کامل تھے۔[1]

بہاؤ الدین قندھاری

حضرت سید بہاؤ الدین قندھاری کی ولادت 17 رمضان 617ھ کو قندھار (افغانستان) کے سادات گھرانے میں ہوئی، ابتدائی علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے بعد بیس سال کی عمر میں 637ھ میں حضرت سید عبد الوہاب ینبوعی کی خدمت میں حاضر ہوئے، تعلیم و تربیت کے بعد مرشد نے بمبئی شہر میں رشد و ہدایت کے لیے بھیجا، آپ نے یہاں تین سال کا عرصہ گزارا، کئی کفار نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، زندگی بھر علم و عرفان تقسیم کرنے کے بعد 18 رمضان 706ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک قلعہ بمبئی میں ہے۔[2]

عقیل شاہ سمرقندی قوقانی

حضرت سید عقیل شاہ سمرقندی قوقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شعبان 659ھ کو سمرقند (ازبکستان) کے سادات گھرانے میں ہوئی، کافی عرصہ مرشد گرامی حضرت سید بہاء الدین قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے، جب علم و عمل میں کامل ہوگئے تو 4 رجب 697ھ کو مرشد نے خلافت واجازت سے نوازا، آپ عالم باعمل، ولی کامل اور مرشد دوراں تھے، آپ نے ازبکستان کے شہر قوقان[3] میں خانقاہ قائم فرمائی، عوام وخاص مستفیض ہونے لگے، یہاں کے حکمران نے بھی آپ کی انفرادی کوشش پر توبہ کی اور ظلم و تعدی سے رک گیا، آپ کے اکثر اوقات ذکر و فکر، اشاعت علم و روحانیت اور مجاہدہ و مراقبہ میں گزرتے تھے، آپ کا وصال 16 رمضان 711ھ کو جائے پیدائش میں ہوا، یہیں مزار مرجع عام ہے۔[4]

شمس الدین صحرائی سمرقندی

حضرت سید شمس الدین صحرائی سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت فیروز آباد (صوبہ فارس، ایران) کے ایک سادات گھرانے میں 17 رمضان 678ھ کو ہوئی، علوم اسلامیہ حاصل کرکے علامہ وقت بنے، اس کے بعد حضرت سید عقیل سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ریاضت و مجاہدے میں مصروف رہے،

1. تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص100، 101
2. تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص101
3. اسے قوقند اور خوقند بھی کہا جاتا ہے۔
4. تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص102 تا 104

عرصہ دراز مرشد کے پاس گزارا،16ربیع الاول 709ھ کو سلسلہ قادریہ کی خلافت سے سرفراز ہوئے، مرشد کی اجازت سے سمرقند (ازبکستان)کے علاقے صحرا (Registan) میں خانقاہ قائم کی اور علوم قرآن وحدیث اور تصوف کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہوئے، کم وبیش 73سال اس عظیم کام کو بحسن وخوبی سرانجام دیا، امیر سمرقندی آپ کا معتقد تھا،15ربیع الاخر784ھ کو صحرا میں وصال فرمایا،مزار یہیں ہے۔[1]

گدائے رحمن کشمیری

حضرت شیخ سید ابوالفضل گدائے رحمن باخدا کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت رجب698ھ میں کشمیر کے ایک سادات گھرانے میں ہوئی، آپ کے والد حضرت سید ابوالحسن کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ ایک معزز شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت گدائے رحمن رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت سید شمس الدین صحرائی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی اور تزکیہ نفس میں مصروف ہوگئے، مرشد گرامی ایک مرتبہ کشمیر تشریف لائے تو آپ کو سلسلہ قادریہ کی خلافت واجازت عطافرمائی، اس کے بعد آپ نے خطہ کشمیر وسرحد میں دینی خدمات کا آغاز فرمایا اور یہاں کے باشندوں کو راہ حق وسلوک کی دعوت دی، آپ کا وصال 16ربیع الاخریٰ764ھ کو ہوا،مزار مبارک کشمیر کی مسجد بلند وسرخ سے متصل ہے۔[2]

شمس الدین عارف

حضرت سید شمس الدین عارف قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت سید ابوالحسن یحیی کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں16جمادی الاخریٰ724ھ کو پشاور میں ہوئی، آپ کے والد اکابر خلفائے گدائے رحمن قادری رحمۃ اللہ علیہ سے تھے، ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے والد صاحب سے پانے کے بعد مرشد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوگئے، مجاہدات وریاضت کرنے کے بعد کوہ جموں میں 17رجب774ھ کو سلسلہ قادریہ کی خلافت سے نوازے گئے، آپ کا حلقہ ارادت کئی ممالک میں پھیلا ہوا تھا،لوگ جسمانی وروحانی دونوں طرح مسائل کے حل کے لیے آپ سے رجوع کرتے، بیمار وپاہج آپ کے فیضان سے صحت یاب ہوجاتے، آپ قطب وقت، قطب

1 تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص104، 105

2 تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص105 تا107

ارشاد اور قطب الاقطاب کے مناصب پر فائز تھے، آپ نے 6 صفر 804ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک کوہِ سلیمان میں ہے۔ [1]

گدائے رحمٰن ثانی قندھاری

حضرت سید گدائے رحمٰن ثانی قندھاری حضرت سید شمس الدین عارف کے خلیفہ حضرت سید محبوب شاہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند دلبند تھے، والد صاحب سے تعلیم وتربیت کے بعد ان کے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ان کی نگاہِ فیض رساں سے تربیت پاکر 19 جمادی الاولیٰ 765ھ کو خلافت واجازت سے مشرف ہوئے، آپ ظاہری وباطنی حسن سے مالامال اور طریقت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، آپ نے 12 ربیع الاول 917ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک خیبر بالائی اوسط (خیبر پختون خواہ، پاکستان) میں ہے۔ [2]

فضیل قادری ٹھٹھوی

زندہ پیر حضرت سید ابو المحاسن فضیل قادری ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سندھ میں 14 صفر 871ھ کو ہوئی اور 17 محرم 934ھ کو ٹھٹھہ سندھ میں وفات پائی، مزار مبارک درگاہ حضرت سید عبد اللہ شاہ اصحابی رحمۃ اللہ علیہ سے چند گز کے فاصلے پر ایک گنبد میں ہے۔ آپ اعلیٰ پائے کے بزرگ اور کثیر السیاحت وکرامات تھے۔ [3]

کمال حسنی بغدادی کیتھلی

ملک العشاق، سلطان او تاد حضرتِ کبیر سید شاہ ابو البرکات کمال حسنی قادری بغدادی کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 835 ہجری کو بغداد عراق میں ہوئی۔ آپ اکابر اولیائے ہند سے ہیں۔ 19 جمادی الاخریٰ 981ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک شہر کیتھل (ریاست ہریانہ) ہند میں ہے۔ [4]

عبد اللہ سکندر

شاہِ شاہاں، محبوبِ الٰہی حضرت سید عبد اللہ سکندر رؤس الاولیاء کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ماہِ رمضان

1. تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص107، 108
2. تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص109، 110
3. تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ، ص110 تا 112
4. تذکرہ اولیائے پاک وہند، ص181... دربارِ قادری، ص194

959ھ کو کیتھل (ہریانہ) میں ہوئی اور یہیں 10 جمادی الاولیٰ 1025ھ کو آپ نے وصال فرمایا، روضہ مبارک شاہراہ کرنال پر واقع تالاب بدھ کیار کے مشرقی کنارے پر ہے۔ آپ حضرت سید کمال بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت شاہ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے، کثیر المجاہدہ، محبوب خاص وعام اور خاندان غوثیہ کے حقیقی وارث تھے۔ (1)

شجرہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علم ہدا کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بے خود سری
جندِ حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بو سعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہم رزقا سے دے رزق حسن
بندہ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

نصرابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے

طور عرفاں و علو و حمد وحسنی و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق اِنتما کے واسطے

حُبِّ اہل بیت دے آل محمد کے لیے
کر شہید عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے

(1) بزرگان کیتھل، ص85 تا 87

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر
اچھے پیارے شمس دین بدر العلیٰ کے واسطے
دو جہاں میں خادم آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسول مقتدا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے
صدقہ ان اعیاں کا، دے چھ عین عز، علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نَوا کے واسطے

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ

اس سلسلے کے 6 بزرگوں کے علاوہ باقی تمام کا تعارف گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے، بقیہ کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

احمد شاہ ترمذی کالپوی

سجادہ نشین درگاہِ محمدیہ کالپی شریف حضرت علّامہ پیر سید احمد شاہ ترمذی کالپوی ولیِ کامل، عالمِ باعمل، صاحبِ تصانیف اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کے 31ویں شیخِ طریقت ہیں، 11ویں صدی ہجری کی ابتدا میں پیدا ہوئے اور 19 صفر المظفر 1084ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک کالپی شریف (ضلع جالون، یوپی) ہند میں ہے۔[1]

فضل اللہ شاہ ترمذی کالپوی

مرشدِ سلطانُ العاشقین حضرت علامہ پیر سیِد فضل اللہ شاہ ترمذی کالپوی ولیِ کامل، عالمِ باعمل، درگاہِ محمدیہ کالپی شریف کے سَجّادہ نشین اور سلسلۂ عالیہ قادریّہ کے تّیسویں شیخِ طریقت ہیں، دسویں ہجری میں پیدا ہوئے اور 14 ذیقعدہ 1111ھ میں وصال فرمایا، مزار مُبارک اپنے جدِّ امجد کے مزار سے مغرب کی جانب کالپی شریف ہند میں ہے۔[2]

برکت اللہ مارہروی

سلطانُ العاشقین، حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1070ھ کو بلگرام (اودھ، یوپی) ہند میں ہوئی۔ 10 محرم الحرام 1142ھ کو مارہرہ (ضلع ایٹہ، یوپی) ہند میں وصال فرمایا۔ آپ عالمِ باعمل،

1 تاریخ مشائخ قادریہ، 2/114
2 تاریخ مشائخ قادریہ، 2/123، 124

شیخ المشائخ، مصنف کتب، صاحب دیوان شاعر، عوام وخواص کے مرجع اور بانی خانقاہ قادریہ برکاتیہ ہیں۔[1]

آلِ محمد مارہروی

سرکار کلاں حضرت شاہ آلِ محمد مارہروی برکاتی رحمۃ اللہ علیہ 18 رَمَضان 1111ھ کو بلگرام میں پیدا ہوئے، 16 رَمَضان 1164ھ کو مارہرہ شریف ہند میں وصال فرمایا، آپ بھی سلسلۂ عالیہ قادِریہ رَضَویہ عطاریہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ آپ کی تالیف **بیاض دہلی** خاندانی کتب خانہ میں محفوظ ہے۔[2]

حمزہ مارہروی

زبدۃ الواصلین، حضرت سیّد شاہ حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1131ھ مارہرہ شریف (یوپی) ہند میں ہوئی اور یہیں 14 محرم الحرام 1198ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار درگاہ شاہ برکت اللہ کے دالان میں شرقی گنبد میں ہے۔ آپ عالم باعمل، عظیم شیخ طریقت، کئی کتب کے مصنف اور مارہرہ شریف کی وسیع لائبریری کے بانی ہیں۔[3]

آلِ احمد اچھے میاں مارہروی

شمس مارَہرہ، غوثِ زماں، حضرت سیّد شاہ ابو الفضل آلِ احمد اچھے میاں مارہروی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1160ھ کو مارَہرہ مطہرہ ہند میں ہوئی، وصال 17 ربیع الاوّل 1235ھ کو یہیں فرمایا۔ آپ جیّد عالم دین، واعظ، مصنّف اور شیخ طریقت تھے، آدابُ السالکین اور آئینِ احمدی جیسی کتب آپ کی یادگار ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ رضویہ کے 36ویں شیخ طریقت ہیں۔[4]

شجرہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ

شجرہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے پہلے سترہ اشعار وہی ہیں جو **شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ** کے ضمن میں گزر چکے ہیں، بقیہ اشعار ملاحظہ فرمائیے:

---

1. تاریخ خاندان برکات، ص12تا17
2. تاریخ خاندان برکات، ص18، 20
3. تاریخ خاندان برکات، ص20تا23
4. احوال وآثار شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی، ص26

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر
ستھرے پیارے نورِحق شمس الضحیٰ کے واسطے
دونوں عالم میں ہو مجھ پر تیری رحمت کا نزول
شاہ امیر عالم اہل صفا کے واسطے
نام نامی جن کا حضرت غلام محی الدین
بخش دے مجھ کو ان کے اتقا کے واسطے
مجھ کو اولادِ رسول باوفا کا رکھ غلام
شاہ اولادِ رسول باضیا کے واسطے
قول و فعل وحال سب میں مجھ کو تو سچا ہی رکھ
شہ محمد صادق مرد خدا کے واسطے
دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے
نورِ جہاں و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے
بو الحسین احمد نوری لقا کے واسطے
میری قسمت کی برائی نیکی سے کر دے بدل
حضرت بو القاسم خیر و ہدیٰ کے واسطے
حب اولاد رسولِ پاک دے دل میں رچا
شاہ اولاد رسول رہنما کے واسطے
صدقہ ان اعیاں کا، دے چھ عین عز، علم و عمل
عفو و عرفاں، عافیت اس بے نَوا کے واسطے

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ قادریہ برکاتیہ

اس سلسلے کے صرف ایک بزرگ کا تعارف ابھی تک بیان نہیں ہوا، وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

غلام محی الدین امیر عالم

شمس العرفاء حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1223ھ کو مارہرہ میں ہوئی اور 5 شعبان 1286ھ کو لکھنؤ میں وصال فرمایا، علمائے وقت سے علوم اسلامیہ حاصل کئے، سلسلہ عالیہ کی خلافت چچاجان حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں، والد محترم حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں اور برادر کبیر حضرت شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل کی، تمام عمر طاعت وعبادت اور امارت میں بسر کی۔[1]

شجرہ سلسلہ قادریہ جلالیہ اشرفیہ

الٰہی بحرمت سید عالم، فخر بنی آدم، خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے
الٰہی بحرمت حضرت امام المشرقین والمغربین مولیٰ علی مرتضیٰ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری
الٰہی بحرمتِ حضرت خواجہ حبیب عجمی
الٰہی بحرمت حضرت شیخ داؤد طائی
الٰہی بحرمتِ حضرتِ شیخ معروف کرخی

1 تاریخ خاندانِ برکات، ص69، 70، 76

الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ ابو الحسن سری سقطی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جنید بغدادی
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو بکر شبلی
الٰہی بحرمت حضرت ابو الفضل عبد الواحد تمیمی
الٰہی بحرمت حضرت ابو الفرح طرطوسی
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو الحسن ہنکاری
الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومی
الٰہی بحرمت حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ سید عبد القادر جیلانی
الٰہی بحرمت حضرت شیخ علی حداد
الٰہی بحرمت حضرت شیخ علی افلح
الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الیمن ابی الغیث بن جمیل
الٰہی بحرمت حضرت شیخ فاضل بن عیسیٰ
الٰہی بحرمت حضرت شیخ شمس الدین عبید بن فاضل (1)
الٰہی بحرمت حضرت شیخ شاہ محمد بن عبید العیسی
الٰہی بحرمت حضرت سید مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت
الٰہی بحرمت حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی
الٰہی بحرمت حضرت حاجی الحرمین مخدوم الآفاق شیخ الاسلام سید عبد الرزاق نور العین سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد حسن خلف اکبر سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد اشرف شاہ شہید سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید حسین ثانی سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید عبد الرسول سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید نور اللہ سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید ہدایت اللہ سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید عنایت اللہ سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید نذر اشرف سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید محمد نواز اشرف سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت سید صفت اشرف سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید قلندر بخش سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت مولانا الحاج سید منصب علی سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت مولانا الحاج سید اشرف حسین سجادہ نشین
الٰہی بحرمت حضرت مولانا الحاج سید محمد علی حسین سجادہ نشین (2)

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ قادریہ جلالیہ اشرفیہ

اس سلسلے کے بھی متعدد مشائخ مثلاً مخدوم الآفاق، شیخ الاسلام حضرت سید ابو الحسن عبد الرزاق نور

1 یہ نام سوانح خاندان رضویہ برکاتیہ مع شجرہ عالیہ میں نہیں، تاریخ آئینہ تصوف سے شامل کیا ہے۔
(تاریخ آئینہ تصوف، ص85)

2 سوانح خاندان رضویہ برکاتیہ مع شجرہ عالیہ قادریہ اشرفیہ برکاتیہ، ص37، 38

العین حسنی کچھوچھوی، سجادہ نشین سرکارکلاں حضرت مخدوم سید شاہ ابو محمد حسن کچھوچھوی، حضرت مخدوم سید شاہ قلندر بخش کچھوچھوی، قدوۃ العرفاء حضرت مخدوم سید شاہ منصب علی کچھوچھوی اور شَبِیْہِ غوثِ اَعظم، مُجدِّدِ سلسلۂ اَشرفیہ حضرت مولانا سید علی حسین اشرفی کا تذکرہ ما قبل گزرچکا ہے بقیہ کا تعارف ملاحظہ فرمایئے:

حبیب عجمی فارسی

قطبِ وقت حضرتِ خواجہ حبیب عجمی فارسی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بصرہ (عراق) میں ہوئی اور 3ربیع الآخر 156ھ کو وصال فرمایا۔ مزار شریف محلہ بشار بغداد میں ہے۔ آپ مشہور تابعی بزرگ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد وخلیفہ، مشہور ولیِ کامل، مستجابُ الدُّعاء، صاحبِ کرامت اور عابد وزاہد ہیں۔ (1)

داؤد طائی

شاگردِ امامِ اعظم حضرتِ ابو سلیمان داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کوفہ میں ہوئی اور 8ربیع الاوّل 165ھ کو بغداد شریف میں وصال فرمایا۔ آپ علومِ عقلیہ ونقلیہ میں ماہر، قُرّاء کے سرتاج، محدثین کے رہبر، فقیہُ الفقہاء اور امامُ الاولیاء تھے۔ (2)

علی بن عبد الرحمن حداد زبیدی

قطب الملت والدین حضرت شیخ ابو الحسن علی بن عبد الرحمن حداد زبیدی رحمۃ اللہ علیہ موضع شذھب (نزد قحمہ پہاڑ، زبید، یمن) کے رہنے والے تھے، آپ کی پیدائش 21رجب 525ھ کو ہوئی، آپ 561ھ کو حج کرنے کے لیے حجاز مقدس میں گئے، ماہ شعبان میں مقام ابراہیم پر آپ کی ملاقات حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے خلافت سے نوازے گئے، وطن واپس آکر سلسلہ قادریہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوگئے، آپ صاحب کرامات، کثیر الفیض، مرجع خاص وعام اور اکابر مشائخ سے تھے، آپ نے 27ربیع الاخر 677ھ کو وصال فرمایا۔ (3)

---

1 شانِ اولیاء، ص63

2 تاریخ الاسلام للذہبی، 4/357،362... مرآۃ الاسرار، ص276، 278

3 الصوفیہ والفقہاء فی الیمن، ص34... تواریخ آئینہ تصوف، ص85

علی بن عبد الملک بن افلح زبیدی

شمس الملت والدین حضرت شیخ ابو الحسن علی بن عبد الملک بن افلح زبیدی مشہور صحابی حضرت عمیر بن ابو افلح رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں، یہ یمن کے مشہور ولی کامل، صاحب کرامت، منبع علم وعرفان تھے، رہائش زبید کے علاقے تریبہ یا زریبہ میں تھی، انھوں نے بیت الفلح کے نام سے خانقاہ (رباط) قائم فرمائی جو مرکزِ رشد وہدایت اور علم وعمل تھی، اس علاقے میں آپ کی کئی کرامات لوگوں کی زبانوں پر ہیں، آپ کی پیدائش 11 رمضان 585ھ اور وفات 21 جمادی الاخریٰ 699ھ کو ہوئی، آپ کا مزار بابِ سہام قبرستان (زبید، یمن) میں دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔ (1)

ابو الغیث بن جمیل یمنی

شموس الشموس، بحر الحقائق شیخ ابو الغیث بن جمیل یمنی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کبار سے ہیں، آپ مرجع خلائق اور صاحب کرامات تھے، آپ کا کلام علم تصوف کا نچوڑ ہوتا تھا، آپ کا فیضان کئی ممالک تک پہنچا، آپ نے حدیدہ شہر سے 70 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع علاقہ عطا میں رباط قائم کی، اس سے بڑے بڑے اولیا نے استفادہ کیا۔ آپ 22 محرم 603ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے اور 26 جمادی اولیٰ 651ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک موضع عطا، ضلع حدیدہ یمن میں فیوض وبرکات کا مرکز ہے۔ (2)

فاضل ہراتی دہلوی

شیخ ابو المکارم فاضل ہراتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 18 شوال 695ھ کو ہرات (افغانستان) میں ہوئی، 22 رمضان 743ھ کو حضرت ابو الغیث جمیل یمنی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی، 19 ذوالحجہ 839ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک دہلی کہنہ (ہند) میں ہے، آپ صاحب کرامات تھے، روحی بیعت اور فیضان باطنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حاصل تھا۔ (3)

(1) الصوفیہ والفقہاء فی الیمن، ص 27... جامع کرامات الاولیاء، 389/2...تواریخ آئینہ تصوف، ص85

(2) الصوفیہ والفقہاء فی الیمن، ص 15، 27، 53... العقود اللؤلؤیہ، 110/1 ... جامع کرامات الاولیاء، 560/1 ...شذرات الذہب، 256/5...خزینۃ الاصفیا، ص241

(3) تواریخ آئینہ تصوف، ص85

شمس الدین عبید سہارنپوری

شیخ شمس الدین عبید سہارنپوری فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 20 ربیع الاول 715ھ کو سہارنپور میں ہوئی، 16 محرم 751ھ کو والدِ گرامی حضرت شیخ ابو المکارم فاضل رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی میں خلافت حاصل کی، 21 صفر 855ھ میں وفات پائی، مزار مبارک فیروزآباد (یوپی، ہند) میں ہے، غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت لگاؤ تھا، آپ سے گیارہ کرامات صادر ہوئیں۔[1]

محمد بن عبید العیسی بلخی

شیخ شاہ محمد بن عبید العیسی بلخی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 13 محرم 708ھ کو بلخ (افغانستان) میں ہوئی، 11 شعبان 767ھ کو والدِ گرامی شیخ شمس الدین عبید رحمۃ اللہ علیہ سے فیروزآباد میں خلافت حاصل کی، آپ کا وصال 13 محرم 899ھ کو بوقت اشراق ہوا، مزار مبارک حیدرآباد دکن میں ہے، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو فیضان حاصل ہوا۔[2]

جلال الدین حسین بخاری

شیخ المشائخ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت جلال الدین حسین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 706ھ کو اُوچ شریف (ضلع بہاول پور جنوبی پنجاب) میں ہوئی، آپ علوم اسلامیہ میں ماہر، کثیر مشائخ کے خلیفہ، استاذ العلماء و المشائخ اور مؤثر شخصیت تھے۔ دنیا بھر کے کثیر شہروں کا سفر کرنے میں شہرت پائی۔ آپ نے 10 ذوالحجہ 785ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک اُوچ شریف میں معروف ہے۔[3]

اشرف جہانگیر سمنانی

غوثُ العالَم، محبوبِ یزدانی، حضرت مخدوم سلطان سیّد اشرف جہانگیر سمنانی کی ولادتِ باسعادت 712ھ کو سمنان (ایران) میں ہوئی اور وصال 28 محرّمُ الحرام 832ھ کو ہند میں فرمایا، آپ کا مزار مبارک موضع رسول پور کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر، یوپی ہند) میں زیارت گاہِ عوام و عُلَما ہے۔ آپ حافظُ القرآن

1. تواریخ آئینہ تصوف، ص 85
2. تواریخ آئینہ تصوف، ص 84
3. مرآۃ الاسرار، ص 974

مع سبعہ قراءت، علوم عقلیہ و نقلیہ میں ماہر، مصنفِ کتب اور تاجدارِ روحانیت ہیں۔ سینکڑوں صفحات پر مشتمل آپ کے ملفوظات کا مجموعہ **لطائفِ اشرفی** رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے۔ (1)

محمد اشرف کچھوچھوی

شاہِ شہید حضرت مخدوم سید شاہ محمد اشرف کچھوچھوی شہید رحمۃ اللہ علیہ مخدوم سید شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں، آپ نے 910ھ میں شہادت پائی اور تدفین غوث العالم کے مزار کے باہری خطیرہ کی پہلی صف میں ہوئی، آپ کے بعد سات سجادگان یکے بعد دیگرے اسی صف میں دفن ہوئے۔ (2) یعنی آپ کے بڑے بیٹے حضرت **مخدوم سید شاہ محمد کچھوچھوی**، پھر شاہ محمد کے دوسرے بیٹے حضرت **مخدوم سید شاہ حسین ثانی کچھوچھوی**، پھر شاہ حسین ثانی کے سب سے چھوٹے بیٹے **مخدوم سید شاہ عبد الرسول کچھوچھوی**، پھر شاہ عبد الرسول کے بیٹے **حضرت مخدوم سید شاہ نور اللہ کچھوچھوی**، پھر شاہ نور اللہ کے بیٹے **مخدوم سید شاہ ہدایت اللہ کچھوچھوی**، پھر شاہ ہدایت اللہ کے بیٹے **حضرت مخدوم سید شاہ عنایت اللہ کچھوچھوی** اور آخر میں شاہ عنایت اللہ کے بیٹے **مخدوم سید شاہ نذر اشرف کچھوچھوی** رحمۃ اللہ علیہم جو سرکار کلاں کے آٹھویں سجادہ نشین تھے، آپ کا وصال 1187ھ یا 1197ھ میں ہوا۔ (3)

محمد نواز اشرف کچھوچھوی

بندہ نواز حضرت مخدوم سید شاہ محمد نواز اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ مخدوم شاہ نذر اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور ان کے بھائی مخدوم سید شاہ ابو الفتح کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے، آپ نے فقر و درویشی کی زندگی گزاری، بادشاہوں اور اہل ثروت سے دور رہے، آپ کا مزار آستانہ عالیہ اشرفیہ سے جانبِ شمال سرکار کلاں خطیرہ میں ہے۔ (4)

صفت اشرف کچھوچھوی

ماویٰ اولیاء حضرت مخدوم سید شاہ صفت اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ مخدوم سید شاہ محمد نواز رحمۃ اللہ علیہ

---

(1) ماہنامہ الاشرف کراچی جنوری 2010ء، ص 20 تا 27

(2) مخدوم الاولیاء، ص 11، 12، 16

(3) محبوب یزدانی مارچ 2003ء، ص 8... مخدوم الاولیاء، ص 12

(4) حیات مخدوم الاولیاء، ص 18، 19

کے بیٹے تھے، آپ کی ولادت 1191ھ کو ہوئی اور74 سال کی عمر میں 1225ھ کو وفات پائی، آپ آبائی محاسن ومکارم سے آراستہ، بلندروحانی شخصیت کے مالک، جودوسخاوت کے پیکر، جمعیت خلائق میں ماہر اور رہبری ملت میں ہر دم مصروف رہنے والے تھے۔ (1)

اشرف حسین کچھوچھوی

اشرف الاولیاء حضرت مخدوم سید شاہ ابو محمد اشرف حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ مخدوم شاہ منصب علی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حاجی سید سعادت علی شاہ (وصال،23ربیع الاخر1313ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور مخدوم الاولیاء شیخ المشائخ پیر سید علی حسین اشرفی کے بڑے بھائی تھے، آپ کی پیدائش14جمادی الاخریٰ1260ھ میں کچھوچھہ شریف میں ہوئی اور یہیں 25 محرم1348ھ کو وصال فرمایا۔ آپ نے علوم تصوف اور تحصیل سلوک اپنے یگانہ روزگار نانا جان تاج الاولیاءحضرت مخدوم سید شاہ نیاز اشرف کچھوچھوی کی فیض توجہ سے مکمل کیا، انہیں کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت پائی، قدوۃ العرفاء حضرت مخدوم سید شاہ منصب علی کچھوچھوی نے آپ کو19 محرم1285ھ کو سرکارکلاں کی جانشینی عطافرمائی، والد محترم حضرت حاجی شاہ سعادت علی کچھوچھوی نے 1293ھ کو مدینہ منورہ میں خلافت دی۔ آپ خاندانِ اشرفیہ کے اہم فرد، عالم دین، اچھے شاعر، شیخ طریقت، کثیر السیاحت اور خانقاہِ حسینیہ سرکارِ کلاں کے سجادہ نشین تھے۔ آپ کا لکھا ہوا روزنامچہ ضخیم13 جلدوں پر مشتمل ہے۔ (2)

اشرف الاولیاء کے دو بیٹے تھے: ☆بڑے بیٹے مولانا شاہ جعفر اشرف تھے جن کی پیدائش1283ھ کو ہوئی۔ انھوں نے حضرت استاذ زمن علامہ حافظ احمد حسن کانپوری سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ والد گرامی اشرف الاولیاء سے بیعت کرنے کا شرف پایا۔ چچاجان مخدوم الاولیاء حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں سے خلافت حاصل ہوئی۔ یہ نہایت صالح، متدین و متقی اور صاحب عبادت وریاضت تھے۔25 سال کی عمر میں مخدوم الاولیاء کے ہمراہ بغرض رشدوہدایت بلند شہر تشریف لے گئے کہ طاعون سے9 محرم1308ء کو وہیں وفات

(1) حیات مخدوم الاولیاء، ص19

(2) حیات مخدوم الاولیاء، ص21تا42

پاگئے۔زوجہ امید سے تھیں وفات کے کچھ ماہ بعد بیٹے محی الملت مولانا سید شاہ محی الدین اشرف المعروف اچھے میاں کی ولادت ہوئی۔[1] ☆اشرف الاولیاء کے دوسرے بیٹے مولانا شاہ مظفر حسین تھے جو کریم الاخلاق، عمیم الاحسان بزرگ تھے، ان کے جانشین صاحبزادہ سید شاہ منور حسین ہیں۔[2]

شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ

الٰہی بحرمت سید عالم، فخر بنی آدم، خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے	الٰہی بحرمت حضرت امام المشرقین والمغربین مولیٰ علی مرتضٰی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سلطان ابراہیم بن ادھم
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حزیفہ المرعشی	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین ہبیرہ البصری
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودودی چشتی
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد شریف زندانی	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان، غریب نواز، سلطان الہند معین الدین چشتی اجمیری

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطبِ الدین بختیار کاکی اوشی	الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مسعود فرید الدین گنج شکر

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان اخی سراج الحق آئینہ ہند

الٰہی بحرمت حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر

الٰہی بحرمت حضرت شیخ علاء الحق والدین

الٰہی بحرمت حضرت حاجی الحرمین، مخدوم الآفاق، شیخ الاسلام حضرت سید عبد الرزاق نور العین

الٰہی بحرمت حضرت سید حسین قتال سجادہ نشین خلف ثانی	الٰہی بحرمت حضرت سید جعفر عرف شاہ لاڈ
الٰہی بحرمت سید حاجی چراغ جہاں	الٰہی بحرمت حضرت محمود شمس الحق والدین

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص40،39

2 حیات مخدوم الاولیاء، ص39

الٰہی بحرمت سید شاہ راجو

الٰہی بحرمت حضرت سید فتح اللہ

الٰہی بحرمت حضرت سید بہاؤ الدین

الٰہی بحرمت حضرت داؤد علی

الٰہی بحرمت حضرت سید احمد

الٰہی بحرمت حضرت سید محمد مراد

الٰہی بحرمت حضرت توکل علی

الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ نیاز اشرف حسین

الٰہی بحرمت حضرت مولانا الحاج شاہ سید ابو محمد اشرف حسین سجادہ نشین

الٰہی بحرمت حضرت مولانا الحاج سید ابو احمد الموعود محمد علی حسین سجادہ نشین

مختصر تذکرہ مشائخ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ

اس سلسلے کے چار بزرگوں کے علاوہ باقی سب کا تعارف گزر چکا ہے۔ بقیہ کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

نظام الدین اولیا

محبوبِ الٰہی، سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا سید محمد بخاری چشتی کی ولادت 634ھ کو بدایوں (یوپی) ہند میں ہوئی، 18 ربیع الآخر 725ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک دہلی میں زیارت گاہِ خلق ہے۔ آپ عالم دین، ولی کامل اور شیخِ طریقت تھے۔ آپ کی تصانیف میں مجموعۂ ملفوظات اور فوائد الفواد اپنی مثال آپ ہے۔[1]

سراج الدین عثمان اودھی

آئینہ ہند حضرت اخی سراج الدین عثمان اودھی کی ولادت 656ھ میں اودھ (موجودہ نام ایودھیا، ضلع فیض آباد، یوپی، ہند) میں ہوئی، ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی، پھر والدین کے ساتھ لکھنوتی (ضلع مالدہ، بنگال، ہند) تشریف لے گئے، وہاں سے حضرت محبوبِ الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، علوم اسلامیہ مولانا فخر الدین زرادی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے اور خواجہ محبوب الٰہی دہلوی سے بیعت وخلافت حاصل کی، پھر ان کے حکم سے لکھنوتی آگئے اور خانقاہ سراجیہ چشتیہ کی بنیاد رکھی، آپ کا

1 مرآۃ الاسرار، ص776

فیضان چار دانگ عالم میں پھیلا، آپ کا وصال یکم شوال 758ھ میں ہوا، مزار لکھنوتی میں ہے، درسِ نظامی کی مشہور کتاب ھدایۃ النحو آپ کی تصنیف ہے، جمہور علماو مؤرخین کے نزدیک پنج گنج اور میزان الصرف کے مصنف بھی آپ ہیں، آپ سیرت وصورت میں حسین، زہد و تقویٰ کے حامل، مکارم اخلاق ولطافت طبع کے جامع، جود وسخا اور تواضع وانکساری کے پیکر تھے۔ (1)

جعفر لاڈ

حضرت مخدوم سید جعفر لاڈ بن حضرت مخدوم حسین قتال رحمۃ اللہ علیہما بہادر، جری، اولو العزم اور باحوصلہ بزرگ تھے، 910ھ میں ان کے چچا زاد بھائی اور سجادہ نشین سرکارکلاں حضرت مخدوم سید محمد اشرف بن حضرت مخدوم سید حسن کو دشمنوں نے شہید کردیا تو یہ جونپور سے کچھوچھہ تشریف لے آئے اور تمام معاملات سرانجام دینے لگے کیونکہ مخدوم محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے بچے چھوٹے تھے، ان کی پرورش بھی مخدوم جعفر نے کی اور بڑے بیٹے مخدوم سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح اپنی بیٹی سے کیا، یہی سرکارکلاں کے سجادہ نشین ہوئے۔ (2) پھر مخدوم سید جعفر لاڈ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت مخدوم الحاج سید چراغ جہاں، حضرت مخدوم سید محمود شمس الحق والدین، حضرت سید راجو، حضرت مخدوم سید احمد، حضرت مخدوم سید فتح اللہ، حضرت مخدوم سید بہاؤ الدین، حضرت مخدوم سید توکل علی اور حضرت سید داؤد علی رحمۃ اللہ علیہم خانقاہ کچھوچھہ سرکارِکلاں کے سجادہ نشین مقرر ہوئے، ان سب کے حالات میسر نہ آسکے۔

نیاز اشرف کچھوچھوی

تاج الاولیاء حضرت مخدوم سید شاہ نیاز اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت شاہ راجو کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ تھے اورانہیں سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کی خلافت حضرت مخدوم سید توکل علی رحمۃ اللہ علیہ نے عطافرمائی اور سرکارِ خورد کا سجادہ نشین بھی مقرر فرمایا، تاج الاولیاء کا انتقال 2ربیع الاخر 1278ھ کو

(1) آئینہ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان احوال وآثار، ص 214،187،125،105،72
(2) حیات مخدوم الاولیاء، ص16

ہوا، تدفین حسبِ وصیت حضرت شاہ راجو قدس سرہ کے قدموں میں کی گئی، تاج الاولیاء نے اپنے نواسے اشرف الاولیاء حضرت مخدوم سید شاہ ابو محمد اشرف حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے نوازا تھا اور ان پر بہت مہربان تھے، آپ کی کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی، اس لیے آپ کا استعمالی مکان آپ کے نواسوں اشرف الاولیاء اور مخدوم الاولیاء شاہ سید علی حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہما کے حصے میں آیا، اس مکان کی تعمیر جدید ہوئی مگر برکت کے لیے اس کی چوکھٹ کو قائم رکھا گیا۔[1]

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص23، 43، 48، 50

باب 12 : امام المحدثین کے تلامذہ

امام المحدثین ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، قرآن و حدیث میں ماہر، علم و عمل کے جامع، تصوف وروحانیت کے پیکر، بہترین واعظ وناصح، مصنف وشاعر جیسی صفات سے متصف تھے، ان تمام خصوصیات کے ساتھ آپ بہترین مدرس بھی تھے اور فطری طور پر آپ تدریس کی جانب مائل تھے، آپ کے دورِ تدریس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1) مختلف اداروں میں تدریس

امام المحدثین نے مختلف مدارس میں درس نظامی کی کتب پڑھائیں، اس کو ہم دوادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں:

پہلا دور

یہ دور 1307ھ مطابق 1890ء سے شروع ہو کر 1908ء تک ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

آپ نے 1307ھ مطابق 1890ء کو مدرسہ قوت الاسلام الور شروع فرمایا، جس میں 1318ھ مطابق 1901ء تک 11 سال پڑھایا، پھر آپ مدرسہ ارشادالعلوم رامپور تشریف لے آئے، یہاں کی تدریسی مدت 1323ھ مطابق 1905ء تک 5 سال ہے، اس کے بعد مدرسہ حنفیہ پٹنہ تشریف لے گئے، آپ نے یہاں تخمیناً 3 سال پڑھایا۔ یہ کل عرصہ 19 سال ہے۔

دوسرا دور

یہ دور لاہور کا ہے جسے تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- دار العلوم نعمانیہ میں دو سال 1331ھ تا محرم 1334ھ مطابق 1913ء تا 1915ء تدریس فرمائی۔
- پھر 1338ھ سے 1341ھ تک مطابق 1920ء تا 1923ء کے آخر تک تقریباً تین سال پڑھایا۔
- 1342ھ تا 1354ھ مطابق 1924ء تا 1935ء (وقت وصال) تک مدرسہ حنفیہ (دارالعلوم حزب الاحناف) لاہور کی مسند تدریس کو زینت بخشی۔ یہ عرصہ 12 سال پر محیط ہے۔

یوں مختلف مدارس میں آپ کی تدریس کا دورانیہ تقریباً 36 سال پر مشتمل ہے۔

(2) انفرادی طور پر تدریس

امام المحدثین 1295ھ مطابق 1878ء میں فارغ التحصیل ہوئے، آپ نے اپنے جائے پیدائش الور میں درسِ قرآن وغیرہ شروع فرمایا، مختلف جگہوں پر جاکر وعظ فرمایا کرتے، ضرورۃً مناظروں کا سلسلہ بھی رہا اور انفرادی طور پر درسِ نظامی کی کتب بھی پڑھاتے تھے، اس دور کے طلبہ میں اہم نام علامہ رکن الدین الوری اور علامہ سید ارشاد علی الوری رحمۃ اللہ علیہما کا ہے۔ یہ 12 سالہ دور 1307ھ مطابق 1890ء میں مدرسہ قوت الاسلام الور کی ابتدا پر ختم ہوتا ہے۔ 1327ھ مطابق 1909ء میں باندی کوئی (Bandikui) پھر ممبئی میں قیام کا دورانیہ بھی آپ کی انفرادی تدریس پر مشتمل ہے۔ زندگی کا یہ چار سالہ حصہ 1331ھ مطابق 1913ھ دارالعلوم نعمانیہ کی تدریس کے آغاز پر ختم ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ (تقریباً 7ماہ) آپ اپنے وطن میں ذکر و فکر میں مصروف رہے، پھر آپ رمضان 1334ھ مطابق جولائی 1916ء میں جامع مسجد آگرہ میں امامت، خطابت اور افتا کے لیے تشریف لے گئے۔ یہاں آپ کا قیام تین سے پانچ سال رہا، اسے بھی انفرادی تدریس میں شمار کرنا چاہئے۔ یوں انفرادی طور پر پڑھانے کا کل عرصہ کم و بیش 19 سے 21 سال ہے۔

امام المحدثین کے تلامذہ کے اسمائے گرامی

آپ کے مختلف مدارس میں اور انفرادی طور پر پڑھانے کا تجربہ تقریباً 57 سال پر محیط ہے۔ ان 57 سالوں میں سینکڑوں علمانے آپ سے استفادہ کیا چنانچہ سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ، فیض آباد ہند، سرکارِ کلاں حضرت مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: امام اہلِ سنت (مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب) نے اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لیے وقف فرمادی، زمانے نے انہیں ہر وقت دشمنانِ اسلام کے منہ زور گروہوں کے مقابلہ میں حق و صداقت کا علم بلند کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے تقریباً پچاس سال درسِ حدیث دیا اور کتاب و سنت کی تفہیم و ترجمانی کے فرائض باحسن وجوہ سرانجام دیے۔ غیر منقسم ہندوستان کے علاوہ بیرونِ ملک بھی آپ کے علم و فضل، تقویٰ و طہارت کا غلغلہ بلند ہوا۔ بخارا و کابل، سرحد، کشمیر، بلوچستان اور سندھ سے آئے ہوئے سینکڑوں طلبہ نے آپ سے دورہ حدیث پڑھا اور آپ کے روحانی

فیض سے سیراب ہوئے۔ (1)

آپ کے جن تلامذہ کے اسمائے گرامی مختلف کتب میں موجود ہیں، ان کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے، امام المحدثین نے اپنی کتاب مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں اپنے شاگردوں کایوں ذکر فرمایا ہے:

خاکسار سے آج تک جنہوں نے تمام کتب صحاح ستہ وغیرہا پڑھ کے سند احادیث حاصل کی اور بفضلہ ان کا مختلف جگہ فیض جاری ہے، ان میں سے بعض مشاہیر کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (1) مولانا ارشاد علی صاحب مرحوم الوری اور کچھ (2) مولانا رکن الدین صاحب نقشبندی نے بھی اور میرے دونوں لخت جگر (3) مولوی ابوالحسنات محمد احمد اور (4) مولوی ابوالبرکات سید احمد اور انہوں نے مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی سے بھی سند معقول منقول حاصل کی اور (5) مولانا محمد اسلم جلال آبادی جو عرصہ سے مقیم ٹونک ہیں اور (6) مولانا عبدالحق ولایتی اور (7) مولانا عبدالرحمن صاحب ولایتی ہموطن مولانا عبدالحق مذکور اور (8) مولوی سیّد فضل (حسین) شاہ صاحب پنجابی (9) مولوی مہردین صاحب پنجابی اور (10) مولوی فیض اللہ خان صاحب سکنہ ہوتی مردان (11) مولوی محی الاسلام بہاولپوری (12) عبدالقیوم (تیر) ہزاروی (13) مولوی محمد رمضان بلوچستانی (14) مولوی محی الدین کاغانی (16) مولوی ابوالخیر (مفتی نور اللہ نعیمی) وغیرہم زادھم اللہ علماکاملا وعملا صالحا۔ (2)

مختلف کتب میں جن دیگر علما کے اسما آپ کے تلامذہ کے طور پر آئے ہیں، وہ یہ ہیں:

(15) مولانا سید غلام جان قندھاری (17) حضرت مولانا عبدالعزیز بورے والا (18) حضرت حافظ قاری محبوب علی مفتی ممبئی (19) مولانا غلام دین لاہور (20) مولانا محمد بشیر سیالکوٹی (21) مولانا سید دانش ڈھاکہ (22) مولانا محمد اسلام سنبھلی (23) مولانا مسعود احمد دہلوی (24) مولانا احمد دین (3) (25) مولانا شفیق الرحمن پشاوری (26) مولانا زین الدین الوری (27) مولانا عبدالرحیم الوری (28) مولانا سید منور علی

1. سیدی ابوالبرکات، ص275
2. مقدمہ تفسیر میزان الادیان، ص81
3. روشن تحریریں، ص146

شاہ (29) مولانا عبد الجلیل (محدث) جالندھری (30) مولانا ملک غوث محمد[1] ملتانی۔[2] (31) مولانا محمد تازہ گل کابلی (32) مولانا عبد اللہ بالخیلی صوابی (33) مولانا عبد الحلیم بالخیلی صوابی (34) مولانا عبد الحق ہزاروی (35) مولانا محمد یعقوب ہزاروی (36) مولانا غلام محی الدین کاغانی (37) مولانا محمد سعید شاہ رضوی کشمیری (38) مولانا غلام محمد کشمیری (39) مولانا غلام رسول کشمیری (40) مولانا عتیق اللہ پونچھوی کشمیری (41) مولانا سید محمد یعقوب علی شاہ قادری نقشبندی سہنسوی گجراتی (42) مولانا عبد الاحد گجراتی (43) مولانا غلام حسین گجراتی (44) مولانا نذر حسین گجراتی (45) مولانا عبد الکریم سیالکوٹی (46) مولانا محمد یعقوب سیالکوٹی (47) مولانا محمد حسین سیالکوٹی (48) مولانا غلام قادر ملتانی (49) مولانا فقیر محمد لاہوری (50) مولانا امت رسول راولپنڈی (51) مولانا نور شاہ پنجابی (56) مولانا منیر اللہ پنجابی (57) مولانا محمد یعقوب سندھی (58) مولانا غلام احمد سندھی (59) مولانا دوست محمد سندھی (60) مولانا حافظ محمد اکبر سندھی (61) مولانا عبد العزیز خان قادری رضوی حامدی ٹکنتسری (62) مولانا حکیم حافظ محمد لقمان دہلوی الوری۔[3]

آپ کے تلامذہ کا تعلق چونکہ مختلف علاقوں سے تھا، لہٰذا اس باب میں آپ کے تلامذہ کو چار فصلوں میں تقسیم کیا جارہا ہے۔ چنانچہ مذکورہ تمام تلامذہ کا مختصر تعارف جاننے کے لئے ان کے علاقے سے متعلق ذیل کی فصلوں کو ملاحظہ کیجئے:

امام المحدثین کے تلامذۂ ہند و بنگلہ دیش

امام المحدثین کے تلامذۂ پنجاب

امام المحدثین کے تلامذۂ خیبر پختون خواہ و افغانستان

امام المحدثین کے تلامذۂ کشمیر و سندھ و بلوچستان

1. تذکرہ اکابر اہل سنت میں یہ نام مولانا محمد غوث ملتانی ہے، جبکہ علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری نے اسے ملک غوث محمد ملتانی لکھا ہے اور راقم کے نزدیک بھی درست نام غوث محمد ہی ہے۔
2. تذکرہ اکابر اہل سنت، ص142، 143
3. رسالہ ضروری احکام و مسائل متعلقہ عید الفطر، ص7

باب 12 فصل 1 : امام المحدثین کے تلامذۂ ہند و بنگلہ دیش

ریاست الور آپ کی جائے پیدائش، پیارا وطن اور دینی خدمات کا مرکز رہا ہے، امام المحدثین یہاں کی بااثر علمی شخصیت تھے، یہاں کے علماو صلحانے بلاواسطہ یا بالواسطہ آپ سے علمی وروحانی فیضان پایا، یہاں کے جن علمانے آپ سے استفادہ کیا ان کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

ارشاد علی شاہ زیدی مجددی الوری

سید السالکین، سراج الاولیاء حضرت خواجہ علامہ سید محمد ارشاد علی شاہ زیدی مجددی کی پیدائش 1286ھ مطابق 1870ء کو الور کے خاندان سادات زیدیہ حسینیہ واسطیہ میں ہوئی، والد محترم میر عابد علی زیدی ریاست الور میں رسالۂ فوج کے افسر اعلیٰ اور شہر کے رئیس تھے۔ حیات ارشاد میں ہے: مشیت ایزد (قدرتِ الٰہی) جس شخص کو جس خدمت کے لیے اس بزم امکان (یعنی زمین) میں لاتی ہے، اس کی صلاحیت کے آثار زمانۂ طفلی (بچپن) میں ہی ہویدا (ظاہر) ہونے لگتے ہیں۔[1] آپ بچپن سے علم و عمل کی جانب راغب تھے۔ جبکہ گھر میں ذکر و فکر اور دینی گفتگو کے بجائے شجاعت و بہادری اور ریاست و حکومت سے متعلق گفتگو ہوتی تھی۔ اس دور کا رواج یہ تھا کہ جب کسی حکومتی عہدہ دار کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوتی تھی تو فوج سے اسے وظیفہ جاری ہو جاتا تھا کہ یہ اپنے باپ کی جگہ لے گا۔ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا مگر جیسے ہی آپ کچھ بڑے ہوئے تو تحصیل علم دین میں مصروف ہوگئے۔ قرآن پاک اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے الور میں حاصل کی۔ کچھ کتب امام المحدثین علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب سے پڑھیں پھر دہلی جاکر فقیہ الہند حضرت مفتی محمد مسعود مجددی فاروقی دہلوی[2] سے علم دین حاصل کیا، ان سے بیعت ہوئے۔ مرشد نے انہیں حیدر آباد دکن جاکر نیکی کی دعوت بذریعہ وعظ دینے کا حکم دیا، آپ وہاں تشریف لے گئے۔ مرشد نے وفات سے قبل آپ کو تحریری طور پر خلافت سے نوازا، جو انہیں علامہ شاہ رکن الدین الوری صاحب کے ذریعے ملی۔[3] یہی وجہ ہے

---

1 حیات ارشاد، ص5

2 آپ کا تعارف صفحہ نمبر 504 پر دیکھئے۔

3 بعض حضرات نے آپ کو حضرت علامہ شاہ رکن الدین الوری کا خلیفہ کہا ہے، جو درست نہیں۔ آپ ان کے پیر

آپ کو رکن الملت والدین سے بے حد محبت تھی۔ آپ ذوق شعری بھی رکھتے تھے سلسلہ نقشبندیہ رکنویہ کا منظوم شجرہ طریقت آپ نے ہی نظم کیا ہے۔ آپ کی شادی کوٹ قاسم جے پور کے رئیس میر قاسم علی صاحب کی پوتی بنت عنایت علی سے ہوئی۔ آپ بہت مجاہدے کرتے، محبت دنیا سے دور رہتے اور کثرت سے سیاحت فرماتے تھے۔ آپ شیخ طریقت، مناظر اہل سنت، شاعر اسلام، واعظ پر اثر، صاحب کرامات اور مصنف کتب تھے۔ کئی صفحات پر مشتمل کتاب کیفِ کفر آرایہ اور رسالہ صیانۃ الناس یادگار ہیں۔ آپ شاہی جامع مسجد کوٹہ راجستھان ہند میں امامت وخطابت کرتے تھے کہ بیمار ہوگئے اور یہیں 42 سال کی عمر میں 5 شوال 1328ھ مطابق 9، اکتوبر 1910ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک شاہی جامع مسجد پٹن پول رامپورہ، کوٹہ سے متصل مرجع خلائق ہے۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی سید محمود الحسن زیدی الوری نقشبندی رضوی آپ کے لائق اور علمی جانشین قرار پائے۔[1] جو کہ جیّد عالمِ دین، فاضل دارالعلوم مُعینیہ عثمانیہ اجمیر شریف، مدرس مدرسہ اسلامیہ اودے پور، صدر انجمن خادم الاسلام الور تھے۔ **حیات ارشاد** اور **عطائے قدسی** آپ کی یادگار تصانیف ہیں، آپ کا وصال 16 جمادی الاولیٰ 1365ھ مطابق 18 اپریل 1946ء کو الور میں ہوا، نمازِ جنازہ میں کثیر اژدھام تھا، تدفین بیرون لادیددروازہ متصل مسجد ہوئی۔[2]

رکن الدین الوری مجددی

رکن الاسلام والمسلمین علامہ شاہ رکن الدین الوری مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تیرہویں صدی کے آخر میں کھیڑلا (Kherla، ہریانہ، ہند) میں حضرت مولانا حکیم شمس الدین انصاری صاحب کے گھر ہوئی۔ آپ کے والد ایک جید عالم دین، حاذق طبیب اور اندور (مدھیہ پردیش، ہند) کے قاضی تھے، کسی وجہ سے کھیڑلا میں منتقل ہوگئے، اپنی دینی ودنیاوی وجاہت کی وجہ سے اس علاقے کے بااثر افراد میں سے تھے۔[3]

ابھی شاہ رکن الدین کی عمر چھ سال تھی کہ پہلے والد صاحب اور پھر والدہ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے

بھائی واستاذ بھائی اور محب ضرور ہیں مگر خلیفہ نہیں جیسا کہ حیات ارشاد میں آپ کے صاحبزادے علامہ سید محمود الحسن الوری نے اس کی تردید کرتے ہوئے کئی دلائل دیئے ہیں۔ (حیات ارشاد، ص9، 10... بزم جاناں، ص268)

1. حیات ارشاد، ص5 تا 11، 17، 18... بزم جاناں، ص269
2. تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 501 تا 504... مشاہیر الفقیہ، ص190، 191
3. بزم جاناں، ص22

ماموں فریدالعصر مولانا شیخ فرید الدین الوری صاحب نے آپ کو الور بلا لیا جو کہ درس نظامی کے فاضل، بلند پایہ ادیب وشاعر اور فارسی پر کامل دسترس رکھنے والے تھے، اردو کے مشہور شاعر مرزا غالب سے بہترین تعلقات تھے باہم مراسلت بھی تھی، آپ نے تقریباً 80 سال عمر پائی، 12 رجب 1330ھ مطابق 27 جون 1912ء کو الور میں وصال فرمایا، نماز جنازہ حضرت شاہ رکن الدین الوری نے پڑھائی اور قبرستان بھوراشاہ کا تکیہ میں دفن کئے گئے۔ (1)

شاہ رکن الدین نے اپنے ماموں سے فارسی کتب، استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی سے فن قرآت، مولانا رحیم اللہ شاہ الوری صاحب سے فن خطاطی اور امام المحدثین سے عربی کتب کے اسباق پڑھے۔ بزم جاناں میں ہے: ریاست الور کے ایک مقتدر عالم اور بزرگ، ہندو پاک کی معروف شخصیت حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب سے حضرت (علامہ رکن الدین) کے دیرینہ مراسم تھے۔ وہ حضرت سے بے حد محبت اور انس رکھتے تھے اور آپ کے ہاں ان کی اکثر نشست وبرخاست رہا کرتی تھی۔ حضرت نے کچھ عربی کتابوں کے اسباق مولانا سے پڑھے۔ (2) آپ نے مزید تعلیم کے لیے جامع مسجد دہلی میں قائم مدرسے میں داخلہ لیا اور پیر طریقت حضرت علامہ شاہ محمد مسعود دہلوی سے اسلامی علوم وفنون کی کتب پڑھ کر دورہ حدیث شریف کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان سے ہی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف پایا اور 10 جمادی الاخریٰ 1309ھ کو خلافت سے نوازے گئے۔ (3)

علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے ساتھ آپ نے فن طبابت میں بھی کمال پایا اگرچہ آپ نے باقاعدہ نسخہ نویسی اور علاج معالجہ نہیں کیا لیکن بوقت ضرورت مریضوں کی رہنمائی کیا کرتے تھے۔ (4)

فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے وطن میں دین متین اور اشاعت قرآن وحدیث میں مصروف ہو گئے۔ الور کی مسجد قاضی واڑہ اور مسجد ڈھکپوری کو آباد کیا اور آخر الذکر کے حجرے میں مجاہدہ بھی کیا۔ حج کے لیے سفر فرمایا تو وہاں موجود حضرت خواجہ ضیائے معصوم کابلی سے خلافت واجازت حاصل کی۔ آپ تبلیغ

(1) بزم جاناں، ص28

(2) بزم جاناں، ص31

(3) بزم جاناں، ص31، 64

(4) بزم جاناں، ص33

قرآن وسنت، رشدوہدایت اوراحیائے سنت کے لیے آس پاس کے علاقوں کادورہ بھی فرماتے۔ آپ خاص وعام میں مقبول ومشہور تھے۔لوگ اپنے فیصلوں میں آپ کو حکم (فیصلہ کرنے والا) تسلیم کرتے اورآپ پر کلی اعتماد کرتے تھے۔ خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ نے کتب ورسائل کی تالیف وتصنیف کی جانب بھی توجہ فرمائی۔ ان میں **رکن دین** کتاب کو شہرت حاصل ہوئی۔ آپ کی دیگر کتب میں **کتاب الصلوٰۃ، روح الصلوٰۃ، توضیح العقائد، مولود محمود، دافع طاعون، اربعین** اور **ضمیمہ آداب سالک** ہیں۔راقم کو بچپن میں **رکن الدین مع روح الصلوٰۃ** کو کئی مرتبہ پڑھنے کی توفیق نصیب ہوئی، اگرچہ اس کی کئی باتیں کم عمری کی وجہ سے سمجھ نہیں آتی تھیں، بہرحال یوں رکن الملت سے مستفیض ہوا۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ

رکن الملت کے اہم کارناموں میں سے **ایک** اشاعت اسلام ہے، آپ کے ذریعے غیر مسلموں کی ایک تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔ **دوسرا کارنامہ** مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر اسلامی رہن سہن سے دور ہونے والوں کو شعاراسلام کا پابند بنانا ہے، **تیسرا کارنامہ** مقامی غیر مسلموں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے خلاف اسلام وسنیت رسوم ورواج کے رنگ میں رنگنے والوں کو اسلامی طریقوں سے روشناس کرانا اور سنتوں پر عمل کرنے کا درس دینا ہے۔ **چوتھا کارنامہ** مساجد کی آبادکاری ہے۔ **پانچواں** عقائد حقہ اہل سنت کی حفاظت کے لیے علمائے اہل سنت کے ساتھ مل کر اٹھنے والے فتنوں کاسدِّباب کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ملک العلماء علامہ ظفر الدین محدث بہاری [1] اورامام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری کے ساتھ مناظروں میں حصہ لیااورعاشقان رسول کوبرے عقائد سے بچانے کی کوشش فرمائی۔ [2]

آپ نے 20شوال 1355ھ مطابق 3جنوری 1937ء کو الورمیں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار دہلی سے احمد آباد گجرات جانے والی ریلوے لائن کے اسٹیشن الور کے مشرق، جانبِ دہلی واقع ہے۔ آپ کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے بہترین تعلقات تھے۔ بذریعہ مکتوب آپ اعلیٰ حضرت سے مستفیض ہوئے۔ باہم محبت وتعظیم کا یہ عالم تھا کہ علامہ رکن الدین الوری اعلیٰ حضرت سے ملاقات کے لیے خود حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کا بہت اکرام کیا اور فرمایا: مولانا! ہم تو علمائے اہل سنت کے خادم ہیں۔ آپ کے

1 آپ کا مختصر تعارف صفحہ نمبر 571 پر دیکھئے۔

2 بزم جاناں، ص190تا208

صاحبزادے مولانا مفتی محمد محمود الوری آپ کے جانشین و خلیفہ تھے۔ آپ کے دیگر خلفا میں مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی، قاضی علی اکبر جھالاواڑی[1] اور مولانا اخلاق احمد مجددی بھی شامل ہیں۔[2]

زین العابدین الوری

حضرت خواجہ مفتی سید زین العابدین الوری رحمۃ اللہ علیہ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کے شاگرد، امام المحدثین کے چچاجان میاں صاحب الوری حضرت مولانا سید نثار علی شاہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ، مدرسہ قوت الاسلام الور کے مدرس اور مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری الوری صاحب اور خلیفہ و جانشین میاں صاحب مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی کے استاذ ہیں۔[3]

عبد الرحیم الوری

حضرت مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم منڈاوری الوری رحمۃ اللہ علیہ قصبہ منڈاور (ضلع دوسا، راجستھان) کے رہنے والے تھے جو الور سے جانب جنوب مشرق 68 کلومیٹر پر واقع ہے۔ آپ نے علمائے اہل سنت بالخصوص امام المحدثین سے علم دین حاصل کیا۔ بیعت کا شرف حضرت خواجہ سید احمد مدنی الوری[4] سے حاصل کیا، جب مدنی صاحب نے وصال فرمایا تو یہ ان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ فقہ میں ان کو اتنا رسوخ حاصل تھا کہ انھیں ریاست الور کا مفتی مقرر کیا گیا۔ آپ کے بھائی حضرت قاضی فیاض الدین منڈاوری الور کی فقیر صفت اور بااثر شخصیت تھے۔[5]

عبد القیوم الوری

حضرت مولانا صوفی عبد القیوم الوری امام المحدثین کے اولین شاگردوں میں سے ہیں۔ فارغ التحصیل

1. آپ ریاست جھالاواڑ، راجستھان کے قاضی اور مایہ ناز طبیب تھے۔ (بزم جاناں، ص270، 269)
2. مصباح السالکین، ص12، 19، 45، 94... بزم جاناں، ص22 تا 31، 83، 196، 290... فتاوی رضویہ مخرجہ، 7/ 152، 171
3. تذکرہ علماء اہل سنت وجماعت لاہور، ص319... تذکرہ اکابر اہل سنت، ص142... تذکرہ مبارک، ص17
4. ان کا تعارف صفحہ نمبر 480 پر دیکھئے۔
5. حیات کرم حسین، ص166، 312... بزم جاناں، ص280... تجلیات مرشد، ص66

ہونے کے بعد مدرسہ قوت الاسلام الور کے مدرس مقرر ہوئے۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری صاحب آپ کے شاگرد ہیں۔[1]

محبوب علی خان قادری

محبوب ملت، مفتی اہل سنت حضرت مولانا محمد محبوب علی خان قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل سنت کے عظیم عالم دین تھے۔ آپ حافظ و قاریٔ قرآن، مفتی اسلام، اسلامی شاعر، مصنف کتب ورسائل اور فعال شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے القابات آپ کی شخصیت کے عکاس ہیں، القابات یہ ہیں: اسد السنت، ضیغم الملت، غازی ملت، محب الرضا اور مظہر اعلیٰ حضرت وغیرہ۔ آپ 1322ھ مطابق 1902ء لکھنو کے ایک دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ 13 سال کی عمر میں حفظ قرآن اور تجوید کی تعلیم مکمل کر کے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا۔ 19 جمادی الاخریٰ 1337ھ مطابق 22 مارچ 1919ء کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف پایا۔ 1350ھ مطابق 1931ء میں دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے۔ 1352ھ مطابق 1933ء میں ریاست پٹیالہ کے مفتی بنائے گئے۔ یہاں آپ کو بہت پذیرائی ملی، آپ کے وعظ کو پسند کیا جاتا تھا، جامع مسجد میں آپ کے آنے سے نمازیوں میں اضافہ ہو گیا۔ الفقیہ امر تسر اگست 1937ء صفحہ 10 پر پٹیالہ میں آپ کی خدمت کی خبر شائع ہوئی جس میں یہ بھی تھا کہ پٹیالہ شہر اور مضافات اور ریاست کے تمام مسلمان آپ کے تقرر سے بے حد خوش ہیں اور پٹیالہ میں اس وقت مسلمانوں میں خاص محبت اور اتفاق پیدا ہو رہا ہے۔ ہم حضرت قبلہ مفتی صاحب کی درازیٔ عمر کے لیے دعا کرتے ہیں جن کی وجہ سے پٹیالہ کو یہ نیک دن دیکھنا نصیب ہوا۔

آپ نے پٹیالہ میں دین وملت کی خوب خدمت کی، کئی غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ نے مذہب حقہ اہل سنت کی اشاعت کے لیے یہاں دار الاشاعت کتب اہل سنت وجماعت قائم فرمایا۔ ریاست پٹیالہ میں آپ کی خدمات کا دورانیہ تقریباً 15 سال پر محیط ہے۔ تقسیم ہند کے

[1] تذکرہ علمائے پنجاب، ص 75... تذکرہ اکابر اہلسنت، ص 142

بعد 1365ھ مطابق 1948ء میں بڑے بھائی مناظر اہل سنت حضرت مولانا مفتی حشمت علی رضوی [1] کے حکم سے آپ ممبئی منتقل ہوگئے اور جامع مسجد مدن پورہ کے امام و خطیب اور مفتی ممبئی مقرر ہوئے۔ ان خدمات کے ساتھ آپ نے تحریری کام بھی جاری رکھا، آپ کی تحریر کردہ کتب و رسائل کی تعداد 72 ہے۔

آپ کی اہم کتب میں خصائص ابو حنیفہ، تلامیذ ابو حنیفہ، کراماتِ صحابہ کرام، کراماتِ سادات و آل اطہار، فضل و اعزاز امیر معاویہ، فضائل سیدنا فاروق اعظم، مشاہدۂ مولانا حشمت علی، نور کی تفسیر، تفسیر حدیث لولاک، اربعین شدت، فضائل شبِ برات، فضائل ماہ مع مسائل صیام، فضائل مدینۃ الرسول، اسلامی قانون تجارت، اولیائے کرام کی نذر و نیاز، الاقوال باحکام تجویز الفاتحہ، سبیل و طعام نذر و نیاز حسین، دعائے ثانی کا ثبوت، مراۃ حسن بے مثال، ثبوتِ ہلال کے چند طریق، الجح الکلام فی منع قراۃ خلف الامام، ترجمہ جامع مسانید امام اعظم، بخشائش عزیزاں، دلائل خلافت راشدہ، قدر و منزلت تقلید، سل الحسام علی الظلام۔ اس کے علاوہ آپ کے خطبات کے دو مجموعے ہیں جن میں چوبیس چوبیس تقریریں ہیں۔

جامع مسجد مدن پورہ ممبئی میں آپ نے مرکزی انجمن تبلیغ صداقت قائم فرمائی جس کے ذریعے اشاعت اور تبلیغی امور سرانجام دیئے جاتے رہے۔ آپ انتہائی غیور، نڈر اور باطل کے سامنے نہ جھکنے والے تھے البتہ حق بات قبول کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنتی، ایک کتاب کی اشاعت میں آپ سے لغزش ہوگئی مگر جب آپ کو علم ہوا تو فوراً اس سے رجوع کیا اور اس رجوع کو شائع بھی کروادیا۔

آپ زہد و تقویٰ کے پیکر اور متبع سنت تھے۔ کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کے شرعی احکام کو ضرور پیش نظر رکھتے۔ فرائض و واجبات کی پابندی کے ساتھ سنن و مستحبات پر بھی عمل کرتے۔ آپ جید مفتی اسلام ہونے کے ساتھ شیخ طریقت بھی تھے، سینکڑوں افراد آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ قادریہ کی برکات سے مالا مال ہوئے۔ محبوب ملت کا وصال 24 جمادی الاخری 1385ھ مطابق 20 اکتوبر 1965ء کو ممبئی میں ہوا۔ تدفین ناریل باڑی قبرستان ممبئی میں ہوئی، بعد میں اس پر مزار تعمیر کیا گیا یہاں آپ کا عرس

[1] ان کا تعارف صفحہ نمبر 500 پر دیکھئے۔

ہر سال منعقد کیا جاتا ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔[1] ایک حضرت مولانا قاری محمد منصور علی خان امام و خطیب جامع مسجد مدن پورہ مقرر ہوئے، بہترین خطیب تھے ملک بھر میں آپ کے خطابات کو پسند کیا جاتا، تحریری خدمات میں **خوابوں کی بارات** اور **تبلیغ یا دھوکہ** دو رسائل ہیں، ان کا وصال اکتوبر 2015ء میں ہوا۔ جبکہ دوسرے بیٹے حضرت مولانا قاری محمد مقصود علی خان زبان و قلم دونوں سے خدمت دین متین میں مصروف ہیں، **حالات محبوب ملت** ان کی کتاب ہے۔

محمد مسعود احمد دہلوی

خطیب العصر حضرت مولانا حافظ محمد مسعود احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امام المحدثین کے استاذ گرامی یادگار اسلاف حضرت علامہ کرامت اللہ چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں 1325ھ مطابق 1907ء میں پیدا ہوئے۔ آپ حسین و جمیل اور ذہن و فطین تھے۔ ابتدائی کتب دہلی میں پڑھیں۔ استاذزادہ ہونے کی وجہ سے امام المحدثین آپ کو اپنے ساتھ لاہور لے آئے اور دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل کرلیا یہاں انہوں نے خوب علوم اسلامیہ کی تحصیل کی، البتہ آپ نے دورہ حدیث دار العلوم نعیمیہ مراد آباد سے کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد والد گرامی کے مدرسے مدرسۂ حسین بخش دہلی میں درس و تدریس کرتے رہے، تقسیم ہند کے بعد لاہور پھر کراچی تشریف لے آئے۔ کراچی کی مشہور صابری مسجد رنچھوڑ لائن، مارکیٹ ایریا آپ نے تعمیر کروائی۔ کراچی میں آپ کے محرم الحرام کے وعظ کی بہت شہرت تھی، چالیس دن تک یہ وعظ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ جناح اسٹریٹ میں ایک طرف الفاروق ہوٹل اور دوسری طرف گوشت مارکیٹ تک سر ہی سر نظر آتے تھے۔ آپ کا وصال 21 ذیقعدہ 1406ھ مطابق 28 جولائی 1986ء میں ہوا۔ تدفین نیو کراچی کے قبرستان میں ہوئی، مشہور عالم دین، دار العلوم جامعہ نعیمیہ اور انجمن طلبہ اسلام کے بانی رکن مفتی جمیل احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے داماد تھے۔[2]

1. ممبئی عظمیٰ کی مختصر تاریخ، ص 94 تا 102 ... سوانح شیر بیشۂ سنت، ص 25
2. روشن دریچے، ص 91 تا 104 ... انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص 900 تا 903

محمد لقمان دہلوی الوری

حضرت مولانا حکیم حافظ محمد لقمان دہلوی کے آباؤ اجداد کا تعلق دہلی سے تھا جب دہلی کے حالات درست نہ رہے تو یہ الور جاکر بس گئے۔ اندازاً آپ کی پیدائش 1911ء کو الور میں ہوئی، حفظ القرآن کے بعد درس نظامی کا آغاز کیا۔ پھر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لے لیا۔ 1931ء میں جب دارالعلوم میں امتحانات دیئے تو انھوں نے بھی حصہ لیا اور کامیاب رہے۔ فن حکمت میں بھی مہارت حاصل تھی، مزید حالات نہ مل سکے۔ [1]

نوٹ: امام المحدثین کے تلامذہ میں سے آپ کے دونوں بیٹوں حضرت علامہ شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادِری اَشْرَفی، مفتیِ اعظم پاکستان، سید المحدثین حضرت علامہ شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی اور داماد استاذ العلماء حضرت مولانا سید منور علی شاہ الوری کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، جبکہ آپ کے دو تلامذہ یعنی حضرت مولانا محمد اسلام سنبھلی اور حضرت مولانا سید دانش ڈھاکہ کے حالات معلوم نہ ہو سکے۔

---

1 رسالہ ضروری احکام و مسائل متعلقہ عید الفطر، ص 7

باب 12 فصل 2: امام المحدثین کے تلامذۂ پنجاب

امام المحدثین نے تقریباً 16 سال لاہور میں گزارے، جن میں چار سال دارالعلوم نعمانیہ میں تدریس کی اور دو سال انفرادی طور پر مسجد وزیر خان میں اور پھر دارالعلوم حزب الاحناف میں 12 سال تدریس فرماتے رہے، پنجاب کے کثیر علمائے کرام آپ کے شاگرد ہیں، ان میں سے جن کے حالات زندگی مل سکے ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

محمد مہر الدین جماعتی

استاذ العلماء، ملک المدرسین، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مہر الدین جماعتی کی ولادت ننھیال کے ہاں موضع خاصہ ضلع امرتسر، پنجاب کے زمین دار گھرانے میں 1319ھ مطابق 1901ء کو ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد دوآبہ ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے موضع جمال پور، نارووال روڈ ضلع لاہور مقیم ہو گئے۔

اسکول کی چار کلاسیں پڑھی تھیں تو 1909ء میں والد گرامی چوہدری روشن دین کا انتقال ہو گیا۔ اس وجہ سے تعلیم منقطع کر کے بھائیوں کے ساتھ کھیتی باڑی میں مصروف ہو گئے۔ جب اٹھارہ سال کے ہوئے تو محکمہ راشن میں ملازمت کرنے لگے۔ اللہ پاک کے کرم سے جب آپ کی عمر 20 سال ہوئی تو دل میں تحصیل علم دین کا شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ملازمت چھوڑ کر اس راہ کے مسافر بن گئے۔ مدرسہ کریمیہ جالندھر، جامعہ نعمانیہ لاہور وغیرہ کے اساتذہ بالخصوص استاذ المدرسین مولانا مہر محمد اچھروی رحمۃ اللہ علیہ سے کتب دینیہ پڑھ کر دارالعلوم حزب الاحناف میں داخلہ لیا اور دورہ حدیث کر کے 1348ھ مطابق 1929ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ جبکہ علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے نزدیک آپ کی فراغت 1346ھ مطابق 1926ء کو ہوئی۔ حکمت کی بھی باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور 1954ء میں امتحان دے کر افتخار الطب کی سند پائی۔ آپ شیخ طریقت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری سے متاثر ہوئے اور ان کے دست مبارک پر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ میں مرید ہو گئے۔

فراغت کے بعد تقریباً 13 مختلف مدارس میں تدریس کی جن میں سے 9 سال دارالعلوم نعمانیہ لاہور،

ایک ایک سال جامعہ برکات العلوم گنج مغلپورہ لاہور اور جامعہ حنفیہ قصور میں پڑھاتے رہے، آخر میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں 1975تا 1977ء شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ زمانہ تدریس میں نیویں مسجد نیابازار شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں مدرسہ غوثیہ لاثانیہ کی بنیاد رکھی تقریباً چار سال اس میں بھی پڑھایا۔ مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی کے قائم کردہ مسجد و مدرسہ نبویہ بیرون دہلی دروازہ نزد سٹی کوتوالی میں جز وقتی استاذ اور بعد میں استاذ اعلیٰ اور نگران شعبہ تصنیف و تالیف مقرر ہوئے، اس شعبے کے ذریعے علامہ حلوائی کی کتابیں شائع ہوتی تھیں، علامہ مہر الدین جماعتی صاحب کو بھی تصنیف و تالیف سے لگاؤ تھا اس لیے آپ نے بھی فی سبیل اللہ اس شعبے میں اپنی خدمات پیش فرمائیں۔ ایک قول کے مطابق 10 سال تک آپ نے دار العلوم حزب الاحناف میں پڑھایا جبکہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی صاحب آپ کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں کہ اس دار العلوم (حزب الاحناف) کے نامور اساتذہ میں سے ایک عالم دین مولانا مہر الدین جماعتی نے تدریسی اور فنی دنیا میں بڑا مقام پایا۔ انہوں نے پورے 40 سال دار العلوم حزب الاحناف کے طلبہ کو پڑھایا۔ بڑے زبردست مدرس تھے، صرفی، نحوی، منطقی، معقولی۔ بیانی و لسانی ہر شعبۂ فن میں کمال رکھتے تھے۔ [1]

1969ء میں آپ نے چاہ میراں لاہور میں دار العلوم جامعہ معینیہ یا امینیہ کی بنیاد رکھی۔ کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ ایک بلند پایہ عالم دین، ماہر تعلیم، جامع معقول و منقول، علوم درسیہ میں نہ صرف کامل دسترس رکھتے تھے بلکہ ان کی تدریس میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ نہایت سادہ طبیعت، حسن اخلاق کے پیکر اور امت کا درد رکھنے والی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کثیر الفیض مدرس اور محقق اہل سنت تھے۔ تدریس کے ساتھ آپ نے عربی کتب کے حواشی، ترجمہ اور کتب کی تصنیف پر بھی توجہ فرمائی اور تقریباً دس تصانیف کے نام آپ کے حالات زندگی میں ملتے ہیں۔ مثلاً **تسہیل المبانی شرح مختصر المعانی** آپ کی بہترین اردو شرح ہے، اسے آپ نے 1955ء میں مکمل فرمایا، میرے پیش نظر برکاتی پبلشرز کراچی کا شائع کردہ نسخہ ہے جس کو اکتوبر 2000ء کو شائع کیا گیا ہے، اس کی کتابت 12 دسمبر 1976ء میں مولانا شاہ محمد قصوری صاحب نے کی اور کتاب کے شروع میں شارح کے مختصر حالات بھی تحریر کئے، اس کے کل صفحات 628

[1] مجالس علماء، ص 311

ہیں۔ علمانے اسے طلبہ کے لیے سب سے معیاری اردو شرح قرار دیا ہے۔ اسی طرح **اسلام میں تصور شفاعت** بھی آپ ہی کی کتاب ہے جسے مکتبہ جمال کرم لاہور نے 235 صفحات پر شائع کیا ہے۔ شفاعت سے متعلق تمام ابحاث کو اس کتاب کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مرتد فرقہ قادیانیہ کے رد میں آپ نے 116 صفحات پر مشتمل کتاب **حیات عیسیٰ** بھی لکھی۔ بقیہ کتب و رسائل میں **فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ، حل قطبی اردو، مسائل رمضان، الندا بحرف الیاء، مسائل شبِ برأت، رِدِّ خاکسار** اور **بہارِ جنت** ہیں۔[1] مجالس علماء میں ہے: مولانا مہر الدین جماعتی بڑے شفیق استاد تھے۔ چاہ میراں کے نزدیک اپنا گھر بنایا اور دربار میراں حسین زنجانی میں جامعہ معینیہ کے بعض طلبہ کو پڑھانے میں مصروف رہے۔[2] آپ کا وصال 12 ربیع الاول 1408ھ مطابق 5 نومبر 1987ء میں ہوا، لاہور سٹی کے میراں زنجانی قبرستان میں جانب مغرب تدفین ہوئی۔[3] راقم 6 دسمبر 2023ء کو برادران اسلامی کے ساتھ ان کے مزار پر حاضر ہوا۔

محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری

امام المحدثین کے قابلِ فخر اور مؤثر ترین شاگردوں میں فقیہ اعظم مفتی محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری بھی ہیں، آپ جید عالم دین، فقیہ اسلام، استاذ العلماء، صاحب فتاویٰ نوریہ اور سلسلہ قادریہ نوریہ کے بانی ہیں۔ 16 رجب 1332ھ مطابق 10 جون 1914ء کو موضع سوجیکی ضلع اوکاڑہ کے ایک علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد ملوٹ ضلع فیروز پور مشرقی پنجاب کے رہنے والے تھے۔

آپ اپنے والد مولانا محمد صدیق چشتی اور دادا مولانا احمد الدین سے علم حاصل کرنے کے بعد محدث بہاولنگری حضرت مولانا فتح محمد بہاولنگری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علوم عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل کے بعد دورہ حدیث کے لیے دار العلوم حزب الاحناف آئے اور 6 شعبان 1352ھ مطابق 23 نومبر 1933ء کو سند فراغت و دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ امام المحدثین آپ کے کلاس فیلوز سے اکثر فرمایا کرتے تھے: اس بار تم مولانا نور اللہ کے طفیل پڑھ رہے ہو یعنی دورۂ حدیث شریف کر رہے ہو۔[4]

---

1. اسلام میں تصور شفاعت، ص14
2. مجالس علماء، ص106، 241، 312
3. تعارف علمائے اہل سنت، ص335 تا 339 ... لاہور کے اولیائے نقشبند، ص176 تا 180
4. حضرت فقیہ اعظم کے استاذ مکرم مفتی اعظم سیّد ابو البرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں، ص21

فقیہ اعظم نے صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلسلہ قادریہ میں بیعت کی پھر خلافت سے نوازے گئے۔ ان کے علاوہ امام المحدثین اور ان کے فرزند مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد قادری صاحب سے بھی مختلف سلاسل طریقت کی اجازات حاصل تھیں۔ فقیہ اعظم نے فارغ التحصیل ہونے کے بعد دو جگہ پڑھایا، پھر 1357ھ مطابق 1938ء کو بصیرپور میں دار العلوم حنفیہ فریدیہ قائم فرمایا جو اب بھی فیضان علم بانٹ رہا ہے۔ راقم کے استاذی مکرم فرمایا کرتے تھے: **قریب کے سو سالوں میں برعظیم پاک و ہند میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی کے بعد فقہی بصیرت اور مجتہدانہ صلاحیت جس میں سب سے زیادہ ہے ان کا نام مفتی محمد نور اللہ نعیمی ہے۔** مفتی اعظم مولانا شاہ ابو البرکات شاہ صاحب نے آپ کو فقیہ زماں، محدث دوراں، فقیہ العصر، فقیہ النفس، مفتی اعظم اور فقیہ اعظم وغیرہ جلیل القدر القاب سے ممتاز فرمایا ان گونا گوں اور متنوع القاب میں سے فقیہ اعظم کا لقب زبان زد خاص و عام ہے۔ آپ عالم باعمل، مفتی اسلام، نعت گو شاعر، پابند شریعت شیخ طریقت، کثیر التلامذہ اور 6 جلدوں پر مشتمل فتاویٰ نوریہ [1] کے مصنف ہیں۔ آپ کی دیگر کتب میں تعلیم الکتابۃ للنساء، الادب المفرد، حدیث الحبیب، نور نعیمی، مکبّر الصوت، فئی الزوال (عربی)، حُرمتِ زاغ، مسئلہ سایہ، روزہ اور ٹیکہ، ابداء بشریٰ بقبول الصلوٰۃ فی الضحوۃ الکبریٰ شائع شدہ ہیں، غیر مطبوعہ میں ایک نعتیہ دیوان عربی، فارسی، پنجابی اور اُردو پر مشتمل ہے اس کے علاوہ بخاری شریف اور مسلم شریف پر حواشی بھی ہیں جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔ آپ بہترین شاعر تھے، جس کے دو مجموعے نغمائے بخشش اور نور القوانین (مجموعہ قواعد منظوم بزبان پنجابی) مطبوع ہیں۔ آپ مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے مریدین اپنے نام کے ساتھ نوری نسبت لگاتے ہیں۔ آپ کا وصال یکم رجب 1403ھ مطابق 15 اپریل 1983ء کو ہوا، آپ کا مزار شریف بصیرپور شریف ضلع اوکاڑہ میں ہے، جس پر گنبد تعمیر ہو چکا ہے، آپ کا عرس ہر سال منعقد ہوتا ہے، علامہ محمد محب اللہ نوری صاحب آپ کے فرزند اور جانشین ہیں۔ [2] راقم دو مرتبہ آپ کے

---

1. فتاویٰ نوریہ کی کل 6 جلدیں ہیں، جن کی اشاعت کا آغاز 1974ء میں ہوا جبکہ پانچویں اور چھٹی جلد یکجا 1990ء میں شائع ہوئی، ان کے کل صفحات 3410 ہیں، ان میں سوالات و استفتاءات کی تعداد ایک ہزار کے قریب اور کل رسائل 16 ہیں۔ (فتاویٰ نوریہ، ایک تقابلی مطالعہ، ص29تا71)

2. فتاویٰ نوریہ، 1/67تا96

مزار پر حاضری کا شرف پاچکا ہے۔

عبد العزیز مجددی

مفتیٔ الگوں حضرت مولانا مفتی ابو التمیز عبد العزیز مجددی کی پیدائش، علاقے، خاندان اور ابتدائی تعلیم کے حالات سے آگاہی نہ ہو سکی، اتنا معلوم ہوا ہے کہ ابتدائی تعلیم کے دوران درست رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے عقائد و معمولات اہل سنت میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہو کر راہِ مستقیم سے ہٹ گئے۔ خوش قسمتی سے اپنے کلاس فیلو فقیہ اعظم حضرت مفتی نور اللہ نعیمی کے اصرار پر دورہ حدیث شریف کے لیے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں حاضر ہوئے۔ بعض لوگوں کا مؤقف تھا کہ انہیں دار العلوم میں داخلہ نہ دیا جائے مگر امام المحدثین نے نہ صرف داخلے کی اجازت دی بلکہ خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ خود فرماتے ہیں: اس وقت امام اہل سنت شیخ المحدثین ابو محمد سید دیدار علی شاہ صاحب مشہدی نقشبندی رضوی کے دورہ حدیث کی برصغیر میں دھوم تھی اور آپ کی سند حدیث بھی ارفع واعلیٰ تھی، حضرت امام العرفاء سید دیدار علی شاہ صاحب جنہیں تمام طلبہ اباجی کے لقب سے پکارا کرتے تھے، نے فرمایا: اسے یہاں لے آئیں اگر اللہ تعالیٰ کو اس کی ہدایت منظور ہے تو کام بن جائے گا، چنانچہ میری زندگی میں وہ لمحہ سعادت بھی آیا جب مجھے حزب الاحناف میں مولانا (مفتی نور اللہ نعیمی) کی محنت اور سفارش کی وجہ سے داخلہ مل گیا۔ حضرت اباجی نے طلبہ کو مجھ سے الجھنے سے سختی سے منع فرمادیا، حتی کہ میں حضرت سیدی اباجی پر سوالات کی بوچھاڑ کر دیتا، لیکن آپ عالی حوصلگی اور وسعت ظرفی کے ساتھ سوال اور اندازِ سوال کو برداشت فرماتے، جواب دیتے اور جب تک مطمئن نہ ہو جاتا آگے نہیں چلتے تھے۔[1] چند ہی دنوں میں امام المحدثین کے بہترین دلائل اور سمجھانے کے دلربا انداز سے تمام شکوک کافور ہو گئے اور مذہب حقہ اہل سنت کا ایسا رنگ چڑھا کہ مفتی عبد العزیز تمام عمر دین متین کی احسن انداز میں خدمت اور اہل باطل کی سرکوبی میں مصروف رہے، شیخ التصوف علامہ سید محمد علی رضوی تحریر فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مفتی نور اللہ بصیرپوری نے اپنے ہم سبق حضرت مولانا عبد العزیز مرحوم کی شکایت کی کہ ان کو ان مسائل میں قدرے اشکال ہے، آپ (امام المحدثین) نے طلب فرمایا اور سرکار دوعالم صلی

[1] ماہنامہ نور حبیب بصیرپور شریف، 1432ھ، ص34

اللہ علیہ والہ وسلم کے فضائل و کمالات پر مدلل تقریر فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا: اگر اب بھی تسلی نہیں ہوئی اور کچھ اشکال باقی ہے تو سرکار ابد قرار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تصدیق کراؤں؟[1] آپ کے ان الفاظ میں ایسی تاثیر تھی کہ مولانا عبد العزیز صاحب کے شکوک وشبہات دور ہو گئے۔ مولانا عبد العزیز صاحب 6 شعبان 1352ھ مطابق 23 نومبر 1933ء کو فارغ التحصیل ہوئے اور اسی سال لاہور کے علاقے الگوں میں مدرسہ عربیہ احیاء العلوم کی بنیاد رکھی اور یہاں کے مفتی مقرر ہوئے، قیامِ پاکستان کے بعد یہ علاقہ ہند کا حصہ بن گیا تو آپ بورے والا، ضلع وہاڑی پنجاب تشریف لے آئے اور یہاں کی جامع مسجد غلہ منڈی میں مدرسہ عربیہ احیاء العلوم کا اجرا فرمایا۔ 26 رجب 1370ھ مطابق 3 مئی 1951ء میں اس مدرسے کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا، کثیر علما نے اس سے استفادہ کیا۔ مفتی صاحب حضرت میاں غلام اللہ لاثانی شرقپوری مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ کا وصال 10 ذیقعدہ 1380ھ مطابق 26 اپریل 1961ء کو بورے والا میں ہی ہوا۔ خطیب اہل سنت حضرت علامہ سید محفوظ الحق شاہ ضیائی قادری آپ کے مشہور شاگرد ہیں۔[2]

غلام دین اشرفی

خطیبِ پاکستان مولانا غلام دین اشرفی کی ولادت موضع چکوڑی بھلو ضلع گجرات کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ والد حضرت مولانا میاں سید احمد عالم دین اور صالح انسان تھے۔ قرآن کریم والد گرامی سے پڑھ کر قریبی قصبے کنجاہ سے سات کلاس تک اسکول میں پڑھے، درس نظامی کی ابتدائی کتب مقامی علما مولانا عبد اللہ کنجاہی اور مولانا فضل حق ٹھیکریاں سے پڑھ کر لاہور آگئے، 1252ھ مطابق 1933ء کو دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے، شیخ المشائخ، شبیہ غوث اعظم حضرت مولانا سید شاہ علی حسین کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف پایا، مرشد نے 15 جنوری 1936ء کو سلسلہ اشرفیہ کی خلافت اور عبید اللہ شاہ کا لقب عطا فرمایا۔[3] فارغ التحصیل ہونے کے بعد انجن شیڈ لاہور میں ایک خس پوش مسجد میں

[1] روشن تحریریں، ص145

[2] تذکرہ اکابر اہل سنت، ص234... روشن تحریریں، ص145

[3] حیات مخدوم الاولیاء محبوب ربانی، ص310

خطبۂ جمعہ دینا شروع فرمایا، آپ کی آواز میں چاشنی تھی، سینے میں جوانی کا جوش تھا، عارف کشمیر میاں محمد بخش کے شعر ازبر تھے، ریلوے مزدوروں کا مجمع تاحد نظر جمع ہو جاتا، آپ نے اپنی خوش نوائی اور سحر البیانی سے لوگوں کے دل موہ لئے، انہیں تعمیر مسجد کی جانب توجہ دلائی، دیکھتے ہی دیکھتے وسیع و عریض جامع صدیقیہ تعمیر ہو گئی، بقول شرف ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری، صدیقیہ مسجد بادشاہی مسجد اور وزیر خان مسجد کے بعد سب سے بڑی مسجد ہے۔ صاحبِ مجالس علماء تحریر کرتے ہیں: وہ صبح کی نماز کے بعد قرآن کا درس دیتے۔ اس درس میں لاہور کے مختلف علاقوں کے لوگ شریک ہوتے۔ آپ قرآن کی تفسیر کے ایسے ایسے نکتے ذہن نشین کراتے جو دل و دماغ کو درخشاں کر دیتے۔ مجھے آپ کے کئی درسوں میں شرکت کا موقع ملا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج نصف صدی گزر گئی مگر مولانا کے اندازِ بیاں کا نقش ایک سرور بن کر ذہن پر چھایا ہوا ہے۔ (1) آپ مسجد میں ترجمہ قرآن اور درس نظامی کی ابتدائی کتب بھی پڑھایا کرتے تھے۔ شرف ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب کے والد محترم حافظ اللہ دتہ ہوشیار پوری لاہوری نے آپ سے قرآن پاک کے 22 پاروں کا ترجمہ پڑھا اور شرف ملت نے بدائع منظوم کے چند اسباق پڑھے۔ آپ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے 24 فروری 1957ء کو لاہور سے روانہ ہوئے اور 30 جولائی کو واپس آئے۔ (2)

آپ نے تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت میں فعال کردار ادا کیا، قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، آپ قادر الکلام اور سامعین پر چھا جانے والے مقرر ہونے کے ساتھ اچھے مصنف بھی تھے، فضائل امام اعظم، فضائل درود شریف اور رفیق الواعظین آپ کی تالیفات ہیں۔ آپ کا وصال 10 شعبان 1390ھ مطابق 12 اکتوبر 1970ء کو ہوا، مزار جامع مسجد حنفیہ صدیقیہ انجن شیڈ مغل پورہ روڈ لاہور کے جنوبی جانب ہے، جس پر گنبد بھی تعمیر کیا گیا ہے، مولانا محمد رفیق اشرفی آپ کے صاحبزادے و جانشین اور جامع مسجد صدیقیہ کے متولی مقرر ہوئے۔ نیز خطیب پاکستان مولانا محمد شریف نوری قصوری ابن مولانا محمد دین چکوڑوی آپ کے قابل فخر بھتیجے تھے۔ (3)

1. مجالس علماء، ص 84
2. نور نور چہرے، ص 34، 48
3. تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 294 ... تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، ص 365 ... مجالس علما، ص 82، 84، 314

محمد بشیر قادری برکاتی

یادگارِ اسلاف حضرت مولانا محمد بشیر قادری برکاتی امام المحدثین کے شاگرد، حضرت شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے مرید و خلیفہ، دارالعلوم حزب الاحناف کے فارغ التحصیل اور لاہور کے علاقے گڑھی شاہو کے خطیب تھے۔ آپ کی پیدائش موضع پڑی درویزہ ضلع جہلم پنجاب میں 1340ھ مطابق 1921ء کو ایک دینی گھرانے میں ہوئی۔ والد محترم مولانا محمد عظیم اسکول ٹیچر اور گاؤں کی مسجد کے امام تھے۔ آپ کی عمر آٹھ نو سال تھی تو والد محترم کا انتقال ہوگیا، آپ کی والدہ نے پرورش کی اور مڈل تک تعلیم دلوائی۔ آپ کے چچا تایا اور بھائی بہن نہیں تھے، اس لیے ان کی والدہ انہیں ان کے والد کے چچازاد بھائی مولانا محمد وارث صاحب کے پاس لاہور لے آئیں جو کہ جامع مسجد حنفیہ رضویہ بوہڑ والی مین بازار گڑھی شاہو کے امام تھے۔ انھوں نے آپ کو دینی تعلیم کے لیے 1935ء کو دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل کروادیا۔ یہ امام المحدثین کی زندگی کا آخری سال تھا۔ علامہ محمد بشیر قادری صاحب کی خوش نصیبی کہ انہیں امام المحدثین سے شرف تلمذ بھی حاصل ہوگیا۔ آپ نے حضرت شاہ ابوالبرکات سیّد احمد شاہ صاحب اور دیگر اساتذہ سے علم دین حاصل کیا، بالخصوص انہیں سید صاحب کی خصوصی شفقتیں اور پیار حاصل ہوا۔[1] تقریباً 1943ء میں یہ فارغ التحصیل ہوئے اور دیگر طلبہ کے ساتھ آپ کے سرپر بھی دستار فضیلت سجائی گئی۔ یہاں سے سند الفراغ حاصل کرنے کے بعد آپ نے اورینٹل کالج لاہور (کلیۃ الشرقیہ) سے اردو اور فارسی کی اسناد حاصل کیں۔ یہ قبلہ سیّد صاحب سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ دارالعلوم حزب الاحناف آئے۔ سید صاحب نے انہیں ترغیب دلائی کہ امیر ملت کے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ آپ نے عرض کیا کہ میں تو آپ سے ہی بیعت کروں گا اور پھر انھوں نے سیّد صاحب قبلہ سے بیعت کرلی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد بھی آپ کثرت سے سید صاحب قبلہ کی زیارت کے لیے دارالعلوم حاضر ہوتے۔ کچھ دن نہ جا سکے تو سید صاحب نے انہیں مکتوب بھیجا جس میں نہ آنے کی وجہ دریافت کی اور یہ بھی لکھا کہ شہر میں رہتے

1. سیدی ابوالبرکات، ص57

ہوئے بھی آپ کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترستی ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیّد صاحب قبلہ بھی آپ سے بہت محبت فرماتے تھے۔جب ان کے بیٹے حافظ محمد ازہر ایڈووکیٹ صاحب نے حفظ قرآن کی تکمیل کی تو آمین کی تقریب سعید میں سیّد صاحب قبلہ بنفسِ نفیس تشریف لائے۔سیّد صاحب نے آپ کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ اشرفیہ کی خلافت سے بھی نوازا، آپ مجاز طریقت تھے مگر آپ نے کسی کو اپنا مرید نہیں بنایا۔سید صاحب کے وصال کے بعد آپ کے بیٹے اور پوتے بھی آپ سے بے پناہ محبت فرماتے اور ادباً انہیں حضرت صاحب کہتے۔حافظ ازہر صاحب کا بیان ہے کہ والد صاحب کی وفات کے بعد ایک دن سیّد صاحب قبلہ کے بیٹے فخر المشائخ علامہ سید مسعود احمد صاحب نے مجھے بلایا اور روتے ہوئے فرمایا:حضرت صاحب میرے دادا امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نشانی و یادگار تھے، ان کی شیروانی مجھے دے دو۔

آپ نے سیّد صاحب قبلہ کی اجازت سے 1946ء میں فی سبیل اللہ جامع مسجد حنفیہ رضویہ بوہڑ والی میں نمازِ جمعہ کا آغاز کیا۔آپ جمعہ اور عیدین کے خطبے "خطباتِ رضویہ" سے دیا کرتے تھے جو کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تصنیف ہے۔آپ کو اعلیٰ حضرت سے عشق تھا۔ان کے نعتیہ دیوان حدائق بخشش کا ایک حصہ آپ کو زبانی یاد تھا اور اپنے بیان و خطاب میں موقع محل کے مطابق اس کے اشعار پڑھا کرتے تھے۔آپ نے انتظامیہ مسجد کو یہ وصیت کی تھی کہ جامع مسجد حنفیہ رضویہ بوہڑ والی میں میری وفات کے بعد بھی خطبات رضویہ سے خطبہ دیا جائے۔بحمدہ تعالیٰ اب تک اس پر عمل ہو رہا ہے۔آپ کو شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کے کلام سے بھی دلچسپی تھی، ان کے اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔اہل محلہ آپ سے محبت کرتے اور آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔مسجد کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔یہ علاقے کی قدیمی مسجد ہے، جب آپ نے دیکھا کہ یہ کافی بوسیدہ ہوگئی ہے تو آپ نے اہل محلہ سے فرمایا کہ ہم اس کی جدید تعمیرات کریں گے، آپ کے بھرپور تعاون کی حاجت ہے اور یہ یاد رکھئے میں آپ کے گھروں میں جا کر مسجد کی تعمیرات کے لیے چندہ لینے نہیں جاؤں گا بلکہ آپ کو خود حصہ لینا ہوگا۔اہل محلہ نے آپ کی اس بات پر لبیک کہا اور وہ آپ کے پاس آ آکر مسجد کی تعمیرات کے لیے رقوم جمع کروانے لگے۔کچھ ہی عرصے میں عالی شان مسجد تعمیر ہوگئی۔یہ حقیقت ہے جو جتنا مخلص ہوتا ہے اس کی زبان میں اتنی ہی زیادہ تاثیر ہوتی ہے۔

آپ نے جامع مسجد بوہڑوالی میں تقریباً 60 سال خطابت فرمائی مگر کبھی اجرت نہ لی۔ آپ نے کتب ورسائل کے اشاعتی ادارے فیروز سنز میں ملازمت اختیار کرلی۔کچھ عرصہ کاروبار بھی کیا اورآخری عمر میں وثیقہ نویسی سے گزر بسر کرتے تھے۔ عمر بھر دینی خدمات کا کوئی معاوضہ نہ لیا۔ فیروز سنز کی ملازمت کے دوران آپ نے دو کتابیں تحریر فرمائیں، پہلی کتاب کا نام **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا** ہے۔ جبکہ دوسری کتاب **قرآنی دعائیں** کے نام سے ہے۔ یہ دونوں کتابیں فیروز سنز سے شائع ہوئی ہیں۔ اسی ادارے کی عربی لغت کی تیاری میں بھی آپ نے حصہ لیا۔احباب برکاتیہ نے سید صاحب قبلہ کے مریدین ومتوسلین کے درمیان رابطہ اور مسلک صوفیا کی اشاعت کے لیے بزم برکاتیہ بنانے کا فیصلہ کیا اوراس سلسلے میں سید صاحب کی اجازت سے 20رجب 1397ھ مطابق 7 جولائی 1977ء کو جامع مسجد برکاتیہ متصل دارالعلوم حزب الاحناف میں ایک اجلاس رکھا گیا۔ مولانا محمد بشیر برکاتی صاحب نے اس بزم کے مقاصد کی تائید کی اور مختصر بیان فرمایا۔ اگرچہ آپ اس بزم کا کوئی عہدہ قبول نہیں کرنا چاہتے تھے مگر سیّد صاحب قبلہ نے انہیں بزم برکاتیہ کا نائب صدر مقرر فرمایا۔ آپ نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس ذمہ داری کو قبول کرلیا۔[1] آپ کو نمود ونمائش سے نفرت تھی۔ اخلاص ورضائے الٰہی کے خود بھی پیکر تھے اوروابستگان کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ بلاشبہ آپ جید عالم دین، خود دار اور علم وتقویٰ کے جامع تھے۔ آپ وعدے کے پکے تھے، جب کبھی وعدہ کرلیتے تو پھر کچھ بھی ہوجاتا اسے ضرور پورا کرتے تھے۔ احکام شریعت پر عمل کرنا اور کروانا آپ کی زندگی کا مشن تھا۔ عائلی قوانین کے وہ نکات جو شریعت کے مطابق درست نہیں، اس پر آپ نے اعلائے کلمۃ الحق بلند کیا۔ اپنی یونین کونسل کے ممبران کو شریعت پر عمل کی ترغیب دلاکر عمل کروایا اور صدر پاکستان کو عائلی قوانین کے اس سقم کو دور کرنے کے لیے یونین ممبران سے مل کر حکومت کو مکتوب روانہ کیا۔

آپ نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت سمیت تمام تحاریک میں حصہ لیا۔ جب لاہور میں تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کے دینی کام کا آغاز ہوا تو آپ برسر منبر دعوتِ اسلامی کی

1 سیدی ابوالبرکات، ص57، 185، 186

تعریف کیا کرتے اور اس کے کارکنان کو جانشینانِ اعلیٰ حضرت کے لقب سے یاد کرتے۔ آپ کے تقویٰ وپرہیز گاری، عبادت وزہد کی وجہ سے بڑے بڑے علما آپ سے محبت کرتے اور آپ کے علم وتقویٰ کے قائل تھے۔ مشہور بزرگ عالم دین، استاذ العلماء شیخ الحدیث مفتی عزیز احمد بدایونی نے وفات سے قبل یہ وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ مولانا محمد بشیر قادری صاحب پڑھائیں۔ مگر مفتی صاحب کے حالات زندگی پر مشتمل رسالے **احوال و آثار مفتی عزیز احمد قادری بدایونی** کے صفحہ 54 پر ہے کہ مفتی صاحب کی نماز جنازہ شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی صاحب نے پڑھائی، اس میں یہ تطبیق ہوسکتی ہے کہ نماز جنازہ میں دیگر علما ومشائخ کے ساتھ شارح بخاری بھی تشریف لائے ہوں گے، جنازہ پڑھانے کا وقت آیا ہو گا تو مولانا بشیر صاحب نے احتراماً اپنے استاذ قبلہ سیّد صاحب کے صاحبزادے وجانشین شارح بخاری سے درخواست کی ہو گی کہ وہ نماز جنازہ پڑھائیں۔ یہ مخلص عالم دین 12 ذیقعدہ 1424ھ مطابق 5 جنوری 2004ء کو لاہور میں وصال فرما گئے۔ نماز جنازہ فخر المشائخ علامہ سید مسعود احمد رضوی صاحب نے پڑھائی، نماز جنازہ میں عوام وخواص کا اژدھام تھا، تدفین جامع مسجد بوہڑ والی مین بازار گڑھی شاہو لاہور سے متصل مولانا محمد وارث صاحب کی قبر کے ساتھ کی گئی۔

نوٹ: اس مضمون کی اکثر معلومات مولانا بشیر صاحب کے بیٹے جناب حافظ محمد ازہر ایڈووکیٹ صاحب نے بذریعہ واٹس ایپ تحریری طور پر دیں، جس پر راقم ان کا شکر گزار ہے۔

محمد بشیر کوٹلوی

سلطان الواعظین حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی کی پیدائش 12 مئی 1913ء کو کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ کے علمی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔ بچپن سے ہی آپ کو پڑھنے لکھنے کا شوق تھا۔ تمام درسی کتب والد گرامی خلیفہ اعلیٰ حضرت، فقیہ اعظم حضرت مولانا حافظ ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی سے پڑھیں۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ 1931ء میں دار العلوم کے امتحانات میں حصہ لیا اور کامیاب ہوئے، اس زمانے میں مفسر قرآن علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری نے رسالہ رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتھجدین لکھا تو آپ نے اس کی تصدیق کی

جس میں آپ کی کنیت ابو الزکاء لکھی ہے۔[1] فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ گکھڑ منڈی پھر راولپنڈی اور آخر میں کوٹلی لوہاراں میں خطیب رہے۔ جلد ہی آپ اہل سنت کے چوٹی کے خطیب کے طور پر ابھرے اور ہند بھر میں آپ کے بیانات ہونے لگے۔ جنوبی ایشیا کے علاوہ آپ نے مشرق وسطیٰ اور یورپ کے کئی ممالک کے تبلیغی دورے فرمائے۔ خطابت کے ساتھ آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ چودہ سے زیادہ کتب لکھ کر کثیر التصانیف علما میں شمار ہونے لگے۔ ان میں سے کچھ کتب کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ آپ کی تحریروں میں خاص بات یہ ہے کہ انتہائی سہل اور عوامی نفسیات کے قریب ہوتی ہیں یہی وجہ ہے آپ کی کتب عوام و خواص دونوں میں مقبول ہیں۔ شاید ہی کوئی عالم اہل سنت ہو گا جنھوں نے آپ کی کتب سے استفادہ نہ کیا ہو۔

سرور عالم، ختم نبوت، محفل میلاد، پند و نصائح، خطبات ابو النور (دو جلد)، **خطیب، واعظ اول تا چہارم، مفید الواعظین، سچی حکایات اول تا پنجم، شیطان کی حکایات، عورتوں کی حکایات، مثنوی کی حکایات، سنی علما کی حکایات، جانوروں کی دنیا** آپ کی اہم تصانیف ہیں اور آپ کی بعض کتب مکتبہ ماہِ طیبہ نے اور بعض کتب فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کی ہیں۔ **ایک حدیث ایک وعظ** بہترین کتاب ہے اس کے کل 230 صفحات ہیں، یہ اس حدیث پاک: حبب الی من دنیاکم الطیب، والنساء، وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ۔[2] کی شرح کی گئی ہے۔ **خطبات حصہ اول** میں محرم تا جمادی الاخریٰ تک کے وعظ ہیں، جبکہ **خطبات حصہ دوم** رجب تا ذوالحجہ کے مواعظ پر مشتمل ہے، کتاب **خطیب** میں 24 مواعظ ہیں۔[3]

شوال 1370ھ مطابق اگست 1951ء میں آپ نے ماہنامہ ماہِ طیبہ شروع فرمایا۔ جو مسلسل 21 سال شائع ہو کر مسلک حقہ اہل سنت کی ترجمانی کرتا رہا۔ آپ نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ جید عالم، متبع سنت، تقوی و پرہیز گاری کے پیکر، اصلاح امت کا درد رکھنے والے، صاحب عرفان شیخ طریقت اور اہل سنت کے فعال رہنما تھے۔ آپ نے 19 رجب 1428ھ مطابق 4 اگست 2007ء

1. رسالہ ضروری احکام و مسائل متعلقہ عید الفطر، ص7...رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص18
2. نسائی، 2/93
3. مرآۃ التصانیف، ص274، 276

کو وصال فرمایا۔[1] تدفین کوٹلی لوہاراں غربی محلہ کھوال، ضلع سیالکوٹ میں جامع مسجد شریفی سے متصل والد صاحب کے مزار کے ساتھ جانب مشرق ہوئی۔ وفات کے کچھ عرصے بعد مزار کی تعمیرات کے وقت آپ کی قبر کھل گئی، لوگوں نے دیکھا تو آپ کا جسد مبارک بالکل سلامت تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ مولانا عطاء المصطفیٰ جمیل کوٹلوی آپ کے علمی جانشین ہیں۔ راقم انکے مزار پر حاضر ہو چکا ہے۔

محمد مظہر الدین مظہر

حسان العصر، عارف باللہ حضرت مولانا محمد مظہر الدین مظہر کی ولادت 1332ھ مطابق 1914ء کو موضع ستکوہا ضلع امر تسر ہند کے ایک ارائیں زمیندار گھرانے میں ہوئی۔ والد گرامی امام العارفین علامہ نواب الدین رامداسی جید عالم دین، مصنف کتب اور فتنہ مرزائیت کا مقابلہ کرنے میں معروف تھے۔ حسان العصر نے ریاست پٹیالہ میں قرآن کریم حفظ کیا۔ 1925ء میں مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں میں سراج الملت علامہ سید محمد حسین جماعتی سے ابتدائی علوم حاصل کرنے میں مصروف ہوئے۔ 1929ء میں حضرت خواجہ سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری کی بیعت کی اور والد گرامی سے سلسلہ چشتیہ کی خلافت پائی۔ امر تسر میں استاذ العلماء علامہ محمد عالم آسی صاحب سے بھی استفادہ کیا۔ 1931ء میں دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا اور 1932ء میں دورہ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ دین متین کی خدمت کے لیے آپ نے ملک بھر میں خطابت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب تحریر فرماتے ہیں: وہ نوجوان خطیبوں کے ہم نوا تھے، تقریر کرتے تو لطف آجاتا، بات کرتے تو منہ سے پھول جھڑتے۔ مجھے ان کی تقریروں سے دلچسپی کے ساتھ ساتھ دست بوسی کا بھی حصہ ملا، وہ جس اسٹیج پر کھڑے ہوتے، سامعین جھوم جھوم جاتے۔[2] آپ جید عالم دین، بہترین خطیب، صاحب سوز و گداز شاعر، مشہور ادیب و کالم نگار اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ پہلے روزنامہ تعمیر اور پھر روزنامہ کوہستان سے وابستہ تھے۔ ان دونوں میں آپ کے مضامین اور نعتیں شائع ہوتی تھیں۔ آپ کے کالم **نشان راہ** کے نام سے تین جلدوں میں شائع ہوئے ہیں۔ دیگر کتب میں عقیدہ ختم نبوت پر کتاب **خاتم المرسلین** اور سات مجموعہ ہائے کلام پر مشتمل **کلیات مظہر**

[1] تذکرہ فقیہ اعظم، ص41تا43

[2] مجالس علما، ص150

معروف ہیں۔ کلیاتِ مظہر 2013ء میں ارفع پبلشرز، غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور نے 1168 صفحات پر شائع کیا، اس میں ان کے نعتیہ مجموعے نور ونار، شمشیر وسنان، حرب وضرب، تجلیات، جلوہ گاہ، بابِ جبریل اور میزاب شامل ہیں۔[1]

آخری عمر میں خانقاہ قائم فرمائی، جس میں لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ جہاں یادِ الٰہی اور ذکرِ جانِ رحمت کے ساتھ شب بیداری، سحر خیزی اور ذکر وفکر کی خیرات بٹتی تھی۔ روحانیت کے متلاشی یہاں سکون پاتے، درد مند اور مشکلات میں گھرے لوگ اپنے مسائل کا حل حاصل کرتے تھے۔ آپ کا وصال 19رجب 1401ھ مطابق 22مئی 1981ء میں ہوا، مزار مبارک چھتر پارک مری روڈ نزد بہارہ کہو ضلع راولپنڈی میں ہے۔[2] راقم 12تا20جولائی 2023ء مختلف شہروں کے سفر میں تھا۔ جب ہمارا قافلہ راولپنڈی سے مری جا رہا تھا تو راقم شرکائے قافلہ شاہنواز عطاری، بلال عطاری اور مہدی حسن عطاری سے آپ کا ذکرِ خیر کر رہا تھا کہ اسی راستے پر حسان العصر کا مزار ہے مگر جگہ کنفرم نہیں کہ کونسی ہے؟ راستے میں رش کی وجہ سے ہمیں کچھ تاخیر بھی ہوگئی، نماز مغرب ادا کرنی تھی، ہمارا قافلہ برلبِ سڑک ایک مسجد کے پاس رکا۔ قافلے والوں نے راقم کی اقتدا میں نماز مغرب ادا کی۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ جب نماز پڑھ کر باہر نکلے تو ہماری نظر ایک بورڈ پر پڑی جس پر لکھا تھا: مزار شریف سلسلہ چشتیہ قادریہ صابریہ کے عظیم بزرگ، معروف نعت گو، حسان العصر حضرت حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ، اسے پڑھ کر راحت ہوئی۔ آپ کا مزار مسجد سے جانب مغرب واقع تھا۔ وہاں حاضر ہوئے اور فاتحہ پڑھی۔ صاحبِ مزار کا شکریہ بھی ادا کیا کہ ہمیں اپنی روحانیت سے مزار کی حاضری کا شرف بخشا، مزار کا احاطہ گولائی میں اور قدرے وسیع ہے اور اس پر ایک بڑا گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔

احمد دین در گاہی

استاذ العلماء حضرت مولانا احمد دین در گاہی کی ولادت تقریباً 1900ء کو پنجاب کے شہر کھاریاں ضلع گجرات سے جانب جنوب چھ سات کلومیٹر کے فاصلے پر واقع گاؤں بیگہ مہروج پور کے علمی وروحانی در گاہی

1. نوائے وقت، 16مئی 2013ء ... تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص317تا320
2. مجالس علما، ص150تا153... بزرگانِ امرتسر، ص66...

خاندان میں ہوئی۔اس خاندان کے جد امجد میاں محمد درگاہی جالندھر مشرقی پنجاب سے ہجرت کرکے یہاں آئے تھے۔[1] ابتدائی تعلیم علامہ غلام محمد بگوی صاحب سے پاکستان کے قدیمی شہر بھیرہ کے مضافاتی علاقے خان محمد والا میں حاصل کی۔مزید کتب درس نظامیہ پڑھنے کے لیے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا اور یہاں کے اساتذہ سے بھرپور استفادہ کیا۔آپ فقیہ اعظم مفتی نوراللہ نعیمی کی معیت میں امام المحدثین سے دورۂ حدیث کرکے 6شعبان1352ھ مطابق 23نومبر 1933ء کو سند فراغت و دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔آپ نے سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ طریقت حضرت باباجی خواجہ محمد قاسم موہڑوی سے بیعت کا شرف پایا۔فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامع مسجد چاہ جھنڈی بیگم روڈ مزنگ لاہور میں امام و خطیب مقرر ہوئے اور 1936ء میں طیبہ کالج لاہور سے علم طب کا کورس مکمل کیا۔آپ وعظ و تدریس اور مناظرہ میں کمال رکھتے تھے۔تقریر کرتے ہوئے مجمع پر چھاجاتے اور حاضرین کے دل موہ لیا کرتے تھے۔

نواب آف ریاست بہاولپور نے ضلع بہاولنگر کے شہر ہارون آباد میں 1353ھ مطابق 1934ء میں علاقے کی خوبصورت ترین مرکزی جامع مسجد تعمیر کی تو آپ وہاں تشریف لے گئے۔جامع مسجد ہارون آباد میں امامت و خطابت کے ساتھ وہاں مدرسہ جامعہ رضویہ فیض العلوم قائم فرمایا۔اس سے پہلے آپ شہر کے مضافات میں قائم دارالعلوم تعلیم الاسلام میں بھی تدریس کرتے رہے۔آپ وہاں فتاویٰ نویسی بھی فرمایا کرتے تھے۔چنانچہ پروفیسر حافظ محمد اشفاق جلالی صاحب تحریر فرماتے ہیں:ہارون آباد کے 8سالہ قیام کے دوران آپ نے مختلف موضوعات پر بوقت ضرورت فتاویٰ بھی تحریر فرمائے،1964ء اور 1965ء کے لکھے ہوئے وراثت اور طلاق سے متعلق آپ کے فتاویٰ اب بھی موجود ہیں۔[2]

یہاں کے آٹھ سالہ قیام کے دوران آپ مسلک حقہ اہل سنت کی ترویج واشاعت کے لیے متحرک رہے۔جشن میلادالنبی، معراج مصطفی اور دیگر تقریبات میں بڑے بڑے علما کو اپنے ہاں خطابت کے لیے دعوت دیتے، سالانہ جلسہ بھی منعقد کروایا کرتے، یوں انہوں نے ہارون آباد کو اشاعت علم اور فروغ عشق مصطفی کا گہوارہ بنادیا۔آپ مسجد کے محراب و منبر پر باجبہ و دستار بیٹھتے، تدریس کے وقت ایک منجھے ہوئے

1 مجلہ ضیائے اسلام جہلم، ربیع الاول، ربیع الاخر1427ھ، ص28
2 مجلہ ضیائے اسلام جہلم، ربیع الاول، ربیع الاخر1427ھ، ص27

مدرس کی طرح باوقارانداز میں تشریف رکھتے اور عوام وطلبہ کے درمیان ہوتے توشفیق باپ معلوم ہوتے۔ آپ نے 1946ء میں حج بیت اللہ کی سعادت پائی، جب حج کے لیے روانہ ہونے لگے تو تقریباً آدھا شہر آپ کو رخصت کرنے کے لیے جمع ہوگیا۔ آپ بہادر عالم دین تھے کلمہ حق بلند کرنے میں کسی کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ 1953ء میں اہل ہارون آباد کے ہمراہ تحریک ختم نبوت میں فعال کرداراداکیا۔

آپ کو علماومشائخ سے تعلق بنانااور نبھاناخوب آتا تھا، آپ کی وضع داری اور ملنساری کی عادت دیگر علما کی بنسبت منفرد تھی۔ ہم عصر کے ساتھ ہوتے تو ان کی ایسی خدمت کرتے گویاان کے خادم ہیں اوراحباب کا تذکرہ اتنے احترام اور محبت سے کرتے گویاوہ آپ کے پیرومرشد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اکابر واصاغر سب میں ہر دلعزیز تھے۔ آپ کی شادی اپنے علاقے میں ہوئی۔ بارات میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی سمیت کثیر علمانے شرکت کی۔ راستے میں تقاریر کا سلسلہ جاری رہایوں یہ بارات اپنے علاقے کی منفرد قرار پائی۔[1] آپ نے اپنے علاقے میں انجمن ارشاد الاسلام قائم فرمائی جس کے تحت ہر سال سالانہ جلسہ منعقد ہوتا اور اس میں ملک بھر سے علماوواعظین شریک ہوا کرتے تھے۔ تحریری خدمات میں آپ کے فتاویٰ اور رد مرزائیت پر رسالہ **سیف درگاہی بر گردن مرزائی** یادگار ہے۔

آپ کا وصال 9 جمادی الاولیٰ 1414ھ مطابق 23 نومبر 1993ء بروز بدھ ہوا۔ تدفین قبرستان بیگہ مہروج پور کھاریاں میں کی گئی۔[2] مفتی جلال الدین قادری نے آپ کے وصال باکمال کی خبر سن کر اپنی ذاتی ڈائری پر یہ تحریر بطورِ یادداشت قلمبند فرمائی: 22، 23 نومبر 1993ء بروز بدھ مولانا احمد دین درگاہی، بیگہ مہروج پور کا وصال ہوگیا۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ حضرت مرحوم حزب الاحناف کے فارغین سے تھے، طویل عرصہ ہارون آباد ریاست بہاولپور میں بعہدہ مفتی پر فائز رہے۔ کچھ وقت کھاریاں کے موتی بازار میں مرکزی جامع مسجد عالمگیری میں خطیب بھی رہے۔ مرحوم کی زیر صدارت ایک طویل عرصہ اور مولانا میاں غلام رسول درگاہی کی رفاقت میں انجمن ارشاد الاسلام بیگہ کے زیر اہتمام عظیم الشان اجلاس ہوئے، (جو خاندان

1. مجالس علما، ص 141، 421
2. تذکرہ مجاہدین ختم نبوت از صادق علی زاہد، ص 38 تا 41... مجالس علما، ص 421... خاندان درگاہی کی دینی، علمی اور فکری خدمات کا جائزہ (خاکہ برائے تحقیق مقالہ ایم فل اسلامیات)، ص 6

درگاہی کی اہم اور مؤثر شخصیت تھے) اس سے علاقہ میں سنیت کی بہار تھی، مولا کریم ممدوح کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ [1]

محبوب شاہ کاظمی

حضرت مولانا سید محبوب شاہ کاظمی کی پیدائش 1321ھ مطابق 1903ء میں موضع کنڈی عمر خانہ ضلع اٹک میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم ضلع اٹک کے دو علاقوں موضع کالوکلاں، علاقہ چھچھ اور کامرہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور داخلہ لیا۔ آپ بہت ذہین وفطین تھے، علم حاصل کرنے کا بھی شوق تھا۔ اس لیے امام المحدثین کے منظور نظر ہوگئے اور انہیں استاذ صاحب کی خصوصی نظر وتوجہ حاصل ہو گئی۔ یہاں آپ نے درس نظامی کی کتب مکمل کرکے دورہ حدیث کرنے کی سعادت حاصل کی اور سند الفراغ کے مستحق قرار پائے۔ آپ نے بیعت کا شرف حضرت بابا پیر قاضی محمد عبد الرحیم نقشبندی باغدروی سے پایا اور بعد میں خلافت واجازت سے نوازے گئے۔ فراغت کے بعد آپ نے حسن ابدال ضلع اٹک کے محلہ گڑھی میں رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا پھر حسن ابدال سٹی کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ دس سال یہ خدمت سرانجام دینے کے بعد جامع مسجد نوری محلہ حطاراں میں بطور امام وخطیب تشریف لے آئے۔ یہاں آپ نے بعد نماز عشادرسِ قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور پانچ سال میں قرآن پاک کی تکمیل کی۔ آپ کا خطاب عالمانہ ومحققانہ اور عام فہم ہوتا تھا۔ آپ کے بیان سے پہلے ہی لوگ دور دراز سے آکر مسجد میں جمع ہوجاتے تھے۔ تقریر کے ساتھ تصنیف وتالیف سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ کی تصانیف **خلاصہ تفسیر جلالین، مختصر شرح اسماء الحسنٰی** اور **شجرہ سادات کاظمی** ہیں مگر تینوں غیر مطبوع ہیں۔ آپ نے تین بار حج کی سعادت پائی۔ آپ اہل سنت کے فعال عالم دین تھے۔ تحریک پاکستان سمیت تمام تحاریک میں حصہ لیا، کمزوری ونقاہت کے باوجود تحریک ختم نبوت میں سرپرستی فرمائی۔ اس تحریک کے دوران آپ پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے ساٹھ سال تک خدمتِ دین سرانجام دے کر 25 جمادی الاولیٰ 1418ھ مطابق 28 اکتوبر 1997ء بروز منگل حسن ابدال میں وصال

1 خاندان درگاہی کی دینی، علمی اور فکری خدمات کا جائزہ، خاکہ برائے تحقیق مقالہ ایم فل اسلامیات، ص6

فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک حضرت شاہ کے پہلو میں ہے۔[1]

عبد السلام شمس آبادی

حضرت مولانا قاضی عبد السلام شمس آبادی کی ولادت راولپنڈی سے پشاور جاتے ہوئے کامرہ موڑ سے چار میل کے فاصلے پر تحصیل حضرو ضلع اٹک کے علاقے شمس آباد کے ایک علمی گھرانے میں تقریباً 1905ء کو ہوئی۔ دادا مولانا قاضی نادر دین شمس آبادی بن قاضی جنگ باز بہت بڑے عالمِ دین، ہندکو کے شاعر اور صاحب تصنیف تھے، ان کی تصنیف پندنامہ بطرز سہ حرفی علمی یادگار ہے۔[2] والد گرامی استاذ العلماء علامہ قاضی محی الدین غلام گیلانی شمس آبادی اور دونوں چچا مولانا قاضی غلام سبحانی و مولانا حکیم قاضی غلام ربانی سب عالم دین تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ فخر عالم دھوراجی کاٹھیاواڑ گجرات ہند میں والد گرامی سے حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف کرنے کے لیے دارالعلوم حزب الاحناف میں داخلہ لیا۔ امام المحدثین سے پڑھا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ڈسٹرکٹ جیل اسلام آباد میں درس و تدریس کرتے رہے اور پھر شمس آباد کے قریب ویرو گاؤں میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ زندگی بھر اپنے اسلاف کے طریقے پر کاربند رہے اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کی کوشش کرتے رہے۔ پیرزادہ عابد حسین صاحب ان سے ملنے کے لیے 8مارچ1989ء اور 8 اپریل 1990ء دو مرتبہ تشریف لے گئے۔ چنانچہ آپ تحریر کرتے ہیں: مولانا موصوف نے باوجود عہدِ پیری (بڑھاپے) کے بکمالِ شفقت اپنے عظیم والد محترم کے حالات بیان فرمائے۔[3] آپ کا وصال 8 جمادی الاخریٰ 1413ھ مطابق 4 دسمبر 1992ء میں ہوا۔ تدفین یہاں کے بڑے قبرستان میں کی گئی۔[4]

اذکار الحق صدیقی اختر شادانی

حضرت مولانا اذکار الحق صدیقی اختر شادانی المعروف بابا اذکار کی پیدائش 1328ھ مطابق 1910ء[5]

1. تذکرہ علماء اہل سنت ضلع اٹک، ص265 تا 268
2. سالنامہ معارف رضا، 1990، ص125
3. سالنامہ معارف رضا، 1990، ص137
4. سالنامہ معارف رضا، شمارہ دہم 1990ء، ص125 تا 137... تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع اٹک، ص76، 158... لوح قبر
5. ایک روایت کے مطابق ان کی پیدائش 16 ربیع الاخر

کو طوطیٔ ہند مولانا اسرار الحق رہتکی [1] کے ہاں رہتک میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم یہیں اپنے داداحاجی انصار الحق رہتکی اور مولانا حافظ محمد یوسف رہتکی سے حاصل کرکے 1933ء میں لاہور تشریف لائے اور دار العلوم حزب الاحناف میں داخلہ لیا۔ یہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کو حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان اور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی جیسی ہستیوں کی صحبت بھی حاصل رہی۔ آپ نے مڈل رہتک سے اور منشی فاضل، ادیب فاضل اور میٹرک کے امتحانات دار العلوم السنۃ الشرقیہ لاہور سے پاس کئے۔ آپ اچھے عالم دین تھے۔ کئی مدارس دینیہ اور اسکولز میں تدریس فرمائی۔ احمد گڑھ اور جالندھر کے ہائی اسکولز میں پڑھانے کے بعد 1945ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول کھوٹہ، 1948ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول حسن ابدال اور 1952ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول اٹک میں بطور ٹیچر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 1975ء میں آپ ریٹائرڈ ہوگئے۔ آپ اچھے شاعر بھی تھے۔ آپ نے 1935ء میں شاعری کا آغاز کیا۔ آپ اردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ بے شمار غزلیں، نعتیں اور قصیدے لکھے مگر ہنوز آپ کا کوئی مجموعہ کلام شائع نہیں ہو سکا۔ 19 اپریل 1985ء بروز جمعہ آپ کی رہائش گاہ اٹک میں مشاعرہ ہوا جس میں کئی شرکا نے شرکت کی، اس میں آپ نے جو نعت پڑھی وہ یہ تھی:

ورفعنا لک ذکرک کی صداقت ہے عیاں	وادیٔ بطحا سے دیں چین وعجم تک پہنچا
کوئی خطہ نہیں دنیا میں جہاں پر ان کا	نام نامی نہ ہو قرطاس وقلم تک پہنچا
آج ہر ایک غلام ان کا یہ کرتا ہے دعا	میرے مولیٰ تو مجھے ان کے قدم تک پہنچا

آخری عمر میں آپ کراچی آگئے اور یہیں آپ کا وصال ہوا۔ [2]

فضل حسین شاہ پنجابی

سید السادات حضرت علامہ مولانا سیّد ابو احمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت معین الدین سیداں نزد گجرات سٹی، پنجاب میں غالباً 1325ھ مطابق 1908ء کو سید محمد شاہ (وفات 6 شوال 1333ھ مطابق 3 مارچ 1915ء کو ہوئی۔

(1) آپ کا تعارف صفحہ نمبر 488 پر ملاحظہ کیجئے۔

(2) تذکرہ علماء اہل سنت ضلع اٹک، ص284 تا 286

1360ء مطابق 24 اکتوبر 1941ء) بن سید پیر شاہ میانے شاہنے کے گھر ہوئی۔ آپ نے ابتدائی اسلامی تعلیم علاقے کے علما سے حاصل کرکے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم میں ہونے والے 1931ء کے امتحان میں آپ نے بھی حصہ لیا اور کامیاب ہوئے اور غالباً 1351ھ مطابق 1932ء میں امام المحدثین سے دورۂ حدیث مکمل کرکے سند الفراغ حاصل کی۔(1) اس زمانے میں رسالہ رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین اور الصوارم الہندیہ کی تصدیق کی۔(2)

آپ نے بیعت کاشرف سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں امام المحدثین سے حاصل کیا۔(3) اور فراغت کے بعد لاہور کے علاقے تاج پورہ نزد وسن پورہ میں خدمات دینیہ سرانجام دینے لگے، غالباً جامع مسجد حنفیہ تاج پورہ میں امام وخطیب مقرر ہوئے، آپ نے اس پورے علاقے میں ایک فعال عالم دین کے طور پر دینی خدمات کا بیڑا اٹھایا، یہاں کے لوگوں پر آپ کا گہرا اثر تھا۔(4) آپ نے یہاں رجب 1351ھ مطابق نومبر 1932ء میں انجمن معین الدین تاج پورہ لاہور قائم فرمائی۔(5) اس انجمن کے تحت لوگوں کے عقائد واعمال کی درستی اور علم دین سے روشناس کروانے کے لیے جلسے بھی منعقد ہوتے تھے، جس میں جید علمائے کرام شرکت کرتے، وعظ فرماتے اور علم وعرفان کو عام فرمایا کرتے تھے۔ ماہنامہ معین الدین لاہور میں **تاجپورہ میں علم و عرفان کی بارش** کے عنوان کے تحت ایک جلسے کے احوال اس طرح بیان ہوئے ہیں: مورخہ 12 اپریل 1933ء بعد از نماز عشا مسجد حنفیہ تاجپورہ میں بااہتمام اراکین انجمن معین الدین ایک جلسہ عام ہوا، حضرت حجۃ الاسلام قبلہ عالم مولینا ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی تشریف آوری کی خبر سن کر کثرت سے لوگ شریک جلسہ ہوئے، مجمع بفضلہ بہت کافی تھا، حضرت قبلہ عالم دامت برکاتہم العالیہ نے کامل دو گھنٹے تقریر فرمائی، بعدہ ختم غوثیہ ہوا جس کے بعد دیر تک نعت خوانی ہوتی رہی، اختتام پر جناب ڈاکٹر دوست محمد صاحب صابر ملتانی صدر انجمن نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے رسالہ معین الدین کی نشر و اشاعت کی طرف توجہ دلائی، نائب صدر جناب جمعدار علی گوہر صاحب نے اپنے خرچ سے پچاس رسالے

---

(1) رسائل ومناظرے ابوالبرکات، مناظرہ معین پور، ص332

(2) رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عیدالفطر، ص7...رجوم المؤمنین، ص18...الصوارم الہندیہ، ص59

(3) ماہنامہ معین الدین لاہور، بابت ماہ اپریل 1933ء، ص16

(4) ماہنامہ معین الدین لاہور، بابت ماہ مارچ 1933ء، ص15

(5) ماہنامہ معین الدین لاہور، اگست 1933ء، ص16

وسن پورہ میں مفت تقسیم کرنے کا ذمہ لیا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، مسلمانانِ مصری شاہ، چاہ میراں، فیض باغ وغیرہ سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس کی اشاعت میں خاطر خواہ حصہ لیں، بعدہ نوجوانانِ تاجپورہ کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے نہایت جانفشانی سے مسجد حنفیہ کی تعمیر میں حصہ لیا، مولائے تعالیٰ ان کے اس شوق کو ترقی دے، برادرانِ اہلسنت سے اطلاعاً عرض ہے کہ تاجپورہ میں ہر ماہ جلسہ وعظ و ختم غوثیہ ہونا قرار پاچکا ہے، لہٰذا تاریخ جلسہ سے مطلع ہوتے ہی ضرور شرکت فرمایا کریں۔[1]

آپ تاج پورہ لاہور میں خدمات دین سرانجام دیتے ہوئے اپنے مولد (پیدائشی علاقے) کو بھی نہ بھولے بلکہ یہاں کے حالات سے آگاہ رہتے اور یہاں کے لوگوں کی دینی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے۔[2] 5 ستمبر 1932ء میں آپ کی اہلیہ کا انتقال ہوا، آپ ان کی تدفین کے لیے آبائی علاقے معین الدین پور میں تشریف لے گئے، پھر 6 اکتوبر 1932ء دوبارہ جانا ہوا تو آپ نے وہاں اہل باطل کا غلبہ دیکھا تو لاہور آکر اپنے استاذ علامہ شاہ ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے اہل باطل سے مناظرہ کرنے کی درخواست کی۔ چنانچہ سید صاحب قبلہ مولانا نظام الدین ملتانی کے ساتھ معین پور تشریف لے گئے، وہاں قبلہ نظام الدین صاحب کے شاگرد مولانا محمد شفیع وزیر آبادی جو کامونکی ضلع گوجرانوالہ میں دینی خدمات سرانجام دیتے تھے، وہ بھی اور مولانا حافظ پیر سید ولایت شاہ گجراتی بھی تشریف لے آئے، 23 اکتوبر 1932ء اہل باطل سے مناظرہ فرمایا اور شاندار کامیابی حاصل کی۔[3] اس کے کئی فوائد سامنے آئے، دو چار افراد کے علاوہ تمام لوگ باطل عقائد سے توبہ تائب ہوکر مذہب حقہ اہل سنت میں داخل ہوگئے۔[4]

اس مناظرے کی روداد ماہنامہ معین الدین لاہور میں قسط وار شائع ہوئی اور اس کی الگ سے بھی اشاعت ہوئی، اسے فیضان المدینہ پبلی کیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکی ضلع گوجرانوالہ نے 1434ھ مطابق 2012ء میں 81 صفحات پر کمپوز کرکے شائع کیا ہے۔

علامہ سید فضل حسین شاہ صاحب لاہور میں کچھ عرصہ دین متین کی خدمت کرنے کے بعد اپنے آبائی

---

1. ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور، بابت ماہ مئی 1933ء، ص16، کچھ الفاظ حذف کیے ہیں۔
2. ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور، بابت ماہ دسمبر 1933ء، ص2
3. رسائل ومناظرے ابوالبرکات، ص321 تا 325، 410
4. ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور، مارچ 1933ء، ص22

وطن تشریف لے گئے اور وہاں کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کرنے لگے، یہاں سال میں تین جلسے کروایا کرتے تھے، ناموافق حالات کے باوجود آپ زندگی بھر اہل باطل کے سامنے ڈٹے رہے اور دنیا کی کوئی رکاوٹ اِن کا سر نہ جھکا سکی۔ آپ کا حلقہ اثر معین الدین پور کے علاوہ گجرات کے علاقے مدینہ سیداں، جمال پور اور دولت نگر میں بھی تھا، آپ نے ماہنامہ معین الدین میں انجمن حنفیہ سادات مدینہ سیداں کے تحت 4 اور 5 مارچ 1933ء کے ایک سالانہ جلسے کی روداد شائع کی جس میں لکھا ہے کہ مفتی شاہ ابو البرکات صاحب نے پہلے دن 4 گھنٹے اور دوسرے دن 3 گھنٹے ردمرزائیت پر خطاب فرمایا، ان کوششوں کی برکت سے ایک شخص سید حسین شاہ تیس بتیس سال مرزائی رہنے کے بعد سچے دل سے تائب ومستغفر ہوکر دائرہ اسلام واہل سنت میں داخل ہوا۔[1] آپ کی تصانیف میں سے ایک رسالہ آئینہ عقائد شیعہ ہے جو 52 صفحات پر مشتمل ہے، اسے غالباً شعبان 1361ھ مطابق 15 اگست 1942ء کو مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور نے شائع کیا۔ اس کی تصدیق حضرت علامہ شاہ ابو الحسنات قادری، حضرت مفتی شاہ ابو البرکات قادری، مولانا پیر سید ولایت شاہ صاحب گجراتی، مولانا پیر سید ابو الحقائق امانت علی شاہ حسنی نظامی اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی نے فرمائی ہے، یہ تصدیقات اس رسالے کے صفحہ 47 سے 52 تک محیط ہیں۔[2] مثلاً حکیم الامت مفتی احمد یار خان تحریر فرماتے ہیں: محترم مولانا فضل حسین شاہ صاحب نے اہل سنت کے عقائد جو بیان فرمائے ہیں، وہ بالکل درست اور صحیح ہیں، یہ ہی میرا عقیدہ ہے اور یہ ہی تمام اہل سنت کا، اسی پر خدائے قدوس قائم رکھے آمین۔[3] دیگر تصانیف میں رسالہ مناظرہ معین الدین پور اور ماہنامہ میں لکھے گئے مضامین ہیں، آپ فتاویٰ نویسی بھی فرمایا کرتے تھے، مارچ 1934ء کے ماہنامہ معین الدین لاہور میں آپ کا ایک فتویٰ شائع ہوا جس کی تصدیق سولہ سے زیادہ علماومفتیان کرام نے فرمائی ہے۔[4] آپ نے دو شادیاں کیں، پہلی زوجہ محترمہ کا انتقال جوانی میں 5 ستمبر 1932ء میں ہوا، پھر آپ نے دوسری شادی کی، دونوں ازواج سے اللہ پاک نے آپ کو پانچ بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا، بڑے بیٹے مولانا سید محمد احمد شاہ صاحب درس نظامی کرنے کے

---

1. ماہنامہ معین الدین لاہور، اپریل 1933ء، ص 14
2. رسالہ آئینہ عقائد شیعہ فوٹو کاپی کی صورت میں راقم کے پاس موجود ہے۔
3. آئینہ عقائد شیعہ، ص 47
4. ماہنامہ معین الدین لاہور، مارچ 1934ء، ص 3 تا 9

بعد تحصیل علم طب میں مصروف ہوئے اور جوانی میں وفات پاگئے، دوسرے بیٹے مولانا سید علی محمد فاروق شاہ صاحب ہیں جن کے بارے میں علامہ فضل حسین شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: تشکر، الحمدللہ کہ رب العزت نے بطفیل رسول اکرم واہل بیت عظام وصحابہ کرام ایک اور ولد مسعود مورخہ 13 جمادی الاخری 1361ھ مطابق 7 جون 1941ء بروز ہفتہ عطافرمایاہے۔ عزیز کا نام علی محمد فاروق رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سعید، نیک طالع اور سچاپکا اور سنی مذہب کا پابند بنائے اور عمر دراز کرے۔[1] ماشاء اللہ والد گرامی کی دعا ان کے حق میں قبول ہوئی، یہ دعامیں مذکورصفات کے حامل اور ابھی 83 سال کی عمر میں حیات ہیں، انھوں نے کافی عرصہ جامع مسجد معین پور میں امامت وخطابت فرمائی اور والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ترویج مذہب اہل سنت میں مصروف رہے۔ تیسرے بیٹے سید محمود احمد شاہ کا بچپن میں جولائی 1933ء میں انتقال ہوا۔[2] بقیہ دو بیٹے سید نثار علی شاہ اور سید سعید احمد شاہ لمبی عمر پاکر فوت ہوچکے ہیں۔ آپ نے دین متین کی خدمات میں زندگی بسر کی اور 19 ذیقعدہ 1390ھ مطابق 16 جنوری 1971ء کو 63 سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ تدفین معین الدین پور قبرستان میں کی گئی۔ آپ کی تربت خام ہے اور اس پر جو کتبہ لگایا گیا ہے اس پر یہ عبارت کندہ ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، مولانا سیّد فضل حسین شاہ، ولد سید محمد شاہ میانے شاہنے، وفات ۱۶ جنوری ۱۹۷۱ء۔

نوٹ: علامہ سید فضل حسین شاہ صاحب کے متعلق ان تمام معلومات میں سے کچھ آپ کے پوتے سید احمد رضا شاہ صاحب نے دی ہیں، ان کی تحریر کے مطابق پہلی زوجہ محترمہ کا نام رابعہ بی بی اور دوسری زوجہ محترمہ کا نام کلثوم بانو تھا، آپ کی بیٹیوں کے نام کبریٰ، صغریٰ، نور عائشہ اور نور آمنہ تھے، مزید انھوں نے بیٹوں کے جو نام تحریر کئے ہیں، ان میں سید محمود احمد شاہ کی جگہ سید عثمان احمد شاہ لکھا ہے، مزید اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ پہلی زوجہ محترمہ رابعہ بی بی سے سید سعید احمد شاہ، کبریٰ اور صغریٰ تین بچوں کی ولادت ہوئی۔ بقیہ اولاد دوسری زوجہ محترمہ سے ہے۔ نیز راقم کے گزارش کرنے پر مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ دعوت اسلامی کے ذمہ دار مولانا ظہیر عباس مدنی عطاری صاحب ایک وفد کے ہمراہ 6 ستمبر 2022ء کو معین الدین پور تشریف

[1] آئینہ عقائد شیعہ، ص50
[2] ماہنامہ معین الدین لاہور، جولائی 1933ء، ص16

لے گئے اور وہاں صاحب تذکرہ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید علی محمد فاروق شاہ صاحب اور دیگر احباب سے ملے، اس میں کئی معلومات ان کی مہیا کردہ ہیں، صاحبزادہ صاحب نے ماہنامہ معین الدین کے دس پرچے اور رسالہ آئینہ عقائد شیعہ بھی عطا فرمایا، راقم صاحبزادہ صاحب اور وفد کے تمام شرکا کا شکر گزار ہے۔

احمد علی چشتی قادری بہلوپوری

یادگارِ اسلاف حضرت مولانا مفتی احمد علی چشتی قادری بہلوپوری کی پیدائش 1312ھ مطابق 1895ء کو بہلول پور بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں مولانا خدا بخش کے گھر ہوئی۔ آپ کا بھٹی خاندان صدیوں سے علمیت وروحانیت سے مالا مال ہے، بچپن سے ہی آپ حصولِ علم دین کی جانب مائل تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کرکے مدرسہ رتالی ورکاں میں داخل ہوئے۔ موضع ٹھٹھی آرائش کے رہنے والے مولانا محمد امین آپ کے دوست اور کلاس فیلو تھے۔ مزید تعلیم کے لیے آپ لاہور تشریف لے گئے اور دارالعلوم حزب الاحناف میں داخلہ لیا، یہاں دیگر اساتذہ کے علاوہ امام المحدثین سے استفادہ کرنے کی سعادت پائی۔ کتب درس نظامی کی تکمیل کے بعد دورہ حدیث کے لیے آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کئی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے احوال وآثار میں ہے: آپ فتاویٰ دینے کے بنیادی اصولوں سے واقف تھے، مگر احتیاطاً آپ نے ساری زندگی فتویٰ دینے سے اجتناب فرمایا، آپ نے اصول دین کو کافی تفصیل اور دلچسپی سے پڑھا تھا۔ فقہ منطق اور فلسفہ سے گہری واقفیت تھی، فارسی زبان کے قادر الکلام شعرا کے بارے میں بہت کچھ جانتے تھے، خوش خط بھی تھے، عربی علما کے علمی وروحانی دینی مباحثوں اور مکالموں کے بارے میں پختہ شعور رکھتے تھے۔[1]

آپ جید عالم دین، فقیہ ومدرس ہونے کے ساتھ ساتھ صوفی باصفا تھے۔ آپ نے بیعت کا شرف امیر حزب اللہ حضرت پیر سید محمد فضل شاہ چشتی جلالپوری سے پایا۔ آپ بزرگوں کی صحبت میں رہتے اور اکتساب کیا کرتے۔ دوران حصول تعلیم جب آپ دہلی میں تھے تو اولیائے دہلی کے مزارات پر بڑے ادب ومحبت سے حاضری دیا کرتے۔ کئی مرتبہ آپ سیال شریف بھی حاضر ہوئے اور وہاں کے اولیائے کرام اور مفتیان عظام

[1] احوال وآثار مفتی احمد علی چشتی قادری، ص2

سے استفادہ کیا۔ آپ کے حلقہ احباب میں باواجی خواجہ غلام حسن نقشبندی چک بھٹی، باباجی مونیاں والے اور باباجی چھنی والے[1] جیسے عارفانِ زمانہ بھی تھے۔[2]

علم وروحانیت میں اعلیٰ مقام ہونے کے باوجود آپ اپنے پسماندہ علاقے میں دینی خدمات میں مصروف رہے، یہاں کا ماحول دیہاتی تھا، جس کی وجہ سے آپ کی طبیعت یہاں نہیں لگتی تھی، ایک مرتبہ آپ نے لاہور ہجرت کرنے کا ارادہ کیا مگر علاقے کے اہل محبت نے آپ سے منت سماجت کرکے یہیں رہنے کی درخواست کی، اس پر آپ نے اپنا ارادہ بدل لیا۔ بہر حال یہ آپ کی بہت بڑی قربانی تھی۔ آپ تنہائی پسند اور کم گو تھے، علاقے کے اجڈ لوگوں کی طرف سے ناگوار رویوں کا سامنا کرنا پڑتا مگر آپ دین متین کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ نے بہلول پور بھٹیاں میں اپنے والد گرامی کی تعمیر کردہ مسجد میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا، علاقے کے بچوں نے آپ سے خوب استفادہ کیا، کئی حافظ وعالم بنے اور عوام بھی دینی مسائل واحکامات سے آگاہ ہو کر دین اسلامی کی تعلیمات پر عمل کرنے والے بن گئے۔ بلاشبہ آپ اہل علاقہ کے لیے علم وروحانیت کا مینارہ نور تھے۔

آپ شعر وشاعری سے بھی لگاؤ رکھتے تھے، خود بھی پنجابی شاعر تھے، آپ کی ایک پنجابی دعا[3] اہل ذوق کو زبانی یاد تھی، دورانِ تدریس آپ عربی وفارسی شعرا کا کلام پڑھتے اور پھر اسے بہت آسان انداز میں سمجھایا کرتے۔ آپ کے ایک شاگرد کا بیان ہے: استاد جی دینی وشرعی حوالے سے علاقہ میں ایک فاضل ہستی کے طور پر مشہور تھے۔ دورانِ تدریس بہت علمی گفتگو فرماتے۔ اسلاف کے اثر انگیز روحانی واقعات بھی سنایا کرتے تھے۔ استاد جی کی ایک خوبی مجھے بہت پسند تھی کہ آپ شاگردوں کو ہمیشہ بڑے شوق سے پڑھاتے تھے، سخت مزاج استاد نہ تھے۔ آپ نے کبھی علم اور درویشی کی نمائش نہ کی بلکہ ہمیشہ عاجزی وانکساری کا درس دیا۔ کئی مقامی علمائے کرام اور خطبا آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے، میں نے ان کو اکثر ایک جملہ بار بار

---

1. ان دونوں بزرگوں کے متعلق معلومات نہ مل سکیں۔
2. احوال وآثار مفتی احمد علی چشتی قادری، ص4
3. مفتی صاحب کی پنجابی دعائیہ نظم کئی اشعار پر مشتمل ہے، مفتی دار العلوم حزب الاحناف مفتی غلام حسن قادری صاحب نے اس کی شرح کی ہے جس کی ابتدا میں مقدمہ ہے، غالباً ابھی تک یہ غیر مطبوع ہے۔

کہتے سنا: **اور تم سارے کے سارے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔** ہمارے کدھی کے علاقے میں آپ جیسی روحانی اور علمی شخصیت کہیں نہیں تھی۔ فارسی اور عربی شعرا کا کلام ترجمے و تشریح کے ساتھ سمجھایا کرتے تھے، استاد جی پنجابی زبان میں شاعری بھی کرتے تھے۔ آپ کی منظوم پنجابی دعا اس دور کے ہر باذوق شخص کو تقریباً زبانی یاد تھی۔ مجھ کو اس دعا کے چند شعر یاد ہیں۔(1)

آپ کو کتابوں سے عشق تھا، مطالعہ کتب میں اتنا انہماک ہوتا تھا کہ پاس موجود کھانا ٹھنڈا ہو جاتا اور آپ مطالعہ میں مصروف رہتے۔ کتاب خریدنا پڑھنا اور اس کی حفاظت کا اہتمام کرنا آپ کا شوق تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کی لائبریری اب بھی قائم ہے جو دیکھتا ہے وہ آپ کے علم و فضل کی گواہی دیتا ہے۔ ایک مرتبہ عارف زمانہ حضرت علامہ پیر مفتی ابوالفیض محمد عبدالکریم چشتی محدث ابدالوی آپ کے سالانہ عرس میں بطورِ مہمان تشریف لائے اور کتب خانہ کو دیکھا تو خوش ہوئے اور فرمانے لگے: حضرت مفتی احمد علی قادری صاحب تو درسِ نظامی کے باقاعدہ سند یافتہ تھے اور بڑے منجھے ہوئے عالم دین تھے۔(2) مفتی صاحب کی مطالعہ کتب کے ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی دلچسپی تھی، آپ کی عربی کتاب **زبدۃ الاسلام** یادگار ہے۔

مفتی صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، حسن ظاہری کے ساتھ حسن باطنی سے مالا مال تھے۔ آپ کا رنگ سرخی مائل سفید تھا، قد قدرے لمبا اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں نرم و نازک تھیں۔ ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ رہتی تھی۔ سفید رنگ میں کھدر کی پوشاک ان کا پسندیدہ لباس تھا، آپ کا شمار علاقے بھر میں خوبصورت ترین شخصیات میں ہوتا تھا۔ دھیمے لہجے میں کلام کرتے تھے۔ عام حالات میں کم گو تھے۔ حسِ مزاح بھی خوب تھی۔ بہت کم مواقع ایسے ہیں کہ آپ نے اپنی اندرونی حالت بیان کی ہو۔ مزاجاً نرم دل تھے۔ گھریلو امور میں حسبِ ضرورت دلچسپی لیتے تھے، البتہ بے جا مداخلت سے اجتناب کرتے تھے اور اسے پسند بھی نہیں کرتے تھے۔ صبح کی سیر کو باقاعدگی کے ساتھ جاتے تھے۔ عبادات میں کثرت اور انہماک ہوتا تھا۔ صوم و صلوۃ کی خود بھی پابندی کرتے اور دوسروں کو اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ دن کا کچھ حصہ گھر میں آرام کرتے تھے۔ بہت کم غصہ آتا تھا، جب کبھی غصہ آتا تو جلد دور ہو جاتا۔

(1) احوال و آثار مفتی احمد علی چشتی قادری، ص4 (2) احوال و آثار مفتی احمد علی چشتی قادری، ص3

اپنے فرائض اور حقوق میں کبھی غافل نہ ہوتے تھے۔ آپ کی گھریلو زندگی مثالی تھی، آپ کی زوجہ محترمہ روٹھ کر کبھی میکے نہیں گئیں۔ آپ خوف خدا اور تقویٰ وپرہیزگاری کے پیکر تھے۔ ساری زندگی حلال و حرام کے پابند رہے۔ سادگی سے زندگی گزاری، دنیا کی طمع ولالچ کو قریب نہ پھٹکنے دیا۔ آپ کے فرزند اکبر بتاتے ہیں کہ قبلہ والد گرامی کا ایک پٹواری شاگرد تھا اس نے عرض کی: دریا چناب کا رخ مغرب کی سمت ہونے کی وجہ سے مشرقی کنارے سے کافی زمین بچی ہے، جو زمین پیداوار کے لیے خالی ہے۔ اس میں سے 100 ایکٹر زمین پرانی سرکاری قیمت کے حساب سے آپ کے نام لگوادوں تاکہ آپ کی نسل کو فائدہ ہوسکے، تو قبلہ والد گرامی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اتنی زمین قیامت میں اپنے گلے میں کیسے لٹکا کر اپنے مالک اللہ جل جلالہ کے حضور پیش ہوں گا۔[1]

تقریباً پچاس سال کی عمر میں آپ کے جسم کے دائیں جانب شدید درد شروع ہوا اور بخار بھی ہو گیا۔ مقامی طور پر علاج معالجہ جاری رہا مگر آرام نہ آیا۔ آپ کے ہم جلیس بابا مونیاں شریف والے عیادت کے لیے تشریف لائے اور علاج کے لیے پنڈی بھٹیاں لے جانے کی کوشش کی۔ آپ راضی نہ ہوئے اور اسی مرض میں 8 محرم 1365ھ مطابق 13 دسمبر 1945ء میں وصال فرماگئے۔ آپ کے جنازے میں لوگوں کی کثرت تھی۔ تدفین مقامی قبرستان کھوئی میانی میں ہوئی۔ مزار مبارک پیپل کے درخت کے نیچے ہے جہاں ہر سال عرس عقیدت و محبت سے منعقد ہوتا ہے۔[2] استاذ العلماء حضرت مولانا بشیر احمد قادری نوری چشتی مدظلہ العالی آپ کے علمی وروحانی جانشین ہیں۔[3]

نوٹ: راقم الحروف کو یادگارِ اسلاف حضرت مولانا مفتی احمد علی چشتی قادری بہلولپوری کا مختصر تذکرہ سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین پاکستان (جمادی الاخریٰ تا ذیقعدہ 1443ھ) میں فضیلۃ الشیخ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ العالی کے شائع ہونے والے ایک مضمون سے ہوا۔ مزید معلومات کے لیے شاہ صاحب نے مفتی صاحب کے پوتے صاحبزادہ ابو المقتدیٰ محمد بدیع الزمان بھٹی ایڈوکیٹ کا نمبر دیا، عزیزی مولانا تصور حسین عطاری مدنی (لائبریرین عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی) کے ذریعے بھٹی صاحب کی غیر مطبوعہ کتاب احوال وآثار مفتی

1. احوال وآثار مفتی احمد علی چشتی قادری، ص4
2. احوال وآثار مفتی احمد علی چشتی قادری، ص5
3. سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین پاکستان، جمادی الاخریٰ تا ذیقعدہ 1443ھ، ص175

احمد علی چشتی قادری اور دیگر تحریریں ملیں جن سے استفادہ کرتے ہوئے یہ مضمون تحریر کیا ہے۔ راقم ان تینوں کا شکر گزار ہے۔

محمد صادق نقشبندی لاہوری

صاحب کرامات حضرت پیر حافظ سائیں محمد صادق نقشبندی کی ولادت موضع بوگڑہ مانسہرہ خیبر پختون خواہ کے ایک ہاشمی قریشی دینی خاندان میں رمضان 1332ھ مطابق 1914ء میں ہوئی۔ 1928ء میں آپ لاہور میں آکر محلہ شاہ بخاری باغبانپورہ میں مقیم ہوگئے۔ اسی محلے میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد آپ دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور امام المحدثین سے پڑھتے رہے۔ فارسی کی ابتدائی کتب کے ساتھ قدوری وہدایہ شریف کے اسباق بھی پڑھے۔ آپ کی طبیعت سیر وسیاحت کی طرف مائل تھی، چنانچہ آپ 1932ء میں ہند کے شہروں کی سیاحت کے لیے روانہ ہوئے۔ جب بھی کسی شہر میں جاتے تو وہاں اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دیتے اور ذکر وفکر میں مصروف رہتے۔ آپ اس سفر میں اجمیر، پونا، بمبئی، ترچناپلی، کلکتہ، انبالہ، دہلی، امرتسر، دہلی اور سہارنپور تشریف لے گئے۔ واپسی پر امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ کی زیارت کے لیے علی پور سیدا ں ضلع نارووال میں حاضر ہوئے اور ان کے فرمانے پر ان کے خلیفہ پیر حیات محمد نقشبندی سیالکوٹی کے دست اقدس پر بیعت کرلی۔ بیعت کے بعد لاہور آگئے اور ملتان روڈ پر مین لاہور سے جانبِ جنوب 12 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہنجر وال کے علاقے میں قیام کیا اور وہاں ایک مسجد تعمیر کروائی، یہ علاقہ اب لاہور کے اقبال ٹاؤن کا یو سی نمبر 117 ہے۔

1948ء میں آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی اور یہ حالت 1978ء تک 30 سال رہی۔ آپ کا قیام مختلف مقامات پر رہا۔ آپ کا آخری اور طویل قیام لاہور کے علاقے مغل پورہ میں مقبرہ نواب بہادر خان نزد ریلوے پھاٹک نمبر 7 میں رہا۔ آپ سردی میں مختصر سے لباس اور گرمیوں میں چودہ چودہ کوٹ پہنے پڑے رہتے۔ 1965ء میں آپ سڑک کے دوسرے کنارے پر شیشم کے درخت کے نیچے چلے گئے اور وصال تک یہیں رہے۔ 1978ء میں آپ کی جذب کی کیفیت ختم ہوگئی۔ آپ شریعت کی پابندی کرتے ہوئے صوم وصلوٰۃ کے پابند اور متبع سنت ہوگئے۔ نماز جمعہ جامع مسجد فاروقیہ ڈاک خانہ مغل پورہ میں عاشق قرآن علامہ

احمد حسن نوری صاحب کی اقتدا میں ادا کرتے۔ 1981ء میں آپ نے پاک و ہند کے شہروں کا دوسرا سفر شروع فرمایا۔ دہلی، اجمیر، مظفر نگر، سہارن پور، امر تسر، شور کوٹ، گجرات، وزیر آباد، نور پور شاہاں، چوہا سیدان شاہ، سیالکوٹ، سیہون شریف، لواری شریف اور کراچی وغیرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ صادق الطلب اور سیف اللسان تھے یعنی جو دعا کرتے تھے قبول ہوتی تھی۔ آپ نہایت دبدبے والے اور باکرامت ولی اللہ تھے۔ آپ کے مرید کثیر تھے مگر فرمایا کرتے تھے: میں یہ دعویٰ پسند نہیں کرتا کہ میرے لاکھوں مرید ہوں بلکہ میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ میرے مریدوں میں سے کوئی بھی گناہِ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔

زندگی کے آخری ایام میں مغل پورہ ڈاکخانہ کے پاس آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا اور 10 رمضان 1404ھ مطابق 10 جون 1984ء کو وصال فرمایا۔ نمازِ جنازہ علامہ احمد حسن نوری صاحب نے پڑھائی، نمازِ جنازہ میں شرکا کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی، آپ کا مزار لاہور نہر اور برلب سڑک مغل پورہ لاہور میں واقع ہے۔ مزار کے ساتھ ہی جامع مسجد پیر محمد صادق نقشبندی ہے جس کی عمارت تین منزلہ گنبد دار ہے۔ اس کا مینار 60 فٹ بلند ہے، ہر سال مزار پر عرس ہوتا ہے۔[1]

محمد یعقوب خان سیالکوٹی

خطیبِ دلپذیر، علامہ وقت، استاذ العلماء والاطباء حضرت مولانا علامہ مفتی حکیم محمد یعقوب خان سیالکوٹی جید و مستند عالمِ دین، مفتی اسلام اور حاذق طبیب تھے، آپ کی پیدائش تقریباً 1912ء میں سیالکوٹ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے علما بالخصوص فقیہ اعظم مولانا محمد شریف کوٹلوی سے حاصل کی۔ اس کے بعد دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا اور امام المحدثین سے شرف تلمذ پایا۔ 1931ء میں دار العلوم کے امتحانات ہوئے مگر آپ ان میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ دار العلوم میں آپ کے ساتھ فقیہ اعظم کے صاحبزادے مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی صاحب بھی پڑھا کرتے تھے۔ یہیں دورۂ حدیث کرکے فارغ التحصیل ہوئے۔ مفتی اعظم پاکستان سے سندِ حدیث اور سند الفراغ حاصل کی۔ انہیں سے فتاویٰ نویسی کی تربیت پائی۔ طب کا بھی باقاعدہ علم حاصل کرکے حاذق طبیب کے منصب پر فائز ہوئے اور عرصہ دراز تک

1. تذکرہ حضرت پیر محمد صادق نقشبندی، ص26، 118، 168 تا 178

مطب چلاتے رہے۔ آپ نے مزید تعلیم کے لیے عالم اسلام کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامعۃ الازہر قاہرہ مصر میں داخلہ لیا اور اپنی علمی صلاحیت کالوہامنوایا، وہاں کے اساتذہ کو آپ کی علمی استعداد پر اتنا اعتماد تھا کہ انہیں جامعۃ الازہر میں تدریس کی ذمہ داری سونپ دی، آپ نے ایک عرصہ وہاں تدریس فرمائی، مزید اس خدمت کو جاری رکھنا چاہتے تھے مگر والدہ محترمہ کے حکم پر واپس تشریف لے آئے۔

آپ نے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ میں بیعت کا شرف پایا، انہیں کے فرمانے پر مرکزی جامع مسجد چوہدریاں رضویہ جماعتیہ المعروف علامہ محمد یعقوب خان والی مین بازار رنگ پور میں امامت وخطابت سے دینی خدمات کا آغاز فرمایا۔ رنگ پور میں آپ نے مطب حکیم محمد یعقوب خان، مجاہد دواخانہ اور مجاہد لیبارٹیز کو قائم فرمایا۔ آپ کا مطب یونانی علاج گاہ ہونے کے ساتھ روحانی علاج گاہ بھی تھا، آپ مریضوں کو دوا دینے کے ساتھ نماز روزے اور وردو وظائف کی تلقین بھی فرمایا کرتے تھے۔ یہی مطب آپ کا دار الافتاء بھی تھے۔ لوگ اپنے شرعی مسائل بھی لے کر آتے اور آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کے جوابات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ سیالکوٹ کے مشہور مفتی وعلامہ تھے۔ جب کوئی یہ کہتا کہ علامہ صاحب کا فتویٰ ہے تو سب جانتے تھے کہ یہاں علامہ سے مراد حضرت مولانا محمد یعقوب خان سیالکوٹی ہیں۔ آپ کامیاب مناظر بھی تھے، آپ نے کئی مناظروں میں حصہ لیا اور ہر مرتبہ کامیابی حاصل کی۔ آپ نماز فجر کے بعد درس قرآن دیا کرتے تھے، آپ کا درس قرآن اتنا مدلل اور جامع ہوتا تھا کہ کئی نامور علما اور ائمہ کرام آپ کے درس میں شرکت کرتے اور باہتمام اہم نکات تحریر کرتے۔ ساری زندگی دین متین کی خدمت کرنے کے بعد 5 جمادی الاولیٰ 1418ھ مطابق 8 ستمبر 1997ء کو وصال فرمایا۔ رنگ پور کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ بعد میں مزار تعمیر کیا گیا۔ مزار کے چاروں کونوں پر اوپر کی جانب چار چھوٹے چھوٹے مینار اور درمیان میں گنبد ہے۔ مسجد کے تعویذ پر سفید رنگ کا سنگ مرمر ہے۔ یہ مزار ایک چار دیواری میں ہے جس میں خاندان کے دیگر افراد کی قبور بھی ہیں۔ (1)

نوٹ: راقم کو یہ معلومات میرے کرم فرما اور برادرِ اسلامی حضرت مولانا قاری محمد یعقوب عطاری صاحب نے

(1) رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7

دیں، نیز انہوں نے آپ کی مسجد، مطب اور مزار کی تصاویر بھی بھیجیں۔

نور محمد قادری

مبلغ اسلام، واعظ خوش بیان حضرت مولانا نور محمد قادری کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہے جو دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے اولین طلبہ تھے۔ آپ کی پیدائش اندازاً 1908ء کو موضع باغانوالہ کڑیالہ چک نمبر19، ڈاکخانہ کوٹ حیات خان ضلع شیخوپورہ کے ایک زمین دار گھرانے میں ہوئی۔ والد گرامی کا نام جھنا خاں یا چھتا خاں تھا۔ حفظ قرآن اورابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کرکے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ 9جمادی الاولیٰ 1347ھ مطابق اکتوبر1928ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔ بیعت کا شرف سلسلہ قادریہ میں حاصل کیا۔ امام المحدثین اور مخدوم الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین کچھوچھوی نے فارغ التحصیل ہونے کے موقعہ پر دستار بندی فرمائی اور آخر الذکر نے خلافت سے بھی نوازا۔ آپ حافظ و قاری، جید عالم دین، واعظ خوش بیاں اور مصنف کتب تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی عمل نہ ہونے دیتے۔ زندگی بھر لاہور میں دین متین کی ترقی میں مصروف رہے، اسی لیے اکابر علمائے کرام نے آپ کو ناصر الملت والدین اور ضیاء اللہ کے القابات عطا فرمائے۔ کبھی کبھی اپنے گاؤں باغانوالہ کڑیالہ تشریف لے جاتے، گاؤں والوں کو شریعت پر عمل کرنے کی ترغیب دلاتے اور شریعت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سمجھاتے۔ آپ کے رعب و دبدبے کی وجہ سے بھی آپ کے ہوتے ہوئے لوگ خلاف شرع کاموں سے باز رہتے۔ آپ کی شادی ایک دینی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو حامد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بیٹے کا نام حامد قادری تھا۔ ابتدائی معلومات پر مشتمل آپ نے کتاب نور شریعت رجب المرجب 1370ھ مطابق اپریل 1951ء کو تصنیف فرمائی۔ اس پر مفتی اعظم پاکستان علامہ شاہ ابو البرکات سید احمد قادری، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری اور مولانا احسان الحق قادری فیصل آبادی نے تقاریظ تحریر فرمائیں۔ علامہ شاہ ابو البرکات قادری نے آپ سے اخی الاخص (خاص بھائی) کے الفاظ سے محبت کا اظہار فرمایا۔ [1]

---

1. قانون شریعت، ص5 تا7۔ مخدوم الاولیاء، ص303 تا307، ان کے بارے میں کچھ معلومات برادر اصغر مولانا حاجی حافظ محمد نوید رضا عطاری مدنی نے دیں۔

عبد العزیز حامدی مکتسری

حضرت مولانا عبد العزیز خان حامدی مکتسری کا تعلق پنجاب کے ضلع فیروزپور کے شہر مکتسر کے خان خاندان سے تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کرکے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ جانشین اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان جب لاہور تشریف لائے تو یہ ان سے بہت متاثر ہوئے اور ان کے دست اقدس پر سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت کرلی۔ دارالعلوم حزب الاحناف میں 1931ء کو ہونے والے امتحانات میں انھوں نے حصہ لیا اور کامیاب ہوئے۔ آپ کے ہم عصر طلبہ میں حضرت مولانا ابو النور محمد بشیر کوٹلوی اور محب الرضا قاری محبوب علی لکھنوی وغیرہ تھے۔ مفسر قرآن حضرت علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری صاحب نے رسالہ رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین تحریر فرمایا تو آپ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ مزید حالات سے آگاہی نہ ہو سکی۔ (1)

محمد یعقوب علی شاہ نقشبندی سہنسوی گجراتی

حضرت مولانا سید محمد یعقوب علی شاہ نقشبندی سہنسوی گجراتی کا تعلق سہنسہ ضلع گجرات سے ہے۔ آپ 1931ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں طالب علم تھے اس سال جنوری میں ہونے والے امتحانات میں انھوں نے بھی حصہ لیا اور کامیاب ہوئے۔ آپ نے مفسر قرآن علامہ شاہ ابو الحسنات قادری کے رسالے رجوم المؤمنین کی تصدیق کی جس میں آپ نے اپنے نام کے ساتھ فقیر قادری نقشبندی لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلسلہ نقشبندیہ اور قادریہ سے نسبت رکھتے تھے۔ (2)

عبد الکریم سیالکوٹی

حضرت مولانا عبد الکریم سیالکوٹی کا تعلق سیالکوٹ سے تھے۔ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں 1931ء کو زیر تعلیم تھے، اس سال کے امتحان میں انھوں نے حصہ لیا اور کامیاب قرار پائے۔ (3)

1. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7... رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص18
2. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7... رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص18
3. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7

محمد حسین اشرفی سیالکوٹی

حضرت مولانا محمد حسین اشرفی سیالکوٹی کی پیدائش اندازاً 1910ء کو سیالکوٹ کے مولانا بہاؤ الدین سیالکوٹی کے ہاں ہوئی۔ گھر کا ماحول علمی تھی اسی لیے علم دین حاصل کرنے کا جذبہ گھر سے ہی ملا۔ اپنے علاقے میں علم دین حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ 1931ء کو ہونے والے دارالعلوم کے امتحان میں کسی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔ آپ دورۂ حدیث کرکے غالباً 23 شوال المکرم 1354ھ مطابق 19 جنوری 1936ء کو فارغ التحصیل ہوئے۔ اس موقع پر شیخ المشائخ حضرت مولانا سید علی حسین اشرفی صاحب نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ مزید حالات معلوم نہ ہوسکے۔ (1)

ملک محمد غوث اشرفی ملتانی

مناظر اسلام حضرت مولانا ملک محمد غوث اشرفی ملتانی کی پیدائش اندازاً 1912ء کو ملک احمد دین ملتانی کے گھر ہوئی۔ علم دین حاصل کرنے کے لیے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے۔ دارالعلوم میں جنوری 1931ء کے امتحان میں آپ نے بھی شرکت کی اور کامیابی حاصل کی۔ شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی نے آپ کو 23 شوال المکرم 1354ھ مطابق 19 جنوری 1936ء کو خلافت سے نوازا، غالباً اسی تاریخ کو آپ فارغ التحصیل ہوئے۔ فن مناظرہ کی تعلیم حضرت شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری سے حاصل کی۔ آپ بہترین مناظر بھی تھے۔ حضرت شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری نے رسالہ رجوم المؤمنین علی مانع الجماعة للمتهجدين تحریر کیا، اس پر آپ کی تصدیق موجود ہے۔ (2)

غلام قادر ملتانی

حضرت مولانا غلام قادر ملتانی حضرت مولانا ملک محمد غوث اشرفی ملتانی کے کلاس فیلو تھے۔ دارالعلوم حزب الاحناف کے جنوری 1931ء کے امتحان میں آپ بھی شریک تھے اور کامیاب طلبہ میں آپ کا نام چھٹے نمبر پر

---

1. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص 7 ... حیات مخدوم الاولیاء، ص310
2. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7... حیات مخدوم الاولیاء، ص 310 ...رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص18

لکھا ہے۔ اسی طرح حضرت شاہ ابوالحسنات صاحب کے رسالے رجوم المؤمنین علی مانع الجماعة للمتهجدین پر آپ کی تصدیق موجود ہے۔[1]

فقیر محمد لاہوری

حضرت مولانا فقیر محمد لاہوری دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے جنوری 1931ء کو ہونے والے امتحان میں شریک ہوئے اور کامیاب قرار پائے۔ فقیر قادری کے پیش نظر حضرت شاہ ابوالبرکات سید صاحب قبلہ کا ایک فتویٰ ہے جس میں امام المحدثین سید دیدار علی شاہ، حضرت شاہ ابوالحسنات قادری، مولانا فضل حسین شاہ گجراتی، مولانا ابوسعید مسعود احمد دہلوی، مولانا غلام دین قادری اشرفی اور علامہ عبدالجلیل ہزاروی اور آپ یعنی مولانا فقیر محمد لاہوری کی تصدیق موجود ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا شمار دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے اولین فارغ التحصیل علما میں ہوتا ہے۔[2]

حضرت مولانا عبدالاحد گجراتی، حضرت مولانا غلام حسین گجراتی، حضرت مولانا امت رسول صاحب راولپنڈی اور حضرت مولانا منیر اللہ پنجابی چاروں علما 1931ء میں دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے طلبہ تھے مگر اس سال کے امتحان میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے جبکہ حضرت مولانا محی الاسلام بہاولپوری اور مولانا نذر حسین گجراتی غالباً 1930ء میں تحصیل علم کے دوران انتقال فرماگئے۔[3]

1 رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7...رجوم المؤمنین علی مانع الجماعة للمتہجدین، ص18
2 رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7... فتاویٰ قلمی، آخری صفحہ
3 رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7

باب 12 فصل 3: امام المحدثین کے تلامذۂ خیبر پختون خواہ وافغانستان

عبد الجلیل خان ہزاروی

استاذ العلماء، جامع معقول ومنقول حضرت مولانا عبد الجلیل خان ہزاروی ثم جالندھری کی پیدائش ہزارہ کے مولانا محمد جی ہزاروی کے ہاں ہوئی۔ مقامی علما سے علم دین حاصل کر کے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے۔ آپ امام المحدثین اور مفتی اعظم پاکستان مفتی شاہ ابو البرکات سیّد احمد رضوی کے قابل فخر اور لاہور میں اولین شاگردوں میں سے ہیں۔ ثانی الذکر سے انہیں سلسلہ قادریہ رضویہ میں خلافت بھی حاصل تھی۔[1] شیخ المشائخ حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی نے بھی آپ کو غالباً 1936ء میں خلافت سے نوازا اور جلیل اللہ شاہ کا لقب عطا فرمایا۔[2] آپ دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے فارغ التحصیل ہو کر جالندھر تشریف لے گئے اور وہاں دار العلوم حزب الاحناف لاہور کی شاخ دار العلوم عربیہ کریمیہ حنفیہ پکا باغ میں صدر مدرس کے طور پر خدمات سر انجام دیں۔ جبکہ آپ کے ساتھ دیگر مدرسین مولانا عبد القادر کشمیری اور مولانا حافظ عبد المجید گورداسپوری بھی تھے۔ آپ کا قد لمبا، جسم فربہ، رنگ سفید اور چہرہ بہت خوبصورت تھا۔ اتنے حسین تھے کہ جب کہیں باہر جاتے تو لگتا شاہی خاندان کا کوئی فرد جا رہا ہے۔

آپ کے شاگردوں میں شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی اور سلطان العاشقین حضرت علامہ مہر محمد خاں ہمدم نقشبندی قادری نمایاں ہیں۔ آخر الذکر نے آپ سے شرح جامی، ہدایہ شریف، مشکوۃ شریف اور دیگر کتب پڑھیں۔ غالباً 1938ء میں آپ اپنے وطن ہزارہ تشریف لے گئے۔ جہاں چند دن بیمار رہ کر جوانی میں انتقال فرما گئے۔[3]

خلیل الرحمن نقشبندی ہزاروی

خطیب اعظم ایبٹ آباد حضرت مولانا حکیم خلیل الرحمن نقشبندی ہزاروی کی ولادت 29 ذیقعدہ

1. مخزن برکات، ص54
2. حیات مخدوم الاولیاء، ص310
3. تذکرہ ہمدم، ص27، 28

1325ھ مطابق 1908ء کو کاکول ایبٹ آباد کے مفتی خاندان میں ہوئی اور یہیں 1993ء میں وصال فرمایا۔ آپ کے والد مفتی احمد جی چشتی اور دادا مفتی حافظ قیام الدین چشتی ہیں۔ آپ نے منتہی کتب علاقے کے علما مثلاً استاذ العلماء مولانا سید رسول چشتی اور سیبویہ عصر مولانا محمد اسماعیل نحوی وغیرہ سے پڑھ کر دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا اور وہاں دورہ حدیث کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تبرکاً محدث پاکستان علامہ سردار احمد چشتی قادری اور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ آپ باباجی حضرت خواجہ پیر محمد قاسم صادق موہڑوی سے بیعت ہوئے اور زندگی بھر امامت وخطابت اور درس وتدریس میں مصروف رہے۔[1]

محمد حسین چشتی ہزاروی

یادگارِ اسلاف حضرت مولانا مفتی محمد حسین چشتی ہزاروی کی ولادت موضع جونیاں، برلبِ دریائے سرن ضلع ایبٹ آباد کے ایک زمین دار گھرانے میں 1328ھ مطابق 1910ء کو ہوئی۔ مقامی علما بالخصوص بھوئی گاڑ میں علامہ محب النبی ہاشمی سے کتب درسِ نظامی پڑھ کر امام المحدثین سے شرف تلمذ حاصل کیا اور دورۂ حدیث شریف کے لیے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف حاضر ہوئے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد اور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب سے پڑھ کر سند الفراغ وفضیلت حاصل کی۔ قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی سے بیعت وتلمذ کا شرف پایا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان، جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد اور اپنے وطن ایبٹ آباد میں تدریس فرمائی۔ تحریک پاکستان وتحریک ختم نبوت میں حصہ لیا۔ 1955ء تا 1995ء تک جامع مسجد جونیاں میں امامت وخطابت کی۔ یہاں انفرادی طور پر تدریس بھی فرمایا کرتے تھے۔ جامع مسجد بیڑ ہری پور میں بھی خطابت فرمائی۔ فتاویٰ نویسی کا سلسلہ بھی تھا۔ رفاہی کاموں میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ رزق حلال کے لیے کھیتی باڑی بھی کرتے تھے۔ فرائض وواجبات وسنن کے ساتھ مستحبات پر بھی عمل کرتے۔

آپ کا وصال 13 ربیع الاخر 1416ھ مطابق 9 ستمبر 1995ء کو 85 سال کی عمر میں جائے پیدائش میں

[1] تذکرہ علماء اہل سنت ایبٹ آباد، ص 186، 187

ہوا۔ تدفین جائے پیدائش میں کی گئی۔ حضرت مولانا پروفیسر نثار احمد حسین سلیمانی آپ کے علمی جانشین، عالم دین اور اچھے خطیب ہیں۔ [1] جو کہ اسلامک سینٹر کراچی سے فارغ التحصیل ہیں۔

غلام ربانی ہزاروی

استاذ العلماء، عارف ربانی حضرت مولانا ابو المعانی غلام ربانی کی پیدائش 12 ذوالحجہ 1334ھ مطابق 9 اکتوبر 1916ء کو چمبہ پنڈ ضلع ہری پور ہزارہ خیبر پختون خواہ میں مولانا عبد الحمید ہزاروی کے گھر میں ہوئی۔ ابتدائی کتب والد صاحب سے پڑھ کر بھوئی گاڑ میں علامہ محب النبی ہاشمی سے علمی استفادہ کیا۔ اس کے بعد بجاروالا، سمندری ضلع فیصل آباد، کھڈ شریف میں پڑھتے رہے پھر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ 1933ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں تشریف لے گئے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی اور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان سے دورہ حدیث پڑھا۔ 23 رجب 1353ھ مطابق یکم نومبر 1934ء دستار بندی اور سند الفراغ حاصل کی۔ حجۃ الاسلام نے ابو المعانی کی کنیت عطا فرمائی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد گھر آکر درس وتدریس، امامت وخطابت اور کھیتی باڑی میں مصروف رہے۔ تیرہ سال کوٹ نجیب اللہ میں خطابت بھی کرتے رہے۔ کئی علما آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی فرمایا کرتے تھے کہ **میرا یہ بھائی اللہ کا ولی ہے۔** آپ یادگارِ سلف، نمونۂ فقر، قائم اللیل، صائم الدہر اور سادگی وعاجزی کا پیکر تھے۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ قادر الکلام صاحب دیوان فارسی، اردو اور پنجابی شاعر بھی تھے۔ مجموعہ کلام گلدستہ غلام در نعت سید الانام شائع شدہ ہے۔ آپ فتوی بھی لکھتے تھے اور علاقے کے لوگوں کے شرعی فیصلے بھی فرماتے۔ آپ کا وصال 4 جمادی الاخریٰ 1398ھ مطابق 12 مئی 1978ء کو بروز جمعہ ہوا، نماز جنازہ میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے، آبائی قبرستان میں دفن کئے گئے۔ [2]

عبد القیوم نیر ایبٹ آبادی

استاذ العلماء، عالم باعمل، صوفی باصفا حضرت مولانا عبد القیوم نیر ایبٹ آبادی ہزاروی کی ولادت تقریباً

---

1 تذکرہ علماء اہل سنت ایبٹ آباد، ص 398 تا 401

2 فیضان شیخ القرآن، ص 94 تا 117

1340ھ مطابق 1922ء کو کوکل ضلع ایبٹ آباد خیبر پختون خواہ کے علمی گھرانے میں ہوئی۔ والد صاحب استاذ العلماء مفتی محمد اسماعیل نحوی اور دیگر علما سے درسی کتب پڑھ کر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے۔ ان کی خوش نصیبی کہ انہیں امام المحدثین کی شاگردی کا شرف حاصل ہوگیا۔ آپ 1361ھ مطابق 1942ء کو فارغ التحصیل ہوئے اور درس وتدریس کا سلسلہ دارالعلوم حزب الاحناف میں شروع فرمایا۔ آپ نے اپنے خاندان کے دیگر افراد کی طرح بیعت کا شرف حضرت خواجہ محمود الرحمٰن قادری خضری چھوہروی سے حاصل کیا۔

زمانۂ طالب علمی میں آپ نے باغ بیرون شیر انوالہ گیٹ جی ٹی روڈ لاہور میں قائم کنویں کے پاس قیام فرمایا۔ کنویں سے وضو کرتے اور نماز ادا کرتے۔ آپ کی شخصیت واستقامت سے متاثر ہوئے لوگوں کا آپ کی جانب رجوع ہونے لگا اور یہاں ایک چبوترہ قائم کیا گیا۔ جس پر آپ نماز پڑھانے لگے۔ وعظ و نصیحت اور تعویذات و وظائف کے ذریعے روحانی علاج کا سلسلہ بھی شروع فرمایا۔ کچھ عرصے کے بعد اس چبوترے پر ایک کچی مسجد بنائی گئی۔ اس علاقے کے ایک مخیر شخص چودھری بشیر پر دشمنوں نے ایک جھوٹا مقدمہ کروادیا جس پر ان کو پھانسی کی سزا سنائی جانی تھی۔ پریشانی کے عالم میں ان کے پاس حاضر ہوا، آپ نے اسے ایک نقش دیا اور فرمایا کہ جب تم کورٹ میں جانا تو اس نقش کو اپنے ہاتھ میں رکھ لینا۔ اس نے ایسا کیا تو جج نے اسے بری کردیا۔ اس کے بعد یہ ان کا عقیدت مند ہوگیا اور اس نے دیگر حضرات کے ساتھ مل کر کچی مسجد کی جگہ عالیشان مسجد حنفیہ غوثیہ المعروف اقصیٰ مسجد اور اس سے متصل مدرسہ حنفیہ غوثیہ تعمیر کروایا۔ آپ جامع مسجد حنفیہ غوثیہ میں زندگی بھر امامت و خطابت کرتے رہے، یوں آپ یہاں سالہاسال دین متین کی خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔

تذکرہ علماومشائخ سرحد میں ہے: آپ عالم وفاضل اور بہترین خطیب ہیں، اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں، منکسر المزاج اور بہت ہی مہمان نواز ہیں، صاحبِ اخلاق حمیدہ ہیں۔ مزید تحریر فرماتے ہیں: مولانا مولوی عبدالقیوم نیر ہزاروی نے آپ (یعنی والد مولانا محمد اسماعیل نحوی) کی قبر انتہائی خوبصورت سنگِ مرمر اور ٹائلوں

سے بنوائی ہے، حضرت مولانا مرحوم کا کتب خانہ نادر و نایاب کتب پر مشتمل ہے، مولانا عبد القیوم صاحب کا ارادہ ہے کہ کتب کا ایک حصہ اپنے والد مرحوم کے نام وقف کر کے لائبریری کی صورت میں دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور رکھ دیا جائے تاکہ طلبہ اور علما اس سے فائدہ حاصل کریں۔[1] آپ نے 5 شوال 1408ھ مطابق 22 مئی 1988ء کو بروز اتوار بوقت نماز تہجد وصال فرمایا۔ تدفین مسجد سے متصل کی گئی۔ بعد میں مزار تعمیر کیا گیا۔ ہر جمعرات کو آپ کے مزار پر فاتحہ کا سلسلہ ہوتا ہے۔ کتبۂ مزار پر آپ کی تاریخ پیدائش 1932ء لکھی ہے جو درست نہیں، کیونکہ 1931ء میں دار العلوم حزب الاحناف لاہور سے رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر شائع ہوا جس کے صفحہ 7 پر دار العلوم کے جنوری 1931ء میں امتحان دینے والے طلبہ میں آپ کا نام تیسرے نمبر پر لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش 1932ء درست نہیں۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا محمد اسحاق قادری ہزاروی صاحب کی پیدائش چونکہ 1920ء ہے اس لیے اندازاً آپ کی تاریخ پیدائش 1922ء لکھی ہے۔ خطیب کوکل برسیاں مولانا عبد الغفور قادری آپ کے بھانجے اور دار العلوم حزب الاحناف کے فارغ التحصیل ہیں۔[2]

نوٹ: مبلغ دعوت اسلامی ندیم عطاری (ذمہ دار شعبہ تحفظ اوراق مقدسہ کراچی) راقم کے کہنے پر 3 جون 2023ء مزار پر حاضر ہوئے اور وہاں علامہ صاحب کے عقیدت مند و خادم جامع مسجد حنفیہ غوثیہ بابا کرامت علی قادری اور خادم دربار محسن رضا سے معلومات لے کر ان کی ویڈیو بھیجی جنہیں سن کر اس مضمون کو مکمل کیا۔

محمد عبد الرحمن قادری اشرفی

حضرت مولانا ابو الفیض محمد عبد الرحمن قادری اشرفی ریاست امب، موجودہ ضلع مانسہرہ، خیبر پختون خواہ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب علاقے کے علما سے پڑھیں اور پھر دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ یہاں دورہ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ یوں آپ دار العلوم

1 تذکرہ علمائے اہل سنت ایبٹ آباد، ص397... تذکرہ علما و مشائخ سرحد، 2/310... سیدی ابو البرکات، ص56

2 تذکرہ علمائے اہل سنت ایبٹ آباد، ص397... تذکرہ علما و مشائخ سرحد، 2/310... سیدی ابو البرکات، ص56

حزب الاحناف کے ابتدائی فاضلین میں سے ہیں۔ دینی خدمات کا آغاز پنجاب کے ضلع جالندھر کے شہر نکودر میں امامت وخطابت سے کیا۔ ریاست امب کے حکمران خان بہادر خانِ زمان خان کی فرمائش پر آپ نے 1350ھ مطابق 1931ء میں عبادات کے موضوع پر بہترین کتاب **گلزار شریعت** لکھی جو دو حصوں پر مشتمل ہے اس کے کل صفحات 432 ہیں۔ اس کتاب پر مفسر قرآن علامہ شاہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، استاذ العلماء علامہ مہر الدین جماعتی اور مولانا محمد عبد الحق ہزاروی کی تقاریظ ہیں۔ مولانا عبد الرحمن ہزاروی جید عالم دین، محقق اصول وفروع، حامل منقول ومعقول، واعظ خوش بیان اور مصنف کتب تھے۔[1] بکوشش مزید حالات سے آگاہی نہ ہوسکی۔

محمد عبد الحق نقشبندی ہزاروی

حضرت مولانا ابوالفضل محمد عبد الحق نقشبندی ہزاروی ریاست امب، موجودہ ضلع مانسہرہ، خیبر پختون خواہ کے علاقے سہکی تناول میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی علم علاقے کے علما سے حاصل کرکے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے۔ بوجوہ جنوری 1931ء میں ہونے والے دارالعلوم کے امتحان میں شریک نہ ہوسکے۔[2] البتہ اسی سال آپ فارغ التحصیل ہوئے اور ریاست امب میں بطور مبلغ خدمات دینیہ میں مصروف ہوئے۔ آپ مستند عالم دین، بہترین خطیب اور مبلغانہ صلاحیتوں سے مالامال تھے۔ انھوں نے مولانا محمد عبد الرحمن قادری ہزاروی کی کتاب گلزار شریعت پر جو تقریظ لکھی اس میں آپ کا نام یوں مرقوم ہے: عالم اجل، فاضل بے بدل مولانا مولوی ابوالفضل محمد عبد الحق صاحب مبلغ ریاست امب سنی حنفی نقشبندی۔[3] بکوشش مزید حالات سے آگاہی نہ ہوسکی۔

محمد تازہ گل کابلی

حضرت مولانا محمد تازہ گل کابلی اپنے وطن کابل، افغانستان سے علم دین حاصل کرنے کے بعد لاہور

1. گلزار شریعت، ص296تا298
2. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7
3. گلزار شریعت، ص296،297

تشریف لائے اور دارالعلوم حزب الاحناف میں داخلہ لیا۔ جنوری 1931ء میں دارالعلوم کے ہونے والے امتحانات میں آپ اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ دارالعلوم کے ناظم مقرر ہوئے۔ آپ کے دوران نظامت دارالعلوم کا نظم ونسق مثالی تھا۔ مفسر قرآن علامہ شاہ ابوالحسنات قادری نے رسالہ رجوم المؤمنین تحریر فرمایا تو آپ نے اس کی تصدیق کی، اس میں آپ کا نام یوں درج ہے: المعتصم بذیل سید الرسل تازہ گل کابلی۔ کچھ عرصے بعد آپ اپنے وطن واپس چلے گئے۔[1]

حضرت مولانا عبد اللہ بالخیلی صوابی، حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب بالخیلی صوابی، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ہزاروی اور حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب کاغانی بھی 1931ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں پڑھتے تھے مگر بوجوہ جنوری 1931ء میں ہونے والے دارالعلوم کے امتحان میں شریک نہ ہوسکے۔[2] امام المحدثین کے ان شاگردوں مولانا محمد اسلم جلال آبادی ثم ٹونکی، مولوی فیض اللہ خان ہوتی مردان، مولانا سید غلام جان قندھاری اور مولانا شفیق الرحمن پشاوری کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا۔

---

1 رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7 ... رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتجدین، ص18

2 رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص7

باب 12 فصل 4 : امام المحدثین کے تلامذۂ کشمیر و سندھ و بلوچستان

محمد فضل الٰہی نقشبندی کشمیری

مفتیِ اعظم کشمیر، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی محمد فضل الٰہی نقشبندی کی پیدائش تقریباً 1303ھ مطابق 1886ء کو زاہد آباد شریف چک 2 نزد کوٹلی سوہلناں ضلع کوٹلی کشمیر میں ہوئی۔ ابتدائی عمر میں آلہ گری اور اسلحہ سازی کا کام کرتے تھے، پھر حصول علم دین کی جانب متوجہ ہوئے اور پھر ساری زندگی دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف رہے۔ آپ نے علم صرف ونحو میں عبور علامہ محمد عبد اللہ پگلینوی کی خدمت میں رہ کر پایا۔ اکثر علوم عقلیہ ونقلیہ اپنے خاندان کے عالم دین استاذ العلماء مفتی محمد نظام الدین دھمالوی سے حاصل کئے اور علم فقہ کی اجازت بھی انہوں نے ہی دی۔ استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ محمد عبد اللہ لدّوری کشمیری سے صحیح بخاری و صحیح مسلم پڑھنے کے بعد سند حاصل کی۔ اس کے بعد لاہور تشریف لے گئے اور ربانی دار العلوم حزب الاحناف امام المحدثین سے ہدایہ شریف پڑھی۔[1] بیعت کا شرف کالی چادر والی سرکار حضرت پیر خواجہ حیدر شاہ چوراہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور ان سے سلسلہ نقشبندیہ اور دیگر سلاسل کی اجازات حاصل کیں۔ انہوں نے مفتی صاحب کو دلائل الخیرات شریف کی اجازت بھی دی۔ باباجی سرکار حضرت پیر خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی اور حضرت پیر خواجہ غلام محی الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہما باولی شریف نے بھی آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامع مسجد شہر ڈماس ضلع کوٹلی کی بنیاد رکھی، جمعہ شروع فرمایا، اس کے ساتھ درس وتدریس بھی کیا کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد قاضیِ کشمیر، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الحکیم میرپوری نے آپ کو کوٹلی کا مفتی مقرر کیا، اگرچہ آپ پر تصوف کا غلبہ تھا مگر مفتی عبد الحکیم میرپوری آپ کے استاذ کے بیٹے تھے اس لیے ان کے کہنے پر آپ نے یہ عہدہ قبول کیا اور کچھ عرصہ یہ ذمہ

[1] ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق، ص2

داری نبھائی۔ آپ مرجع فتاویٰ تھے، زندگی کے آخری ایام تک فتاویٰ تحریر کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کے لکھے ہوئے کئی فتاویٰ خاندان میں محفوظ ہیں۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا، رات کا ایک حصہ اور کبھی کبھی تو ساری رات مخصوص لکڑی چیڑ (جس میں جلد آگ لگ جاتی ہے) کو جلا کر مطالعہ میں مصروف رہتے۔ آپ کی اجازت سے کئی مقامات پر نماز جمعہ کا آغاز ہوا۔ مفتی عبدالحکیم کی جانب سے آپ کو صدر صدور المبلغین بھی مقرر کیا گیا، تبلیغ دین کے لیے آپ نے کشمیر بھر کا سفر کیا، نیکی کی دعوت کا اتنا جذبہ تھا کہ گاڑی میں بھی لوگوں کو قرآن وسنت پر عمل کی ترغیب دلاتے، نماز روزے کی تلقین کرنے کے ساتھ ایک مشت داڑھی رکھنے کی تلقین بھی کیا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ توبہ واستغفار اور درود وسلام کی کثرت کا ذہن دیتے۔ آپ کی ان خدمات کے بہت بہتر نتائج ظاہر ہوئے، کئی بے نمازی اور دین سے بیزار لوگ نماز روزے کے پابند ہو گئے اور سنت مصطفیٰ کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔ آپ کی کوششوں سے کئی مدارس بھی قائم ہوئے۔ آپ کی تمام دینی خدمات فی سبیل اللہ تھیں، گھر کی گزر بسر کے لیے کاشت کاری اور آٹے کی چکی تھی، جس پر ملازمین کام کرتے تھے اور یہی آپ کا ذریعۂ معاش تھا۔ تبلیغ دین پر آپ کسی سے کوئی مالی منفعت حاصل نہ کرتے تھے حتی کہ کسی کے گھر سے پانی پینا بھی پسند نہ کرتے۔ اپنے بیٹوں کو بھی یہی تلقین کرتے تھے کہ دینی خدمات اخلاص کے ساتھ سرانجام دینی ہیں اور اس کا معاوضہ نہیں لینا، دنیاوی ضروریات اللہ پاک اپنے خزانے سے پوری فرمائے گا۔ الحمدللہ! آپ کی تمام اولاد نماز روزے اور شریعت کی پابند ہے۔

آپ نے تحریک پاکستان میں عملی طور پر حصہ لیا۔ تحریک آزادی کشمیر میں اپنے استاذ مفتی محمد نظام الدین دھالوی اور کوٹلی کے دیگر علمائے کرام کے ساتھ مل کر دامے درمے اور سخنے حصہ لیا، مجاہدین کے حوصلے بلند کئے، کئی مرتبہ گھر سے کھانا پکوا کر انہیں کھلایا۔ آپ طبیعت کے سخی تھے۔ مہمانوں کا بہت اکرام فرماتے اور ہر طرح کی خدمت کرتے۔ شریعت کے بہت پابند تھے اور گھر والوں کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ خوفِ خدا اور عشق رسول کے پیکر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام نامی سنتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔ پیرانِ پیر حضور غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی سے بہت

عقیدت تھی، ان سے یوں کلام کرتے جیسے وہ قریب موجود ہیں۔ اپنے شیخ خواجہ حیدر شاہ چوراہی سے ایسی محبت تھی کہ گھریلو اخراجات سے جو رقم بچ جاتی اسے اپنے مرشد کے لیے محفوظ کر لیتے اور جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بطورِ نذر پیش کرتے، کئی مرتبہ ان کی سواری کے لیے گھوڑیاں بھی خرید کر پیش کیں۔ آپ کا وصال 22 رمضان 1409ھ مطابق 22 مئی 1988ء کو 102 سال کی عمر میں ہوا، آپ کا مزار مبارک زاہد آباد چک 2 نزد کوٹلی سوہلناں، ضلع کوٹلی کشمیر میں ہے، جس پر سفید رنگ کا گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا علامہ پیر محمد عبد اللہ عتیق نقشبندی رضوی مدظلہ العالی آپ کے صاحبزادے اور علمی وروحانی جانشین ہیں۔ مفتی اعظم کشمیر کے متعلق معلومات آپ کے پوتے مولانا ڈاکٹر محمد منور عتیق رضوی اور نواسے مولانا فضیل رضا عطاری (المتخصص فی الفقہ الاسلامی بجامعۃ المدینہ لاہور) نے دیں، آخر الذکر نے اپنے ماموں اور صاحب تذکرہ کے صاحبزادے علامہ پیر محمد عبد اللہ عتیق نقشبندی رضوی صاحب کے دو صوتی پیغامات بھی بھیجے، ان معلومات کی روشنی میں یہ مضمون تحریر کیا ہے۔ نیز مولانا فضیل رضا عطاری نے مزار مبارک کی تصاویر بھی واٹس ایپ کیں۔ راقم ان سب علما کا شکر گزار ہے۔

حبیب اللہ ضیاء شاہ کاظمی

محرک تحریک آزادی کشمیر، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا پیر سیّد محمد حبیب اللہ ضیاء شاہ شورش جبالی کاظمی نقشبندی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1313ھ مطابق 1896ء کو موضع لاہ شریف تحصیل تھانہ منڈی ضلع راجوری جموں وکشمیر کے کاظمی مشہدی سیّد گھرانے میں ہوئی۔ نسب نامہ یہ ہے: مولانا پیر سیّد حبیب اللہ ضیاء شاہ، پیر سید نوران شاہ، سید مرید علی شاہ، سید محمد علی شاہ، سید حبیب شاہ، سید جلال شاہ، سید عبد الباقر شاہ، سید شاہ جنید، سید شاہ ابراہیم، سید محمد اولیا، شاہ عبد العزیز، سید عبد الغالب، سید عبد الغنی، سید حسین، سید آدم، سید علی شیر، سید عبد الکریم، سید وجیہ الدین، سید ولی الدین، سید محمد ثانی الغازی، سید رضاء الدین، سید صدر الدین، سید محمد احمد سابق، سید ابو القاسم حسین مشہدی، سید علی امبر بربر کے پیر، سید عبد الرحمن رئیس الزمان، سید اسحاق ثانی، سید اول حسن زاہد، سید محمد عام، سید عبد اللہ قاسم، سید محمد اول، سید اسحاق قطب، سید امام موسیٰ کاظم، سید امام جعفر صادق، سید امام محمد باقر، سید امام زین العابدین علی اوسط، سید الشہداء امام حسین،

شاہِ ولایت حضرت علی المرتضیٰ۔ (1)

آپ کے والد گرامی حاجی بابا حضرت پیر سید نوران شاہ کاظمی نے پہلے لاہ شریف میں خانقاہ قائم فرمائی اور پھر قیامِ پاکستان کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے اور نور پور سیداں تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ علامہ حبیب اللہ صاحب نے ابتدائی تعلیم والد صاحب کی سرپرستی میں لاہ شریف میں حاصل کی۔ فارسی کتب عالم باعمل، پیر طریقت اور درس نظامیہ کی کتب فارسیہ کے بہترین مدرس حضرت مولانا پیر سید محمد عبداللہ شاہ سے موضع لسانہ ضلع پونچھ سے پڑھیں۔ پھر چکوال میں موضع پنجائین میں صوفی باصفا حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ قادری سے صرف ونحو کی کتب پڑھیں۔ اس کے بعد علی پور سیداں ضلع نارووال پنجاب تشریف لے گئے اور امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی زیارت کی۔ آستانہ عالیہ امیر ملت میں قائم مدرسہ نقشبندیہ کے اساتذہ سے استفادہ بھی کیا۔ آپ نے 1922ء میں دہر دون میں تین سال مقیم رہ کر تعلیمی مراحل طے کئے۔ اس کے بعد آپ الور تشریف لے گئے اور رکن الملت والدین علامہ محمد رکن الدین الوری سے اکتسابِ فیض کیا۔ 1932ء میں آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ یہاں امام المحدثین سے شرفِ تلمذ کی سعادت پائی۔ 1939ء یا 1940ء میں آپ مفتی اعظم پاکستان علامہ شاہ ابو البرکات قادری سے دورہ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ سیّد صاحب قبلہ، صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور دیگر اکابر علمانے دستار بندی کی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تحریک پاکستان شروع ہو چکی تھی، آپ نے اس میں حصہ لیا اور 23 مارچ 1940ء کو قراردادِ پاکستان لاہور کے موقع پر ہونے والے جلسے میں اپنے بھائی اور دیگر رشتہ داروں کو بلا کر ان کے ہمراہ اس میں شرکت کی۔

آپ عارف باللہ، ولی کامل اور عبادت گزار تھے۔ بیعت کا شرف آپ نے اپنے والد گرامی پیر سید نوران شاہ نقشبندی صاحب سے حاصل کیا اور خلافت سے نوازے گئے۔ باباجی لاروی خواجہ عبداللہ نقشبندی، قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور امیر ملت نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ آپ باعمل مبلغ اسلام، درس نظامی کے مدرس اور نیکی کی دعوت کے جذبہ سے سرشار تھے۔ آپ ہندکو، اردو، ہندی، عربی، فارسی اور ہندی و سنسکرت

(1) ذکر مخدوم، ص9، 10

زبانوں میں دسترس رکھتے تھے، کشمیری وگوجروی، پوربی وڈوگری زبان سے بھی واقفیت تھی۔ کئی زبانوں میں مہارت کی وجہ سے مختلف زبانوں کے طلبہ میں اچھے انداز میں تدریس فرمایا کرتے تھے اورآپ کی تعلیم وتبلیغ زیادہ مؤثروکامیاب تھی۔ آپ بہترین مناظروخطیب بھی تھے، فرقہ ہائے باطلہ مرزائیت، خارجیت اور دہریت وغیرہ سے جب مناظرہ کرتے توانہیں لاجواب کردیا کرتے تھے۔

زمانہ طالب علمی سے ہی آپ میں جذبۂ حریت وآزادی موجود تھا، 1931ء میں جب راجوری میں مقامی حکمران نے مساجد کو بند کردیا تو آپ نے جنوری 1931ء کو ڈڈیال سے پیدل راجوری کا سفر کیا، نمازجمعہ ادا کرنے کے بعد آپ نے علم جہاد بلند کیا، کئی مسلمان شہید ہوگئے، ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور مساجد کے تالے کھل گئے۔ صوبہ جموں کی عدم ادائیگی مالیہ کی تحریک ہو یا جموں میں قرآن پاک کے ایک ڈوگرہ فوجی کے ہاتھوں بے حرمتی کے واقعہ پر ریاست گیر احتجاج، آپ ہر بار نمایاں طور پر متعصب انتظامیہ کے خلاف برسرپیکار رہے۔ 1947ء میں آزادی کشمیر کے لیے ہونے والے معرکوں میں بھی آپ نے عملی طورپر شرکت کی۔ قیام پاکستان کے بعد آپ ہجرت کرکے جہلم شہر میں مقیم ہوئے۔

جب آپ کے چچازاد بھائی حضرت مولانا سید فدا حسین راجوری (پیدائش 1931ء، وفات: 2001ء) نے مہاجرین جموں وکشمیر کے بچوں بالخصوص یتیموں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لیے 1957ء میں دار العلوم تعلیم الاسلام، شمالی محلہ، مہاجرین جموں وکشمیر ریور روڈ جہلم کا آغاز کیا تو آپ اس میں پڑھانے لگے، کچھ عرصے کے بعد والد گرامی کی تعلیمات کے مطابق دوبارہ کشمیر تشریف لے گئے۔ سات سال تک آپ نے لاہ شریف میں قیام فرمایا اوررشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1965ء میں آزادی کشمیر کی تحریک دوبارہ اٹھی تو اس میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ آپ انقلابی شاعر بھی تھے، آپ کی شاعری کئی زبانوں میں ہے، اس کے علاوہ نثر میں آپ نے کتب لکھی ہیں، آپ کی کتب میں گلدستہ اشعار فی وصف احمد مختار، تذکرۃ الابرار، گردش کشمیر اور سی حرفی شاہ حبیب وغیرہ ہیں۔ آپ کی کتاب گردش ایام کی پہلی اشاعت 1966ء میں آپ کی حیات میں ہوئی۔ دوسری اشاعت آپ کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ سید ضیاء الحسنین نسیم کاظمی نے دسمبر2016ء کو کی، جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علامہ صاحب کی شخصیت وحالات زندگی سے متعلق

علما و شخصیات کے بیسیوں مضامین و تاثرات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ آپ کی ان کوششوں کو اہلِ کشمیر نے سراہا، آپ کا ساتھ دیا اور حکومت کشمیر نے آپ کو آزادی کشمیر گولڈ میڈل دے کر آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

اعلامیہ تاشقند جنوری 1966ء کے بعد آپ آزاد کشمیر تشریف لے آئے اور بانیاں شریف، افتخار آباد (چھب) تحصیل برنالہ ضلع بھمبر میں قیام فرمایا، مقبوضہ کشمیر سے آنے والے مہاجرین کی چھمب ضلع بھمبر اور ضلع جھنگ پاکستان میں آبادکاری میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے بانیاں شریف میں آستانہ عالیہ حبیبیہ نورانیہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوگئے۔ آپ کا وصال 1994ء میں ہوا اور آستانہ عالیہ میں تدفین ہوئی اور ہر سال یہاں بڑے اہتمام سے عرس ہوتا ہے۔ [1]

محمد سعید شاہ کشمیری

حضرت مولانا سید محمد سعید شاہ کشمیری 1931ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں پڑھتے تھے، اس سال جنوری میں ہونے والے امتحان میں انھوں نے کامیابی پائی۔ مفسر قرآن علامہ شاہ ابوالحسنات قادری کے رسالے رجوم المؤمنین میں آپ کی تصدیق بھی موجود ہے۔ [2]

❁ حضرت مولانا غلام محمد کشمیری اور حضرت مولانا عتیق اللہ صاحب پونچھوی بھی 1931ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں پڑھتے تھے مگر بوجوہ جنوری 1931ء میں ہونے والے امتحان میں شریک نہ ہوسکے جبکہ مولانا غلام رسول کشمیری زمانہ طالب علمی میں غالباً 1930ء کو وفات پاگئے۔

محمد یعقوب سندھی

حضرت مولانا محمد یعقوب سندھی 1931ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں پڑھتے تھے۔ اس سال ہونے والے امتحان میں آپ نے بھی حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی۔ مفسر قرآن علامہ شاہ ابوالحسنات قادری کے رسالے رجوم المؤمنین پر آپ کی تصدیق بھی موجود ہے۔ [3]

---

1. ذکر مخدوم، ص 132 ... روزنامہ شاہین میرپور، 18 جون 2012ء... مضمون یادرفتگان، تحریک آزادی کشمیر کے ممتاز رہنما، مضمون نگار، سید اعظم حسین گیلانی میرپوری۔
2. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص 7... رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص 18
3. رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص 7... رجوم

✿ حضرت مولانا غلام احمد سندھی، حضرت مولانا دوست محمد سندھی اور حضرت مولانا حافظ محمد اکبر سندھی 1931ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں پڑھتے تھے مگر بوجوہ جنوری 1931ء میں ہونے والے دارالعلوم کے امتحان میں شریک نہ ہوسکے۔

محمد رمضان بلوچستانی

حضرت مولانا محمد رمضان بلوچستان کے علاقے لسبیلہ کے رہنے والے تھے۔ یہ 1931ء میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں پڑھتے تھے، یہیں سے فارغ التحصیل ہوئے۔ انھوں نے مفسر قرآن علامہ شاہ ابوالحسنات قادری کے رسالے رجوم المؤمنین کی تصدیق کی اور امام المحدثین نے اپنی مایہ ناز کتاب مقدمہ تفسیر میزان الادیان میں اپنے جن شاگردوں کے بارے میں فرمایا کہ انھوں نے خاکسار سے کتب صحاح ستہ وغیرہ پڑھ کر سند حاصل کی اور ان کا مختلف جگہ فیض جاری ہے ان میں مولانا رمضان بلوچستانی کا بھی تذکرہ ہے۔ شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری نے امام المحدثین کے شاگردوں کے ناموں میں مولانا محمد رمضان بلوچستانی صاحب کا بھی تذکرہ کیا ہے اور یہ بھی صراحت کی ہے کہ یہ بلوچستان کے علاقے لسبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔[1] راقم ماہ شوال 1442ھ مطابق مئی 2021ء میں چند اسلامی بھائیوں کے ہمراہ لسبیلہ حاضر ہوا، ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ البتہ مفتی شاہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری صاحب کے شاگرد، استاذ العلماء مولانا محمد سلیمان رونجھو صاحب کے بارے میں معلومات ہوئیں۔ ان کی ولادت 1328ھ مطابق 1910ء کو لسبیلہ میں ہوئی اور 5 فروری 1993ء کو وصال فرمایا۔ انھوں نے امام المحدثین کی وفات کے چار سال بعد 1358ھ میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے درجہ دورۂ حدیث میں داخلہ لیا اور اگلے سال فارغ التحصیل ہوئے۔

---

1 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 142 ...رسالہ ضروری احکام ومسائل متعلقہ عید الفطر، ص 7 ...رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص 18 المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین، ص 18

باب13: کلرڈ مقامات کی تفصیل

امام المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کے بیان میں ضمنی طور پر کئی ایسی شخصیات وغیرہ کا تذکرہ بھی ہوا جن کا تعارف کروانا مفید تھا، مگر سیاقِ کلام میں ایسا کیا جاتا تو کتاب کے اصل موضوع سے ہٹ جانے کا اندیشہ تھا، چنانچہ ان کا تعارف حاشیہ میں لکھا، جب کتاب فائنل کرنے لگے تو کتاب کے بعض صفحات ایسے تھے کہ ان میں کتاب کے متن کے بجائے صرف حواشی تھے، اس لیے قارئین کی آسانی کے لئے یہی بہتر سمجھا کہ ان سب باتوں کی وضاحت آخر میں ایک باب باندھ کر الگ سے کر دی جائے۔ لہٰذا وہ تمام مقامات جن پر حواشی ہونا ضروری یا مفید تھا، انہیں پوری کتاب میں مخصوص کلر کر کے اس باب(13) میں تحریر کر دیا ہے، مزید آسانی کے لئے درج ذیل فصلیں بھی بنادی ہیں:

فصل1: شخصیات کا تعارف

فصل2: علاقوں اور جگہوں وغیرہ کا تعارف

فصل3: مساجد کا تعارف

فصل4: مدارس وجامعات کا تعارف

فصل5: ماہناموں کا تعارف

فصل6: تنظیموں اور تحریکوں کا تعارف

فصل7: کتابوں کا تعارف

باب13 فصل1: شخصیات

ابو الغوث گرم دیوان

حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان کے والد شیخ محمد شاہ(وفات:15صفر1114ھ)، دادا مخدوم شاہ اسماعیل فاروقی سہر وردی(22رمضان1034ھ تا16جمادی الاخریٰ1106ھ)اور پر دادا قدوۃ الاصفیاء مخدوم شاہ ابو الخیر فاروقی سہر وردی(1008ھ تا11شوال1059ھ)ہیں۔ یہ اولیائے کرام کا خاندان ہے۔ حضرت شاہ ابو الغوث گرم دیوان کی پیدائش ربیع الاخر1100ھ میں سلطان پور عرف بھیرہ ولید پور ضلع اعظم گڑھ یوپی ہند میں ہوئی اور آپ نے وحدت آباد عرف لُہر انزد مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں 25جمادی الاخریٰ1178ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین لُہر انزد مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں ہے۔ آپ اپنے والد گرامی کے سلسلہ سہر وردیہ میں مرید و خلیفہ تھے، مولانا محمد رمضان کچھوچھوی اور میر سید غلام احمد محمد آبادی سے علم دین حاصل کرکے مشائخ پیر سید فتح محمد الہ آبادی چشتی، راجہ خیر اللہ سید غلام نظام الدین محمد آبادی اور راجہ وانی پیر غلام معین جونپوری رحمۃ اللہ علیہم سے خلافت حاصل کی۔ آپ جید عالم دین، شیخ الشیوخ، قطب ارشاد، بہترین شاعر اور باکرامت ولی اللہ تھے۔ آپ نے بطریقہ اویسیہ محبوب یزدانی سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض وبرکات حاصل کئے۔ ان کے دو بیٹے حضرت مولانا حافظ شاہ ابو اسحاق(وفات:1234ھ) اور حضرت مولانا حافظ شاہ عبد العلیم تھے۔[1]

ابو سعید چوہڑ انصاری چشتی

حضرت شیخ ابو سعید چوہڑ انصاری چشتی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور صاحب کرامات تھے۔ آپ حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کی خدمت میں ایک عرصہ تک رہے اور اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کی، حضرت نے آپ کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کی خلافت عطا فرمائی، تدفین سہارن پور میں ہوئی۔[2]

---

1. تذکرہ علمائے بھیرہ ولید پور، ص53تا68... صحائف اشرفی، 154/2
2. تذکرہ اولیائے سہارن پور، ص50

احسان حسین مجددی

صاحبزادہ مولانا احسان حسین مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 2ذوالحجہ 1293ھ میں ہوئی،علوم اسلامیہ والد صاحب، مولانا سلامت اللہ رامپوری، مولانا عبد الغفار رامپوری اور مولانا ظہور الحسین رامپوری سے حاصل کئے اور درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، آپ پر کبھی جذب کی کیفیت طاری ہو جاتی اور کبھی آپ درست ہو جاتے۔ (1)

احمد اشرف اشرفی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صاحبزادۂ مخدوم الاولیاء حضرت مولانا سیّد ابو المحمود احمد اشرف اشرفی کی ولادت 1286ھ مطابق 1869ء کچھوچھہ شریف(ضلع امبیڈکر نگر، یوپی)ہند میں ہوئی۔ آپ عالم باعمل، شیخ طریقت، مناظر اسلام اور سلطان الواعظین تھے۔ 15ربیع الآخر 1347ھ مطابق یکم اکتوبر 1928ء کو وصال فرمایا۔ مزار کچھوچھہ شریف میں ہے۔ (2)

احمد انوار الحق فرنگی محلی

اجل عالم دین، بحر العلوم علامہ عبد العلی کے شاگرد شاہ احمد انوار الحق فرنگی محلی سلسلہ قادریہ رزاقیہ کے شیخ طریقت، صوفی باکمال اور ذکر واذکار میں مشغول رہنے والے بزرگ تھے۔ فقر وعرفان کی طرف میلان کلی کی وجہ سے طبیعت معقولات کی طرف متوجہ نہیں تھی البتہ کتب منقولات پر خاصی نظر تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے داداجان حضرت حافظ شاہ کاظم علی خان آپ کے مرید وخلیفہ تھے۔ علامہ انوار الحق فرنگی محلی کا وصال 6شعبان 1236ھ مطابق 1821ء کو ہوا۔ اپنے باغ لکھنؤ میں دفن کئے گئے۔ (3)

احمد بن زینی دحلان مکی

شیخ الاسلام حضرت سیّد ابو العباس احمد بن زینی دحلان جیلانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام الحرمین، مفتی

(1) تذکرہ کاملان رامپور، ص7
(2) حیات مخدوم الاولیاء، ص439تا449
(3) ممتاز علمائے فرنگی محلی، ص111تا115

شافعیہ، شیخ الحدیث، استاذُ العلماء اور کئی کتب کے مصنف تھے، آپ کا گھر **بیتِ دحلان** علم و دین اور معرفت کا مرکز تھا۔ السیرۃ النبویۃ و الاثار النبویۃ آپ کی 40 کتب میں سے ایک ہے۔ آپ 1232ھ کو مکّہ شریف میں پیدا ہوئے اور وفات 4 صفر المظفر 1304ھ کو مدینۂ منوّرہ میں فرمائی۔ جَنَّۃُ البَقِیع میں دفن کئے گئے۔[1]

احمد بن عبد اللہ ابو الخیر مرداد

حضرت شیخ احمد بن عبد اللہ ابو الخیر مرداد کی پیدائش 1259ھ کو ہوئی اور وصال 1335ھ کو مکہ مکرمہ میں فرمایا۔ انھوں نے علمِ دین اپنے والد شیخ عبد اللہ بن ابو الخیر محمد صالح مرداد اور دیگر علمائے مکہ مکرمہ سے حاصل کیا۔ آپ مسجد الحرام کے امام، خطیب اور مدرس تھے۔ 1293ھ سے 1299ھ تک آپ کو شیخ الخطباء کے منصب پر فائز کیا گیا۔ انھوں نے الدولۃ المکیۃ اور حسام الحرمین پر تقریظ تحریر فرمائی۔ انہی کے کہنے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے الدولۃ المکیۃ میں کچھ مباحث کا اضافہ فرمایا۔[2]

احمد جی چشتی

مفتی ہزارہ حضرت مولانا مفتی احمد جی چشتی کی پیدائش 3 ربیع الاول 1288ھ مطابق 23 مئی 1871ء کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 8 جمادی الاولیٰ 1363ھ مطابق 21 اپریل 1945ء کو وصال فرمایا۔ آپ جید عالم دین، مدرس اور مفتی اسلام تھے، آپ نے تقریباً 50 سال تدریس و فتاویٰ نویسی کی خدمات سر انجام دیں۔ تحریک ختم نبوت میں اپنے مرشد قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے ساتھ بھرپور شریک رہے۔[3]

احمد حسن محدث کانپوری چشتی

استاذ العلماء، امام معقولات و منقولات حضرت مولانا شاہ احمد حسن محدث کانپوری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1296ھ میں پٹیالہ (مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور وصال 3 صفر 1322ھ کو کانپور (یوپی) ہند میں فرمایا، آپ کا مزار پر انوار یہیں بساطیوں والے قبرستان نزد پنجابی محلہ میں ہے۔ آپ جید عالم، مدرس،

---

1. نفحۃ الرحمن، ص15 تا 51، ص19
2. مختصر نشر النور، ص32 ...امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرمہ،
3. تذکرہ علماء اہل سنت ایبٹ آباد، ص138 تا 144

مصنف، شارحِ کتب، دوستِ اعلیٰ حضرت اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ تصانیف میں رسالہ تَنْزِیْہُ الرَّحْمٰن کو شہرت حاصل ہوئی۔ [1]

احمد حسین مجددی رامپوری

حکیم احمد حسین مجددی رامپوری فارسی کے ماہر اور بہترین طبیب تھے۔ آپ کا نسب کچھ یوں ہے: حکیم احمد حسین مجددی بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شاہ فقیر اللہ زین العابدین بن شیخ فیاض الدین بن شیخ ضیاالدین یوسف بن شاہ محمد یحییٰ بن امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی۔ [2]

احمد علی جمال شاہ کمبل پوش

ولی کامل حضرت سید احمد علی جمال شاہ کمبل پوش رحمۃ اللہ علیہ نظامی خاندان یعنی محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا کے چشم وچراغ اور سجادہ نشین تھے۔ آپ سالک نما مجذوب صاحبِ معارف اور حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ رضوی حسنی کے داماد تھے۔ صوفی شاعر حضرت مولانا عبدالشکور نظامی کمبل پوش اکبر آبادی ثم حیدرآبادی (وفات 14 ربیع الاخر 1395ھ مطابق 26 اپریل 1975ء، مدفون حیدرآباد، سندھ پاکستان) آپ کے ہی خلیفہ ہیں۔ [3]

احمد مختار صدیقی قادری

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مبلغِ اسلام، حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ عالم با عمل، واعظِ خوش بیان، استاذ العلماء، ہمدردِ ملّت اور بلند پایہ مصنف تھے، آپ کی کوشش سے کئی غیرمسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ 1249ھ مطابق 1833ء میں میرٹھ (یوپی، ہند) میں پیدا ہوئے اور 14 جمادی الاولیٰ 1357ھ مطابق 12 جولائی 1938ء کو دَمَن پرتگیز (ہند) میں وصال فرمایا۔ [4]

1. تذکرہ محدث سورتی، ص298تا301...کانپور نزدیک سے دورتک، ص25،30
2. تذکرہ کاملان رام پور، ص30
3. انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص547
4. ماہنامہ معارف رضا جون2012ء، ص29

احمد مدنی الوری

خواجہ سید احمد مدنی الوری صاحب سادات کے عظیم خانوادے سے تعلق رکھتے تھے، آپ علاقہ میں معروف و مشہور صاحب نسبت اور خدارسیدہ بزرگ تھے اور ہمہ وقت جذب و مستی میں رہا کرتے تھے، ان کے والد حضرت مولانا سید نور محمد مدنی شاہ نقشبندی شیخ المشائخ علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی کے خلیفہ اور الور کی ہر دلعزیز شخصیت تھے، ان کا وصال 28رجب 1316ھ مطابق 12دسمبر 1898ء کو ہوا، آپ کو ہسپتال سے متصل ریلوے روڈ پر دفن کیا گیا اور بعد میں خوبصورت مزار تعمیر کیا گیا، مولانا مفتی شاہ عبد الرحیم منڈاوری الوری صاحب (تلمیذ امام المحدثین) ان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے جبکہ مولانا محبوب لعل شاہ سید نور محمد مدنی شاہ صاحب کے خلیفہ تھے، مدنی شاہ صاحب کے ایک اور خلیفہ سید اعجاز حسین شاہ نے آپ کی تعلیمات، ملفوظات اور حالات پر مشتمل رسائل بنام مجموعہ رسائل رحمانی مطبع نامی کانپور محمد رحمت اللہ سے 1320ھ مطابق 1903ء میں شائع کروائے۔ (1)

احمد یار خان نعیمی

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ 1324ھ کو محلہ اوجھیانی بدایوں (اترپردیش ہند) میں پیدا ہوئے۔ وصال 3رَمضان 1391ھ کو فرمایا، مزار گجرات (پنجاب، پاکستان) میں ہے۔ آپ مفسر قرآن، شارحِ مشکوۃ، استاذ العلماء، مصنف کُتُبِ کثیرہ اور اکابرینِ اہلِ سنت سے ہیں۔ (2)

اخلاق احمد رامپوری

مولانا صوفی اخلاق احمد رامپوری حضرت شاہ رکن الدین کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ رامپور کے رہنے والے تھے مگر کثیر عرصہ جھالاواڑ اور احمد آباد میں گزارا، ان دونوں مقامات کے علاوہ پیچیار، چھترپور، مالوہ اور گردونواح میں آپ کے مرید و عقیدت مند بکثرت تھے۔ آپ کی وفات 1967ء سے 1972ء کے درمیانی عرصے میں ہوئی۔ (3)

1 حیات کرم حسین، ص166، 312... بزم جاناں، ص280
2 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص55 تا 58
3 بزم جاناں، ص270، 271

اسرار الحق صدیقی رہتکی

طوطیِ ہند مولانا اسرار الحق صدیقی رہتکی کی پیدائش اپنے نانا کے ہاں یکم صفر 1296ھ کو ٹونک ہند میں ہوئی، ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی، پھر مدرسہ عالیہ رامپور میں داخل ہوئے، پھر مدرسہ نعمانیہ لاہور سے فارغ التحصیل ہوئے، آپ ہند کے علاقے رہتک کے بہترین واعظ وعالم تھے مگر ہند میں وعظ ونصیحت کے لیے تشریف لے جاتے، چار سو غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، آپ صاحبِ دیوان شاعر بھی تھے، ان کے بیٹے مولانا ابرار الحق رہتکی دار العلوم نعمانیہ سے فارغ التحصیل ہوئے، مولانا اسرار الحق رہتکی انجمن نعمانیہ کے جلسوں میں شرکت کرکے وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے، قیامِ پاکستان کے بعد آپ کراچی کی مشہور قصاباں مسجد کے امام وخطیب مقرر ہوئے، یہیں 30 جمادی الاولیٰ 1373ھ مطابق 5 فروری 1954ء وصال فرمایا، بوستان قریش آگرہ میوہ شاہ قبرستان کراچی میں تدفین ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت سے محبت فرماتے تھے، ہر جمعرات بریلی شریف جاکر اعلیٰ حضرت کو کلام سنایا کرتے تھے۔ [1]

اسماعیل بن سید خلیل آفندی

محافظِ کُتُبِ حَرَم، عالمِ جَلیل حضرت شیخ سید اسماعیل بن سید خلیل حنفی قادری آفندی مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اندازاً 1270ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور وصال 1329ھ کو استنبول میں فرمایا۔ آپ جَیِّد ومُحتاط عالمِ دین، بڑے ذہین وفَطِین، وَجیہ صورت اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر تھے۔ [2]

اعجاز فاطمہ

سیدہ اعجاز فاطمہ عرف سجادی بیگم تاج العلماء علامہ سید اولادِ رسول محمد میاں کی ہمشیرہ ہیں۔ انکا وصال 25 محرم 1337ھ کو ہوا، صحن پائین درگاہ حضرت شاہ برکت اللہ مارہرہ میں تدفین ہوئی۔ ان کا نکاح سید مہدی حسن مارہروی سے ہوا۔ سید مہدی حسن بن سید ظہور حسین چھٹو میاں بن سید آل رسول مارہروی کی

1 روشن دریچے، ص337... تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع اٹک، ص284... صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص128، 148

2 الاجازات المتینہ، ص32 تا 35 / تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص36 تا 53 / تاریخ الدولۃ المکیہ، ص104

پیدائش جمادی الاولیٰ 1287ھ کو ہوئی۔ آپ کو اپنے چچازاد بھائی سراج السالکین علامہ سید ابوالحسین نوری بن سید ظہور حسن اور اپنے والد سید ظہور حسین مارہروی سے خلافت حاصل تھی، والد صاحب کے وصال (17ربیع الاول1213ھ) کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ آپ بہت سخی تھے۔ عرس قاسمی برکاتی کو بہت دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔ آپ نے 18ذیقعدہ1361ھ مطابق نومبر1952ء میں وصال فرمایا۔ صاحب تذکرۂ نوری نے آپ کے لیے جو القابات لکھے ہیں ان سے آپ کی شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے: حضور وارث سجادہ برکاتیہ، بہارِ چمن آل احمدیہ، اسداغبر آجام حمزویہ، گوہر درخشانِ معدنِ آل احمدیہ، سید الشباب والکہول، شمع شبستان آل رسول، سرور سینہ ظہور، قوت بازوے حضور نور، مخدوم زمن۔[1]

اقبال احمد فاروقی

رئیس التحریر حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ضلع گجرات (پنجاب پاکستان) کے ایک موضع شہاب دیوال کے ایک علمی فاروقی گھرانے میں 1346ھ مطابق 1928ء کو پیدا ہوئے اور تقریباً 89سال کی عمر میں 16صفر المظفر1435ھ مطابق20دسمبر2013 کو لاہور میں وصال فرمایا، ان کی تدفین میانی صاحب قبرستان میں خواجہ محمد طاہر بندگی کے مزار اقدس سے متصل ہوئی۔ آپ ایک متحرک عالم دین، دینی ودنیاوی تعلیم سے مرصع، مکتبہ نبویہ کے بانی، ناشر رضویات، مدیر ماہنامہ جہانِ رضا لاہور، روح رواں مجلس رضا اور اکابر علمائے اہل سنت لاہور سے تھے۔ آپ خوش اخلاق، مہمان نواز اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے، چھوٹے بڑے سب کو اہمیت دیتے اور علمی کاموں پر حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے، راقم کو کئی مرتبہ ان کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا، یہ مجھ پر خصوصی شفقت فرماتے اور مجھے اپنا کراچی والا دوست کہا کرتے تھے۔

اللہ بخش تونسوی

پیر طریقت خواجہ اللہ بخش تونسوی کی ولادت ماہ ذوالحجہ 1241ھ مطابق1826ء میں تونسہ شریف میں

(1) تاریخ خاندان برکات، ص45، 58... تذکرۂ نوری، ص246

ہوئی اور یہیں 29 جمادی الاولیٰ 1319ھ مطابق 13 ستمبر 1901ء کو وفات پائی۔ آپ علم شریعت وطریقت کے جامع، آستانہ عالیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین اور حسن اخلاق کے پیکر تھے۔ آپ کے فیضان سے ایک زمانہ سیراب ہوا، مشائخ میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ نے 1854ء میں اجمیر، لکشمن گڑھ، جے پور، راجپوتانہ اور دہلی کا سفر کیا، غالباً اسی سفر میں ان کی ملاقات حضرت پیر سید نثار علی شاہ الوری سے لکشمن گڑھ میں ہوئی، اس کے بعد ان دونوں بزرگوں کا بذریعہ خط وکتابت رابطہ رہا۔ (1)

امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی

مؤرخ اہل سنت حضرت مولانا سیّد امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی کی ولادت 1266ھ میں گلشن آباد ناسک (مہاراشٹر، ہند) کے علمی وروحانی پیرزادہ حسینی سید خاندان میں ہوئی، 17 رمضان 1331ھ مطابق 20 اگست 1913ء کو وفات پائی، آپ جید عالم دین، عارف کامل، مصنف وشاعر اور سلسلہ چشتیہ ابو العلائیہ کے شیخ طریقت ہیں، آپ کی کتب میں تاریخ الاولیاء (3 جلدیں) اور تذکرۃ الانساب اہم ہیں۔ (2)

امانت علی شاہ نظامی

واقف اسرار معرفت حضرت مولانا پیر سید ابو الحقائق امانت علی شاہ نظامی کی پیدائش موضع گلھوٹی سیداں (تحصیل زیرہ ضلع فیروزآباد) میں 20 صفر 1322ھ کو ہوئی، آپ شیخ طریقت، بہترین واعظ، خوش الحان مثنوی گو، بانی آستانہ چشتیہ نظامیہ بیت الامان مغلپورہ لاہور اور وسیع حلقہ مریدان رکھنے والے تھے، آپ کا وصال 7 محرم 1391ھ مطابق 7 مارچ 1971ء کو ہوا اور اپنے قائم کردہ آستانے میں تدفین ہوئی جس پر خوبصورت گنبد تعمیر ہوا۔

امداد اللہ مہاجر مکی

مرجع خلائق حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی پیدائش 2 صفر 1233ھ موضع نانوتہ ضلع سہارنپور یوپی ہند میں ہوئی اور مکہ مکرمہ میں 13 جمادی الاخریٰ 1310ھ کو وصال فرمایا، جنۃ المعلیٰ میں تدفین کی گئی۔ آپ

(1) تذکرہ اکابر اہلسنت، ص72تا75
(2) تذکرۃ الانساب، ص27تا35

نسباً فاروقی اور مشرباً چشتی صابری تھے، آپ حافظ قرآن، عالم دین اور خوشنویس تھے۔ آپ نے میاں جی نور محمد جھنجھانوی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ خوب عبادت، ریاضت اور سیاحت کی، مرشد نے خلافت سے نوازا۔ عرب و عجم کے علما و صلحا نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ (1)

امداد حسین رامپوری

مولانا امداد حسین رامپوری کی پیدائش 1244ھ میں ہوئی، تمام اسلامی علوم اپنے بڑے بھائی علامہ ارشاد حسین رامپوری سے حاصل کئے، بیعت کا شرف علامہ ولی النبی رامپوری سے حاصل کیا، اپنے بھائی سے خلافت پائی، بھائی کی وفات کے بعد ان کی جگہ وعظ فرماتے تھے، 27صفر 1312ھ کو وفات پائی، بھائی کے قبہ میں جانب مشرق دفن کئے گئے۔ (2)

امیر احمد

حضرت مولانا سید امیر احمد محلہ ذخیرہ بریلی شریف کے باشندے تھے، انھوں نے رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان سے علم دین حاصل کیا اور فارغ التحصیل ہوئے۔ یہ اعلیٰ حضرت کے دوست تھے۔ انھوں نے پُرزور مطالبہ کیا کہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں دار العلوم کا آغاز کریں، اعلیٰ حضرت نے فرمایا: سید صاحب! آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے، مدرسہ قائم کیا جائے گا۔ اس کے پہلے ماہ کے سارے اخراجات میں خود آکر دونگا پھر اس کے بعد دوسرے لوگ اس کی ذمہ داری لیں۔ جب ان کے استاذ بھائی یعنی علامہ نقی علی خان کے شاگرد مولانا برکات احمد قادری برکاتی کا انتقال ہوا تو انہیں خواب میں پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ میں برکات احمد کے جنازے میں آیا ہوں۔ (3) مزید حالات بکوشش نہ مل سکے۔

اولادِ رسول مارہروی

سید العابدین حضرت حکیم سید اولادِ رسول مارہروی کی پیدائش 15 شعبان 1212ھ کو مارہرہ میں

---

(1) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/333تا340

(2) تذکرہ کاملان رامپور، ص60

(3) مولانا نقی علی خان، حیات اور علمی و ادبی کارنامے، ص82... ماہنامہ اعلیٰ حضرت، صد سالہ منظر اسلام نمبر، پہلی قسط، مئی تا جولائی 2021ء، ص70، ملفوظات اعلیٰ حضرت کامل، ص205

ہوئی۔ آپ حضرت شاہ آل برکات ستھرے میاں کے منجھلے بیٹے اور حضرت شاہ آل رسول مارہروی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ آپ کی تربیت تایا حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں نے فرمائی، بیعت کرکے خلافت بھی عطا فرمائی۔ والد صاحب سے بھی خلافت ملی۔ والد صاحب سے ہی فن طبابت سیکھا اور اس میں مہارت تامہ حاصل کی۔ والیِ ریاست ٹونک میر خان اس مہارت کی وجہ سے آپ کا معتقد تھا۔ بہت زیادہ عبادت کرنے کی وجہ سے سید العابدین کا لقب پایا۔ حکمت میں آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے۔ والد کی وفات کے بعد آپ دونوں بھائیوں سمیت سجادہ نشین ہوئے۔ 26ربیع الاخر1267ھ کو وصال فرمایا۔ (1)

آل برکات ستھرے میاں

سراج السالکین حضرت سیّد آل برکات ستھرے میاں کی پیدائش زبدۃ الواصلین حضرت سید شاہ حمزہ مارہروی کے ہاں10رجب1163ھ کو مارہرہ میں ہوئی۔ تعلیم وتربیت والد صاحب سے حاصل کرکے بیعت وخلافت کی سعادت کا شرف پایا۔ آپ شریعت وطریقت کے پابند، ذکر الٰہی کا شوق رکھنے والے، مسجد میں نماز باجماعت کی بہت پابندی کرنے والے، روزانہ دس پارے تلاوت کرتے اور شعر وشاعری سے دلچسپی رکھتے تھے۔ آپ کا تخلص آشفتہ تھا۔ آپ کو تعمیرات کا بھی شوق تھا، خانقاہ سرکارکلاں کی جامع مسجد اور خانقاہ کے کئی مکانات تعمیر کروائے، محل سرائے زنانہ از سر نو تعمیر کروائی۔ آپ نے اپنے تینوں صاحبزادوں حضرت شاہ آلِ رسول، حضرت شاہ اولادِ رسول اور حضرت شاہ غلام محی الدین امیر عالم کو بدرجہ مساوی سجادہ نشین اور مالک جملہ جائیداد خانقاہی تجویز فرمایا۔ وصال 26رمضان 1351ھ کو مارہرہ میں ہوا۔ دربار جد محترم حضرت شاہ آلِ محمد مارہروی سے متصل بجانب مغرب تدفین ہوئی۔ (2)

باسط علی قادری

حضرت شیخ باسط علی قادری کی ولادت آبائی وطن سلطان پور عرف بھیرہ نزد ولید پور ضلع اعظم گڑھ یوپی میں ہوئی اور وفات دھاوا شریف نزد غازی پور میں ہوئی۔ (3)

(1) مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص92، 93
(2) تاریخ خاندان برکات، ص26تا28
(3) تذکرہ مشائخ غازی پور، ص421تا428

برکات احمد قادری برکاتی

مولانا برکات احمد قادری برکاتی بریلی شریف کے باشندے، عالم دین اور نہایت نیک طبیعت کے مالک تھے، رئیس المتکلمین کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ یہ پیر و مرشد حضرت شاہ آل رسول مارہروی کے فدائی تھے، کم ایسا ہوا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام پاک لیتے اور آنسو رواں نہ ہوتے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو اعلیٰ حضرت میت اتارنے کے لیے قبر میں اُترے تو انہیں وہ خوشبو وہاں محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ سرکار کے قریب محسوس ہوئی تھی۔ ان کے استاذ بھائی مولانا سید امیر احمد بریلوی نے ان کی وفات کے بعد پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں گھوڑے پر سوار دیکھا تو سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں برکات احمد کے جنازے میں شرکت کے لیے آیا ہوں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ انہیں یہ سعادت پیر و مرشد کی محبت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔[1]

بشیر احمد قادری نوری چشتی

استاذ العلماء حضرت مولانا ابو الثاقب بشیر احمد قادری نوری چشتی مدظلہ العالی نے درس نظامی کی تکمیل حضرت علامہ پیر ابو الفیض مفتی محمد عبد الکریم چشتی قادری رضوی محدث ابدالوی سے کی، دورہ حدیث شریف شارح بخاری علامہ غلام رسول رضوی فیصل آبادی سے کیا، بیعت کا شرف فخر السادات پیر سید محمد معصوم شاہ گیلانی قادری نوری، سجادہ نشین آستانہ عالیہ چک سادہ شریف ضلع گجرات (وفات 29 شوال 1388ھ) سے پایا۔ محدث ابدالوی نے خلافت عطا فرمائی، آپ نے دار العلوم برکاتیہ چشتیہ رضویہ مڑھ بلوچاں تحصیل سانگلہ ہل ضلع ننکانہ میں عرصہ دراز تک تدریس فرمائی۔

تاج الدّین احمد عرفانی مجددی

صاحب دیوان شاعر و صحافی مولانا تاج الدین احمد عرفانی مجددی کی ولادت جمادی الاخریٰ 1301ھ مطابق اپریل 1884ء کو لاہور کے ایک علمی و ادبی گھرانے میں ہوئی، آپ کا نام تاج الدین احمد، تخلص تاج،

[1] مولانا نقی علی خان بریلوی، ص47... ملفوظات اعلیٰ حضرت کامل، ص205

کنیت ابو المعانی، القابات منشی، علامہ عرفانی، مؤمن ثانی اور نسبت مجددی جماعتی ہے۔ آپ نے پرائمری کا امتحان پاس کرنے کے بعد حکیم محمد نواز خاں منور صاحب کی شاگردی اختیار کی اور ان سے فارسی کی کتب پڑھیں، شعر وشاعری کا ذوق بھی ان سے پایا، اپنے والد مولانا محمد بخش چشتی صاحب سے بھی کلام کو چیک کرکے اصلاح لیا کرتے تھے، بارہ سال کی عمر میں ہی اشعار لکھنا شروع کئے اور زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رہا، شعر وشاعری کے علاوہ دیگر علوم اسلامیہ میں بھی مہارت تھی۔ علامہ عرفانی صاحب ایک بلند پایہ ادیب، نڈر صحافی، بہترین قلمکار اور صوفی باصفا تھے مگر آپ کا اصل میدان شعر وشاعری تھی، اس میں وہ مہارت تھی جو کم لوگوں کے حصے میں آئی، اس فن میں آپ عبقری شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے بیعت کا شرف امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سے حاصل کیا۔ علامہ عرفانی صاحب کے والد محترم بہترین صحافی تھے، ہنٹر کے مدیر اور اخبار جعفر زٹلی کے مالک تھے، علامہ عرفانی نے بھی اسی راستے کو پسند کیا اور 1901ء سے لے کر 1919ء تک تقریباً سات ماہوار یا ہفتہ وار یا روزانہ اخبار اور رسالے شائع کئے، ان اخبار ورسائل کے نام یہ ہیں، ماہنامہ المجدد، رسالہ قتیل ناز، یومیہ اخبار امام، ہفتہ روزہ انوار الاعظم، اخبار نشتر، اخبار ہنٹر وغیرہ شامل ہیں، آپ کی کتب میں آفتاب تاج، بہارِ جاوداں، انوار صدیقی، انوار فاروقی، ہندوں سے ترک موالات اور تہذیب قادیانی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ نے 3 ذیقعدہ 1278ھ مطابق 11 مئی 1959ء کو لاہور میں وفات پائی، قبرستان میانی صاحب میں احاطۂ علامہ طاہر بندگی مجددی میں تدفین کی سعادت پائی۔ مزید معلومات کے لیے راقم کا مقالہ لاہور کے ہم زمانہ ہم نام تین علماء کا مطالعہ کیجئے۔[1]

تاج الدین احمد جوہر چشتی سلیمانی فخری

حضرت مولانا خلیفہ حاجی تاج الدین احمد جوہر چشتی سلیمانی فخری صاحب انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین میں سے ہیں، یہ انجمن میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتے تھے، ان کے پاس انجمن کے مختلف عہدے رہے آپ کو بالترتیب نائب جنرل سیکریٹری، جوائنٹ سیکریٹری، جنرل سیکریٹری، ناظم دار العلوم نعمانیہ اور مدیر رسالہ انجمن بنایا گیا، آپ پیشے کے اعتبار سے چیف کورٹ پنجاب کے مقتدر وکیل تھے مگر آپ میں خدمت

(1) تذکرہ شعرائے جماعتیہ، 70 تا 74... تاریخ رفتگان، 2/39... معدن التواریخ، ص6

دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، انھوں نے انجمن کو اعتقادی اور مالی طور پر مضبوط کرنے کے لیے کئی سفر کئے مثلاً ☆1890ء میں آپ حافظ چراغ دین صاحب کے ہمراہ بہاولپور تشریف لے گئے وہاں نواب آف بہاولپور کو انجمن کا تعارف کروا کر چندے کی اپیل کی، تقریب میں موجود مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن کی مالی مدد کی ☆ستمبر 1890ء میں حافظ چراغ دین صاحب کے ہمراہ ممبئی تشریف لے گئے آپ کی کوشش سے کئی رؤسا نے انجمن کے لیے وظیفے مقرر کئے ☆1313ء میں اعلیٰ حضرت کی دعوت پر مفتی سلیم اللہ خان صاحب کے ہمراہ بریلی شریف حاضر ہوئے، اعلیٰ حضرت کی زیارت سے مستفیض ہوئے ☆ستمبر 1896ء میں خلیفہ عبد اللہ، مولانا قمر الدین اور حافظ چراغ الدین صاحبان کے ساتھ ملک کے کئی شہروں مثلاً بٹالہ شریف، جالندھر اور گجرات (ہند) تشریف لے گئے اور کافی کامیابی حاصل کی۔ آپ نے انجمن کی کئی سالانہ رپورٹ تیار کیں، 1347ھ مطابق 1928ء میں انجمن کا تعارف تحریر فرمایا، ہر سال سالانہ جلسے کے لیے آپ مکتوب روانہ کیا کرتے تھے، ذوالحجہ 1329ھ مطابق دسمبر 1911ء میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی، حج سے واپسی پر انجمن کے کئی ذمہ داران آپ کا استقبال کرنے کے لیے ممبئی پہنچے، مولانا محرم علی چشتی صاحب نے نظم لکھی:

جسم لاہور بغیر اس کے ہوا تھا مردہ	جسم میں شکر ہے پھر روح کا جوہر آیا
اس کی آمد سے ہے لاہور میں خوشبو ہرسو	کیونکہ از بوئے مدینہ ہے معطر آیا

لاہور پہنچنے پر اسٹیشن پر جم غفیر نے استقبال کیا، 19 جمادی الاولیٰ 1330ھ مطابق 6 مئی 1912ء کو آپ کو استقبالیہ دیا گیا، جس میں مولانا نور بخش توکلی اور حاجی شمس الدین صاحبان نے آپ کی شان میں مناقب پڑھیں۔ آپ تاحیات انجمن سے وابستہ رہے، آپ کا وصال 24 شعبان 1358ء مطابق 9 اکتوبر 1939ء کو لاہور میں ہوا، ملک بھر کے علمانے ہزاروں قرآن پاک، لاکھوں بار قل، کروڑوں توحید و تمجید پڑھ کر آپ کو ایصال کیا، آپ کے تعزیتی اجلاس میں کئی علما شریک ہوئے، اس میں یہ تجویز دی گئی کہ دار العلوم نعمانیہ سے شائع ہونے والے فتاویٰ کا مجموعہ بنایا جائے جس کا نام **فتاویٰ تاج الدین احمد** ہو۔ یوں بھرپور زندگی

گزار کر یہ مجاہد ملت دنیا سے رخصت ہوا۔[1] مزید معلومات کے لیے راقم کا مقالہ لاہور کے ہم نام و ہم زمانہ تین علما کا مطالعہ کیجئے۔

تاج الدّین قادری

شیدائے اعلیٰ حضرت، عالم باعمل حضرت مولانا تاج الدّین قادری رحمۃ اللہ علیہ پھالیہ ضلع منڈی بہاؤ الدین کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ لاہور میں علم دین حاصل کیا اور یہیں کئی مساجد میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ جید عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ غفوریہ میں حضرت پیر عبد الوہاب قادری (آستانہ عالیہ مانکی شریف، نوشہرہ، خیبر پختون خواہ) کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے، آپ کا وصال 25 شعبان 1327ھ مطابق 11 ستمبر 1909ء کو ہوا اور اپنی تعمیر کردہ مسجد تاج الدین (محلہ چوہچہ مغل پورہ) سے متصل دفن کئے گئے۔[2]

تقدّس علی خان

تلمیذ اعلیٰ حضرت، مفتی تقدّس علی خان رضوی عالم باعمل، شیخ الحدیث اور استاذ العلماء ہیں۔ رجب المرجب 1325ھ مطابق اگست 1907ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور 3 رجب 1408ھ مطابق 22 فروری 1988ء میں پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور میرس سندھ میں وِصال فرمایا۔[3]

تقی علی کاکوروی

علامہ دہر پیر کامل شاہ تقی علی کاکوروی بن غوث ملت شاہ تراب علی قلندر کاکوروی کی پیدائش 17 رجب 1213ھ کو قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ اتر پردیش ہند میں ہوئی۔ علمائے عصر سے علوم و فنون میں دسترس حاصل کی۔ تقریباً 60 سال تدریس میں مصروف رہے۔ مفتی سعد اللہ رامپوری جیسے علامۂ وقت آپ کو استاذی کہہ کر مخاطب کرتے۔ کہا جاتا ہے آپ تفسیر و حدیث میں رشک بخاری و مسلم، فقہ میں جانشین امام اعظم ابو حنیفہ،

1. صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 20، 26، 41، 42، 49، 52، 70، 102، 126، 149، 154، 155، 178، 182، 185، 210، 305
2. تذکرہ اکابر اہل سنّت پاکستان، ص 111
3. مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، ص 268، 273

حکمت وفلسفہ میں فخر فارابی، تاریخ میں استاذ ابن اثیر اور تصوف میں مثل غزالی تھے۔ بیعت وخلافت کاشرف والد صاحب سے حاصل تھا۔ بہت مرجعت ومقبولیت تھی۔ شاگرد ومرید کثیر تھے۔ تصانیف میں روض الازہر مآثر القلندر اور خصائل عشرۂ فطرت شائع شدہ ہیں۔ وصال 17 رجب 1290ھ کو جائے پیدائش میں ہوا، والد کے پہلو میں جانب مشرق دفن کئے گئے۔ بعد میں روضہ تعمیر کیا گیا جو زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ (1)

ثناءاللہ قادری

صوفی باصفا حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ قادری کی پیدائش موہڑہ کدلتھی ضلع چکوال کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل اپنے دادا قاضی غلام محمد چشتی (مرید وخلیفہ شمس العارفین سیالوی) اور ماموں قاضی عبد الحق جیسے علما سے حاصل کر کے متبحر عالم بنے۔ آپ کو تدریس کا بہت شوق تھا۔ آپ نے پنجائن میں 90 سال درس نظامی کی تدریس کی۔ یوں تو آپ تمام علوم میں مہارت رکھتے تھے مگر علوم نحویہ کی تدریس میں ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے شاگرد کثیر ہیں، آپ شیخ طریقت قاضی سلطان محمود قادری آستانہ عالیہ قادریہ اعوان شریف ضلع گجرات سے بیعت تھے۔ (2)

جماعت علی شاہ نقشبندی محدّثِ علی پوری

امیر ملّت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ نقشبندی محدّثِ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ حافِظُ القراٰن، عالمِ باعمل، شیخ المشائخ، مسلمانانِ برّعظیم کے متحرک راہنما اور مرجع خاص وعام تھے۔ ایک زمانہ آپ سے مستفیض ہوا، پیدائش 1257ھ میں ہوئی اور 26 ذیقعدہ 1370ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک علی پور سیّداں (ضلع نارووال، پنجاب) پاکستان میں مرجعِ خلائق ہے۔ (3)

جمیل احمد نعیمی

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی کی پیدائش 19 ذیقعدہ 1354ھ مطابق 12 فروری 1936ء کو بھارت کی سرزمین انبالہ میں ہوئی اور 88 سال کی عمر میں یکم ربیع الآخر 1442ء مطابق 17 نومبر

1 تذکرہ مشائخ کاکوروی، ص88

2 تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص27

3 تذکرہ اکابر اہل سنت، ص113 تا 117

2020ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ آپ تاج العلماء حضرت علامہ مفتی عمر نعیمی اشرفی کے تلمیذ، شیخ الفضیلت علامہ ضیاء الدین مدنی کے مرید اور اپنے سسر شیخ طریقت مولانا مسعود احمد چشتی دہلوی کے خلیفہ تھے، آپ دار العلوم نعیمیہ کراچی کے بانی رکن، استاذ الحدیث اور ناظم تعلیمات تھے، آپ کا شمار اہل سنت کے متحرک، فعال، دعوتی و تنظیمی شخصیات میں ہوتا ہے، کثیر علما آپ کے شاگرد ہیں، ان کی اہم ترین خصوصیات میں انکا اکابر واصاغر علما سے رابطے میں رہنا ہے، تقریباً ہر خط کا جواب دینا آپ کے معمولات کا حصہ تھا، آپ نے کثیر کتب پر تقاریظ تحریر فرمائیں، راقم کو ایک سے زیادہ مرتبہ آپ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔

حافظ بخش آنولوی

مفتی حافظ بخش آنولوی موضع آنولہ ضلع بریلی یوپی ہند میں 1265ھ کو پیدا ہوئے۔ اپنے نانا امام بخش آنولوی سے حفظ قرآن اور ابتدائی درسی کتب پڑھیں، رئیس المتکلمین سے استفادہ کیا۔ بدایوں میں علامہ فضل رسول بدایونی، علامہ عبد القادر بدایونی اور علامہ نور محمد بدایونی سے علوم وفنون حاصل کرکے 1295ھ میں فارغ التحصیل ہوئے، مدرسہ قادریہ بدایون اور پھر مدرسہ محمدیہ چودھریہ گنج میں تدریس میں مصروف رہے۔ فقہی جزئیات میں بڑا عبور حاصل تھا۔ انھوں نے دومرتبہ حج وزیارت مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ تنبیہ الجھال بالالھام الباسط المتعال ان کی مشہور تصنیف ہے۔ ان کا وصال 3 جمادی الاخریٰ 1339ھ کو ہوا۔ مولانا قدیر بخش مفتی جے پور آپ کے فرزند ہیں۔[1]

حامد رضا خان

صاحبزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃُ الاسلام مفتی حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ عالم دین، ظاہری وباطنی حسن سے مالا مال اور جانشینِ اعلیٰ حضرت تھے۔ بریلی شریف میں ربیع الاول 1292ھ مطابق 1875ء میں پیدا ہوئے اور 17 جمادی الاولیٰ 1362ھ مطابق 21 جون 1943ء میں وصال فرمایا اور مزار شریف خانقاہِ رضویہ بریلی شریف ہند میں ہے، تصانیف میں فتاویٰ حامدیہ اور نعتیہ دیوان بیاضِ پاک مشہور ہے۔[2]

1 مولانا نقی علی خان بریلوی، ص48
2 فتاویٰ حامدیہ، ص48، 79

حبیب اللہ، اخبار نویس

صحافی دوراں حضرت سید حبیب اللہ صاحب اردو کے مشہور اور ممتاز اخبار نویس ہیں، یہ 1891ء میں جلال پور جٹاں، ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد لاہور چلے آئے اور رسالہ پھول اور تہذیب نسواں کے مدیر مقرر ہوئے۔ اس کے بعد کلکتے سے اپنا ذاتی اخبار **نقوش** بھی جاری کیا۔ جس نے بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ بعد ازاں لاہور میں آکر **سیاست** جاری کیا جسے حکومت نے بند کر دیا۔ 1949ء کے آغاز میں روزنامہ **غازی** نکالا لیکن چند برس بعد یہ بھی بند ہو گیا۔ سید صاحب نہایت بے باک اور نڈر اخبار نویس تھے۔ ان کی وفات 1951ء میں ہوئی۔

حسن خان میواتی

راجہ حسن خان میواتی لودھی سلطنت(1451ء تا 1526ء) کے تیسرے بادشاہ ابراہیم لودھی (دورِ حکومت: 1517ء تا 1526ء) کا خالہ زاد بھائی تھا، اس نے حکومت میوات اس کے سپرد کی، اس نے کوہ اراولی پربت پر 928ھ میں مضبوط قلعہ بنایا جو اب بھی قائم ہے، یہ علم پسند اور شعر وشاعری سے دلچسپی رکھتا تھا، 932ھ میں ظہیر الدین بابر نے دہلی پر قبضہ کر کے سلطنت لودھی کو ختم کیا تو محمود لودھی بن ابراہیم لودھی نے اس کے خلاف لڑنے کا فیصلہ کیا، راجہ حسن خان کو مدد کی درخواست کی، حسن خان فقرا سے بہت عقیدت رکھتا تھا، یہ سید جمال بہادر پوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا، اس نے ان سے دعا کے لیے عرض کیا، صاحب کرامت بزرگ تھے، انھوں نے فرمایا: **زنہار الف زنہار اس طرف کا قصد نہ کرنا اور ہر گز ہر گز اس راہِ پر خطر میں قدم نہ دھرنا، ورنہ پشیمان ہو گا اور خوف جان ہو گا، کیونکہ بادشاہ قوی بخت اور دین دار ہے، اس پر فتح ہونا دشوار ہے۔** مگر اس نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا اور بابر کے خلاف جنگ میں شریک ہوا، کام آیا، یوں اس میواتی ریاست کا اختتام ہوا۔ (1)

حسن رضا خان

صاحبِ دیوانِ ذوقِ نعت، استاذِ زَمَن مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ برادرِ اکبر اعلیٰ حضرت، قادرُ

(1) مرقع الور، ص33 تا42

الکلام شاعر، کئی کتب کے مصنف اور دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف کے مہتمم اوّل ہیں، 1276ھ کو محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے، 22 رمضان یا 3 شوال 1326ھ کو وہیں وصال فرمایا، مزار مبارک قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ آپ حضرت شاہ ابو الحسین نوری کے مرید و خلیفہ تھے، اعلیٰ حضرت نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا۔ (1)

حسین بن صالح جمل اللیل

امام شافعیہ حضرت سیّد حسین بن صالح جمل اللیل شافعی مکہ مکرمہ میں تقریباً 1215ھ میں پیدا ہوئے۔ علمائے مکہ سے علم حاصل کر کے متبحر عالم بننے کی سعادت پائی، تحصیل علوم و فنون کی تکمیل کے بعد مسجد حرام کے امام مقرر ہوئے۔ 1299ھ میں شیخ الخطباء والائمہ بنائے گئے اور تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ آپ کا شمار مکہ شریف کے اہل ثروت وجیہ شخصیات میں ہوتا تھا۔ آپ ادبی ذوق بھی رکھتے اور اشعار کہا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 1305ھ کو مکہ مکرمہ میں ہوا، نماز جنازہ میں کثیر اژدھام تھا۔ تدفین جنۃ المعلیٰ میں کی گئی۔ (2)

حشمت اللہ قادری رضوی

مرید اعلیٰ حضرت حشمت علی خان قادری رضوی ایڈوکیٹ بریلی شریف اترپردیش ہند کے رہنے والے تھے۔ درسِ نظامی کی اکثر کتابیں خاتم الحکماء مولانا ہدایت اللہ خان اور کچھ کتب رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان قادری رحمۃ اللہ علیہما سے پڑھیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کا شرف پایا۔ دینی تعلیم کے بعد دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ الہ آباد میں وکالت شروع کی، کئی حکومتی عہدوں بالخصوص مجسٹریٹ آگرہ پر فائز رہے، آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے معزز تھے، تین زبانوں عربی، فارسی اور انگریزی پر عبور تھا، آپ کا وصال 19 صفر 1338ھ مطابق 14 نومبر کو ہوا۔ (3)

---

1 تذکرہ علمائے اہل سنت، ص78 تا 79... تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص91

2 المختصر کتاب نشر النور، رقم169، ص177... معارف رضا 1998ء، شمارہ18، ص188

3 ماہنامہ الرضا، ربیع الاول 1338ھ، شمارہ:3، جلد:1، ص28

حمایت اللہ خان مجددی رامپوری

حضرت مولانا حافظ حمایت اللہ خان مجددی رامپوری شمس العلماء کے صاحبزادے وخلیفہ، عالم دین اور صاحب ادراک بزرگ تھے، شمس العلماء کی وفات کے بعد جانشین بنائے گئے، آپ کا وصال 6 ربیع الاول 1350ھ کو ہوا۔ [1]

حیات محمد سیالکوٹی

حضرت پیر حیات محمد سیالکوٹی کی ولادت سیالکوٹ کے کشمیری گھرانے میں ہوئی اور یہیں 11 جمادی الاخریٰ 1361ھ کو وصال فرمایا، آپ امیر ملت پیر سیّد جماعت علی محدث علی پوری کے مرید وخلیفہ، عابد و زاہد، مقبول عوام وعلما، کشمیری زبان کے مبلغ، باکرامت ولی اللہ اور شریعت وطریقت کے جامع تھے، ان کی نماز جنازہ میں مفتی شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری، فقیہ اعظم محمد شریف کوٹلوی سمیت کثیر علما ومشائخ نے شرکت کی، نماز جنازہ امیر ملت نے پڑھائی۔ [2]

حیدر شاہ چوراہی

کالی چادر والی سرکار حضرت پیر خواجہ حیدر شاہ چوراہی شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ آپ کے والد صاحب سے محبت فرماتے تھے بلکہ ان کی نماز جنازہ بھی امام المحدثین نے پڑھائی چنانچہ آپ کو بھی امام المحدثین کی زیارت وصحبت حاصل رہی۔ آپ کے والد صاحب نے اپنی حیات میں آپ کو اپنا خلیفہ وجانشین بنایا۔ انھوں نے چورہ شریف اور لاہور میں رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس کے بعد چورہ شریف سے تقریباً 30 میل کی مسافت پر واقع مقام ڈھوک مٹھیین میں قیام فرمایا۔ آپ نے کئی حج کئے، مسجد نبوی شریف میں شیخ الدلائل حضرت سید محمد امین رضوان مدنی سے دلائل الخیرات کی اجازت لی۔ آپ کی وفات 30 شعبان 1384ھ مطابق 26 دسمبر 1964ء میں ہوئی۔ مزار چورہ شریف ضلع اٹک میں ہے۔ آپ کا شجرہ طریقت یہ ہے: خواجہ حیدر شاہ چوراہی، خواجہ غلام احمد نبی چوراہی، خواجہ فقیر محمد

[1] تذکرہ مولانا حامد علی خان رامپوری، ص144، 145

[2] تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص109 تا 112

چوراہی، خواجہ نور محمد تیراہی، خواجہ فیض اللہ تیراہی، خواجہ سید محمد عیسی، خواجہ سید جمال اللہ رامپوری، قطب الملت والدین حضرت خواجہ سید اشرف محمد حیدر بخاری، حضرت خواجہ محمد زبیر فاروقی سرہندی، عارف وقت خواجہ حجۃ اللہ نقشبند ثانی، عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، امام ربانی، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہم۔ (1)

خان بہادر خانِ زمان خان تنولی

خان بہادر خانِ زمان خان تنولی 6نومبر 1880ء میں ریاست امب کے حکمران خاندان میں پیدا ہوئے۔ والد نواب محمد اکرم خان تنولی کی وفات کے بعد 1907ء میں ریاست کے حکمران بنے اور وفات 12 ستمبر 1936ء تک حکمران رہے۔ یہ دین اسلام سے محبت کرنے والے اور اسلامی علوم کی اشاعت میں حصہ لینے والے حکمران تھے۔

خدا بخش

حضرت مولانا مفتی احمد علی چشتی قادری بہلولپوری کے والد گرامی مولانا خدا بخش عالم دین، متقی اور صالح ہستی تھے۔ آپ ظاہری وباطنی حسن سے متصف اور امراو فقرا میں یکساں مقبول تھے۔ آپ بھٹی چک نزد حافظ آباد کے رہنے والے تھے پھر بہلول پور بھٹیاں آکر بس گئے، یہاں آکر آپ نے ایک کچی مسجد کی بنیاد رکھی جو اَب پختہ وخوبصورت اور علم وعرفان کا مرکز ہے۔ آپ کی مرقد بھٹی چک میں ہے۔ (2)

خلیل احمد خادمی صفی پوری

حضرت عین اللہ شاہ خلیل احمد خادمی صفی پوری خانقاہ صفویہ کے سجادہ نشین تھے۔ مجدد سلسلۂ صفویہ، قطب العالم شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہ کے منظور نظر اور چہیتے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ بہترین شاعر تھے، آپ کے دیوان فارسی، اردو اور ہندی موجود ہیں۔ آپ کا وصال 13 ربیع الاخر۔۔۔ میں ہوا اور تدفین خانقاہ صفویہ صفی پور ضلع اناؤ ہند میں کی گئی۔ (3)

1 ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق، ص1، 2...جواہر نقشبند، ص471

2 احوال وآثار مفتی احمد علی چشتی قادری، ص1

3 خانقاہ صفویہ، تاریخ اور خدمات کا اجمالی جائزہ، ص53، 54

خلیل الدین حسن رحمانی

شاعر اہل سنت حضرت مولانا قاضی خلیل الدین حسن رحمانی حافظ پیلی بھیتی 1860ء میں پیلی بھیت میں پیدا ہوئے اور یہیں 7 رجب 1348ھ مطابق 9 دسمبر 1929ء کو وصال فرمایا۔ آپ نے اپنے والد اور ماموں سے ابتدائی علم حاصل کرنے کے بعد مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت میں داخلہ لیا اور علامہ وصی احمد محدث سورتی سے دورہ حدیث کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ زمانہ تعلیم میں ہی آپ نے اشعار لکھنے شروع کیے۔ مولانا امیر مینائی اور داغ دہلوی ہمیشہ آپ کے نعتیہ اشعار کے مداح رہے۔ آپ کے 8 نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ (1)

خلیل الرحمن خان پیلی بھیتی

مولانا حکیم خلیل الرحمن خان پیلی بھیتی جید عالم دین، حکیم حاذق، صاحب ثروت و وجاہت، فاضل مدرسہ فیض عام کانپور، مجاہد اہل سنت، مرید و خلیفہ علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی تھے۔ (2)

خلیل الرحمن خان رامپوری ٹونکی

عالم اجل علامہ قاضی خلیل الرحمن خان رامپوری ٹونکی کی ولادت ملا عرفان سواتی رامپوری کے ہاں محلہ گوئیاتالاب رامپور یوپی ہند میں ہوئی۔ آپ نے مولانا غلام جیلانی رفعت اور مفتی شرف الدین رامپوری سے علوم وفنون میں دسترس حاصل کی۔ آپ تمام علوم متداولہ بالخصوص علوم ادب واصول اور ریاضی میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ ریاست ٹونک کے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہوئے پھر ریاست جاورہ میں اقامت اختیار کی۔ یہیں وصال فرمایا، کئی عربی کتب کے حواشی لکھے۔ دس حواشی و تصانیف میں الاثر شرح علی منار الاصول اور رسم الخرات زیادہ اہم ہیں۔ تاریخ ولادت اور وفات معلوم نہ ہو سکی۔ (3)

(1) تذکرہ محدث سورتی، ص243

(2) محدث تذکرہ محدث سورتی، ص277تا279

(3) تذکرہ کاملان رامپور، ص122، 123... فقہائے ہند، 3/155

دوست محمد صابر ملتانی

حکیم انقلاب، ممتاز الاطباء حکیم دوست محمد صابر ملتانی صاحب کی پیدائش 9جولائی1906ء کو ملتان کینٹ میں حکیم نور حسین کے گھر ہوئی اور30 مئی1972ء کو لاہور میں وفات پائی، قبر فصیح روڈ نزد میانی صاحب قبرستان میں ہے،لوح قبر پر یہ القابات لکھے ہیں:مجدد طب،موجد نظریہ مفرد اعضاء، فدائے مصطفی، واقف اسرار، امام فن، ابو الشفاء،ابو النباض وغیرہ۔ آپ ایک طبی محقق تھے، آپ نے جدید طریقہ علاج قانون مفرد اعضادریافت کیااوراس کی تائید کے لیے 16 سے زائد کتب اور کثیر مضامین لکھے آپ کی کوشش سے علم طب میں انقلاب برپاہوا، آپ کامطب فیض باغ عیسیٰ سٹریٹ نمبر 10 میں تھا، آپ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ لاہور کے بانی بھی ہیں، آپ سے مشاہیر حکمانے تربیت پائی، آپ دین سے بھی لگاؤرکھتے تھے، جب علامہ سیّد فضل حسین شاہ صاحب نے تاجپورہ نزدوسن پورہ میں انجمن معین الدین تاج پورہ بنائی تو آپ اس کے صدر قرار پائے، یہ علما کی صحبت میں رہتے اور دینی تقریبات میں حصہ لیتے تھے، نیز ماہنامہ معین الدین لاہور کے اعزازی اڈیٹر بھی تھے جیساکہ ماہ مئی تاماہ اکتوبر1933ء کے شماروں کے سرورق پر آپ کانام اس ذمہ داری کے ساتھ مرقوم ہے۔ (1)

رحیم اللہ دہلوی

منشی شاہ رحیم اللہ دہلوی بلندپایہ بزرگ، بہترین خطاط اور فارسی اداشناس تھے۔ مفتی شاہ محمد مسعود مجددی دہلوی کے مریدوخلیفہ تھے، خط نسخ میں اچھالکھتے تھے مگر نستعلیق میں بڑاکمال حاصل تھا۔زندگی کا اکثر حصہ الور میں گزارا،غالباًیہیں وفات ہوئی۔کچھ عرصہ ریاست میں ملازمت کی۔طلبہ کوخوشنویسی سکھایا کرتے تھے۔منشی صاحب کی خطاطی کے نمونے پاک وہند کے کئی عجائب خانوں میں موجودہیں۔رکن الملت والدین حضرت مولاناشاہ رکن الدین الوری آپ کے مشہور شاگردہیں۔(2)

رحیم بخش محمد مسعود مجددی فاروقی دہلوی

فقیہ الہند حضرت مفتی رحیم بخش محمد مسعود مجددی فاروقی دہلوی کی ولادت دہلی کے علمی گھرانے میں

(1) خفتگان خاک لاہور،ص70
(2) فتاویٰ مسعودیہ،ص53،54...رکن دین،ص15

1250ھ مطابق 1834ء کو ہوئی اور یہیں 10رجب 1309ھ مطابق 13نومبر 1891ء کو وصال فرمایا، مزار درگاہ خواجہ باقی باللہ میں مسجد کے شمالی جانب ایک احاطے میں ہے۔ آپ عالم دین، مفتی وقت، امام وخطیب ومفتی جامع مسجد فتحپوری ودارالافتاء دہلی، مرید وخلیفہ سید امام علی شاہ مجددی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ مکان شریف، مشرقی پنجاب ہند، بانی دارالافتاومدرسہ جامع الاسلامیہ دہلی اور صاحب تصنیف تھے۔[1]

رفیع اللہ رامپوری

اخون زادہ حضرت مولانا علامہ رفیع اللہ رامپوری کی ولادت علامہ عبید اللہ خان سواتی کے ہاں رامپور میں ہوئی۔ والد صاحب اور علمائے رامپور سے علوم اسلامیہ حاصل کر کے مدرسہ عالیہ رامپور میں مدرس مقرر ہوئے، زندگی بھر تدریس درس نظامی میں مشغول رہے۔ 1282ھ کو رامپور میں انتقال فرمایا۔[2]

ریاست علی خان شاہجہانپوری

استاذ العلماء حضرت مولانا ریاست علی خان شاہجہانپوری جید عالم دین، فقیہ اسلام، مدرس درس نظامی اور شیخ طریقت تھے، آپ تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری کے شاگرد اور خلیفہ تھے، آپ کئی کتب کے مصنف ہیں، تفسیر قرآن پر آپ کی دو تصانیف ہیں: (1)الزلالین شرح الجلالین۔ آپ کا یہ حاشیہ مطبع منشی نولکشور لکھنو سے (1342ھ مطابق 1923ء) میں شیخ سلام اللہ دہلوی (متوفیٰ: 1229ھ مطابق 1814ء) کے حاشیہ جلالین موسوم بہ کمالین کے ساتھ شائع ہوا۔ جس کے سرورق پر آپ کا نام بھی ہے۔ اس وقت جو حاشیہ جلالین کلاں کے نام سے پاک وہند میں شائع ہو رہا ہے اس میں یہ موجود ہے مگر اس میں آپ کا نام تحریر نہیں ہے۔ (2)لباب التنزیل فی حل مشکلات القرآن۔ آپ کی وفات 23ربیع الآخر 1349ھ میں ہوئی۔[3] آپ کا تذکرہ فتاویٰ رضویہ میں متعدد جگہوں پر ہے اور کفل الفقیہ الفاہم کے آخر میں آپ کی تصدیق ہے۔ نیز فتاویٰ رضویہ میں بعض مقامات (مثلاً 12/445، اور 15/134 اور 17/503) پر آپ کے استفتاء بھی ہیں۔[4]

---

1 فتاویٰ مسعودیہ، ص19، 42تا47

2 تذکرہ کاملان رامپور، ص143

3 نزہۃ الخواطر، 8/168، 169

4 ممتاز علمائے فرنگی محل، ص417تا419

ریحان حسین مجددی

صاحبزادہ مولانا ریحان حسین مجددی کی ولادت شوال 1308ھ میں ہوئی، علوم اسلامیہ مدرسہ ارشاد العلوم رامپور سے حاصل کرکے یہاں پڑھانے لگے، ریاست سے انہیں وظیفہ بھی ملتا تھا۔

سراج الحق گورداسپوری

سراج الاولیاء حضرت خواجہ سراج الحق گورداسپوری کی ولادت 14 ذیقعدہ 1273ھ کرنال (ہند) کے قریشی فاروقی گھرانے میں ہوئی، آپ نے ابتدا میں دنیاوی تعلیم حاصل کی اور نائب تحصیل دار کی نوکری کرنے لگے، ساتھ ساتھ دینی مشاغل بھی جاری رکھے، پھر اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کیا اور دورہ حدیث کرکے فارغ التحصیل ہوئے، بیعت کا شرف حضرت صوفی سید محمد حسین مرادآبادی چشتی صابری سے حاصل کیا، سراج الاولیاء اور آپ کے خلفا نے فتنہ قادیانیت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، آپ سے کئی کرامات کا صدور بھی ہوا، آپ کا وصال 28 شوال 1350ھ مطابق 8 مارچ 1932ء کو ہوا، آپ کا مزار محلہ غفوری نزد جھولنا محل اندرون ہنومان گیٹ گورداسپور پنجاب ہند میں ہے۔[1]

سفیان ثوری

امیرُ المومنین فی الحدیث حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 98ھ میں کوفہ (عراق) میں ہوئی اور شعبانُ المعظم 161ھ میں وصال فرمایا۔ مزار بنی کُلیب قبرستان بصرہ میں ہے۔ آپ عظیم فقیہ، محدث، زاہد، ولی کامل اور استاذِ محدثین وفقہا تھے۔[2]

سلیمان اشرف

مفکرِ اسلام، خلیفہ اعلیٰ حضرت پروفیسر حضرت علّامہ سیّد سلیمان اشرف بہاری کی ولادتِ باسعادت 1295ھ میں میرداد، ضلع پٹنہ، بہار ہند میں ہوئی اور وصال 5 ربیع الاوّل 1358ھ کو فرمایا۔ تدفین علی گڑھ اسلامی یونیورسٹی کے اندر شیروانیوں والے قبرستان میں ہوئی۔ آپ کی کئی کتب مثلاً النّور اور الرّشاد وغیرہ

1. انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/400 تا 411
2. سیر اعلام النبلاء، 7/229، 279... طبقات ابن سعد، 6/350

یادگار ہیں۔[1]

سَیِّد رسول چشتی

استاذ العلماء حضرت مولانا سَیِّد رسول چشتی کی پیدائش 1875ء کو علمی گھرانے میں سربھنہ ضلع ایبٹ آباد میں ہوئی اور یہیں 25 جولائی 1959ء کو وصال فرمایا۔ آپ اپنے علاقے کے علما سے علم دین حاصل کر کے ہند تشریف لے گئے اور وہاں علامہ احمد حسن کانپوری، علامہ فضل حق محدث رامپوری اور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان اور مفتی اعظم ہند مفتی محمد مصطفٰی رضا خان سے شرف تلمذ پایا۔ بیعت کا شرف قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی سے حاصل کیا۔ زندگی بھر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت میں بھی حصہ لیا۔[2]

شرف الدین علوی رامپوری

مفتی رامپور حضرت مولانا مفتی شرف الدین علوی رامپوری فقہائے احناف میں سے ہیں، آپ کا تعلق پنجاب سے ہے، وہاں سے رامپور میں آئے اور یہاں کے قاضی و مفتی بنائے گئے، ریاست نے کئی گاؤں انعام میں دیئے، اہل ثروت تھے۔ افتاو قضا میں یکتا تھے، لوگوں کا بہت رجوع تھا۔ طلبہ کا حلقہ وسیع تھا، اتنی محنت سے پڑھاتے کہ طلبہ آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔ آپ کو امام ابو یوسف ثانی کہا جاتا تھا۔ کئی کتب و رسائل تحریر کئے جن میں سراج المیزان اور شرح سلم بھی ہیں۔ وصال 5 شعبان 1268ھ مطابق 25 مئی 1852ء کو فرمایا۔[3]

شریف حسین بن علی ہاشمی

شریف حسین بن علی ہاشمی (وفات 1350ھ مطابق 1931ء) دار الخلافہ استنبول کی طرف سے مکہ مکرمہ کے گورنر تعینات تھے، انھوں نے 9 شعبان 1334ھ مطابق 1916ء کو مرکز (خلافتِ عثمانیہ) سے علیحدگی کا اعلان کر کے صوبہ حجاز اور اس سے ملحق بعض علاقوں پر مشتمل مملکت ہاشمیہ حجاز قائم کر لی جسے 1343ھ

1 تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص144... سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 2/266 تا 268
2 تذکرہ علماء اہل سنت ایبٹ آباد، ص195 تا 198
3 تذکرہ کاملان رامپور، ص170... فقہائے ہند، 3/196

مطابق 1924ء کو ختم کرکے مملکت سعودیہ میں شامل کر دیا گیا۔ (1)

شمس الدین احمد میاں

حضرت مولانا شمس الدین احمد میاں صاحب علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی کے فرزند، جید عالم دین، شیخ طریقت، فضل و کمال کے جامع، علوم باطنیہ میں ماہر، طبعاعالی ہمت اور والد گرامی کے مرید و خلیفہ و جانشین تھے، آپ کا وصال یکم صفر 1335ھ کو ہوا۔ (2)

شمس الدین شائق

شمس العلماء حضرت مولانا منشی شمس الدین شائق صاحب ایک علمی شخصیت تھے، آپ نے کئی کتب لکھیں، قرآن پاک کا اشعار میں ترجمہ بھی لکھا جو مطبوع ہونے کے بعد مقبول ہوا، انجمن نعمانیہ کے ابتدائی سالوں میں آپ اس کے صدر بھی رہے۔ (3)

شہاب الدین غوری

شہاب الدین غوری تاجک خاندان سے تعلق رکھتا تھا، یہ سلطنت غوریہ (552ھ تا 603ھ) کا دوسرا حکمران تھا، اس سلطنت کا آغاز افغانستان میں غیاث الدین غوری نے کیا اور ہرات کو اپنا دار الحکومت بنایا، شہاب الدین نے اسے بنگال تک وسعت دی، 603ھ میں دریائے جہلم کے کنارے ایک شخص نے حملہ کرکے اسے شہید کر دیا۔ اس کا مقبرہ ضلع جہلم کی تحصیل سوہاوہ میں چکوال موڑ جی ٹی روڈ سے 17 کلومیٹر کے فاصلے پر چوہان گاؤں میں واقع ہے۔

شہاب الدین محمد شاہ جہاں

شہاب الدین محمد شاہ جہاں خرم کی پیدائش 5 جنوری 1592ء اور وفات 22 جنوری 1666ء کو ہوئی، یہ سلطنتِ مغلیہ کے پانچویں شہنشاہ ہیں، انھوں نے 1628ء سے 1658ء تک حکومت کی۔ ان کا عہد مغلیہ

(1) تاریخ الدولۃ المکیہ، ص81... اعلام للزرکلی، 2/239

(2) مصباح العاشقین، ص20... افضال رحمانی، ص131

(3) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص21، 22، 52

سلطنت کے عروج کا دَور تھا اور اِس دور کو عہدِ زریں بھی کہا جاتا ہے۔ انھوں نے ہی مشہور تاج محل اور ممتاز محل بنوائے تھے۔

شیر شاہ سوری

شیر شاہ سوری کا اصل نام فرید خان تھا۔ 1486ء میں پیدا ہوئے جونپور میں تعلیم پائی۔ 21 سال والد کی جاگیر کا انتظام چلایا پھر والئی بہار کی ملازمت کی۔ جنوبی بہار کے گورنر بنے۔ کچھ عرصہ شہنشاہ بابر کی ملازمت کی بنگال بہار اور قنوج پر قبضہ کیا مغل شہنشاہ ہمایوں کو شکست دے کر ہندوستان پر اپنی حکمرانی قائم کی۔ اپنی مملکت میں بہت سی اصلاحات نافذ کیں۔ اپنے تعمیری کاموں کی وجہ سے ہندوستان کے نپولین کہلائے، سنار گاؤں سے دریائے سندھ تک ایک ہزار پانچ سو کوس لمبی جرنیلی سڑک تعمیر کروائی جو آج تک جی ٹی روڈ کے نام سے موجود ہے۔ شیر شاہ سوری کا دورِ حکومت (17 مئی 1540 تا 22 مئی 1545) 5 سال اور 5 دن پر مشتمل ہے۔

صادق علی خاں دہلوی

حکیم صادق علی خاں دہلوی خاندانی حکیم تھے، والد حکیم محمد شریف دہلوی اپنے زمانے میں حکما کے سر (head) کی مانند تھے، ان کی صحبت میں رہ کر حکیم حاذق بنے۔ حکمت کی تدریس میں بہت ماہر تھے۔ علم و عمل اور اوصاف ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ بطور استاذ الحکماء بھی آپ بے مثال و یکتا تھے۔ ان کا شاگرد ہونا لوگوں میں باعث اعزاز تھا۔ زمانے کے کامل حکما ان کی شاگردی پر فخر کرتے تھے، اس سے ان کی شخصیت کی اکملیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ حکیم محمد اجمل کے حقیقی دادا ہیں۔ یہ اہل سنت اور عقائد اسلاف پر سختی سے عمل کرنے والے تھے۔ (1)

صالح آفندی قادری رزاقی

نقیب الاشراف حضرت سید صالح آفندی قادری رزاقی حماہ شریف کے مشائخ قادریہ رزاقیہ میں سے تھے۔ ان کا نسب نامہ کچھ یوں ہے: شیخ صالح بن شیخ محمد مرتضیٰ (وفات: 1323ھ) بن شیخ محمد نجیب ثانی بن شیخ

(1) آثار الصنادید، ص51... حیات رضا کی نئی جہتیں، ص38

محمد الازہری بن شیخ محمد نجیب الکبیر ہے۔ آخر الذکر مفتی حماہ، شیخ سجادہ تھے ان کی پیدائش 1207ھ اور وفات 1256ھ میں ہوئی۔ [1]

صالح کمال حنفی

مفتیٔ اَعْظمِ مکہ، عالمِ اَجل حضرت شیخ صالح کمال حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1263ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور یہیں 1332ھ کو وِصال فرمایا، مکہ شریف کے قبرستان اَلْمَعْلٰی میں دفن کئے گئے۔ آپ علامہ دہر، حافظ و قاری، مدرّسِ مسجدِ حَرَم، قاضیٔ جدہ، شیخ الخطباء والائمہ، استاذ العلماء اور مکہ شریف کی مؤثّر شخصیت تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت کی 4 کتب فتاویٰ الحَرَمین برجف نُدوۃ المین، اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیۃ، حُسّامُ الحَرَمین، کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھم پر تَقارِیظ بھی تحریر فرمائی تھیں۔ [2]

صدر الدین شاہ گیلانی

حضرت مخدوم سید صدر الدین شاہ گیلانی الملقب مخدوم محمد غوث رابع قادری 1285ھ مطابق 1868ء کو پیدا ہوئے اور 10 محرم 1366ھ مطابق 5 مارچ 1946ء میں وفات پائی، تدفین جد امجد مخدوم موسیٰ پاک شہید کے احاطے میں ہوئی، آپ کا عرس ہر سال دس محرم کو ہوتا ہے۔ آپ خوش شکل وخوب سیرت، دینی ودنیوی وجاہت کے مالک اور دربار مخدوم موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین تھے، حضرت مخدوم سید غلام مصطفی شاہ گیلانی آپ کے فرزند وجانشین مقرر ہوئے۔ [3]

صلاح الدین سعیدی

مولانا صلاح الدین سعیدی صاحب تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور کے ڈائریکٹر ہیں، موصوف ماہر قلم کار، زیرک، صاحب مطالعہ، خوش اخلاق اور سادہ طبیعت کے مالک ہیں، کثیر کتب پر آپ کی تقاریظ، اخبارات، رسائل وجرائد میں مضامین اور کئی کتب کے مرتب ہیں، راقم نے ان کی زیارت پیر زادہ علامہ

---

1. اتحاف الاکابر، ص405، 406
2. مختصر نشر النور، ص219 ... امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ، ص305
3. تاریخ اولیائے ملتان، ص134 تا 136 ... ہفتہ وار رسالہ الفقیہ امرتسر، ص7 تا 14 دسمبر 1946ء، جلد29، ص6

اقبال احمد فاروقی صاحب کے مکتبہ نبویہ پر کی۔

ضامن علی زیدی

حضرت مولانا سیّد ضامن علی زیدی الور کے مشہور عالمِ دین، استاذ العلماء، اسلامی شاعر اور خلیفہ حضرت میاں صاحب تھے۔ آپ کا تخلص مفتون تھا۔ صاحبزادہ سید شبیر حسین اختر زیدی الور کے مشہور شاعر ان کے صاحبزادے اور سندھ کے معروف شاعر مقبول الوری (وفات 27 فروری 1989ء) علامہ ضامن علی زیدی صاحب کے پوتے تھے۔ [1]

ضیاء الدین مدنی

قطبِ مدینہ، شیخ العَرَبِ والعجم، حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی کی ولادت 1294ھ مطابق 1877ء کلاس والا ضلع سیالکوٹ میں ہوئی اور وصال 4 ذوالحجہ 1401ھ مطابق 2 اکتوبر 1981ء کو مدینہ منورہ میں ہوا۔ تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔ آپ عالمِ باعمل، ولیِ کامل، حسنِ اخلاق کے پیکر اور دنیا بھر کے علما و مشائخ کے مرجع تھے۔ آپ نے تقریباً 75 سال مدینۂ منورہ میں قیام کرنے کی سعادت حاصل کی، اپنے مکانِ عالی شان پر روزانہ محفلِ میلاد کا انعقاد فرماتے تھے۔ سیدی و مرشدی امیرِ اہلِ سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ آپ کے مرید اور آپ کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمن مدنی کے خلیفہ ہیں۔ [2]

ضیائے معصوم کابلی

حضرت خواجہ ضیائے معصوم کابلی رحمۃ اللہ علیہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی کے چشم و چراغ تھے، ان کا نسب نامہ یوں ہے: خواجہ ضیائے معصوم بن خواجہ عطائے معصوم بن خواجہ شاہ عبد الباقی بن خواجہ شاہ صفی اللہ بن خواجہ غلام محمد معصوم بن خواجہ محمد اسماعیل بن خواجہ محمد معصوم بن امام ربانی مجدد الف ثانی۔

آپ عالمِ دین، صوفی باصفا، شیخِ طریقت، مرجعِ خاص و عام، مرشد بادشاہ قابل امیر حبیب اللہ خان، صاحبِ کرامت ولی اللہ اور صاحبِ بصیرت و ادراک تھے، وصال 29 جمادی الاولیٰ 1337ھ کو ہوا، مزار

1. حیات کرم حسین، ص130... روشن تحریریں، ص50
2. سیدی قطب مدینہ، ص7، 8، 11، 17

مبارک کابل سے تقریباً30 کلو میٹر کے فاصلے پر مقام بہار باغ صفا افغانستان میں ہے۔[1]

ظہور الحسین مجددی رامپوری

شمسُ العلماء حضرت علّامہ ظہور الحسین مجددی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1274ھ میں ہوئی اور وصال 22 جمادی الاخری 1342ھ کو رامپور میں ہوا۔ آپ علومِ عقلیہ ونقلیہ میں ماہر، صدر مدرس دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، بشمول مفتیِ اعظم ہند سینکڑوں علما کے استاذ اور کئی درسی کتب کے مُحَشِّی ہیں۔

ظہوراللہ فرنگی محلی

علامہ ظہوراللہ فرنگی محلی کی پیدائش 1174ھ مطابق 1760ء کو ہوئی اور 17 ربیع الاول 1256ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جامع معقول ومنقول، استاذالعلماء، مفتی اودھ اور کتب درسیہ بالخصوص کتب فقیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ تصانیف میں زواہد ثلاثہ برمطول حاشیہ یادگار ہے۔[2]

عابد علی شاہ قادری چشتی الوری

امام انام حضرت خواجہ حافظ سید عابد علی شاہ قادری چشتی الوری الور کے مشہور بزرگ ہیں۔ آپ حضرت شاہ ولایت امروہی سہروردی کے خاندان سے تھے۔ حافظ صاحب کی ولادت 29 رمضان 1298ھ مطابق 25 اگست 1881ء کو مرادآباد میں ہوئی۔ آپ نے حافظ محمد انور شاہ مرادآبادی (مرید وخلیفہ پیر جی میاں) سے حفظ قرآن کی سعادت پائی، پھر حصول علم دین کے بعد پیر جی میاں احمد شاہ رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر 3 صفر 1316ھ کو بیعت ہوئے اور 27 شعبان 1322ھ کو 24 سال کی عمر میں خلافت سے نوازے گئے۔ پیر جی میاں صاحب کے حکم سے 2 رمضان 1322ھ مطابق 10 نومبر 1904ء کو الور تشریف لائے اور رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کا قیام دوسال چنبیلی باغ (بیرون دروازہ مالاکھیڑا، دامن کوہ الور) میں رہا۔ آپ عموماً نماز جمعہ مسجد دائرہ میں ادا فرماتے تھے کیونکہ یہ مسجد آپ کے قریب تھی۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ صاحب سے ملاقات کرتے اور باہم علم وعرفان پر مبنی گفتگو ہوتی۔ 1323ھ مطابق 1905ء میں بحکم مرشد آپ اپنے چھوٹے بھائی حافظ سید واحد علی شاہ الوری کو بھی یہاں

1 بزم جاناں، ص86، 96تا98

2 ممتاز علمائے فرنگی محل، ص116

لے آئے۔ تقریباً دو سال آپ کا قیام خواص کنہیالال جی باغیچی میں رہا۔ صرف 28 سال کی عمر میں آپ نے 29 رمضان 1326ھ مطابق 25 اکتوبر 1908ء کو وصال فرمایا۔ آپ کی تدفین خانقاہ قادریہ موضع مونگسکہ نزد الور ریلوے اسٹیشن میں ہوئی جس پر عالیشان مزار کی تعمیر کی گئی، آپ کا یوم عرس گیارہ شوال ہے۔ (1)

عالم شاہ نقشبندی

خواجہ عالم شاہ نقشبندی بہت بلند مرتبہ ولی اللہ اور خواجہ قادر بخش کے چہیتے مرید تھے۔ آپ کمالات و مراتب عالیہ سے متصف، اعلیٰ اخلاق کے مالک، لوگوں کے خیر خواہ اور آستانہ عالیہ کوٹ عبد الخالق متصل جہاں خیلاں کے پہلے سجادہ نشین تھے۔ (2)

عباد اللہ الوری

قاری عباد اللہ الوری استاذ القراء قاری قادر علی رٹولوی کے شاگرد تھے، علم قراءت میں ماہر تھے، استاذ قاری قادر علی رٹولوی کو آپ پر اتنا اعتماد تھا کہ اپنے نائب کے طور پر اپنے مدرسے میں مقرر فرمایا۔ ان کے متعلق مزید معلوم نہیں ہو سکا۔

عبد الاحد محدث پیلی بھیتی

سلطان الواعظین، خلیفہ اعلیٰ حضرت علّامہ مولانا عبد الاحد مُحدِّث پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ المحدثین علّامہ وصی احمد محدث سورتی کے صاحبزادے، جید عالم، استاذ العلماء، واعظِ خوش بیاں اور مجازِ طریقت تھے۔ 1298ھ میں پیلی بھیت میں پیدا ہوئے اور یہیں 13 شعبان 1352ھ میں وصال فرمایا، گنج مراد آباد (ضلع اناؤ) ہند میں دربارِ مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے قرب میں دفن کئے گئے۔ (3)

عبد الباقی فرنگی محلی مہاجر مدنی

شیخ العالم حضرت مولانا عبد الباقی فرنگی محلی مہاجر مدنی کی پیدائش 1286ھ کو فرنگی محل لکھنؤ یوپی ہند

1 تجلیات مرشد المعروف بہ سوانح امام انام حضرت سیدنا عابد علی الوری، ص 20، 23، 24، 32، 88، 109، 110، 134... تذکرہ صوفیائے میوات، ص 571 تا 578... تذکرہ کاملان رامپور، ص 20 تا 22... روشن تحریریں، ص 137

2 لمعات قادریہ و تبرکات خالقیہ، ص 240

3 تذکرہ محدثِ سورتی، ص 209 تا 218

میں ہوئی، علمائے فرنگی محل سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کرکے یہاں تدریس کرنے لگے۔ بیعت کا شرف حضرت شاہ عبد الرزاق قادری فرنگی محلی سے حاصل کیا۔ کئی حج کئے اور علمائے مکہ و مدینہ سے علمی وروحانی استفادہ کیا۔ 1322ھ میں آپ مستقل مدینہ شریف میں رہائش پذیر ہو گئے اور سلطنت حیدرآباد دکن کے تعاون سے ایک عظیم الشان المدرسۃ النظامیۃ المدینۃ المنورۃ قائم فرمایا۔ آپ کے شاگردوں میں عرب و عجم کے کئی جلیل القدر علماومشائخ ہیں۔ آپ کا وصال مدینہ منورہ میں 4 ربیع الآخر 1364ھ مطابق 1945ء میں ہوا۔ تدفین جنۃ البقیع میں ہوئی۔[1]

عبد الباقی محمد برہان الحق جبل پوری

برہانِ ملت، خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی عبد الباقی محمد برہان الحق جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1310ھ 1892ء کو جبل پور (ایم پی) ہند میں ہوئی اور وصال 26 ربیع الاول 1405ھ مطابق 10 دسمبر 1984ء کو فرمایا۔ مزار مبارک عید گاہ کلاں رانی تال جبل پور میں ہے۔

آپ فاضل دار العلوم منظر اسلام، مفتیِ اسلام، عُلومِ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر، نعت گو شاعر، بہترین واعظ، متحرک راہنما، شیخ طریقت اور درگاہِ قادریہ سلامیہ کے سجادہ نشین تھے۔ تصنیف کردہ 26 کتب ورسائل میں **جذباتِ برہان** بھی ہے جو آپ کا نعتیہ دیوان ہے۔[2]

عبد الحق خیر آبادی

شمس العلماء حضرت علامہ عبد الحق خیر آبادی 1244ھ میں علامہ فضل حق خیر آبادی کے ہاں دہلی میں پیدا ہوئے، والد گرامی سے علم معقول و منقول حاصل کرکے 16 سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ والد صاحب کے ساتھ الور میں گئے تو انہیں عمائدین ریاست میں شامل کرلیا گیا۔ کلکتہ، ٹونک اور حیدرآباد دکن کے مدارس میں تدریس میں مصروف رہے۔ عرصہ دراز تک مدرسہ عالیہ رامپور کے مدرس وپرنسپل رہے۔ علوم اسلامیہ بالخصوص علوم معقولات پڑھانے میں کمال مہارت رکھتے تھے۔ بے انتہا سخی تھے۔ آپ

1 تذکرہ علمائے اہل سنت، ص 172

2 برہانِ ملت کی حیات و خدمات، ص 16، 17، 63

کی شہرت حجاز اور جامعۃ الازہر قاہرہ مصر تک تھی۔ آپ کے گیارہ حواشی میں سے زبدۃ الحکمت، تسہیل الکافیہ اور خاتم الحواشی علی شرح السلم للقاضی شامل ہیں۔ آپ کا وصال 23 شوال 1316ھ کو اپنے وطن خیر آباد میں ہوا۔ دادا علامہ فضلِ امام خیر آبادی کے قرب میں تدفین ہوئی۔ [1]

عبد الحکیم میر پوری

قاضی کشمیر، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی علامہ عبد الحکیم میر پوری استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ محمد عبد اللہ لدّروی کشمیری کے صاحبزادے، جید عالم دین، مدرس درسِ نظامی اور مفتی اسلام تھے۔ ساری زندگی مدرسہ اشاعت القرآن میر پور کشمیر میں تدریس فرماتے رہے، آپ سینکڑوں علمائے اہل سنت کے استاذ ہیں۔ آپ میر پور کی مرکزی مسجد کے امام وخطیب تھے، اس مسجد کو اَب جامع مسجد مفتی عبد الحکیم کہا جاتا ہے۔ کشمیر میں قاضیوں اور مفتیوں کے تقرر کا نظام آپ کی کوشش سے بنایا گیا۔ آپ کشمیر کے پہلے قاضی تھے۔ اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود آپ عاجزی کا پیکر تھے، اپنے تلامذہ کے شاگردوں کا بھی احترام کرتے اور انہیں فاضل کے لقب سے ملقب کیا کرتے تھے۔ [2]

عبد الحلیم کریالوی

عالم شہیر حضرت مولانا مفتی حافظ عبد الحلیم کریالوی رحمۃ اللہ علیہ کریالہ (تحصیل وضلع چکوال) کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظِ قرآن، مفتی زمانہ، فاضل وقت، محقق ومفکر، خوش الحان مقرر اور صاحب تصنیف بزرگ تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے گہرے تعلقات تھے، ایک عرصہ تک ممبئی (ہند) میں خدمات دین میں مصروف رہے، ان کی ایک کتاب احتراز الصالحین عن شرور الفاسقین پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے 1301ھ مطابق 1883ء میں ایک تقریظ بھی لکھی۔ [3]

عبد الحمید ہزاروی

مولانا عبد الحمید ہزاروی عظیم عالم دین اخوندزادہ مولانا محمد عالم قادری ہزاروی قادری کے گھر چمبہ پنڈ

1. تذکرہ کاملان رامپور، ص199 تا 201
2. ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق، ص3
3. تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص45 تا 52... تقاریظ امام احمد رضا، ص80

میں پیدا ہوئے، والد سے علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت حاصل کی، بیعت کا شرف قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ سے حاصل کیا، زندگی بھر درس و تدریس میں مصروف رہے، 3 شوال 1353ھ مطابق 9 جنوری 1935ء کو وصال فرمایا، اپنے دونوں بیٹوں شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی اور علامہ ابو المعانی غلام ربانی کے علاوہ آپ کے داماد علامہ محب النبی ہاشمی وغیرہ شاگرد تھے۔(1)

عبد الحی فرنگی محلی

فقیہ اسلام علامہ ابو الحسنات عبد الحی فرنگی محلی کی پیدائش 26 ذیقعدہ 1264ھ کو باندہ (Banda) یوپی ہند میں ہوئی۔ آپ کا 29 ربیع الاول 1304ھ کو لکھنؤ میں وصال ہوا۔ آپ حافظ قرآن متبحر عالم دین، مفتی اسلام، محشی کتب درس نظامی اور استاذ العلماء تھے۔ آپ نے اکثر علوم اسلامیہ والد گرامی علامہ عبد الحکیم فرنگی محلی سے حاصل کئے، شیخ الاسلام سید احمد دحلان مکی سے سند حاصل کی۔ آپ نے کچھ عرصہ حیدر آباد دکن اور اکثر لکھنؤ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کی کتب میں سعایہ شرح وقایہ، التعلیق الممجد حاشیہ مؤطا امام محمد، التبیان فی شرح المیزان، الفوائد البهیه فی تراجم الحنفیه، التعلیقات السنیه علی الفوائد البهیه اور مجموعة الفتاوی دو جلدیں اہم ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں علامہ انوار اللہ حیدر آباد دکنی، مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی اور مولانا قاری سید عین القضاہ لکھنوی وغیرہ مشہور ہیں۔(2)

عبد الرحمن پانی پتی

مولانا قاری عبد الرحمن پانی پتی کی پیدائش 1227ھ مطابق 1812ء اور وفات 5 ربیع الآخر 1314ھ مطابق 13 ستمبر 1896ء کو پانی پت (ریاست ہریانہ، ہند) میں ہوئی، آپ عالم دین، تلمیذ و مرید و خلیفہ شاہ اسحاق دہلوی، استاذ القراء والعلماء، مصنفِ کتب تھے۔(3) بعض حضرات کے نزدیک امام المحدثین نے آپ سے بھی قرآن مجید، حدیث اور فقہ کی اجازات حاصل کیں، جو درست نہیں، کیونکہ امام المحدثین نے ان سے براہ راست اجازات نہیں لیں بلکہ آپ کو علامہ عبد الغنی بہاری کے واسطے سے ان کی اجازتیں حاصل ہوئیں۔(4)

(1) فیضان شیخ القرآن، ص84 تا 89
(2) ممتاز علمائے فرنگی محل، ص142 تا 166
(3) اساتذۂ امیر ملّت، ص61 تا 68
(4) میزان الادیان، ص89... احسن الکلام، ص64

عبد الرحیم چشتی رامپوری

قاری حافظ عبد الرحیم چشتی رامپوری مرید وخلیفہ حضرت مولانا سیّد جمال الدین رامپوری(شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے تھے، آپ فن قراءت وحفظ میں رامپور میں مشہور تھے۔[1]

عبد الرحیم رامپوری

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ عبد الرحیم رامپوری کی پیدائش حاجی محمد سعید خان تیراہی کے گھر 1164ھ کو ہوئی۔ فقہ واصول اور علوم عربیہ کے بہترین عالم تھے۔ فنون ریاضی پر بھی دسترس تھی، باعمل وپرہیز گار اور مال ودنیا سے بے رغبت تھے، شاگردوں کے تحائف بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ ریاست سے جو وظیفہ ملتا تھا اسی پر اکتفا کیا کرتے، بڑے بڑے علما آپ کے شاگرد ہیں، کتب میں مجمع الصیغ فارسی اور شرح غایۃ البیان فارسی یادگار ہیں۔ وصال 1234ھ میں رامپور میں ہوا۔[2]

عبد الشکور صادق چشتی نظامی کمبل پوش

حضرت مولانا عبد الشکور صادق چشتی نظامی کمبل پوش کی ولادت 27رجب 1311ھ مطابق 1894ء کو آگرہ(یوپی،ہند) میں ہوئی اور 14ربیع الآخر 1395ھ مطابق 26اپریل 1975ء کو حیدرآباد میں وصال فرمایا، آپ حضرت سید احمد علی جمال شاہ نظامی کمبل پوش کے مرید وخلیفہ اور اسلامی شاعر تھے، دیوان ذوق تصوف آپ کی یادگار ہے جسے آپ کے خلیفہ صوفی محمد یعقوب نظامی کورنگی کراچی نے شائع کروایا ہے۔[3]

عبد العزیز خان قادری دہلوی

اخون صاحب حضرت حافظ عبد العزیز خان قادری دہلوی کا لقب شاہ مقبول احمد ہے۔ آپ کی پیدائش 1211ھ میں ہوئی۔ آباؤ اجداد کا تعلق قدیم شاہ جہان آباد سے ہے۔ آپ نے حفظ القرآن کے بعد حضرت شاہ عبد القادر دہلوی، مولانا کریم اللہ دہلوی اور سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے شرف تلمذ پایا اور اعلیٰ علمی مقام پر فائز ہوئے۔ بیعت کا شرف خلیفہ اچھے میاں حضرت شاہ آل احمد مارہروی اور حضرت شاہ

---

1 تذکرہ کاملان رامپور، ص92
2 تذکرہ کاملان رامپور، ص213
3 انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص547تا551

سید محمد غوث قادری شہید (شہادت:5شعبان 1255ھ) سے کرکے سلسلہ قادریہ اور دیگر سلاسل میں خلافت حاصل کی۔ آپ ولی کامل جلیل القدر شیخ طریقت اور مرجع خاص وعام تھے۔ آپ کا وصال10 محرم1296ھ کو ہوا۔ مزار مبارک احاطہ مزار حضرت خواجہ باقی باللہ میں صحن مسجد سے جانب مشرق ہے۔ (1)

عبد العلی محمد فرنگی محلی حنفی قادری

بحر العلوم علّامہ عبد العلی محمد فرنگی محلی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت فرنگی محل لکھنو(یوپی،ہند) میں 1142ھ کو ہوئی اور12 رجب1225ھ کو وصال فرمایا، تدفین مدراس (جنوبی ہند) کی مسجد والا شاہی کے پہلو میں ہوئی۔ آپ بانیِ درسِ نظامی علّامہ نظامُ الدّین سہالوی کے لختِ جگر، جامعِ علومِ عقلیہ ونقلیہ، استاذُ العلماء، فَوَاتِحُ الرَّحَمُوْت بِشَرْحِ مُسَلَّمُ الثُّبُوْت سمیت کثیر کتب کے مصنف اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے ہیں۔ (2)

عبد الغفار خان نقشبندی

استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الغفار خان نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1273ھ کو رامپور کے ایک افغانی خاندان میں ہوئی، رامپور کے جید علمائے کرام سے علوم اسلامیہ کو حاصل کیا، دورہ حدیث شریف تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری سے کیا اور ان سے دستار فضیلت وسند الفراغ حاصل کی، بیعت وخلافت کا شرف بھی ان سے حاصل ہوا، تدریس کا بہت جذبہ تھا، چار دانگ عالم میں ان کے شاگرد دین متین کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ علم کلام سے خاص شغف تھا۔ انھوں نے اپنے استاذ اور پیر ومرشد کے فتاویٰ کو دو جلدوں میں بنام فتاویٰ ارشادیہ جمع فرمایا۔ (3)

عبد الغفور الوری

حضرت مولانا حافظ عبد الغفور الوری عالم دین اور مرید وخلیفہ شیخ طریقت مفتی محمد مسعود دہلوی تھے۔ حفظ القرآن کے بہترین مدرس تھے۔ مفسر قرآن علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری الوری صاحب نے

(1) مشائخ قادریہ برکاتیہ، عمدۃ الصحائف، ص214تا252
(2) تذکرہ علمائے فرنگی محلی، ص137تا141
(3) تذکرہ کاملان رامپور، ص230تا232...مولانا ارشاد حسین حیات وخدمات، ص29

آپ سے کلام پاک حفظ کیا۔ [1]

عبد الغفور قادری

خطیب کوکل حضرت مولانا عبد الغفور قادری کی پیدائش 1351ھ مطابق 1933ء میں کوکل کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی، دینی تعلیم خاندان بالخصوص اپنے نانا اور ماموں سے حاصل کی، مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے جھنڈ شریف اور کھڈ شریف ضلع اٹک کے علما سے استفادہ کیا، دورۂ حدیث شریف کے لیے دار العلوم حزب الاحناف میں داخلہ لیا اور سند فراغ حاصل کی، آپ اپنے خاندانی بزرگوں کی طرح آستانہ عالیہ چھوہر شریف حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ محمود الرحمٰن چھوہروی سے بیعت کا شرف حاصل کیا، تحصیل علم کرنے کے بعد وطن واپس آئے اور درس و تدریس میں مصروف ہوگئے، مسجد کوکل میں امامت اور پھر علاقہ والوں کے اصرار پر نماز جمعہ کا آغاز کیا یوں آپ خطیب کوکل کہلائے، طویل عمر پاکر 8 جمادی الاولیٰ 1436ھ مطابق 28 فروری 2015ء کو وصال فرمایا، علاقہ کا تاریخی جنازہ تھا، بکثرت علمائے کرام، ائمہ، خطبا اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی، ذکر و دُرود و سلام اور قصیدہ بردہ شریف جلوس جنازہ کے ساتھ پڑھا جارہا تھا، تدفین جائے پیدائش میں ہوئی۔ [2]

عبد الغفور ہزاروی

شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی کی پیدائش 9 ذوالحجہ 1329ھ مطابق یکم دسمبر 1911ء کو موضع چنبہ پنڈ ضلع ہری پور ہزارہ پاکستان میں ہوئی اور آپ نے 7 شعبان 1390ھ مطابق 9 اکتوبر 1970ء کو وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ پنجاب میں وصال فرمایا، آپ جامع معقول و منقول،، فاضل دار العلوم منظر اسلام بریلی، مرید و تلمیذ قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ، خلیفہ حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان، جید عالم دین، سحر انگیز خطیب، شاعر و مدبر، تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت کے رہنما اور اکابرین اہل سنت سے تھے۔ [3]

1 فتاویٰ مسعودیہ، ص57... تذکرہ اکابر اہل سنت، ص422
2 تذکرہ علمائے اہل سنت ایبٹ آباد، ص285 تا 287
3 فیضان شیخ القرآن، ص126، 142، 643

عبد القادر جیلانی

بانیِ سلسلۂ قادریہ، سردارِ اولیا، غوثُ الاعظم حضرتِ سیّد محیُ الدّین ابو محمد عبد القادر جیلانی حسنی حسینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 470ھ مطابق 1078ء کو جیلان (ایران) میں ہوئی اور 11 ربیع الآخِر 561ھ مطابق 14 فروری 1166ء کو بغداد شریف (عراق) میں وصال فرمایا، آپ جیّد عالمِ دین، بہترین مدرّس، پُراثر واعظ، مصنّفِ کُتب، فقہاو محدّثین کے استاذ، شیخ المشائخ اور مؤثّر ترین شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کا مزارِ مبارک دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے منبعِ انوار و تجلّیات ہے۔[1]

عبد القادر شاہ نقشبندی

تولیڑے والے بابا حضرت صوفی سید عبد القادر شاہ نقشبندی کی ولادت پیر 2 ربیع الاول 1268ھ پھلور ضلع جالندھر مشرقی پنجاب انڈیا میں ہوئی، 10 ربیع الاول 1381ھ مطابق 22 اگست 1961ء بروز منگل سہ پہر تین بجے حیدرآباد سندھ میں وصال فرماگئے، آپکا مزار مبارک بالہ ناکہ آفتاب آباد حیدرآباد میں مرجع خلائق ہے، آپ کو حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی کے پیربھائی حضرت کرم بخش نقشبندی مجددی پھلواری (خلیفہ حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندی) سے بیعت و خلافت کی سعادت حاصل ہوئی، سائیں توکل شاہ کی صحبت میں بھی رہے، آپ نے سلطان الہند حضرت خواجہ سید حسن سجزی اجمیری کے روحانی حکم سے قصبہ تولیڑہ ریاست الور میں قیام فرمایا، آپ کی برکت سے تولیڑہ سے طاعون کی بیماری دور ہوئی، 1947ء میں پاکستان ہجرت کی، دو سال گوجرانوالہ میں قیام فرمایا اور 1949ء میں حیدرآباد تشریف لے آئے، آپ شریعت و طریقت کے جامع تھے، کبھی نماز قضا نہ ہوئی۔ کئی غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، آپ عابد و زاہد، کم سخن، خاموش طبع، صوفی کامل تھے۔ اگرچہ آپ کی شخصیت مرجع خلائق تھی مگر آپ نے کسی کو اپنے سلسلے کی خلافت عطا نہیں فرمائی۔[2]

---

1. بہجۃ الاسرار، ص171 ... طبقاتِ امام شعرانی، جزء:1، ص178 ... مرآۃ الاسرار، ص563، 571

2. بزم جاناں، ص284 ... روشن تحریریں، ص62 ... تذکرہ اولیائے جالندھر، ص347، 348

عبد القادر غمگین رامپوری

قاضی القضاۃ ریاست رامپور مفتی عبد القادر غمگین رامپوری کی پیدائش 1197ھ مطابق 1783ء کو برلاس رامپور کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ علمائے رامپور سے علم حاصل کر کے 14 سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ بہت ذہین فطین تھے۔ حدیث وفقہ اور ریاضی میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ برطانوی کمپنی میں ملازمت کر کے کئی شہروں میں قیام کیا، مراد آباد میں صدر الصدور کے عہدے پر فائز ہوئے۔ بہادر شاہ ظفر کے ہاں بھی ملازمت کی، پھر رامپور آئے اور یہاں کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے، مدرسہ عالیہ رامپور کے مہتمم رہے، اس دوران 23 سے زائد کتب لکھیں، اردو فارسی، بھاکا اور میرٹھی میں شعر کہتے تھے۔ (1)

عبد القادر محدثِ بدایونی

تاج الفحول، محب رسول، شیخ الاسلام علامہ عبد القادر محبِّ رسول قادری بدایونی کی پیدائش 17 رجب 1253ھ مطابق اکتوبر 1837ء کو بدایون یوپی ہند میں سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی کے گھر میں ہوئی۔ بچپن سے ذہین وفطین اور علوم اسلامیہ کی تحصیل کی طرف مائل تھے۔ حفظ القرآن کے بعد والد گرامی، علامہ نور احمد بدایونی، علامہ فضل حق خیر آبادی سے علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کی۔ والد صاحب سے بیعت کر کے خلافت سے نوازے گئے۔ مکہ شریف حاضر ہو کر شیخ جمال عمر حنفی مکی سے سند حدیث لی۔ ساری زندگی، درس وتدریس، تصنیف تالیف اور فتاویٰ نویسی میں مصروف رہے۔ مطالعہ کتب کا شوق تھا۔ جب آپ الور میں علامہ فضل حق صاحب سے پڑھتے تھے تو ایک رات مطالعہ کر رہے تھے کہ اچانک آپ کے استاذ وہاں ٹہلتے ہوئے آگئے اور پوچھا: عبد القادر! کون سی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہو؟ جواب دیا: دن میں وقت نہیں ملتا، اب دلائل الخیرات کا حزب مکمل کر رہا ہوں، یہ سن کر ازراہِ تفنن فرمایا: ایسی کتابیں تمہارے والد علامہ فضل رسول بدایونی صاحب اچھی پڑھا سکتے ہیں یہ انہیں سے پڑھ لیا کرو، جب یہ بدایوں واپس آئے اور اس واقعے کا ذکر والد صاحب سے کیا تو انھوں نے ازراہ محبت فرمایا: **تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میرے والد صاحب تو وہ کتابیں بھی اچھی پڑھا سکتے ہیں جو آپ پڑھاتے ہیں۔**

(1) تذکرہ کاملان رامپور، ص234، 235... فقہائے ہند، 3/322

آپ کی 21 تصانیف میں سے الکلام السدید فی تحریر الاسانید، تصحیح العقیدہ فی باب الامیر معاویہ، احسن الکلام فی تحقیق عقیدۃ الاسلام، دیوان تاج الفحول مطبوع ہیں۔ آپ کے مشہور شاگردوں میں صاحبزادہ علامہ عبد المقتدر بدایونی، سراج السالکین علامہ شاہ ابو الحسین احمد نوری، شاہ جی حضرت علامہ شاہ اسماعیل حسن مارہروی، حافظ بخاری علامہ سید عبد الصمد چشتی، صاحب تفسیر قادری علامہ سید عمر حسینی حنبلی حیدرآبادی اور مولانا عبد الرزاق مکی وغیرہ شامل ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے 1315ھ میں ان کی شان میں چراغ حسن قصیدہ مدحیہ تحریر فرمایا۔ آپ کا وصال 17 جمادی الاولیٰ 1319ھ مطابق ستمبر 1901ء کو بدایون میں ہوا۔ والد گرامی علامہ فضل رسول کے پہلو میں جانب قبلہ تدفین ہوئی۔ (1)

عبد الکریم پنجابی گنج مراد آبادی

چھوٹے بابا علامہ عبد الکریم پنجابی گنج مراد آبادی کی پیدائش جالندھر کے پنجابی سیّد خاندان میں ہوئی۔ علم حاصل کرنے کے لیے بدایون، سہسوان وغیرہ کا سفر کرکے علامہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر اسی در کے ہو کر رہ گئے۔ علامہ صاحب سے سند حدیث وخلافت حاصل کی۔ علامہ صاحب نے اپنی نواسی کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا۔ آپ زبردست عالم دین، زاہد ومتقی، صاحبِ کشف اور عکس علامہ فضل رحمٰن تھے۔ زمین داری وباغات کی دیکھ بھال کرتے، ذکر وفکر میں مگن رہا کرتے تھے۔ انکی بڑی بیٹی کا نکاح علامہ وصی احمد محدث سورتی کے صاحبزادے خلیفہ اعلیٰ حضرت، سلطان الواعظین علامہ عبد الواحد پیلی بھیتی سے ہوا۔ اس نکاح میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بنفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ آپ کا وصال 28 ربیع الاول 1349ھ کو ہوا اور آموں والے باغ میں تدفین کی گئی۔ (2)

عبد الکریم خان محب رامپوری

مولانا حکیم عبد الکریم خان محب رامپوری جید عالم دین، مدرس درس نظامی اور حاذق طبیب تھے۔ علامہ سعد اللہ دہلوی سے اکثر کتب پڑھی تھیں۔ مدرسہ عالیہ رامپور میں تدریس بھی کرتے رہے۔ آپ دین دار

(1) اکمل التاریخ، ص328تا344... چراغ حسن، ص5تا24... تاج الفحول حیات وخدمات، ص73، 74

(2) تذکرہ محدث سورتی، ص288تا290

اور نیک شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا وصال 1299ھ میں بھیکم پور (نزد علی گڑھ یوپی ہند) میں ہوا اور وہیں تدفین کی گئی۔ (1)

عبد الکریم رامپوری

ملا فقیر اخوند شاہ عبد الکریم رامپوری کی پیدائش 4 رجب 1143ھ کو گجرات سٹی پنجاب میں ہوئی اور 2 شعبان 1206ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک محلہ زیارت حلقہ والی رامپور میں ہے۔ آپ جید عالم، استاذ العلماء اور عظیم شیخ طریقت ہیں، خلافت حضرت شاہ منور علی الہ آبادی سے حاصل کی۔ نواب حافظ رحمت خان جب تک زندہ تھے پیلی بھیت رہتے تھے، ان کی وفات کے بعد مکمل رامپور آگئے، زندگی بھر درس وتدریس میں مصروف رہے مگر درویشی میں کمال پایا۔ اپنی نیکی وتقوی اور افادہ عام کی وجہ سے خاص وعام میں مقبول ہوئے۔ نواب آف رامپور فیض اللہ خان نے جاگیر نذر کی، اس لیے آپ کی آمدن کثیر اور دستر خوان وسیع تھا، نوکر چاکر کثیر تھے۔ آپ کی تبلیغ سے کئی کفار دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ خانقاہ میں مدرسہ بھی قائم تھا جس میں طلبہ علم دین حاصل کرتے تھے۔ خانقاہ میں کثیر کتب پر مشتمل لائبریری بھی تھی۔ آپ کے مشہور خلفا میں آپ کے صاحبزادے عارف باللہ، قطب الاقطاب میاں غلام شاہ رامپوری، بھائی حضرت شاہ نعمت اللہ رامپوری، حکیم حافظ ملا دریا خان رامپوری، حضرت نواب شاہ علی حسین مرادآبادی وغیرہ شامل ہیں۔ ملا فقیر اخوند کا نسب کچھ یوں ہے: ملا فقیر اخوند عبد الکریم بن شاہ رحمت اللہ بن شاہ حافظ برخوردار بن شاہ کبیر گجراتی بن شاہ محمد صادق بن شاہ فتح اللہ بن شاہ عبد الصمد بن شاہ عبد المجید بن شاہ عبد القدوس گنگوہی۔ (2)

عبد الکریم ملک پوری آل رسولی قادری برکاتی

استاذ الحافظ حضرت مولانا حافظ قاری عبد الکریم ملک پوری آل رسولی قادری برکاتی وہ خوش نصیب ہیں جنہوں نے مجدد درگاہِ برکاتیہ علامہ سید اسماعیل شاہ جی میاں اور ان کے دونوں بیٹوں کو پڑھایا۔ آپ حضرت شاہ آل رسول مارہروی کے مرید، حافظ قرآن اور بہترین قاری ہیں۔ ان کے ایک بیٹے حافظ عبد الحفیظ ملکپوری

1. تذکرہ کاملان رامپور، ص336
2. سوانح حیات منور علی شاہ، ص 32 تا 37 ... تذکرہ کاملان رامپور، ص297، 321

تھے۔ جن سے تاج العلماء کے بڑے بھائی حضرت مولانا سید غلام محی الدین فقر عالم نے استفادہ کیا۔[1]

عبدالله بن مبارک مَروَزِی

امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبد اللہ بن مبارک مَروَزی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 118ھ کو مَرْو (تُرکمانستان) میں ہوئی اور وِصال 13 رمضان 181ھ کو فرمایا۔ مزار مبارک ہیت (صوبہ انبار) مغربی عراق میں ہے، آپ تبع تابعی، شاگردِ امام اعظم، عالمِ کبیر، مُحدِّثِ جلیل اور اکابر اولیائے کرام سے ہیں۔ کتابُ الزُّهْدِ وَالرَّقَائِق آپ کی مشہور تصنیف ہے۔[2]

عبدالله نقشبندی قادری

باباجی لاروی حضرت خواجہ میاں عبد اللہ نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1278ھ مطابق 1862ء شیخ بالاکوٹ ضلع مانسہرہ کے ایک گجر بجران خاندان میں ہوئی۔ آپ علم لدنی سے مالامال تھے۔ باواجی سرکار حضرت خواجہ نظام الدین کیاں شریف نقشبندی سے بیعت و خلافت تھی۔ شیخ المشائخ اخوند سید و بابا حافظ عبد الغفور قادری صاحب سوات سے سلسلہ قادریہ کی خلافت حاصل ہوئی۔ آپ باواجی سرکار کے حکم سے لار، وانگت کنگن ضلع کاندربل جموں کشمیر میں تشریف لے گئے، خانقاہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ کی ترویج واشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا۔ مجموعہ ملفوظات نظامیہ، مجموعہ سی حرفی ہا اور اسرار کبیری آپ کی مطبوع کتب ہیں۔ آپ کا وصال 15 شعبان 1345ھ مطابق 21 فروری 1925ء کو 63 سال کی عمر میں ہوا۔ مزار شریف بابا نگری لار، وانگت کشمیر میں ہے۔[3]

عبد المقتدر بدایونی

مطیع الرسول حضرت علامہ مولانا عبد المقتدر بدایونی کی پیدائش 11 جمادی الاخریٰ 1283ھ کو تاج الفحول علامہ عبد القادر بدایونی کے گھر ہوئی۔ جد محترم سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی نے نام رکھا اور دعاؤں سے نوازا۔ علم دین والد محترم اور علامہ نور احمد بدایونی سے حاصل کیا۔ جلد علوم وفنون میں

1. رسالہ مباحث امامت، ص3 وحیات وخدمات، ص146 تا 153
2. طبقاتِ امام شعرانی، ج1، ص 84 تا 86... محدثین عظام
3. اسرار کبیری، ابتدائی حالات مصنف

مہارت حاصل کی اور مدرسہ قادریہ بدایون میں پڑھانے لگے۔ بیعت واجازت والد صاحب سے حاصل ہوئی۔ والد صاحب کے وصال کے بعد جمادی الاخریٰ 1319ھ میں آستانہ عالیہ قادریہ بدایون کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ سراج السالکین علامہ ابو الحسین احمد نوری نے خرقہ پہنایا۔ ساری زندگی رشد وہدایت اور درس وتدریس میں مصروف رہے۔ مشہور شاگردوں میں تاج العلماء علامہ اولادِ رسول محمد میاں مارہروی، محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی اور علامہ عبد المجید آنولوی وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کا وصال 25 محرم 1334ھ کو نمازِ فجر کے آخری سجدے میں ہوا۔[1]

عبد المنان شہباز گڑھی

صاحبِ حق استاذ العلماء علامہ عبد المنان شہباز گڑھی 1313ھ مطابق 1895ء کو شہباز گڑھ ضلع مردان کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اپنے علاقے کے علماء سے علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت کے بعد مدرسہ اندرکوٹ میرٹھ (یوپی ہند) سے دورہ حدیث کیا، مدرسہ نصرۃ الاسلام سے تدریس کا آغاز کیا، پھر دار العلوم منظر اسلام میں پڑھایا، پھر پاکستان میں آکر دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں تدریس کی، 1348ھ مطابق 1929ء سے 1350ھ مطابق 1931ء تک آپ نے تین سال یہاں تدریس فرمائی، پھر اپنے گاؤں میں آخر زندگی تک سلسلہ تدریس جاری رکھا اور مسجد بہران خیل کے امام وخطیب مقرر ہوئے۔[2] ان کی وفات 8 جمادی الاخریٰ 1399ھ مطابق 5 مئی 1979 کو شہباز گڑھ میں ہوئی اور انہیں مسجد صاحب حق شہباز گڑھ سے متصل دفن کیا گیا۔[3] کتاب سیدی ابو البرکات کے صفحہ 28 اور 29 پر دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے اساتذہ میں مولانا عبد الحنان نام لکھا ہوا، باوجود تلاش اس نام کے کسی عالم دین کے بارے میں معلومات نہیں ہوئیں جنھوں نے دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں پڑھایا ہو البتہ مولانا عبد المنان صاحب کے بارے میں استاذ العلماء، مصنف کتب کثیرہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب نے لکھا ہے: حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں علوم اسلامیہ

1. تذکرہ علمائے اہل سنت، ص 130، 131... تاج الفحول حیات اور خدمات، ص 29 تا 31
2. تعارف علماء اہل سنت، ص 210
3. حیات صاحب حق، ص 85

کا فیضان جاری کیا۔[1] اس لیے نام درست کر دیا گیا ہے۔

عبد الواحد بلگرامی

صاحب سبع سنابل حضرت علامہ میر سید عبد الواحد بلگرامی کی پیدائش 912ھ کو سانڈی کے زیدی حسینی سادات گھرانے میں ہوئی۔ علوم معقول و منقول کو حاصل کرنے کے بعد شیخ صفی چشتی سے مرید ہوئے، ان کے جانشین شیخ حسین چشتی نے خلافت سے نوازا۔ آپ عالم دین، عارف کامل، اسلامی ہندی شاعر اور اعلیٰ پائے کے بزرگ تھے۔ 3 رمضان 1017ھ کو بلگرام میں وصال فرمایا۔ 15 کتب میں سبع سنابل اور شرح الکافیہ فی التصوف مشہور ہیں۔[2]

عبد الوحید فردوسی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مجاہدِ دین وملت حضرت مولانا قاضی عبد الوحید فردوسی رضوی کی ولادت 1289ھ عظیم آباد پٹنہ بہار ہند میں ہوئی، آپ متحرک عالمِ دین، صاحبِ ثروت، بہترین واعظ، نعت گو شاعر، مفکر و رہنما تھے، آپ نے مجلس عالی حمایتِ سنّتِ محمدی بنائی، پریس بنام مطبع اعوانِ اہل سنت وجماعت (مطبع حنفیہ) کا آغاز کیا، دینی رسالہ تحفۂ حنفیہ (مخزنِ تحقیق) جاری کیا اور مدرسۂ اہلِ سنت وجماعت (مدرسہ حنفیہ) قائم فرمایا۔ آپ کا وصال 19 ربیع الاول 1326ھ کو ہوا اور درگاہِ حضرت پیر جگ جوت جھٹلی شریف پٹنہ میں تدفین ہوئی۔[3]

عبد الوہاب شاہ جیلانی

حضرت سخی عبد الوہاب شاہ جیلانی کا لقب شہنشاہِ حیدر آباد ہے، آپ غوث الاعظم دستگیر حضرت سید عبد القادر جیلانی کے خاندان سے ہیں، مزار حیدر آباد پاکستان میں مرجع خاص وعام ہے، راقم ان کی درگاہ پر حاضری کا شرف پا چکا ہے، ان کا مزار دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔

عبد الجلیل بلگرامی

حضرت علامہ میر عبد الجلیل بلگرامی چشتی کی پیدائش 20 رجب 972ھ کو میر عبد الواحد بلگرامی کے گھر

1. تعارف علماء اہل سنت، ص 211
2. مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص 75 تا 77، 208
3. سالنامہ معارف رضا 2005، ص 251... تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 191... تذکرۂ علمائے اہلسنت، ص 153

ہوئی۔ علوم درسیہ اور تصوف کی تعلیم والد صاحب سے پائی، انہیں سے مرید ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ مختلف علاقوں کی سیاحت کی بالآخر 1007ھ میں مارہرہ میں قیام فرمایا۔ مسلسل 41 سال یہاں گزار کر رشد وہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ صفر 1057ھ میں مارہرہ میں وفات پائی۔ اپنی قائم کردہ خانقاہ میں تدفین کی گئی، آج کل اسے بڑے پیر کی درگاہ کہا جاتا ہے۔ [1]

عبد الرشید عظیم آبادی

استاذ العلماء، خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی حافظ سیّد عبد الرشید عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ منظرِ اسلام بریلی شریف کے اوّلین طالبِ علم، ملک العلماء علامہ شاہ ظفر الدین بہاری کے زندگی بھر کے رفیق، جیّد عالِم، مُناظرِ اسلام اور کئی مدارس خُصوصاً جامعہ اسلامیہ شمسُ الھدیٰ پٹنہ کے مدرّس تھے۔ 1290ہجری میں موضع موہلی (پٹنہ) میں پیدا ہوئے اور 24 شوال 1357ھ میں وِصال فرمایا، مزار مبارک موضع کوپا عظیم آباد پٹنہ (یوپی) ہند میں ہے۔ [2]

عبد العلیم

حضرت شاہ عبد العلیم قدس سرہ اپنے بھائی حافظ ابو اسحاق کے ساتھ سلطان پور عرف بھیرہ نزد ولید پور ضلع اعظم گڑھ یوپی سے دھاواشریف منتقل ہوگئے اور یہاں خانقاہ اور مدرسہ بنایا اور ساری زندگی درس وتدریس میں گزاری۔ [3]

عزیز احمد قادری بدایونی

قطبِ لاہور، استاذِ حکیمُ الاُمّت، حضرت علّامہ مفتی حافظ عزیز احمد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1319ھ کو آنولہ (بانس بریلی، یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال یکم ذوالحجۃ الحرام 1409ھ کو لاہور میں فرمایا، مزار قبرستان حضرت جان محمد حضوری (نزد چوک گڑھی شاہو) میں ہے۔ آپ حافظِ قرآن، فاضل مدرسہ قادریہ بدایون، ماہرِ علومِ نقلیہ و عقلیہ، استاذُ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، مفتیِ اسلام، زیارتِ اعلیٰ حضرت سے

1 مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص77، 78
2 جہانِ ملک العلماء، ص863، 959، 965
3 تذکرۂ مشائخ غازی پور، ص421 تا 428

مشرف، عارف باللہ، خلیفۂ قطبِ مدینہ تھے۔ امیر اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری کو تمام سلاسل میں اجازت بھی عطا فرمائی۔ [1]

عزیز الحسن بریلوی

حضرت مولانا مفتی عزیز الحسن بریلوی کا شمار چودھویں صدی ہجری کے بریلی شریف کے بڑے علما و حکما میں ہوتا ہے، آپ جید عالم دین، حکیم حاذق، صاحب تصنیف اور مفتی اسلام تھے۔ ان کے والد گرامی مولانا محمد حسن خان بریلوی بھی جید عالم دین اور عارف تھے، مفتی صاحب نے اپنے والد صاحب کے لیے جامع معقول و منقول، مجمع کمالات ظاہری و باطنی، رأس المحققین، قدوۃ المتقین، صدید الاذکیاء کے القابات لکھے جس سے ان کے والد صاحب کی خصوصیات سے آگاہی ہوتی ہے۔ مفتی صاحب نے حکمت کے موضوع پر رسالہ التبصرہ فی احوال کثرۃ التنفسہ 1326ھ میں لکھا جو عربی اور اردو زبان میں ہے۔ اس میں کئی علما اور حکما نے تقاریظ لکھیں اور اسے رفاہ عامہ پریس سے 1908ء کو 40 صفحات پر شائع کروایا گیا ہے۔ ان کے صاحبزادے مولانا مفتی حکیم ابو الحسن بریلوی کو مخدوم الاولیاء نے 10 ذیقعدہ 1345ھ کو خلافت سے نوازا۔ [2]

عطا محمد بندیالوی

استاذ العلماء حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1334ھ مطابق 1916ء کو موضع پدّاھڑ تحصیل و ضلع خوشاب پنجاب میں ہوئی اور ڈھوک دھمن ضلع خوشاب میں 4 ذیقعدہ 1419ھ مطابق 22 فروری 1999ء میں وصال فرمایا، آپ جامع معقول و منقول، امام المناطقہ، ملک المدرسین، استاذ العلماء، کثیر التلامذہ اور 20 سے زائد کتب و رسائل اور مقالہ جات کے مصنف ہیں۔ آپ کا عرصہ تدریس 50 سال پر محیط ہے، دار العلوم حزب الاحناف میں آپ نے ایک سال پڑھایا تھا۔ [3]

علاؤ الدین قادری گیلانی

صاحبزادۂ غوث الوریٰ حضرت پیر سید علاؤ الدین قادری گیلانی کی ولادت 18 ربیع الاول 1352ھ

---

1. احوال و آثار مفتی عزیز احمد قادری بدایونی، ص29، 53، 108
2. التبصرہ، ص1 تا 5... حیات مخدوم الاولیاء، ص312
3. ذکر عطاء فی حیات استاذ العلماء، ص45 تا 50

مطابق 11 جولائی 1933ء کو بغداد میں ہوئی، آپ نے دینی تعلیم مسجد سید سلطان علی بغداد سے حاصل کی۔ 1956ء کو آپ پاکستان آئے اور 1967ء کو آپ کی شادی خان آف قلات کی صاحبزادی سے ہوئی، آپ کا وصال 24 ذیقعدہ 1411ھ مطابق 7 جون 1991ء میں ہوا، تدفین بغداد ٹاؤن نزد ٹاؤن شپ لاہور پاکستان میں کی گئی، آپ خاندان غوثیہ کے چشم وچراغ، شیخ طریقت اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔

علم الدین شہید

غازی علم الدین شہید 8 ذیقعدہ 1366ھ مطابق 3 دسمبر 1908ء کو لاہور کے محلہ سرفروشاں میں پیدا ہوئے اور 27 جمادی الاولیٰ 1348ھ مطابق 31 اکتوبر 1929ء کو جام شہادت نوش فرمایا۔ کم وبیش 6 لاکھ عشاق رسول نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، مزار میانی صاحب قبرستان میں ہے۔

علی بن عثمان ہجویری

منبع فیض عالم، مظہر نورِ خدا حضرت داتا گنج بخش سید علی بن عثمان ہجویری جنیدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 400ھ مطابق 1010ء کو غزنی شہر (مشرقی افغانستان) میں ہوئی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی کے جامع، سلسلہ جنیدیہ کے عظیم المرتبت شیخ طریقت، مشہور زمانہ کتاب کَشْفُ الْمَحْجُوْب کے مصنف اور برعظیم کے بہت بڑے ولی کامل ہیں۔ آپ نے 20 صفر 465ھ مطابق 5 نومبر 1972ء کو وصال فرمایا، مزار لاہور (پاکستان) میں دعاؤں کی قبولیت اور انوار و تجلیات کا مقام ہے۔[1]

عماد الدین اشرف لکڑ

شیخ عماد الدین اشرف لکڑ صاحبِ جذب کامل تھے۔ آپ کا وصال 19 رمضان 1290ھ کو کچھوچھہ مقدسہ میں ہوا۔ آپ کو محبوب یزدانی سے از راہِ اویسیہ ارادت حاصل تھی۔[2]

عمر علاء الدین لاہوری

مخدوم العالم، گنج نبات حضرت شیخ عمر علاء الدین لاہوری ثم پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 701ھ کو

(1) فیضان داتا علی ہجویری، ص4، 74
(2) حیات مخدوم الاولیاء، ص68، 69... صحائف اشرفی، 1/264

لاہور میں ہوئی، آپ اپنے وقت کے عالم و فاضل، مفتی و فقیہ، نحوی و صرفی، صوفی وولی اور خطیب و داعی تھے، آپ کا وصال یکم رجب 800ھ کو پنڈوہ شریف (ضلع مالدہ، مغربی بنگال، ہند) میں ہوا، آپ کی خانقاہ مرکز علم و عرفان تھی، بیک وقت پانچ سو سے سات سو تک علما یہاں تربیت پاتے تھے۔ آپ مرجع خاص و عام تھے۔ قطب عالَم حضرت شیخ نورُ الحق احمد چشتی نظامی پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ آپکے لائق و سچے جانشین تھے۔ (1)

عمر فاروقِ اعظم

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت ابو حفص عمر فاروقِ اعظم عدوی قرشی رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعۂ فیل کے 13 سال بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ دورِ جاہلیت میں علمِ انساب، گھڑ سواری، پہلوانی اور لکھنے پڑھنے میں ماہر اور قریش کے سردار و سفیر تھے، اعلانِ نبوت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے۔ آپ جلیلُ القدر صحابی، دینِ اسلام کی مؤثر شخصیت، قاضیِ مدینہ، قوی و امین، مبلغ عظیم، خلیفۂ ثانی، پیکرِ زہد و تقویٰ، عدل و انصاف میں ضربُ المثل اور عظیم منتظم و مدبر تھے۔ آپ کے ساڑھے 10 سالہ دورِ خلافت میں اسلامی حدود تقریباً سوا22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئیں۔ آپ نے یکم محرم 24ھ کو مدینہ شریف میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ (2)

عمو جان دہلوی

منشی میر عمو جان دہلوی مرد سنجیدہ، کار گزار، آزمودہ کار، اپنے وقت کے وحید و فرید روز گار تھے۔ آپ دہلی کے رہنے والے تھے۔ ریاست الور کے راجہ نے آپ کو 1254ھ مطابق 1838ء کو دہلی سے بلا کر عہدۂ دیوانی پر مقرر کیا۔ انھوں نے کچھ ہی عرصے میں ریاست کے خالی خزانے کو بھر دیا۔ عرصہ دراز تک اس عہدے پر فائز رہے، ریاست میں یہ کافی مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ الور میں منشی عمو جان باغ انہوں نے ہی لگوایا تھا، کئی کتب میں ان کا نام منشی امو جان لکھا ہے۔ (3)

غلام اللہ شر قپوری

حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شر قپوری مجددی شیخ طریقت، جانشین شیر ربانی، بانی جامعہ میاں

---

(1) آئینہ ہندوستان، ص255تا273
(2) تاریخ الخلفاء، ص 86تا117...العبر فی خبر من غبر، 1/ 20
(3) مرقع الور، ص143، 146، 147

صاحب اور کئی مساجد کی تعمیر وآبادی میں مصروف رہنے والے تھے، آپ کی پیدائش 1309ھ مطابق 1891ء کو شرقپور میں ہوئی اور یہیں 7 ربیع الاول 1377ھ مطابق 13 اکتوبر 1957ء کو وصال فرمایا، آپ کو شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری کے پہلو میں دفن کیا گیا، ان کو مساجد بنانے کا بہت شوق تھا۔

غلام جیلانی رفعت خاں رامپوری

عالم ربانی علامہ غلام جیلانی رفعت خاں رامپوری علامہ عبد العلی کے پھوپھا تھے، ان کی پیدائش 1155ھ میں پیلی بھیت یوپی ہند میں ہوئی۔ یہ بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ علوم معقولات ومنقولات میں مہارت کے ساتھ اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، عربی، فارسی اور اردو میں شعر کہتے تھے، جنگ نامہ مجموعہ اشعار اردو معروف ہے۔ آپ پیلی بھیت سے رامپور آئے محلہ راج دوارہ میں رہائش پذیر ہوئے۔ زندگی بھر درس وتدریس میں مصروف رہے، علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں بھی کمال تھا، حضرت خلیل احمد خاں شاہجہانپوری سے بیعت کی۔ آپ کے شاگرد کثیر ہیں۔ مفتی شرف الدین رامپوری، مولانا غیاث الدین رامپوری اور علامہ علی احمد عباسی چریاکوٹی آپ کے مشہور شاگرد ہیں۔ 80 سال کی عمر میں 27 ذوالحجہ 1234ء میں وصال فرمایا۔ ان کے مزار پر حاجتمند آتے ہیں اور دلی مرادیں لے کر جاتے ہیں۔ [1]

غلام حسن نقشبندی

بانی آستانہ عالیہ چک بھٹی باواجی حضرت خواجہ غلام حسن نقشبندی کی پیدائش حافظ آباد کے قریبی گاؤں نوروز پور (Naurozpur) میں ہوئی، یہاں حضرت محمد موسیٰ چشتی صاحب اور پھر للیانی شریف ضلع سرگودھا کے عالم دین حضرت علامہ غلام مرتضیٰ سے علم دین حاصل کیا، بیعت کا شرف حضرت باباجی خواجہ محمد خان عالم مجددی (وفات 3 ذوالحجہ 1288ھ) کی خدمت میں باولی شریف (سرائے عالمگیر، ضلع گجرات) جا کر حاصل کیا اور پھر خلافت سے نوازے گئے۔ تبلیغ دین کے لیے آپ مستقل طور پر چک بھٹی نزد پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں تشریف لے آئے۔ آپ عالم دین، مبلغ اسلام اور صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ کئی غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ آپ کا وصال 21 پاگھن کو ہوا۔ مزار مبارک چک بھٹی میں ہے

1 تذکرہ کاملان رامپور، ص284 تا286

جہاں ہر سال مارچ کے پہلے ہفتے اور اتوار کو عرس منعقد ہوتا ہے۔

غلام دستگیر قصوری ہاشمی نقشبندی

مناظرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری ہاشمی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اندرونِ موچی دروازہ لاہور میں ہوئی۔ جید عالمِ دین، مناظرِ اسلام، مصنّفِ کتب اور مجازِ طریقت تھے۔ 15 سے زیادہ تصانیف میں تقدیسُ الوکیل کو شہرت حاصل ہوئی۔ 20 محرم 1315ھ مطابق 21 جون 1897ء کو وصال فرمایا، مزارِ مبارک بڑا قبرستان (کچہری روڈ) قصور پاکستان میں ہے۔ (1)

غلام دستگیر نامی

مؤرخِ اہلِ سنت حضرت مولانا غلام دستگیر نامی صاحب کی پیدائش 23 جمادی الاخریٰ 1300ھ مطابق یکم مئی 1883ء کو رتّہ پیراں ضلع شیخوپورہ اپنے نانا کے گھر میں ہوئی، محسن اہلِ سنت غلام دستگیر قصوری کے نام پر آپ کا نام غلام دستگیر رکھا گیا، آپ کے والد گرامی لاہور کے مشہور ولی اللہ شیخ عبدالجلیل چوہٹر بندگی سہروردی کے خاندان سے تھے، آپ فارسی، اردو اور عربی پر دسترس رکھتے تھے، تاریخ گوئی، علم الانساب اور شاعری آپ کا میدان تھا، محکمہ تعلیم میں خدمات سرانجام دے کر ریٹائرڈ ہوئے، آپ نے 100 سے زائد کتب و رسائل لکھے، جن میں بزرگانِ لاہور، تاریخ جلیلہ اور اسلامی قانون وراثت مشہور ہیں، آپ کا وصال 7 رجب 1381ھ مطابق 16 دسمبر 1961ء کو لاہور میں ہوا، تدفین دربار قلندر رشاہ رتہ پیراں ضلع شیخوپورہ کے بائیں جانب کی گئی۔ (2)

غلام رسول لکھنوی

حضرت خواجہ غلام رسول لکھنوی حضرت خواجہ خدا بخش صابری کے مرید و خلیفہ تھے، آپ مہونہ (ضلع لکھنؤ یوپی ہند) سے لکھنؤ منتقل ہو گئے تھے، لکھنؤ کے علاقے یحیٰ گنج میں چوبیس سال رشد و ہدایت کا کام کرتے رہے۔ 1288ھ مطابق 1871ء کو وصال فرمایا۔ ترکِ دنیا اور توکل میں مشہور تھے تفصیلی حالات کتاب چشمۂ

(1) رسائل قصوری، ص47، 65

(2) تذکرہ اکابر اہلسنت، ص311 تا 314

رحمٰن میں ہیں۔[1]

غلام شاہ رامپوری

عارف باللہ، قطب الاقطاب میاں غلام شاہ رامپوری ملافقیر اخوند شاہ عبد الکریم کے قابل فخر فرزند ہیں۔ ان کی پیدائش 1180ھ کو رامپور میں ہوئی، جب چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو والد صاحب نے تعلیم ظاہری شروع کروائی، سات سال تک پڑھایا۔ تمام علوم اسلامیہ میں مہارت حاصل کی۔ 11 سال کی عمر میں والد صاحب نے بیعت کیا۔ ایک حجرہ کھود کر ایک سال چلہ کشی کروائی۔ اس حجرے سے تیز خوشبو آتی تھی ملافقیر اخوند نے یہیں اپنے دفن کی وصیت کی۔ چلہ کشی کے بعد انہیں قطب الاقطابی کی خوشخبری دی گئی۔ یہ بہت عبادت گزار اور نفلی روزے رکھنے والے تھے۔ چھ سال کی عمر سے کبھی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی۔ پوراماہ رمضان مسجد میں اعتکاف کرتے تھے۔ رات کا ایک حصہ عبادت میں گزارتے۔ دن میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ 7 جمادی الاخریٰ 1243ھ کو وصال فرمایا۔ والد صاحب کے مزار کے ساتھ تدفین ہوئی۔[2]

غلام علی اوکاڑوی رضوی اشرفی

شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی رضوی اشرفی کی ولادت 1338ھ مطابق 1919ء گجرات (پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور وصال 11 صفر 1421ھ مطابق 16 مئی 2000ء کو فرمایا۔ مزار آپ کے قائم کردہ جامعہ حنفیہ اشرف المدارس اوکاڑہ میں ہے۔ آپ تلمیذ و خلیفہ شاہ ابوالبرکات رضوی، استاذ العلماء، کئی رسائل کے مصنف اور اکابرینِ اہل سنت سے ہیں۔[3]

غلام علی آزاد چشتی بلگرامی

حسان الہند علامہ میر سید غلام علی آزاد چشتی بلگرامی بارہویں صدی ہجری کے عظیم مؤرخ، محدث، عالم، شاعر، صوفی باصفا اور سیاح ہیں۔ آپ کی پیدائش 25 صفر 1116ھ کو بلگرام میں ہوئی۔ علم دین

1 نور الرحمٰن، ص136
2 تذکرہ کاملان رامپور، ص297، 298
3 اشرف الرسائل فی تحقیق المسائل، ص6، 27... انوار قطب مدینہ، ص263

میر طفیل محمد بلگرامی اور علامہ میر عبدالجلیل بلگرامی سے حاصل کیا۔ میر سید لطف اللہ بلگرامی سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی۔ زندگی کے ابتدائی سالوں میں خواب میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی تو صبح حرمین طیبین روانہ ہوگئے۔ وہاں جاکر حج وزیارت مدینہ سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت شیخ محمد حیات سندھی مدنی سے علم حدیث حاصل کیا۔ آپ ہندی اور عربی زبان کے بہترین شاعر تھے۔ تصانیف میں سبحۃ المرجان فی آثارِ ہندوستان، مآثرالکرام، شمامۃ العنبر اور روضۃ الاولیاء مطبوع اور مشہور ہیں۔ آپ نے بخاری شریف کے باب الزکوۃ کی شرح بھی لکھی ہے۔ آپ کا وصال 24 ذی القعدہ 1200ھ کو خلد آباد جنوبی ہند میں ہوا۔ مزار پر ہر سال عرس ہوتا ہے۔[1]

غلام قادر اشرفی

مبلغِ اسلام حضرت مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 14 محرم الحرام 1323ھ کو ریاست فرید کوٹ ضلع فیروز پور، مشرقی پنجاب، ہند میں ہوئی اور 2 شوال 1399ھ کو وفات پائی، خانقاہ اشرفیہ، برلب جی ٹی روڈ، لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں مدفون ہیں۔ آپ فاضل جامعہ نعیمیہ مراد آباد، خطیبُ العصر، مدرس درس نظامی، 17 کتب ورسائل کے مصنف، فعال راہنما، اردو، ہندی، بھاشا، گورمکھی، گیانی اور سنسکرت زبانوں کے ماہر، حضرت شاہ سیّد علی حسین اشرفی اور شیخ الفضیلت علّامہ ضیاءُ الدین احمد مدنی کے خلیفہ اور مجاہدِ تحریک ردِارتداد و تحریک پاکستان تھے۔[2]

غلام قادر امرتسری

حضرت مولانا غلام قادر امرتسری مذہباً حنفی، مولداً بسالوی، مسکناً امرتسری اور امام وخطیب جامع مسجد کوچہ مرزا (کٹڑہ مہاں سنگھ متصل کوتوالی امرتسر) تھے، آپ نے کئی کتب ورسائل تحریر فرمائے، مزید معلومات نہ مل سکیں، محسن اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے بڑے بھائی حکیم غلام قادر امرتسری، مولانا غلام قادر امرتسری کے ہم عصر اور صاحب علم وتصنیف تھے۔[3]

1. روضۃ الاولیا مترجم، ص6تا10
2. سوانح اشرف المشائخ، ص7، 13، 25، 27
3. مجموعہ قادریہ، ص28، 55، 65... بزرگان امرتسر، ص114

غلام قادر بیگ فاروقی

حضرت مولانا حکیم غلام قادر بیگ فاروقی کی پیدائش حکیم احسن جان بیگ کے گھر محلہ جھوائی ٹولہ لکھنؤ میں یکم محرم 1243ھ مطابق 26 جولائی 1827ء کو ہوئی۔ والد لکھنؤ سے بریلی کے محلہ قلعہ (جامع مسجد کی مشرقی جانب) آکر مستقل رہائش پذیر ہوئے۔ حکیم قادر بیگ کے بھائی حکیم مطیع اللہ بیگ جامع مسجد بریلی کے متولی تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان سے درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھیں مگر بعد میں انھوں نے اعلیٰ حضرت سے ہدایہ شریف پڑھی۔ اعلیٰ حضرت ان کا بہت احترام کرتے اور ان کی سفارش کو قبول کرتے۔ آپ کے ایک بیٹے رنگون برما پھر کلکتہ میں مطب کرتے رہے، حکیم غلام قادر بیگ ان سے ملنے وہاں جاتے تھے، انھوں نے کئی استفتاء اعلیٰ حضرت کو وہاں سے بھیجے، یہ سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ تھے، ان کے خاندان کے لوگ اعلیٰ حضرت سے بیعت کرکے سلسلہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے۔ حکیم صاحب کا وصال یکم محرم 1336ھ مطابق 18 اکتوبر 1917ء کو 90 سال کی عمر میں ہوا۔ محلہ باقر گنج حسین باغ بریلی میں دفن کئے گئے۔ (1)

غلام قادر ہاشمی سیالوی بھیروی

استاذِ قطبِ مدینہ حضرت علّامہ غلام قادر ہاشمی سیالوی بھیروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1265ھ مطابق 1848ء کو بھیرہ شریف سرگودھا پاکستان میں ہوئی۔ 19 ربیع الاوّل 1327ھ مطابق 10 اپریل 1909ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک بیگم شاہی مسجد نزد مستی گیٹ لاہور پاکستان میں ہے۔ آپ جیّد عالم دین، چشتی سلسلے کے شیخ طریقت، بہترین مدرّس اور درجن سے زائد کُتُب کے مصنّف ہیں، "اسلام کی گیارہ کتابیں" آپ کی ہی تصنیف ہے۔ (2)

غلام محمد بگوی

عالم باعمل حضرت مولانا مفتی حافظ غلام محمد بگوی کی ولادت ایک علمی گھرانے میں 1255ھ / 1839ء کو بگہ (تحصیل پنڈ دادنخان) ضلع جہلم میں ہوئی، علم دین والدِ گرامی استاذ الکل مولانا غلام محی الدین بگوی سے

---

1 حیات رضا کی نئی جہتیں، 29 تا 37 سنت، ص 326

2 سیدی ضیاء الدین احمد القادری، 1 / 613... تذکرۂ اکابر اہل

حاصل کیا، سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ فقیر محمد چوراہی سے بیعت و خلافت کا شرف پایا، حصول علم و عرفان کے لئے لاہور آگئے، علم و تقویٰ کی وجہ سے یہاں عام و خواص کا رجوع آپ کی جانب تھا، آپ کی کوششوں سے لاہور کی بادشاہی مسجد آباد ہوئی اور آپ اس کے امام و خطیب، متولی اور صدر دار الافتاء بنائے گئے، آپ انجمن نعمانیہ لاہور کے بانیان میں سے بھی تھے، آپ کا وصال 4 جمادی الاخریٰ 1318ھ / 29 ستمبر 1900ء کو ہوا۔ مزار میانی قبرستان میں ہے۔[1]

غلام محی الدین فقیر عالم مارہروی

حضرت مولانا حافظ سید شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مارہروی کی پیدائش 4 ربیع الآخر 1302ھ کو حضرت مولانا سیّد ابو القاسم محمد اسماعیل شاہ جی میاں کے ہاں مارہرہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مارہرہ میں حاصل کی۔ حفظ قرآن کی تکمیل حضرت حافظ عبد الکریم آل رسولی ملکپوری سے کی، آواز اچھی تھی، تجوید کے ساتھ تلاوت کرتے تو بہت بھلا معلوم ہوتا۔ تا مین گنجِ سیتاپور میں منشی فرزند حسن پالوی اور منشی آل حسن پالوی سے فارسی درسی کتب پڑھیں، آخر الذکر سے فن خطاطی سیکھا اور اس میں کمال پایا۔ عربی درسیات کے لیے مدرسہ قادریہ بدایوان میں علامہ عبد القادر بدایونی اور محب احمد بدایونی سے پڑھا، والد ماجد اور مولانا حافظ امیر اللہ بریلوی سے متوسطات کتب پڑھیں۔ بیعت کا شرف والد صاحب سے پایا اور داداجان کے چہلم 4 ذوالحجہ 1326ھ میں خلافت سے نوازے گئے۔ ناناجان حضرت سید ابو الحسین نوری سے بھی خلافت حاصل ہوئی۔ انگریزی میں بھی اچھی استعداد رکھتے تھے۔ کئی کتب عقائد منظوم، رسالہ مباحث امامت، طرد المبتدعین عن مجالس المسلمین، مکتوب رد قادیانی یادگار ہیں۔ وزیر ریاست خیر پور نے علوم قدیمہ وجدیدہ کا ایک مدرسہ انبیٹھ میں بنایا۔ آپ نے اس میں کچھ عرصہ خدمات سرانجام دیں پھر بیمار ہوگئے اور مارہرہ تشریف لے آئے۔ اسی بیماری میں 28 رمضان 1330ھ صرف 28 سال کی عمر میں لکھنؤ میں وصال فرمایا۔ ناناجان شاہ ابو الحسین نوری کے مزار سے ملحق پس پشت تدفین ہوئی۔[2]

---

1. تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور، ص218... امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص155
2. رسالہ مباحث امامت، ص3تا15

غلام محی الدین نقشبندی

خواجہ غلام محی الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ باوَلی شریف(Bawli-sharif) تحصیل سرائے عالمگیر ضلع گجرات میں حضرت خواجہ محمد خان عالم نقشبندی کے گھر پیدا ہوئے، علومِ اسلامیہ مختلف علما سے حاصل کئے، مطالعہ کا بے حد شوق تھا، دوران سفر بھی مطالعہ والی کتب ساتھ ہوتیں، جب حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی باوَلی شریف آئے تو ان کے والد صاحب نے انہیں بیعت کرنے کی عرض کی، آپ نے بیعت کیا اور خلافت بھی عطا فرمائی، زندگی بھر ترویج سلسلہ میں مصروف رہے، وصال 25 صفر 1330ھ مطابق 14 فروری 1912ء کو ہوا، والد گرامی کے پہلو میں دفن کیا گیا۔(1)

فتح محمد بہاولنگری

حضرت مولانا فتح محمد بہاولنگری کی ولادت 1304ھ مطابق 1886ء کو **حبیب کے** ضلع بہاولنگر میں ہوئی اور بہاولنگر شہر میں رمضان 1389ھ مطابق نومبر 1969 میں وصال فرمایا، آپ جید عالم دین، مدرسہ عبد الرب دہلی سے فارغ التحصیل اور استاذ العلماء تھے، آپ نے کئی مدارس میں تدریس فرمائی اور بہاولنگر میں مدرسہ مفتاح العلوم کے بانی ہیں، آپ کے شاگرد دس ہزار سے زائد ہیں۔(2)

فرزند حسن پالوی

منشی فرزند حسن پالوی مہتمم مطبع صبح صادق سیتاپور تھے۔ ان کے بڑے بھائی منشی آل حسن پالوی تھے جو فارسی و خطاطی کے استاذ تھے، یوں تو دونوں بھائی خوشنویس تھے مگر بڑے بھائی اس فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔(3)

فیاض الدین منڈاوری

قاضی فیاض الدین منڈاوری فقیر دوست انسان تھے۔ آپ مفتیِ ریاست الور قاضی مفتی عبد الرحیم

---

1. تذکرہ و شجرہ جات طریقت حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی، ص41
2. تذکرہ اکابر اہل سنت، ص371
3. رسالہ مباحث امامت، ص5

منڈاوری صاحب کے بھائی اور حضرت مولانا بہاءالدین امروہی نقشبندی صاحب کے مرید تھے۔ آپ قصبہ منڈاور، ضلع دوسا راجستھان کے رہنے والے تھے جو الور سے جانب جنوب مشرق 68 کلو میٹر واقع ہے۔ (1)

فیروز الدین

حاجی فیروز الدین صاحب ایک مذہبی شخصیت تھے، ان کا ایک حلقہ اثر تھا، 6 اپریل 1944ء مطابق 12 ربیع الآخر 1363ھ میں مجاہد ملت علامہ عبد الستار خان نیازی اور حاجی فیروز الدین صاحب کو انجمن نعمانیہ کی مجلس عاملہ کا رکن بنایا گیا تھا۔ (2)

فیروز شاہ تغلق

بادشاہ فیروز شاہ، تغلق سلطنت (1320ء تا 1414ء) کا تیسرا بادشاہ تھا، اس نے 1351ء سے 1388ء تک حکومت کی، 20 ستمبر 1388ء کو وفات پائی، تدفین جونپور یوپی میں ہوئی۔

قادر بخش نقشبندی

شمس العرفاں حضرت خواجہ قادر بخش نقشبندی کی ولادت 17 شوال 1237ھ کو جہاں خیلاں (ضلع ہوشیار پور، مشرقی پنجاب، ہند) میں ہوئی اور وصال 1272ھ میں ہوا، مزار مبارک کوٹ عبد الخالق متصل جہاں خیلاں کے یتیم خانہ خالقیہ کے ہائی اسکول کی پشت پر ایک چار دیواری میں ہے۔ آپ مرشد کامل، کثیر الفیض اور صاحب کرامت تھے۔ (3)

قطب الدین ایبک

قطب الدین ایبک شہاب الدین غوری کا وفادار غلام تھا، اس کے انتقال کے بعد ہند کا پہلا اسلامی حکمران بنا، سلطنت غلاماں کا بانی قرار پایا، اس کا دورِ حکومت 1206ء سے 1210ء تک رہا، 607ھ مطابق 1210ء میں لاہور میں فوت ہوا اور انارکلی کے ایک کوچے (ایبک روڈ) میں دفن کیا گیا۔

(1) تجلیات مرشد، ص66... تذکرہ صوفیائے میوات، ص575... حیات کرم حسین، ص130

(2) صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص193

(3) مشائخ ہوشیار پور، ص186 تا 190... لمعات کمالات قادریہ و تبرکات خالقیہ، ص139، 220

قلندر علی گیلانی سہروردی

تلمیذِ اعلیٰ حضرت، امام السالکین حضرت علّامہ سید ابو الفیض قلندر علی گیلانی سہروردی کی پیدائش 1312ھ مطابق 1894ء میں کوٹلی لوہاراں شرقی (ضلع سیالکوٹ) پاکستان میں ہوئی۔ آپ جیّد عالمِ دین، فاضلِ دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی، بہترین خطیب، صاحبِ تصنیف اور صاحبِ کرامت شیخِ طریقت تھے۔ 27 صفر المظفر 1377ھ مطابق 23 ستمبر 1957ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک ہنجروال (ملتان روڈ) لاہور میں ہے۔ (1)

قیام الدین چشتی

مفتی حافظ قیام الدین چشتی 1244ھ مطابق 1829ء کو دہم توڑ ضلع ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے اور 21 ربیع الآخر 1331ھ مطابق 30 مارچ 1913ء کو وصال فرمایا، آپ علامہ فضل رسول بدایونی، علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی، علامہ عبد الحق رامپوری اور علامہ احمد حسن کانپوری کے شاگرد ہیں، آپ خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مرید تھے، آپ حافظ قرآن، ممتاز عالمِ دین، بہترین مدرس، خوش نویس اور کاتب تھے۔ (2)

کبیر الدین شاہ دولہ احمد آبادی

قطب الاسرار حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ احمد آبادی بن سید موسیٰ حنبلی بغدادی کی پیدائش 5 محرم 499ھ کو قصبہ گیلان میں ہوئی۔ 521ھ میں 22 سال کی عمر میں غوث پاک سے بیعت ہوئے۔ 27 سال کے بعد خلافت سے نوازے گئے اور مرتبہ قطبیت پر فائز فرمایا۔ آپ نے 586 سال کی عمر میں 1085ھ میں وصال فرمایا اور احمد آباد گجرات ہند میں دفن کئے گئے۔ (3)

کفایت علی کافی مراد آبادی

صاحبِ دیوان شاعر، شہیدِ وطن حضرت مولانا کفایت علی کافی مرادآبادی کی پیدائش بجنور یوپی ہند کے سادات گھرانے میں ہوئی۔ علمائے بریلی اور بدایون سے علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ حضرت ابو سعید مجددی سے دورہ حدیث شریف کیا۔ شیخ مہدی علی ذکی مرادآبادی سے شاعری میں اصلاح لیا کرتے تھے۔ علم

(1) تذکرۂ مشائخ سہروردیہ قلندریہ، ص234 تا 289 ... تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور، ص302

(2) تذکرہ علماء اہل سنت ایبٹ آباد، ص377 تا 387

(3) سوانح حیات منور علی شاہ، 19 تا 22

طب مصنف تذکرہ علمائے ہند کے والد مولانا حکیم شیر علی قادری سے حاصل کیا۔ آگرہ اکبر آباد میں دینی خدمات میں مصروف ہوئے۔ نثر سے زیادہ شاعری کی طرف مائل تھے۔ آٹھ کتب میں بہار خلد منظوم ترجمہ شمائل ترمذی اور دیوان کافی مطبوع ہیں۔ 1841ء میں حج وزیارت مدینہ کی سعادت حاصل کی۔ جنگ آزادی 1857ء میں فتویٰ جہاد دے کر عملاً حصہ لیا۔ اسی وجہ سے 22 رمضان 1274ھ مطابق 6 مئی 1858ء کو پھانسی دے کر شہید کیا گیا۔ تدفین مراد آباد یوپی ہند کی جیل کے پیچھے کی گئی۔ 30 سال کے بعد سڑک بنانے کے لیے کھدائی جاری تھی تو غلطی سے آپ کی قبر کھل گئی، دیکھا تو جسم بالکل سلامت تھا، کثیر لوگوں کی موجودگی میں نہایت احترام سے قبر کو دوبارہ بند کیا گیا اور سڑک کا رخ تبدیل کر دیا گیا۔[1]

کلب علی خان

نواب کلب علی خان کی پیدائش 1832ء اور وفات 1887ء میں ہوئی۔ یہ ریاست رامپور کے دسویں نواب، خوش عقیدہ، دین دار، باشرع، عربی وفارسی کے فاضل تھے، اہم کارناموں میں جامع مسجد رامپور اور رضا لائبریری کی جدید تعمیر ہے، انھوں نے دنیا بھر سے مخطوطات اس میں جمع کروائے۔ آپ کا دورِ حکومت 1865ء تا 1887ء رہا۔

کمال الدین خان مجددی رامپوری

حضرت بھورے میاں کمال الدین خان مجددی رامپوری مشہور ولی اللہ حضرت شاہ درگاہی مجددی رامپوری کے مرید وخلیفہ تھے۔ دن رات ذکر وفکر میں رہتے۔ آپ نے اپنے پیر شاہ درگاہی اور دادا پیر حضرت جمال اللہ مجددی رامپوری کے مزارات کی درستی کروائی۔ آپ کا وصال 4 رمضان 1284ھ کو ہوا۔ محلہ پل پختہ رامپور میں تدفین کی گئی۔ کچھ عرصے بعد گنبد دار مزار تعمیر ہوا۔[2]

کمیل اشرف کچھوچھوی

شیخ الہند حضرت سید کمیل اشرف کچھوچھوی مخدوم ثانی حضرت سید شاہ طفیل احمد اشرفی کے بیٹے، عالم ربانی، حضرت شاہ احمد اشرف کے نواسے اور سرکار کلاں سید مختار اشرف کے بھانجے تھے۔ آپ مخدوم

1 تذکرہ علمائے اہل سنت، ص219
2 تذکرہ کاملان رامپور، ص86، 87

الاولیاء سید شاہ علی حسین اشرفی (پرنانا) کے گھر 1934ء کو پیدا ہوئے۔ پرنانا نے نام رکھا۔ ابتدائی علم دین کچھوچھہ میں حاصل کرکے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا۔1957ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ بہترین خطیب تھے، 60برس وعظ و خطابت میں گزارے۔ بوقت بغداد حاضری نقیب الاشراف شیخ یوسف گیلانی بغدادی نے شیخ الہند کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے 18 ربیع الاول 1442ھ مطابق 5 نومبر 2020ء کو وصال فرمایا۔ دارالعلوم محبوبِ یزدانی کچھوچھہ، درسگاہ جامعہ عزیزہ للبنات کچھوچھہ آپ کی یادگار ہیں۔

عبداللہ سراج مکی

حضرت شیخ عبداللہ سراج مکی کی ولادت 1200ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں 1264ھ میں وصال فرمایا، آپ نے علمائے مکہ سے علم دین حاصل کرکے تفسیر، حدیث اور فقہ میں اعلیٰ مقام پایا، مسجد حرام میں تدریس فرمایا کرتے تھے جس سے کثیر علمانے استفادہ کیا، آپ کو پہلے جدہ، پھر مکہ مکرمہ کا قاضی بنایا گیا، آپ مکہ میں پہلے رئیس العلماء مقرر ہوئے، آپ نے نظم و نثر میں کئی کتب و رسائل تالیف فرمائے، آپ عوام و حکام دونوں میں معزز تھے۔[1]

محمد حسین کتبی مصری

حضرت شیخ سیّد محمد حسین کتبی مصری مہاجر مکی کی ولادت 1202ھ کو مصر میں ہوئی اور مکہ مکرمہ میں 1280ھ یا 1281ھ میں وصال فرمایا، آپ مفتی اعظم مصر علامہ سید احمد طحطاوی کے شاگرد رشید، جامعۃ الازہر قاہرہ اور مسجد حرام مکہ کے مدرس اور مفتی احناف مکہ مکرمہ، سلسلہ خلوتیہ کے مرشد، کئی کتب فقہ کے محشی اور صاحب فتاویٰ تھے۔[2]

محمد بن احمد خطیب شوبری شافعی

حضرت شیخ محمد بن احمد خطیب شوبری شافعی کی ولادت 11 رمضان 977ھ اور وفات 16 جمادی الاولیٰ 1069ھ کو قاہرہ مصر میں ہوئی، تربت مجاورین میں تدفین کی گئی، آپ فقہ شافعیہ کے امام، حجۃ الاسلام

1 مختصر نشر النور، ص297

2 مختصر نشر النور، ص475... دلائل الخیرات کی سند نعیمی، ص42

اور جید عالم دین تھے، جامعۃ الازہر میں تحقیق، تدریس اور افتاء آپ کی زندگی کا معمول رہا، آپ صوفیائے کرام سے بھی محبت کرتے تھے، کثیر جید علما نے آپ سے استفادہ کیا، آپ کئی کتب کے محشی، مصنف اور مؤلف تھے۔[1]

خلیل بن ولی بن جعفر حنفی

ابن ولی حضرت شیخ خلیل بن ولی بن جعفر حنفی فقیہِ اسلام اور فنِ عروض کے ماہر تھے، المورد الصافی فی شرح الکافی فی علمی العروض و القوافی اور المقصد التام فی معرفۃ احکام الحمام یادگار تصانیف ہیں۔ آپ کا وصال 1106ھ یا 1108ھ میں ہوا۔[2]

بدر الدین عینی

علامہ بدرُ الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حافظُ الحدیث، مُؤرِخِ جلیل، مُصنّفِ کُتُبِ کثیرہ اور استاذ العلماء ہیں، تقریباً 40 سال تدریس فرمائی، کُتُب میں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری اُمّتِ مُسلمہ کے لیے نایاب تحفہ ہے۔ ولادت 762ھ کو عین تاب (صوبہ غازی عین تاب) جنوبی ترکی اور وصال 4 ذوالحجہ 855ھ کو قاہرہ مصر میں ہوا۔ مزارِ مبارک مدرسۃُ العینی (نزد جامعہ ازہر، قاہرہ) مصر میں ہے۔[3]

فضل امام خیر آبادی

علامہ زماں فضل امام خیر آبادی کی ولادت خیر آباد میں ہوئی، جید علمائے کرام سے علم حاصل کیا، جامع معقول و منقول اور ماہر مدرس درسِ نظامی بنے، دہلی میں مفتی پھر صدر الصدور کے عہدے پر فائز ہوئے، درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا، آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے، میر زاہد اور ملا جلال پر تفصیلی حواشی ہیں، 5 ذیقعدہ 1244ھ کو وصال فرمایا، احاطہ درگاہ سعد الدین خیر آبادی میں تدفین ہوئی۔[4]

رشید الدین خان دہلوی

علامہ رشید الدین خان دہلوی حضرت شاہ عبد العزیز اور ان کے بھائیوں کے شاگرد تھے، حافظہ کمال کا

1. خلاصۃ الاثر، 3/385
2. معجم المؤلفین، 4/130... اعلام لزرکلی، 2/323
3. عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، 1/11 تا 17
4. تذکرہ علمائے ہند، ص 327، 620، 621

تھا، تمام علوم عقلیہ ونقلیہ بالخصوص علم الکلام، علم ہندسہ اور ہیئت میں عبور رکھتے تھے، کئی کتب تحریر فرمائیں، زندگی بھر سلسلہ تدریس جاری رکھا، 1443ھ یا 1449ھ میں وصال فرمایا۔[1]

رفیع الدین محدث اکبر آبادی

علامہ رفیع الدین محدث اکبر آبادی کا تعلق شیراز سے تھا علم دین دیگر علما کے علاوہ علامہ محقق جلال الدین دوانی سے حاصل کیا، پھر حج کے لیے حجاز مقدس گئے اور وہاں علامہ شمس الدین محمد سخاوی کی صحبت پائی، پھر ہند آئے اور آگرہ (اکبر آباد، یوپی، ہند) میں سکونت اختیار کی، آپ کا وصال 954ھ کو آگرہ میں ہوا، آپ ہند کے بڑے علما سے تھے۔[2]

شریف علی بن محمد حنفی جرجانی

علامہ میر سید شریف علی بن محمد حنفی جرجانی کی ولادت 740ھ جرجان (صوبہ گلستان) ایران میں ہوئی۔ آپ متکلم، منطقی، حکیم، صوفی، مترجم، ادیب، شاعر، مفسر، مدرس، مناظر اور شارح و حاشیہ نویس بزرگ تھے۔ آپ نے 6 ربیع الآخر 816ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک شیراز، ایران میں مرجع خلائق ہے۔

سالم بن عبد اللہ بصری شافعی مکی

حضرت شیخ سالم عبد اللہ بصری شافعی مکی مکہ شریف کے جلیل القدر محدث، جید عالم دین، جود وسخا کے مالک، مسند الحجاز، مرجع علم و علما اور وسیع و عریض لائبریری کے مالک تھے، آپ نے اپنی اسناد و اجازات کو الامداد بمعرفۃ علو الاسناد کے نام سے جمع فرمایا، آپ نے 2 محرم 1160ھ کو وصال فرمایا، جنۃ المعلی میں دفن کئے گئے۔[3]

مرزا مظہر جانِ جاناں علوی دہلوی

مرزا مظہر جانِ جاناں علوی دہلوی کی ولادت 11 رمضان 1110ھ میں ہوئی، آپ دینی و دنیاوی علوم و

---

1 تذکرہ علمائے ہند، ص179، 529، 530
2 نزہۃ الخواطر، 4/104
3 مختصر نشر النور، ص202... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ، ص48

فنون میں ماہر، فارسی و اردو کے بہترین شاعر، حسنِ ظاہری و باطنی سے مالا مال، پابند شریعت و سنت، مذہباً حنفی اور مشرباً نقشبندی و شیخ طریقت تھے، ایک قاتلانہ حملے میں زخمی ہوئے اور 10 محرم 1195ھ کو جامِ شہادت نوش فرمایا، مزار خانقاہ شاہ ابوالخیر دہلی میں ہے، چھ کتب میں دیوان مظہر (فارسی) بھی ہے۔ (1)

نعیم اللہ بہرائچی نقشبندی

علامہ نعیم الدین بہرائچی نقشبندی کی ولادت 1153ھ کو موضع بھدوانی ضلع بہرائچ میں ہوئی اور 5 صفر المظفر 1218ھ بہرائچ میں نماز کی حالت میں وصال فرمایا، آپ جید عالم دین، شیخ طریقت اور مصنف کتب تھے۔ بہرائچ اور لکھنؤ میں درس و تدریس اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے، دو درجن کتب میں سے **معمولات مظہریہ**، **بشارات مظہریہ** اور **رسالہ دراحوال خود** بھی ہیں۔ (2)

محمد بن عبد الرسول برزنجی

علامہ شیخ سید محمد بن عبد الرسول برزنجی مدنی شافعی کی ولادت شہرزور (صوبہ سلیمانیہ، عراق) میں 1040ھ کو ہوئی اور یکم محرم 1103ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنّتُ البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ حافظِ قرآن، جامع معقول و منقول، علامۂ حجاز، مفتیِ شافعیہ، 90 کتب کے مصنّف، ولیِ کامل اور مدینہ شریف کے خاندانِ برزنجی کے جدِّ امجد ہیں۔ (3)

محمد علاؤالدین حصکفی دمشقی حنفی

علامہ علاؤالدین حصکفی دمشقی حنفی کی ولادت 1025ھ دمشق شام میں ہوئی اور وصال 10 شوال 1088ھ کو فرمایا، مزار باب الصغیر (دمشق) شام میں ہے۔ آپ جامع معقولات و منقولات اور عظیم فقیہ تھے۔ اپنی کتاب درمختار شرح تنویر الابصار کی وجہ سے مشہور ہیں۔ (4)

1. مرزا جان جاناں کے خطوط، ص 11 تا 20... دلّی کے بائیس خواجہ، ص 236
2. تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص 696 تا 722
3. الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، ص 13... تاریخ الدولۃ المکیۃ، ص 59
4. جد الممتار، 1/ 79، 242، 245

نافع بن عمرو اصبحی حمیری

حضرت ابو عامر نافع بن عمرو اصبحی حمیری ایک قول کے مطابق صحابی رسول ہیں، غزوہ بدر کے علاوہ آپ نے تمام غزوات میں شرکت کی، ان کے بیٹے حضرت ابو انس مالک بن نافع رحمۃ اللہ علیہ کبار تابعین سے ہیں، انھوں نے حضرت عمر، حضرت طلحہ، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم سے احادیث سماعت کیں، یہ ان چار افراد میں سے تھے جنھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کفن و دفن میں شرکت کی، دوسری روایت کے مطابق حضرت ابو عامر نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات ظاہری میں موجود تھے مگر ان کو زیارت مصطفیٰ کی سعادت حاصل نہیں ہوئی البتہ انھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے احادیث کی سماعت کی، اس لیے یہ تابعی ہیں۔[1]

معاویہ بن ابو سفیان

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی اور آپ کا وصال 22 رجب 60ھ میں ہوا۔[2] آپ کاتب وحی، مجاہد فی سبیل اللہ، مکے کے معزز فرد و سردار، حلیم و بردبار، ذہین و فطین اور معاملہ فہمی میں کمال رکھتے تھے، آپ کا زریں دورِ حکومت 41ھ تا 60ھ تک محیط ہے، اس میں بے شمار فتوحات ہوئیں اور اسلامی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں، اس دور کا امن و امان بھی بہترین تھا۔ مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی کتاب فیضان امیر معاویہ کا مطالعہ کیجئے۔

محیُ الدّین ابو زکریا یحییٰ بن شرف نَوَوِی شافعی

شیخ محی الدین ابو زکریا یحییٰ شرف نووی شافعی کی ولادت 631ھ میں نویٰ (مضافاتِ شہر حوران) شام میں ہوئی اور یہیں 24 رجب 676ھ کو وصال فرمایا۔ آپ محدث کبیر، فقیہ و محرِّر فقہ شافعی، ماہر علم لغت، زہد و تقویٰ کے جامع، تقریباً 40 کتب کے مصنف اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ پاک و ہند میں آپ کی کتب میں سے ریاض الصالحین اور شرح صحیح مسلم مشہور ہیں۔[3]

1. تزیین الممالک بمناقب الامام مالک، ص19
2. سیر اعلام النبلاء، 4/285، 314
3. دلیل الفالحین، 1/11 تا 21

عائشہ صِدّیقہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مکّہ شریف میں اعلانِ نبوّت کے چوتھے سال ہوئی اور وصال 17 رمضان 57ھ کو ہوا۔ مزار جنّتُ البقیع میں ہے۔ آپ عالمہ، محدّثہ، مفتیہ، اشعارِ عرب و علم انساب میں ماہر تھیں۔ صحابہ و تابعین کی جماعتِ کثیرہ نے آپ سے 2ہزار210 احادیث روایت کی ہیں۔[1]

ابو سعید خدری انصاری

حضرت ابو سعید سعد بن مالک خدری انصاری رضی اللہ عنہ بڑے عالم، فقیہ، احادیث کے ماہر اور حق گو صحابی ہیں، آپ ہجرت سے ایک سال قبل مدینہ شریف میں پیدا ہوئے، کم سنی کی وجہ سے غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شریک نہ ہوسکے، اس کے بعد غزوات میں شرکت رہی، آپ زمانہ خلافت فاروقی و عثمانی میں فتویٰ دیا کرتے تھے، آپ کا وصال 74ھ کو مدینہ شریف میں ہوا اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی، آپ سے مروی احادیث کی تعداد 1170 ہے۔[2]

عبد اللہ بن عباس

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ولادت نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چچاجان حضرت عباس بن عبد المطلب کے ہاں ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں ہوئی اور آپ نے 67ھ کو طائف میں وصال فرمایا، مزار مبارک مسجد عبد اللہ بن عباس طائف کے قریب ایک احاطے میں ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لیے علم و حکمت، فقہ دین اور تاویل کتاب مبین کی دعا فرمائی، آپ علم تفسیر، حدیث، فقہ، شعر، علم وراثت وغیرہ میں کامل دسترس رکھتے تھے، آپ کے القابات بحر العلوم، امام المفسرین، ربانی امت، اجمل الناس، افصح الناس اور اعلم الناس ہیں۔[3]

محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری

شیخ محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری کی ولادت 223ھ کو نیشاپور (ضلع خراسان رضوی) ایران میں ہوئی

---

1 زرقانی علی المواہب، 4/381، 392... مدارج النبوۃ، 2/468، 473

2 تاریخ الاسلام للذھبی، 2/895

3 تنویر المقباس، ص7 تا 32

اور وصال 2 ذوالقعدہ 311ھ کو فرمایا، تدفین نیشاپور میں ہی ہوئی۔ آپ حافظِ قرآن، محدّثِ جلیل، فقیہِ شافعی، مجتہد علی الاطلاق اور صاحبِ کرامت بزرگ تھے، صحیح ابنِ خزیمہ آپ کا ہی مجموعۂ حدیث ہے۔[1]

عبد الملک ابو المعالی جوینی شافعی

حضرت ابو المعالی عبد الملک جُوینی شافعی کی پیدائش ایک علمی گھرانے میں 419ھ کو جُوَیْن سبزوار نزد نیشاپور (ایران) میں ہوئی اور بُشْت نِقان نزد نیشاپور میں 25 ربیع الآخر 478ھ کو وصال فرمایا، آپ کی تربت اسی شہر کے قدیمی حصّے کے قبرستان تلاجرد میں ہے۔ آپ علم فقہ، اُصول اور عقائد پر کامل دسترس رکھنے والے عظیم فقیہ، عبقری شخصیت کے مالک، ایک درجن سے زیادہ کُتُب کے مُصنّف، بانیِ مدرسہ نظامیہ نیشاپور، استاذِ امام غزالی اور اکابر عُلمائے شوافع سے ہیں۔ کتاب نِهَايَةُ الْمَطْلَبْ فِيْ دِرَايَةِ الْمَذْهَب آپ کی یادگار ہے۔[2]

عبد الکریم بن ہَوَازِن قشیری

شیخ عبد الکریم بن ہوازن قشیری کی ولادت 376ھ میں ہوئی اور وفات 17 ربیع الآخر 465ھ کو پائی، آپ کا مزار مبارک نیشاپور (ضلع خراسان) ایران میں اپنے پیر و مرشد شیخ ابو علی دَقّاق کے پہلو میں ہے۔ آپ عالم، فقیہ، ادیب، شاعر، صوفی، واعظِ شیریں بیاں اور مفسرِ قرآن تھے، آپ کی تصنیف رسالہ قشیریہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہے۔[3]

محمد حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری

علامہ محمد حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری کی ولادت 321ھ کو نیشاپور میں ہوئی۔ 3 صفر 405ھ میں وصال فرمایا۔ آپ قاضی نیشاپور، حافظُ الحدیث، فقیہِ شافعی، صاحبِ تصنیف و تالیف اور استاذُ المحدثین تھے۔ کتب میں اَلْمُسْتَدْرَك عَلَى الصَّحِيحين مشہور ہے۔[4]

---

1. النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ، 3/209... محدثین عظام حیات وخدمات، ص391، 398
2. وفیات الاعیان، 2/80، 81
3. اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 16/168، الجزء الثانی
4. مستدرک للحاکم، 1/7تا56... وفیات الاعیان، 2/364

ایوب بن حسن نیشاپوری حنفی

حضرت ایوب بن حسن نیشاپوری حنفی حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، اپنی فقاہت اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے مشہور تھے، آپ کا وصال ذیقعدہ 251ھ کو ہوا۔

احمد بن حنبل

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 164ھ میں بغداد میں ہوئی اور 12 ربیع الاول 241ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کو بغداد شریف کے غربی جانب بابِ حرب میں دفن کیا گیا پھر دریائے دجلہ میں طُغیانی کی وجہ سے سجد عارف آغا، حیدر خانہ (شارع الرشید بغداد) میں منتقل کر دیا گیا۔ آپ مجتہد، حافظ الحدیث، عالمِ اجلّ، اُمّتِ محمدی کی مؤثر شخصیت اور ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ 40 ہزار احادیث پر مشتمل کتاب **مسند امام احمد بن حنبل** آپ کی یادگار ہے۔ [1]

زید بن ارقم خزرجی انصاری

جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ارقم خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ کے والد کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا، حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پرورش کی، آپ نے غزوہ خندق سمیت 17 غزوات میں حصہ لیا، 68ھ میں کوفہ میں وصال فرمایا۔ آپ مرجع علم و فضل اور صاحب الرائے تھے۔ آپ نے کثیر احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہیں، بہت سارے تابعین نے آپ سے احادیث روایت کیں۔ [2]

یسار؛ ابو لیلی اوسی انصاری

حضرت یسار بن بلال ابو لیلی اوسی انصاری رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر کے علاوہ سب غزوات میں شرکت فرمائی، بعد میں کوفہ منتقل ہو گئے اور دار جہینہ میں سکونت اختیار کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمام جنگوں میں حصہ لیا، آپ کی شہادت جنگ صفین (صفر 37ھ) میں ہوئی۔ بعض کے نزدیک آپ کا نام داؤد بن یسار تھا۔ [3]

1 البدایہ والنہایہ، 7/339
2 اسد الغابہ، 2/328
3 الاصابہ، 7/292، رقم: 10478

حسن بصری

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 21ھ کو مدینہ شریف میں ہوئی اور وِصال یکم رجب 110ھ کو فرمایا، مزارِ مبارک مدینۃ الزبیر (ضلع بصرہ) عراق میں ہے۔ آپ اُمُّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں پرورش پانے والے، حافظ قرآن، سیّد التابعین، عالمِ جلیل، فقیہ و محدّث، فصیح زمانہ، رقیق القلب (نرم دل)، ولیِ کامل، خلیفۂ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سلسلۂ چشتیہ کے تیسرے شیخ طریقت ہیں۔ [1]

محمد بن سیرین بصری

حضرت محمد بن سیرین بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 33ھ میں ہوئی اور وصال 10 شوال 110ھ میں بصرہ میں ہوا۔ آپ تابعی، ثقہ راویِ حدیث، عظیم فقیہ، امام العلماء، تقویٰ وورع کے پیکر اور تعبیر الرؤیا (خوابوں کی تعبیر) کے ماہر تھے۔ [2]

حَمد بن محمد بستی، ابو سلیمان خطابی شافعی

شیخ حَمد بن محمد بستی ابو سلیمان خطابی شافعی کی پیدائش 319ھ بست (صوبہ ہلمند، افغانستان) میں ہوئی اور یہیں 16 ربیع الاخر 388ھ کو وصال فرمایا، آپ محدث العصر، فقیہ شافعی، عالم کبیر، عابد وزاہد اور مصنف کتب تھے، حصول علم دین کے لیے حجاز مقدس، بغداد، بصرہ، خراسان، نیشاپور اور بلاد ماوراء النھر کے اسفار کئے، ایک درجن سے زائد کتب میں شرح صحیح بخاری اعلام السنن، شرح سنن ابو داوٗد معالم السنن اور غریب الحدیث مشہور ہیں۔ [3]

ابراہیم ابو اسحاق فیروز آبادی شیر ازی

شیخ ابراہیم ابو اسحاق فیروزآبادی شیر ازی کی ولادت 393ھ کو فیروز آباد (صوبہ فارس) ایران میں ہوئی اور 21 جمادی الاخریٰ 476ھ کو بغداد میں وصال فرمایا، تدفین باب ابرز بغداد عراق میں ہوئی۔ آپ فقہ

---

(1) سیر اعلام النبلاء، 5 / 456 تا 473... تذکرۃ الاولیا، 1 / 34 تا 48... اجمال ترجمہ اکمال، ص 19

(2) الطبقات الکبریٰ، 7 / 143 تا 154... تاریخ بغداد، 2 / 415، 422

(3) معالم السنن، 1 / 13 تا 21... الامام الخطابی و منھجہ فی العقیدہ، ص 25 تا 28

شافعی کے مجتہد، امیرُ المؤمنین فی الفقہ، مصنفِ کتبِ کثیرہ، اخلاقِ حسنہ سے متصف، فصاحت وبلاغت کے جامع اور مدرس مدرسہ نظامیہ بغداد تھے۔ النکت فی المسائل المختلف آپ کی علمی یادگار ہے۔ (1)

بشر حافی

حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 150ھ میں "مرو" خُراسان (ایران) میں ہوئی۔ 13 ربیع الاوّل 227ھ کو بغداد میں وِصال فرمایا، مَزار شریف مقبرۂ قُریش (کاظمیہ شالی بغداد) عِراق میں ہے۔ آپ عابد وزاہد، مُحِبِّ عُلَما و اولیا، بُلند دَرَجات کے مالِک اور اکابِر اولیا سے ہیں۔ (2)

عبد الرحمن بن عوف قرشی زہری

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے دس سال بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی اور 31 یا 32ھ میں وصال فرمایا، تدفین جنۃ البقیع میں ہوئی، آپ جلیل القدر صحابی، حسن ظاہری وباطنی سے متصف، خوش بخت ونیک خصلت، دعائے مصطفیٰ کی برکت سے مال دار اور عشرہ مبشرہ صحابہ سے تھے، آپ کی شان میں دو فرامین مصطفیٰ: ☆عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں اور جنت میں ان کے رفیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ ☆عبد الرحمن بن عوف مسلمان شرفا کے سردار ہیں۔ (3)

لیث بن سعد مصری

حضرت لیث بن سعد مصری کی ولادت 94ھ قرقشندہ (القلیج صوبہ قلیوبیہ) مصر میں ہوئی۔ محدثِ زمانہ اور مفتی اہلِ مصر تھے۔ 15 شعبان 175ھ کو مصر میں وصال فرمایا، مزار مبارک قرافہ صُغریٰ (شارع امام لیث، قاہرہ) مصر میں ہے۔ (4)

محمد بن ادریس غطفانی رازی

حضرت شیخ محمد بن ادریس بن منذر ابو حاتم حنظلی غطفانی رازی کی ولادت 195ھ کو رے ایران میں

1. سیر اعلام النبلاء، 14/7تا12
2. تاریخ الاسلام للذہبی، 5/544، 540... الوافی بالوفیات، 10/91، 92... المعارف، ص228
3. اصابہ، 8/203... الریاض النضرہ، 2/306، 1/35
4. حدائق الحنفیہ، ص140... تاریخ ابن عساکر، 50/347، 349

ہوئی اور شعبان277ھ کو مدینہ منورہ میں وصال فرمایا، آپ جید امام حدیث، ماہر جرح وتعدیل، ثقہ ومعتبر راوی حدیث، علم وفضل اورورع وتقوی میں مشہور تھے، مصنف کتب کثیرہ، مفسر قرآن علامہ ابن ابو حاتم عبد الرحمن رازی آپ کے بیٹے اور علمی جانشین ہیں۔[1]

جویریہ ام المومنین

اُمّ المؤمنین حضرت جُوَیریہ رضی اللہ عنہا سردارِ قبیلہ بنو مصطلق کی شہزادی، حسنِ ظاہری وباطنی کی جامع اور کثرت سے ذکر وعبادت کرنے والی تھیں۔ آپ نے ربیع الاوّل50ھ میں وصال فرمایا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں۔[2]

حسین بن مسعود ابن الفراء ابو محمد بغوی شافعی

شیخ حسین بن مسعود ابن الفراء ابو محمد بغوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مرو اور ہرات کے درمیان واقع بغ میں 433ھ یا436ھ کو ہوئی، آپ کی تعلیم وتربیت مرو میں ہوئی، آپ جید عالم دین، مفسرِ قرآن، شافعی فقیہ، محدث کبیر، ثقہ راوی حدیث، زہدوتقوی کے پیکر، علم وعمل کے جامع، مصنف کتب اور صوفی باصفا تھے، 15 تصانیف میں شرح السنہ اور تفسیربغوی معالم التنزیل مشہور ہیں، شاگردوں میں صاحبِ تفسیر کبیر امام فخر الدین محمد بن عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم شیخ الاسلام امام ضیاء الدین عمر بن حسین رازی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، آپ کا وصال شوال510ھ کو مرو میں ہوا، تدفین شیخ قاضی حسین بغوی کے مزار سے متصل قبرستان طالقان میں ہوئی۔[3]

نور الدین عبد الرحمٰن جامی

علامہ نور الدین عبد الرحمٰن جامی کی ولادت817ھ ہرات کے علاقہ جام (صوبہ غور) افغانستان میں ہوئی اور وصال 18 محرمُ الحرام898ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک ہرات (افغانستان) میں قبولیت دعا کا مقام ہے۔ آپ حافظُ القرآن، عالمِ دین، خاتمُ الشعراء، مؤرخ، مصنفِ کتب اور سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت ہیں۔

1 شذرات الذہب، 2/171
2 الاستیعاب، 4/366، 367...شرح زرقانی، 4/427، 428
3 مشکوۃ المصابیح، ص7تا10

بہارستان ورسائل جامی، نفحات الانس، شرح ملّا جامی اور شواہد النبوت وغیرہ آپ کی بہترین کتب ہیں۔ (1)

عصام الدین ابراہیم اسفرائنی حنفی

حضرت شیخ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائنی حنفی کی پیدائش 873ھ کو اسفرائین (شمالی خراسان، ایران) کے ایک علمی گھر میں ہوئی اور آپ نے 70 سال کی عمر میں 943ھ کو وصال فرمایا، آپ متبحر عالم دین، جامع معقول و منقول، ماہر اصول وفقہ اور مصنف ومحشی کتب کثیرہ تھے، آپ خراسان، سمرقند اور مکہ شریف میں درس وتدریس اور تصنیف کتب ورسائل میں مصروف رہے۔ 25 کتب ورسائل اور حواشی میں الاطول فی علوم البلاغۃ، شرح العصام علی کافیۃ ابن الحاجب، شرح العصام علی متن السمرقندیہ فی علم البیان، الأطول شرح تلخیص مفتاح العلوم شائع شدہ ہیں۔ (2)

علی قاری بن سلطان ہروی مہاجر مکی حنفی

علامہ علی قاری بن سلطان ہروی مہاجر مکی حنفی دسویں صدی ہجری میں افغانستان کے شہر ہرات میں پیدا ہوئے اور شوال 1014ھ کو مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا، جنت معلیٰ میں تدفین ہوئی، آپ علامہ دہر، عالم متبحر، مجدد وقت، فقیہ حنفی، زاہد زمانہ، صوفی باصفا، کثیر العبادت وتقوی اور کثیر کتب ورسائل کے مصنف تھے، 148 کتب میں مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح بھی ہے۔ (3)

محمد بن یعقوب، مجد الدّین فیروز آبادی شافعی

حضرت شیخ محمد بن یعقوب، مجد الدّین فیروز آبادی شافعی کی ولادت 729ھ کازرون (نزد نیشاپور) ایران میں ہوئی۔ 20 شوال المکرم 817ھ کو وصال فرمایا، تدفین زبید (دراحاطہ مزارِ شیخ اسماعیل الجبرتی) یمن میں ہوئی۔ آپ امام لغت، مفسرِ قرآن، فقیہ شافعی، فارسی، عربی اور دیگر کئی زبانوں پر عبور رکھنے والے محقق عالم تھے۔ مشہور لغت القاموس المحیط (چار جلدیں) آپ کی تقریباً پچاس کتب میں سے ایک ہے۔ (4)

(1) نفحات الانس مترجم، ص20 تا 28
(2) اعلام للزرکلی، 1/66... شذرات الذہب 8/291
(3) مرقاۃ، 1/7 تا 9
(4) الشقائق النعمانیہ، ص21... بغیۃ الوعاۃ، 1/273... طبقات المفسرین، 2/275 تا 280

احمد بن رجب بقری شافعی

حضرت ابو سماح احمد بن رجب بقری شافعی کی پیدائش 1074ھ کو ہوئی، آپ ذہین و فطین، کثیر العلم، فقیہ شافعی اور محقق تھے، گھر ہو یا سفر بہت زیادہ تلاوت قرآن کرتے۔ راتوں کو عبادت میں مصروف رہتے، آپ پڑھنے پڑھانے میں بہت محنت کرتے تھے، زندگی کے آخری سال میں حج کے لئے تشریف لے گئے جب مقام نخل میں پہنچے تو 29 یا 30 شوال 1189ھ کو وفات پائی، وہیں دفن کئے گئے۔ (1)

حسن مجتبیٰ

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت 15 رمضان 3ھ کو مدینۂ منوّرہ میں ہوئی اور یہیں 5 ربیع الاوّل 49 یا 50ھ کو زہر دیئے جانے کے سبب شہادت پائی، مزارِ پُرانوار جنّتُ البقیع میں ہے، آپ حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے، سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نورِ نظر، نبیِّ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مشابہ اور جنّت کے نوجوانوں کے سردار تھے، شجاعت، سیادت (سرداری)، سخاوت، تقویٰ و عبادت کے خوگر تھے، آپ کی شان میں کئی فرامینِ مصطفےٰ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے: میرا یہ بیٹا سردار ہے، یقیناً اللہ پاک اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ (2)

رضا علی خان نقشبندی

جدِّ اعلیٰ حضرت، مفتی رضا علی خان نقشبندی عالم، شاعر، مفتی اور شیخِ طریقت تھے۔ 1224ھ میں پیدا ہوئے اور 2 جمادی الاولیٰ 1286ھ میں وصال فرمایا، مزار قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔ (3)

عثمان بن مظعون

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رضاعی بھائی، قدیمُ الاسلام، حبشہ و

(1) ہدیۃ العارفین، 1/179... تاریخ عجائب الآثار، 1/650 صفۃ الصفوۃ، 1/386

(2) بخاری، 2/546، حدیث: 3746... الاصابہ، 2/60 تا 65...

(3) معارف رئیس اتقیا، ص 17

مدینہ دونوں جانب ہجرت کرنے والے، سادہ ونیک طبیعت کے مالک، کثرت سے عبادت کرنے اور روزے رکھنے والے، اصحابِ صُفَّہ اور بدری صحابہ میں سے تھے۔ شعبانُ المعظّم 3ھ میں فوت ہوئے اور مہاجرین میں سب سے پہلے جنّتُ البقیع میں دفن کئے گئے۔ (1)

معاذ بن جبل انصاری خزرجی

حضرت معاذ بن جبل انصاری خزرجی رضی اللہ عنہ 17 سال کی عمر میں بارہویں سنِ نبوت کو اسلام لائے، بیعتِ عقبہ اور بدر سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے، آپ حسن وجمال کے پیکر، حلم وحیا وسخاوت سے متصف، ذہین وفطین، اخّاذ طبیعت کے مالک، جمعِ قرآن کا شرف پانے والے، کثیر احادیث کے راوی، مرتبۂ اجتہاد پر فائز، پختگیِ علم سے مالامال اور عظیم فقیہ تھے، یمن کے گورنر بنائے گئے، فتحِ مکہ کے وقت نومسلمین کی تربیت کرتے، آپ نے 38سال کی عمر میں طاعون عمواس (محرم وصفر18ھ) میں وصال فرمایا، فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: یأتی معاذ بن جبل یوم القیامۃ امام العلماء یعنی معاذ بن جبل قیامت کے دن امام العلماء ہو کر آئیں گے۔ (2)

مؤید باللہ ہشام ثانی بن حکم

مؤید باللہ ہشام ثانی بن حکم سلطنت اندلس بنواُمیّہ کا دسواں اور قرطبہ کا تیسرا حکمران تھا، اس کا دورِ حکومت 976ء تا 1009ء اور دوسرا دورِ حکومت 1010ء تا 1013ء عرصے پر محیط ہے۔

اللہ دتہ ہوشیار پوری لاہوری

حافظ اللہ دتہ ہوشیار پوری لاہوری کی پیدائش 1910ء مرزاپور ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب میں ہوئی، بچپن میں یتیم ہوگئے، مرزاپور کی ایک خاتون ماں جی جنت بی بی نے تربیت کی ان کے بھائیوں سے ابتدائی دینی کتابیں پڑھیں اور گاؤں کے امام مقرر ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد لاہور آگئے اور جامع مسجد صدیقیہ کے نائب امام مقرر ہوئے۔ جب تک صحت درست رہی یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔ علما سے گہرے مراسم تھے

(1) حلیۃ الاولیاء، 1/147 تا 151...جامع الاصول، 13/313، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3/460

(2) معجم الکبیر، 20/29، حدیث: 40...الاصابہ، 6/107...

حضرت شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے اور خدمت کرتے۔ شعر وشاعری سے دلچسپی رکھتے تھے، بر محل شعر سنادیا کرتے تھے۔ آپ کو فالج ہوگیا، بچوں نے خوب خدمت کی، آپ کا وصال 25 شعبان 1409ھ مطابق 3 اپریل 1989ء کو ہوا۔ تدفین انجمن شیڈ قبرستان میں ہوئی۔ علامہ محمد عبد الغفار ظفر صابری اور علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری آپ کے علمی جانشین تھے۔ (1)

مبارک بیگ صابری

مرزا مبارک بیگ صابری الور کی علمی شخصیت اور حضرت میاں صاحب کے خلیفہ تھے، ابتدائے جوانی میں ایسے لوگوں کی صحبت میں رہے جو معمولاتِ اہل سنت بالخصوص میلاد وقیام سے اتفاق نہیں رکھتے، پھر انہیں 1300ھ میں خواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اپنا خواب امام المحدثین سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: بھائی تم بڑے قسمت والے ہو، شکر خدا بجالاؤ کہ اللہ نے تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمایا اور (محفلِ میلاد میں) قیام تعظیمی کے استحباب اور محبوبِ رسول ہونے پر خدا اور رسول دونوں کی شہادت مل گئی۔ مزید بھی گفتگو فرمائی یہ سن کر مرزا صاحب نے توبہ کی اور معمولاتِ اہلسنت کے پابند ہو گئے یہاں تک کہ حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی شاہ صاحب نے سلاسل قادریہ اور چشتیہ میں خلافت عطا فرمائی۔ آپ فارسی اور اردو کتب کے اچھے مدرس تھے مفسر قرآن حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری الوری صاحب نے آپ سے اردو و فارسی کتب پڑھی ہیں۔ (2)

مبارک شاہ الوری المعروف داداجی میاں

داداجی میاں حضرت سید مبارک شاہ الوری کی پیدائش ایک سادات گھرانے میں 897ھ مطابق 1491ء میں ہوئی اور وصال 22 محرم 987ھ مطابق 21 مارچ 1579ء کو نوے سال کی عمر میں الور میں فرمایا۔ آپ کو شہر سے باہر ایک پر سکون مقام میں دفن کیا گیا، بعد میں جہانگیر بادشاہ نے آپ کا عالیشان مزار تعمیر کروایا تھا۔ آپ بہترین عالم دین، محدث وفقیہ، صاحب کرامت ولی اللہ اور کثیر الفیض تھے۔ اس لیے

1 نور نور چہرے، ص 28 تا 54 والقیام، ص 158... تذکرہ اکابر اہل سنت، ص 422

2 روشن تحریریں، ص 140...رسول الکلام فی بیان المولد

لوگوں کا آپ کی طرف بہت رجوع تھا۔ آپ صاحب کمال بزرگ تھے۔ آپ کی ذات میں سخاوت اور ایثار پسندی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مخلوقِ خدا پر بے دریغ مال خرچ کیا کرتے تھے۔ حاجت مندوں کی مدد کرتے، امرا بھی خالی ہاتھ نہ جاتے۔[1]

محب النبی ہاشمی

شیخ الجامعہ حضرت مولانا محب النبی ہاشمی کی ولادت 1314ھ مطابق 1896ء کو بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے علمی گھرانے میں ہوئی، آپ اجل علما یعنی والد مولانا احمد الدین ہاشمی، قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ اور خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مشتاق احمد کانپوری وغیرہ سے مسجد فتحپوری دہلی سے فارغ التحصیل ہوئے، پیر صاحب سے بھی سندلی، پاکستان کے مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے، آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں بھی صدر مدرس اور مفتی رہے۔

اعلیٰ حضرت کے دیوان حدائق بخشش سے لگاؤ تھا، اسے پڑھتے رہتے تھے، آپ کے دو بیٹوں مولانا پیر ظہور اللہ ہاشمی اور مولانا فدا النبی ہاشمی نے دار العلوم حزب الاحناف سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال 20 ربیع الاول 1396ھ مطابق 21 مارچ 1976ء میں ہوا، بھوئی گاڑ کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔[2]

محرم علی چشتی لاہوری

حضرت مولانا محرم علی چشتی لاہوری کی پیدائش لاہور کے ایک علمی وروحانی چشتی خاندان میں 6 محرم 1280ھ مطابق 23 جون 1863ء کو ہوئی اور آپ نے 28 جمادی الاولیٰ 1353ھ مطابق 8 ستمبر 1934ء کو وفات پائی، لاہور میں دفن کئے گئے، آپ نے اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دنیاوی تعلیم کی طرف توجہ دی، علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے کیا، بعد میں وکالت کا علم بھی حاصل کیا، آپ کو عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں عبور حاصل تھا، میدان صحافت میں قدم رکھا اور اخبار "رفیق ہند" کا آغاز کیا، وکالت بھی کرتے رہے، آپ اچھے اسلامی صاحب دیوان شاعر بھی تھے، کئی اسلامی کتب بھی لکھیں، آپ کا شمار انجمن نعمانیہ

[1] سیدی ابو البرکات، ص 118 ... نزہۃ الخواطر، 4/251 ... روشن تحریریں، ص 130 ... مستفاد منتخب التواریخ، ص 623

[2] تاریخ علمائے بھوئی گاڑ، ص 133 تا 135

کے بانی ارا کین میں ہوتا ہے، پھر بالترتیب جنرل سیکریٹری، صدر ثانی، صدر اور دار العلوم نعمانیہ کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے، آپ ذہانت وفطانت، جودتِ طبع، تیزیِ خیالات اور ہمدردی قوم وملت میں مشہور تھے، بیرون شہر کے علما جب لاہور آتے تو آپ کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے، آپ حضرت مستان شاہ قابلی کے مرید اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے عقیدت مند تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب سے آپ کا بہترین رابطہ تھا، آپ نے 15 جمادی الاخری 1330ھ کو اعلیٰ حضرت کو دس سوالات روانہ کئے، اعلیٰ حضرت نے اس کے جواب میں ایک تاریخی فتویٰ لکھا جو مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے، مولانا ابراہیم علی چشتی (رکن مجلس عاملہ انجمن نعمانیہ لاہور و نگران لائبریری انجمن ہذا) آپ کے فرزند اور جانشین تھے۔[1]

محفوظ الحق شاہ ضیائی

خلیفہ قطب مدینہ حضرت علامہ سید محفوظ الحق شاہ ضیائی اہل سنت کے عظیم عالم دین، جامع معقول ومنقول، بہترین مقرر، کئی کتب کے مصنف ومترجم اور صائب الرائے شخصیت کے مالک تھے، آپ کی پیدائش 1940ء اور وفات 26 محرم الحرام 1443 مطابق 4 ستمبر 2021ء کو بورے والا ضلع پاکپتن پنجاب میں ہوئی، راقم دو دفعہ آپ کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہو کر آپ کے ملفوظات سے مستفیض ہوا۔

محمد اسحاق قادری

حضرت مولانا محمد اسحاق قادری کی ولادت تقریباً 1338ھ مطابق 1920ء کو کوکل ضلع ایبٹ آباد کے علمی گھرانے میں ہوئی، والد صاحب اور دیگر مقامی علما سے درسیات پڑھ کر دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ چھوہر شریف داخلہ لیا، کھڈ شریف اور ہند کا سفر بھی کیا اور فارغ التحصیل ہوئے، خواجہ محمود الرحمٰن چھوہروی سے بیعت کی، وطن واپس آکر درس وتدریس اور امامت میں مصروف ہوئے، علاقے میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، لوگوں کا مرجع تھے، وصال یکم ذوالحجہ 1418ھ مطابق 31 مارچ 1998ء کو ہوا، عالی شان

[1] امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص 35 تا 53 ... تجلیات مہر انور، ص 817 ... فتاویٰ رضویہ، 29/ 591 تا 611 ... صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 102، 154، 194

مزار مبارک برلبِ سڑک ہے، یہاں ہر سال عرس ہوتا ہے۔ (1)

محمد اسماعیل حسن شاہ جی میاں مارہروی

یادگارِاسلاف حضرت علامہ حافظ سیّد ابو القاسم محمد اسماعیل حسن شاہ جی میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 3 محرم 1272ھ کو آستانہ عالیہ مارہرہ یوپی ہند میں ہوئی اور یہیں یکم صفر 1347ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظِ قرآن، عالمِ دین اور شیخِ طریقت تھے، سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت اپنے نانا، والدِ محترم اور حضرت شاہ سید ابو الحسین احمد نوری سے حاصل ہوئی، آپ نے خاندانِ برکاتیہ کو دینی تعلیم کی طرف متوجہ کیا، خاندانی لائبریری اور تبرکات کی حفاظت کا اہتمام کیا۔ اسی وجہ سے آپ کو مجددِ خاندانِ برکاتیہ کہا جاتا ہے۔ (2)

محمد اسماعیل نحوی

استاذ العلماء مفتی محمد اسماعیل نحوی نسباً علوی، مذہباً حنفی اور مشرباً قادری تھے، آپ کی پیدائش 1281ھ مطابق 1865ء کو نور پور نزد سرائے نعمت خان ضلع ہری پور میں ہوئی، مقامی علما سے علمِ دین حاصل کرکے مدرسہ عالیہ رامپور ہند میں داخلہ لیا اور فارغ التحصیل ہوئے، علامہ عبد الحق خیر آبادی آپ کے اہم استاذ ہیں، بیعت کا شرف خواجہ عبد الرحمن چھوہروی قادری سے حاصل کیا، فراغت کے بعد مدرسہ رحمانیہ دہلی، جامعہ نعمانیہ لاہور، دار العلوم معینیہ اجمیر، مدرسہ کھڈ شریف اور دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور میں تدریس کی، آخر الذکر میں صدر مدرس بھی رہے، کثیر علما آپ کے شاگرد ہیں۔

زندگی کے آخری سالوں میں موضع کوکل ضلع ایبٹ آباد تشریف لے آئے، درس و تدریس میں مصروف ہوئے، جس کی شہرت چار دانگ عالم میں تھی، آپ اپنے دور کے مشہور قاضی اور مفتی تھے، آپ کا فتویٰ علاقہ ہزارہ میں سند سمجھا جاتا تھا، طویل عمر پاکر شوال 1359ھ مطابق 21 نومبر 1940ء میں وصال فرمایا اور تدفین کوکل میں ہی ہوئی۔ (3)

1. تذکرہ علمائے اہل سنت ایبٹ آباد، ص452، 453
2. تاریخ خاندانِ برکات، ص57 تا 64
3. تذکرہ علمائے اہل سنت ایبٹ آباد، ص397
تذکرہ علما و مشائخ سرحد، 2/310

محمد اشفاق جلالی

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اشفاق جلالی صاحب کا تعلق کھاریاں ضلع گجرات پنجاب پاکستان سے ہے، آپ عالم دین، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پی ایچ ڈی پنجاب یونیورسٹی اور خطیب خوش بیان ہیں، آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی کتاب الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (افضلیت صدیق اکبر کا تحقیقی بیان) کی تخریج و تحقیق کرکے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔

محمد اعجاز ولی خان قادری

تلمیذِ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اعجاز ولی خان قادری رَضوی، شیخ الحدیث، استاذُ العلماء، مدرس، فقیہِ عصر، مصنّف، مترجم، واعِظ اور مجازِ طریقت تھے۔1332 ہجری میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور مرکز الاولیاء لاہور میں 24 شوال 1393 ہجری میں وِصال فرمایا، مزار مبارک میانی صاحب قبرستان میں ہے۔[1]

محمد اعظم شاہ شاہجہانپوری

مفتی اعظم آگرہ حضرت مولانا سید محمد اعظم شاہ شاہجہانپوری 1916ء میں جامع مسجد آگرہ کے امام و مفتی مقرر ہوئے، آپ اچھے مقرر تھے انھوں نے انجمن نعمانیہ لاہور کے جلسوں میں متعدد مرتبہ شرکت کی، مثلاً جلسہ 15 تا 17 اکتوبر 1915ء، 28 تا 30 نومبر 1919ء (غالباً اسی جلسے کے بارے میں لکھا ہے کہ دوسرے دن کے اجلاس میں رات کے گیارہ بجے مفتی سید اعظم شاہ صاحب مفتی آگرہ کی تقریر نے حاضرین کے دلوں پر سکہ بٹھا دیا، ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ آپ نے نہایت زور دار خطاب کیا) اسی طرح جلسہ 25 تا 27 ستمبر 1925ء میں بھی آپ کی شرکت کا لکھا ہے۔ آپ دار العلوم انجمن نعمانیہ لاہور کے مہتمم بھی رہے چنانچہ صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور میں لکھا ہے: مفتی اعظم مفتی سید اعظم شاہ آگرہ سے تشریف لائے اور انجمن کی دینی خدمات کو دیکھ کر آپ دار العلوم کے مہتمم بن گئے اور اپنے اثر ورسوخ سے انجمن کو ایک عرصہ تک چلاتے رہے۔[2]

1. تذکرہ اکابرِ اہل سنت، ص 63
2. فتاویٰ دیداریہ، ص 39... صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 85، 87 تا 90، 92

محمد اقبال، مفکرِ پاکستان

مفکرِ پاکستان، ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کی پیدائش 1294ھ / 1877ء کو سیالکوٹ اور وفات 20 صفر 1357ھ مطابق 21 اپریل 1938ء لاہور میں ہوئی، آپ معروف شاعر، مصنف، قانون دان، سیاستدان اور تحریکِ پاکستان کی اہم ترین شخصیات میں سے ایک ہیں۔

محمد امجد علی اعظمی

صاحبِ بہارِ شریعت صدرُ الشّریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1300ھ مطابق 883ء کو مدینۃ العُلَماء گھوسی (ضلع میو، یوپی) ہند میں ہوئی اور 2 ذوالقعدہ 1376ھ مطابق 31 مئی 1957ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک گھوسی میں ہے۔ آپ جیّد عالم و مدرّس، متقی و پرہیز گار، مصنفِ کتب، استاذ العُلَماء، مصنفِ کتب و فتاویٰ، مؤثر شخصیت کے مالک اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ اسلامی معلومات کا انسائیکلوپیڈیا بہارِ شریعت آپ کی ہی تصنیف ہے۔[1]

محمد امیر شاہ کابلی

حضرت مولانا میاں محمد امیر شاہ کابلی کی ولادت رامپور کے محلہ زیارت حلقہ والی میں ہوئی۔ فارسی و عربی علوم میں دسترس حاصل کی۔ میاں غلام شاہ رامپوری سے بیعت ہوئے۔ 29 شوال 1247ھ میں چالیس دن کا چلہ کیا، محنت و مجاہدہ میں مشہور تھے۔

آپ نہایت بااثر، فقیر منش درویش تھے۔ کثیر لوگوں نے بیعت کی اور خلافت سے نوازے گئے۔ کئی کتب تحریر کیں، رسالہ کشفیہ بزبان فارسی، دعوت دعائے سیفی بزبان فارسی اور تعلیم الخواص بزبان فارسی یادگار ہیں۔ آخر الذکر کتاب ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے جس میں اپنے سلسلے کی مکمل تعلیمات لکھ دی ہیں۔ 23 صفر 1290ھ کو وصال فرمایا۔ صاحبِ تذکرہ کاملان رامپور کے والد نے مزار تعمیر کیا جہاں ہر سال عرس ہوتا ہے۔[2]

---

1. تذکرہ صدر الشریعہ، ص 5، 41
2. تذکرہ کاملان رامپور، ص 60، 61

محمد امیر اللہ بریلوی

استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ حاجی حکیم محمد امیر اللہ بریلوی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے ہم عصر ہیں۔ 1904ء میں دار العلوم منظر اسلام بریلی کا آغاز ہوا تو آپ اس کے اولین اساتذہ میں سے ہیں۔ آپ کے اہم شاگردوں میں ملک العلماء علامہ شاہ ظفر الدین محدث بہاری بھی ہیں۔ [1]

محمد امین اندرابی ایڈووکیٹ

مولانا حافظ سید محمد امین اندرابی ایڈووکیٹ، قادری سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے، حافظ قرآن، اردو، فارسی اور عربی کے فاضل تھے، لاہور کے مشہور عالم دین علامہ پیر سید عبد الغفار شاہ کاشمیری کے تلمیذ رشید تھے، پیشے کے اعتبار سے آپ ایڈووکیٹ (وکیل) تھے مگر خدمت دین کے جذبے سے سرشار، تصوف سے گہر الگاؤ رکھنے والے اور متحرک شخصیت کے مالک تھے، زندگی بھر انجمن نعمانیہ لاہور سے وابستہ رہے، دامے درمے سخنے انجمن کی معاونت کرتے رہے، 12 جولائی 1944ء میں انجمن کی ترقی کے لیے ایک انتظامی بورڈ بنایا گیا، اس میں آپ کو صدر منتخب کیا گیا، آپ کی تصانیف میں انیس المشتاقین، القول المقبول اور جذب الاصفیاء فی حقوق المصطفیٰ ہیں، آپ کی وفات لاہور میں 11 ربیع الآخر 1382ھ مطابق 22 نومبر 1961ء میں ہوئی، تدفین قبرستان سادات اندراب اسلامیہ اسٹریٹ نمبر 139 نزد لکشمی چوک لاہور میں ہوئی۔ [2]

محمد امین رضوان مدنی حسنی شافعی

شیخ الدلائل حضرت شیخ سید ابو عبد اللہ محمد امین رضوان مدنی حسنی شافعی کے آباؤ اجداد کا تعلق دمنہور ضلع بحیرہ مصر سے ہے۔ آپ کے دادا شیخ سید رضوان بن عبد الفتاح رحمۃ اللہ علیہ دمنہور مصر سے ہجرت کرکے مدینہ شریف میں بس گئے۔ ہجرت سے پہلے آپ جامعہ الازہر میں پڑھاتے تھے، مدینہ شریف میں آکر مسجد نبوی میں پڑھانے لگے۔ ان کا وصال مدینہ شریف میں 1255ھ کو ہوا۔ تدفین جنۃ البقیع میں کی گئی۔ شیخ محمد

1 جہان ملک العلماء، ص390 علمائے پنجاب، ص841... خفتگان خاک لاہور، ص307

2 صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص129، 193... تذکرہ

امین کے والد شیخ احمد بن رضوان (1226ھ تا رجب1302ھ) بھی شافعی عالم دین اور مسجد نبوی کے مدرس تھے۔ علامہ شیخ سید محمد امین رضوان کی پیدائش مدینہ شریف میں 1252ھ کو ہوئی۔ آپ نے شیخ عبد الغنی دہلوی، شیخ احمد ابوالخیر مکی اور شیخ محمد بن احمد ابو خضیر دمیاطی مدنی جیسے علما سے علوم وفنون حاصل کئے اور اسناد واجازات حاصل کیں۔ آخر الذکر سے آپ نے دلائل الخیرات کی اجازات لیں جو آپ کی شہرت کی وجہ ہے۔ آپ نے چھوٹی عمر سے ہی مسجد نبوی میں پڑھاناشروع کیا اور کثیر علمانے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا وصال28 ربیع الآخر1313ھ مطابق 17 اکتوبر1895ھ میں ہوا، تدفین جنۃ البقیع میں ہوئی۔ آپ کے تین قابل فخر صاحبزادے شیخ عبد المحسن مدنی(ذوالحجہ 1292ھ تا جمادی الاخریٰ 1381) شیخ محمد عبد الباری مدنی (1295ھ تا 1358ھ) اور شیخ عباس مدنی(ذوالحجہ 1293ھ تا 18 رمضان 1346) تھے۔ یہ تینوں عالم دین، محدث اور استاذ العلماء تھے۔ (1)

محمد آفاق دہلوی

حضرت شاہ محمد آفاق دہلوی کی ولادت 1160ھ میں ہوئی اور 7 محرم 1291ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک سبزی منڈی مغل پورہ دہلی میں ہے، آپ قطب زماں، فخر زماں، محرم اسرار اور مخزن انوار تھے۔ آپ افغانستان بھی تشریف لے گئے، وہاں کا بادشاہ آپ کا معتقد اور مرید تھا۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ طریقت اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: شیخ احسان اللہ خان، شیخ محمد اظہر الدین خان، شیخ محمد تقی، شیخ عبد الاحد وحدت سرہندی، حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی، حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی۔ (2)

محمد جلال الدین قادری

مفسر قرآن، محقق اہلسنت علامہ محمد جلال الدین قادری موضع چوہدو(تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات) میں یکم جمادی الاخریٰ 1357ھ 29 جولائی 1938ء کو پیدا ہوئے اور 2 محرم الحرام 1429ھ بمطابق 12 جنوری

(1) اعلام من ارض النبوۃ، ص277 تا 291 رحمن، ص11

(2) دلی کے بائیس خواجہ، 261 تا 264 ...ملفوظات شاہ فضل

2008ء کو وصال فرمایا، مزار جامعہ اسلامیہ کھاریاں (ضلع گجرات) کے پہلو میں ہے، آپ عالم باعمل، تلمیذ و مرید محدث اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ہند، مؤرخ اور محقق اہلسنت، مفسر قرآن اور بانی جامعہ اسلامیہ کھاریاں ہیں، 14 تصانیف میں اہم ترین تفسیر احکام القرآن ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ [1]

محمد چشتی

مصباح پیا حضرت مصباح العاشقین شیخ محمد چشتی کی پیدائش 9 محرم 810ھ پانی پت میں ہوئی۔ علوم اسلامیہ علامہ محمد سعید پانی پتی سے حاصل کئے۔ سند حدیث ملتان آکر شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے مزار پر قائم مدرسے میں مولانا محمد حسین ملتانی کی خدمت میں رہ کر حاصل کی۔ اس کے بعد سفر حج فرمایا اور بعد حج حجاز مقدس میں ایک سال سات ماہ مقیم ہو کر علمائے مکہ و مدینہ سے سند حدیث حاصل کی، اسی لیے علامہ فضل رحمن گنج مراد آبادی فرمایا کرتے تھے: ہمارے بزرگوں نے مکہ شریف میں حدیث پاک پڑھی اور پڑھائی اور وہیں سے سند بھی لائے۔ واپس آکر آپ نے شاہ تاج بخش مخدوم شیخ جلال گجراتی چشتی سے بیعت کا شرف پایا اور خلافت سے نوازے گئے۔ آپ نے ملاواں میں مسجد و خانقاہ قائم کی اور یہاں نماز جمعہ کا آغاز فرما کر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ نے یکم رجب 939ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک ملاواں میں ہے۔ [2]

محمد حسنین رضا خان رضوی

استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حسنین رضا خان رضوی بن برادر اعلیٰ حضرت علامہ حسن رضا خان کی ولادت 1310ھ کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت کے بھتیجے، داماد، شاگرد و خلیفہ، جامع معقول و منقول، کئی کتب کے مصنف، مدرسِ دار العلوم منظرِ اسلام، صاحبِ دیوان شاعر، بانی حسنی پریس وماہنامہ الرضا و جماعت انصار الاسلام تھے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت، اساتذہ دار العلوم منظر اسلام بریلی کے ساتھ ساتھ علمائے رامپور بالخصوص تاج المحدثین سے بھی علوم اسلامیہ حاصل کیے۔ زندگی بھر دین متین کی خدمات میں مصروف رہے۔ آپ کا وصال 5 صفر المظفر 1401ھ میں ہوا۔ مزار بریلی شریف میں ہے۔ [3]

1. ماہنامہ احکام القرآن، کھاریاں، صفر 1429ھ، ص13، 26
2. افضال رحمانی، ص58 تا 76
3. تجلیات تاج الشریعہ، ص95... صدر العلما محدث بریلوی نمبر، ص77 تا 81

محمد حسین جماعتی

سراج الملت حضرت علامہ حافظ سید محمد حسین جماعتی کی ولادت تقریباً 1297ھ مطابق 1880ء کو علی پور سیداں ضلع نارووال میں ہوئی اور یہیں 6 جمادی الاولی 1381ھ مطابق 16 اکتوبر 1961ء کو وصال فرمایا، امیر ملت کے پہلو میں دفن ہوئے، آپ حافظ قرآن، متبحر عالم دین، مدرس درس نظامی اور فقیہ حنفی تھے۔ [1] امیر ملت حضرت علامہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے 1916ء میں مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں (موجودہ ضلع نارووال، پنجاب) قائم فرمایا تو اس کے پہلے مہتمم واستاذ آپ ہی مقرر ہوئے، ابتدا میں مدرسہ بڑی حویلی میں شروع ہوا، جب مسجد نور کے ساتھ اس کی عمارت بن گئی تو اسے یہاں منتقل کردیا اور جب یہ عمارت پرانی ہوگئی تو اسے دربار امیر ملت کے ساتھ تعمیر کیا گیا۔ اس سے کئی علمانے استفادہ کیا۔ [2]

محمد حسین میرٹھی

ہمدرد ملّت، حضرت مولانا حافظ سید محمد حسین میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1290ھ مطابق 1804ء کو بریلی شریف ہند میں ہوئی۔ آپ حافظ القرآن، صاحب ثروت عالم دین اور دین کا درد رکھنے والے رہنما تھے۔ آپ نے میرٹھ میں دینی کُتُب شائع کرنے کیلئے طلسمی پریس اور یتیموں کے لئے مسلم دار الیتامیٰ والمساکین قائم فرمایا اور جب پاکستان آئے تو گلبہار کراچی میں عظیم الشان جامع مسجد غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ نے 14 ربیع الاوّل 1384ھ مطابق 24 جولائی 1964ء میں وصال فرمایا، تدفین قبرستان پاپوش نگر کراچی میں ہوئی۔ [3]

محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی

شیر بیشہ سنّت، مولانا ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ 1319ھ کو لکھنو (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظُ القراٰن، فاضل دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، مناظرِ اہلِ سنّت،

1. سیرت امیر ملت، ص670تا689
2. سیرت امیر ملت، ص361، 362
3. تذکرۂ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص213... سالنامہ معارف رضا 2008ء، ص236تا238

مفتی اسلام، مصنف، مدرس، شاعر، شیخ طریقت اور بہترین واعظ تھے۔ چالیس تصانیف میں الصوارم الہندیہ اور فتاویٰ شیر بیشہ سنّت زیادہ مشہور ہیں۔ وصال 8 محرم الحرام 1380ھ میں فرمایا، مزار مبارک بھورے خاں پیلی بھیت (یوپی) ہند میں ہے۔ [1]

محمد دین بدھوی

امام المعقولات مولانا محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ موضع بدھو ضلع راولپنڈی کے ایک علمی گھرانے میں تخمیناً 1884ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی درس نظامی کی کتب والد صاحب سے پڑھ کر علامہ فضل حق رامپوری اور حکیم برکات احمد ٹونکی کی خدمت میں حاضر ہو کر سات سال تک تحصیل علم دین میں مصروف رہے، غالباً آپ قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے بیعت ہوئے، آپ منطق وفلسفہ میں بہت ماہر تھے۔ آپ نے اپنے علاقے میں ہی درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا، آپ کی لگن، طلبہ پر توجہ اور بہترین تدریس کا شہرہ چار دانگ عالم میں تھا، ہند کے علاوہ کابل، بخارا سے بھی طلبہ آئے، بعد ازاں آپ بشمول دارالعلوم حزب الاحناف کئی علمی مراکز میں تدریس کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کو پنجابی، پشتو، فارسی وغیرہ زبانوں میں کامل دسترس حاصل تھی، ان زبانوں کے طلبہ کو ان کی زبان میں پڑھایا کرتے تھے۔ پڑھانے کا انداز اتنا پر اثر ہوتا تھا کہ بعض اوقات طلبہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ سینکڑوں علما آپ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے 11 شوال 1383ھ مطابق 25 فروری 1964ء کو جائے پیدائش میں وصال فرمایا۔ [2]

محمد دین کلیم قادری

مؤرخ لاہور میاں محمد دین کلیم قادری صاحب ایک علمی شخصیت کے مالک تھے، لکھنا ان کی فطرت ثانیہ تھا، ان کی پیدائش دلیل پور کلانور ضلع گورداسپور میں 1335ھ مطابق 1917ء کو ایک قاضی خاندان میں ہوئی، انھوں نے لاہور کو اپنا مسکن بنایا، یہ حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امر تسری کے رفقا میں شامل تھے، 127 سے زیادہ کتب ورسائل کے مصنف تھے، ان کا انتقال 23 ربیع الاول 1410ھ مطابق 24 اکتوبر

(1) تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص304 تا 316

(2) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص466، 467

1989ء کو ہوا، تدفین گورستان باجہ لائن علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور میں ہوئی۔[1]

محمد رحیم بخش آروی

استاذُ العُلماء حضرت علامہ مفتی محمد رحیم بخش آروی رَضَوی، جیّد مُدَرِّس، مُناظِر، واعظ، مجازِ طریقت اور بانی مدرسہ فیضُ الغُرَبَاء (آرہ بہار، ہند) تھے۔ 8 شعبان 1344ھ مطابق 21 فروری 1926ء میں وفات پائی، مولا باغ قبرستان آرہ (ضلع شاہ آباد بہار) ہند میں تدفین ہوئی۔[2]

محمد رضا خان

برادرِ اعلیٰ حضرت مفتی محمد رضا خان نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ عِلْمُ الفرائض (وراثت کے علم) کے ماہر تھے۔ 1293ھ میں پیدا ہوئے اور 21 شعبان 1358ھ میں وصال فرمایا۔ مزار قبرستان بہاری پور نزد پولیس لائن سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی، ہند) میں ہے۔[3]

محمد رکن الدین الوری

رکن الملت والدین حضرت مولانا مفتی شاہ محمد رکن الدین الوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع کھیڑ لا ضلع گڑگانوہ نزد دہلی ہند میں ہوئی اور انتقال 21 شوال 1355ھ کو الور میں ہوا، مزارِ مبارک یہیں ہے۔ آپ ایک فقیہ، عالم، سلسلۂ نقشبندیہ کے شیخ طریقت، صاحبِ تصنیف بزرگ ہیں، نماز کے مسائل پر مشتمل مشہور کتاب **رکن دین** آپ کی ہی تصنیف ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے بذریعہ ڈاک سوال کر کے استفادہ کیا، اعلیٰ حضرت ان کی بہت قدر فرماتے تھے۔

محمد رمضان خان

مفتی محمد رمضان خان صاحب 1916ء سے قبل جامع مسجد آگرہ کے امام و خطیب اور مفتی تھے، فتاویٰ

1. لاہور کے اولیائے سہروردیہ، ص 232... تذکرہ حضرت میاں میر، ص 270... تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور، ص 404
2. تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 137
3. معارف رئیس الاتقیاء، ص 32... تجلیاتِ تاج الشریعہ، ص 89... تجلیاتِ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 91

دیدار یہ میں آپ کے بارہ فتاویٰ شائع ہوئے ہیں۔[1]

محمد سردار احمد قادری چشتی

محدثِ اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1323ھ میں ضلع گورداسپور (موضع دیال گڑھ مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور یکم شعبان 1382ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک فیصل آباد پنجاب پاکستان میں ہے۔ آپ استاذ العلماء، محدثِ جلیل، شیخ طریقت، بانیِ سنّی رضوی جامع مسجد و جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔[2]

محمد سلامت اللہ محدث رامپوری

سراجُ الدین حضرت علّامہ مفتی حافظ ابو الذکاء محمد سلامت اللہ محدث رامپوری کی وِلادت ضلع اعظم گڑھ (یوپی) ہند میں ہوئی۔ جیّد عالمِ دین، متقی و پرہیز گار، مجازِ طریقت، مصنف کتب اور مدرس وناظم مدرسہ ارشاد العلوم رامپور تھے۔ 8 جمادی الاولیٰ 1338ھ کو وِصال فرمایا، تدفین دَرگاہِ ارشادیہ رام پور میں ہوئی۔[3]

محمد سلیم اللہ خان لاہوری

شفاء الملک حضرت مولانا حکیم مفتی محمد سلیم اللہ خان لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1264ھ مطابق 1848ء کو لاہور میں ہوئی، آپ نے علم دین اپنے والد ماجد مفتی محمد عظیم اللہ خان پشاوری اور مولانا خلیفہ حمید الدین لاہوری وغیرہ سے حاصل کیا، حکمائے لاہور سے حکمت سیکھی، بیعت کا شرف قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ صاحب سے حاصل ہوا، آپ جید عالم دین، مفتی اسلام، حاذق حکیم اور درد قوم وملت سے مالا مال تھے، آپ شفاخانہ سلیمی کے مہتمم اور محافظ اور فنانشل کمشنر پنجاب تھے، آپ انجمن نعمانیہ کے بانی اراکین میں سے تھے، اس کے کئی عہدوں پر فائز رہے، مثلاً جنرل سیکریٹری، ناظم و مفتی دار العلوم نعمانیہ۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سے رابطے میں تھے، فتاویٰ رضویہ میں آپ کے چار استفتاء موجود ہیں، اعلیٰ حضرت

1 فتاویٰ دیدار یہ، ص27، 28
2 حیاتِ محدثِ اعظم، ص27، 334
3 اعلام الاذکیاء، ص34 تا 37... تذکرہ کاملان رامپور، ص158

کے رسالے الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن پر آپ کی تصدیق بھی موجود ہے۔ [1]

محمد شریف الحق امجدی

شارحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1339ھ قصبہ گھوسی ضلع مؤ (یوپی ہند) میں ہوئی اور یہیں 6 صفر المظفر 1421ھ کو وصال فرمایا۔ آپ مفتی اسلام، شیخ طریقت، استاذ العلماء، شرح بخاری (9 جلدیں) سمیت 20 کتب کے مصنف اور اکابرینِ اہلسنت سے ہیں۔ آپ نے ہند کے دس مدارس میں 35 سال تدریس کی، 11 سال بریلی شریف اور 24 سال الجامعۃ الاشرفیہ کے مفتی رہے، پچاسی ہزار فتاویٰ لکھے یا لکھوائے۔ انھوں نے میرے شیخ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری مدظلہ العالی کو کئی سلاسل میں خلافت سے بھی نوازا۔ [2]

محمد شریف لاہوری

حکیم محمد شریف لاہوری صاحب مولانا محرم علی چشتی صاحب کے احباب میں سے تھے 12 جولائی 1944ء مطابق 21 رجب 1363ھ کو حکیم محمد شریف صاحب کو دار العلوم نعمانیہ کا ناظم تعلیم منتخب کیا گیا تھا۔ [3]

محمد شریف محدث کوٹلوی

فقیہِ اعظم، خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی کی ولادت 1277ھ مطابق 1860ء میں کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ پاکستان میں ہوئی۔ 6 ربیع الآخر 1370ھ مطابق 15 جنوری 1951ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک کوٹلی لوہاراں غربی محلہ نکھوال ضلع سیالکوٹ پاکستان میں جامع مسجد شریفی سے متصل ہے۔ آپ عالم باعمل، شیخ طریقت، مفتی اسلام، استاذ العلماء، واعظ خوش بیان، مناظر اسلام، بانی ماہنامہ الفقیہ، شاعر وادیب اور صاحبِ تصنیف تھے۔ [4]

---

1. امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص 54 تا 60 ... تجلیات مہر انور، ص 347 ... صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ، ص 37
2. فتاویٰ شارح بخاری، 1/72 تا 110
3. صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 193
4. تذکرہ فقیہ اعظم، ص 97، 100

محمد شریف نوری

خطیبِ پاکستان مولانا محمد شریف نوری بن مولانا محمد دین چکوڑوی کی پیدائش 1353ھ مطابق 1935ء کو موضع چکوڑی، تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی۔ میٹرک کے بعد چچاجان مولانا غلام دین اشرفی نے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں داخل کروادیا۔ 1372ھ مطابق 1953ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحانات بھی پاس کئے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی قصور میں خطابت کرنے لگے۔ آپ کا بیان پر سوز اور سحر انگیز ہوتا تھا، پنجابی لہجے میں بہترین تقریر کیا کرتے تھے۔ بیعت کا شرف فقیہ اعظم مفتی نوراللہ نعیمی سے حاصل ہوا۔ اسی لیے نوری کہلائے۔ 1961ء میں لاہور آگئے مسجد شاہ عالم مارکیٹ، سرائے رتن چند اور پھر جامعہ محمدیہ مسجد برلب راوی روڈ میں خطابت فرمائی۔ یہاں جامعہ محمدیہ مدرسے کی بنیاد بھی رکھی۔ نعت خوان محمد علی ظہوری کے ساتھ مل کر ماہنامہ نور و ظہور اور بعد میں الحبیب شائع کرنے لگے۔ آپ کی کوششوں سے ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپ حسن اخلاق کے پیکر، ملن ساز اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ چار حج کئے اور آخری حج سے واپسی پر بیمار ہوئے اور 28 ربیع الاول 1392ھ مطابق 13 مئی 1972ء کو وصال فرمایا۔ جامعہ محمدیہ سے متصل تدفین ہوئی۔ وفات سے 30 سال بعد سڑک کی توسیع کے لیے قبر کھولی گئی تو بدن بالکل سلامت تھا۔ وعظ کی مشہور کتاب **بارہ تقریریں** آپ کی تحریر کردہ ہے۔[1]

محمد صادق مارہروی

حضرت پیر سید محمد صادق مارہروی کی پیدائش 7 رمضان 1248ھ کو مارہرہ میں ہوئی۔ والد صاحب حضرت شاہ اولادِ رسول سے تعلیم و تربیت پائی۔ چچا حضرت شاہ سید غلام محی الدین امیر عالم مارہروی سے بیعت و خلافت پائی۔ تایا حضرت سید آل رسول مارہروی اور والد حضرت سید اولادِ رسول نے بھی خلافت عطا فرمائی۔ حکمت میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ لاکھوں مریضوں کو شفا ملی۔ ابتدائے ہوش سے ہی شریعت، نماز

[1] تذکرہ اکابر اہل سنت، ص486تا488... حضرت فقیہ اعظم کے مکتوبات مدینہ، ص165

روزہ کے پابند تھے، آپ نے سیتاپور میں رہائش اختیار کرلی، مالی طور پر بھی مستحکم تھے۔ اشاعتی ادارہ مطبع صبح صادق سیتاپور شروع فرمایا۔ کئی اسلامی کتب بالخصوص اعلیٰ حضرت کے والد گرامی رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان کی کتب شائع کیں۔ خدمت خلق سے بھی سرشار تھے کئی کنویں اور مساجد بنوائیں۔ سیتاپور میں آپ نے جامع مسجد صادق اور خانقاہ تعمیر کروائی اور باغات لگوائے۔ 24شوال 1336ھ بروز جمعرات وصال فرمایا۔ سیتاپور میں ہی تدفین ہوئی۔ (1)

محمد صدر الدین آزردہ حنفی دہلوی

مجاہد جنگ آزادی، صدر الصدور حضرت علامہ مفتی محمد صدر الدین آزردہ حنفی دہلوی اہل سنت کے جید عالم دین، مفتی اسلام، استاذ العلماء، عربی، اردو اور فارسی کے نامور شاعر تھے۔ ان کی پیدائش 1204ھ مطابق 1790ء کو دہلی میں ہوئی، سراج الہند علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور علامہ فضل امام خیر آبادی سے علم حاصل کیا۔ دہلی میں صدر الصدور اور مفتی دہلی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ کافی عرصہ مدرسہ دار البقا دہلی میں تدریس فرمائی۔ آپ دہلی میں مرجع خاص و عام تھے۔ جنگ آزادی 1857ء میں فتاویٰ جہاد دے کر عملاً شریک ہوئے۔ جس کی وجہ سے جائید اد ضبط ہوگئی۔ آپ کا وصال 24ربیع الاول 1285ھ مطابق 1868ء کو دہلی میں ہوا، درگاہ حضرت چراغ دہلی ہند میں دفن کئے گئے۔ بلاشبہ آپ تیرہویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم دین اور حنفی فقیہ تھے۔ (2)

محمد صدیق چشتی

مولانا نور اللہ کے والد ماجد مولانا محمد صدیق چشتی صاحب کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: مولانا محمد صدیق چشتی بن مولانا احمد الدین بن سلطان العارفین مولانا محمد ابراہیم بن مولانا جمال الدین بن مولانا حافظ محمد حبیب اللہ برقع پوش ملوٹی فیروز پوری۔ آپ کی وفات 1380ھ مطابق 1961ء میں ہوئی، تدفین دار العلوم

1. مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات، ص93، 94
2. تذکرہ علمائے ہند، رقم 253، ص224... تذکرہ علمائے اہل سنت، ص105... حدائق حنفیہ، ص498... جام نور، نومبر 2011ء، ص58

حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ کے صحن میں ہوئی، ان کی مرقد مزار فقیہ اعظم میں ہی ہے۔

محمد ضیاء الدّین ہمدم قادری پیلی بھیتی

استاذُ العلماء، مولانا ابو المساکین محمد ضیاء الدّین ہمدم قادری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادتِ باسعادت شوّال المکرم 1290ھ تلہر (ضلع شاہ جہاں پور یوپی، ہند) میں ہوئی اور 28 محرمُ الحرام 1364ھ کو وصال فرمایا، پیلی بھیت (یوپی) ہند میں بہشتیوں والی مسجد سے متصل آسودۂ خاک ہیں۔ آپ جید مدرس، مصنف، صاحب دیوان شاعر، شیخ طریقت اور پیلی بھیت کی مؤثر شخصیت تھے۔[1]

محمد ظفر الدین بہاری

ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدّین رضوی محدّثِ بہاری رحمۃ اللہ علیہ عالمِ باعمل، مناظرِ اہلِ سنّت، مفتی اسلام، ماہرِ علمِ توقیت، استاذ العلماء اور صاحبِ تصانیف ہیں، حیاتِ اعلیٰ حضرت اور صحیح البہاری کی تالیف آپ کا تاریخی کارنامہ ہے، 1303ھ مطابق 1886ء میں پیدا ہوئے اور 19 جُمادی الاُخریٰ 1382ھ مطابق 17 نومبر 1962ء میں وصال فرمایا، قبرستان شاہ گنج پٹنہ (بہار) ہند میں دفن کئے گئے۔[2]

محمد عالم آسی

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عالم آسی کی ولادت 8 شعبان 1298ھ مطابق جولائی 1881ء کو موضع راگھوسیدن ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی اور 28 شعبان 1363ھ مطابق 18 اگست 1944ء کو امرتسر میں وصال فرمایا، تدفین مقامی قبرستان میں کی گئی، آپ دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے فارغ التحصیل ہو کر اس کے صدر مدرس بنے، پنجاب یونیورسٹی اور طبی کالج میں امتحانات دے کر ان سے بھی اسناد حاصل کیں، حضرت شاہ عبد اللہ ابو الخیر مجددی دہلوی سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کا شرف پایا، لاہور سے امرتسر پہنچے اور مدرسہ نصرۃ الحق میں ادب کے استاذ مقرر ہوئے۔ مدرسہ نصرۃ الحق جب ایم اے او کالج بنا تو آپ عربی کے پروفیسر مقرر ہو گئے اور پھر یہیں سے ریٹائرڈ ہوئے، تصانیف میں الکاویہ علی الغاویہ (ردِ مرزائیت) مشہور ہے۔[3]

1 تذکرہ محدثِ سورتی، ص274تا275
2 حیاتِ ملک العلماء، ص9، 16، 20، 34
3 تذکرہ علمائے اہل سنت، ص242، 243

محمد عبد الحق صدیقی محدثِ الٰہ آبادی

شیخ الدلائل حضرت مولانا محمد عبد الحق صدیقی محدثِ الٰہ آبادی نقشبندی حنفی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1252ھ ضلع نیوان الٰہ آباد (یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال 16 شوّالُ المکرّم 1333ھ مکۃ المکرمہ میں ہوا۔ آپ استاذُ العلماء، مفسرِ قرآن، صوفیِ باصفا، قطبِ مکۂ مکرمہ، جامع علم و عمل، مقرّظِ حسامُ الحرمین اور اکابر علمائے اہلِ سنّت سے ہیں۔ متعدد تصانیف میں الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل مطبوع ہے۔ (1)

محمد عبد الحکیم شرف قادری

شرفِ ملت حضرت علّامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1363ھ مطابق 1944ء کو مزار پور (ضلع ہوشیار پور پنجاب) ہند میں ہوئی۔ آپ استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، مصنف و مترجم کتب، پیرِ طریقت اور اکابرینِ اہلِ سنّت میں سے تھے۔ 18 شعبان 1428ھ مطابق یکم ستمبر 2007ء کو وصال فرمایا، مزار مبارک جوڈیشنل کالونی لالہ زار فیز-2 لاہور پاکستان میں ہے۔ (2)

محمد عبد الحمید حنفی قادری

مولانا حکیم ابو الفرح محمد عبد الحمید حنفی قادری، لاہور کے باشندے تھے، لاہور میں قائم ہونے والی بزم حنفیہ کے سیکریٹری اور بعد میں صدر منتخب ہوئے، آپ نے بذریعہ استفتاء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب سے استفادہ کیا، فتاویٰ رضویہ میں آپ کے چار استفتاء موجود ہیں، آپ اعلیٰ حضرت سے کتنی عقیدت رکھتے تھے، اس کا اندازہ ان القابات سے لگایا جاسکتا ہے جو آپ نے اپنے استفتاء میں لکھے ہیں، ملاحظہ کیجئے: بحضرت فیض درجت، عظیم البرکت، فاضل کبیر، کامل تحریر، امام العلماء المحققین، مقدام الفضلاء المدققین، عالم عظیم الشان، اعلیٰ حضرت، مولانا المکرم، ذالمجد والکرام، مولانا مولوی حاجی صوفی حافظ مفتی محمد احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ فیوضہم۔ (3)

---

(1) اعلام للزرکلی، 6/186 ...انوارِ قطبِ مدینہ، ص73، 191، 189

(2) شرفِ ملت نمبر لاہور، ص126

(3) امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص103 تا 107

محمد عبد الرّحمٰن محبی صدیقی نظامی

مُحِبِّ اعلیٰ حضرت، علّامہ حافظ محمد عبد الرّحمٰن محبی صدیقی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1272ھ مطابق 1856ء کو پوکھریرا (ضلع سیتامڑھی بہار، ہند) میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، مناظرِ اسلام، شیخِ طریقت، مصنّفِ کتب، استاذُ العلماء، مدرسہ نورُ الہدیٰ، انجمن نورُ الاسلام اور رسالہ نورُ الہدیٰ کے بانی تھے۔ 31 تصانیف میں رسالہ اِثباتِ تقلیدِ شرعی بھی ہے۔ 18 جُمادَی الاُخریٰ 1351ھ مطابق 19 اکتوبر 1932ء کو وصال فرمایا مزار پوکھریرا میں ہے۔ [1]

محمد عبد الرحیم نقشبندی باغدروی

حضرت باباپیر قاضی محمد عبد الرحیم نقشبندی باغدروی کی پیدائش باغدرہ ضلع اٹک کے دینی گھرانے میں 1296ھ مطابق 1876ء میں ہوئی، علم دین مختلف مقامات سے حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوئے، بیعت کا شرف حضرت خواجہ باباجی محمد قاسم موہڑوی سے حاصل کرکے خلافت سے نوازے گئے، آپ عالم باعمل اور باکرامت ولی اللہ تھے، آپ کا وصال 8 جمادی الاولیٰ 1366ھ مطابق 31 جنوری 1947ء کو ہوا، مزار مبارک سالک آباد شریف، حسن ابدال ضلع اٹک میں مرجع خلائق ہے، حضرت خواجہ پیر محمد اعظم نقشبندی آپ کے جانشین ہیں۔ [2]

محمد عبد السلام رضوی جبل پوری

عید الاسلام، حضرتِ مولانا مفتی حافظ محمد عبد السلام رضوی جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1283ھ مطابق 1866ء میں جبل پور (ایم پی، ہند) میں ہوئی، تعلیم والد گرامی سے حاصل کی، اعلیٰ حضرت کے مرید وخلیفہ ہیں، جبل پور میں دارُ الافتاء عید الاسلام قائم کیا۔ 14 جمادی الاولیٰ 1371ھ مطابق 10 فروری 1952ء کو جبل پور میں وصال فرمایا، مزار شریف مشہور ہے۔ [3]

---

1 تذکرہ علمائے اہل سنّت سیتامڑھی، ص328تا335

2 نوائے وقت، 16 دسمبر 2012ء

3 برہان ملت کی حیات وخدمات، ص28تا37

محمد عبد الکریم محدث ابدالوی

حضرت علامہ پیر ابو الفیض مفتی محمد عبد الکریم چشتی قادری رضوی محدث ابدالوی کی پیدائش یکم فروری 1930ء کو موضع ابدال ضلع سرگودھا کے ایک زمین دار گھرانے میں ہوئی، بچپن میں ہی غازی کشمیر پیر محمد شاہ چشتی بھیروی سے بیعت ہوئے اور بعد میں خلافت سے بھی نوازے گئے۔ آپ نے مولانا سیف الدین سالمی، مولانا سلطان احمد حاصلانوالہ گجرات سے درس نظامی کی کتب پڑھ کر مرشد کریم کے حکم سے 1951ء میں دورہ حدیث شریف محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد چشتی قادری سے کرنے کی سعادت پائی، انہیں سے سلسلہ چشتیہ قادریہ کی خلافت بھی حاصل ہوئی۔ فراغت کے بعد للیانی میں کچھ عرصہ خدمات دینیہ سرانجام دینے کے بعد بحکم محدث اعظم 1954ء میں خانقاہ ڈوگراں تشریف لے آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ آپ نے یہاں 1958ء میں دارالعلوم چشتیہ رضویہ کی بنیاد رکھی اور زندگی بھر اس میں تدریس فرمائی، 1993ء میں آپ نے دورہ حدیث شریف شروع فرمایا اور زندگی بھر یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے 15 کتب ورسائل بھی تحریر فرمائیں۔ آپ سے کئی کرامات کا صدور ہوا۔ آپ نے 50 سال خدمات دینیہ سرانجام دے کر 4 رمضان 1424ھ مطابق 31 اکتوبر 2003ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک خانقاہ ڈوگراں میں ہے۔ آپ کے صاحبزادگان مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی، مولانا نور المجتبیٰ چشتی، مولانا غلام مرتضیٰ شازی، مولانا فیض اللہ فیضی، حاجی عطاء المصطفیٰ رضوی اور مولانا ضیاء المصطفیٰ دین متین کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ (1)

محمد عبد اللہ پگلینوی

مستفتیٔ اعلیٰ حضرت، استاذ العلماء علامہ محمد عبد اللہ پگلینوی المعروف پہاڑ والے مولوی صاحب کی پیدائش موضع پگلین شریف نزد عبد اللہ پور (سابقہ نام ہری پور) یونین کونسل کھمباہ (Khambah) تحصیل سماہنی ضلع بھمبر کشمیر کے گجر خاندان میں ہوئی، ابتدائی تعلیم والد مولانا محمد بخش سے حاصل کرکے علم دین کے حصول کے لیے پندرہ سال پنجاب اور ہند کے شہروں کے سفر پر رہے اور دورہ حدیث شریف کرکے سند

(1) تذکرہ محدث ابدالوی، ص35 تا 103

الفراغ حاصل کی۔ بیعت کا شرف غریب نواز خواجہ سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری (جلالپور شریف، تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم) سے حاصل کیا۔ آپ نے اپنے گاؤں میں تدریس کا آغاز کیا، آپ کے تلامذہ میں کئی جید علما شامل ہیں، آپ فارسی اور پنجابی کے شاعر بھی تھے، آپ نے کئی کتب بھی لکھیں۔ آپ نے 4ذوالحجہ 1333ھ مطابق 13 اکتوبر 1915ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کو استفتاء بھی بھیجا جو فتاویٰ رضویہ جلد 10ص297 پر موجود ہے۔ آپ استاذالعلماء، جید عالم دین اور ولی کامل تھے۔ آپ کا وصال 28ذیقعدہ 1345ھ مطابق 31 مئی 1927ء کو ہوا، مزار مبارک جائے پیدائش میں ہے، جس پر گنبد تعمیر کیا گیا ہے، جہاں ہر سال عرس بھی ہوتا ہے، مشہور ہے کہ آپ کے مزار پر شیر حاضری کے لیے آتا تھا۔[1]

محمد عبد اللہ عتیق نقشبندی رضوی

حضرت مولانا علامہ پیر محمد عبد اللہ عتیق نقشبندی رضوی مدظلہ العالی زاہد آباد شریف چک 2نزد کوٹلی سوہلناں میں 16 محرم 1364ھ مطابق یکم جنوری 1945ء کو پیدا ہوئے۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل کا آغاز والد گرامی سے کیا، فارغ التحصیل ہوئے اور کوٹلی کے موضع بَل ڈماس(bal damas) کی جامع مسجد میں دستاربندی ہوئی۔ والد گرامی سے ہی بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔ مزید تحصیل علم کے لیے مدرسہ اشاعت القرآن میرپور کشمیر میں داخلہ لیا اور وہاں علامہ مفتی قاضی عبد الحکیم میرپوری سے مستفیض ہوئے۔ آپ کو عارف کبیر پیر غلام محی الدین غزنوی نیروی، حضرت پیر محمد زاہد خان موہڑوی، شیخ الفضیلت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان اور شرف ملت شیخ الحدیث علامہ عبد الحکیم شرف قادری اور دیگر کئی مشائخ سے بھی خلافت حاصل ہے۔[2]

محمد عبد اللہ لدّروی کشمیری

استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ محمد عبد اللہ لدّروی کشمیری کی پیدائش 1264ھ مطابق 1877ء کو موضع لدر(Lidder) ضلع میرپور کشمیر میں ہوئی اور یہیں تقریباً 85 سال کی عمر میں 1381ھ مطابق

1. معارف رضا، سالنامہ 2008ء ص203 تا 208... ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق، ص3
2. ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق، ص1 تا 4

1962ء میں انتقال فرمایا۔ آپ عارف باللہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے مولانا نور افغانی مہاجر مکی سے ملاجامی مع حاشیہ ملاعبد الغفور پڑھ کر شرف تلمذ حاصل کیا جو مجاہد تحریک آزادی، فاتح عیسائیت، بانی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر کے شاگرد تھے۔ (1)

محمد عبد الخالق مجددی

شمس الکونین حضرت خواجہ محمد عبد الخالق مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1270ھ کو جہاں خیلاں میں ہوئی، بچپن میں والد گرامی شہید ہوگئے، تربیت حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی، جید علما سے استفادہ کیا، افسر المشائخ حضرت حافظ حاجی محمود آرزو جالندھری کے مرید و خلیفہ ہوئے، خانقاہ کوٹ عبد الخالق متصل جہاں خیلاں کی بنیاد رکھی، رفاہی کاموں میں کافی دلچسپی رکھتے تھے، خانقاہ کے ساتھ یتیم خانہ خالقیہ قائم کیا، بعد میں مدرسے کا بھی آغاز فرمایا۔ آپ نے 17 محرم 1350ھ کو وصال فرمایا، تدفین مزار والد کے ساتھ ہوئی۔ (2)

محمد علی اور شوکت علی جوہر

مولانا محمد علی جوہر کی پیدائش 1295ھ مطابق 1878ء کو رامپور میں اور وفات 4 جنوری 1931ء کو انگلستان میں ہوئی، تدفین یروشلم بیت المقدس فلسطین میں ہوئی جبکہ مولانا شوکت علی آپ کے بڑے بھائی تھے ان کی پیدائش 1872 کو رام پور میں ہوئی اور 26 نومبر 1938 کو دہلی میں اس دار فانی سے کوچ کیا، تدفین درگاہ سرمد شہید دہلی کے جوار میں ہوئی۔ دونوں بھائی دینی دنیاوی تعلیم کے جامع، بہترین مقرر، اچھے قلم کار تھے، تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا، اس تحریک میں دونوں سے جو غلطیاں سرزد ہوئیں صدر الافاضل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی کی کوشش سے ان کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ (3)

محمد علی حسین خیر آبادی مہاجر مدنی قادری

عالم متبحر حضرت مولانا محمد علی حسین خیر آبادی مہاجر مدنی قادری کی پیدائش مولانا شاہ اعظم حسین

---

1. ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق، ص1، 2
2. مشائخ ہوشیارپور، ص168 تا 170
3. تحریک پاکستان اور علمائے اہل سنت کا کردار، ص54 تا 58... حیات صدر الافاضل، ص171، 172

خیر آبادی کے ہاں 21ربیع الآخر1312ھ کو بھوپال میں ہوئی۔ بچپن میں ہی والد صاحب کے ساتھ مدینہ شریف ہجرت کر گئے۔ علمائے مکہ ومدینہ اور علمائے ہند سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی اور فارغ التحصیل ہوئے۔ سلسلہ قادریہ میں والد گرامی سے بیعت کی۔ علامہ یوسف نبہانی سمیت دس مشائخ عرب و عجم سے خلافتیں اوراجازتیں حاصل ہوئیں۔ المدرسۃ النظامیۃ المدینۃ المنورۃ میں تدریس کرتے رہے، بعد میں گھر میں درس وتدریس کیا کرتے تھے۔ 12جمادی الاخریٰ1374ھ کو بعد فجر اللہ اللہ کہتے ہوئے وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ صاحبزادہ شاہ ابوالبرکات محمد علاؤالدین مدینہ مالک فندق طیبہ آپ کے جانشین ہیں، صاحبزادہ صاحب کو بھی مخدوم الاولیاء نے خلافت سے نوازا تھا۔ (1)

محمد علی خان ملک

آپ بریلی کے باشندے، عالم دین اور صاحب تصنیف ہیں، آپ نے کتاب تصحیح الایمان رد تقویت الایمان مرتب فرمائی، اس میں علمائے بریلی کے فتاویٰ اور تصدیقات ہیں۔ ان کی دادی جان نے بریلی کی مشہور مسجد بی بی جی صاحبہ محلہ بہاری پور تعمیر کرائی جس میں دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف قائم ہوا۔ (2)

محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 5نومبر1942ء کو ہوئی اور آپ نے 17جمادی الاخریٰ1440ھ مطابق 23فروری2019ء کو وصال فرمایا، آپ اہل سنت کے ثقہ عالم دین اور دار العلوم سلطانیہ کالادے شریف جہلم سٹی کے مدرس تھے، آپ نے تدریس کے ساتھ کئی قلمی کام بھی کئے ہیں، آپ کی سبل الہدیٰ والرشاد مترجم، سیرت سید الانبیاء سمیت دس کتب شائع ہوچکی ہیں، آپ مؤرخ ومفسر حضرت علامہ مفتی جلال الدین قادری (بانی جامعہ اسلامیہ کھاریاں ضلع گجرات، پنجاب) کے شاگرد اور چھوٹے بھائی ہیں۔ (3)

(1) تذکرہ علمائے اہل سنت، ص190تا192 ...حیات مخدوم الاولیاء، ص310
(2) حیات رضا کی نئی جہتیں، ص18
(3) فتاویٰ دیداریہ، ص16، 17

محمد فضلِ حق خیر آبادی چشتی

قائدِ جنگِ آزادی حضرت علامہ محمد فضلِ حق خیر آبادی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1212ھ مطابق 1797ء خیر آباد، ضلع سیتاپور (یوپی، ہند) میں ہوئی اور وصال 12 صفر 1278ھ مطابق 20 اگست 1861ء کو جزیرہ انڈمان میں ہوا۔ مزار یہیں ساؤتھ پوائنٹ پورٹ بلیر میں ہے۔ آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر، منطق وحکمت میں ایک معتبر نام، استاذ العلماء، سلسلہ خیر آبادیہ کے چشم وچراغ، لکھنو کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) اردو وعربی کے شاعر، کئی کتب کے مصنف اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ [1]

محمد فضل شاہ چشتی جلالپوری

امیر حزب اللہ حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد فضل شاہ چشتی جلالپوری کی پیدائش 4 جمادی الاول 1312ھ مطابق 3 نومبر 1894ء کو آستانہ عالیہ چشتیہ جلالپور شریف تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں ہوئی۔ جدامجد غریب نواز پیر سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری کی زیر نگرانی تربیت پائی۔ آپ عالم دین، پابند قرآن وسنت، متحرک قومی رہنما اور فعال شیخ طریقت تھے، جدامجد کے وصال کے بعد سجادہ نشین بنائے گئے، 1927ء میں عظیم قومی تحریک حزب اللہ کا آغاز فرمایا جس کا مقصد مسلمانوں میں اسلامی شعور پیدا کرنا، اللہ ورسول کے احکامات پر عمل کروانا اور قومی وملی مسائل کے حل کے لیے کوشش کرنا تھا، اسی کے ذریعے آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا، وصال 17 شعبان 1386ء کو ہوا اور جدامجد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ [2] راقم فقیر قادری کے والد گرامی حاجی محمد صادق مرحوم بھی آپ کے مرید تھے۔

محمد قاسم صادق موہڑوی

باباجی سرکار حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی کی ولادت تقریباً 1242ھ کو ہوئی اور وصال 13 ذوالقعدہ 1362ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار پُرانوار **موہڑہ شریف** نزد کوہِ مری، ضلع راولپنڈی (پاکستان) میں مرجع خلائق ہے۔ آپ عالِم دین، مدرس اور سلسلۂ نقشبندیہ کے عظیم شیخ طریقت ہیں، آپ کے خلفانے گھمکول

---

1 قائد انقلاب علامہ فضل حق خیر آبادی، ص11 تا 19

2 نوائے وقت، 7 جون 2013، مضمون از میاں اظہر محمود

شریف، نیریاں شریف، کوٹ گلہ شریف سمیت کئی خانقاہیں قائم فرمائیں۔[1] ان کے صاحبزادے زبدۃ الفقراء والعلماء حضرت پیر محمد مبارک خان تھے، آپ انجمن ارشاد الاسلام ضلع گجرات کے تین روزہ تبلیغی جلسے میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔[2]

محمد محمود الوری

حضرت مولانا مفتی حکیم محمد محمود الوری رحمۃ اللہ علیہ شاہ رکن الدین کے ہاں 5 ذوالحجہ 1322ھ مطابق 10 فروری 1905ء کو الور میں پیدا ہوئے اور حیدر آباد سندھ پاکستان میں 12 شعبان 1407ھ مطابق 12 اپریل 1987ء کو وصال فرمایا، مزار مشہور ہے۔ آپ عالم دین، تلمیذ صدر الشریعہ و مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی، مصنف کتب اور شیخ طریقت تھے۔[3]

محمد مرتضیٰ حسینی بلگرامی زبیدی

امام شریعت وطریقت حضرت امام سیّد محمد مرتضیٰ حسینی بلگرامی زبیدی مصری قادری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1145ھ بلگرام میں ہوئی اور 17 شعبان 1205ھ قاہرہ مصر میں وصال فرمایا، مزار مبارک مشہد سیدہ رقیہ میں ہے۔ آپ حافظ الحدیث، صوفیِ کامل، جامع العلوم، فقیہ حنفی، کثیر التصانیف اور تیرھویں صدی کے مجدد تھے۔ آپ کی سو کے قریب تصانیف میں سے تاج العروس (40 جلدیں) اور اتحاف السادۃ المتقین (احیاء العلوم کی شرح) کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔[4]

محمد مسعود احمد دہلوی

یادگارِ اسلاف حضرت مولانا حافظ محمد مسعود احمد دہلوی علامہ کرامت اللہ دہلوی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت 1325ھ مطابق 1907ء کو دہلی میں ہوئی اور 21 ذیقعدہ 1406ھ مطابق 28 جولائی 1986ء کو کراچی میں وصال فرمایا۔ آپ حسین و جمیل اور ذہن وفطین تھے، ابتدائی کتب دہلی میں پڑھنے کے بعد دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا، پھر دورہ حدیث دار العلوم نعیمیہ مراد آباد سے کیا، فارغ

1 تذکرۂ اکابرِ اہلِ سنّت، ص502
2 الفقیہ امرتسر، 2 اپریل 1941، ص6، 7
3 بزمِ جاناں، ص242 تا 250... گلستانِ الور، ص40
4 حلیۃ البشر، جز:3، 1/1492، حدائق الحنفیہ، ص477

التحصیل ہونے کے بعد والد گرامی کے مدرسے میں درس و تدریس کرتے رہے، تقسیم ہند کے بعد لاہور پھر کراچی تشریف لے آئے، کراچی کی صابری مسجد رنچھوڑ لائن آپ نے تعمیر کروائی۔ مشہور عالم دین مفتی جمیل احمد نعیمی آپ کے داماد تھے۔[1]

محمد مصطفٰے رضا خان نوری رضوی

صاحبزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد مصطفٰے رضا خان نوری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1310ھ مطابق 1892ء کو رضا نگر محلّہ سوداگران بریلی (یوپی،ہند) میں ہوئی۔ آپ فاضل دار العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، جملہ علوم و فنون کے ماہر، جید عالم، مصنفِ کتب، مفتی و شاعرِ اسلام، شہرۂ آفاق شیخ طریقت، مرجع علما و مشائخ اور عوامِ اہلِ سنّت تھے۔ 35 سے زائد تصانیف و تالیفات میں سامانِ بخشش اور فتاویٰ مصطفویہ مشہور ہیں۔ 14 محرمُ الحرام 1402ھ مطابق 12 نومبر 1981ء میں وصال فرمایا اور بریلی شریف میں والدِ گرامی امام احمد رضا خان کے پہلو میں دفن ہوئے۔[2]

محمد مظہر اللہ دہلوی

مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی حضرت شاہ مسعود دہلوی کے پوتے اور مولانا محمد سعید دہلوی کے بیٹے ہیں، آپ کا نام محمد مظہر اللہ، لقب مفتی اعظم اور کنیت ابو مسعود تھی۔ آپ کی پیدائش 15 رجب 1303ھ مطابق 21 اپریل 1886ھ کو دہلی میں ہوئی۔ حفظ قرآن کے بعد چچا جان مولانا عبد المجید اور دیگر علما سے علوم و فنون حاصل کئے، پھر عمیق مطالعہ سے ان میں رسوخ پایا۔ آستانہ عالیہ مکان شریف کے سجادہ نشین حضرت سید صادق علی شاہ سے بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ طویل عرصہ مولانا رکن الدین الوری کی صحبت میں رہے اور خلافت سے نوازے گئے۔

جوانی میں چچا مولانا عبد الرشید دہلوی نے جامع مسجد کی امامت و خطابت ان کے حوالے کی جسے آپ نے 60 سال سے زائد عرصے بحسن و خوبی سرانجام دیا۔ بہت استقامت کے ساتھ اہل دہلی کو مستفیض کرتے

[1] انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص900تا903

[2] جہانِ مفتی اعظم، ص64تا130

رہے۔ ساری عمر درس وتدریس اورافتانویسی میں گزار کر 14 شعبان 1386ھ مطابق 28نومبر 1966ء کو وصال فرماگئے۔ تدفین جامع مسجد فتح پوری کے صحن میں جانب شمال مشرق میں واقع درگاہ حضرت میراں شاہ نانو سے متصل ہوئی۔ آپ عالم ومفتی ہونے کے ساتھ باکرامت شیخ طریقت بھی تھے۔ آپ کی تصانیف میں ارکان دین، مظہر اخلاق، مظہر العقائد، تحقیق الحق، رسالہ درعلم توقیت، خزینۃ الخیرات، فتاویٰ مظہریہ اور تفسیر قرآن مظہر القرآن یادگار ہیں۔ (1)

محمد نظام الدین رضوی

سراج الفقہاء، محقق مسائل جدیدہ حضرت مولانامفتی محمد نظام الدین رضوی جید عالم دین، مفتی اسلام، استاذ العلماء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ یوپی، ہند کے سابق صدر المدرسین اور دار الافتاء شارح بخاری مبارکپور کے مفتی صاحب ہیں۔ آپ کی پیدائش 2مارچ 1957ء کو موضع بھوجولی ضلع کشی نگر اتر پردیش کے ایک دین دار انصاری گھرانے میں ہوئی۔ انجمن معین الاسلام بستی، مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ اورجامعہ اشرفیہ مبارکپور سے علوم وفنون میں دسترس حاصل کی۔ 1980ء میں درس نظامی وشعبۂ تحقیق فی الفقہ سے فراغت حاصل کی۔ آپ کئی کتب اور مقالات کے مصنف ہیں۔

محمد نظام الدین ملتانی

رئیس المناظرین مولانا ابو منظور محمد نظام الدین ملتانی کی ولادت ملتان میں ہوئی، آپ جید عالم دین، قادری سروری سلسلے میں بیعت، مصنف کتب کثیرہ اور بہترین مناظر تھے، 27 تصانیف میں **سلطان الفقہ المعروف فتاویٰ نظامیہ** (گیارہ حصے) آپ کی بہترین یادگار ہے۔ آپ کا وصال وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے دروازہ موج دین میں ہوا، یہاں آپ کی رہائش تھی، تاریخ وسن ولادت اوروفات نہ مل سکا۔ (2)

محمد نعیم الدّین مراد آبادی

صدر الافاضل حضرت علامہ حافظ سیّد محمد نعیم الدّین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1300ھ مطابق

(1) تذکرہ مظہر مسعود، ص149، 153، 161، 308

(2) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص549تا550

1882ء کو مراد آباد(ہند) میں ہوئی اور آپ نے 18 ذوالحجہ 1367ھ مطابق 22 اکتوبر 1948ء کو وفات پائی۔ آپ دینی عُلوم کے ماہر، شیخ الحدیث، مفسرِ قرآن، مُناظِرِ ذیشان، مُفتیٔ اسلام، درجن سے زائد کُتُب کے مصنف، قومی رَاہنما و قائد، شیخِ طریقت، اسلامی شاعر، بانیٔ جامعہ نعیمیہ مُرادآباد، استاذ العلماء اوراکابر اہلِ سنّت میں سے تھے۔ کُتُب میں تفسیرِ خزائنُ العرفان مشہور ہے، جوانی میں اعلیٰ حضرت سے آپ کا رشتہ محبت وعقیدت قائم ہوا اور زندگی بھر قائم رہا، بلاشبہ آپ چودھویں صدی کی مؤثر شخصیت تھے۔ [(1)]

محمد نعیم اللہ خاں قادری

جناب محمد نعیم اللہ خاں قادری صاحب دینی جذبے سے سرشار نوجوان ہیں دینی ودنیاوی تعلیم سے آراستہ ہیں، ان کے تعارف میں لکھا ہے کہ بی ایس سی، بی ایڈ اور پنجابی، اردو، تاریخ میں ایم اے کر چکے ہیں، انھوں نے علمائے اہلِ سنت کی کئی کتب شائع کی ہیں۔

محمد نور الحق فرنگی محلی

آپ نے بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی اور والد محترم علامہ انوار الحق سے علم حاصل کیا۔ آپ تبحر عالم دین، استاذ العلماء، منکسر المزاج، پیکر حسن اخلاق، حواشی کتب درس نظامیہ، سلسلہ قادریہ رزاقیہ کے شیخ طریقت اور باکرامت ولی اللہ تھے۔ ہزاروں شاگردوں میں علامہ سید شاہ آل رسول مارہروی، علامہ فضل رسول بدایونی اور علامہ فضل رحمن گنج مرادآبادی بھی شامل ہیں۔ آپ نے 22 ربیع الاول 1248ھ کو وصال فرمایا۔ [(2)]

محمد وارث

مولانا الحاج محمد وارث اور ان کے بیٹے مولانا محمد عبد اللہ دونوں عالم دین تھے، شیخوپورہ کے کسی مدرسے سے علم دین حاصل کیا، یہ دونوں حضرات مسجد بوہڑوالی میں دینی کتب پڑھاتے تھے، طلبہ دور دراز سے پڑھنے کے لیے مسجد بوہڑوالی میں آتے تھے حتی کہ قدیم لاہور کے مشہور عالم وولی اللہ حافظ میاں محمد اسماعیل سہروردی المعروف میاں وڈا صاحب کے خاندان کے کئی افراد بھی ان دونوں کے پاس پڑھنے آیا کرتے

(1) حیات صدر الافاضل، ص9تا19

(2) ممتاز علمائے فرنگی محل، ص111تا115

تھے۔ یہ دونوں حضرات فی سبیل اللہ امامت وتدریس کیا کرتے تھے، مولانا محمد وارث صاحب کا انتقال 20 جمادی الاخریٰ 1373ھ مطابق 25 فروری 1954ء کو ہوا اور بوہڑوالی مسجد کے ایک گوشے میں تدفین کی گئی، جبکہ آپ کے بیٹے محمد عبد اللہ صاحب 1382ھ مطابق 1963ء میں فوت ہوئے۔

محمد یحییٰ مجو میاں ترمذی

آپ بریلی کے نومحلہ کے اجلہ ترمذی سادات سے تھے۔ آپ کے پرداداسید معصوم شاہ ترمذی شہیدِ وطن حافظ رحمت خاں کے پیرومرشد تھے۔ جن کا نسب 6 واسطوں سے پیر باباسید علی ترمذی(ضلع بونیر، کے پی کے پاکستان) سے مل جاتاہے۔ان کا مزار نومحلہ مسجد بریلی شریف کے احاطے میں ہے۔ یہ نو محلہ مسجد گورنمنٹ انٹر کالج بریلی کے سامنے سے ایوب خاں چوراہے کو جانے والی سڑک کے وسط میں واقع ہے۔[1]

محمد یونس نعیمی اشرفی

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد یونس نعیمی اشرفی سنبھل کے رہنے والے تھے، جامعہ نعیمیہ مراد آباد سے فارغ التحصیل ہوئے اور تقسیم ہند کے بعد اس کے مہتمم بنائے گئے، 1347ھ میں شیخ المشائخ نے آپ کو خلافت سے نوازا، یہ بانی جامعہ نعیمیہ لاہور مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کے بہنوئی ہیں۔[2]

محمد حسن علمی نقشبندی

مولانا محمد حسن علمی بریلی کے پنجابی سوداگران کے چشم وچراغ، علامہ رضا علی خان نقشبندی کے شاگردومرید، عالم دین اور شاعر ومصنف تھے۔ آپ کی پیدائش بریلی میں ہوئی اور یہیں 1283ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین مسجد نومحلہ بریلی سے متصل کی گئی۔ خلیفہ امیر الدین آزاد نے وفات پر قطعہ تاریخ کہا۔ آپ نے 1229ء میں خطبات علمی کو ترتیب دیا جس کی دھوم پاک وہند میں ہے، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں: مولانا محمد حسن علمی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سنی صحیح العقیدہ اور واعظ وناصح اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مداح اور میرے حضرت جد امجد قدس سرہ العزیز کے شاگرد تھے۔[3]

1 تاریخ خاندان برکات، ص68
2 حیات مخدوم الاولیا، ص301، 356
3 تذکرے اپنے آباکے، ص253 تا 255...حیات رضا کی نئی جہتیں، ص17...فتاویٰ رضویہ، 8/447

محمد حسن گرم دیوانی غازی پوری

حضرت شاہ محمد حسن گرم دیوانی غازی پوری، عالمِ دین، پیرِ طریقت اور خاندان دھاواشریف کے جلیل القدر بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت دھاواشریف (نزد غازی پور، یوپی، ہند) میں ہوئی اور یہیں وصال فرمایا۔ مزار خاندانی خانقاہ دھاواشریف میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے حافظ شاہ احمد کریم آپ کے جانشین مقرر ہوئے پھر ان کے بیٹے شاہ فخر الدین (وفات، 14 ربیع الثانی مطابق 14 مارچ 1979ء) اپنے باپ دادا کی مسند پر بیٹھے اور خانقاہ کے فیضان کو عام کیا۔[1] بعد میں اسی خاندان کی ایک شخصیت شیخ شاہ محمود حسن ولید پوری کو مخدوم الاولیاء نے خلافت سے نوازا اور اکرام اللہ شاہ کا لقب دیا۔[2]

محمد عبد الحی کتّانی حسنی مالکی

عالمِ جلیل، حضرت شیخ سیّد محمد عبد الحی کَتّانی حسنی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1305ھ فاس مغرب (یعنی مراکش) میں ہوئی۔ 12 رجب 1382ھ کو وصال فرمایا۔ نیس (Nice) فرانس کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ مُحَدِّثِ عرب و عجم، عالمِ باعمل، کئی کتب کے مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے۔ آپ کی کتاب فہرس الفہارس علمائے سیرت میں معروف ہے۔[3]

محمد موسیٰ امرتسری

حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی ولادت 28 صفر 1346ھ مطابق 27 اگست 1927ء امرتسر مشرقی پنجاب ہند میں ہوئی اور 8 شعبان 1420ھ مطابق 17 نومبر 1999ء کو لاہور میں وفات پائی، مقابر چشتیاں، قبرستان ننھے شاہ، جوارِ دربار میاں میر قادری (لاہور کینٹ) میں مدفون ہیں، آپ طبیب حاذق، دینی و دنیاوی تعلیم کے جامع، صاحبِ تصنیف، دردِ امت سے سرشار، سلسلہ چشتیہ صابریہ میں مرید اور قطب مدینہ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے زندگی بھر طبابت کی، آپ کا مطب ریلوے روڈ لاہور میں تھا، یہ مریضوں کے لیے مقامِ دوا اور معرفت و علم کے طالبوں کے لیے سرچشمہ علم و حکمت تھا، آپ کی دس ہزار سے زائد کتب پر

1 تذکرہ مشائخ غازی پور، ص421تا428

2 حیات مخدوم الاولیاء، ص309

3 نظام حکومتِ نبویہ مترجم، ص27... اعلام للزرکلی، 6/187

مشتمل شاندار لائبریری بھی اہلِ علم کے یہاں آنے کا سبب بنتی تھی، آپ نے 1388ھ مطابق 1968ء میں **مرکزی مجلسِ رضا** کی بنیاد رکھی۔ [1]

محمود احمد قادری رفاقتی مظفر پوری

مؤرخِ اہلِ سنّت، محمودِ ملت حضرت علامہ مولانا محمود احمد قادری رفاقتی مظفر پوری (سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ رفاقتیہ بھوانی پور ضلع مظفر پور بہار) امینِ شریعت، استاذ العلماء حضرت علامہ رفاقت حسین اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند، عالمِ دین، مصنفِ کتب اور ایک متحرک شخصیت کے مالک تھے، آپ کی کتاب **تذکرہ علمائے اہلِ سنت** آپ کی پہچان ہے۔ آپ کا وصال 10 رمضان 1439ھ مطابق 26 مئی 2018ء کو ہوا۔ [2]

محمود الرحمٰن چھوہروی

حضرت خواجہ محمود الرحمٰن چھوہروی کی ولادت 1907ء میں اپنے آبائی گاؤں چھوہر شریف میں ہوئی، آپ نے اپنے والد خواجہ عبد الرحمٰن چھوہروی سے تربیت پائی اور خانقاہ قادریہ خضریہ چھوہر شریف کے پہلے سجادہ نشین قرار پائے اور انہوں نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا، آپ دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ کی ترقی کے لیے بہت جدوجہد فرماتے، آپ نے اس کے معاملات کو بہتر بنانے کے لیے 1357ھ مطابق 1937ء میں رحمانیہ ٹرسٹ بنایا، آپ کا وصال 1986ء میں ہوا۔ [3]

محی الدّین غلام گیلانی شمس آبادی

استاذُ العلماء حضرت مولانا قاضی محی الدّین غلام گیلانی شمس آبادی 1285ھ میں شمس آباد (تحصیل حضرو ضلع اٹک) پنجاب میں پیدا ہوئے۔ آپ فاضل مدرسہ عالیہ رامپور، مبلغِ اسلام، مُناظرِ اہلِ سنّت، سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے پیرِ طریقت اور کئی کتب و رسائل کے مصنف تھے۔ اپنے آبائی علاقے کے علاوہ گجرات ہند اور بنگال میں خدمتِ دین کی سعادت پائی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سے خاص تعلق تھا، کئی مرتبہ بریلی

1. حکیم محمد موسیٰ امر تسری...الخ، ص13، 25، 26، 41
2. ماہنامہ کنزالایمان دہلی، ستمبر 2018ء، ص34
3. مشائخ خانقاہ قادریہ چھوہر ہری پور...الخ، ص9، 13

تشریف لے گئے۔ آپ کا وصال 24ذوالقعدۃ الحرام1348ھ کو مقامِ پیدائش میں ہوا، یہاں کے بڑے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ (1)

مشتاق احمد صدیقی کانپوری

جامع علوم وفُنون حضرت مولانا حافظ مشتاق احمد صدیقی کانپوری، استاذُ العلماء، مدرِّس، واعِظ، شیخ الحدیث والتفسیر اور جیّد عالم تھے۔ 1295ھ مطابق 1878ء میں سہارن پور (یوپی) ہند میں پیدا ہوئے اور کانپور ہند میں یکم شوال 1360ھ مطابق 22 اکتوبر 1941ء کو وِصال فرمایا۔ آپ کو بساطیوں والے قبرستان پنجابی محلہ کانپور (یوپی) ہند میں والدِ گرامی استاذ العلماء علامہ احمد حسن کانپوری کے مزار سے متصل دفن کیا گیا۔ (2)

مصطفٰی حیدر حسن میاں برکاتی

حضور احسن العلماء حضرت مولانا حافظ قاری سید مصطفٰی حیدر حسن میاں برکاتی کی پیدائش 10 شعبان 1345ھ مطابق 13 فروری 1927ء میں ہوئی اور 15 ربیع الآخر 1416ھ مطابق 11 ستمبر 1995ء کو وفات پائی۔ بیعت کا شرف ناناجان مولانا سید ابوالقاسم اسماعیل حسن شاہ جی میاں سے حاصل کیا اور خلافت حاصل ہوئی۔ ماموں تاج العلماء سے بھی خلافت پائی اور جانشین مقرر ہوئے۔ انہیں 3 شعبان 1375ھ مطابق 17 مارچ 1965ء کو بموقعہ چہلم تاج العلماء تولیت جملہ اوقاف خانقاہ عالیہ برکاتیہ سپرد ہوئی۔ (3)

مظفر علی احمد خاں مراد آبادی

حضرت شیخ مظفر علی احمد خان مراد آبادی کا تعلق مراد آباد یوپی ہند سے تھا، آپ کی پیدائش 1247ھ کو ہوئی۔ حضرت توکل شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں 1272ھ میں اپنے دادا مرشد حافظ حاجی محمود جالندھری کا مرید بنایا۔ انہیں ان دونوں بزرگوں سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ آپ ہی حضرت توکل شاہ انبالوی کے پہلے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے 91 سال کی عمر میں 24 جمادی الاخریٰ

1 معارف رضا، شمارہ دہم 1990ء، ص125 تا 135
2 تذکرہ محدثِ سورتی، ص289، 290
3 سید ین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارک پور 2002ء، ص715

1338ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک حصار سٹی، ریاست ہریانہ ہند میں ہے۔[1]

مظہر حسین بدایونی انصاری

استاذ العلماء حضرت مولانا مظہر حسین بدایونی انصاری کی پیدائش 7 رجب 1355ھ مطابق 1936ء کو حویلی کوکمالی محلہ ناگراں بدایون سٹی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد درس نظامی کے لیے مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایون میں داخلہ لیا۔ دیگر مدارس میں بھی پڑھا۔ اسی دوران 22 صفر 1372ھ مطابق 1953ء میں تاج العلماء علامہ سید اولاد رسول محمد میاں مارہروی کے مرید ہوئے۔ انہیں تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان سے خلافت حاصل ہوئی۔ دورہ حدیث شریف دار العلوم منظر اسلام بریلی سے کرکے 1382ھ مطابق 1963ء فارغ التحصیل ہوئے۔ ایک مینارہ مسجد لائنز ایریا کراچی میں خطابت و تدریس، مدرسہ نور الاسلام شیر پور کلاں ضلع پیلی بھیت، مدرسہ رحمانیہ کھٹیمہ (Khatima) ضلع نینی تال میں تدریس کرتے رہے اور اب مدرسہ قاسمیہ برکاتیہ محلہ ناگراں بدایون میں تدریس کر رہے ہیں۔[2]

معوان حسین مجددی

صاحبزادۂ تاج المحدثین حضرت مولانا معوان حسین مجددی 1306ھ مطابق 1889ء کو محلہ کھاری کنواں رامپور کے علمی وروحانی گھرانے میں پیدا ہوئے، علمائے رامپور سے علم دین حاصل کرکے مدرسہ ارشاد العلوم کے مدرس بنے، اپنے والد صاحب کے بعد انہوں نے مدرسے کے نظام کو مربوط و مضبوط کیا اور اس کے مہتمم و منتظم قرار پائے، کثیر طلبہ علم نے آپ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا، آپ منکسر المزاج و خلیق انسان اور زہد و تقویٰ و علوم و فنون میں اپنے والد گرامی کے پرتو تھے، وعظ بھی اچھا کرتے تھے 4 تا 6 ربیع الاول 1338ھ مطابق 28 تا 30 نومبر 1919ء کو آپ لاہور میں انجمن نعمانیہ جلسے میں پہلی مرتبہ تشریف لائے آپ کی تقریر اتنی پر مغز تھی کہ انجمن اسلامیہ پنجاب نے آپ کو لاہور کی بادشاہی مسجد کا خطیب مقرر کر دیا، اپنی وفات تک اس منصب پر فائز رہے، آپ کا وصال 16 ربیع الاول 1352ھ مطابق 9 جولائی

1 تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص910

2 تجلیات تاج الشریعہ، ص606، 607

1933ء کو رامپور میں ہوا، آپ کے جنازے میں تقریباً دس ہزار لوگوں نے شرکت کی، یوں دنیا ایک عظیم عالم دین، ماہر علوم حدیث وفقہ، استاذ العلماء اور بہترین خطیب سے محروم ہوگئی۔[1]

محمد نظام الدین دھمالوی

استاذ العلماء مفتی محمد نظام الدین دھمالوی کی پیدائش 1881ء کو موضع دھمال (Dhamal) تحصیل چڑھوئی ضلع کوٹلی کشمیر میں ہوئی، وفات 1380ھ مطابق 1961ء میں پائی۔ آپ نے علامہ حافظ محمد عبد اللہ لدّروی کشمیری اور علمائے کشمیر، پنجاب اور اتر پردیش (ہند) سے علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔[2]

منور علی شاہ عمر دراز الہ آبادی

شیخ العالم حضرت شیخ منور علی شاہ عمر دراز الہ آبادی کا نسب دو واسطوں (شیخ عبد اللہ اور شیخ عثمان) کے ذریعے شیخ الشیوخ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے مل جاتا ہے، آپ کی ولادت 11 رمضان 491ھ کو ہوئی۔ آپ مرید اور خادم خاص حضور غوث اعظم ہیں اور نسبی طور پر پیر زادے بھی۔ 42 سال بار گاہِ غوثیہ میں رہے۔ وصالِ غوث پاک کے بعد آپ حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ احمد آبادی کی صحبت میں 16 سال رہے اور انہیں کے ساتھ ہند تشریف لائے، شاہ دولہ نے ان کی تربیت فرمائی اور 587ھ میں خلافت سے نواز کر الہ آباد روانہ فرمادیا۔ آپ نے 708 سال کی طویل عمر پاکر 4 جمادی الاخریٰ 1199ھ کو وصال فرمایا۔ تدفین محلہ ہمت گنج الہ آباد میں ہوئی۔[3]

مہر علی شاہ گیلانی گولڑوی

قبلۂ عالم، تاجدارِ گولڑہ، حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1275ھ مطابق 1859ء میں گولڑہ شریف (اسلام آباد، پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور 29 صفر 1356ھ مطابق 11 مئی 1937ء کو وصال فرمایا، آپ کا مزار گولڑہ شریف میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ آپ جید عالمِ دین، مرجعِ

1. کاملان رامپور، ص407... صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص87 تا 90... وفیات مشاہیر الفقیہ، ص104
2. ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق، ص2
3. سوانح حیات منور علی شاہ، 6 تا 10، 29، 30

علما، شیخ طریقت، کئی کتب کے مصنف، مجاہدِ اسلام، صاحبِ دیوان شاعر اور عظیم و مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔ فرقۂ مرزائیہ کی بیخ کنی میں آپ کا کردار مثالی ہے۔ (1)

مہر محمد اچھروی

امام المحققین، استاذ المدرسین مولانا مہر محمد اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1314ھ مطابق 1896ء، کو موضع چوکھنڈی مضافات اٹک پاکستان میں ہوئی اور بروز پیر 2 ربیع الثانی 1374ھ مطابق 29 نومبر 1954ء کو وصال فرمایا، آپ حافظ قرآن، جید عالم دین، قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب کے مرید، صدر مدرس جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور تھے، پوری زندگی تدریس میں گزاری، بڑے بڑے علمانے آپ سے استفادہ کیا، ملک المدرسین امام المناطقہ حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شاگرد ہیں۔ (2)

مہر محمد خاں ہمدم

پیر طریقت حضرت علامہ مہر محمد خاں ہمدم کی پیدائش 1334ھ مطابق 1916ء میں سنور (پٹیالہ، ہند) ایک علمی اور روحانی گھرانے میں ہوئی۔ حفظ و تجوید سے فراغت کے بعد مفتی اعظم ریاست پٹیالہ علامہ مولانا محبوب علی خان قادری صاحب سے دینی علوم، فقہ، منطق، فلسفہ اور دیگر علوم و فنون حاصل کئے۔ بعد ازاں مولانا عبد الجلیل خاں صدر مدرس دار العلوم عربیہ حنفیہ کریمیہ جالندھر سے شرح جامی، ہدایہ، مشکوٰۃ شریف اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی۔ لاہور میں آپ نے دار العلوم حزب الاحناف کے بانی مفتی اعظم علامہ ابو البرکات سید احمد شاہ قادری سے درس حدیث لے کر سند فراغت و سند خلافت بھی حاصل کی۔ قیام پاکستان کے بعد چونیاں ضلع قصور تشریف لے آئے اور یہاں خدمت دین میں مصروف رہے، آپ جید عالم دین، شیخ طریقت، بہترین واعظ، اسلامی شاعر اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔ آپ 15 رجب 1403ھ مطابق 28 اپریل 1983ء کو محفل میلاد میں یا رسول اللہ یا نبی اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے وصال فرما گئے۔ (3)

1 مہر منیر، ص 61، 335... فیضانِ پیر مہر علی شاہ، ص 4، 32

2 تذکرہ اکابرِ اہلسنت، ص 543

3 نوائے وقت، 11 اکتوبر 2013ء

میراں جی شاہ جیون ابو العلائی

حضرت میراں جی شاہ جیون ابو العلائی الور کے قریبی شہر تجارہ کے سلسلہ ابو العلائیہ کے مشہور ولی اللہ ہیں، آپ کا وصال 26رجب 1167ھ مطابق 1753ء کو تجارہ میں ہوا، یہیں مزار ہے۔(1)

میراں حسین خنگ سوار مشہدی

ولی کامل حضرت سید میراں حسین خنگ سوار مشہدی شہاب الدین غوری کے ساتھ ہند آئے، تزکیہ ظاہری وباطنی میں بے نظیر تھے، مگر اپنے آپ کو چھپانے کی غرض سے فوجی لباس میں رہتے تھے، انھوں نے سلطان الہند حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سجزی کی صحبت پائی، دشمنوں نے 607ھ یا610ھ کو آپ کو شہید کر دیا، نماز جنازہ سلطان الہند نے پڑھائی، مزار مبارک بالائے کوہ تاراگڑھ اجمیر شریف میں ہے۔(2)

نبی بخش حلوائی

مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی کی ولادت 1266ھ مطابق 1850ء کو اکبری منڈی، محلہ مولویاں، اندرون دہلی دروازہ لاہور کی ارائیں برادری میں ہوئی، آپ نے 14ذیقعدہ1363ھ مطابق یکم نومبر 1944ء کو وصال فرمایا، مسجد نبویہ سے متصل اپنے حجرے میں مدفون ہوئے، بچپن سے حلوائی کام میں مصروف رہے اس کے ساتھ علم دین حاصل کرکے عالم بھی بنے، درس وتدریس، تصنیف وتالیف آپ کا دینی اور حلوائی کی دوکان آپکا دنیاوی مشغلہ تھاالبتہ زندگی کے آخری پندرہ سالوں میں آپ نے اپنے آپ کو صرف دینی مصروفیت کے لیے وقف کر دیا تھا،23سے زیادہ تصانیف میں 15جلدوں پر مشتمل پنجابی اشعار کے ذریعے کی گئی بے مثال تفسیر نبوی اور کئی مشہور تلامذہ مثلاً پیر زادہ اقبال احمد فاروقی، حافظ محمد عالم سیالکوٹی اور مولانا باغ علی نسیم وغیرہ یادگار ہیں، آپ متبحر عالم دین، مفسر قرآن، استاذ العلماء، کثیر کتب ورسائل کے مصنف، پنجابی، اردو، فارسی کے بلند پایہ شاعر، سلسلہ نقشبندیہ جماعتیہ کے شیخ طریقت، غریب، یتیم طلبہ کے کفیل ومددگار، اوراد ووظائف کے پابند اورفعال اہل ثروت شخصیت کے مالک تھے۔(3) آپ نے اپنی زرعی

---

1. حیات کرم حسین، ص23
2. تحفۃ الابرار، ص92
3. مفسر قرآن علامہ نبی بخش حلوائی، حیات وخدمات، ص2تا6... مجالس علما، ص220تا245

زمین، آبائی مکان اور دوسری تمام جائیدادیں بیچ کر بیرون دہلی دروازہ سٹی کوتوالی کی شمالی دیوار کے ساتھ دو منزلہ مسجد نبویہ قائم فرمائی، جس کی تکمیل غالباً 1354ھ کو ہوئی، اس سے متصل جنوبی و شمالی جانب حجرے تعمیر کئے گئے جنوبی حجرے شاگردوں کے لئے اور شمالی حجروں میں آپ مقیم رہے، مسجد کے فرنٹ پر ایک پتھر لگوایا جس پر یہ لکھا تھا: یہ مسجد خالص حنفیہ کرام کی ہے، کوئی غیر مذہب یہاں آکر اپنے افعال ادا نہیں کر سکتا جس سے مناقشت پیدا ہو۔ فقیر محمد نبی بخش متولی مسجد ہذا (مؤلف تفسیر نبوی) 1354ھ، یوں اہلسنت کا اعتقادی و نظریاتی مرکز تھا۔ (1)

نذیر احمد شاہ نقشبندی

دیسولے والے پیر صاحب حضرت میاں سید نذیر احمد شاہ نقشبندی لکھنوی کی پیدائش قصبہ موہان ضلع اناؤ ریاست اتر پردیش میں ہوئی تعلیمی مراحل لکھنو میں طے کئے، آپ حضرت علامہ شاہ شمس الدین احمد میاں گنج مرادآبادی (صاحبزادے وجانشین حضرت علامہ شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی) کے مرید و خلیفہ تھے، انہیں کے حکم سے قصبہ دیسولہ ریاست الور میں قیام فرمایا، 1947ء میں لاہور پھر شیخوپورہ اور آخر میں بہاولپور تشریف لائے اور یہیں 25 ربیع الاول 1388ھ مطابق 22 جون 1968ء کو دوران نعت خوانی وصال فرمایا۔ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی اور فیض ملت حضرت مولانا فیض احمد اویسی نے بھی ان سے استفادہ فرمایا، علامہ کاظمی صاحب کو غزالی زماں کا لقب بھی آپ نے عطا فرمایا۔ (2)

نسیم احمد دہلوی

مولانا حافظ نسیم احمد دہلوی علامہ کرامت اللہ دہلوی کے شاگرد مولانا حبیب احمد دہلوی کے صاحبزادے تھے، انھوں نے حفظ قرآن والد صاحب سے کیا، اسلامی تعلیم مدرسہ عربیہ فتح پوری مسجد دہلی میں حاصل کی اور والد صاحب نے اپنی جگہ شاہی سنہری مسجد چاندنی چوک دہلی کی امامت سپرد کی، آپ نے یہ خدمت 35 سال نبھائی۔ دہلی کی فلاحی تنظیم انجمن مؤید الاسلام میں خدمات سر انجام دیں، اس کے تحت بطور مبلغ رنگون اور برما وغیرہ کے تبلیغی دورے کئے۔ اپنے سسر علامہ کرامت اللہ دہلوی سے مرید ہوئے اور خلافت

(1) مجالس علما، ص 222، 231 (2) اولیائے بہاولپور، ص 287، 288

سے نوازے گئے۔ ان کے انتقال کے بعد مسلسل 20 سال ان کی جگہ چھوٹی مسجد باڑہ ہندوراؤ میں بعد فجر درس قرآن اور درس مثنوی دیتے رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آئے اور یہاں موتی مسجد مارٹن روڈ تعمیر کر کے 10 سال اس میں امامت و خطابت فرماتے رہے۔ یہاں بھی بعد نماز فجر درس قرآن اور درس مثنوی دیا کرتے تھے۔ آپ کا انتقال بعد مغرب 11 ربیع الاول 1375ھ مطابق 1957ء کو ہوا۔ اپنی زندگی کی آخری نمازِ مغرب بھی لیٹے لیٹے ادا کی۔ آپ کی تدفین قبرستان خاموش کالونی میں کی گئی۔[1]

نصرت علی دہلوی

مطبع نصرت المطابع دہلی کے مالک حضرت مولانا سید نصرت علی دہلوی تھے جو عالم دین، مجاز طریقت اور صحافی تھے۔ یہ امام المناظر حضرت مولانا سید ناصر الدین ابوالمنصور دہلوی (صاحب نوید جاوید) کے ہاں دہلی میں پیدا ہوئے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد یہ اپنے والد کے ساتھ لکھنؤ چلے گئے بچپن وہیں گزرا۔ جب حالات بہتر ہوئے تو یہ اپنے خاندان کے ساتھ دہلی آگئے اور یہاں مطبع نصرت المطابع دہلی قائم کیا جس سے کئی کتب شائع ہوئیں۔ آپ نے یکم جنوری 1873ء میں نصرت الاخبار دہلی شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا، اس میں دین اسلام کی فوقیت و حقانیت پر مضمون لکھے جاتے تھے۔ قومی و ملی مسائل پر تحریریں شائع ہوتی تھی۔ یہ بڑا نڈر اور حق گو پرچہ تھا حالات حاضرہ کا ناقدانہ جائزہ لیا جاتا تھا۔ اس کا ضمیمہ مہر درخشاں بھی شائع ہوتا تھا۔ اسی طرح ایک پندرہ روزہ ناصر الاسلام بھی جاری کیا جس کا مقصد دین اسلام کی ترویج و اشاعت تھا۔ یہ ایک خالص مذہبی اخبار تھا۔ اس میں خانقاہ کچھوچھہ کی خبریں بھی شائع ہوتی تھیں۔ کہا جاتا ہے انھوں نے ایک عربی اخبار **النفع العظیم** بھی نکالنا شروع کیا تھا۔ اردو کے مضمون نگار، ادیب و محقق اور مقالہ نویس خان بہادر میر ناصر علی دہلوی ان کے بھائی تھے۔[2]

نواب الدین رامداسی چشتی

فاتح قادیان حضرت مولانا نواب الدین رامداسی چشتی کی ولادت 1870ء میں رامداس ضلع امر تسر ہند میں ہوئی اور وصال 21 جمادی الاخریٰ 1365ھ مطابق 25 مئی 1946ء کو ہوا، آپ جید عالم دین، بہترین

(1) روشن دریچے، ص 343 تا 346
(2) حیات مخدوم الاولیاء، ص 83، 84

واعظ اور صاحب تصنیف تھے، زبان میں ایسی شیرینی اور سوز و گداز تھا کہ جب آپ تقریر کرتے تھے مجمع کو رلادیتے تھے، **تحقیق الادیان فی اعجاز القرآن المعروف پیام حق** آپ کی یادگار تصنیف ہے۔ (1)

نواب خاں افغانی نقشبندی مہاجر مکی

علامہ نواب خاں افغانی نقشبندی مہاجر مکی کی پیدائش ضلع پشاور کے علاقے لَونی میں تقریباً 1229ھ میں ہوئی، عربی و فارسی کی تعلیم وہیں حاصل کی، پھر لکھنؤ اور رامپور آگئے، علوم منطق و فلسفہ مجاہد جنگ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی سے حاصل کئے، دہلی میں دورہ حدیث شریف کیا۔ فن طب کی تحصیل حکیم امام الدین دہلوی سے کی، فراغت کے بعد لکھنؤ میں مطب قائم کیا، اس میں شہرت حاصل ہوئی اور ولی عہد ریاست رامپور نواب کلب علی کے استاذ مقرر ہوئے۔ بھوپال میں مطب کرتے رہے۔ آخر کار مکہ معظمہ ہجرت کر گئے، وہاں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی، وہاں مطب کیا کرتے تھے۔ اہل ہند کے اصرار کے باوجود واپس نہ آئے۔ خواجہ علامہ احمد سعید مجددی مہاجر مدنی سے بیعت کا شرف پایا، شیخ ابرہیم رشیدی خضروی سے خلافت حاصل کی۔ جمادی الاخریٰ 1309ھ کو مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا اور یہیں تدفین ہوئی۔ (2)

نوازش رسول بیتھوی

حضرت مولانا سید نوازش رسول بیتھوی درگاہ بیتھو شریف (Bitho Sharif Dargah) نزد گیا بہار ہند کے سجادہ نشین تھے۔ آپ محبوب یزدانی سلطان سمنانی کی حقیقی بہن کے خاندان سے ہیں۔ انھوں نے اپنے بھتیجے حضرت مخدوم سید شاہ چاند اشرف کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ ان کے والد جب درگاہِ محبوب یزدانی پر پہنچے اور رو رو کر آپ سے استغاثہ کیا تو محبوب یزدانی کا دست مبارک قبر سے باہر نکل آیا اور مولانا کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: تم ہماری اولاد ہو۔ کسی کے انکار کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت کا دست مبارک مولانا کے ہاتھ میں آنا تھا کہ تمام منازلِ سلوک طے ہو گئیں۔ (3)

1. بزرگان امر تسر، ص65
2. تذکرہ کاملان رامپور، ص422 تا 424
3. صحائف اشرفی، 2/161، 162

نور النبی رامپوری

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی نور النبی رامپوری پنجابی نے اپنے خاندان میں علوم اسلامیہ حاصل کئے۔ تمام علوم بالخصوص فقہ، ریاضی اور تفسیر میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ عرصہ دراز تک مدرسہ عالیہ رامپور میں مدرس رہے۔ کثیر فتاویٰ پر آپ کی تصدیقی مہر ہوا کرتی تھی۔ تین پاروں پر عربی میں مفصل تفسیر تحریر فرمائی۔ مولانا حیات النبی آپ کے چھوٹے بھائی بھی عالم دین تھے۔ آپ کا وصال 1287ھ میں ہوا۔ شاہ بغدادی صاحب کے مزار میں تدفین ہوئی۔ آپ کے شاگرد کثیر ہیں۔ (1)

نور بخش توکلی

مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1305ھ مطابق 1887ء کو موضع چک قاضیاں (ضلع لدھیانہ، مشرقی پنجاب، ہند) میں اور وفات 13 جمادی الاولیٰ 1367ھ مطابق 24 مارچ 1948ء کو فیصل آباد پاکستان میں ہوئی، جنرل بس اسٹینڈ کے قریب مزار حضرت نورشاہ ولی قدّس سرّہٗ کے احاطے میں تدفین ہوئی، آپ نے ایم اے عربی کا امتحان علی گڑھ یونیورسٹی سے پاس کیا، علمائے اہل سنت سے علم دین حاصل کیا، حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرکے خلافت سے سرفراز ہوئے، آپ نے مختلف اسکولز و کالج میں تدریس کی، دارالعلوم انجمن نعمانیہ کے ناظم تعلیمات، رسالے کے ایڈیٹر تھے، آپ نے بیس سے زائد کتب و رسائل تالیف فرمائے، آپ نے بطور مستفتی اعلیٰ حضرت سے استفادہ کیا۔ ردِّ ابطال پر مشتمل بہترین کتاب انوارِ آفتاب صداقت (وہ تاریخی کتاب جسے اعلیٰ حضرت نے مصنف سے خود سن کر تصدیق و تقریظ عطا فرمائی) کی تصدیق کرتے ہوئے لکھا: خاکسار نے انوارِ آفتاب صداقت مصنفہ مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔ مصنف نے ہر جگہ عقیدۂ اہل سنت و جماعت کے ثبوت میں دلائل واضحہ و براہین قاطعہ پیش کئے ہیں اوران مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی تردید نہایت ضروری ہے۔ (2)

---

(1) تذکرہ کاملان رامپور، ص435، 436

(2) سیرت رسول عربی، ص17 تا 20... فتاویٰ رضویہ قدیم، 7/480، 485... انوار آفتاب صداقت، ص46

نوران شاہ کاظمی نقشبندی

حاجی بابا حضرت پیر سید نوران شاہ کاظمی نقشبندی کی پیدائش 1286ھ مطابق 1869ء کو بچ سید اں بالا کوٹ ضلع مانسہرہ، ہزارہ kpk میں ایک کاظمی مشہدی سید گھرانے میں ہوئی۔ آپ نے اپنی والدۂ محترمہ، ماموں مولانا سید رسول شاہ کاظمی اور بڑے بھائی مولانا سید مخدوم شاہ وغیرہ سے علم دین حاصل کیا۔ 1877ء میں آپ کا خاندن لاہ شریف کشمیر منتقل ہوگیا۔1896ء میں آپ کے بڑے بیٹے مولانا سید حبیب اللہ شاہ کی ولادت ہوئی، اس کے بعد پیدل حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حج سے واپسی پر تقریباً1904ء میں باباجی صاحب حضرت پیر خواجہ عبد اللہ لاوری نقشبندی سے بیعت کرکے خلافت سے نوازے گئے۔ آپ نے لاہ شریف میں خانقاہ قائم فرمائی اور رشدوہدایت کا سلسلہ شروع فرمایا۔ کئی غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ کئی گمراہ وبے عمل صراط مستقیم پر آئے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے اور نور پور سیداں تحصیل سوہاوہ ضلع جہلم میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کا وصال 27 جمادی الاخریٰ 1386ھ مطابق 13 اکتوبر 1966ء کو ہوا اور خانقاہ میں دفن کئے گئے۔ [1]

ہدایت اللہ خان رامپوری وجونپوری

استاذ العلماء حضرت مولانا ہدایت اللہ خان رامپوری کی ولادت رامپور کے ایک افغانی خاندان میں ہوئی اور یکم رمضان المبارک 1326ھ میں وصال فرمایا، درگاہ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبد الرشید جونپوری رحمۃ اللہ علیہ واقع رشید آباد میں تدفین ہوئی، آپ معقولات کے تاجدار تھے۔ علمائے عصر سے علوم اسلامیہ حاصل کئے۔ مجاہد تحریک آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رامپور تشریف لائے تو ان کی شاگردی اختیار کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ عالیہ رامپور میں تدریس کرنے لگے۔1870ھ میں مدرسہ حنفیہ جونپور کے مہتمم ومدرس مقرر ہوئے۔ آپ کثیر التلامذہ جید عالم دین، جامع معقول ومنقول، سلسلہ قادریہ میں بیعت، وسیع الاخلاق، خندہ رو، دوست آشنا، سادہ وضع، متورع ومتقی اور شاگردوں پر نہایت شفیق تھے، صدر الشریعہ

---

1. ذکر مخدوم، ص 87تا128 ... ششماہی مجلہ تصفیہ، خانقاہ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف کاکوری، لکھنؤ، یوپی ہند، جلد3، شمارہ1، ص447تا472

مفتی امجد علی اعظمی اور پروفیسر علامہ محمد سلیمان اشرف بہاری آپ کے کثیر الفیض شاگرد ہیں۔ [1]

ہدایت اللہ خان مجددی رامپوری

حضرت مولانا مفتی ہدایت اللہ خان مجددی رامپوری شمس العلماء کے صاحبزادے و خلیفہ، مفتی اسلام تھے۔ آپ پیری مریدی سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے تھے، اسی لیے چھوٹے بھائی حافظ حمایت اللہ خان کو سجادہ نشین بنایا اور ان کے تحت رہ کر خدمات سر انجام دیں مگر جب ان کا انتقال ہو گیا تو پھر خاندان کے اتفاق سے آپ سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کا وصال 29 جمادی الاولیٰ 1357ھ کو ہوا۔ [2]

ہدایت رسول لکھنوی

سلطانُ الواعظین مولانا ابو الوقت شاہ ہدایت رسول لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ واعظ، مناظر، شیخ طریقت، شاعر، مصنف اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت تھے، تصانیف میں فیوضِ ہدایت ترجمہ ایھا الولد مطبوع ہے، غالباً 1276ھ رامپور میں پیدا ہوئے، 23 رمضان المبارک 1332ھ کو یہیں وصال فرمایا۔ تدفین مزار شاہ درگاہی رامپوری کے پائینتی جانب ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے ان کو سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت عطا فرمائی۔ آپ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: اگر مجھ جیسا لکھنے والا اور مولانا ہدایت رسول جیسا بولنے والا خطیب ہندوستان میں اور ہو تا تو بدمذہبیت کا نام و نشان تک نہ رہتا۔ [3]

واحد علی شاہ قادری چشتی

پیر طریقت حضرت پیر سید واحد علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ 1305ھ کو خاندانِ شاہِ ولایت امروہی مرادآباد میں پیدا ہوئے، تعلیم و تربیت "الور" میں ہوئی، آپ عالم دین، پیر طریقت اور عظیم روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا وصال 11 ربیع الآخر 1366ھ کو کراچی میں ہوا، مزار بارگاہِ واحدیہ (سخی حسن چورنگی، نارتھ ناظم آباد) کراچی میں ہے۔ [4]

1. تذکرہ کاملان رامپور، ص450تا453 — حضرت، ص353تا363
2. تذکرہ مولانا حامد علی خاں رامپوری، ص145
3. مولانا نقی علی خان بریلوی، ص 48 ... تذکرۂ خلفائے اعلیٰ
4. اللہ والے، کلیاتِ مناقب، ص689

وزیر علی شیدا اکبر آبادی

آپ سینئر طبیب اور شاعر تھے۔ ان کا علاج حیرت انگیز ہوتا تھا، مایوس لوگ ان کے علاج سے شفا پاتے تھے۔ ریاست کے راجہ نے انہیں ریاستی طبیب مقرر کیا تھا۔ آپ نے 1855ء کو مرآۃ الہند (تذکرۂ مشاہیر دہلی، لکھنؤ، بریلی وغیرہ) کتاب لکھی جو ایک سال بعد 1856ء میں شائع ہوئی۔ آپ بہترین شاعر بھی تھے۔ یہ میاں صاحب کے مرید و خلیفہ حضرت مولانا سید مبارک علی شاہ حسنی صاحب کے جدامجد تھے۔ آپ بلگرام سے دہلی اور دہلی سے الور تشریف لائے تھے۔[1]

وزیر علی کاظمی کرک مانکپوری

مولانا سید وزیر علی کاظمی کرک مانکپوری صاحب کے بارے میں مجاہد اہل سنت علامہ سید محمد علی رضوی حیدرآبادی صاحب نے لکھا ہے کہ مولانا سید وزیر علی کاظمی صاحب میرے بڑے پھوپھا تھے۔[2] جبکہ امام المحدثین بھی آپ کے پھوپھا ہیں، یوں یہ دونوں حضرات آپس میں ہم زلف ہوئے۔ مولانا سید وزیر علی صاحب کے بارے مزید معلومات نہ مل سکیں۔

وصی احمد محدث سورتی

استاذالعلماء والمحدثین، مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ محدِّثِ کبیر، عالم باعمل، مفتی اسلام، بانیِ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت اور علامہ فضل حق گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، آپ کا شمار اکابر علما میں ہوتا ہے، تصانیف میں جامع الشواہد، حاشیہ شرح معانی الآثار اور حاشیہ منیۃُ المصلی، التعلیقُ المجلی مشہور ہیں۔ ولادت 1286ھ مطابق 1869ء میں راندھیر سُورت، ہند میں ہوئی اور 8 جمادی الاولیٰ 1334ھ مطابق 12 اپریل 1916ء میں پیلی بھیت (ہند) میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک یہیں بیلوں والی مسجد سے متصل قبرستان میں ہے۔ محدثِ سورتی سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے گہرے دوست بلکہ جاں نثار تھے۔[3]

1. مرجع الور، ص146...حیات کرم حسین، ص130...تذکرۂ مبارک، ص16، 17
2. روشن تحریریں، ص143
3. تذکرۂ محدث سورتی، ص44، 65، 111، 177، 180

ولایت شاہ گجراتی جماعتی

شہنشاہِ ولایت حضرت مولانا حافظ پیر سید ولایت شاہ گجراتی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1306ھ مطابق کو موضع رانیوال (گجرات پنجاب) میں ہوئی اور وصال گجرات شہر میں بحالت نماز 26 جمادی الاولیٰ 1390ھ کو فرمایا، اپنی بنائی گئی شاہ ولایت مسجد میں مزار بنایا گیا۔ آپ حافظ قرآن، فاضل جامعہ نعمانیہ لاہور، واعظ خوش بیان، استاذ العلماء، مدرسہ تعلیم القرآن و مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ کے بانی، اہل سنت کے متحرک رہنما اور سلسلہ نقشبندیہ جماعتیہ کے شیخ طریقت تھے۔ (1)

ولی اللہ فرنگی محلی

مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ولی اللہ فرنگی محلی کی پیدائش 1186ھ مطابق 1768ء کو ہوئی اور آپ نے صفر 1271ھ مطابق 1853ء میں وصال فرمایا۔ آپ علمی بلندیوں پر فائز تھے، مالی دنیاوی طور پر بھی مضبوط تھے۔ ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزاری، فارسی میں تفسیر قرآن (فارسی) سمیت 20 تصانیف و حواشی تالیف فرمائے۔ (2)

راقم کو کتب و رسائل فراہم کرنے والی چند شخصیات

امام المحدثین کی کئی کتب و رسائل مثلاً مختصر المیزان، فضائل الشعبان والرمضان، علامات اهل الحدیث والبدعة، سلوکِ قادریہ تک رسائی برادرم قاری محمد ابرار عطاری (داتا نگر لاہور) کی بدولت ہوئی۔ اس کے علاوہ تقدیس المرسلین اور ھدیة الاغبیاء دونوں رسائل کے ناموں کی رہنمائی بھی ان سے ہی ملی، نیز امام المحدثین نے جن کتب پر تصدیقات و تقاریظ لکھیں ان سے متعلق معلومات کی فراہمی میں بھی ان کا کافی تعاون رہا، بلاشبہ قاری صاحب یادگار اسلاف ہیں، بزرگوں کی کتب کو تلاش کرکے اپنے پاس محفوظ کرنا ان کا مشغلہ (Hobby) ہے۔ اللہ پاک ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، فقیر قادری ان کا انتہائی شکر گزار ہے۔

تفسیر میزان الادیان کے دوسرے حصے کی تلاش اور دیگر مقاصد کے لیے راقم نے 2021ء کے آخر

(1) تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص 313

(2) ممتاز علمائے فرنگی محل، ص 118 تا 121

میں لاہور کا سفر کیا، کئی اہل علم سے ملاقات کی، الحمدللہ! دوسرا حصہ برادرِ اسلامی محمد ثاقب رضا قادری صاحب (محقق و مرتب کتب کثیرہ) کے پاس موجود تھا، انہوں نے اس کی خوبصورت ہارڈ کاپی راقم کو بھیجی، اسی طرح دورانِ ملاقات حضرت صاحبزادہ مولانا پیر سید نثار اشرف رضوی صاحب (مصنف، مدرس درس نظامی، مہتمم مدرسہ، سجادہ نشین، Phd اسکالر) نے اس کا ایک قدیم نسخہ عطا فرمایا جس کے کچھ صفحات کرم خوردہ تھے، اس کی پی ڈی ایف بنانے کی ذمہ داری برادرِ اسلامی مولانا عرفان حفیظ عطاری مدنی صاحب (مصنف، مقالہ نگار، پی ایچ ڈی اسکالر) نے لی اور پھر مجھے بھیج بھی دی، راقم دونوں حضرات کا انتہائی شکر گزار ہے۔

دیوانِ دیدار علی فارسی مفتی محمد نعیم اختر نقشبندی صاحب (مہتمم و مفتی دار العلوم حبیبیہ رضویہ کامونکی ضلع گوجرانوالہ، سابق مفتی دار العلوم حزب الاحناف) کی لائبریری میں موجود ہے، راقم کے گزارش کرنے پر مفتی صاحب کے صاحبزادے اسامہ صاحب کامونکی سے لاہور تشریف لائے، اس کی خوبصورت پی ڈی ایف بنوائی اور حضرت مولانا حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی صاحب کے ذریعے بھیجی، راقم اس پر ان کا شکر گزار ہے۔

دیوان دیدار علی اردو کا حصول مولانا محمد عامر عطاری مدنی چشتیانی فاضل و مدرس جامعۃ المدینہ جوہر ٹاؤن لاہور کے ذریعے ہوا۔ انہوں نے اسے پی ڈی ایف کی صورت میں روانہ فرمایا۔ اس پر حاجی محمد عارف قادری ضیائی مصنف سیدی ضیاء الدین احمد قادری (رحمۃ اللہ علیہا) کے نام کی مہر ہے۔ عامر بھائی نے بتایا کہ حاجی عارف صاحب کی لائبریری کی آدھی کتب جامعۃ المدینہ جوہر ٹاؤن لاہور میں ہیں جس میں یہ دیوان بھی تھا۔ فقیر قادری عامر بھائی کا شکر گزار ہے۔

باب 13 فصل 2: علاقے اور جگہیں

ابیورد

یہ خراسان کا ایک شہر تھا، جسے 31ھ میں صحابی جلیل حضرت عبد اللہ بن عامر بن کریز قرشی نے فتح کیا تھا، اب یہاں کوئی آبادی نہیں ہے البتہ اس کے قریب ایران کے صوبے خراسان کا شہر درغز (Dargaz) واقع ہے۔

اصفہان

اصفہان ایران کے دار الحکومت تہران اور مقدس شہر مشہد شریف کے بعد ملک کا تیسرا بڑا شہر ہے، یہ صوبہ اصفہان کا صدر مقام ہے۔ یہ تہران سے جانب جنوب 340 کلو میٹر فاصلے پر ہے۔

امرتسر

امرتسر مشرقی پنجاب (ہند) کا اہم شہر ہے، یہ دہلی سے جانب شمال مغرب 447 کلو میٹر اور لاہور سے 28 کلو میٹر مشرق کی جانب واقع ہے مشہور جلیانوالہ باغ یہیں ہے۔ تقسیم پاکستان سے پہلے یہاں مسلمان آبادی تقریباً 50 فیصد تھی، مگر اب یہاں مسلمان ایک فیصد بھی نہیں۔ واہگہ بارڈر پاک وہند کے درمیان ایک سرحدی راستہ ہے جو لاہور کو امرتسر سے ملاتا ہے۔

انبالہ (Ambala)

یہ شہر آٹھ سو سال پرانا ہے، یہ ہند کی ریاست ہریانہ کا ایک شہر ہے۔ یہ جہاں خیلاں ضلع ہوشیار پور سے جانب جنوب مشرق 163 کلو میٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔

اودے پور

اودے پور (Udaipur) ہند کی ریاست راجستھان کا ایک اہم شہر ہے، یہ الور سے جانب جنوب 541 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

آگرہ

آگرہ ہند کی شمالی ریاست اتر پردیش کا اہم شہر ہے۔ اس کا پرانا نام اکبر آباد تھا۔ مغلیہ دور بالخصوص بادشاہ اکبر کے زمانے(1556–1605ء) میں یہ دار السلطنت رہا ہے۔ آگرہ دنیا کی مشہور اور خوبصورت عمارت تاج محل کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ یہاں پر بادشاہ اکبر کا تعمیر کردہ لال قلعہ بھی قائم ہے جو ایک خوبصورت اور بڑی عمارت ہے کہا جاتا ہے کہ یہ عمارت دہلی کے لال قلعہ سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ وچشتیہ کی شاخ سلسلہ ابو العلائیہ کے بانی حضرت سیدنا امیر ابو العلا کا مزار آگرہ میں ہے۔ آگرہ دہلی سے جانب جنوب مشرق 243 کلومیٹر فاصلے پر واقع ہے۔

باغبان پورہ لاہور

باغبان پورہ لاہور کے شالیمار ٹاؤن کی یونین کونسل نمبر 36 ہے، یہ جی ٹی روڈ(Grand Trunk Road) پر واقع ہے، یہ علاقہ مین لاہور سٹی سے جانب شمال مشرق 5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، مغل بادشاہ شاہجہاں (دورِ حکومت:1628ء تا1658ء) نے 1641ء میں شالیمار باغ کی تعمیر کروائی تو اس کی دیکھ بھال کے لیے یہاں میاں خاندان کو بسایا۔ یہاں کے مشہور ولی اللہ شاہ حسین المعروف مادھو لال حسین(1528ء تا1599ء)ہیں جن کا عرس میلہ چراغاں کے نام سے مشہور ہے۔

بالامَؤ(Balamau)

بالامَؤ ضلع ہردوئی کا ریلوے جنکشن گنج مراد آباد سے جانب شمال 27 کلومیٹر واقع ہے۔

باندی کوئی

باندی کوئی(Bandikui) راجستھان کے ضلع دوسا کا ریلوے جنکشن ہے جو 1874 میں قائم کیا گیا، یہ دہلی جے پور ریلوے لائن کے سنگم پر الور سے 66 کلومیٹر دور جانب جنوب واقع ہے۔

بانیاں(Banian) شریف

یہ تحصیل برنالہ ضلع بھمبر کشمیر کا ایک گاؤں ہے، جو برنالہ شہر سے جانب مشرق 16 اور بھمبر سے 42

کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

بخارا

یہ ازبکستان کا پانچواں بڑا شہر ہے، اس کی آبادی 1999ء کی مردم شماری کے مطابق اڑھائی لاکھ کے قریب ہے، اکثر لوگ تاجک ہیں، اس میں کئی تاریخی مساجد اور مدارس ہیں، مشہور محدث حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری اسی شہر کے رہنے والے تھے۔

بریلی (Bareilly)

بھارت کے صوبے اترپردیش میں واقع ہے، دریائے گنگا کے کنارے یہ ایک خوبصورت شہر ہے۔ دریا کی خوشگوار فضا نے اس کے حسن میں مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ووفات یہیں ہوئی، اس لیے یہ شہر آپ کی نسبت سے عالمگیر شہرت رکھتا ہے۔

بَل ڈَماس (Bal damas)

یہ ضلع کوٹلی کی تحصیل چڑھوئی کی یونین کونسل کوٹلی سوہلناں کی وارڈ ہے۔ اس کو بَل جاگیر بھی کہاجاتاہے۔ اس میں حضرت میاں سائیں مشکل قلندر کا مزار بھی ہے، جس کا سفید گنبد دور سے نظر آتا ہے۔ اس کی جامع مسجد دومنزلہ اور خوبصورت ہے۔

بلگرام

بلگرام (Bilgram) ہند کی ریاست اترپردیش کے ضلع ہردوئی (Hardoi) کا اہم قصبہ ہے، اس کی شہرت حضرت سید محمد الدعوۃ الصغریٰ کے مزار سے ہے۔ اس کی آبادی تقریباً30ہزار ہے جن میں 48فیصد مسلمان ہیں۔ یہ ہردوئی سے فاصلہ 27 کلومیٹر، کانپور سے فاصلہ 110 کلومیٹر، لکھنؤ سے فاصلہ 110 کلومیٹر اور مارہرہ سے جانب مغرب176 کلومیٹر واقع ہے۔ ظرف سازی اور کڑھائی اس کی اہم صنعت ہے۔

بہلول پور بھٹیاں

بہلول پور بھٹیاں (Behlol Pur Bhattian) ضلع حافظ آباد کی تحصیل پنڈی بھٹیاں کا ایک گاؤں اور

یونین کونسل ہے جو موٹروے اور سرگودھا لاہور روڈ کے درمیان اور دریائے چناب کے قریب جانبِ جنوب ہے۔ پنڈی بھٹیاں اس سے جانب مشرق 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ چار سو سالہ قدیمی گاؤں ہے جسے میاں بہلول بھٹی نے آباد کیا جو محمود پور کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

بھرت پور

بھرت پور راجستھان کا ایک شہر ہے جو الور سے 113 کلومیٹر جانب جنوب مشرق واقع ہے۔ اس میں پرندوں کے لئے مشہور کیولاڈیو نیشنل پارک ہے۔ یہ ایک نوابی ریاست تھی جس کا آغاز 1826 کو راجہ بدن سنگھ نے کیا تھا اور اس کا اختتام 1947ء کو راجہ بریجنڈر سنگھ کے دور حکومت میں ہوا تھا۔

بھیرہ

بھیرہ ایک قدیمی شہر ہے، یہ دریائے جہلم سے تقریباً 2 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، پہلے یہ دریا کے دائیں کنارے پر تھا پھر شیر شاہ سوری نے اسے بائیں کنارے آباد کیا، قدیم بھیرہ کے گرد فصیل تھی جس کے کچھ کچھ آثار باقی ہیں، اس میں آٹھ دروازے تھے جن میں سے کچھ دروازے قائم ہیں، چاروں طرف سرکلر روڈ ہے، اب یہ ضلع سرگودھا کی ایک تحصیل ہے، جس کی آبادی ایک لاکھ 50 ہزار اور 16 یونین کونسلیں ہیں۔ یہ سرگودھا شہر سے 57 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ لاہور سے اسلام آباد موٹروے M-2 پر سفر کریں تو بھیرہ انٹرچینج آتا ہے۔

پٹیالہ

پٹیالہ انگریزی دور کی سب سے بڑی سکھ نوابی ریاست تھی، 1691 تا 1694ء میں قائم کیا گیا، یکے بعد دیگرے اس کے 9 راجے مہاراجے ہوئے، 1947ء میں ہندی پنجاب میں ضم کر دی گئی۔ اب یہ مشرقی پنجاب کا جانب مغرب آخری ضلع ہے۔

پڑی درویزہ

پنجاب کے ضلع جہلم کی تحصیل سوہاوہ کا ایک گاؤں ہے، یہ جہلم سٹی سے جانب شمال مغرب 70 کلومیٹر

اور چکوال سٹی سے جانب شمال مشرق 66 کلو میٹر، چکوال روڈ سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔

پکھوکی (Pakhoke)

پکھوکی ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب، ہند کی تحصیل ڈیرہ بابانانک کا ایک گاؤں ہے جو گورداسپور سے مغرب کی طرف 41 کلو میٹر اور ڈیرہ بابانانک سے 5 کلو میٹر دور ہے، یہ پاک وہند سرحد کے قریب واقع ہے۔

پنجائن (Panjain)

پنجائن پنجاب کے تحصیل وضلع چکوال کی یونین کونسل سہگل آباد کا ایک گاؤں ہے، جو چکوال شہر سے جانب مشرق 17 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

تجارہ

تجارہ (तिजारा، Tijara) الور شہر سے جانب شمال مشرق 55 کلو میٹر واقع ایک قدیم قصبہ ہے، یہ ریاست الور کا حصہ تھا، 1826ء میں راجہ ریاست الور بختاور سنگھ کے بعد یہ ریاست اس کے دو بیٹوں میں تقسیم ہوگئی، راجہ بنے سنگھ ریاست الوراور راجہ بلونت سنگھ ریاست تجارہ کے حکمراں طے پائے، بلونت سنگھ نے 1845ء تک تقریباً 20 سال تجارہ، کشن گڑھ، کرنی کوٹ، منڈاور پر حکومت کی اور 1845ء کو لاولد اس دنیا سے گیا، تجارہ پھر الور میں شامل ہوگیا، راؤراجہ بنّے سنگھ الور و تجارہ کا حکمراں بن گیا۔

تجارہ میں کئی اولیائے کرام کے مزارات ہیں، حضرت شاہ غازی گدن شاہ ولایت مداری (وفات 1009ھ مطابق 1600ء)، حضرت رکن عالم شہید (421ھ مطابق 1030ء)، حضرت میراں جی شاہ جیون ابو العلائی (26 رجب 1167ھ مطابق 1753ء)، حضرت شاہ بلم نور، حضرت مرزا احمد شاہ قادری (خلیفہ حضرت حمزہ مارہروی)، حضرت شاہ ابو الغیث ابو العلائی (1241ھ مطابق 1825ء) وغیرہ۔[1]

تھانہ منڈی (Thanamandi)

کشمیر کے ضلع راجوری کی ایک تحصیل اور قصبہ ہے، اس کی کل آبادی تقریباً 8 ہزار ہے، اس میں

1 حیات کرم حسین، ص 22، 23، 67، 68، 126

32 گاؤں ہیں۔ یہ راجوری سے 23 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس میں 98 فیصد مسلمان رہتے ہیں۔

ٹپوکڑہ

ٹپوکڑہ (टपूकड़ा، Tapukra) تجارہ سے جانب شمال 21 کلو میٹر اور دہلی سے جانب جنوب ساڑھے 87 کلو میٹر واقع ضلع الور کا ایک قصبہ ہے۔

جالندھر

جالندھر مشرقی پنجاب (ہند) کا ایک قدیم اور صنعتی شہر ہے، جالندھر جی ٹی روڈ پر واقع ایک اہم ریل اور روڈ جنکشن ہے، امام ناصر الدین چشتی اور سید علیم الدین چشتی یہاں کے مشہور اولیائے کرام ہیں، یہ لاہور سے جانب مشرق 133 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

جہاں خیلاں

جہاں خیلاں (jahan Khelan) ہند کے صوبہ پنجاب کی تحصیل وضلع ہوشیار پور کا ایک گاؤں ہے جو ہوشیار پور سے جانب مشرق 13 کلو میٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ 2011ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی 504 گھروں پر مشتمل ہے جن میں اڑھائی ہزار افراد رہتے ہیں۔

جے پور

جے پور جسے گلابی شہر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، بھارت میں راجستھان ریاست کا دار الحکومت ہے۔ جے پور سیاحوں کیلئے بے پناہ کشش رکھتا ہے، 2008ء میں اسے ایشیا کا ساتواں بڑا سیاحتی مرکز قرار دیا گیا ہے۔

چشت

چشت افغانستان کے صوبے ہرات کا ایک ضلع ہے، یہ شہر ہرات سے جانب مشرق 161 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہاں سلسلہ چشتیہ کے کئی بزرگوں کے مزارات ہیں۔

چکوڑی بکھو (Chakori Bakhoo)

چکوڑی بکھو تحصیل کنجاہ (Kunjah) کا ایک گاؤں ہے جو کنجاہ سے جانب مغرب 5 کلو میٹر اور شہر گجرات

سے20 کلو میٹر دور سرگودھا روڈ پر منگووال سے پہلے آتا ہے۔

چمبہ پنڈ (Chamba Pind)

چمبہ پنڈ ضلع ہری پور (kpk) کا ایک گاؤں ہے، جو حسن ابدال روڈ سے تقریباً 5 کلو میٹر دور جانب مغرب ہے، ہری پور شہر اس سے 17 کلو میٹر جانب شمال ہے۔

حیدر آباد

حیدر آباد پاکستان کے صوبۂ سندھ کا اہم شہر ہے، 1935ء سے پہلے یہ سندھ کا دارالحکومت تھا، حیدر آباد صنعت اور تجارت کے لحاظ سے پاکستان کے اہم شہروں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں کی اہم صنعتوں میں چوڑی، چمڑا، کپڑا اور دیگر صنعتیں شامل ہیں، اس میں دعوتِ اسلامی کا عالی شان مدنی مرکز فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن میں واقع ہے، جس کو دنیائے دعوتِ اسلامی میں پہلا فیضانِ مدینہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

خان محمد والا

خان محمد والا بھیرہ تحصیل کی یونین کونسل ہے جو برلب سڑک (بھیرہ بھلوال روڈ) واقع ہے، اس میں بازار، ہائی اسکول اور کئی مساجد ہیں، راقم کے کرم فرما حاجی محمد اسلم چشتی صاحب یہاں رہتے ہیں جن کے ہاں کئی مرتبہ جانا ہوا۔

خلیل آباد

خلیل آباد ہندوستان کے صوبے اتر پردیش کا ایک شہر ہے جو ضلع بستی اور گورکھپور کے درمیان واقع ہے۔ خلیل آباد ایودھیا- گورکھپور روڈ پر واقع ہے اور گورکھپور سے 36 کلو میٹر مغرب اور بستی سے 36 کلو میٹر مشرق میں ہے۔ خلیل آباد ضلع سنت کبیر نگر کا ہیڈ کوارٹر اور اس کی ایک تحصیل ہے، ضلعی دفتر یہیں ہیں۔ اس کی آبادی تقریباً 48 ہزار ہے جس میں کم و بیش 31 فیصد مسلمان ہیں۔

دریائے سرن

دریائے سرن ضلع مانسہرہ کے شمالی پہاڑوں سے شروع ہوتا ہے اور تربیلا جھیل کے ذریعے دریائے سندھ

کا حصہ بن جاتا ہے۔اس کی کل لمبائی کم وبیش 130 کلومیٹر ہے۔یہ تینوں اضلاع مانسہرہ، ایبٹ آباد اور ہری پور کی زمین کو سیراب کرتا ہے۔اس سے ایک نہر نکالی گئی ہے جس کی لمبائی 19 کلومیٹر ہے۔اس دریا سے نسبت رکھنے والی وادی سرن اپنی خوبصورتی کی وجہ سے شہرت رکھتی ہے۔اس کا آغاز شنکیاری ضلع مانسہرہ سے ہوتا ہے، اس سے دائیں جانب سڑک وادی کے صدر مقام جبوڑی کو جاتی ہے۔یہ وادی تین درجن گاؤں اور مقامات پر مشتمل ہے۔اس کے اہم قصبے اور گاؤں میں بھوگڑمنگ، بجنا، بانا، ڈاڈر، دیول، گیار ساچن، جبار، جبوڑی، کودربالا، کودرپائین، منڈاگوچہ، کوٹل، پرانا بھوگڑمنگ، پنجل، ساچن کالن، ساچن خورد، ستھیان گلی، شنکیاری، کودر، ٹانڈا، چاچا، ڈاڑھیل، سم الاہیمونگ، رچھورا، ٹمری، کنڈبنگلہ، شہیدپانی، ڈھول گلی، ٹیران، جھنگی، کالاس، نوازآباد، سمنگ، کیاسا، میل بٹ اور نلآشامل ہیں۔

دِہر دُون (Dehradun)

یہ ہند کی ریاست اتراکھنڈ کا دارالحکومت، تعلیمی اداروں کا مرکز (Education Capital) اور ایک صحت افزامقام ہے۔اس میں مسلمان کل آبادی کا بارہ فیصد ہیں۔یہ راجوری سے 700 کلومیٹر فاصلے پر ہے۔

دہلی دروازہ

دہلی دروازہ مغل بادشاہ اکبر (دور حکومت: 11 فروری 1556 تا 27 اکتوبر 1605) نے تعمیر کرایا تھا، یہ شہر کی فصیل کے مشرق میں واقع ہے، اس کو دہلی دروازہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا رخ دہلی کی جانب ہے، دہلی گیٹ سے گزر کر جب مسجد وزیر خان کی طرف چلیں تو ایک اور دروازہ آپ کا استقبال کرتا ہے جسے چٹادروازہ کہتے ہیں جو 1650ء میں تعمیر ہوا۔

دہلی یا دلی

دہلی یا دلی بھارت کے شمال میں واقع ہے۔اس کی سرحد شمال، مغرب اور جنوب میں ہندوستان کی ریاست ہریانہ سے ملتی ہے، جبکہ مشرق میں یہ اتر پردیش سے منسلک ہے۔دہلی شہر بھارت کا ممبئی کے بعد دوسرا اور دنیا بھر کا تیسرا سب سے بڑا شہری علاقہ ہے، اس کی آبادی اڑھائی کروڑ سے زائد ہے، اس کا رقبہ

1,484 مربع کلومیٹر (573 مربع میل) ہے، دریائے جمنا کے کنارے یہ شہر چھٹی صدی قبل مسیح سے آباد ہے۔ تاریخ میں یہ کئی سلطنتوں اور مملکتوں کا دار الحکومت رہا ہے، 1920ء کی دہائی میں اس قدیم شہر کے جنوب میں ایک نیا شہر "نئی دہلی" بسایا گیا جو کہ موجودہ بھارت کا دار الحکومت ہے، فی زمانہ دہلی بھارت کا اہم ثقافتی، سیاسی و تجارتی مرکز سمجھا جاتا ہے۔

ستمبر 2012ء کے مطابق قومی دار الحکومت علاقہ دہلی گیارہ اضلاع پر مشتمل ہے۔ جامع مسجد دہلی، فتحپوری مسجد، سنہری مسجد (لال قلعہ) دہلی اور سنہری مسجد (چاندنی چوک) اہم مساجد ہیں جبکہ جامع مسجد (بھارت کی سب سے بڑی مسجد)، لال قلعہ، قطب مینار، ہمایوں کا مقبرہ دہلی کے عالمی ثقافتی ورثہ مقامات ہیں۔ سیاحتی مقامات میں مقبرہ ہمایوں، لال قلعہ، لودھی باغ، پرانا قلعہ، جنتر منتر، قطب مینار، باب ہند اور دہلی کے آہنی ستون (Iron pillar) کی دنیا بھر میں خاص اہمیت ہے۔

دولت مملوکیہ

دولت مملوکیہ کو سلطنت مملوک بھی کہا جاتا ہے، اسے ایوبی سلطنت کے زوال کے بعد مصر اور شام میں 1250ء میں عز الدین ترکمانی نے قائم کیا، بحری مملوک ملک صالح ایوبی کے ترک غلام تھے، اس نے انہیں دریائے نیل کے کنارے آباد کیا، بعد میں یہ حاکم بنے اور 1389ء تک حکمرانی کی، اس کے بعد برجی مملوک (قفقاز کے سرکیشی غلاموں) کی حکومت شروع ہوئی جو الاشرف طومان بیگ دوم کے دورِ حکومت 1517ء تک قائم رہی، پھر مصر سلطنت عثمانیہ کا حصہ بن گیا۔ یوں دولت مملوکیہ کا دور حکومت 267 سال پر محیط ہے۔

دیوہ شریف

دیوہ شریف ہند کی ریاست اترپردیش کے ضلع بارہ بنکی کا مشہور قصبہ ہے جو بانیِ سلسلہ وارثیہ، سرکار وارث پاک حضرت حافظ سید حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی وجہ سے مشہور ہے۔ آپ کی ولادت 1238ھ کو دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی، یوپی، ہند میں ہوئی اور وصال یکم صفر 1323ھ کو فرمایا۔ (1)

(1) آفتابِ ولایت، ص46، 170

راجستھان

راجستھان کے لغوی معنی راجاؤں کی جگہ یا سرزمین ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے اسے راجپوتانہ بھی کہا جاتا تھا۔ اس میں بولی جانے والی چار بولیاں مارواڑی یا میواڑی، مالوی، جے پوری اور میواتی اہم ہیں۔ راجستھان بھارت کی ایک شمالی ریاست ہے۔ یہ بہ لحاظِ رقبہ بھارت کی سب سے بڑی اور بہ اعتبارِ آبادی ساتویں بڑی ریاست ہے۔ راجستھان بھارت کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے، اس کی زیادہ تر سرزمین بنجر اور بے آب وگیاہ (بغیر پانی ودرخت) صحرائے تھر پر مشتمل ہے جو سندھ میں پہنچ کر تھر اور پنجاب میں تھل (چولستان) کہلاتا ہے، راجستھان کا دارالحکومت اور سب سے بڑا شہر جے پور (Pink City) ہے۔ دیگر اہم شہروں میں الور، جودھ پور، اودھے پور، کوٹہ، بیکانیر اور سوائی مادھو پور ہیں۔ راجستھان میں ہندو مت، جین مت اور قدیم سندھی تہذیب وثقافت کے اہم آثار موجود ہیں۔ اس کا پہاڑ کوہِ آبو (Mount Abu) اپنی دل کشی کے ساتھ ساتھ جین مت کے مقدس استھان (دیوتاؤں کے رہنے سہنے کی متبرک جگہ) کے طور پر بھی مشہور ہے۔ راجستھان کو ایک عظیم شرف یہ حاصل ہے کہ اس کے شہر اجمیر شریف میں سلطانُ الہند، خواجہ غریب نواز، معین الدین حضرت خواجہ سید حسن سجزی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پُر انوار ہے، جس کی زیارت کرنے کے لیے ہند بلکہ دنیا بھر سے سالانہ کروڑوں لوگ آتے اور آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔ راجستھان میں دنیا کے قدیم ترین پہاڑی سلسلوں میں مشہور سلسلہ کوہ اراولی پربت (کالا پہاڑ) بھی ہے۔ بھرت پور، راجستھان میں پرندوں کے لئے یونیسکو عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل مشہور کیولاڈیو نیشنل پارک ہے اور تین نیشنل ٹائیگر ریزروس (National tiger reserves) ☆سوائی مادھوپور میں رنتھمبور نیشنل پارک ☆الور سرسکا ٹائیگر ریزرو اور ☆کوٹہ میں مکندرہل ٹائیگر ریزرو ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل یہ علاقہ 26 چھوٹی بڑی خود مختار یا نیم خود مختار ریاستوں پر مشتمل تھا جس میں سے ایک ریاست الور بھی تھی۔

راجوری (Rajouri)

راجوری کشمیر کا ایک ضلع ہے، یہ سری نگر سے 155 اور جموں سے 150 کلو میٹر فاصلے پر ہے۔ اس میں

غلام شاہ بادشاہ کے نام سے ایک یونیورسٹی بھی ہے۔ راجہ نورالدین خان راجوری نے 1194ء میں یہاں جرال راجپوت مسلم سلطنت کی بنیاد رکھی۔ جو 21 اکتوبر 1846ء تک قائم رہی۔ اس کی کل آبادی 42 ہزار ہے جن میں 39 فیصد مسلمان ہیں۔ اس کی سرحد جانب جنوب مغرب ضلع بھمبر سے ملتی ہے۔ اس کی 13 تحصیلیں ہیں۔

رٹول (Rataul)

رٹول تحصیل کھیکڑا (Khekada) ضلع باگپت (Bagpat) یوپی، ہند کا قصبہ ہے، جو دہلی سے 25 کلومیٹر اور الور سے جانبِ شمال 208 کلومیٹر دور واقع ہے، برطانوی حکومت میں یہ اہم قصبہ تھا، اس میں حکومتی کورٹ لگتی تھی، یہاں کے لوگوں نے تحریک خلافت میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیا تھا۔ کافی عرصہ یہ ضلع میرٹھ کا حصہ رہا۔ یہاں کے باشندہ شیخ محمد آفاق فریدی نے سب سے پہلے رٹول آم کی نسل تیار کی۔ کیونکہ ان کی زوجہ کا نام انور تھا چنانچہ اس کے نام پر اس آم کا نام شیخ صاحب نے انور رٹول رکھا۔ یہ آم بہت میٹھا اور خوشبودار ہوتا ہے، ایک کمرے میں دو آم رکھے جائیں تو ایسا لگتا ہے جیسے پورا کمرہ آموں سے بھرا ہوا ہے۔ تقریباً 1900ء سے رٹول میں آم کی 200 سے زیادہ اقسام اگائی جارہی ہیں اور بہت سی دنیا بھر میں برآمد کی جاتی ہیں۔ ان کو کئی بار آموں کے بادشاہ (king of mangoes) کا بین الاقوامی اعزاز دیا جاچکا ہے۔

روہتک

روہتک ہند کی ریاست ہریانہ کا ایک ضلع ہے۔ یہ ہریانہ کے جنوب مشرق میں اور دہلی کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ شمال میں جُند اور سونی پت اضلاع، مشرق میں جھجر اور مغرب میں حصار اور بھیوانی کے اضلاع ہیں۔ روہتک شہر ضلع ہیڈ کوارٹر ہے۔

رے شہر (City of Ray)

رے شہر یہ شمالی ایران کا تاریخی شہر ہے اس کے کھنڈرات ایران کے موجودہ دارالحکومت تہران کے مضافات میں موجود ہیں، اس کی تاریخ پانچ ہزار سال سے زیادہ قدیم ہے۔

ریاست امب

ریاست امب ہزارہ ڈویژن کی ایک دولت مند، خود مختار نوابی ریاست تھی۔ ریاست امب کے پہلے

نواب محمد انور خان تنولی تھے۔ یہ 1710ء میں اس کے پہلے نواب تھے۔ برطانوی حکومت نے 1819ء میں اسے بطور ریاست قبول کیا۔ اس کے چھٹے نواب پائندہ خان تنولی حکمران تھے۔ اس کے دسویں نواب فرید خان تنولی نے اس کا الحاق 17 ستمبر 1947ء کو پاکستان سے کرنے کا اعلان کیا۔ 1969ء تک یہاں کا نظام بطور شاہی ریاست قائم رہا، 1969ء کو اسے انتظامی طور پر صوبہ سرحد (خیبر پختون خواہ) میں ضم کر دیا گیا۔ اس ریاست کا اثر ورسوخ سوات، دیر اور چترال تک تھا۔ اس کی اپنی فوج، اسلحہ ساز فیکٹری، ٹکٹ جاری کرنے والی پوسٹل سروس، محلات، مذہبی وزارت اور دیگر ادارے تھے۔ 1901 میں ریاست کی کل آمدنی 36 سے 42 لاکھ تھی جب 1 تولہ سونے کی قیمت 20 برطانوی روپے تھی۔ اس کا رقبہ 214 مربع میل اور آبادی 31 ہزار 622 تھی۔ اس کا سرمائی دار الحکومت دربند (Darband) ایک تجارتی و ترقی یافتہ شہر جبکہ گرمائی دار الحکومت شیر گڑھ تھا۔ اہم علاقوں میں بانڈی شنگلی، شیر گڑھ، کروری، نیکہ پانی، درہ شنایا، سوال میرا، لساں نواب، پڑھنہ، پھلرا، جھوکاں، پلسالہ، بیٹ گلی، ناڑا امازئی، کالنجر اور بیڑ شامل تھے۔ 1974 میں تربیلا ڈیم کی وجہ سے امب کے دار الحکومت اور امب ریاست کے محلات مکمل طور پر پانی میں ڈوب گئے۔

ریاست رام پور (Rampur State)

ریاست رام پور یا مصطفیٰ آباد دہلی سے 214 کلومیٹر مشرق کی جانب ایک نوابی خود مختار ریاست تھی۔ اس کا رقبہ 900 مربع میل تھا، یہ مراد آباد اور بریلی کے درمیان واقع تھی، اس کی بنیاد 1774ء میں روہیلا جنگجو نواب فیض اللہ خان بڑھیچ نے رکھی اور پونے دو سو سال قائم رہ کر 3 جون 1949ء نواب رضا علی خان کے دورِ نوابی میں اس کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ اب یہ ہند کی ریاست اتر پردیش کا ضلع رامپور کہلاتا ہے۔ رام پور شہر کی آبادی کم و بیش تین لاکھ ہے۔ یہاں کی رضا لائبریری (کتب خانہ رضا) اسلامی ثقافت و تہذیب سے متعلق کتب ہائے نوادر، قدیمی مخطوطات اور قلمی نسخوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ (1)

زاہد آباد چک 2

زاہد آباد چک 2 کشمیر کے ضلع کوٹلی کی تحصیل چڑھوئی کی یونین کونسل کوٹلی سوہلناں (Kotli

(1) عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، ص 32

Sohalnan) کی وارڈ نبل ڈماس کا ایک گاؤں ہے، یہ چڑھوئی شہر سے جانب شمال تقریباً10 کلو میٹر اور کوٹلی شہر سے جانب جنوب مشرق تقریباً32 کلو میٹر مسافت پر ہے۔

زبید

زبید یہ یمن کا ایک شہر ہے جو کہ صوبہ حُدَیدہ میں واقع ہے، زبید کا نام وادی زبید کے نام پر رکھا گیا ہے، یہ وادی زبید کے درمیان واقع ہے، اسکی جانب مشرق پہاڑ اور جانب مغرب بحر احمر (دریائے شور) ہے، دونوں کا فاصلہ حسن اتفاق سے 25،25 کلو میٹر ہے۔

سامراء

سامراء یہ عراق کا ایک تاریخی شہر ہے جو صلاح الدین صوبے میں دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ یہ بغداد کے شمال میں 125 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کے شمال میں تکریت، مغرب میں الرمادی اور مشرق میں بعقوبہ ہے۔ اس کو **سر من رائے** بھی کہتے ہیں یعنی جس نے دیکھا اس نے پسند کیا۔ یہ ساسانی دور سے ایک فوجی مرکز رہا اور اس کی یہ حیثیت اسلامی دور میں بھی رہی۔ اس میں امام علی ہادی اور امام حسن عسکری کے مزار مبارک مرجع خاص وعام ہیں۔

سٹی پیلس الور

سٹی پیلس 1793ء میں تعمیر کیا گیا تھا، یہ راجپوتانہ اور اسلامی طرز تعمیر کا امتزاج ہے اور اس کے صحن میں کنول کی شکل کے اڈوں پر سنگ مرمر کے پویلین ہیں۔ اس محل میں ایک ریاستی عجائب گھر ہے جو مخطوطات کا مجموعہ ہے، جس میں شہنشاہ بابر کی زندگی، محمد غوری، شہنشاہ اکبر اور اورنگزیب عالمگیر کی تاریخی تلواریں ہیں، اس میں ایک سنہری دربار ہے جو اب ضلعی انتظامی دفتر میں تبدیل کر دیا گیا ہے، اس میں ڈسٹرکٹ کورٹ بھی ہے۔

سندیلہ

سندیلہ (Sandila) شریف، ہند کی ریاست اترپردیش کے ضلع ہردوئی کی ایک تحصیل اور قدیمی شہر

ہے۔ یہ ہر دوئی اور لکھنؤ کے درمیان واقع ہے۔ دونوں جانب کا فاصلہ 50 کلو میٹر ہے۔ اس میں دسویں صدی ہجری کے بزرگ سید مخدوم علاؤالدین شاہ سندیلوی کا مزار مبارک بھی ہے۔ تقریباً 60 ہزار آبادی میں اکثر مسلمان ہیں۔ اب یہ انڈسٹریل ایریا کے طور پر مشہور ہے۔

سہارن پور

چھ سو سالہ پرانا شہر سہارن پور اتر پردیش کا شمال مغربی آخری ضلع ہے۔ اس کے مغرب میں ہریانہ اور شمال میں اتراکھنڈ اور ہماچل پردیش ہیں۔ شیخ طریقت میاں نور محمد جھنجھانوی چشتی، سید عابد حسین قادری راج شاہی، محدث کبیر علامہ احمد علی محدث سہارن پوری، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی چشتی، فاتح عیسائیت مولانا رحمت اللہ کیرانوی عثمانی، محشی مشکوۃ مولانا فیض الحسن سہارن پوری، صاحب انوار ساطعہ علامہ عبد السمیع رام پوری سہارن پوری، خلیفۂ امام احمد رضا مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا سید محمد احمد قادری بانی جامعہ غوثیہ رضویہ سہارنپور رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماو مشائخ اہل سنت کا تعلق اسی ضلع سے ہے۔ اس ضلع میں دعوت اسلامی کا جامعۃ المدینہ فیضان ابوہریرہ تیگری بھی ہے۔

سہکی (sehki)

سہکی علاقہ تناول ضلع مانسہرہ خیبر پختون خواہ کا ایک گاؤں ہے جو مانسہرہ شہر سے جانب مغرب تقریباً 40 کلو میٹر مسافت پر دریائے سندھ کے قریب واقع ہے۔

سوائی مادھوپور

یہ ہند کی ریاست راجستھان کا ایک شہر ہے جسے ضلع کا درجہ حاصل ہے یہ راجستھان کے دار الحکومت جے پور سے جانبِ جنوب مشرق 176 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے، اس کے سات کلو میٹر پر یونیسکو عالمی ثقافتی ورثہ رنتھمبور نیشنل پارک (Ranthambore National Park) موجود ہے جہاں ہر سال کثیر سیاح آتے ہیں۔

سیتاپور (Sitapur)

سیتاپور ضلع سیتاپور کا اہم شہر ہے جس میں جنکشن ریلوے اسٹیشن اور سٹی ریلوے اسٹیشن ہیں۔ یہ مارہرہ

سے تقریباً 284 کلومیٹر جانب مشرق اور لکھنؤ سے جانب شمال مشرق 87 کلومیٹر پر ہے۔

شاہجہان پور

شاہجہان پور (Shahjahanpur) ہند کی ریاست اترپردیش کا اہم شہر ہے۔ یہ لکھنؤ اور بریلی کے درمیان واقع ہے۔ اس شہر کی آبادی 3 لاکھ کے قریب ہے۔ یہ مارہرہ سے جانب شمال 178 کلومیٹر، بریلی سے جانب مشرق 77 کلومیٹر اور لکھنؤ سے جانب مغرب 178 کلومیٹر ہے۔

شوبر

شوبر مصر کے شہر طنطا (صوبہ غربیہ) کا ایک گاؤں ہے جس سے حضرت احمد شوبری کا تعلق تھا۔ چنانچہ میزان الادیان میں ان کی نسبت شومیری لکھی ہے، وہ درست نہیں۔ بلکہ درست شوبری ہے۔

ضلع حافظ آباد

حافظ آباد وسطی پنجاب کا ایک ضلع ہے۔ اس کی دو تحصیلیں حافظ آباد اور پنڈی بھٹیاں ہیں، اس کی آبادی 8 لاکھ سے زیادہ ہے۔ پہلے یہ ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل تھی، اسے 1998ء میں ضلع کا درجہ دیا گیا۔ ضلع حافظ آباد کے شمال میں دریائے چناب اور ضلع منڈی بہاءالدین، جنوب میں شیخوپورہ، مغرب میں سرگودھا اور جھنگ اور مشرق میں گوجرانوالہ ہے، ضلع حافظ آباد کا کل رقبہ 2.367 مربع کلومیٹر ہے۔ اس میں چاول اور کپاس کی فصل زیادہ ہوتی ہے۔

فراوہ

فراوہ دہستان اور خوارزم کے درمیان ایک شہر ہے جسے رباط فراوہ بھی کہا جاتا تھا، اسے عباسی خلیفہ مامون کے زمانے میں عبد اللہ بن طاہر نے بنایا تھا، اب یہ ترکمانستان کے صوبے بلخان کا ایک شہر ہے، اسے پَراو بھی کہا جاتا ہے۔

فِرَبر

فربر شہر ترکمانستان کے صوبہ لب آب میں دریائے جیحون (Amu Darya) کے قریب واقع ہے۔

فرخ آباد

فرخ آباد شمالی بھارت کی ریاست اتر پردیش کا ایک شہر ہے۔ جو آگرہ سے 175 کلومیٹر جانب مشرق اور لکھنؤ سے جانب مغرب 164 کلومیٹر ہے۔

فیروز پور

فیروز پور مشرقی پنجاب کا ایک شہر ہے، یہ پاکستان کے ضلع قصور کے قریب ہے، تقسیم ہند سے پہلے اس کی 50 فیصد سے زیادہ آبادی مسلمانوں کی تھی۔

فیض آباد

فیض آباد ہند کے صوبے اتر پردیش کا اہم شہر ہے یہ دریائے گھاگھرا کے کنارے واقع ہے، یہ 1722ء تا 1775ء تک نوابی ریاست اودھ کا دارالحکومت رہا اور خوب ترقی کی، اس کے بعد لکھنو (یوپی ہند) کو ریاست کا دار الحکومت بنادیا گیا۔

قزوین

قزوین ایران کا مشہور شہر ہے۔ یہ ایران کے دارالحکومت تہران سے جانب مغرب 130 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جبکہ اس کے شمال میں بحیرہ قزوین کا ساحل ہے۔ یہ شہر سلطنت فارس کا صدر مقام بھی رہا ہے، اس میں کئی تاریخی عمارتیں ہیں۔

کاکول (Kakul)

کاکول ایبٹ آباد کے صحت افزامقام ٹھنڈیانی پہاڑی کے قریب ایک خوبصوت علاقہ ہے، یہ یہاں قائم پاکستان ملٹری اکیڈمی کی وجہ سے مشہور ہے۔

کچھوچھہ شریف

کچھوچھہ شریف تحصیل اکبر پور ضلع امبیڈکر نگر کا ایک قصبہ ہے جو پہلے ضلع فیض آباد میں واقع تھا۔ اس کا قریبی ریلوے اسٹیشن اکبر پور ہے جو اس سے 23 کلومیٹر ہے۔ اس کی آبادی تقریباً 14 ہزار ہے جس میں

مسلمان 39 فیصد ہیں۔

کلیر شریف

کلیر شریف ہند کی شمالی ریاست اتراکھنڈ کے سابق ضلع سہارنپور اور موجودہ ضلع ہردوار کا ایک قصبہ ہے جسے ہند کے بادشاہ ابراہیم لودھی نے بنایا تھا۔ یہ روڑکی شہر سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بانی حضرت صابر پاک سید علاؤ الدین صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہیں وصال فرمایا۔ یہاں آپ کا مزار دریائے گنگا کے کنارے مرجع خلائق ہے۔ ربیع الاول میں یہاں عرس ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے مسلمان شرکت کرتے ہیں۔

کنجلی بَن

کنجلی بَن نجیب آباد، اترپردیش ہند کے مضافات میں واقع جنگل تھا جو اُس وقت انتہائی گھنا اور ہر طرح کے درندوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس جنگل کی ایک حد نیپال اور چین کو چھوتی تھی۔

کنڈی اور عمر خانہ

کنڈی اور عمر خانہ دو گاؤں ہیں، بہت قریب ہونے کی وجہ سے انہیں ملا کر بھی بولا جاتا ہے، یہ خیبر پختون خواہ کے ضلع ہری پور کی تحصیل تربیلا غازی میں واقع ہیں، ضلع اٹک متصل ہونے کی وجہ سے اسے ضلع اٹک میں بھی شمار کرلیا جاتا ہے۔

کوکل (Kokal)

کوکل تحصیل و ضلع ایبٹ آباد کی ایک یوسی اور مغرب میں ضلع ہری پور کے قریب ایک گاؤں ہے۔

گجرات سٹی

گجرات سٹی پاکستان کے صوبہ پنجاب کا ایک اہم شہر ہے جو پنجاب کے شمالی علاقے میں لاہور سے 120 کلومیٹر دور ہے، اس کے قریب جانب جنوب دریائے چناب ہے، اس کی تحصیلیں گجرات، کھاریاں اور سرائے عالمگیر ہیں، گجرات بجلی کے پنکھوں، فرنیچر سازی، برتن سازی اور جوتوں کی صنعت میں مشہور ہے۔

گنج مرادآباد

گنج مرادآباد(Ganj Muradabad)ہند کی ریاست اترپردیش کے ضلع اُناؤ(Unnao) کی تحصیل صفی پور کا ایک ٹاؤن ہے۔ یہ کانپور سے جانب جنوب مشرق 85 کلومیٹر، لکھنؤ سے جانب شمال مغرب 90 کلومیٹر، ملاواں سے جانب جنوب مشرق 9 کلومیٹر اور الور سے جانب مشرق 423 کلومیٹر ہے۔ اس کی کل آبادی تقریباً 11 ہزار ہے۔ دربار عالمگیری وشاہجہانی کے مقرب نواب کریم شیر علوی کی ضلع بستی تک کافی جاگیر تھی۔ ان کے دو بیٹے تھے: نواب مراد شیر علوی اور نواب سلطان شیر علوی۔ انھوں نے اپنے بیٹے نواب مراد شیر علوی کے نام سے ایک نیا شہر مراد آباد قائم کیا اور ایک قصبہ سلطان گنج بنایا۔ مراد آباد سنبھل سے اشتباہ کی وجہ سے نئے شہر کو گنج مرادآباد کا نام دیا گیا۔[1]

گورداسپور

گورداسپور بھارت کے صوبے مشرقی پنجاب میں ایک شہر ہے جو ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد چشتی قادری کے مرشد حضرت صوفی شاہ سراج الحق گورداسپوری چشتی صابری کا مزار یہیں ہے۔ یہ ہند کا سرحدی ضلع ہے جو پاکستان کے ضلع نارووال سے متصل ہے، لاہور سے گورداسپور کا فاصلہ تقریباً 109 کلومیٹر ہے۔

لال قلعہ

لال قلعہ دہلی کی ایک قدیم عمارت ہے جسے مغل بادشاہ شاہجہاں نے اپنے دورِ حکومت (1628ء تا 1658ء) میں بنایا، اس میں تختِ طاؤس بھی ہے جس پر بیٹھ کر بادشاہ حکمرانی کیا کرتے تھے، اب یہ ایک تاریخی عمارت کے طور پر یادگار ہے، اس کے دو دروازے ہیں، دلی دروازہ اور لاہور دروازہ، اس تاریخی عمارت کو دیکھنے کے لیے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔

لاہ شریف(Laha sharif)

لاہ شریف کشمیر کے ضلع راجوری کی تحصیل تھانہ منڈی کا ایک گاؤں ہے جو تھانہ منڈی سے تقریباً

---

1 افضال رحمانی، ص128

6 کلو میٹر اور راجوری شہر سے 15 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس کی آبادی تقریباً 3 ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

لاہور

لاہور ایک قدیم و تاریخی شہر ہے مغلیہ عہد میں لاہور کے ارد گرد فصیل اور تیرہ دروازے بنائے گئے، 372ھ کو یہ ملتان سلطنت کا حصہ تھا، اب یہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کا دار الحکومت اور پاکستان کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ یہ پاکستان کا ثقافتی، تعلیمی اور تاریخی مرکز ہے، اسے پاکستان کا دل اور باغوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ یہ شہر دریائے راوی کے کنارے واقع ہے۔ اس شہر کی آبادی تقریباً ایک کروڑ 11 لاکھ ہے۔

لاہور نہر

لاہور نہر (Lahore Canal) بمباں والی راوی بیدیاں نہر سے نکلتی ہے اور لاہور کے مشرق میں بہتی ہے۔ یہ 60 کلو میٹر طویل ہے۔ طویل آبی گزر گاہ ابتدائی طور پر مغلوں نے بنائی تھی جس کی 1861ء میں تعمیر جدید ہوئی۔

لسانہ (Lassana)

لسانہ کشمیر کے ضلع پونچھ کی تحصیل سرنکوٹ (Surankote) کا ایک گاؤں ہے جو سرنکوٹ سے 6 کلو میٹر اور پونچھ شہر سے 22 کلو میٹر فاصلے پر ہے۔ اس کی آبادی تقریباً 5 ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

لکھنو

یوپی ریاست کا دار الحکومت اور کانپور کے بعد سب سے بڑا شہر لکھنو اپنی نزاکت، تہذیب و تمدن اور کثیر الثقافتی خوبیوں کی وجہ سے معروف ہے، شہر کے درمیان سے دریائے گومتی بہتا ہے، مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد یہ مشہور اودھ ریاست کا حصہ تھا، 1775ء میں یہ اس ریاست کا دار الحکومت بنا، تحریک آزادی ہند میں اس کا بڑا حصہ تھا، اس کی آبادی 30 لاکھ سے زیادہ ہے جس میں مسلمانوں کی تعداد 22 فیصد ہے۔

لنڈا بازار لاہور

لنڈا بازار لاہور دہلی دروازہ کے باہر ہے جہاں روز مرہ استعمال کی اشیا کم نرخوں پر مل جاتی ہیں۔ یہ بازار

دوسری جانب ریلوے اسٹیشن تک جاپہنچتا ہے۔

مارہرہ

مارہرہ (Marehra) ہند کی ریاست اتر پردیش کے ضلع ایٹہ (Etah) کا ایک شہر ہے۔ یہ سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے عظیم شیخ طریقت حضرت شاہ برکت اللہ مارہروی کی نسبت سے مسلمانوں میں معروف ہے، یہ کاس گنج (Kasganj) سے، ایٹہ شہر سے 21، علی گڑھ سے 60، آگرہ سے 100، بریلی سے 119 اور الور سے 216 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کی آبادی تقریباً 20 ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

مالیر کوٹلہ

مالیر کوٹلہ صوبہ پنجاب ہند کی ایک نوابی ریاست تھی، جسے ایک مسلمان نواب شیر محمد خان بہادر نے 1672ء میں قائم کیا، یکے بعد دیگرے 13 حکمران ہوئے، آخری حکمران نواب محمد احمد علی خان کا دورِ حکومت 1908ء سے شروع ہو کر 16 اگست 1947ء کو بھارت میں الحاق کی وجہ سے اختتام پذیر ہوا۔ اب یہ علاقہ ہندی پنجاب میں شامل ہے، 2021ء میں اسے ضلع کا درجہ دے دیا گیا ہے، مالیر کوٹلہ شہر کی اکثر آبادی اَب بھی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

محلہ راج دوارہ

محلہ راج دوارہ رامپور کا قدیمی محلہ ہے۔ 1701ء میں رامپور چار دیہات پر مشتمل علاقہ تھا، راجہ رام سنگھ یہاں کا حاکم تھا۔ اس کا صدر مقام محلہ راج دوارہ تھا۔ 1880ء میں مرزا غالب نے اسی محلے میں قیام کیا تھا۔ [1]

مدینۃ الزہرا

مدینۃ الزہرا اموی خلیفہ عبد الرحمٰن سوم الناصر (912ء تا 961ء) نے کم و بیش 324ھ مطابق 936ء میں قرطبہ سے 13 کلومیٹر جانب مغرب جبال العروس کے شمالاً جنوباً ایک شہر آباد کیا جس میں کئی باغات، مسجدیں، انتظامیہ، سرکاری دفاتر، ٹکسال، کارخانے، چھاؤنیاں، گھر اور غسل خانے تھے۔ 400ھ مطابق 1010ء میں یہ ایک خانہ جنگی میں تباہ ہو گیا تھا۔ 1910ء کے بعد سے شروع کی گئی کھدائی میں اس کے آثار

(1) رام پور، تاریخ و ادب، ص 18، 239

ظاہر ہوئے، جسے دیکھنے سیاح دنیا بھر سے آتے ہیں، یہاں ایک عجائب گھر بھی بنایا گیا ہے۔

مزار بی بی پاک دامن

مزار بی بی پاک دامن میں قطبِ یگانہ، غوثِ زمانہ حضرت سید احمد توختہ ترمذی جنیدی حسینی (وفات:602ھ مطابق 1205ء، مزار چلہ بیبیاں لاہور) کی 6 بیٹیوں: بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور، بی بی حور، بی بی گوہر اور بی بی شاہباز کے مزارات ہیں، یہ عابدہ، زاہدہ تھیں، 614ھ مطابق 1217ء میں چنگیز خاں کی فوج نے لاہور پر حملہ کیا تو کچھ فوجی انہیں بھی شہید کرنے کے ارادے سے ان کے مکان کی جانب آئے، انہوں نے دعا کی کہ الٰہی! ہمیں پیوند زمین کر لے اور نامحرموں کی صورت نہ دکھلا، دعا قبول ہوئی اور زمین نے ان کو اپنے اندر چھپا لیا، جب یہ لوگ اندر داخل ہوئے تو وہاں کوئی نہیں تھا، زنانے کپڑوں کے کنارے زمین کے باہر نظر آرہے تھے، یہ کرامت دیکھ کر چند آدمی مسلمان ہوگئے۔ [1] یہ مزارات ایمپرس روڈ کے مشرق میں فیصل سٹریٹ 42، محمد نگر، گڑھی شاہو لاہور میں ہیں، شمال میں قبرستان بی بی پاک دامن ہے۔

مشہد

مشہد ایران کے شہروں میں سے ایک اہم اور آبادی کے لحاظ سے اس کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ اس شہر میں امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں، سالانہ کروڑوں لوگ آپ کے مزار پر حاضری کے لئے آتے ہیں۔

معین الدین سیّداں

معین الدین سیّداں (Moinuddinpur Syedan) اس کا عوامی نام محمدی پور شاہانہ ہے، یہ ضلع گجرات کا ایک گاؤں ہے جو گجرات شہر سے جانب مشرق اڑھائی کلومیٹر، جلالپور جٹاں اور پنڈی حسنہ (Pindi Hasna) کے درمیان واقع ہے۔ اس کی آبادی 35 ہزار ہے۔

مغل پورہ لاہور

مغل پورہ لاہور کے عزیز بھٹی ٹاؤن کی یو سی نمبر 48 ہے، یہ مین لاہور سے چار کلومیٹر جانب مشرق واقع

[1] بزرگانِ لاہور، ص233تا236

ہے، پاکستان کی سب سے بڑی ریلوے ورکشاپ اورلاہور کی دوسری بڑی موٹر سائیکل مارکیٹ یہیں ہے۔

مقبرہ نواب بہادر خان

مقبرہ نواب بہادر خان مقبرہ پل کے پاس میاں میر ریلوے اسٹیشن سے کچھ فاصلے پر نہر کے کنارے واقع ہے، اسے عہد اورنگ زیب عالمگیر (1658ء تا1707ء) میں تعمیر کیا گیا۔ اس میں نواب بہادر خان کو دفن کیا گیا مگر اب اس میں قبر کا نشان ختم ہو گیا ہے اور یہ خالی ہے۔ (1)

مکتسر

مکتسر (Muktsar) مشرقی پنجاب، ہند کا ایک شہر ہے۔ جو قیام پاکستان کے وقت ضلع فیروزپور کا ایک قصبہ تھا۔ 1972ء میں اسے ضلع فرید کوٹ کی تحصیل بنادیا گیا پھر 1995ء میں اسے الگ ضلع بنایا گیا اور اس کا نام سری مکتسر صاحب (Sri Muktsar Sahib) رکھ دیا گیا۔

ملاواں

ملاواں (Mallawan) ہند کی ریاست اترپردیش کے ضلع ہردوئی کی تحصیل بلگرام کا ایک قصبہ ہے۔ یہ بلگرام کے جنوب میں اناؤ جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ یہ ہردوئی سے 47 کلو میٹر جنوب مشرق میں اور ریاستی دار الحکومت لکھنؤ سے 92 کلو میٹر دور واقع ہے۔ کسی زمانے میں یہ ضلعی ہیڈ کوارٹر بھی رہا ہے۔ بعد میں ضلعی ہیڈ کوارٹر کانپور بنادیا گیا۔ اس کی آبادی چالیس ہزار کے قریب ہے۔

ممبئی

ممبئی شہر ہند کی ریاست مہاراشٹر کا دارالحکومت ہے، یہ ہند کی قدرتی بندر گاہ اور معاشی و صنعتی مرکز ہے، اس کی آبادی ڈیڑھ کروڑ ہے اور مسلمانوں کی تعداد تقریباً 20 لاکھ ہے، اس کا کل رقبہ 603 مربع کلو میٹر ہے، مفسر قرآن حضرت فقیہ مخدوم علی مہائمی (ولادت: 776ھ تا وفات: 835ھ) حضرت حاجی علی شاہ بخاری (وفات تقریباً: 941ھ) باباحاجی سید عبدالرحمن قادری گیلانی (وفات: یکم جمادی الاولیٰ 1336ھ)، پیڈر روشاہ باباسید

(1) تاریخ اماکن لاہور، ص206 تا208

عبد اللہ قادری (وفات: 6 محرم 1210ھ) سید بدرالدین شاہ رفاعی اور محبوب ملت حضرت مولانا محبوب علی رضوی (تلمیذ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ وفاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، پیدائش: 1322ھ، وفات: 24 جمادی الاخریٰ 1385ھ) یہاں کی مشہور اسلامی شخصیات ہیں۔ [1]

موج پور

موج پور تحصیل لچھمن گڑھ، ضلع الور، راجستھان ہند کا ایک گاؤں ہے، یہ الور سے 37 کلومیٹر جانب جنوب واقع ہے جبکہ لچھمن گڑھ سے 4 کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔

میوات علاقہ

میوات علاقے کا حدود دوار بعہ مختلف ادوار میں بدلتا رہا ہے۔ اس وقت علاقہ میوات جسے کہا جاتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے: ☆ ریاست راجستھان: الور، لچھمن گڑھ، تجارہ، رام گڑھ، کشن گڑھ، گوبند گڑھ، کٹھومر کا کچھ حصہ، بھرت پور، کاماں پہاڑی اور نگر کا کچھ حصہ ☆ ریاست ہریانہ: سوہنا، نوح، فیروز پور، جھرکا، بلب گڑھ کا مغربی حصہ ☆ ریاست اتر پردیش: چھاتہ ضلع متھرا کے مغربی دیہات۔ [2]

نسا

نسا خراسان کا ایک شہر ہے، یہ سرخس سے دو دن، مرو سے پانچ دن، ابیورد سے ایک دن اور نیشاپور سے چھ یا سات دن کے فاصلے پر ہے۔ [3] اب یہ ترکمانستان کے دارالحکومت اشک آباد سے جانب جنوب مغرب 18 کلومیٹر کے فاصلے پر ایران کی سرحد کے قریب واقع ہے اور ایک گاؤں کی مانند ہے۔

نکودر (Nakodar)

نکودر ضلع جالندھر مشرقی پنجاب، ہند کی ایک تحصیل ہے۔ نکودر ایک قدیمی شہر ہے۔ یہ جالندھر سے جانب جنوب 26 کلومیٹر مسافت پر واقع ہے۔ قیام پاکستان سے قبل یہاں کی اکثریتی آبادی مسلمان تھی۔ کئی مساجد اور مدارس تھے۔ مولانا عبد الرحمن 1931ء یہاں کے اہم امام وخطیب تھے۔

---

1. ممبئی عظمیٰ کی مختصر تاریخ، ص 15، 20، 21، 41، 42، 101تا117
2. میو قوم اور میوات، ص 34
3. معجم البلدان، 4/385

ہارون آباد

ہارون آباد شہر پنجاب کے ضلع بہاولنگر کی تحصیل ہے، ہارون آباد سے جانب مغرب 43 کلومیٹر پر چشتیاں شہر اور جانب شمال 50 کلومیٹر پر بہاولنگر شہر ہے، اس کی آبادی تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ کافی عرصے سے تمنا تھی کہ یہاں کی اس تاریخی مسجد کی زیارت کی جائے جہاں کئی جید علمائے اہل سنت نے امامت و خطابت کے ذریعے خدمات دینیہ سر انجام دیں۔ اس مسجد کے نیچے دکانیں ہیں اور مسجد فرسٹ فلور پر قائم ہے، اس کا صحن کافی وسیع ہے اور مسجد کا اندر کا ہال بھی کافی بڑا ہے۔ اس مسجد کے عظیم الشان میناروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہارون آباد کے باہر میلوں دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ راقم مارچ 2023ء میں ملتان حاضر ہوا تو اس سفر کا انتظام برادرم حافظ ریحان احمد عطاری (مصنف فیضان اعلیٰ حضرت) نے کیا اور برادران اسلامی سید السادات مولانا سید خالد حسین شاہ عطاری مدنی، مولانا حافظ محمد افضل عطاری مدنی، حاجی ندیم عطاری، کلیم اللہ عطاری اور عزیزی حامد رضا عطاری ہمراہ تھے۔ کلیم اللہ عطاری صاحب نے گاڑی ڈرائیو کی، حاجی ندیم، حافظ افضل اور میرے بیٹے حامد رضا عطاری ہمراہ تھے۔ ہارون آباد پہنچ کر کھانا کھاتے ہوئے رات بارہ بج گئے۔ صبح جامع مسجد فیضان مصطفیٰ میں بیان کرنا تھا اس لیے چار بجے بیدار کر دیا گیا۔ راقم نے بیان کے لیے سورۃ العصر کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد ایک اسلامی بھائی کے ہاں ناشتہ کیا۔ پھر جامع مسجد ہارون آباد اور اس سے متصل وسیع و عریض جامعہ رضویہ مظہر الاسلام میں حاضری ہوئی، جہاں آجکل بھی حفظ قرآن اور درس نظامی کا سلسلہ ہے۔ مہتمم و مدرسین سے ملاقات ہوئی، انھوں نے بہت عزت و محبت دی۔ اس دار العلوم میں درس نظامی اور حفظ و ناظرہ کے 180 طلبہ زیر تعلیم ہیں اور نو اساتذہ و قراء خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے بعد تلمیذ شاہ ابو البرکات علامہ سید تنویر الحسن شاہ صاحب کے مزار پر فقیر والی حاضر ہوئے۔ واپسی پر آپ کے علمی جانشین علامہ سید احمد کمال شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تلامذہ شاہ ابو البرکات کے بارے میں انھوں نے کافی معلومات دیں۔ اس کے بعد سید عظمت شاہ صاحب کے مدرسے کے لیے دور دراز چک کا سفر کیا۔ اس کے بعد، ڈونگا بونگا روانہ ہوئے وہاں تلمیذ شاہ ابو البرکات مولانا خلیل اشرف قادری صاحب کے صاحبزادے جناب شکیل احمد صاحب سے ملاقات کی اور ان کے بارے معلومات لیں۔

اس کے بعد بہاولنگر، منچن آباد اور ہیڈ سلیمانکی کا سفر ہوا، نماز مغرب کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا اور رات تقریباً بارہ بجے بہاولپور پہنچے، پھر سید صاحب کے گھر خیر خواہی کا سلسلہ تھا۔ شاہ صاحب نے رات تقریباً دو بجے گرین لائن ٹرین میں سوار کیا یوں ہمارا یہ سفر تکمیل کو پہنچا۔

وادی آش

وادی آش (Guadix) اندلس (اسپین) کے شہر غرناطہ (Granada) کے مشرق میں 53 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک قدیمی شہر ہے۔

الور قلعہ

الور قلعے کو بالا قلعہ بھی کہتے ہیں یہ الور شہر سے تقریباً 300 میٹر اوپر کوہ اراولی پر ہے، اسے 10 ویں صدی کی مٹی کی بنیادوں پر بنایا گیا تھا، یہ قلعہ 5 کلومیٹر لمبا اور تقریباً 1.5 کلومیٹر چوڑا ہے، اس میں برج، ایک بڑا دروازہ اور ایک رہائشی علاقہ ہے۔

یکی دروازہ لاہور

یکی دروازہ لاہور، دہلی دروازے کی دائیں اور شیر انوالہ دروازہ کے بائیں جانب واقع ہے، انگریزوں کے دورِ حکومت میں یہ دروازہ پرانا ہونے کی وجہ سے گرا دیا گیا تھا۔ اس کا اصل نام ذکی دروازہ تھا جو پیر ذکی شہید کے نام پر رکھا گیا جن کے سر کی قبر مین دروازے کے اندر ہے اور جسم بے سر کی قبر شہر کے اندر ایک طویلے میں ہے، مگر وقت گزرنے کے ساتھ اب اسے یکی دروازہ کہا جاتا ہے، اس کے قریب اب نواز شریف اسپتال بن چکا ہے۔

باب13 فصل3: مساجد

جامع مسجد آگرہ

مغل بادشاہ شاہ جہاں کی بیٹی جہاں آرا بیگم نے آگرہ کی اس جامع مسجد کو بنوایا تھا، جو1648ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ اسے آگرہ کے اہم اور پرکشش تاریخی مقامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس مسجد کو لال بلو پتھر اور سفید سنگ مرمر سے سجایا گیا ہے۔ یہ بھی بھارت کی بڑی مساجد میں سے ایک ہے۔ یہ اپنے مینار، منبر اور خاص قسم کے گنبد کی وجہ سے معروف ہے۔

جامع مسجد حنفیہ رضویہ بوہڑ والی

جامع مسجد حنفیہ رضویہ بوہڑ والی مین بازار گڑھی شاہو لاہور کی قدیمی مساجد میں سے ہے، یہ مغل پورہ روڈ اور کوئین میری کالج روڈ کے درمیان جو آبادی ہے اس میں واقع ہے۔ علامہ اقبال روڈ اس سے چند فرلانگ ہے۔

جامع مسجد محلہ دائرہ

محلہ دائرہ دسویں سن ہجری کے عظیم عالم، محدث، فقیہ، شیخ طریقت اور صاحبِ کرامت ولی اللہ حضرت علامہ سید مبارک شاہ محدثِ الوری المعروف دادامیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ تھا، اکبر بادشاہ ان کا معتقد تھا، اس نے آپ کی کرامت سے متاثر ہو کر987ھ مطابق1579ء کو یہاں وسیع و عریض مسجد اور پختہ باؤنڈری تعمیر کروادی۔[1] ریاست الور کے راجہ پرتاپ سنگھ (دورِ حکومت:1770تا1791ء) نے اسے ویران کرکے زنبورک خانہ (اسلحہ رکھنے کی جگہ) بنا دیا، نواب حافظ نشاط علی خان کی کوشش سے1265ھ مطابق 1849ء میں اسے دوبارہ آباد کیا گیا۔[2] نواب صاحب نے اپنے مرشد اور امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ کے چچاجان حضرت میاں صاحب مولانا سید نثار علی رضوی قادری چشتی کو تقریباً1274ھ مطابق1858ء کو

1. تذکرہ صوفیائے میوات، ص295
2. مرقع الور، ص56،57

موج پور سے یہاں آنے کی دعوت دی، حضرت میاں صاحب اس مسجد سے متصل رہتے تھے۔ (1)

جامع مسجد وزیر خان

یہ لاہور کی اہم ترین مسجد ہے یہ اندرون دہلی گیٹ کے اندر واقع ہے، اسے 1641ء میں مغلیہ حکومت کے لاہور کے گورنر حکیم علم الدین انصاری نواب وزیر خان نے تعمیر کروایا تھا، یہ مسجد نقش و نگار میں کاریگری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ لاہور کی قدیم عالیشان اور لاثانی عمارت ہے جس کی شہرت اور تذکرہ یورپ تک پھیلا ہوا ہے۔ فی الحقیقت یہ خشتی کاشی کار عمدہ عمارت اپنی مثال میں ایسی نادر ہے کہ اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ مسجد میں داخلے کے دو دروازے ہیں، ایک صدر دروازہ جو مشرق میں واقع ہے، دوسرا شمال مشرق کی سمت میں ہے جسے صدر دروازے کی تزئین و آرائش کے وقت داخلہ کے لیے کھولا جاتا ہے۔ مسجد کا صحن وسیع ہے جس میں سرخ چھوٹی اینٹ کا فرش لگایا گیا ہے، صحن کے مرکز میں وضو کرنے کے لیے حوض بنا ہوا ہے۔ مسجد کے مشرقی، جنوبی اور شمالی سمت حجرہ نما کمرے بنے ہوئے ہیں جن کی تعداد 32 ہے۔ مسجد کے کل گنبد 6 ہیں۔ مسجد کے اندرونی ڈیوڑھی نما عمارت پر واقع ایک گنبد ہے اور جبکہ صحنِ خاص والی عمارت پر دو میناروں کے ہمراہ 5 گنبد ہیں۔ مسجد وزیر خان کے صحن میں میراں بادشاہ حضرت سید محمد اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ 1993ء میں مسجد وزیر خان کو یونیسکو عالمی ثقافتی ورثہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔

جامع مسجد الور

جامع مسجد الور 969ھ مطابق 1561ء میں مغلیہ حکمران اکبر بادشاہ کے حاکم ترسون محمد خان عادل (جو صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور ان کی زبان پر قال اللہ اور قال الرسول جاری رہتا تھا) نے تعمیر کروائی، اس مسجد کی تاریخ ان شعروں میں بیان کی گئی جو وہاں کندا تھے: بتوفیق خداوند موفق، شدہ ترسوں محمد خان عادل، بنائے مسجد جامع درالور، نہادہ شد بسوئے خیر مایل، چو دل میخواست تاریخ بنایش، خرد گفتار کہ ایں خیر المنازل، یہ مسجد بہت خوبصورت اور قابل دید تھی، بعد میں ریاست الور کے راجہ بنے سنگھ (دورِ حکومت 1815 تا 1857ء) نے اس عظیم مسجد کو ویران کر کے فراش خان (حکومتی ساز و سامان کا اسٹور) بنا دیا، اس کے مرنے کے بعد دوبارہ

(1) روشن تحریریں، ص136، 137... تجلیات مرشد، ص88

اسے آباد کیا گیا، حضرت میاں صاحب الوری حضرت مولانا سید نثار علی شاہ صاحب کے صحبت یافتہ مولانا حاجی وزیر محمد الوری صاحب اس کے امام و خطیب مقرر ہوئے۔ (1)

مائی انگہ کی مسجد

مائی انگہ کی مسجد لاہور ریلوے اسٹیشن کے احاطہ میں ایک خوبصورت مسجد ہے، پہلے اس مسجد کے چار مینار تھے لیکن اب دو مینار موجود ہیں، یہ مسجد اندر سے کانسی کار ہے۔ اس کی تعمیر 1045ء میں ہوئی۔ اس مسجد کو دائی انگہ زیب النساء نے تعمیر کیا جو کہ مغلیہ بادشاہ شاہ جہاں کی بچپن میں دائی تھیں۔ (2)

مائی لاڈو کی مسجد

مائی لاڈو کی مسجد شاہ عالمی اور موچی دروازہ کے درمیان بر لب سڑک واقع ہے جو شاہ جہاں کے دور میں بنائی گئی، اس کے تین گنبد ہیں جن میں درمیانہ بڑے سائز کا ہے، یہ ایک نیک خاتون زوجہ اسماعیل جو حضرت شیخ محمد سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی فیض یافتہ تھیں، شاہ جہاں کے بچوں کی دائی تھیں، یہ مسجد اسی نے تعمیر کروائی، مائی لاڈو اور اس کے شوہر کی قبر بھی مسجد کے ایک گوشے میں ہے۔

نیویں مسجد

نیویں مسجد نیا بازار شاہ عالم مارکیٹ، نزد لوہاری گیٹ، اندرون لاہور (پاپڑ منڈی چوک محلہ چڑی ماراں) میں ہے، یہ پندرہویں صدی عیسوی میں لودھی دورِ حکومت میں بنائی گئی ہے، اس میں جانے کے لیے سطح زمین سے 25 فٹ نیچے جانا پڑتا ہے، اس کی تعمیر تین محرابوں پر کی گئی ہے، دیواریں کافی موٹی ہیں، پانی کی نکاسی کا بھی بہترین نظام ہے۔ اب یہاں جامعہ کریمیہ قائم ہے۔

(1) مرقع الور، ص55... روشن تحریریں، ص137

(2) تحقیقات چشتی، ص811، 819

باب13 فصل4: مدارس وجامعات

جامعۃ الازہر قاہرہ مصر

جامعۃ الازہر قاہرہ مصر عالَمِ اسلام کے قدیم جامعات سے ہے، اس کی شہرت چار دانگ عالم میں ہے، اس کا آغاز 361ھ مطابق 972ء میں ہوا، اب بھی دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے طلبہ کی کل تعداد 10 لاکھ ہے جن میں 50 ہزار دنیا کے 100 ممالک سے آئے ہوئے طلبہ ہیں۔

جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ

جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ کا آغاز 1301ء میں اشرف المدارس کچھوچھہ کے نام سے ہوا۔1340ھ میں جامعہ اشرفیہ کے نام سے اس کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، مولانا عماد الدین سنبھلی، مفتی عبد الرشید خان اشرفی اور علامہ سید شاہ محی الدین اشرف جیسے جید علماء یہاں پڑھاتے رہے۔ اس سے فارغ التحصیل ہونے والے علاملک وبیرون ملک دینی خدمات سر انجام دیتے رہے اور دے رہے ہیں۔[1]

جامعہ برکات العلوم گنج مغلپورہ لاہور

جامعہ برکات العلوم گنج مغلپورہ لاہور کو مبلغ اسلام مولانا سید طالب حسین گردیزی (متوفی 17 مارچ 2009ء) نے قائم فرمایا۔ یہ طلبہ کے لیے ہے، جبکہ طالبات کے لیے جامعہ فاطمیہ تعلیم القرآن ریلوے کیرج شاپ مغلپورہ لاہور بنایا گیا ہے۔

جامعہ حنفیہ قصور

جامعہ حنفیہ قصور ایک قدیم ادارہ ہے جس کی نشاۃ ثانیہ شیخ الحدیث مفتی محمد عبد اللہ قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ نے 1949ء میں فرمائی، اب یہ دار العلوم جامعہ حنفیہ عربیہ قصور کے نام سے جانا جاتا ہے۔

1 حیات مخدوم الاولیاء، ص 277، 278 ... ماہنامہ الاشرف کراچی، اپریل 2012ء ص20

جامعہ شاہِ ولایت

جامعہ شاہ ولایت نام سے گجرات میں جو ادارہ ہے اسے پیر سید ولایت شاہ صاحب نے 1339ھ مطابق1920ء میں مدرسہ خدام الصوفیہ کے نام سے تعلیم قرآن ودرس نظامی کے لیے قائم فرمایا تھا،بڑے بڑے علمانے یہاں تدریس فرمائی،مگر اب یہ جامعہ شاہِ ولایت کے نام معروف ہے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور لوہاری گیٹ کے اندرونی حصے میں ایک دینی درس گاہ ہے۔اس کا افتتاح شوال المکرم1376ھ مطابق مئی1956ء کو محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سرداراحمد چشتی قادری صاحب نے قدیم تاریخی مسجد خراسیاں اندرون لوہاری دروازہ میں فرمایا،ان کے شاگرد استاذالعلماء شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی نے1381ھ مطابق1962ء تک اس کی نگرانی اور آبیاری کی۔اس کے بعد علامہ غلام رسول رضوی صاحب نے اسے اپنے ذہین اور محنتی تلمیذ استاذالعلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب کے سپرد کیا۔

جامعہ نعیمیہ

صدرالافاضل مولاناسیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن اہل سنت وجماعت مرادآباد (یوپی ہند) کے تحت1328ھ کو ایک مدرسے کا آغاز کیا،جو اولاً مدرسہ اہل سنت وجماعت اور بعد میں مدرسہ نعیمیہ کے نام سے مشہور ہوا،اس کے بعد اس کی کئی شاخوں کاالحاق اس سے ہوا چنانچہ1352ھ میں اس کانام جامعہ نعیمیہ رکھا گیا۔[1]

دار العلوم احسن البرکات

دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد اہل سنت کا اہم مدرسہ ہے اسے خلیل ملت حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے1371ھ مطابق1952ء میں قائم فرمایااور تادم وصال(28رمضان1405ھ مطابق

[1] حیات صدرالافاضل،ص263

18 جون 1985ء) اس کے شیخ الحدیث، مفتی اور صدر المدرسین رہے اب ان کے بیٹے محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی صاحب اسے احسن انداز سے چلا رہے ہیں۔

دار العلوم السنۃ الشرقیہ لاہور

دار العلوم السنۃ الشرقیہ لاہور ایک دینیاوی تعلیم کا ادارہ تھا جسے آقا بیدار بخت مرحوم نے بیرون دہلی دروازہ، دربار شاہ محمد غوث کے عقب میں ایک کارپوریشن اسکول میں قائم کیا تھا، شام سے رات دس بجے تک کھلتا تھا، اس میں طلبہ منشی فاضل، ادیب فاضل اور مولوی فاضل کرکے بی اے کرتے تھے۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب بھی اس میں پڑھتے رہے۔ (1)

دار العلوم نعمانیہ

دارالعلوم نعمانیہ محلہ فراش خانہ دہلی اہل سنت کا اہم مدرسہ تھا جس میں استاذالعلماء وصی احمد محدث سورتی، مولانا عماد الدین سنبھلی، مولانا پردل دہلوی اور مولانا سید مسعود علی قادری وغیرہ پڑھاتے رہے، اس کی تعلیم وترقی میں مخدوم الاولیاء نے حصہ لیا۔ (2)

المدرسۃ النظامیۃ المدینۃ المنورۃ

شیخ العالم حضرت مولانا عبد الباقی فرنگی محلی مہاجر مدنی نے جب 1322ھ میں مستقل مدینہ شریف میں رہائش اختیار فرمائی تو سلطنت حیدرآباد دکن کے تعاون سے المدرسۃ النظامیۃ المدینۃ المنورۃ کے نام سے یہ عظیم الشان مدرسہ قائم فرمایا، جہاں سے عرب وعجم کے کثیر علماومشائخ نے استفادہ فرمایا۔ (3)

مدرسۃ الوزیر

مدرسۃ الوزیر بغداد کے محلے باب البصرہ میں عباسی سلطنت کے وزیر ابو المظفر عون الدین یحیی بن ہبیرہ شیبانی (وفات: 560ھ) نے 556ھ مطابق 1161ء میں قائم کیا، جو ایک اہل علم اور صاحب تصنیف شخص

(1) مجالس علما، ص153تا155

(2) حیات مخدوم الاولیاء، ص285

(3) تذکرہ علمائے اہل سنت، ص172

تھے، اس مدرسے میں فقہ حنبلی کے مطابق درس وتدریس کا انتظام تھا، اب یہ مدرسہ یہاں نہیں ہے۔

مدرسہ ارشاد العلوم

مدرسہ ارشاد العلوم کو بیت الارشاد اور دارالارشاد بھی کہا جاتا ہے، اس کے بانی تاج المحدثین حضرت علامہ ارشاد حسین فاروقی مجددی رحمۃ اللہ علیہ خود ہیں، آپ نے اسے اپنے گھر واقع محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) میں 1284ھ مطابق 1867ء کو قائم فرمایا، آپ خود اس میں تدریس فرماتے تھے، 1306ھ مطابق 1889ء میں باضابطہ اسے دارالعلوم کی شکل دی اور اس کے مہتمم حضرت میاں مولانا سید خواجہ احمد رامپوری صاحب مقرر فرمائے۔[1] ایک کتاب میں اس کا نام مدرسہ مجددیہ نقشبندیہ لکھا ہے جو کہ درست نہیں۔

مدرسہ حسین بخش دہلی

مدرسہ حسین بخش دہلی ایک علم دوست تاجر حسین بخش پنجابی نے 1268ھ مطابق 1851ء میں تعمیر کروا کر وقف کیا، دہلی میں مٹیا محل سے چتلی قبر کی طرف چلیں تو متعدد گلیاں آتی ہیں، داہنے ہاتھ کی طرف کوچہ گھسار ناتھ داس ہے، یہ مدرسہ اس میں واقع حویلی بختیاور خان میں ہے، مدرسے کے گیٹ پر اس کا تاریخی نام دار الھدیٰ والواعظ (1268ھ) لکھا ہے، مدرسے میں ایک مسجد ہے اور طلبہ و اساتذہ کے لیے ایک دالان اور حجرے قائم ہیں۔[2]

مدرسہ صولتیہ

مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ میں (1290ھ مطابق 1873ء میں) پایۂ حرمین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (1233ھ تا 22رمضان 1308ھ) نے کلکتہ ہند کی ایک خدا ترس خاتون صولت النساء بیگم کے مالی تعاون سے قائم فرمایا، کثیر علما یہاں سے فارغ التحصیل ہوئے اور ان علمانے مکہ مکرمہ میں دیگر مدارس دینیہ قائم کئے۔[3]

---

1. مفتی ارشاد حسین مجددی حیات وخدمات، ص17، 18
2. تذکرہ محدث سورتی، ص38
3. امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکۂ مکرمہ، ص27 بحوالہ اعلام الحجاز، 2/286، 313

مدرسہ علوم اسلامیہ / دار العلوم نعمانیہ لاہور

مدرسہ علوم اسلامیہ المعروف دار العلوم نعمانیہ لاہور کی ایک قدیم اور دینی تعلیم کی معیاری درسگاہ ہے۔ یہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے نعمانیہ کہلاتا ہے، موجودہ عمارت بالمقابل ٹبی تھانہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور میں ہے، اس کا آغاز 1306ھ مطابق 1888ء کو مسجد بوکن خان موچی گیٹ میں ہوا، اس کا عربی حصہ 13 شوال 1314ھ مطابق 17 مارچ 1897ء کو بادشاہی مسجد میں منتقل کیا گیا، جب اندرون ٹکسالی گیٹ میں دار العلوم نعمانیہ کا دار الاقامہ تعمیر ہو گیا تو اس کے پانچ سال بعد اس کا عربی حصہ بادشاہی مسجد سے یہاں منتقل ہو گیا، اس کے 43ویں جلسے کی روئیداد سے معلوم ہوتا ہے شعبان 1349ھ مطابق دسمبر 1930ء تک اس سے 4203 علما فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔[1]

نوٹ: مذکورہ مدارس اور جامعات کے علاوہ اس کتاب میں کئی مدارس و جامعات کا ضمناً تعارف بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً مدرسہ عالیہ حنفیہ المعروف دار العلوم حزب الاحناف کا تعارف صفحہ نمبر 88 اور 95 پر اور دار العلوم منظر اسلام بریلی کا تعارف صفحہ نمبر 328 پر ملاحظہ فرمائیے۔

[1] امام احمد رضا اور علمائے لاہور، ص 26 ... صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص 73، 306

باب 13 فصل 5: ماہنامے

ماہنامہ اشرفی

ماہنامہ اشرفی خانقاہ حسنیہ کچھوچھہ شریف کا ترجمان تھا جس کا آغاز جنوری 1923ء مطابق جمادی الاولیٰ 1341ھ میں ہوا۔ اس کی ادارت کے فرائض مخدوم الاولیاء کے نواسے محدث اعظم ہند حضرت مولانا ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی نے بحسن وخوبی انجام دیئے۔ یہ 1928ء تک جاری رہا، اس کی اہم بات یہ تھی کہ اس میں مخدوم یزدانی کے ملفوظات کے فارسی مجموعہ لطائف اشرفی کا اردو ترجمہ اقساط میں شائع ہوتا رہا۔

ماہنامہ رضوان لاہور

ماہنامہ رضوان لاہور کو علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے 7جون 1947ء کو بطور جریدہ شائع کرنا شروع کیا جو کہ ہفت روزہ تھا پھر پندرہ روزہ ہوا، بعد ازاں ماہنامہ کی صورت میں شائع ہونے لگا، اس میں مختلف موضوعات پر مضامین اور قسط وار مقالات شائع ہوتے تھے۔

ماہنامہ مخزن تحقیق ملقب بہ تحفہ حنفیہ

تحفہ حنفیہ ماہنامے کا آغاز خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی قاضی عبد الوحید فردوسی عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے جمادی الاولیٰ 1315ھ میں پٹنہ (صوبہ بہار، ہند) سے فرمایا، اس کے مدیران میں آپ خود، مولانا حکیم یوسف حسن قادری عظیم آبادی اور خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ابو المساکین ضیاء الدین پیلی بھیتی شامل ہیں، یہ ماہنامہ 1315ھ تا 1327ھ تک تقریباً 12 سال جاری ہوتا رہا، یہ اے 5 سائز کے 56 صفحات پر شائع ہوتا تھا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان سمیت کئی اکابر علمائے اہل سنت کے مضامین شائع ہوتے تھے۔[1]

ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور

ماہنامہ معین الدین تاج پورہ لاہور کو مدرسہ حنفیہ مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے فارغ

[1] ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ، ص19، 21، 355

التحصیل مولانا سید فضل حسین شاہ صاحب (ناظم انجمن معین الدین تاج پورہ) نے مارچ 1933ء میں جاری کیا جو ڈیڑھ یا دو سال شائع ہوتا رہا، پھر اس کی اشاعت مولانا کے اپنے وطن گجرات (پنجاب) میں منتقل ہونے سے رک گئی۔ غالباً اس ماہنامہ کے کل 16 شمارے شائع ہوئے، ان سے 15 شمارے راقم حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اور اس کا مجموعہ مع حالات ایڈیٹر دعوت اسلامی کے شب و روز ویب سائیٹ پر اپ لوڈ ہو چکا ہے۔

باب13 فصل6: تنظیمیں اور تحریکیں

اسلامی نظریاتی کونسل

اسلامی نظریاتی کونسل(Council of Islamic Ideology)پاکستان کا آئینی ادارہ ہے جو1962ء میں قائم کیا گیا، اس کا مقصد صدر، گورنر اور قومی اسمبلی کی جانب سے بھیجے جانے والے معاملے کی اسلامی حیثیت کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات روانہ کرنا ہے۔ یہ ادارہ وزارت مذہبی امور(Ministry of Religious Affairs)کے تحت ہے۔

انجمن ارشاد الاسلام

انجمن ارشاد الاسلام بیگہ مہروج پور(تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات)کی اہم انجمن ہے، اسے مولانا میاں فضل احمد درگاہی، میاں غلام رسول درگاہی اور میاں خواج دین(والد صاحب تفسیر احکام القرآن مولانا محمد جلال الدین قادری)نے1932ء میں قائم کیا، اس کے تحت دیگر اسلامی تقریبات کے علاوہ سالانہ تبلیغی جلسہ ہوتا ہے جس کے ذریعے اس علاقے کے مسلمانوں کی دینی وملی تربیت ہوئی۔ (1)

انجمن تبلیغ الاحناف امر تسر

انجمن (اہلسنت والجماعت) تبلیغ الاحناف امر تسر کا آغاز14 شعبان 1351ھ امیر ملت مولانا سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری صاحب کی زیر سرپرستی میں صوفی حسین بخش نے کیا اور حضرت مولانا مفتی ابو الاسد محمد عبد الحفیظ انولوی صاحب کو اس کا مبلغ مقرر کیا گیا، اس انجمن کی تجویز بھی علامہ عبد الحفیظ صاحب نے ہی اہل امر تسر کو دی تھی، اس کے تحت امام اعظم ابو حنیفہ کے عرس کے موقعہ پر ہر سال جامع مسجد میاں جان محمد میں ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام ہوتا تھا جس میں ملک (برصغیر) بھر سے علماو مشائخ

(1) مجلہ ضیائے اسلام جہلم، ربیع الاول، ربیع الآخر1427ھ، ص30... خاندان درگاہی کی دینی، علمی اور فکری خدمات کا جائزہ، خاکہ برائے تحقیق مقالہ ایم فل اسلامیات، ص1

شرکت کرتے تھے، ایک جلسے میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان صاحب، شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی صاحب اور محدث اعظم علامہ سردار احمد قادری صاحب نے شرکت کی اور خطاب فرمایا اس کے بارے میں حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امر تسری صاحب تحریر فرماتے ہیں، ایسا عظیم الشان تبلیغی جلسہ میں نے پھر کبھی نہیں دیکھا۔ اس انجمن کا اہم مقصد عقائد اہلسنت کی اشاعت وتحفظ تھا، جس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اس انجمن کے تحت دارالعلوم حنفیہ رضویہ کا آغاز بھی ہوا، جس کا افتتاح 2 اپریل 1945ء کو محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی صاحب نے کیا، اس میں مولانا امین الدین بدایونی صاحب اور شیر اہل سنت مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل صاحب تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ (1)

انجمن خدام الصوفیہ

انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد امیر ملت حضرت مولانا سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے 1901ء میں لاہور میں رکھی، اس انجمن پر آپ کی خاص نظر عنایت تھی، اس انجمن نے ماہنامہ انوار الصوفیہ لاہور اور ماہنامہ لمعات الصوفیہ سیالکوٹ جاری کئے جو اس دور میں بڑے وقیع مضامین پر مشتمل ہوتے تھے۔

انجمن نعمانیہ لاہور

1857ء کی تحریک آزادی کے بعد برصغیر پاک وہند میں اسلامی علوم کی حوصلہ شکنی اور بیخ کنی کا سلسلہ جاری تھا، جمادی الاخریٰ 1305ھ مطابق مارچ 1887ء میں کچھ دردمند علما اور زعمائے اہل سنت لاہور نے تحفظ عقائد اہل سنت، علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت، عوام اہل سنت کی دینی تربیت اور باہمی اتحاد واتفاق کے لیے انجمن خادم علوم اسلامیہ المعروف انجمن نعمانیہ لاہور کو قائم فرمایا، اس انجمن کے مقاصد یہ تھے: (1) ارکان اسلام کا استحکام۔ (2) اہل اسلام کے اخلاق اور معاشرت کی تہذیب علیٰ قانون الشرعیہ۔ (3) علوم عربیہ اسلامیہ کو جو اس ملک میں کالعدم ہوگئے ہیں (انہیں) سرسبز کرنا۔ (4) عموماً اسلام اور خصوصاً ملتِ حنفیہ کی تائید کرنا۔ (5) رسومِ خلافِ شرع کے انسداد کی کوشش۔ (6) اہل اسلام میں باہمی

(1) عقیدہ ختم النبوۃ، ص 9، 314... تذکرہ علماء امر تسر، ص 201، 200

اتفاق کی کوشش۔(7)حکامِ وقت کی خدمت میں مفادِ اسلام کے متعلق گزارشات۔(8)قومی ہمدردی کارروائیوں میں بے ریائی کے ساتھ شرکت کرنا۔(9)اغراض صدر حاصل کرنے کے لیے علوم اسلامیہ کی اعلیٰ تعلیم کا ایک مدرسہ قائم کرنا جس میں بلافیس شائقانِ علم دین کو داخلہ دے کر تعلیم مکمل کرنے تک ضروریات زندگی کی اشیا مہیا کرنا۔(10)اس مدرسے کے ابتدائی حصے میں مسلمان بچوں کو حنفی فقہ کی تعلیم دینا اوراعمال شرعیہ کی پابندی کروانا۔[1] اس کے تحت 5صفر1305ھ مطابق 23اکتوبر1887ء کو مدرسہ علوم اسلامیہ المعروف دارالعلوم نعمانیہ شروع کیا گیا جس نے سالہاسال خدمت دین سرانجام دیں،1908ء کو یتیم خانہ،1906ء کو دارالاقامہ اور1913ء میں شعبہ اشاعت کتب حنفیہ اورلائبریری کا آغاز ہوا۔[2]

آل انڈیا سنی کانفرنس

آل انڈیا سنی کانفرنس قیام پاکستان سے پہلے اہل سنت وجماعت کی ایک سیاسی جماعت تھی جس کے بانی صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،20 تا 23 شعبان 1343ھ 16 تا19 مارچ1925 کو مراد آباد میں پہلی آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد کیا گیااور آل انڈیا مسلم لیگ کے مطالبۂ پاکستان کی مکمل حمایت کی گئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس پارٹی کا نام جمعیت علمائے پاکستان رکھ دیا گیا۔(مزید دیکھئے علامہ جلال الدین قادری صاحب کی کتاب تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس1925ءتا 1947ء)

تحریک پاکستان

تحریک پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریے(Two Nation Theory)پر ہے،اس سے مراد برصغیر کے مسلمانوں کا ہندوؤں سے علیحدہ تشخص کا نظریہ ہے۔یعنی جنوبی ایشیا میں دو بڑی قومیں رہتی ہیں۔یہ قومیں ہندو اور مسلم ہیں۔یہ دونوں قومیں سینکڑوں سال تک ایک دوسرے کے ساتھ رہیں لیکن اپنے مخصوص مذہبی اور منفرد معاشرتی نظاموں کی وجہ سے باہم ایک دوسرے میں ضم نہیں ہوسکیں،دونوں جدا ہیں اور جدا ہی رہیں گی،27تا30 اپریل1946ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے تحت اجتماع ہوا،جس میں

1. امام احمد رضا اور علمائے لاہور،ص156 نعمانیہ لاہور،ص17،18،25،83،84،103
2. امام احمد رضا اور علمائے لاہور،ص26...صد سالہ تاریخ انجمن

سینکڑوں علما و مشائخ اور ہزاروں عوام اہل سنت نے شرکت کی، اس میں یہ طے پایا کہ جب تک مسلمانوں کا جدا ملک (پاکستان) نہیں بن جاتا ہم اس تحریک کو جاری رکھیں، اس کانفرنس میں علامہ سید محمود احمد رضوی نے اپنے والد گرامی علامہ شاہ ابو البرکات سید احمد قادری کے ساتھ شرکت فرمائی۔ [1]

تحریک ختم نبوت

مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے علاقے قادیان کے مرزا غلام احمد قادیانی نے 1891ء میں مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مسیح موعود، مہدی معہود، ظلِ نبی اور پھر مستقل نبی ہونے کا اعلان کر دیا، اس اور اس کے ماننے والوں کو علمائے اسلام نے مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا، کیونکہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ پاک کے آخری رسول ہیں اور یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ اور ضروریات دین سے ہے، پاکستان بننے کے بعد اس گروہ کی مخالف اسلام سرگرمیاں بڑھنے لگیں تو 1953ء اور پھر 1974ء میں اس کے رد عمل میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا، اس کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے بحث و مباحثہ، سوال و جواب اور ہر پہلو پر مکمل غور و خوض کے بعد قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اور اقلیت قرار دیا، اس لیے ہر سال سات ستمبر کو یوم ختم نبوت منایا جاتا ہے اور اس تحریک میں جن جن قائدین نے نمایاں کردار ادا کیا انہیں مجاہد ختم نبوت کہا جاتا ہے۔

تحریک خلافت

پہلی جنگ عظیم 28 جولائی 1914 سے 11 نومبر 1918 تک لڑی گئی، اس میں ایک طرف جرمنی، آسٹریا، ترکی اور بلغاریہ اور دوسری طرف برطانیہ، فرانس، روس، اٹلی، رومانیہ، پرتگال، جاپان اور امریکا تھے۔ 11 نومبر 1918ء کو جرمنی نے جنگ بند کر دی اور صلح کی درخواست کی۔ 28 جون 1919 کو فریقین کے مابین معاہدہ ورسائی ہوا۔ مسلمان دنیا پر اس کا بہت برا اثر پڑا۔ چونکہ ترکی جرمنی کا اتحادی تھا، اس لیے اسے اس جنگ کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی۔ انگریزوں نے عربوں کو ترکوں کے خلاف جنگ پر اکسایا

[1] شارح بخاری، شخصیت و نظریات، ص 24

اس طرح مسلمانوں میں قومیت کی بنیاد پر جنگ لڑی گئی اور ترکی کے بہت سے عرب مقبوضات ترکی سلطان کے ہاتھ سے چلے گئے بعد میں انگریزوں نے ترکی پر بھی قبضہ کر لیا اور ترکی کی تقسیم کا فیصلہ کیا، ہند کے مسلمانوں کے دل سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دھڑکتے تھے چنانچہ 5 جولائی 1919ء کو خلافت کے مسئلے پر رائے عامہ کو منظم کرنے اور متفقہ لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے بمبئی میں آل انڈیا خلافت کمیٹی قائم کر دی گئی، تحریک خلافت کے بڑے بڑے مقاصد یہ تھے: ☆خلافت عثمانیہ برقرار رکھی جائے۔ ☆مقامات مقدسہ (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) عثمانی خلافت کی تحویل میں رہیں۔ ☆سلطنت عثمانیہ کو تقسیم نہ کیا جائے۔ ہندوؤں نے اس وقت جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلم وہند اتحاد کا اعلان کرتے ہوئے اس تحریک میں شرکت کا اعلان کر دیا، کئی رہنما ان کی چال کو سمجھ نہ سکے اور انہوں نے اس نعرے کی حمایت کر دی مگر چند مسلمان راہنماؤں نے مسلمانوں کو اس سازش سے آگاہ کیا کہ یہ اتحاد کسی طرح بھی درست نہیں ہے اس سے مسلمانوں کو آگے جا کر نقصان ہوگا ان رہنماؤں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ اور علامہ اقبال وغیرہ شامل تھے۔

جماعت انصار الاسلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے 1339ھ مطابق 1920ء میں خلافت عثمانیہ کی حمایت اور مقامات مقدسہ کے تحفظ کے لیے سیاسی تنظیم **جماعت انصار الاسلام** قائم فرمائی، اعلیٰ حضرت نے امت مسلمہ کو سلطنت عثمانیہ کی معاونت وحمایت کے لیے ابھارا، اس پر آپ کے کئی فتاویٰ اور تحریرات شاہد ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے: ☆سلطنت عثمانیہ کی دل سے خیر خواہی امت کے ہر فرد پر مطلقاً فرض عین ہے۔ ☆وقت حاجت دعا سے امداد واعانت ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں۔ ☆مال یا اعمال سے اعانت (مدد) فرض کفایہ ہے اور ہر حکم بشرط استطاعت۔ ☆بادشاہِ اسلام غیر قرشی ہو اگرچہ کوئی غلام حبشی ہو اُمور جائز میں اس کی اطاعت تمام رعایت (رعایا) پر لازمی ہے۔ ☆وقتِ حاجت بادشاہ اسلام کی اعانت (مدد) بقدر استطاعت سب اہل کفایت پر لازم ہے۔ (1)

(1) فتاویٰ رضویہ، 14/ 174 ... سلطنت عثمانیہ کے تحفظ میں مولانا احمد رضا خاں کا کردار، ص19

الجمیعۃ الاشرفیہ

الجمیعۃ الاشرفیہ اپنے وقت کی ایک اہم تعلیمی، فلاحی و دینی تحریک تھی۔ جس کی بنیاد مخدوم الاولیاء نے رکھی۔ بعد میں خانقاہ کچھوچھہ کے سجادہ نشینوں نے اس کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا بالخصوص سرکار کلاں مولانا شاہ مختار اشرف نے کئی شہروں میں اس کی شاخیں بنوائیں اور اس کے لیے کثیر اسفار کئے۔

شدھی تحریک

شدھی تحریک ہندو بنانے اور ہندو مذہب میں داخل کرنے کی تحریک تھی۔ اسے گھر واپسی تحریک بھی کہتے ہیں۔ یہ تحریک سوامی دیانند اسرسوتی اور اس کے شاگرد سوامی شردانند کی جانب سے 1920ء میں شروع کی گئی تھی۔ اس تحریک کے تحت غیر ہندو بالخصوص مسلمانوں کو جبری طور پر اپنا مذہب تبدیل کرکے ہندو مت میں داخل کیا گیا کیونکہ اس تحریک کا بنیادی مقصد ہندو مذہب چھوڑ کر مسلمان ہونے والے لوگوں کو شدھی یعنی "پاکیزہ" کرنا اور انہیں دوبارہ ہندو مذہب میں داخل کرنا تھا۔

کل ہند جماعت رضائے مصطفٰی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری سال میں 7 ربیع الآخر 1339ھ مطابق 17 دسمبر 1920ء کو **کل ہند جماعت رضائے مصطفٰی** کی بنیاد رکھی۔ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد یکے بعد دیگرے آپ کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان اور مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفٰی رضا خان رحمۃ اللہ علیہما نے کل ہند جماعت رضائے مصطفٰی کی سرپرستی و قیادت فرمائی۔

اس جماعت کا مقصد تقریر و تحریر کے ذریعے اسلام کی حفاظت کرنا، عوام اہل سنت کے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے جد و جہد کرنا تھا، اس کا اہم ترین کارنامہ مسلمانوں کو مرتد بنانے والی شدھی تحریک کے اثرات سے بچا کر باعمل و پابند صوم وصلوٰۃ بنانا تھا، اسکے کئی شعبے تھے مثلاً شعبۂ اشاعت کتب، شعبۂ تبلیغ وارشاد، شعبۂ صحافت، شعبہ دار الافتاء وغیرہ۔ [1]

(1) تاریخ جماعت رضائے مصطفٰی، ص 7، 42، 48، 49

مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی

مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی(Central Ruet-e-Hilal Committee)کو پاکستان کی وفاقی حکومت نے 1974ء میں قائم کیا، اس کا کام ہر اسلامی مہینے کے چاند کو دیکھ کر اس کا اعلان کرنا ہے، اس کے تحت ہر صوبے میں ایک صوبائی رؤیت ہلال کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ وزارت مذہبی امور(Ministry of Religious Affairs) کے تحت ہے۔

نوٹ: دائرۃ الاصلاح لاہور۔ اشاعتی ادارے کا تعارف صفحہ نمبر102 پر لاہور کے مقامی اداروں اور انجمنوں کے ساتھ تعاون ہیڈنگ کے تحت دیکھئے۔ جبکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کا قیام صفحہ نمبر89 پر بیان ہو چکا ہے۔

باب 13 فصل 7: کتابیں

انتصار الحق

انتصار الحق کا مکمل نام انتصار الحق فی اکساد اباطیل معیار الحق ہے، اس کی تیسری اشاعت الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، ہند درجہ سابعہ کے طلبہ کی تخریج وتسہیل اور تجدید کے ساتھ جمادی الاخریٰ 1435ھ کو 728 صفحات پر ہوئی، اس کے بارے میں شیخ الاسلام علامہ سیّد محمد مدنی اشرفی تحریر فرماتے ہیں: یہ مذہب حنفی پر ہونے والے اعتراضات کے دفاع میں اور اثبات تقلید میں علمی سرمایہ، گراں قدر اثاثہ اور انسائیکلوپیڈیا ہے۔

انوار احمدیہ، مقامات عنائتیہ

انوار احمدیہ، مقامات عنائتیہ علامہ محمد عنایت اللہ مجددی کے حالات زندگی پر مشتمل رسالہ ہے، جو خانقاہ عنائتیہ کے خادم مولانا مقصود احمد عمری مجددی نے تحریر کیا ہے۔ یہ 165 صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے مقامات ارشادیہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ مقامات (مقامات ارشادیہ مع مقامات عنائتیہ) کے کل صفحات 496 ہیں، اس کی اشاعت دین محمدی پریس لاہور سے ہوئی ہے۔

آداب السالکین

آداب السالکین شمس مارہرہ حضرت شاہ آلِ احمد اچھے میاں کا فارسی رسالہ ہے جس میں راہِ سلوک اور ذکر واشغال کی رہنمائی ہے، اس کا ترجمہ تاج العلماء نے کیا اور 1935ء میں مطبع ادبی لکھنؤ سے شائع کروایا۔ اس اشاعت میں فارسی متن اور ترجمہ دونوں کی اشاعت ہوئی ہے، اس کا دوسرا ایڈیشن جس میں فارسی متن نہیں صرف اردو ترجمہ ہے اسے بزم قاسمی برکاتی کانپور نے لیتھو برقی پریس کانپور سے شائع کیا ہے۔[1]

تحائف اشرفی

تحائف اشرفی مخدوم الاولیا کے اردو، ہندی اور عربی منظوم کلام کا مجموعہ ہے جسے مولانا سید غلام بھیک

1. احوال وآثار شاہ آلِ احمد اچھے میاں، ص 44، 45، 297

نیرنگ نے 1333ھ مطابق 1915ء میں جمع کرکے ساڈھورا نبالہ سے 1334ھ میں 101 صفحات شائع کیا ہے۔ میرے پیش نظر یہ قدیم نسخہ ہے جس کی ابتدا میں 16 صفحات مخدم الاولیاء کے حالات زندگی اور آپ کے اخلاف کے تذکرے پر مشتمل ہیں یوں اس کے کل 117 صفحات ہیں۔ اسی طرح اس کی دوسری اشاعت جو میرے پیش نظر ہے وہ کراچی سے شائع شدہ ہے جس کو نئی کتابت کے ساتھ حافظ محمد از ہر نعیمی نے از ہر بک ڈپو آرام باغ کراچی سے 128 صفحات پر شائع کیا ہے۔

تذکرۂ مبارک

تذکرۂ مبارک کتاب 64 صفحات پر مشتمل ہے، اس کے مرتب حضرت مولانا صاحبزادہ سید اشرف علی حسنی رضوی صاحب ہیں، یہ ان کے جد امجد حضرت خواجہ سید مبارک علی شاہ حسنی رضوی (امام المحدثین کے ہم زلف) کے حالاتِ زندگی اور ان کے سلسلے اوراد و وظائف پر مشتمل ہے، اسے آستانہ عالیہ قادریہ چشتیہ مبارکیہ جامع مسجد نور پنجرہ پور حیدر آباد سندھ سے 15 ذوالحجہ 1431ھ مطابق 22 نومبر 2010ء کو شائع کیا گیا۔ راقم کو یہ رسالہ مؤلف رسالہ نے بذریعہ مبلغ دعوت اسلامی حاجی محمد سہیل عطاری صاحب عطا فرمایا، راقم دونوں حضرات کا شکر گزار ہے۔

توضیح و تلویح

توضیح و تلویح اصول فقہ کی دو کتب ہیں، توضیح کے مصنف صدر الشریعہ حضرت امام عبید اللہ بن مسعود انصاری (وفات 747ھ) ہیں، جنہوں نے متن تنقیح لکھا پھر اس کی شرح توضیح کی جبکہ تلویح حضرت علامہ سعد الدین مسعود تفتازانی (712ھ تا 792ھ) کی کتاب ہے جو توضیح کی شرح ہے۔

دین مصطفٰی

دین مصطفٰی دین اسلام کے بنیادی عقائد، عبادات، معاملات اور معاشرت کے موضوعات پر مشتمل ہے، جو بچوں، عورتوں، طلبہ وغیرہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے افراد کے لیے لکھی گئی ہے، اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اس کے کل صفحات 500 ہیں۔

روشن تحریریں

کتاب روشن تحریریں صاحبزادہ سید برکات احمد رضوی بن علامہ سید محمد علی رضوی بن شیخ طریقت مولانا سید مبارک علی رضوی صاحب کی مرتب کردہ ہے، اس کی تحسین وتزئین حضرت محامد العلماء، مفتی احمد میاں برکاتی صاحب اور اس کی تسوید ڈاکٹر مسرور احمد زئی صاحب نے کی ہے، اس میں علامہ سید محمد علی رضوی صاحب کی تحریریں، مضامین اوران پر لکھی گئی تحریریں جمع کی گئی ہیں، اس کے کل صفحات 159ہیں، یہ 49عنوانات پر کئی مضامین کا مجموعہ ہے، مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد نے اسے زاویہ پبلشرز لاہور سے شعبان 1435ھ مطابق جون 2014ء کو شائع کروایا ہے، تذکرۂ امام المحدثین ترتیب دینے میں یہ بنیادی ماخذ میں سے ہے، یہ کتاب راقم کو مبلغ دعوتِ اسلامی محمد سہیل عطاری صاحب (حیدرآباد سندھ) نے روانہ کی، راقم ان کا بہت زیادہ شکر گزار ہے۔

شرح وقایہ

شرح وقایہ فقہ کی کتاب ہے، اس کے مصنف صدر الشریعہ حضرت امام عبید اللہ بن مسعود انصاری (وفات:747ھ) ہیں، صاحب کتاب کے دادا تاج الشریعہ حضرت محمود بن احمد انصاری (وفات:673ھ) نے ایک کتاب وقایہ لکھی جو کہ فقہ حنفی کے متون اربعہ میں سے ایک ہے، انھوں نے اس کی شرح کی۔

صحائف اشرفی

صحائف اشرفی دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ میرے پیش نظر پہلی جلد ادارہ فیضان اشرف، دار العلوم محمدیہ باؤلا مسجد، دلائل روڈ ممبئی کی شائع کردہ ہے جسے 1405ھ مطابق 1984ء میں 275صفحات پر شائع کیا گیا ہے، اس میں نو صحیفے (ابواب) ہیں، اس میں محبوب یزدانی مخدوم سمنانی کے حالات زندگی، اسفار اور کرامات کو بیان کیا گیا ہے۔ آٹھویں صحیفے (باب) میں ضمنا مخدوم الاولیاء کا سفر بیت المقدس، دمشق، حمص، حماہ شریف، حلب، کوہ لبنان، بغداد، مدائن، کاظمین شریف، کربلا، نجف شریف اور حرمین طیبین کے مقامات مقدسہ کی زیارات کا تفصیلی بیان بھی موجود ہے۔ جبکہ دوسری جلد اسی ادارے کی شائع شدہ ہے جس کا دوسرا ایڈیشن

میرے پیش نظر ہے جو 1419ھ مطابق 1998ء کو 198 صفحات پر شائع کیا گیا ہے۔ جو دسویں صحیفے سے تیرہویں صحیفے پر مشتمل ہے آخر میں خاتمہ کے عنوان پر مواد ہے۔ اس میں محبوب یزدانی کے سلاسل، نور العین شاہ عبد الرزاق اور ان کی اولاد کے تذکار، محبوب یزدانی کے دیگر خلفا کا تعارف، وفات کے واقعات اور بعد وفات برکات و کرامات کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔

صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور

کتاب صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور کے مصنف پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب ہیں، یہ 320 صفحات پر مشتمل ایک تاریخی دستاویز ہے، یہ 142 عنوانات پر مشتمل ہے، اس سے ضخیم کتاب تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور پر نظر سے نہیں گزری، علامہ صاحب نے اسے اپنے **مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور** سے 1433ھ مطابق 2012ء میں شائع کروایا ہے، پہلا ایڈیشن میرے پیش نظر ہے، تذکرۂ امام المحدثین ترتیب دینے میں یہ بنیادی ماخذ میں سے ہے۔

فیوض الباری

فیوض الباری علامہ سید محمود احمد رضوی کی یادگار تصنیف ہے اس کے 12 جز ہیں جسے شعبہ تبلیغ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے 7 جلدوں پر شائع کیا ہے۔ 12 اجزا کے بعد کی شرح علامہ مفتی محمد فیاض چشتی صاحب نے کی ہے اور نشان منزل پبلی کیشنز لاہور نے بخاری شریف کی اس مکمل شرح کو 13 جلدوں میں اپریل 2014ء میں شائع کیا۔ علامہ صاحب نے اس شرح میں صرف قدیم شروح کے فوائد و نکات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا حاصل مطالعہ بھی پیش کیا ہے اور یہ وہ خصوصیت ہے جو اسے دیگر شروحات بخاری سے ممتاز کرتی ہے۔

لطائف اشرفی

لطائف اشرفی کا مکمل نام اللطائف الاشرفیہ فی بیان طوائف الصوفیہ ہے یہ مخدوم یزدانی حضرت سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات پر مشتمل فارسی تصنیف ہے جسے آپ کے مرید و خلیفہ شیخ

العارفین مولانا نظام الدین یمنی نے مرتب کیا ہے۔ پاکستان میں اس کے دو ترجمے شائع ہو چکے ہیں ایک علامہ شمس بریلوی کا ترجمہ ہے اور پروفیسر ایس ایم لطیف اللہ نے اسے اردو میں منتقل کیا ہے۔

ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ

اس کتاب ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ، تعارف واشاریہ کی ترتیب و تحقیق مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی صاحب (نوری دار الافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں، کاشی پور اترا کھنڈ، ہند) نے کافی محنت اور جستجو سے فرمائی ہے، اسے جیلانی فاؤنڈیشن ممبئی نے 424 صفحات پر شائع کیا ہے، موضوع نام سے ظاہر ہے۔

مجموعہ وظائف اشرفی

مجموعہ وظائف اشرفی کو سرکارکلاں حضرت شاہ مختار اشرف صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ نے مخدوم الاولیاء کے حکم سے آپ کے وظائف کو جمع کر کے شائع کروایا ہے اس کے شروع میں مولانا سید غلام بھیک نیرنگ کے لکھے گئے مخدوم الاولیاء کے حالات زندگی من وعن ان کے نام کی صراحت کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد وظائف وغیرہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ میرے پیش نظر حق اکیڈمی مبارکپور کا ایڈیشن ہے، جس میں لکھا ہے کہ یہ اس کتاب کا عکس ہے جسے سرکارکلاں نے شائع کروایا ہے۔ اس کے کل 158 صفحات ہیں ابتدائی 16 صفحات کو شامل کریں تو پھر ان کی تعداد 174 ہو جاتی ہے۔

نور الرحمن

نور الرحمن کے مصنف مولانا نور الرحمن مرادآبادی ہیں، یہ خواجہ شاہ عبد الرحمن وجودی لکھنوی کے مناقب پر مشتمل کتاب ہے جو درحقیقت آپ کے خلیفہ مولانا نور اللہ مرادآبادی (وفات 13 رمضان 1267ھ) کی فارسی تصنیف انوار الرحمان لتنویر الجنان کا ترجمہ و تلخیص ہے۔

ہدایہ شریف

ہدایہ شریف فقہ کی مشہور و بے مثال کتاب ہے، اس کا شمار فقہ حنفی کی امہات الکتب میں ہوتا ہے، اس کے مصنف شیخ الاسلام حضرت امام ابو الحسین علی بن ابو بکر مرغینانی (511ھ تا 593ھ) ہیں، یہ مصنف کی

کتاب بدایۃ المبتدی کی شرح اور کتاب المنتھی (80 جلدوں) کا اختصار ہے۔

الیواقیت المہریہ فی شرح الثورۃ الہندیہ

الیواقیت المہریہ فی شرح الثورۃ الہندیہ علامہ غلام مہر علی گولڑوی صاحب کی عربی کتاب ہے، یہ قائدِ جنگِ آزادی 1857ء علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تصنیف الثورۃ الہندیہ کی عربی شرح ہے جس میں زمانۂ حاضر اور ماضی قریب کے کثیر علمائے اہل سنت کا تعارف بھی ہے جو تذکرہ نگاروں کے لیے ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے 184 صفحات ہیں، اسے 1384ھ مطابق 1964ء میں تحریر کیا گیا ہے اور مکتبہ مہریہ چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر نے شائع کروایا ہے۔ اسی طرح **مجالس علما** علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی بہترین کتاب ہے جو آپ کے ماہنامہ جہانِ رضا لاہور کے ان اداریوں اور مضامین کا مجموعہ ہے جو علمائے اہل سنت کے تذکار پر لکھے گئے۔

دیوانِ دیدارِ علی، فارسی و اردو کا تعارف

از مولانا ابنِ اسحاق سیف اللہ قادری ہزاروی مدظلہ

ہر خواندہ و ناخواندہ شخص جذبۂ محبت کو کسی نا کسی اعتبار سے جانتا مانتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں اِس جذبہ کو سمو دیا گیا ہے؛ کیوں کہ پوری کائنات **حب الٰہی** کا ثمرہ ہے، جس کی دلیل **حدیثِ کنزِ مخفی** ہے۔ اور جب یہ جذبہ کسی کو کسی ذات، شخص، منظر یا شے کی طرف کھینچتا ہے تو وہ اُس ذات و شخص کے محاسن و خوبیوں کو بیان کر کے اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کرتا ہے یا مناظر و اشیا کی منظر کشی کر کے اپنے مشاہدات کو بیان کرتا ہے۔ چوں کہ مفتی سید دیدار علی شاہ صاحب کی پوری زندگی توحید و رسالت اور شریعت و طریقت کی ترویج و اشاعت میں صرف ہوئی ہے، لہٰذا اِس کا لازمی نتیجہ ہے کہ آپ کی حیاتِ مستعار اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی محبت، عشقِ رسول اور اتباعِ شریعت سے عبارت ہے۔ اور اسی کا عکس بل کہ یہی کچھ آپ کی شاعری میں بھی نظر آتا ہے۔

کون سید دیدار علی شاہ؟

مفتیٔ آگرہ، محدثِ وقت، استاذ المدرسین، سند المحققین، واقفِ رموزِ جلی و خفی، رہبر شریعت، پیرِ طریقت سید دیدار علی شاہ قادری رضوی مجددی۔

آپ کی ولادتِ باسعادت سے پہلے ہی بہ زبانِ سید نثار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی والدہ ماجدہ کو یہ بشارت دے دی گئی تھی کہ **"تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا جو دینِ مصطفوی کو روشن کرے گا اُس کا نام دیدار علی رکھنا"**۔ چناں چہ آپ کی پیدائش پر یہی نام رکھا گیا۔

آپ نے اپنے وقت کے مختلف نامور اساتذۂ کرام سے علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی ہے۔ چناں چہ دینیات کی ابتدائی تعلیم مولانا قمر الدین صاحب الوری سے حاصل کی اور اِن کے پاس صرف و نحو پڑھتے رہے۔ ساتھ ہی استاد جیون خاں صاحب سے فارسی پڑھنے کے لیے جاتے تھے، یہ فارسی کے بے نظیر فاضل اور استاذ

مانے جاتے تھے۔ اُن کی تربیت سے حضرت میں فارسی زبان کا وہ بلند پایہ ذوق پیدا ہوا جو آپ کے فارسی کلام کے ہر مصرع سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعدہ دہلی میں حضرت علامہ کرامت اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درسیات کا اکثر حصہ پڑھا اور پھر علامہ احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے درسِ حدیث لیا۔ بعد ازاں معقولات کی تکمیل کے لیے علامہ مفتی ارشاد حسین مجددی اور علامہ عبد العلی رامپوری رحمۃ اللہ علیہما کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

تحصیل و تکمیلِ علومِ باطنیہ کے لیے حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتِ بابرکت میں کامل دو سال رہ کر خلعتِ خلافت حاصل کی۔ پھر انہیں کے حکم پر شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی علیہ الرحمۃ الہادی کے کاشانۂ اقدس پر حاضر ہوگئے۔ یہیں سے حضور صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مجددِ دین و ملت پروانۂ شمعِ رسالت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن سے ایسا ربط و تعلق پیدا ہوا کہ تاحیات مضبوط ہی ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ آپ کی ذاتِ والا صفات بھی مسلکِ رضا کا ستون گردانی جانے لگی۔

چوں کہ آپ بحرِ معرفتِ الٰہی کے غواص، دریائے عشقِ رسول کی لہروں سے سیر اب اور رموزِ شریعت کے واقف کار تھے اس لیے آپ کی شاعری حبِ الٰہی کے جذبات سے لبریز، عشقِ رسول سے سرشار اور شریعت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ آپ نے اپنے زورِ بیان سے ادق ترین مسائلِ کلامیہ کو بھی اپنی شاعری میں سہل ترین انداز میں بیان کیا ہے۔ اور طویل ترین ابحاث کو چند لفظوں میں سمو دیا ہے۔ آپ کا کلام پڑھ کر زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے کہ **امام کا کلام، کلام کا امام ہے**۔ اس سے پہلے کہ میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو **دیوانوں** کا تفصیلی تعارف کراؤں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سید سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے مثنوی ھشت بہشت پر لکھے گئے مقدمہ **الانہار** کی روشنی میں شعر و شاعر پر بھی کچھ کلام کر دوں تاکہ قارئین کو میرے ممدوح کا شاعری کی دنیا میں **مقام و مرتبہ** سمجھنے میں آسانی ہو۔

شعر و شاعر چیست؟

موزوں و مناسب الفاظ میں جو حقائق کی تصویر کشی کی جاتی ہے وہی شاعری کی سنگِ بنیاد ہے۔ وہ کلمات جو

خیال کے لیے صاف آئینہ ہوں اور واضح شکل میں خیالات کو ظاہر کریں وہ شعر ہیں اور شاعری کرنے والا خیالات، جذبات، کیفیات، محسوسات اور معقولات کو یوں کہ اپنے بیان سے اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ سُننے والوں کے سامنے اُس کا نقشہ کھنچ جاتا ہے اور دلوں پر کیفیت طاری ہو جاتی ہے اِس لیے اُسے شاعر کہتے ہیں۔ اب جس قدر کلام میں یہ وصف زیادہ ہو گا اُسی قدر اُس کی شاعری کامل سمجھی جائے گی۔

اجزا، لوازم اور شرائطِ شعر

باعتبارِ حقیقت شعر کے دو اجزا، دو لوازم اور دو شرائط ہیں۔ جو علی الترتیب مندرجہ ذیل ہیں:

محاکات اور تخیل۔

کثرتِ الفاظ اور صحیفہ کائنات کا مطالعہ۔

وزن اور قافیہ۔

محاکات و تخیل کی وضاحت

محاکات کے معنی نقالی کے ہیں یعنی جو واقعہ جس طرح دیکھا یا سُنا جائے یا جو اثر و کیفیت کہ دل پر گزرے اُسے اِس طرح ادا کرنا کہ سن کر غائب خود کو حاضر سمجھنے لگے۔ جیسے سید دیدار علی شاہ الوری کے یہ اشعار ہیں:

یوں تو اک عالم ہے جو رکھتا ہے اُن سے عشق خاص	عاشقانِ خاص ہیں سلطانِ دیں کے خاص خاص
حضرتِ صدیق اور حضرت عمر، عثماں، علی	اِن کو ہے سلطان دیں سے خاص ہی اک اختصاص

لیکن اسی قدر شعر ہونے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ محاکات کے ساتھ تخیل کا انضمام بھی لابد و ضروری ہے تاکہ شعر تک بندی کا مصداق نہ ہو۔ جیسے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ ذیل شعر میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر و فراق میں ہوئی اپنی حالت کو بیان کرتے ہیں کہ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ہجر و فراق سے چُور ہوں، آتشِ عشق نے رگوں کا خون جلا کے رکھ دیا ہے اور چہرہ کاغذ کی مانند اس قدر سفید ہو چکا ہے کہ خون کی رمک بھی نظر نہیں پڑتی۔ چناں چہ فرماتے ہیں: ع

رنگِ رویم شدہ در ہجرِ شما چوں کاغذ	سرخیٔ خون شدہ مفقود ز ما چوں کاغذ

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کے ہجر و فراق میں میرے چہرے کا رنگ کاغذ کی مانند ہو گیا ہے۔

مجھ سے خون کی سرخی کاغذ کی مانند مفقود و غائب ہو گئی ہے۔

یا یہ شعر پڑھیے اور زورِ بیان، سلاستِ گفتار اور بلندیٔ خیال سے لطف اُٹھایئے: ؏

مَستِ نگاہِ مستت بے خود شدہ از مستی | در راہِ تو گم گشتن از خویش کمال آمد

تیری نگاہِ مست کا مست مستی سے بے خود ہو گیا۔ تیری راہ میں خود سے کھو جانا، کمال ہو گیا۔

کثرتِ الفاظ اور صحیفہ کائنات کا مطالعہ کی وضاحت

اِس کا مطلب یہ ہے کہ محاکات اور تخیل کے ساتھ ساتھ ذخیرۂ الفاظ کی کثرت بھی ضروری ہے تاکہ قلتِ الفاظ کی بنا پر واقعہ کا نازک سے نازک پہلو بھی کہیں چھوٹ نہ جائے یا لطیف سے لطیف جذبہ بھی الفاظ کی کمی کی نذر ہو کر ظاہر ہونے سے رہ نہ جائے۔ مثلاً اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں کہ امتناع و امکانِ نظیر کا مسئلہ کس قدر تحقیق و تدقیق کا متقاضی ہے۔ لیکن سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھیں اور اُن کی قادر الکلامی اور لفاظی سے محظوظ ہوں: ؏

اے! مِثل و نظیرِ تو ہم از جن و ہم انساں | در عالَمِ امکاں بروں ست ز امکاں

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اِس کائنات میں نیز جنوں اور انسانوں میں سے کسی کا بھی آپ کی مثل و نظیر ہونا خارج از امکان و محالِ ذاتی ہے۔

اللہ اللہ! آپ نے کس قدر جامعیت کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت کی ہے اور کس قدر صاف اور واضح انداز میں بیان کیا ہے کہ کائنات کی کوئی شے نہ تو حضور فخر الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل و نظیر ہو سکی ہے اور نہ کبھی ہو سکے گی، بلکہ یہ اِمکان سے خارج اور محالِ ذاتی ہے۔

معزز قارئین!

اکثارِ الفاظ کے ساتھ ساتھ حالات و واقعات، موسمی تبدیلیوں اور مظاہرِ قدرت پر نگاہ ہونا بھی ضروری ہے؛ کیوں کہ جہاں یہ چیزیں مضمون آفرینی کا فائدہ دیتی ہیں وہیں راہِ حق کا نشان بھی ہیں۔ لہٰذا راہِ حق کے راہی کے لیے تو بہ درجہ اولیٰ اِن چیزوں میں غور و فکر کرنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ذرا دیکھئے محدثِ الوری کس خوش اسلوبی سے اپنے مطالعۂ فطرت کا اظہار فرماتے ہیں: ؏

اے آنکہ بہر خانہ ز تو نام و نشانے ست	ایماں ز تو ایمان و ہر جاں ز تو جانے ست
پیدا ست ز تو جنّ و ملک عَرش و فلک ہا	شاہد بوجودِ تو زمین است و زمانے ست
ذاتِ تو منزہ ست ز ہر کون و مکانے	نادیدہ بہ دیدارِ تو مشتاق جہانے ست

اے وہ ذات کہ! ہر مکان کا نام و نشان تجھی سے ہے۔ ایمان تجھ سے ایمان اور ہر جان تجھ سے جان ہے۔ تجھ سے جن و ملک اور عرش و فلک سب پیدا و ظاہر ہیں۔ تیرے وجود پر زمین اور زمانے گواہ ہیں۔ تیری ذات ہر زمان و مکان سے منزہ و پاک ہے۔ بن دیکھے سارا جہان تیرے دیدار کا مشتاق ہے۔

وزن و قافیہ

اب جب کہ کلام میں حکایت و تخیل اپنے لوازم کے ساتھ پائے جائیں تو اُس وقت وزن و قافیہ کا ہونا بھی ایک ضروری شرط ہے؛ کیوں کہ جس اسلوب میں ایک قادر البیان، فصیح اللسان اپنا کلام مخاطب کے سامنے پیش کرتا ہے جب انہیں اسالیب میں وزن کی کھچاوٹ اور قافیہ کا تناسب پایا جاتا ہے تو کلام شعر کے سانچے میں ڈھل کر مخاطب کے لیے ایک نوع کا تعجب اور تعجب کے ساتھ خوشی پیدا کر دیتا ہے اور یہی مخاطب کی شگفتگی متکلم کے خیالات کا کامل نقش دل پر بٹھا دیتی ہے۔

مثلاً سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کی حقیقت تک اہلِ ادراک و عرفان کی بھی رسائی نہیں ہے یہی وجہ ہے وہ بھی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: اے ابو بکر! اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میری حقیقت کو میرے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسی مضمون کو دیدار علی شاہ صاحب وزن کی کھچاوٹ اور قافیہ کے تناسب کے ساتھ شعر کے سانچہ میں ڈھال کے چند لفظوں میں یوں فرماتے ہیں قاری پر ایک کیفیت طاری کر دیتا ہے: ؏

در مدحِ تو گنگد ہمہ صاحبِ ادراک	یاراءِ ثناءِ تو کجا ما وَ شما را

یعنی یارسول اللہ! جب تمام عرفاء آپ کی حقیقی مدح سے گنگ و عاجز ہیں تو پھر ما و شما کو آپ کی تعریف کا یارا کہاں۔

بہ ہر حال مذکورہ تمام امور کے ساتھ ساتھ بلاغت و سلاست، اصلیت اور جوش بھی جزوِلاینفک ہیں؛ کیوں کہ یہی وہ امور ہیں جو شعر میں نکھار پیدا کرتے ہیں۔

آمدم بر سرِ مطلب

اب ہم زمامِ قلم مقصود کی طرف موڑیں کہ تمہید کافی طویل ہوگئی ہے۔ سید دیدار علی شاہ صاحب کے دو دیوان ہمارے پیشِ نظر ہیں، جو میرے انتہائی مشفق و مہربان استاذِ مکرم، مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت علامہ مولانا شاہد مدنی زید شرفہ کے توسط سے بہ صورتِ PDF موصول ہوئے ہیں:

اوّل: رحمتِ غفار، دیوانِ دیدار علی، فارسی معہ عقائدِ اہلِ سنّت منظوم، عربی

- رحمتِ غفار۔ یہ اِس دیوان کا تاریخی نام ہے جس سے سن 1929ء بر آمد ہوتا ہے۔ اور **دیوانِ دیدار علی، فارسی** کے نام سے معروف ہے۔
- یہ مجموعہ صاحب دیوان کے صاحب زادے مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد الوری نے شائع کیا ہے۔ اور منظورِ عام پریس بازار، پیسہ اخبار، لاہور میں۔۔۔(بیاض) محمد حسین چھپا ہے۔
- یہ دیوان حروفِ تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے ردیف کے مطابق مرتب کیا گیا ہے۔
- اس مجموعۂ دیوان میں موجود کلاموں کی کُل تعداد 110 ہے، جب کہ اشعار کی تعداد تقریباً 1193 ہے۔
- اس مجموعہ کے آخر میں 59 اشعار پر مشتمل **عقائدِ اہلِ سنت، منظوم** کے نام سے ایک عربی کلام بھی لاحق ہے۔ جس میں بہ زبانِ عربی منظوم عقائدِ اہلِ سنت بیان کیے گئے ہیں۔

دوم: فروغِ نبی، دیوانِ دیدار علی، اردو معہ تضمینات و ترجیعاتِ نادرہ:

- ❖ فروغِ نبی۔ یہ اِس دیوان کا تاریخی نام ہے جس سے سن ۱۳۴۸ھ بر آمد ہوتا ہے اور **دیوانِ دیدار علی، اردو** کے نام سے معروف ہے۔
- ❖ یہ بھی صاحبِ دیوان کے صاحب زادے مفتی شاہ ابو البرکات سید احمد الوری نے شائع کیا ہے۔ اس میں مطبع کا ذکر نہیں ہے۔

❖ یہ دیوان بھی حروفِ تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے ردیف کے مطابق مرتب کیا گیا ہے۔

❖ اس مجموعۂ دیوان میں مذکورہ ترتیب کے لحاظ سے موجود کلاموں کی کُل تعداد 125 ہے اور اشعار کی تعداد تقریباً1625 ہے۔

مختلف کلاموں کا تفصیلی تعارف

اس مجموعۂ دیوان کے آخر میں مذکورہ ترتیب سے ہٹ کر مختلف قسم کے کلام وغیرہ مذکور ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

نعت بالسنہ مختلفہ کی سرخی کے تحت تین کلام درج ہیں جن کے اشعار کی تعداد 28 ہے۔

اس کے بعد **ترجیع بند** کی سرخی ہے جس کے تحت 7 بند، 21 اشعار اور 42 مصرعے ہیں۔

بعدہ 2 تضمینات مطلق ہیں جن کے اشعار کی تعداد 52 ہے۔

پھر حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کے نعتیہ قطعہ پر ایک تضمین ہے، قطعہ شمار کیے بغیر جس کے اشعار کی تعداد 14 ہے۔

اُس کے بعد 7 اشعار پر مشتمل ایک غزل ہے۔

پھر حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نعت کا منظوم اُردو ترجمہ ہے جس کے 11 اشعار ہیں۔

اس کے بعد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نعتیہ کلام پر 10 تضمینات ہیں جن کے اشعار کی مجموعی تعداد 162 ہے۔

بعدہ مجالسِ مولود میں پڑھنے کے لیے حضور فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہ زبانِ عربی ایک **سلام** ہے جس کے 27 اشعار ہیں۔

آخر میں **مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات، عربی** 25 اشعار اور **حوادث زمانہ کا ذکر اور اُن سے نجات کی دعا، عربی** 44 اشعار پر مشتمل موجود ہیں اور سب سے آخر میں پھر دو اردو کلام بہ صورتِ غزل ہیں جن کے اشعار کی تعداد 18 ہے۔ بعدہ 30 اشعار پر مشتمل نعتیہ تضمین منسلک ہے۔

یوں اِس اردو مجموعۂ دیوان میں اشعار کی کل تعداد تقریباً 2064 بنتی ہے۔

اصناف و مضامینِ سخن

صاحبِ دیوان رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی و اردو دونوں مجموعوں میں تقریباً 3316 اشعار کہے ہیں اور مجموعی طور پر اصنافِ شاعری میں سے حمد، نعت، منقبت، قصیدہ، مناجات، استغاثہ، سلام، غزل، ترجیع بند، تضمین اور رباعی کو برتا ہے۔ جن میں مختلف مضامین باندھے ہیں۔ مثلاً توحید، رسالت، عظمتِ الٰہی، شانِ رسالت، عقائدِ اہلِ سنت، عظمت و شانِ صحابہ و اہلِ بیت وغیرہ وغیرہ کو موضوعِ سخن بنایا ہے اور اُن کو اپنی شاعری کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ آپ کے کلام میں خاص طور پر جابہ جا آیات و احادیث کے اقتباسات بھی شعروں میں باندھے گئے ہیں جس سے زورِ بیان اور قادر الکلامی خوب نکھر کر سامنے آتی ہے اور کلام کا لطف بھی دوبالا ہو جاتا ہے۔

اب ہم ذوقِ قارئین کی تسکین کے لیے کچھ منتخب اشعار کلام نقل کرتے ہیں تاکہ آپ بھی حضرت کے کلام سے محظوظ ہوں۔

حمدِ باری تعالیٰ

مدد کن چوں کنم حمدت کہ او دارد تسلسلہا
اَلَا اَیُّھَا السَّاقِی اَدِرْ کَاْسًا وَّ نَاوِلْھَا

بہر حمد تو بر توفیق حمدت شد واجب
پس اے محمود حمدت از تو آمد لائق و زیبا

توئی محمود و حامد عشق حمدت بُد و لے چکنم
کہ عشق آساں نمود و لے اُفتاد مشکلہا

ز تابِ جعد مشکین جیبت خوں شدہ دلہا
کہ پیشش خوں شدہ نافہ خجل گشتند سنبلہا

بوئے نافۂ کآخر صبا زاں طُرّہ بکشاید
بجمد آید چو محبوبت شوند آسان منزلہا

تو فرمودی کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
کہ سالک بے خبر بنود ز راہ و رسم منزلہا

مرا در منزل عشقت چہ امن و عیش چوں ہر دم
پیا پے میدہند ندا کہ نَبِّہْ لَا تَغَافِلْھَا

قیامے کو بمنزلہاے عشق و حمد تو دائم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

بشوقش جاں بلب آمد شدم بدنامِ عشقِ او
نہاں گے ماند آں رازے کز و سازند محفلہا

حضوری گر ہمی خواہی مشو غافل از و حافظ
بذکر و فکر او می باش در خلوت و محفلہا

بترکِ ما سوایش باش اے دیدآر مشغولش
مَتٰی مَا تَلْقَ مَنْ تَھْوٰی دَعِ الدُّنْیَا وَ اَمْھِلْھَا

مسئلہ وحدت الوجود

جب غور سے دیکھا کچھ بھی نہ تھا اوصافِ خدا کا جلوہ تھا	کہیں شانِ رحم ہوئی ظاہر کوئی مراۃ قہر شہانہ ہوا
کہیں بحثِ حقائقِ اشیا تھی اور اس کے ثبوت کے چرچے تھے	کہیں اپنی خودی سے گم ہو کر لاشیٔ ہر شے کا ترانہ ہوا
کہیں تنزلاتِ خمسہ کا نقشہ دلوں پر کھنچا ہوا	کہیں شانِ عروجی سے ظاہر یکتائی کا کاشانہ ہوا
تھے لا الہ کے آئینے بے گنتی جن سے حسنِ ازل	محبوب بنا کبھی عشق بنا کبھی مست کبھی فرزانہ ہوا
ما کان مع اللہ شیء والآن کما کان رہی	اظلال وجودِ حقیقی سے کوئی ساقی کوئی پیانہ ہوا
کنت کنزا مخفیا کے اسرار ہوئے جس دم ظاہر	عاشق معشوق اور عشق نما آخر وہی اِک جانانہ ہوا
جب رنگ برنگی جلووں سے ہوا جلوۂ وحدت جلوہ نما	جامِ قل ھو اللہ احد پی پی کے ہر اِک مستانہ ہوا
بن چاہے اُن کے پتہ بھی ہل سکتا نہیں حق بات ہے یہ	ہوئے این و آں کے یہ سب پردے اور ما و شما کا بہانہ ہوا
جب نشۂ بے رنگی آیا، دیدآر رہا نہ دید رہی	مطلوب رہا نہ کوئی طالب وہی ایک اکیلا یگانہ ہوا

غزل

جلوۂ یار جا بجا دیکھا	کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا
ظاہر و باطن اوّل و آخر	اُس کے جلووں کو بر ملا دیکھا
جسم و جوہر عرض غرض سے پاک	پاک و پاک و با صفا دیکھا
کچھ نہ دیکھا جو غور سے دیکھا	جلوہ اُس کا جہاں نما دیکھا
اتنا ظاہر ہے وہ کہ میں نے اُسے	ہاں محیط بکلھا دیکھا
علم و معلوم عین عالم و غیر	یہی سرّ فنا بقا دیکھا
نہ مکاں ہے نہ لامکاں ہمہ ز و ست	اُس کا جلوہ نیا نیا دیکھا
این و آں اور چنیں و چناں دیکھا	سب میں سب سے جدا دیکھا
دیدِ دیدارِ یار سے دیدآر	ہم نے ہم کو مٹا ہوا دیکھا

نعتِ رسولِ مقبول

الا یاایھا المزمل و مدثر و طٰہٰ	توئی شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ خیر الوریٰ شہا

شفیع المذنبینی رحمة للعلمینی اے ۔۔۔ دُر درج رسالت شافع محشر توئی ما را
بعشقِ او چناں مدہوش و حیرانم بکن یا رب ۔۔۔ ندانم در دو عالم غیر او من دین و دنیا را
بطیبہ گر گذر افتد ترا گاہے صبا بر خواں ۔۔۔ سلام با ادب استادہ از ما شاہِ طیبہ را
مدینہ طیب و طابہ نامہا دارد ۔۔۔ مگو اے بے ادب یثرب تو شہر شاہِ بطحا را
عجب ذوقے ست در دلہا عجب شوقے ست در سرہا ۔۔۔ ز خوشبوئے زمینِ پاک او عشاق شیدا را
دل و جان را قابل نذرت نمی یابم ۔۔۔ عجب نبود بیابی گر تو بے صبر و شکیبا را
ہمیں دارد سرم سودا سرت گردم ز جان و دل ۔۔۔ ببینم گرد گر آں گنبدِ عالی خضرا را
الٰہی زندہ ومردہ مدارم دور از شاہے ۔۔۔ بدہ قرب و حضورش دائما ایں بے سر و پا را
اگر یابی گزر گاہے دگر اے بے سر و ساماں ۔۔۔ بطیبہ شو فدا مگزار آں دربار والا را

بقیعِ پاک باشد مدفن و مبعث خداوندا
غریبِ خستہ دل دیدآر بسمل پا شکستہ را

یہ چند کلمات بے بضاعتی و کم علمی کے باجود قبلہ استاذئ مکرم زید شرفہ کے حکم پر قلم بند کیے ہیں، اگر اِن میں کوئی اچھائی ہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، اگر کمی ہے تو یقیناً میری تنگ دامنی کا قصور ہے۔

امیدوارِ عفو و درگزر ابنِ اسحاق سیف اللہ قادری ہزاروی عفی عنہ

11 رجب 1445ھ مطابق 23 جنوری 2024ء

مصنف کا تعارف

نام: محمد عرف شاہد حسین کنیت: ابوماجد نسبتیں: قادری رضوی ضیائی عطاری مدنی

نسب: الحاج محمد صادق چشتی بن حاجی بَرخُوردار خان بن سردار خان بن لال خان بن کرم خان بن ابراہیم خان بن عبد اللہ خان بن باباچیبہ آف ھلّاں ضلع منڈی بہاوالدین

والدہ کا نسب: حجن مقصود عطاریہ بنت فقیر محمد بن جیون خان بن صاحب دین بن باباعیسٰی بن جمعہ خان بُھٹہ

خاندان: کھوکھر راجپوت

آباؤاجداد کا پیشہ: کھیتی باڑی (البتہ والد آرمی میں ملازم ہوئے اور جونئیر کمشنڈ آفیسر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے)

پیدائش: 27 جمادی الاولٰی 1394ھ مطابق 19 جون 1974ء بروز بدھ

مقام پیدائش: موضع پپلی، تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم، پنجاب، پاکستان

مقام پیدائش سے لاہور منتقلی: 1979ء

لاہور رہائش: نشاط کالونی لاہور کینٹ

دعوتِ اسلامی میں شمولیت: 1991ء

بیعت: شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

تعلیم و اسناد

☆ میٹرک فیڈرل بورڈ اسلام آباد: 1991ء

☆ الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ، لجنۃ الامتحانات ضلع سرگودھا 1994ء

☆ ادیب عربی، سرگودھا بورڈ، 1995ء

☆ عالم عربی، لجنۃ الامتحانات ضلع سرگودھا 1997ء

☆ الاجازۃ العالیۃ، لجنۃ الامتحانات ضلع سرگودھا 2000ء

☆ ایف اے، سرگودھا بورڈ 2000ء

☆فاضل عربی، سرگودھابورڈ 2001ء

☆الشہادۃ العالمیۃ(ایم اے)لجنۃ الامتحانات ضلع سرگودھا2002ء

لاہور سے کراچی منتقلی: مئی 2002ء تخصص فی الفقہ الاسلامی، جامعۃ المدینہ گلستان جوہر کراچی، 2003ء

دعوتِ اسلامی میں سابقہ ذمہ داریاں

☆ذیلی نگران نشاط کالونی لاہور کینٹ(1991ء تا1992ء)

☆نگران بھیرہ سٹی، ضلع سرگودھا(1994ء تا2000ء)

☆رکن مجلس مدنی قافلہ دعوتِ اسلامی(2003ء تا2004ء)

☆رکن مجلس جامعات المدینہ کراچی(2003ء تا2005ء)

☆المتخصص دار الافتاء اہلسنت کنز الایمان بابری چوک اوردارالافتاء اہلسنت نورالعرفان کھارادر کراچی (2002ء تا2003)

☆مفتی دارالافتاء اہل سنت احکام شریعت کلفٹن(2004ء تا2005)

☆رکن مجلس تحقیقاتِ شرعیہ(2004ء تا2006ء)

☆استاذ جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی(2004ء تا2005ء)

☆نگران مجلس المدینۃ العلمیہ(2004ء تا2022ء)

☆استاذ تدریب تخصص فی الفقہ(2005ء تا2006ء)

☆نگرانِ مجلس جامعات المدینہ کراچی(2005ء تا2006ء)

☆معاون افتاء مکتب فیضانِ مدینہ کراچی(2005ء تا2006ء)

☆رکن کراچی مشاورت(2005ء تا2007ء)

☆رکن پاکستان مشاورت(2006ء تا2010ء)

☆نگرانِ مجلس جامعات المدینہ پاکستان(2006ء تا2010ء)

☆نگرانِ مجلس مدنی مذاکرہ(2006ء تا2010ء)

☆شرعی مفتش شعبہ آڈیوز اور ویڈیوز(2006ء تا2012ء)
☆نگران مجلس اجارہ(HR department)پاکستان(2006ء تا2007ء)
☆رکن مجلس ومتولی پراپرٹیز دعوت اسلامی(2006ء تا2014ء)
☆نگران دار الافتاء اہل سنت(2006ء تا2007ء)
☆نگران مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ(2010ء تا2022ء)
☆نگرانِ شعبہ ایم سی آر، مدنی چینل(2012ء تا2013ء)
☆نگرانِ مجلس المدینہ لائبریری(2013ء تا2017ء)
☆نگرانِ مجلس مزارات اولیاء(2019ء تا2022ء)

دعوتِ اسلامی میں موجودہ ذمہ داریاں

☆رکن مرکزی مجلس شوریٰ، دعوتِ اسلامی(2005ء سے)
☆مفتش تحریرات دفتر پاکستان مشاورت(2006ء سے)
☆نگرانِ شعبہ اسلامی بہنیں، دینی کام مع 34 شعبے(2010ء سے)
☆نگرانِ مجلس معاونت برائے اسلامی بہنیں(2010ء سے)
☆نگرانِ شعبہ اوقات الصلوۃ، توقیت(2011ء سے)
☆نگرانِ مجلس اجرائے کتب ورسائل(2013ء سے)
☆نگرانِ شعبہ تحفظ اوراقِ مقدسہ(2016ء سے)
☆نگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ(2017ء سے)
☆رکن متولی بورڈ دعوتِ اسلامی(2022ء سے)
☆نگرانِ پراپرٹی ڈیپارٹمنٹ اوورسیز(2022ء سے)
☆رکنِ انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ(2024ء سے)

تصانیف

(1)نصابِ مدنی قافلہ

(2)مختصر حالاتِ صحابہ و اہلِ بیت

(3)تذکرہ تلمیذِ اعلیٰ حضرت مولانا سردار علی خان عزومیاں

(4)مفتی تقدس علی خاں ایک عہد ساز شخصیت

(5)تذکرہ تلمیذِ اعلیٰ حضرت مولانا عبد الواحد خان رضوی

(6)تذکرہ میاں صاحب الوری

(7)تذکرہ مستفتی اعلیٰ حضرت مولانا عبد اللہ ٹونکی

(8)تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت،134 خلفاء

(9)تذکرہ باباجی علامہ عبد الغفور قادری

(10)تذکرہ خواجہ سید مبارک علی الوری

(11)تذکرہ تلمیذِ اعلیٰ حضرت مفتی اعجاز ولی خان

(12)تذکرہ داداجی میاں محدث الوری

(13)تذکرہ مولانا محمد حسین رضا خان

(14)تذکرہ نعمانی میاں مولانا حماد رضا خان

(15)تذکرہ علامہ شاہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری

(16)حیات شاہ ابو البرکات مفتی سید احمد قادری محدث لاہوری

(17)ضلع بہاولنگر کا تعارف و اسفار مع ذکرِ خیر علماء و مشائخ ضلع بہاولنگر

(18)شالامار ٹاؤن لاہور کا یادگار سفر مع ذکر خیر علماء و مشائخ شالامار ٹاؤن

(19)حیات امام المحدثین (مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری)

تفصیلی فہرست

اعلام کی فہرست

یہاں اعلام کی فہرست سے مراد یہ ہے کہ کتاب ہذا میں وہ تمام شخصیات جن کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، وہ اس فہرست کے مطابق دیکھا جا سکتا ہے، البتہ! یاد رہے کہ اس کتاب میں مذکور ہر شخصیت کا تعارف بیان نہیں کیا گیا، حتی المقدور جو کوشش کی گئی وہ مشتے از خروارے کے مصداق ہے۔

نیز یہاں پیش کی جانے والی یہ فہرست حروفِ تہجی کے اعتبار سے ہے اور اس میں صفحات کی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

ماخذ و مراجع

کتاب کا نام	مصنف / مؤلف / مرتب	مطبوعہ
قرآنِ مجید	کلامِ الٰہی	*****

کتبِ تفسیر واصولِ تفسیر وعلومِ قرآن

تفسیر الحسنات	ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، م1380ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس	محمد بن یعقوب فیروز آبادی شیرازی، م817ھ	مطبوعہ کراچی
الروایات التفسیریہ فی فتح الباری	عبد المجید شیخ عبد الباری	وقف الاسلام الخیری
الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (مترجم)	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، م1176ھ، مترجم پروفیسر محمد رفیق چودہری	مکتبہ قرآنیات لاہور
النشر فی القراءات العشر	ابوالخیر محمد بن محمد ابن جزری، م833ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
ہدایۃ القاری الی تجوید کلام الباری	عبد الفتاح السید عجمی مرصفی	مکتبہ طیبہ مدینہ منورہ

کتبِ حدیث واصولِ حدیث

صحیح البخاری مع حاشیہ سندھی	ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، م256ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت1419ھ
صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، م261ھ	دار الکتاب العربی بیروت2013ء
سنن ابن ماجہ	ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، م273ھ	دار المعرفہ بیروت1420ھ
سنن ابی داود	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، م275ھ	دار احیاء التراث بیروت1421ھ
جامع الترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، م279ھ	دار المعرفہ بیروت1414ھ
سنن نسائی	ابوعبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، م303ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت1426ھ
المسند للامام احمد بن حنبل	احمد بن محمد بن حنبل، م241ھ	دار الفکر بیروت1414ھ
التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والمسانید	محمد بن عبد الغنی المعروف بابی بکر ابن نقطہ، م629ھ	وزارۃ اوقاف قطر
جامع الاحادیث	جلال الدین ابوبکر عبد الرحمن سیوطی شافعی، م911ھ	دار الفکر بیروت
جامع الاصول فی احادیث الرسول	مجد الدین ابن الاثیر جزری، م606ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
الحرز الثمین	علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری، م1014ھ	مکتبہ الملک فہد الوطنیہ الریاض

الحصن الحصین من کلام سید المرسلین	ابوالخیر محمد بن محمد ابن جزری، م833ھ	المکتبۃ العصریۃ بیروت
السنن الکبری للبیہقی	ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، م458ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت1424ھ
الکفایہ فی علم الروایہ	احمد بن علی بن ثابت ابو بکر خطیب بغدادی، م463ھ	حیدر آباد دکن1357ھ
المستدرک علی الصحیحین	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، م405ھ	دار المعرفہ بیروت1418ھ
مشکاۃ المصابیح	ولی الدین تبریزی، م742ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت1421ھ
معالم السنن شرح سنن ابی داؤد	ابو سلیمان حمد بن محمد خطابی بستی، م388ھ	مکتبہ المعارف ریاض1431ھ
المعجم الکبیر	ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، م360ھ	دار احیاء التراث بیروت1422ھ
مقدمہ فی اصول الحدیث	عبد الحق بن سیف الدین بن سعد اللہ بخاری دہلوی	دار البشائر الاسلامیہ بیروت لبنان
موطا امام مالک	مالک بن انس اصبحی، م179ھ	دار المعرفہ، بیروت1420ھ

شروحاتِ حدیث

البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکاۃ	محمد عبد الحلیم بن عبد الرحیم چشتی	مطبوعہ ملتان
دلیل الفالحین لطریق ریاض الصالحین	محمد بن علان الصدیق اشعری الشافعی المکی، م1057ھ	دار المعرفہ بیروت2010ء
شرح الشمائل المحمدیہ للترمذی	نسیم الدین محمد میرک شاہ شیرازی ہروی حنفی، م930ھ	دار اللباب بیروت1440ھ
شرح النووی علی مسلم	ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی، م676ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت1401ھ
شرح جامع ترمذی	ہاشم خان عطاری مدنی	مکتبہ امام اہلسنت لاہور2015ء
شرح سنن ابن ماجہ	مترجم: محمد محی الدین جہانگیر، شارح: محمد لیاقت علی	شبیر برادرز لاہور2015ء
شرح معانی الآثار	ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی حنفی، م321ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
الشمائل المحمدیہ	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، م279ھ	دار الاحیاء التراث العربی بیروت
عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد عینی، م855ھ	دار الحدیث ملتان، کاپی: دار الفکر بیروت
فتح الالہ فی شرح المشکاۃ	ابن حجر ہیتمی، م974ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت2015ء
فیوض الزاہی فی شرح سنن النسائی	محمد کریم خان	پروگریسو بکس لاہور2015ء
فیوض النبی شرح جامع ترمذی	محمد ارشد القادری	تعلیم و تربیت پبلی کیشنز لاہور2014ء
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح	علی بن (سلطان) محمد ہروی حنفی معروف ملا علی قاری، م1014ھ	دار الفکر بیروت1414ھ

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری	محمد شریف الحق امجدی،م1420ھ	فرید بک سٹال لاہور
النور البہی فی شرح جامع ترمذی	سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی	جامعۃ الزہراء اہلسنت راولپنڈی 2008ء

عقائد و متعلقاتِ عقائد

اثبات تقلید شرعی	محمد عبد الرحمٰن مجی پوکھریروی	انجمن فیضان سرکار مجی پوکھریر اہتمام مڑھی
احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام	شاہ محمد معصوم فاروقی مجددی،م 1341ھ	مظہر علم لاہور
استنکاف المسلمین عن مخالطۃ المرزائیین	نور احمد امرتسری	باہتمام انجمن حفظ المسلمین امرتسر 1920ء
اسلام میں تصور شفاعت	محمد مہر الدین	مکتبہ جمال کرم لاہور
اشرف الرسائل فی تحقیق المسائل	غلام علی قادری اشرفی	کرماں والا پبلشرز کراچی
آئینہ عقائد شیعہ	ابو احمد سید فضل حسین شاہ	مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور
براہین حنفیہ لاصلاح الوہابیہ مع اثبات فرضیت جمعہ ہند دار الاسلام	محمد احمد خطیب مسجد وزیر خان	مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور
تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین	شاہ احمد سعید فاروقی دہلوی	خانقاہ سلطانیہ جہلم
تفسیر میزان الادیان	ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری،م1354ھ	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
الرسائل الخمس	محمد عابد سندی انصاری،م1257ھ	دار النعیمی للنشر والتوزیع کراچی 1432ھ
رسول الکلام فی بیان المولد والقیام	ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری،م1354ھ	مکتبہ حسان کراچی 2018ء
میلاد و قیام (اذاقۃ الاثام المانعی عمل المولد والقیام)	نقی علی خان،م1297ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی 2008ء
ہدایۃ الطریق فی بیان التقلید والتحقیق	ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری،م1354ھ	مطبع افضل المطابع دہلی

فقہ و اصولِ فقہ

اصول البزدوی	فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی حنفی،م482ھ	مطبوعہ کراچی
البحر الرائق	زین الدین بن نجیم،م970ھ	مطبوعہ کوئٹہ 1420ھ
تصحیح المسائل فارسی	فضل رسول بدایونی،م1289ھ	اسعد الاخبار اکبر آباد 1266ھ
جد الممتار علی رد المحتار	احمد رضا خان بریلوی،م1340ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
رجوم المؤمنین علی مانع الجماعۃ للمتہجدین	ابو الحسنات سید محمد احمد قادری،م1380ھ	مطبع کریمی پریس لاہور

رسالہ ضروری احکام و مسائل متعلقہ عید الفطر	ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری، م1354ھ	مطبوعہ کریمی پریس لاہور
رکن دین	شاہ محمد رکن دین، م1355ھ	زاویہ پبلشرز لاہور 2014ھ
فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا خان بریلوی، م1340ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
فتاویٰ شارح بخاری	محمد شریف الحق امجدی، م1420ھ	دائرۃ البرکات گھوسی ضلع میو
فتاوی قاری الہدایہ	سراج الدین عمر علی حنفی بن فارس کنانی حنفی، م829ھ	دار الفرقان عمان اردن 1420ھ
فتاوی مسعودیہ	شاہ محمد مسعود محدث دہلوی مرتب: ڈاکٹر مسعود احمد	سرہند پبلی کیشنز کراچی 1407ھ
فتاویٰ نوریہ	ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی القادری، م1403ھ	دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑہ 1418ھ
فتح القدیر	کمال الدین بن ہمام، م861ھ	مطبوعہ کوئٹہ، 1319ھ
فقہ اسلامی	عبد الاول جونپوری، م1339ھ	فرید بک سٹال لاہور 1421ھ
فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت	عبد العلی محمد بن نظام الدین محمد سہالوی انصاری لکھنوی م:1225ھ	مطبوعہ کراچی
قانون شریعت	ابو المعالی احمد المعروف شمس الدین جونپوری، م1401ھ	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 2007ء
قلمی فتاویٰ	ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری، م1354ھ	ماہنامہ الفقیہ امرتسر کے متفرق شمارے
مسائل امامت تاریخی نام رسالہ مباحث امامت	شاہ غلام محی الدین قادری برکاتی	بزم قاسمی برکاتی کراچی
نور الایضاح مع مراقی الفلاح	حسن بن عمار بن علی مصری شرنبلالی حنفی، م1069ھ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی 2011ء

تصوف و اخلاقیات

احتراز الصالحین عن شرور الفاسقین	عبد الحلیم سنی حنفی قادری کریالوی	در مطبع گلزار حسنی ممبئی
احسن الوعاء لآداب الدعاء، فضائل دعا	نقی علی خان، م1297ھ پیش کش: المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
اخبار الاخیار فارسی	محمد عبد الحق محدث دہلوی بخاری، م1052ھ	فاروقی اکیڈمی گمبٹ خیرپور
الاشاعۃ لاشراط الساعۃ	سید محمد برزنجی حسینی	دار الکتاب العربی بیروت 1426ھ
اصلاح اعمال ترجمہ حدیقۃ الندیہ	امام عبد الغنی نابلسی، ترجمہ: المدینۃ العلمیہ 1141ھ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
افضال رحمانی	شاہ افضال رحمن عرف بھولے میاں	MJN پرنٹرز دہلی 2017ء
اقتباس الانوار	محمد اکرم قدوسی، مترجم: واحد بخش سیال چشتی صابری	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور 2009ء
انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام	مقصود احمد صابری	عبد اللہ اکیڈمی لاہور 2015ء

انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، محمد اصغر فاروقی، م1176ھ	فضل نور اکیڈمی چک سادہ گجرات
بہجۃ الاسرار	نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف بن جریر شطنوفی، م713ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1423ھ
تذکرۃ الاولیاء	فرید الدین عطار نیشاپوری، م637ھ	انتشارات گنجینہ تہران 1379ھ
تذکرۃ الاولیاء مترجم	فرید الدین عطار نیشاپوری، مترجم اختر حجازی، م637ھ	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور
جامع کرامات الاولیاء	یوسف بن اسماعیل نبہانی، م1350ھ	مرکز اہلسنت برکات گجرات، الہند
رحمت ونعمت	شاہ افضال رحمٰن عرف بھولے میاں	MJN پرنٹرز دہلی 2017ء
الزہد احمد بن حنبل	ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، م241ھ	دار الغد الجدید المنصورۃ مصر
کرامات صحابہ	عبد المصطفٰے اعظمی، م1406ھ	رومی پبلیکشنز لاہور
مرآۃ الاسرار	عبد الرحمن چشتی	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور 2006ء
مقاصد السالکین	ضیاء اللہ نقشبندی	شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم سلطانیہ جہلم 2005ء
نفحات الانس (مترجم)	عبد الرحمن جامی، م898ھ۔ مترجم: سید احمد علی شاہ چشتی	شبیر برادرز لاہور

کتب السیرۃ

آخری نبی کی پیاری سیرت	المدینۃ العلمیہ اسلامک ریسرچ سینٹر	مکتبۃ المدینہ (دعوت اسلامی) کراچی
بذل القوۃ ترجمہ بنام سیرت سید الانبیاء	محمد ہاشم ٹھٹھوی، م1174ھ مترجم: علیم الدین نقشبندی مجددی، م1174ھ	مظہر علم لاہور 1424ھ
شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ	محمد زرقانی بن عبد الباقی مصری ازہری مالکی، م1122ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1417ھ
شواہد النبوۃ لتقویۃ یقین اہل الفتوۃ	عبد الرحمن جامی، م898ھ	مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی 1415ھ 1995ء
مدارج النبوۃ فارسی	عبد الحق محدث دہلوی، م1052ھ	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی 1977ء
نظام حکومت نبویہ ترجمہ التراتیب الداریہ	عبد الحی کتانی، م1382ھ مترجم: محمد ابراہیم فیضی	فرید بک سٹال لاہور 2005ء

سیر و تاریخ واسماء الرجال

اتحاف الاکابر فی سیرۃ ومناقب الامام محیی الدین عبد القادر	عبد المجید بن طہٰ دہیبی جیلانی قادری رفاعی	دار الکتب العلمیہ بیروت 2009ء
اتحاف السائل بمالفاطمۃ من المناقب	محمد عبد الرؤف بن علی بن زین العابدین مناوی، م1031ھ	مکتبۃ القرآن القاہرہ

آثار الصنادید	سید احمد خان، مرتب: خلیق انجم	اردو اکیڈمی دہلی 1990ء
اجمال ترجمہ اکمال	محمد بن عبد اللہ خطیب بغدادی، مترجم: مفتی احمد یار خان نعیمی	اعلیٰ حضرت نیٹ ورک org
الاحاطۃ فی اخبار غرناطۃ	ابو عبد اللہ بن عبد اللہ بن سعید سلیمانی الشہیر بابن خطیب، م 776ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء
احوال و آثار مفتی عزیز احمد قادری بدایونی	غلام اویس قرنی	ادارہ معارف نعمانیہ لاہور 1991ء
احوال و آثار شاہ آلِ احمد اچھے میاں مارہروی	تذکرہ نگاران: اسید الحق قادری، افضل احمد صدیقی، مجاہد الدین ذاکر، مترجم: سید شاہ امین میاں قادری برکاتی	دار الاسلام لاہور 1436ء
احوال و آثار مفتی احمد علی چشتی قادری	ابو المقتدیٰ محمد بدیع الزمان بھٹی	لاہور
اذکار الابرار (حالات حضرات قلندریہ)	شاہ محمد تقی حیدر کاکوری	شاہی پریس لکھنؤ
اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ	محمد امجد الطاف، مرزا مقبول بیگ، شیخ نذیر حسین، محمود الحسن عارف	زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور
اساتذۂ امیر ملّت	میاں محمد صادق قصوری، م 2023ء	رضا اکیڈمی لاہور
الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب	ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی، م 463ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1422ھ
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	ابو الحسن عز الدین علی بن محمد جزری، م 630ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت 1417ھ
اسرار کبیری	حضرت بابا جی لاروی نقشبندی مجددی	اومنی پرنٹرز لاہور 1994ھ
الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ	امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی، م 852ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1415ھ
اعلام الاذکیاء باثبات علوم الغیب لخاتم الانبیاء	سلامت اللہ رامپوری، م 1338 احمد رضا خان، م 1340 محمد اکرام المحسن فیضی	انجمن ضیاء طیبہ کراچی 2013ء
اعلام الحجاز	محمد علی مغربی	دار العلم للطباعۃ والنشر جدہ 1404ھ
اعلام المکیین	عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم معلمی	مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی مکہ و مدینہ 1421ھ
اعلام للزرکلی	خیر الدین زرکلی	دار العلم للملایین بیروت 1995ء
اعلام من ارض النبوۃ	الشریف انس بن یعقوب کتبی حسینی	دار المجتبیٰ الحجاز مدینۃ المنورہ 1437ھ
اعیان العصر واعوان النصر	صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی، م 764ھ	دار الفکر دمشق 1418ھ
آفتابِ ولایت	فیاض احمد خاں کاوش وارثی	درگاہ ابو الحسن شاہ وارثی یوپی ہند 2008ء

اقتباس الانوار (تذکرہ مشائخ چشتیہ صابریہ)	تالیف: شیخ محمد اکرم قدوسی۔ مترجم: واحد بخش سیال چشتی صابری	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور 2009ء
اکمل التاریخ (حالات شاہ فضل رسول بدایونی)، تذکرہ خانوادہ عثمانیہ قادریہ بدایوں	مصنف: محمد یعقوب ضیاء القادری، اسید الحق قادری بدایونی	تاج الفحول اکیڈمی بدایوں انڈیا 2013ء
اکمل التاریخ (حالات شاہ فضل رسول بدایونی)، تذکرہ خانوادہ عثمانیہ قادریہ بدایوں	مصنف: محمد یعقوب ضیاء القادری، اسید الحق قادری بدایونی	تاج الفحول اکیڈمی بدایوں انڈیا 2013ء
امام احمد رضا اور جدید افکار و تحریکات	لیس اختر مصباحی	رضا اکیڈمی ممبئی 2010ء
امام احمد رضا اور علماء مکہ مکرمہ	محمد بہاء الدین شاہ	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 2006ء
امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ	محمد بہاء الدین شاہ	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 2006ء
امام احمد رضا اور علمائے لاہور	مجید اللہ قادری	مکتبہ رضویہ کراچی 1999ء
الامام الخطابی و منھجہ فی العقیدہ	ابو عبد الرحمٰن الحسن بن عبد الرحمٰن علوی	دار الوطن ریاض 1417ھ
امام محمد بن حسن شیبانی اور ان کی فقہی خدمات	ڈاکٹر محمد الدسوقی	ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد 2005ء
امتاع الفضلاء بتراجم القراء	الیاس بن احمد حسین بن سلیمان برماوی	دار الندوۃ العالمیۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع
الامم لایقاظ الھمم	برہان الدین ابراہیم بن حسن کردی، م 1025ھ	دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن 1328
الانساب للسمعانی	ابو سعد عبد الکریم بن محمد ابن منصور تیمی سمعانی، م 562ھ	مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ مصر 1400ھ
انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام	مقصود احمد صابری	عبد اللہ اکیڈمی لاہور 2015ء
انوار علمائے اہلسنت سندھ	سید محمد زین العابدین شاہ	زاویہ پبلشرز لاہور 2006ء
انوار قطب مدینہ	خلیل احمد رانا	برکاتی پبلشرز کراچی
اہل بیت کے امام	اعجاز بشیر	پروگریسو بکس لاہور 2020ء
اولیائے بہاولپور	مسعود حسن شہاب	اردو اکیڈمی بہاول پور
آئینہ ہندوستان اخی سراج الدین عثمان احوال و آثار	عبد الخبیر اشرفی مصباحی	شیخ الاسلام ٹرسٹ احمد آباد انڈیا 2018ء
البدایہ والنہایہ	ابو الفداء ابن کثیر الدمشقی، م 774ھ	دار الھجر للطباعۃ والنشر 1419ھ
البدر الطالع بمحاسن من بعد قرن السابع	محمد بن علی شوکانی، م 1250ھ	دار الکتاب الاسلامی القاہرہ
بزرگانِ امرتسر	خلیل احمد رانا	دار الفیض گنج بخش لاہور 2020ء

بزرگان کیتھل	سید محمد مقبول محی الدین	دربار عالیہ ڈیرہ غازی خاں
بزرگان لاہور	غلام دستگیر نامی	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
بزم جاناں	ابو الخیر محمد زبیر	ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 2010ء
بستان المحدثین	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی
بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب	ابن العدیم الصاحب کمال الدین عمر بن احمد بن ابی جرادۃ	دار الفکر بیروت لبنان
بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ	جلال الدین ابو بکر عبد الرحمن سیوطی شافعی، م 911ھ	بمطبعۃ عیسی البابی الحلبی وشرکاہ
بہار نقشبند	میاں محمد صادق قصوری، م 2023ء	مجاہد ملت فاؤنڈیشن قصور 2017ء
پانی پت کے علماو مشائخ کی علمی و دینی خدمات	عبد المحسن چندر یگر	فکشن ہاؤس لاہور کراچی 2017ء
تاج الفحول حیات وخدمات	عبد الحکیم نوری مصباحی	تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف 1440
تاریخ الاسلام	شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، م 748ھ	دار الغرب الاسلامی بیروت 2003ھ
تاریخ الدولۃ المکیۃ	عبد الحق انصاری	بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال 2006ء
تاریخ اماکن لاہور	ڈاکٹر محمد عبد اللہ چغتائی	کتابخانہ نورس کاپی بک شاپ لاہور 1401
تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علی المعروف خطیب بغدادی، م 463ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1417ھ
تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ	محمد شہاب الدین رضوی	فرید بک سٹال لاہور 2000ء
تاریخ خاندان برکات	محمد میاں برکاتی قادری	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی 2003ء
تاریخ راجگان ہند	محمد نجم الغنی رامپوری	ہمدم پریس لکھنؤ ہند 1927ء
تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والاخبار	عبد الرحمٰن جبرتی	دار الجیل بیروت 1978ھ
تاریخ علمائے اندلس	ابو الولید عبد اللہ بن محمد المعروف بابن فرضی، م 403ھ	دار الغرب الاسلامی تونس 1429ھ
تاریخ مدینہ دمشق لابن عساکر	ابو القاسم علی بن الحسن شافعی المعروف بابن عساکر، م 571ھ	دار الفکر بیروت 1415ھ
تاریخ مشائخ قادریہ	غلام یحیٰ انجم	کتب خانہ امجدیہ دہلی ہند 2003ء
تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)	میاں محمد صادق قصوری، م 2023ء	زاویہ پبلشرز لاہور 2004ء
تاریخ مشائخ نقشبند	میاں محمد صادق قصوری، م 2023ء	زاویہ پبلشرز لاہور 2003ء
تاریخ مشائخ نقشبندیہ	نفیس احمد قادری مصباحی	مونال پبلی کیشنز راولپنڈی 2013ء

التبصرہ فی احوال کثرۃ التفسرہ	محمد عزیز الحسن بریلوی	رفاہ عام پریس گورکھپور 1908ء
تجلیات امام احمد رضا	قاری امانت رسول قادری	رضا اکیڈمی لاہور 2008ء
تجلیات تاج الشریعۃ	محمد شاہد القادری	رضا اکیڈمی ممبئی 2009ء
تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت	محمد شاہد القادری	رضا اکیڈمی کولکاتا 2016ء
تجلیات رضا کا صدر العلماء محدث بریلوی نمبر	محمد حنیف خان بریلوی	امام احمد رضا اکیڈمی شریف یوپی 2008
تجلیات قطب عالم مولانا عبد القدوس گنگوہی	نثار احمد اشرفی	دار الاسلام لاہور 2017ء
تجلیات مرشد المعروف بہ سوانح امام انام حضرت سیدنا عابد علی الوری	ابو حامد سید واحد علی شاہ صاحب قادری چشتی نظامی صابری احمدی	مجلس انتظامیہ عرس مبارک آستانہ عالیہ واحدیہ اکیڈمی
تحائف اشرفی	ابو احمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی	از ھر بک ڈپو کراچی
تحفۃ الابرار	مرزا آفتاب بیگ، مرزا محمد نواب بیگ، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی 1434ھ 2013ء	مکتبہ نبویہ لاہور 2000ء
تحفۃ الکرام مترجم	میر علی شیر قانع ٹھٹھوی	سندھی ادبی بورڈ جام شورو 2006ء
التدوین فی اخبار قزوین	عبد الکریم بن محمد رافعی قزوینی، م 623ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1408ھ
تذکرۃ الانساب	سید امام الدین احمد نقوی گلشن آبادی، م 1331ھ	رفاعی مشن ناسک مہاراشٹر 2016ء
تذکرۃ الحفاظ	شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، م 748ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1419ھ
تذکرۃ الصالحین المعروف تذکرہ رحمانیہ	قاری عبد الحلیم انصاری	مکتبہ نفیس جامعہ مدنیہ لاہور 1400ھ
تذکرۃ المشائخ (سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ عنایتیہ)	حامد علی خان نقشبندی مجددی رامپوری	حافظ بہاؤالدین محمد علی خان جامع مسجد حنفیہ ملتان 1388ھ
تذکرہ اکابر اہلسنت	عبد الحکیم شرف قادری، م 2007ء	فرید بک اسٹال لاہور
تذکرہ اولیائے پاک و ہند	ظہور الحسن شارب	شبیر برادرز لاہور 2000ء
تذکرہ اولیائے پاک و ہند	ولی حسن ٹونکی	ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی
تذکرہ اولیائے جالندھر	ابو مظہر علی اصغر چشتی صابری جالندھری	مسلم کتابوی لاہور 1420ھ
تذکرہ اولیائے سہارن پور	عزیز حسن صابری ایڈووکیٹ	مطبوعہ نامعلوم

تذکرہ حضرت پیر محمد صادق نقشبندی	محمد دین کلیم قادری	لیاقت شاہد پرنٹرلاہور1987ء
تذکرہ حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی	سید ابوالحسن ندوی	مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت	میاں محمد صادق قصوری، م2023ء	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی1992
تذکرہ خلفائے امیر ملت	میاں محمد صادق قصوری، م2023ء	قادری رضوی کتب خانہ لاہور2016ء
تذکرہ شعرائے پنجاب فارسی	سرہنگ خواجہ عبد الرشید	اقبال اکادمی کراچی1967ء
تذکرہ صوفیائے میوات	محمد حبیب الرحمٰن خان میواتی	میوات اکیڈمی میوات1985ء
تذکرہ علماء و مشائخ سرحد	سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی	مکتبہ الحسن یکہ توت پشاور
تذکرہ علماء امرتسر	محمد موسیٰ امرتسری، م1999ء	والضحیٰ پبلی کیشنز لاہور2012ء
تذکرہ علماء اہلسنت سیتامڑھی	محمد الیاس مصباحی	مجلس فکر رضا لدھیانہ پنجاب ہند2013ء
تذکرہ علماء اہلسنت وجماعت لاہور	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، م1434ھ	مکتبہ نبویہ لاہور1987ء
تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان وہند	محمد اقبال مجددی، م2022ء	پروگریسو بکس لاہور2013ء
تذکرہ علمائے اہلسنت	محمود احمد قادری	سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد1992ء
تذکرہ علمائے اہلسنت ایبٹ آباد	محمد اعظم قادری	سنی علماء کونسل ضلع ایبٹ آباد2014ء
تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع اٹک	محمد اسلم رضوی	اسلامک میڈیا سنٹر لاہور2019ء
تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع چکوال	عبد الحلیم نقشبندی	ناکوز پرنٹرز راولپنڈی
تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور	پیرزادہ اقبال فاروقی ایم اے، م1434ھ	مکتبہ نبویہ لاہور1987ء
تذکرہ علمائے بھیرہ ولیدپور	محمد ابوالوفا رضوی	مصباحی پبلی کیشن محمد آباد گوہنہ1439ھ
تذکرہ علمائے پنجاب	اختر راہی	مطبوعہ لاہور1998ء
تذکرہ علمائے ہند	رحمان علی	در مطبع نامی منشی نول (فوٹو کاپی)
تذکرہ علمائے ہند	رحمان علی	در مطبع نامی منشی نول (فوٹو کاپی)
تذکرہ فقیہ اعظم	مجیب احمد	مکتبہ اشرفیہ مریدکے (شیخوپورہ)
تذکرہ قاریان ہند	مرزا بسم اللہ بیگ	مطبوعہ کراچی

تذکرہ کاملان رام پور	احمد علی خان شوق	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر دہلی 1486ھ
تذکرہ مبارک خواجہ مبارک علی شاہ حسنی رضوی	سید اشرف علی رضوی	2010ء
تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	صادق علی زاہد	مکتبہ جمال کرم لاہور 2009ء
تذکرہ مجدد الف ثانی	محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
تذکرہ محدث ابدالوی (محمد عبد الکریم ابدالوی چشتی)	عبد الستار عاصم	القلم فاؤنڈیشن انٹرنیشل لاہور 2005ء
تذکرہ مُحدِّث سورتی	رضی حیدر	رضا اکیڈمی ممبئی 2012ء
تذکرہ مشاہیر کاکوروی	علی حیدر علوی کاکوروی	مطابع وکٹوریہ لکھنؤ ہند 1927ء
تذکرہ مشائخ برکاتیہ	ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی	زاویہ پبلشرز لاہور 2017ء
تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ	محمد نعیم طاہر سہروردی	زاویہ پبلشرز لاہور 2011ء
تذکرہ مشائخ غازی پور	عبید الرحمٰن صدیقی	انیس پبلی کیشنز غازی پور یوپی ہند 2001ء
تذکرہ مشائخ قادریہ	محمد دین کلیم قادری	نوری کتب خانہ لاہور 2001ء
تذکرہ مشائخ قادریہ برکاتیہ عمدۃ الصحائف	محمد عبد الکریم قادری، تحقیق: پروفیسر محمد اقبال مجددی	پروگریسو بکس لاہور 2020ء
تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ	عبد المجتبیٰ رضوی	کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز لاہور 1990ء
تذکرہ مشائخ نقشبندیہ	نور بخش توکلی، م 1367ھ	مشتاق بک کارنر لاہور 2010ء
تذکرہ مظہر مسعود	مسعود احمد	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی 1388ء
تذکرہ مولانا حامد علی خان رامپوری	خالد محمود قادری	مکتبہ جمعیت علماء پاکستان 2017ء
تذکرہ نقشبندیہ خیریہ	میاں محمد صادق قصوری، م 2023ء	کتب خانہ خیریہ پشاور 2007ء
تذکرہ نوری (سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی)	غلام شبر قادری بدایونی، ترتیب اسید الحق قادری بدایونی	تاج الفحول اکیڈمی بدایوں انڈیا 2013ء
تذکرہ و شجرہائے طریقت حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی	احمد بدر اخلاق	محمد احسن اخلاق لاہور 1994ء
تذکرے اپنے آبا کے	خلیل احمد رانا	ورلڈ ویو پبلشرز لاہور 2020ء
تزیین الممالک بمناقب الامام مالک	جلال الدین ابو بکر عبد الرحمن سیوطی شافعی، م 911ھ	المطبعۃ الخیریہ 1325ھ
تعارف علمائے اہل سنت	محمد صدیق ہزاروی	مکتبہ قادریہ لاہور 1979ء
تفسیر حرم المعروف تذکرہ ہمدم	مہر محمد خاں صاحب ہمدم نقشبندی توکلی پٹیالوی	مکتبہ ہمدم چھانگا مانگا قصور

تقسیم ہند میں ہونے والی ہجرت کا ریکارڈ	تحقیق: محمد عبدہ	اخبار دانش پی کے 29-Mar-2018
تہذیب الاسماء واللغات	ابو زکریا محی الدین بن شرف نووی دمشقی، م 676ھ	دار الفکر بیروت 1416ھ
تہذیب التہذیب	احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی شافعی، م 852ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1415ھ
تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	ابو الحجاج جمال الدین یوسف بن عبد الرحمن مزی، م 742ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 2004ء
تواریخ آئینہ تصوف	شاہ محمد حسن چشتی صابری قدوسی رامپوری	صابری فاؤنڈیشن قصور 2016ء
ثبت شیخ محمد عبد اللہ عتیق	منور عتیق رضوی	غیر مطبوعہ
جہانِ امام ربانی	محمد مسعود احمد، ابو السرور محمد مسرور احمد، جاوید اقبال مظہری، اقبال احمد اختر القادری	امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی 2005ء
جہانِ ملک العلماء	الحاج الشاہ سید سراج اظہر قادری نوری برکاتی	انجمن برکات رضا ممبئی 2009ء
الجواہر المضیہ	عبد القادر بن محمد قرشی حنفی، م 775ھ	مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن
جواہر نقشبند	محمد یوسف مجددی	مکتبہ انوار مجددیہ فیصل آباد 1990ء
چراغ انس قصیدہ مدحیہ در شان تاج الفحول عبد القادر بدایونی قادری	احمد رضا خان بریلوی، م 1340ھ	تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور انکے خلفاء	قاری فیوض الرحمن	مجلس نشریات اسلام کراچی 1984ء
حدائق الحنفیہ	فقیر محمد جہلمی	مکتبہ رضویہ دہلی ہند 2006ء
حضرات القدس اردو (تذکرۂ مشائخ نقشبندیہ)	مصنف: بدر الدین سرہندی، مترجم: محمد اشرف مجددی	قادری رضوی کتب خانہ لاہور 2010ء
حضرت فقیہ اعظم کے مکتوباتِ مدینہ	محب اللہ نوری	فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور اوکاڑہ
حقیقت گلزار صابری	محمد حسن صابری چشتی قادری	قادریہ چشتیہ صابریہ فاؤنڈیشن لاہور
حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، م 430ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1419ھ
حلیۃ البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر	عبد الرزاق بیطار، م 1335ھ	دار صادر بیروت 1413ھ
حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، م 430ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1418ھ
حیات ارشاد	شاہ محمود الوری	محبوب المطابع برقی پریس دہلی
حیاتِ اعلیٰ حضرت	محمد ظفر الدین بہاری، م 1382ھ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی

حیات رضا کی نئی جہتیں	غلام جابر شمس مصباحی	البرکات رضا فاؤنڈیشن ممبئی 2007ء
حیات سید عبد الرزاق نور العین کچھوچھوی	آل رسول احمد صدیقی کٹیہاری	جامعہ احسن البنات کٹیہار
حیات شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی	سید محمود احمد برکاتی	شاہ ابو الخیر اکیڈمی دہلی 1412ھ
حیات شیخ العالم و تذکرہ سجادگان	شاہ مبین احمد فاروقی منظر ردولوی	شعبہ نشر و اشاعت خانقاہ شیخ العالم ردولی ضلع فیض آباد 2012ء
حیات صدر الافاضل	غلام معین الدین نعیمی	فرید بک سٹال لاہور 2000ء
حیات کرم حسین	سید ظل الرحمٰن	ابن سینا اکیڈمی علی گڑھ 2008ء
حیاتِ محدثِ اعظم	محمد عطاء الرحمن قادری رضوی	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ 1425ھ
حیات مخدوم الاولیاء	شاہ محمود قادری چشتی نظامی رفاقتی اشرفی	سرکار کلاں فاؤنڈیشن پاکستان 2013ء
حیات ملک العلماء ظفر الدین بہاری	مختار الدین احمد علی گڑھ	ادارہ معارف نعمانیہ لاہور
حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	محمد مسعود احمد	اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ 1402ھ
حیات و تعلیمات سید جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیاں	محمد ایوب قادری	شرکت پرنٹنگ پریس لاہور 2011ء
خاندان درگاہی کی دینی، علمی اور فکری خدمات کا جائزہ، خاکہ برائے تحقیق مقالہ ایم فل اسلامیات	حسنین مصطفیٰ کاشف	منہاج یونیورسٹی لاہور 2017ء
خانقاہ صفویہ، تاریخ اور خدمات کا اجمالی جائزہ	محمد مجیب الرحمٰن علیمی	شاہ صفی اکیڈمی خانقاہ عالیہ عارفیہ الہ آباد 1436ھ
خزینۃ الاصفیاء	غلام سرور لاہوری	مکتبہ نبویہ لاہور 2010ء
خطہ پاک اوچ	مسعود حسن شہاب صاحب	اردو اکیڈمی بہاولپور 2009ء
خفتگان خاک لاہور	محمد اسلم	ادارہ تحقیقات پاکستان پنجاب لاہور 1993
خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر	محمد امین بن فضل اللہ محبی، م 1111ھ	دار صادر بیروت
خواجہ عبید اللہ احرار	محمد عارف نوشاہی	دار السلام لاہور
خیر آبادیت	اسید الحق قادری بدایونی	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور 2011ء
الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان	شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی، م 974ھ	دار الکتب علمیہ بیروت 1403ھ

درۃ الحجال فی اسماء الرجال مع الذیل	ابو العباس احمد بن محمد ابن قاضی مکناسی، م1025ھ	دار التراث قاہرہ 1391ھ
درر العقود الفریدۃ فی تراجم الاعیان المفیدۃ	تقی الدین احمد بن علی مقریزی، م845ھ	دار الغرب الاسلامی بیروت 1423ھ
الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنہ	احمد بن علی بن محمد ابن حجر عسقلانی شافعی، م852ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
دلی کے بائیس خواجہ	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	حاجی نیاز احمد ملتان
الدیباج المذھب	علی بن محمد بن علی الزین الشریف، م816ھ	دار التراث للطبع والنشر مصر
ذکر خیر المعروف بہ صحیفہ ٔ محبوب	محبوب عالم سیدوی	بزم توکلیہ گوجرانوالہ
ذکر عطاء فی حیات استاذ العلماء (عطاء محمد بندیالوی)	نذر حسین چشتی گولڑوی	استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب 2013ء
ذکر مخدوم	سید محمد قاسم شاہ مخدومی راجوردی	آستانہ عالیہ مخدومیہ اسلام آباد
ذیول تذکرۃ الحفاظ	حافظ حسینی دمشقی، حافظ تقی الدین، حافظ سیوطی	مکتبۃ القدسی دمشق
رام پور، تاریخ وادب	سعود الحسن خان روہیلہ	ابلاغ پبلشرز اردو بازار لاہور 2003ء
رسائل ومناظرے ابو البرکات	محمد نعیم اللہ خان قادری	فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز کاموکی
روشن تحریریں	تحریر: سید محمد علی رضوی، مرتب: سید برکات احمد رضوی	زاویہ پبلشرز لاہور 2014ء
روشن دریچے	جمیل احمد نعیمی چشتی صابری	بزم چشتیہ صابریہ کراچی 2015ء
روضۃ الاولیا مترجم	سید غلام علی آزاد بلگرامی	لبرٹی آرٹ پریس دہلی 1416ھ
روضۃ القیومیہ احوال ومقامات حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی	محمد احسان مجددی سرہندی	مکتبہ نبویہ لاہور 2002ء
الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ	احمد بن عبد اللہ محب الدین طبری، م694ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان	غلام علی آزاد حسینی بلگرامی، م1220ھ	دار الافرین بیروت 2015ء
سلطنت عثمانیہ کے تحفظ میں مولانا احمد رضا خاں کا کردار	دلاور خاں	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سمندری 2020ء
سوانح حیات علامہ فضل حق خیر آبادی	سلمہ فردوس سہول	دار الاسلام لاہور 2021ء
سوانح خاندان رضویہ برکاتیہ مع شجرہ عالیہ قادریہ اشرفیہ برکاتیہ	سید نثار اشرف رضوی	مطبوعہ نامعلوم
سوانح شیر بیشہ سنت	محبوب علی خان قادری	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور 1432ھ

سید دیدار علی شاہ کی فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ	سیدہ مریم علی	تحریک اسلاف شناسی کراچی 2020ء
سیدی ابوالبرکات	سید محمود احمد رضوی	شعبہ تبلیغ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
سیدی ضیاء الدین احمد قادری	عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی	حزب القادریہ لاہور 1426ھ
سیدی قطب مدینہ	محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
سیر اعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، م748ھ	دارالفکر بیروت 1417ھ
سیرت اشرفی	محمد طیب الرحمٰن صدیقی اشرفی	رضا آفسیٹ بمبئی
سیرت اعلیٰ حضرت	حسنین رضا خان بریلوی	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
سیرت امام احمد رضا خان قادری	بدر الدین احمد رضوی قادری	فضل نور اکیڈمی چک سادہ گجرات 2008ء
سیرت امیر ملت	سید اختر حسین شاہ	امیر ملت پبلی کیشنز لاہور 1999ء
شارح بخاری شخصیت و نظریات (مولانا سید محمود احمد رضوی)	محمد محبوب الرسول قادری	بزم انوار رضا جوہر آباد 1999ء
شان اولیاء المعروف ہفتاد اولیاء	شاہ مراد سہروردی	مشتاق بک کارنر لاہور
شاہ ولی اللہ اور ان کے اصحاب	محمود احمد برکاتی	مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی 2006ء
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ	عبد الحق انصاری	مسلم کتابوی لاہور 2015ء
شجرات قادریہ نثاریہ مبارکیہ رضویہ اشرفیہ	سید محمد علی شاہ حسنی رضوی چشتی	بخاری پرنٹنگ پریس حیدر آباد
شرح شجرۂ قادریہ	محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ	اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
شرف اصحاب الحدیث	ابو بکر احمد بن علی المعروف خطیب بغدادی، م463ھ	دار الفرقان بیروت
شریف التواریخ	سید شریف احمد شرافت نوشاہی	ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال 1979ء
الشقائق النعمانیہ	طاشکبری زادہ، م968ھ	دار الکتاب العربی بیروت 1395ھ
صحائف اشرفی	ابو احمد سید محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی	ادارہ فیضان اشرف بمبئی 1405ھ
صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، م1434ھ	مکتبہ نبویہ گنج بخش لاہور 2012ء
صفۃ الصفوۃ	ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی، م597ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1423ھ
صلۃ الخلف بموصول السلف	محمد بن سلیمان رودانی، م1094ھ	دار الغرب الاسلامی بیروت 1408ھ

الصوارم الہندیہ	محمد حشمت علی خان قادری رضوی	مجلس اتحاد اسلامی کراچی
الصوارم الہندیہ مع التحقیقات لدفع التلبیسات	حشمت علی خان / نعیم الدین مرادآبادی	النوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور 2011ء
الصوفیہ والفقہاء فی الیمن	عبد اللہ محمد حبشی	مکتبۃ الجیل جدید صنعا 1976ھ
الضوء اللامع لاہل القرن التاسع	شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی، م 902ھ	دار الجیل بیروت
طبقات السنیہ فی تراجم الحنفیہ	مولیٰ تقی الدین بن عبد القادر تمیمی داری غزی، م 1010ھ	دار الرفاعی للنشر والتوزیع ریاض 1403ھ
طبقات الشافعیۃ الکبریٰ	تاج الدین بن علی بن عبد کافی سبکی	دار ہجر للطباعہ والنشر والتوزیع 1413ھ
طبقات الصوفیہ	ابو عبد الرحمن محمد بن الحسین سلمی، م 412ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1419ھ
طبقات الفقہاء الشافعیہ	ابو اسحاق شیرازی شافعی، م 476ھ	دار الرائد العربی بیروت 1401ھ
الطبقات الکبری	ابو المواہب عبد الوہاب بن احمد شعرانی، م 973ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ
الطبقات الکبریٰ	ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری، م 230ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1418ھ
طبقات المفسرین	شمس الدین محمد بن علی بن احمد داودی، م 945ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1403ھ
عباد الرحمن (سیرت خواجہ محمد عبید اللہ ملتانی)	گدائے چشت اہل بہشت محمد عادل	محمد عادل شوروم ملتان 2006ء
عجالہ نافعہ	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	مطبوعہ کراچی
عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست 1870-1920	اوشا سانیال، مترجم: ڈاکٹر وارث مظہری	کتاب محل لاہور
علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ	شہزادہ قاضی عرفان الحق نیر	ادارہ اسلاف شناسی برہان شریف اٹک 2019ء
علمائے فرنگی محلی	مولانا قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی، ترجمہ ڈاکٹر خوشتر نورانی	ورلڈ ویو پبلشرز لاہور 2020ء
عمامہ کے فضائل	اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء	ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد ابن جزری، م 833ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1427ھ
فقہائے ہند	محمد اسحاق بھٹی	دار النوادر لاہور 2013ء
فہرس الفہارس والاثبات	عبد الحی بن عبد الکبیر کتانی	دار الغرب الاسلامی 1402ھ
فوائد الارتحال ونتائج السفر فی اخبار القرن الحادی عشر	مصطفی بن فتح اللہ حموی، م 1143ھ	دار النوادر 2011ء
الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ	ابو حسنات محمد عبد الحی لکھنوی ہندی، م 1304ھ	مطبوعہ کراچی
فیضان بابا فرید گنج شکر	اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی

فیضانِ پیر مہر علی شاہ	اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
فیضان حضور اشرفی	مرتب: ڈاکٹر واحد نظیر	جامعہ رضویہ ایجوکیشنل ٹرسٹ پٹنہ، بہار ہند 2011ء
فیضان داتا علی ہجویری	اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
فیضان سنت	محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
فیضان شیخ القران	محمد آصف ہزاروی	مکتبہ بزم چشتیہ غفوریہ وزیر آباد 2010ء
فیضانِ صابر پاک	اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
فیوضات حسنیہ	جناب احمد حسن الحسنی صاحب	دربار عالیہ پیر سواگ ضلع لیہ 1999ء
القول الجلی فی ذکر آثار اولی (فارسی) سعی التقی (اردو)	شاہ محمد عاشق پھلتی مترجم: محمد تقی انور علوی ولی اللہ	مسلم کتابوی لاہور 1420ھ
کتاب المجروحین من المحدثین	محمد بن حبان بستی، م 354ھ	دار الصمیعی ریاض 1420ھ
کتاب شناسی آثار فارسی چاپ شدہ در شبہ قارہ	سید عارف نوشاہی	مرکز پژوہشی میراث مکتوب تہران 1391ھ
کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون	مصطفٰی بن عبد اللہ معروف حاجی خلیفہ، م 1067ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
الکواکب السائرۃ باعیان المائۃ العاشرۃ	نجم الدین محمد بن محمد غزی، م 1061ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1418ھ
گلستان الور	عزیز محمود ازہری	رکن اسلام پبلی کیشنز حیدر آباد 2009
لاہور کے اولیائے نقشبندیہ مجددیہ	صوفی محمد عبد الستار طاہر مسعودی	شبیر برادرز لاہور 2011ء
اللباب فی تہذیب الانساب	عز الدین ابن الاثیر جزری، م 630ھ	دار صادر بیروت 1400ھ
لطائف المدینہ	عبد الاحد وحدت بن خواجہ محمد سعید سرہندی	حوزہ نقشبندیہ کاشانہ شیر ربانی لاہور 2004
لمعات کمالات قادریہ و تبرکات خالقیہ	صوفی عبد الشکور ملتانی	افتخار پرنٹنگ پریس ملتان
اللہ والے، کلیاتِ مناقب	ظہور الحسن شارب	مکتبہ حاجی نیاز احمد ملتان
مجالس علماء (پیرزادہ اقبال فاروقی کی علماء کرام سے باتیں)	مرتب: محمد عالم مختار حق	مکتبہ نبویہ لاہور 2007ء
محدثین عظام حیات و خدمات	محمد عاصم اعظمی	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
المختصر من کتاب نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکہ	عبد اللہ مرداد ابو الخیر، م 1343ھ	عالم المعرفہ للنشر والتوزیع جدہ 1406ھ
مخزن برکات شاہ ابو البرکات	رضا المصطفٰی چشتی	مکتبہ مخزن برکات لاہور 1978ء

مر آۃالاسرار	عبدالرحمن چشتی	الفیصل ناشران تاجران کتب لاہور 2006ء
مر آۃالتصانیف	عبدالستار سعیدی قادری	جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور 1419ھ
مر آۃالحقیقہ المعروف دعوت الحنفیہ فی اصلاح عقائد الشیعہ	قلندر علی حنفی قادری چشتی	روز بازار الیکٹرک پریس ہال بازار امر تسر
مراۃالجنان وعبرۃالیقظان	ابو محمد عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان یافعی یمنی مکی، م768ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت 1417ھ
مرقع انور	منشی محمد مخدوم تھانوی	مطبع آگرہ اخبار آگرہ 1876ء
مشائخ مارہرہ کی علمی خدمات	مصنف: مختیار احمد ضیاء برکاتی، ترتیب جدید: ظفر محمود قریشی	ورلڈ ویو پبلشر زلاہور 2020ء
مشائخ ہوشیار پور	میاں عطاء اللہ ساگر وارثی ہوشیار پوری	طیب جمال پرنٹر زلاہور 1991ء
مصباح السالکین فی احوال رکن الملت والدین	محمد محمود احمد الوری نقشبندی قادری	اسلامیہ کتب خانہ سیالکوٹ
مصباح العاشقین	سید ظہور احمد شاہجہانپوری	مطبع انتظامی کانپور
المصطفی والمرتضی (تذکرہ چشتیہ)	سید محمد ذاکر حسین شاہ سیالوی	ضیاء القرآن لاہور
معارف رئیس الاتقیاء مولانا مفتی محمد نقی علی خاں بریلوی	محمد حنیف خان بریلوی	انجمن عاشقان رسول بریلی شریف 2000
المعارف لابن قتیبۃ	ابو محمد عبداللہ بن مسلم، م276ھ	نور محمد اصح المطابع کراچی
معجم البلدان	شہاب الدین ابو عبداللہ الحموی الرومی	داراحیاء التراث العربی
معجم الشیوخ	تاج الدین عبدالوہاب بن علی سبکی، م771ھ	دارالغرب الاسلامی بیروت 2004ء
معجم المؤلفین	شیخ عمر رضا کحالہ	موسسۃالرسالہ بیروت 1414ھ
معرفۃالقراءالکبار علی طبقات والاعصار	شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، م748ھ	استنبول 1416ھ
معرفۃالصحابۃ	ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، م430ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت 1422ھ
مفتی اعظم سید ابو البرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں	محب اللہ نوری	فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور اوکاڑہ
مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء	محمد شہاب الدین رضوی	رضا اکیڈمی ممبئی 1990ء
مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی حیات وخدمات	محمد ثاقب رضا قادری	Saqib1126@gmail.com
مقامات ارشادیہ ومناقب عنایتیہ	مقصود احمد عمری نقشبندی مجددی رامپوری	دین محمد پریس لاہور
مکہ مکرمہ کے عجمی علماء	عبدالحق انصاری	بہاءالدین زکریالائبریری چکوال 2001ء
ملت راج شاہی	مسکین معین قادری راج شاہی	مہتاب پریس دہلی

ممبئ عظمیٰ کی مختصر تاریخ	توفیق احسن برکاتی	مکتبہ طیبہ ممبئ 2015ء
ممتاز علمائے فرنگی محل لکھنؤ	یس اختر مصباحی	اکبر بک سیلرز لاہور 2017ء
مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ	محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری، م827ھ	مطبوعہ کوئٹہ 1407ھ
مناقب الشافعی	ابو بکر احمد بن الحسین بیہقی، م458ھ	مکتبۃ دار التراث القاہرہ 1390ھ
منتخب التواریخ مترجم	عبد القادر ملوک شاہ بدوانی	مرکز تحقیقات رایانہ ای قائمہ اصفہان
المنتظم فی تاریخ الملوک والامم	ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی، م597ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1415ھ
المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی	جمال الدین یوسف بن تغری ظاہری حنفی، م874ھ	الہیئۃ المصریہ العامۃ للکتاب
المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی	ابو المحاسن جمال الدین یوسف بن تغری بردی اتابکی، م874ھ	دار الکتب والوثائق القومیہ قاہرہ 1430ھ
مہر منیر	فیض احمد	نظریہ پاکستان پرنٹرز لاہور 2002ء
الموسوعۃ المیسرۃ فی تراجم ائمۃ التفسیر والاقراء والنحو اللغۃ	ولید بن احمد الحسین زبیدی، ایاد بن عبد اللطیف قیسی، مصطفیٰ بن قحطان الحبیب بشیر بن جواد قیسی، عمار بن محمد بغدادی	مجلۃ الحکمۃ برطانیہ 1424ھ
مولانا ارشاد حسین مجددی رامپوری حیات وخدمات، نظریات وتعلیمات	سید شاہد علی رضوی رامپوری	خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رام پور 1989ء
مولانا نقی علی خان بریلوی	محمد شہاب الدین رضوی	عالمی دعوت اسلامیہ لاہور 1995ء
مولانا نقی علی خاں حیات اور علمی وادبی کارنامے	محمد حسن ایم۔اے	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
میزان الاعتدال فی نقد الرجال	شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، م748ھ	دار الفکر بیروت 1420ھ
میو قوم اور میوات	محمد اسحاق چوہدری	مطبوعہ نامعلوم
النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ	جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن تغری بزدی اتابکی، م874ھ	الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب 1972ء
نزہۃ الخواطر	ابو الحسنات مولانا عبد الحی لکھنوی، م1341ھ	مکتبۃ دار عرفات رائے بریلی ہند 1412ھ
نظم العقیان فی اعیان الاعیان	جلال الدین ابو بکر عبد الرحمن سیوطی شافعی، م911ھ	المکتبۃ العلمیہ بیروت
نفحۃ الرحمن فی بعض الشیخ السید احمد بن السید زینی دحلان	ابو بکر شطاد میاطی شافعی، م1310ھ	مکتبہ ابن حرجو الجاوی 1437ھ
نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار	مؤمن بن حسن مؤمن شبلنجی	شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی مصر 1948
نور الرحمٰن ترجمہ انوار الرحمٰن	مولوی محمد نور اللہ صاحب	لالہ زار پبلی کیشنز نیویارک

النور السافر عن اخبار القرن العاشر	عبد القادر بن شیخ بن عبد اللہ عیدروس حسینی، م1038ھ	دار صادر بیروت 2001ء
نور نور چہرے تذکرۂ ابرار ملّت	محمد عبد الحکیم شرف قادری، م2007ء	مکتبہ قادریہ لاہور
نور نور چہرے تذکرۂ ابرار ملّت	عبد الحکیم شرف قادری، م2007ء	مکتبہ قادریہ لاہور
نیل الوطر	محمد بن محمد بن یحیٰ یمنی صنعانی، م1281ھ	المطبعۃ السلفیہ ومکتبہا قاہرہ
ہدایۃ الغوی بارشادات علی	ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری، م1354ھ	مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور
ہدیۃ العارفین مع کشف الظنون	اسماعیل باشا بابانی، م1339ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
ہزارہ کی روحانی شخصیت خواجہ محمد عبد الرحمن چھوہروی کی دینی فکر کا تجزیاتی مطالعہ	نوید خان ایم فل اسکالر جامعہ رحمانیہ	ایم فل مقالہ
الوافی بالوفیات	صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی، م764ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت 1420ھ
وفیات الاخیار	مولوی محمد احسن	مطبع شام اودھ لکھنؤ ہند 1902ء
وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان	ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد ابن خلکان، م681ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت 1419ھ
وفیات مشاہیر الفقیہ	محمد افروز قادری چریاکوٹی	رفاعی مشن ناسک ممبئی 2018
یادداشتیں اعلیٰ حضرت (مضمون کتاب تحلیقات ونگارشات)	سید الطاف علی بریلوی	مطبوعہ کراچی 1985ء

رسائل ومجلات واخبارات

اُردو پوائنٹ اخبار	ایڈیٹر: علی چوہدری	اُردو پوائنٹ اخبار پاکستان
دبدبہ سکندری، رام پور، 11، اکتوبر 1948ء	شاہ محمد فاروق حسن خاں صابری	رام پور
روزنامہ شاہین میرپور	چیف ایڈیٹر: خالد چوہدری	فرمان پلازہ چوک شہیداں میرپور آزاد کشمیر
سالانہ مجلہ اہل سنت کی آواز، اکتوبر 2002ء	مدیر اعلیٰ: سید نجیب حیدر قادری برکاتی نوری	خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف
سالنامہ معارف رضا 1990ء	مدیر اعلیٰ: سید وجاہت رسول قادری	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 1990
سالنامہ معارف رضا 2008ء	مدیر اعلیٰ: سید وجاہت رسول قادری	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 2008
سالنامہ معارف رضا 2001ء	مدیر اعلیٰ: سید وجاہت رسول قادری	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 2001
سالنامہ معارف رضا 2005ء	مدیر اعلیٰ: سید وجاہت رسول قادری	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی 2005

سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین پاکستان	مدیر اعلیٰ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری	ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف ضلع اٹک 2023ء
سیدین نمبر، جامعہ اشرفیہ مبارکپور 2002ء	مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی	ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور 2002ء
شارح بخاری نمبر (تذکرہ شریف الحق امجدی، کاپی)	چیف ایڈیٹر: یٰس اختر مصباحی	ماہنامہ کنز الایمان دہلی 2001ء
ششماہی مجلہ تصفیہ، خانقاہ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف کاکوری	ذوالنورین حیدر علوی	خانقاہ کاظمیہ قلندریہ تکیہ شریف کاکوری لکھنؤ 2016ء
صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام بریلی نمبر	مدیر اعلیٰ: حضرت علامہ مولانا سبحان رضا خاں سبحانی میاں	ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف 2001ء
الفقیہ امر تسر	ایڈیٹر: حکیم ابو ریاض معراج الدین احمد	ہفتہ وار اخبار الفقیہ امر تسر ہند
فیضان امام اہل سنت	ماہنامہ فیضان مدینہ خاص نمبر	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
ماہنامہ احکام القرآن، کھاریاں	مدیر اعلیٰ: قاضی محمد سعید احمد نقشبندی	در سعادت محلہ لطیف آباد کھاریاں
ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف مارچ 2008ء	مدیر اعلیٰ: سبحان رضا خاں سبحانی میاں	آفس ماہنامہ اعلی حضرت رضا نگر بریلی
ماہنامہ اعلیٰ حضرت، صد سالہ منظر اسلام نمبر	مدیر اعلیٰ: سبحان رضا خاں سبحانی میاں	آفس ماہنامہ اعلی حضرت رضا نگر بریلی
ماہنامہ الاشرف کراچی	مدیر اعلیٰ: ابو المکرم سید محمد اشرف جیلانی	درگاہ عالیہ اشرفیہ فردوس کالونی، کراچی
ماہنامہ الرضا	مدیر اعلیٰ: حسنین رضا خان بریلوی	دفتر الرضا محلہ سوداگران بریلی شریف
ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ	مدیر اعلیٰ: ابو المسکین محمد ضیاء الدین پیلی بھیتی	مطبع حنفیہ پٹنہ
ماہنامہ جام نور دہلی	مدیر اعلیٰ: خوشتر نورانی	آفس ماہنامہ جام نور مٹیا محل جامع مسجد دہلی
ماہنامہ جہان رضا لاہور	مدیر اعلیٰ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی لاہور
ماہنامہ رضوان لاہور	مدیر اعلیٰ: پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی	دار العلوم حزب الاحناف لاہور
ماہنامہ کنز الایمان دہلی	مدیر: محمد قمر الدین رضوی	آفس ماہنامہ کنز الایمان مٹیا محل دہلی
ماہنامہ معین الدین	مدیر اعلیٰ: ابو احمد سید فضل حسین شاہ	انجمن معین الدین تاجپورہ لاہور
ماہنامہ نور الحبیب	مدیر اعلیٰ: محمد محب اللہ نوری	دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ
المجلۃ التاریخیۃ المصریۃ المجلد 55	رئیس مجلس الادارۃ: ہیثم الحاج علی	مدینہ نصر قاہرہ 2021ء
مجلہ ضیائے اسلام جہلم	مدیر اعلیٰ: محمد سہیل احمد سیالوی	بزم شیخ الاسلام پاکستان
محبوب یزدانی یادگاری مجلہ	باہتمام: غوث العالم اکیڈمی	دار العلوم اشرفیہ رضویہ کراچی

معارف رضا1998ء	مدیر اعلیٰ: سید وجاہت رسول قادری	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی1998
نوائے وقت	ایڈیٹر: رمیز مجید نظامی	اخبار نوائے وقت پاکستان

متفرقات

الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ	احمد رضا خان بریلوی، م1340ھ	موسسہ رضا جامعہ نظامیہ لاہور2003ء
الاسناد من الدین وصفحۃ مشرقۃ من تاریخ سماع الحدیث	عبد الفتاح ابو غدہ	المکتبۃ الغفوریۃ العاصمیۃ کراتشی
تقاریظ امام احمد رضا	سید صابر حسین شاہ بخاری	اکبر بک سیلرز لاہور2013ء
ثلاث رسائل للدوانی	جلال الدین محمد بن سعد الدین الصدیقی الدوانی، م918	مجمع البحوث الاسلامیہ ایران 1411ھ
حیات الحیوان	کمال الدین دمیری	دار الکتب العلمیہ بیروت
دلائل الخیرات کی سند نعیمی	عبد الحق انصاری	فقیہ اعظم پبلی کیشنز او کاڑہ2009ء
دیوان دیدارِ علی اردو	ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ الوری، م1354ھ	مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور
رسائل خمسہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، مولانا سید ظہیر الدین، مولانا شاہ رفیع الدین	در مطبع عزیزی دہلی1310ھ
رسائل محدث سورتی	تصنیف: وصی احمد محدث سورتی، م1334ھ تحقیق و تخریج: خرم محمود سر سالوی	الغنی پبلشرز کراچی2020
لسان العرب	جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی، م711ھ	مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت1426ھ
مرزا جانِ جاناں کے خطوط	خلیق انجم ایم اے	مکتبہ برہان اردو بازار دہلی
مضامین ڈاٹ کام	مضمون قمر تبریز	24-Mar-2017
مضمون یادِ رفتگان، تحریک آزادی کشمیر کے ممتاز رہنما	کالم نگار: سید اعظم حسین گیلانی میرپور	ماہنامہ شاہین چوک شہید میرپور آزاد کشمیر
ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	احمد رضا خان بریلوی، م1340ھ	مکتبۃ المدینہ دعوت اسلامی کراچی
ملفوظات شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی	سید نور الحسن خان، م1917ء	پروگریسو بکس لاہور2020ء
الیواقیت المہریہ فی شرح الثورۃ الھندیہ	غلام مہر علی گولڑوی	کتب خانہ مہریہ چشتیاں شریف

بزرگوں کے حالاتِ زندگی لکھنے کے مقاصد وفوائد

بزرگوں کے حالاتِ زندگی لکھنے کے کئی مقاصد وفوائد ہیں۔ مثلاً ☆ماضی سے واقفیت کے لیے کہ ماضی میں آجکل کے نیو ایجادات والے دور کی طرح زندگی آسان نہ تھی، اس کے باوجود انھوں نے دین اسلام کی ترقی کے لیے مشکل سفر کئے، ہاتھ وقلم سے کتب لکھیں وغیرہ اس سے دینی خدمت کا ذہن بنتا ہے۔ ☆دُرست واقعات کی چھان بین کے لیے کہ بعض نادان مالی یا دنیاوی فائدے کے لیے اپنے بزرگوں کے بارے میں جھوٹی باتیں مشہور کردیتے ہیں، درست واقعات لکھنے اور محفوظ کرنے سے اس کا سدِباب ہوتا ہے۔ ☆موجودہ اور نئی نسل کو بزرگوں کی زندگی سے روشناس کرانے کے لیے تاکہ انہیں علم وعمل کا جذبہ ملے اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کا شوق پیدا ہو۔ ☆حوصلہ بلند کرنے کے لیے کہ بعض حالات وواقعات بندے کی ہمت توڑنے لگتے ہیں مگر جب وہ اپنے بزرگوں کی استقامت اور اعلیٰ جذبات وواقعات پڑھتا ہے تو ہمت واستقامت نصیب ہوتی ہے۔ ☆دنیا وآخرت کو بہتر بنانے کے لیے کہ صالحین کا ذکر کارِ ثواب ہے اور ان کے واقعات سے حسن مُعاشرت اور آخرت کی تیاری کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ ☆روزِ قیامت صالحین ومقربین کی شفاعت کے لیے کہ یہ قیامت کے دن اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنے وابستگان اور اہل محبت گناہگاروں کی شفاعت کریں۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کے تذکرے پڑھنے سے دل ودماغ روشن ہوتا اور عمل کی ترغیب ملتی ہے۔ عبادت کا ذوق وشوق نصیب ہوتا ہے۔ ایمان کو قوت پہنچتی ہے۔ خوف خدا اور محبت رسول اللہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ رب کی عطا سے بزرگوں کی ارواح طیبہ متوجہ ہوتی ہیں۔ رزق، عمر، اولاد میں برکت اور نیک اعمال میں ترقی ہوتی ہے۔ بلا ومصیبت سے نجات اور نفس وشیطان کے حملوں میں فتح نصیب ہوتی ہے۔

DAWAT-E-ISLAMI

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net